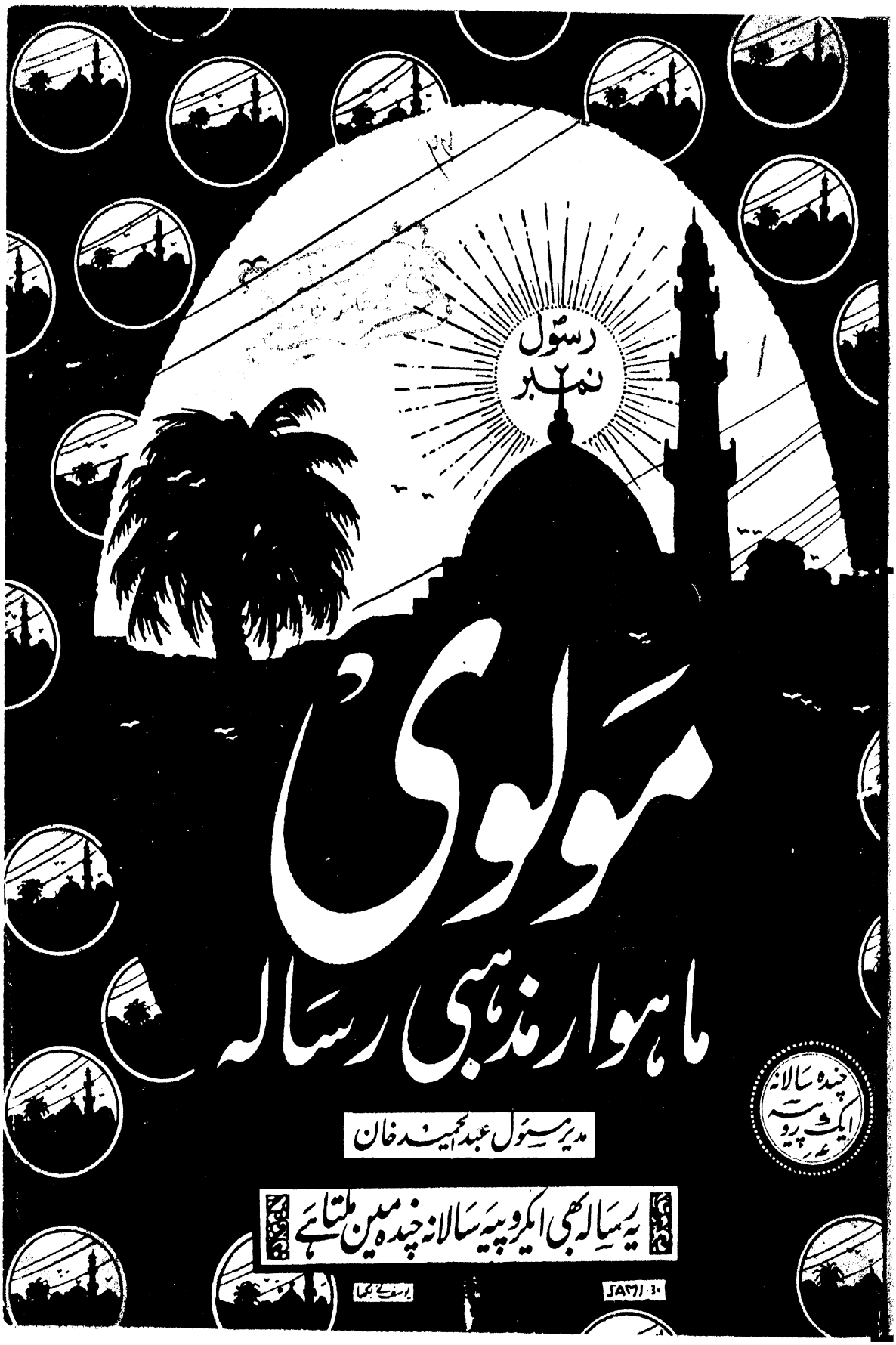
UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226535
UNIVERSAL
LIBRARY


رسول نمبر
مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
چندہ سالانہ ایک روپیہ
مدیر مسئول عبدالحمید خان
یہ رسالہ بھی ایکروپیہ سالانہ چندہ مین ملتا ہے
رسالہ بکا
SAMI

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ

پس نہ سکیں گے پھیر دینا اس کا اور نہ وہ ڈھیل دیئے جائیں گے ف اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا تھا

پھیرنا اس کے بٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی اور آپ سے پہلے جو

بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ

ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے پس گھیر لیا ان لوگوں کو کہ ٹھٹھا کرتے تھے ان میں سے اس چیز نے کہ تھے ساتھ

پیغمبر جو گذرے ہیں ان کے ساتھ بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا گیا تھا سو جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا ان پر وہ عذاب واقعہ ہو گیا جسکے

يَسْتَهْزِئُونَ ۝ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ

اس کے ٹھٹھا کرتے کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات اور دن اللہ سے

ساتھ وہ استہزا کرتے تھے (البتہ یہی ان سے کہدیجئے) کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمٰن (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت

بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن

بلکہ وہ یاد پروردگار اپنی سے منہ پھیرنے والے ہیں ف کیا واسطے ان کے معبود ہیں کہ منع کرتے ہیں ان کو ورے

کرتا ہو۔ بلکہ وہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے روگردان (ہی) ہیں کیا ان کے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہیں کہ (عذاب مذکور سے)

تفسیر صفحہ ہذا۔ ف ارشاد ہوتا ہے کہ جب ایسے لوگوں کی قیامت و آخرت کے دن کفار کو معلوم ہو جائے گی تو اب سوال کیا کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی تو اے ہمارے نبی ان سے کہہ دیجئے کہ قیامت جب آئے گی تو تم کو اس مسخرے پن کا مزا آجائے گا۔ ۱۲ منہ ف اور وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو تو عذاب سے کیا بچائیں گے خود ان کا تو یہ حال ہے کہ اگر ان پر کوئی مصیبت پڑے تو آپ اپنی مدد کے قابل اور نہ کسی دوسرے کی مدد کر سکیں تو بھلا ایسے مجبور کیا معبود ہو سکتے ہیں یا دوسرے جملہ کا پیغام ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ ۱۲ منہ


## بس یہی وہ قرآن شریف ہے جو چھپنے سے پہلے ہزاروں ہدیہ ہو گیا۔ اب جب چھپکر تیار ہوا۔ تو

**سبحان اللہ** کیسی مقبولیت ہے۔ جو ایک منگاتا ہے پھر وہ دس منگاتا ہے۔ آج ہندوستان بھر میں اس سے بہتر قرآن شریف اس ہدیہ کا نہیں ہے اور ہو بھی کیونکر اس قدر محنت کوئی نہیں کر سکتا جتنی اس کی طباعت میں ہوئی ہے اگر ایک کاغذ بھی خراب ہوا اور منظور نہ کیا گیا +

**نمونے سے قرآن شریف بہت اچھا ہے** کیونکہ نہ ویسی کتابت ہو سکی اور نہ ویسی چھپائی اور نہ ویسی جلد۔ غالباً البتہ قریب قریب ویسا ہی ہے پھر ایک نہیں ہزار در ہزار خوبیاں اصل اندازہ تو پورے قرآن شریف کو ہی دیکھنے سے ہو سکتا ہے۔ ناپسند ہونے پر فی الفور واپس کر دیجئے۔ حضرت یہ ناممکن ہے کہ ایک قرآن شریف منگا کر آپ خاموش ہو جائیں۔ آپ اگر قصداً بھی کریں تب بھی اس کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ یہی ہے وہ قرآن شریف جس کا صرف ایک صفحہ چھپتے پورے ہندوستان بھر میں شہرت ہو گئی +

## یہ دو ترجمہ والا خوشنما اعجاز بیان قرآن معہ تفسیر واضح البیان اردو مفسر علامہ عبدالماجد ناظم جمعیۃ علماء دہلی

ترجمہ اول منتخب حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ جو مسلمانوں کے تمام فرقوں میں مستند اور مقبول ہے ترجمہ دوم بامحاورہ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی

مع مقدمہ منصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی قبلہ مدظلہ شیخ التبلیغ

معہ خواص القرآن۔ برہان القرآن۔ تاریخ القرآن۔ فوائد القرآن۔ اعمال القرآن۔ رموز القرآن تعبیر نامہ خواب وفالنامہ قرآنی

کیا قرآن پاک ہے۔ دس ہزار ناظرین "مولوی" میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جس نے ایسا قرآن شریف لینے ہدیہ والا دیکھا ہو۔ خط کی پاکیزگی۔ الفاظ کی نشست حرفوں کی موزونی۔ کاغذ کی نفاست چھپائی کی صفائی بہت اعلیٰ درجہ کی قابل دید۔ بہ ایں الخفیفت عدیم النظیر قرآن شریف ہے۔ دونوں ترجمے مستند ہیں وہ تو اخبر من الشمس ہیں لیکن اس میں مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ نظر ثانی شدہ ہے اور مولانا کی سند بھی اس قرآن شریف میں موجود ہے **تفسیر** کے لئے اول تو علامہ **ماجد** قبلہ کا نام ہی کافی ضمانت ہو لیکن جن تفاسیر سے ماخذ ہے ان کے چند نام یہ ہیں۔ ابن کثیر۔ خازن۔ جلالین۔ کبیر۔ ابن جریر۔ مدارک۔ موضح القرآن۔ ابن ابی حاتم۔ مسند بزار۔ مسند امام احمد حنبل۔ مستدرک حاکم۔ بیان القرآن یہ تمام تفسیریں عوالحات کے لئے پیش نظر ہیں جتنی محنت اس تفسیر پر ہوئی وہی اس کی متحمل ہے کہ چار روپے میں دیجائے **صحت** میں انسانی کوشش کو جتنا دخل ہے وہ سب اس میں کی گئی ہے اور خدا کے فضل سے ایک ایک حرف کی ذمہ داری **مقدمۃ القرآن** کی خوبیوں کا اندازہ پڑھ کر ہی ہو سکتا ہے۔ پہلے حصہ میں مخالفین اسلام کے صدہا اعتراضات قرآن کے جوابات ہیں۔ اس مقدمہ کا پڑھنے والا نہیں مخالفین کی بے سروپا ہرزہ سرائی کے جواب دینے میں نہیں چوکتا اور تار عنکبوت کی طرح توڑ دیتا ہے۔ دوسرے حصہ میں آفرینش عالم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء اور صلحاء اور کتاب اللہ کی تفصیل و حالات۔ تیسرے حصہ میں بعثت رسول سے قبل اور بعد کے حالات جزو کل۔ اور آنحضرت کی جاں پرور رسول حیات معہ حالات خلفاء راشدین و ترتیب قرآن شریف وغیرہ چوتھے حصہ میں فضائل تعوذ۔ فضائل بسم اللہ۔ تلاوت قرآن مجید کے فضائل۔ آداب القرآن۔ خواص القرآن۔ اسرار القرآن۔ مضامین قرآن کی مفصل فہرست اور پھر اعمال۔ نقوش۔ اوراد فالنامہ۔ رموز وغیرہ

سب پر یہ ہے کہ ان تمام خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف مجلد جرمی نقرئی کار للعہ محصول علاوہ ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

# عاشقانِ رسولؐ کا جھرمٹ

دیکھنا چاہتے ہیں تو آیئے میں دکھاؤں کہ کون کون سے غیر معروف کونوں کے رہنے والے ہیں اور جو مجھ جیسے بے نوا کی صرف ایک صدا پر سرکار رسالت پناہی کی حاضری کے لیے جوق جوق آگئے اور انہوں نے اس سال کا رسول نمبر باوجود میرے افلاس، عالمگیر کساد بازاری، پریس کی ضمانت اور غیر معمولی اضافۂ ضخامت کے گراں بار قرض کے پہلے سال سے بدرجہا بہتر شایع کرادیا،

شکر ہے خدائے کارساز کا کہ اس نے مجھے ایسے ہمت بڑھانے والے ہمت والے معاونین عطا فرمائے،

اب رسول نمبر پڑھنے اور اس کو دیکھ کر خوش ہونے سے پہلے تمام ناظرین ان معاونین کے حق میں دعائے خیر فرمائیں "خدایا جیسی تیرے حبیب کی مقدس سوانح پیش کرنے میں ان لوگوں نے دستگیری کی ہے تو ان کا معاون و دستگیر ہو"

اس قدر سستا اور آسان مفید رسول نمبر چھپوانے کا منشا ظاہر ہے یہی ہوسکتا ہے کہ یہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کے ہاتھوں تک پہنچ جائے، دوسرے معاونین کی اولوالعزمی نے میری ہمت و جسارت میں غیر معمولی جوش ہی پیدا کردیا ہے، اور میں بلا دریغ اور بلا پس و پیش خرچ کرنے کے لیے طیار ہوجاتا ہوں، اور لطف یہ کہ سب کچھ قرض ہوتا ہے جو معاونین کی بروقت اعانت سے ادا ہوجاتا ہے، اب کے بھی یہی ہوا کہ پونجی تو خیر کیا تھی جو خرچ ہوتی، بہرحال جو بھی تھا وہ خرچ کیا، اور باقی سارا کام اعتماد پر ہوا۔ اب اختتام رسول نمبر تک ۴ ہزار روپیہ دینا رہے گا، مجھے اس کا ذرا بھی فکر نہیں ہے، آپ جانیں اور آپ کا رسالہ، ادائیگی کی ترکیب یہ ہے کہ دو ہزار جدید خریدار دیدیجیے، کیونکہ دو ہزار پرچہ زائد چھپوایا ہے اور دو ہزار کی کتابیں خرید لیجیے، یہ رقم تو ادا ہوجائے، آگے خدا مالک ہے جیسی صورت ہوگی آپ کو مطلع کردوں گا،

اب ان حضرات کو خاص طور سے متوجہ ہونا چاہیے، جنکا نام عاشقان رسول کے زمرہ میں اس دفعہ طبع نہیں ہوا ہے، آخر ان کا نام بھی تو آنا چاہیے، دس ہزار ناظرین میں سے ہزاروں ایسے باقی ہیں جنہوں نے ابتک معاونت میں حصہ نہیں لیا، ان کو بھی تھوڑا سا وقت نکالنا چاہیے، ورنہ مخلص معاونین قدیم تو ہمیشہ مدد کرتے ہیں، اب بھی کریں گے،

آج کل کی کساد بازاری اور انقلاب انگیز دشواری بہت کافی محنت اور سعی چاہتی ہے اگر اس دفعہ دل سے کوشش نہ کی گئی تو آیندہ کی ترقی ہی مسدود نہ ہوگی بلکہ یہ اتنا بڑا پہاڑ ذرا بھی کھسکنے نہ دیگا،

محرم کا پرچہ بھی آپ دیکھ چکے ہیں اور یہ پرچہ بھی پیش نظر ہے کیا یہ صرف دو پرچے ہی ایک روپیہ سے کم کے معلوم ہوتے ہیں، اور آیندہ نو پرچے بلکہ کیا صرف ایک روپیہ کا محض کاغذ ہی آپ تک نہ پہنچ جائے گا، ایسا سستا اور مفید پرچہ جس کی لاگت دو روپے سالانہ ہے ایک روپیہ سالانہ میں اس کا خریدار پیدا کرلینا کیا اتنا دشوار ہے کہ آپ سب بھائی اس کو گوارا نہیں کرلیتے، اُٹھیے اُٹھیے اور یہ سمجھ کر اُٹھیے کہ دو ہزار میں سے دو سو خریدار دینے آپ کے ذمہ ہیں،

اگر آپ نے یہ چار ہزار روپیہ کا قرض ادا کرادیا، تو اس کے شکرانہ میں ربیع الثانی نمبر میں حضرت محبوب سبحانی شاہ جیلانی کے مواعظ کا وہ بیش بہا گنجینہ پیش کروں گا کہ شاید اس سے قبل آپ نے اول نشین روح پرور وعظ نہ سنا ہوگا، انشاء اللہ

معاونین مفصلہ ذیل میں وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے ماہ ذی الحجہ میں ہی خریدار دیئے تھے، لیکن بیشتر حضرات ان لوگوں کا ہے جنہوں نے محرم و صفر میں رسول نمبر کی اعانت کے سلسلہ میں خریدار بہم پہنچائے،

## تشکر خصوصی

یوں تو دو دو چار چار خریدار بہت سے بہایوں نے عنایت فرمائے، لیکن کس درجہ احسان ہے رسالہ مولوی ناظرین مولوی پر جناب مولوی حکیم محمد بخش صاحب نائب تحصیلدار ملتان کا جنہوں نے دو مہینے میں ۴۵ خریدار عنایت فرمائے اور لطف یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص نے بھی وی پی واپس نہیں کیا اور مولوی سید عبدالقادر صاحب تعلقدار آبکاری بلدہ حیدرآباد دکن نے ۳۰ خریداروں سے چندہ وصول کرکے منی آرڈر روانہ کیا، اور مولوی وکیل احمد، احمد حسن صاحب ایجنسی پولیس مان پور نے ۲۰ خریدار دیئے، ان میں سے بھی کسی نے ایک وی پی بھی واپس نہیں کیا،

جناب پیرزادہ شمس الدین صاحب ناسک، مولوی نعمت اللہ صاحب تنا ویلی، مولوی رفعت علی صاحب الہ آباد، سید حیدر علی صاحب پنشکار اودنی، مولوی نورالدین صاحب ناظر عدالت کنڑ، مولوی قادر محی الدین صاحب عادل آباد، مولوی انتظام الدین صاحب پوسٹماسٹر لاکپی، محمد حیات صاحب اینڈسٹر ویراجندر اپیٹ، مولوی عبدالرحمن صاحب انصاری دوبل گنڈی، مولوی قمرالدین صاحب پنشکار تحصیل بھونگیر، ان حضرات نے دس یا دس سے زائد خریدار دیئے اور سو سے مقدم الذکر کے اور سب کے عطا کئے ہوئے خریداروں نے سب کے سب وی پی وصول کرلیے

خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے ان سب حضرات کو دین و دنیا کی خیر و برکت نصیب فرمائے، اور ان کے مقاصد دلی پورے کرے، اور بروز حشر رسول کریم کی شفاعت نصیب ہو،

## اب عاشقان حبیب الٰہ کی فہرست ملاحظہ فرمایئے

| نام | تعداد | نام | تعداد |
|---|---|---|---|
| جناب سید میراں صاحب بورسد | ۱ | مولوی علی حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر | ۲ |
| " نورشاہ صاحب تاجر نارورہ | ۱ | " فخرالدین صاحب برہان پور | ۳ |
| " سید محمد ابراہیم صاحب کلستر | ۱ | " عبدالقادر پٹیل صاحب بمبئی | ۲ |
| " سید علی اکبر صاحب پونجہہ | ۵ | " محمد شفاعت حسین صاحب لشکر | ۲ |
| " مولوی اصغر صاحب عثمانی اندور | ۱ | " سلیمان خان صاحب بلنگ | ۱ |
| " سید عشوق علی صاحب جالراپاٹن | ۳ | " مولوی غلام نبی صاحب گوجانوالہ | ۳ |
| " سید ابراہیم سید نظام الدین بمبئی | ۱ | " مولوی نہال احمد صاحب گورنمنٹ | ۲ |
| " عبدالشکور فتح کریم صاحب چندوڑ | ۱ | " محمد جی منصوری صاحب احمدآباد | ۲ |
| " محمد صالح صاحب مولمین برما | ۱ | " محمد نظام الدین صاحب سکندرآباد | ۲ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| مولوی سرور خاں صاحب تحصیلدار ردا | ۳ |
| محمد منور صاحب پٹواری ہنڈواڑہ | ۲ |
| مولوی عبدالعزیز صاحب دار شاہ | ۳ |
| محمد شفیع صاحب سیالکوٹ | ۲ |
| " دار و غدہ محمد حسن خاں صاحب ہیلپل | ۱ |
| " پیرزادہ سید بلاغ حسین شاہ سورہن | ۳ |
| " سید میر صاحب جوڑاوہ | ۱ |
| " محمد عبدالعزیز صاحب نلگنڈہ | ۲ |
| " عبدالصمد صاحب دہرہ پور | ۲ |
| مولوی سید عبدالقادر صاحب تعلقدار آب کاری بلدہ حیدرآباد دکن | ۳۰ |
| جناب بابو دین محمد صاحب مونگیا مرچنٹ | ۱ |
| " عبدالعزیز صاحب رئیس | ۱ |
| " عبدالصمد صاحب رئیس | ۱ |
| " عبداللہ صاحب کارڈ نفیور | ۲ |
| " میرزا عثمان اشرف صاحب بیاولپور | ۱ |
| مولوی عبداللطیف صاحب سیدپور | ۲ |
| " شہاب الدین صاحب کراچی | ۲ |
| " ملک محمد الدین صاحب پنشنر سرجانیہ | ۵ |
| " بابو محمد ابراہیم صاحب ولیل پوری | ۱ |
| " محمد یاسین عبدالمجید صاحب ڈیرہ گا | ۱ |
| " سید عنایت علی صاحب وارسا | ۱ |
| " لے بے عبدالرحیم صاحب سیلوپنشنر | ۱ |
| " سید عبدالغنی صاحب اودیان پورہ | ۲ |
| " محی الدین شریف صاحب وارنور | ۱ |
| " خورشید عالم صاحب ڈیرہ ساحل | ۲ |
| " شمس الدین صاحب ہرکنڈا | ۲ |
| " عبدالرزاق صاحب دہرم پور | ۱ |
| " محمد ایوب خاں صاحب بلیا | ۱ |
| " محمد حسین صاحب صدر قانونگو میرٹھ | ۱ |
| " محمد محبوب صاحب مستری ٹاٹا نگر | ۱ |
| " محمد عثمان صاحب مولوی تالاب | ۱ |
| " محمد یوسف صاحب مونگڈہ | ۱ |
| مولوی امتیاز علی صاحب فیض آباد | ۲ |
| " شیخ برہان صاحب مدرس بہان | ۱ |
| " مولداد صاحب مدرس سیبی | ۱ |
| " مولوی علی محمد صاحب جام پور | ۱ |
| " عبداللہ صاحب پنشنر ہردوفا نپور | ۵ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| جناب پیرزادہ محمد یاسین صاحب بٹن | ۱ |
| " پیرزادہ شمس الدین صاحب ناسک | ۱۰ |
| " حافظ نصیر الدین صاحب نصیر آباد | ۱ |
| " عبدالرحمن صاحب فنانس جاورہ | ۳۲ |
| " محمد یاسین صاحب پٹیل سیندہوا | ۳ |
| " مولوی وارث حسین کرانی کنٹر | ۵ |
| " سید نظیر الحق صاحب قادری لائل پور | ۱ |
| " شیخ فاد بخش صاحب اورنگ آباد | ۱ |
| " میر لیاقت علی صاحب تلوارہ | ۴ |
| " سلطان علی صاحب امام مسجد گوجرانوالہ | ۳ |
| " ایم غلام احمد صاحب پٹواری بہرام پور | ۱ |
| " محمد یوسف صاحب کلکتہ | ۱ |
| " سید نور الدین صاحب ناظر کنٹر | ۱ |
| " احمد حسین صاحب دکاندار چنی گوٹ | ۲ |
| " مولوی محمد علی صاحب افسر مدرس ہنڑنج | ۲ |
| " عبداللطیف صاحب رحمد پور | ۱ |
| " عبدالاحد صاحب جلال پوری ہوڑہ | ۱ |
| " صوفی محمد شفیع صاحب سالکوٹ والے | ۱ |
| " سید عبدالقادر صاحب کاوس پیٹ | ۱ |
| " قاضی محمد رحمۃ اللہ صاحب کونترلیہ | ۲ |
| " ماسٹر وزیر خاں صاحب چندہ ڈیرہ | ۱ |
| مولوی محمد علی صاحب جاورہ | ۲ |
| " سید محمد احسن صاحب گیا | ۱ |
| " شیخ عبداللہ صاحب ناگر کھیڑا | ۱ |
| " مولوی علی محمد صاحب ہانسی دوبارہ | ۲ |
| " خان محمد خاں صاحب پولیس کلرک | ۲ |
| " قاضی فصیح الدین صاحب بارسی | ۱ |
| " مولوی چراغ دین صاحب سالکوٹ | ۱ |
| " کالے خان صاحب لیران | ۱ |
| " محمد علی صاحب کلکٹری کچہری | ۲ |
| حکیم مبین الحق صاحب سورت | ۲ |
| قاضی کمال الدین صاحب بمبئی | ۵ |
| " بابو غلام فرزند صاحب لاہور | ۱ |
| " غلام محی الدین صاحب باندہ | ۱ |
| " عبدالحق صاحب دربھنگہ | ۱ |
| " ایم اے پی ایچ انصاری جبل پور | ۱ |
| " قاضی علی محمد صاحب گرداور سیتاپور | ۲ |
| مولوی نعمت اللہ صاحب تاجوبی دوبارہ | ۵ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| فتح بہادر خاں صاحب پوسچھہ | ۲ |
| " مولوی محمد یوسف صاحب شنگڑو | ۱ |
| " شیخ حسن محمد صاحب گوجرہ | ۲ |
| " عبدالکریم رمضان صاحب نیسر پور | ۳ |
| " شیخ محفوظ علی صاحب ہیرور الور | ۳ |
| " مولوی عبدالحق صاحب گاساڑی | ۲ |
| " شیخ حیدر صاحب برورام اوتی | ۳ |
| " مولوی محمد حسین صاحب آگاری نیرہم | ۵ |
| " سید حیدر علی صاحب پنیکار اوتی | ۹ |
| " محمد یوسف صاحب انجارج مادھوپور | ۱ |
| " مقصود حسن صاحب آزاد نگرگڑہ | ۲ |
| " مولوی احسان الحق صاحب سلام پور | ۱ |
| " سید احمد صاحب مدرس چنگیری | ۱ |
| " محمد اسماعیل صاحب ہیرت پور | ۱ |
| " رفعت علی صاحب الہ آباد | ۸ |
| " غلام فرزند صاحب لاہور | ۱ |
| " مجیب اللہ صاحب رسالہ بریلی | ۱ |
| عبدالعزیز رضوان اللہ صاحب احمد آباد | ۳ |
| سید محمد بشیر صاحب سوہرہ | ۱ |
| مولوی سعد الدین صاحب انڈورلز | ۳ |
| حافظ عبدالحکیم صاحب الہ باران | ۱ |
| ولی محمد شاہ صاحب ڈیاداولی | ۱ |
| مولوی فرید محمد صاحب چک مجاہد | ۱ |
| مولوی شیخ اشتیاق علی صاحب ایٹہ | ۲ |
| مولوی پیر محمد صاحب پٹواری بگان کلکتہ | ۴ |
| عبدالقادر صاحب پٹواری بڈہ پیر | ۴ |
| مولوی محمد بیگ صاحب تحصیلدار | ۳ |
| محمد امین صاحب منشی خان فیروزپور | ۲ |
| مولوی پیر محمد صاحب کلکتہ | ۴ |
| منشی محکم الدین صاحب پوسچھہ | ۱ |
| مولوی حامد حسین صاحب کوڑی | ۴ |
| بابو غلام رسول صاحب پشاور | ۵ |
| سید احمد صاحب ناگپور | ۱ |
| مولوی ریاست علی صاحب قدوائی | ۵ |
| ایم سید عمر صاحب ہری ہر | ۲ |
| مولوی نور الدین صاحب ناظر کنٹر | ۱۰ |
| مولوی عبدالمجید صاحب الہ آباد | ۱ |
| مولوی عبدالعزیز صاحب احمد آباد | ۱ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| مولوی محمد ابراہیم صاحب مورہ | ۱ |
| خطیب محمد ہدایت اللہ صاحب مہسکر | ۲ |
| ذکریا خاں صاحب سب انسپکٹر کوٹ | ۴ |
| مراد محمد صاحب موٹر ڈرائیور کراچی | ۱ |
| مولوی عبدالحق صاحب موگا | ۴ |
| مولوی غلام رسول صاحب بہلن | ۵ |
| " امیر محمد صاحب جاورہ تال | ۱ |
| " عبداللطیف صاحب ترنتارن | ۲ |
| " شرف الدین صاحب نجاد گلی | ۴ |
| " عبدالحمید صاحب کوپا گنج | ۵ |
| " مولوی مہر محمد بخش صاحب نائب تحصیلدار ملتان بدفعات | ۴۵ |
| مولوی یوسف خان وکیل شاہجاپور | ۱ |
| " مظفر خاں صاحب کوٹہ | ۳ |
| " سید ممتاز علی صاحب قادری | ۱ |
| " قاری اسمٰعیل عرفانی رنگون | ۱ |
| " مولوی حسام الدین صاحب سارنی | ۵ |
| " مولوی رشید الدین صاحب خاص پور | ۳ |
| " ایم یوسف خاں صاحب چنارنہ | ۲ |
| " اعجاز حسین صاحب مشلہ | ۳ |
| " مولوی امیر احمد صاحب باسنی | ۴ |
| " محمد جمال الدین صاحب اکولہ | ۲ |
| سید اے حسن صاحب کاکوجان | ۲ |
| " اسد اللہ صاحب نازکی بنڈا پور | ۲ |
| غلام قدوس صاحب ڈہاکہ | ۱ |
| " قادر محی الدین صاحب عادل آباد | ۸ |
| عبدالغنی صاحب مال پشاور | ۱ |
| نظام الدین یونس خاں صاحب اورن | ۳ |
| مولوی محمد ابراہیم پیش امام جے پور | ۵ |
| سید حبیب الدین احمد نقوی نجیر | ۲ |
| " سید اکبر علی صاحب مدرس چرچرا | ۱ |
| " شیخ محمد احمد صاحب مالگاؤں | ۱ |
| " محمد عبداللہ صاحب اورن | ۳ |
| جناب سید قمر الحسن ہیڈ مدرس غازی پور | ۲ |
| سعد الدین حسین صاحب اندور | ۲ |
| قاضی حامد علی صاحب قریشی سکت بیڑ | ۳ |
| تاج الدین صاحب جگدیو تنا گپور | ۱ |
| مولوی علی احمد خاں صاحب بیاکہ | ۳ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| ایم حبیب اللہ صاحب غازی پور | ۳ |
| غازی عبد القیوم صاحب قریشی جہلم | ۴ |
| سید شرکت علی صاحب ہاپڑہ | ۴ |
| عبد الشکور صاحب نان پارہ | ۱ |
| ایم اے حسین صاحب بمبئی | ۱ |
| قاضی رفیع الدین صاحب ساونگی | ۱ |
| سید عبد الخالق صاحب بنگلور | ۱ |
| مولوی رحمۃ اللہ صاحب سیدپور | ۱ |
| حاجی محمد حاجی عبد اللہ صاحب | ۳ |
| محمد ابراہیم صاحب ہاشمی پلندری | ۳ |
| " مولوی نعیم الدین صاحب آرہ | ۳ |
| " سید دولت علی صاحب کھٹک پور | ۴ |
| " ستری لطیف احمد صاحب نوشہرہ | ۲ |
| " غلام نبی صاحب سیتا پور | ۲ |
| " حبیب الرحمن صاحب فتحپور ٹرہ بنکی | ۲ |
| " سید ماجد حسین صاحب کان پور | ۱ |
| " عبد الرزاق صاحب ٹری کولور | ۱ |
| " عبد القادر صاحب انسپکٹر دیوکنڈہ | ۳ |
| " سید عمر صاحب قاضی سنگرنی کاریں | ۲ |
| " حاجی فتح علی صاحب حیدرآباد دکن | ۲ |
| " محمد میرزا صاحب سیوی | ۲ |
| " حاجی ولی محمد ابراہیم صاحب امراوتی | ۲ |
| " بابو امتیاز علی صاحب لکھیری | ۴ |
| " عبد العزیز صاحب ۳۶ کلکتہ | ۱ |
| " ثناء دین صاحب کلرک لاہور | ۱ |
| " عبد العزیز صاحب دہار | ۱ |
| " عبد الکریم خاں صاحب پشاور | ۴ |
| " سید دلدار علی صاحب راٹھہ | ۵ |
| " بابو میر محمد صاحب پونچھہ | ۲ |
| " محمد بشیر علی صاحب گجرات | ۲ |
| " محمد یاد علی صاحب اسرولی گھمل | ۲ |
| " ابو ظاہر صاحب مکند پرشاد | ۱ |
| " قاضی نیر وز الدین صاحب گرداور | ۱ |
| " عابد علی صاحب فخار بسوان | ۴ |
| " مولوی نور محمد صاحب ساگر | ۱ |
| " سید نواب علی صاحب کنوڈ | ۱ |
| " انوار احمد صاحب آنولہ | ۱ |
| " بی ایم شیخ صاحب پونا | ۵ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| جناب محمد شفیع صاحب کراچی | ۲ |
| " مولوی ابو صالح صاحب ریڈر بیجاپور | ۸ |
| " عبد الحکیم خاں صاحب نواب گنج | ۳ |
| " چراغ الدین صاحب نارووال | ۱ |
| " محمد بشیر صاحب جوول روڈ | ۱ |
| " عزیز احمد صاحب تہانہ کملا پور | ۲ |
| " سید علی محمد صاحب نرسنگڈہ | ۱ |
| " سونہ جو غلام محمد صاحب اسلام آباد | ۱ |
| " عبد الحفیظ خاں صاحب بانسور | ۲ |
| " مولوی سید محمد صاحب گلبرگہ | ۳ |
| " شاہ عبد المجید صاحب سونالی | ۲ |
| " محمد اسحاق عبد الرزاق صاحب کنڈوڑہ | ۴ |
| " احمد نور خانصاحب گرداور دہار | ۵ |
| " محمد یوسف صاحب تاجر پورٹ جبیدہ | ۳ |
| " مولوی محمد اعظم صاحب بفہ | ۱ |
| " سید تجمل حسین صاحب سنگیلی | ۱ |
| " محمد بشیر صاحب ہیڈ کلرک کلکٹری | ۱ |
| رحیم بخش صاحب ویکسی نیشر آگرہ | ۱ |
| ایم عبد الرحیم صاحب سیلونیم دوبارہ | ۱ |
| مولوی سید الابرار بخاری راولپنڈی | ۴ |
| حافظ محمد اسرائیل صاحب کلکتہ | ۲ |
| غلام محی الدین صاحب بانڈہ | ۲ |
| " رحمۃ اللہ صاحب گورچی پور | ۱ |
| " غلام رسول صاحب کلرگ | ۱ |
| " محمد علی صاحب علی راجپور | ۳ |
| " ڈاکٹر محمد اکرم صاحب سری نگر | ۱ |
| " محمد حبیب صاحب فرنگ گور کھپور | ۴ |
| " مولوی عبد اللطیف صاحب اونیم | ۴ |
| " چوہدری غلام اللہ خاں واڑہ عالم | ۱ |
| " نصیر الدین صاحب احمد آباد | ۱ |
| " محمد ابراہیم صاحب میرٹھ روڈ | ۳ |
| " محمد رشید خاں صاحب اجین | ۲ |
| " عبد الکریم صاحب بمبئی ڈامنڈی | ۱ |
| " شیخ عبد اللہ صاحب فیض آباد | ۲ |
| سید فرزند احمد صاحب کاروز گیا | ۱ |
| شریف الدین صاحب کرنال | ۱ |
| جناب وکیل احمد، احمد حسن صاحب بھنبی پولیس مان پور بدفعات | ۲۰ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| جناب بابو نہال احمد صاحب کرنال | ۳ |
| بابو انتظام الدین صاحب پوسٹماسٹر لکھیری | ۵ |
| " سید محمد شفیع صاحب گیلانی سنگرمی | ۱ |
| " مولوی احمد علی صاحب سیتا پور | ۱ |
| " مولوی اکبر خاں صاحب مالاکوٹ | ۱ |
| " مولوی اطہر حسین صاحب دہانے پور | ۱ |
| " محمد حسام الدین صاحب ایزدول | ۱ |
| " محفوظ علی صاحب خان پور | ۱ |
| " سید سجاد حسین صاحب جوڑن شہید | ۱ |
| " شیخ عبد اللہ صاحب فیض آباد | ۳ |
| " مہدی حسین محمد یاسین صاحب غازی پور | ۱ |
| " محمد کمال صاحب جون پور | ۱ |
| " مولوی نادر علی صاحب منیجر | ۲ |
| " محمد رمضان صاحب قائم والہ | ۲ |
| " محمد اطہر صاحب چھولاہا فتحپور | ۲ |
| " فضل حادخاں صاحب متھرا | ۴ |
| " ارشاد علی صاحب جالون | ۱ |
| " عبد الرحمن خاں صاحب بلگاؤں | ۱ |
| " محمد اسحاق صاحب فورٹ سنڈیمن | ۱ |
| " محمد دستگیر صاحب ارکونام | ۱ |
| " منشی علی احمد صاحب فرنگ ساران | ۵ |
| " محمد مصطفےٰ خاں صاحب بازیدپور | ۲ |
| " تفضل حسین صاحب رانچی | ۲ |
| " شیخ عبد الرحیم صاحب ریوان | ۱ |
| " فتح محمد صاحب محرر پولس لالرو | ۱ |
| " محمد اعظم خاں صاحب باغ | ۶ |
| " محمد صدیق صاحب ڈیرہ نواب | ۱ |
| " خاں میر صاحب رتہ امرال | ۱ |
| " عبد الرحمن عبد الکریم صاحب ٹاندور | ۸ |
| " خواجہ امام الدین صاحب بارہولہ | ۴ |
| " مولوی انوار الحق صاحب افضل گنج | ۲ |
| " محمد حسین خانصاحب کہرکاسون پور | ۱ |
| " مولوی عبد الرحمن صاحب دوبلگنڈوی | ۱۰ |
| " سید ہاشم صاحب نیارسی سرسی | ۴ |
| " محمد عبد اللہ صاحب اورن | ۲ |
| " مولوی عبد الرحیم صاحب جے پور | ۱ |
| " منشی نور الانصار صاحب ہبڑائچ | ۱ |
| " عبد الصمد صاحب سرسی | ۱ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| مولوی فیاض نور صاحب مہتمم بورڈنگ | ۶ |
| مولوی غلام رسول صاحب سری نگر | ۱ |
| " دوست محمد صاحب رنگون | ۱ |
| " شاہ فداحسین صاحب اجمیر | ۳ |
| " صوفی محمد شفیع صاحب ولی عالم شاہ | ۱ |
| " غفور خاں صاحب الہ آباد | ۱ |
| " عبد المجید خاں صاحب راولپنڈی | ۳ |
| " حافظ احمد صاحب کٹرہ حیدر حسن | ۲ |
| " مولوی محمد حسین صاحب بیٹر بم | ۳ |
| " علی اکبر صاحب پٹواری میرپور | ۱ |
| محمد رحمۃ اللہ صاحب گارڈ دہرہ | ۵ |
| محمد ابراہیم صاحب مدرسہ بوندی | ۱ |
| عبد القدوس صاحب ہزاریکری | ۳ |
| " میر اسد اللہ صاحب نازکی بانڈی پور | ۲ |
| " ریاقت علی صاحب الہ تھیہ | ۲ |
| " محمود خاں صاحب حاجی امراؤ خان | ۳ |
| " سید تجمل حسین صاحب رضوی سنگیلی | ۲ |
| " محمد اسماعیل صاحب گلبرگوی خولاپور | ۲ |
| " مولوی عبد اللہ صاحب ڈگرو | ۳ |
| " نصیر خاں صاحب اورئی | ۱ |
| " محمد شفیع صاحب پرتاب گڑھ | ۲ |
| " شیخ دبیر الدین صاحب بالاسور | ۲ |
| " قاضی ایچ پرنس صاحب بمبئی | ۲ |
| " غازی الدین صاحب پہرپندا | ۳ |
| " غلام فیروز الدین صاحب ہوشیارپور | ۵ |
| " غلام علی صاحب کمپونڈر ہوانہ | ۳ |
| " سید مبارک حسین صاحب پہرالوالی | ۳ |
| " مولوی محمد صدیق صاحب کپورتھلہ | ۱ |
| " غلام رسول صاحب امام مسجد بہبن | ۱ |
| " مشیت اللہ صاحب ریڈر ڈنسی جے پور | ۱ |
| " رضا حسین صاحب فتحپور | ۱ |
| " شیخ احمد صاحب پہر | ۱ |
| " سید حسین صاحب سررشتہ دار بارہ بنکی | ۱ |
| " محمد حسین شریف صاحب لیندہ | ۳ |
| " سید عبد القیوم صاحب گونڈہ | ۴ |
| " حسن محمد صاحب محمد امین صاحب گورکھپور | ۱ |
| " محمد صالح صاحب ارفی | ۳ |
| " محمد شاہ صاحب کہاروہ | ۲ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| مولوی قمر الدین صاحب پٹیکا رہنگیر | ۱۱ |
| ،، احسان صاحب اوہیکا رہنگی | ۲ |
| ،، محمد حبیب اللہ صاحب جاورہ | ۱ |
| سید حبیب الدین صاحب سانبر | ۳ |
| حافظ عبد المجید صاحب بڑاکر پردھان | ۴ |
| ،، ابراہیم بن قاسم صاحب رفعت | ۲ |
| ،، عبد الحق صاحب صدیقی چیلی پورہ | ۱ |
| ،، نور محمد صاحب حزب اللہ چک مجاہد | ۱ |
| ،، علی اکبر خاں صاحب پٹواری میرپور | ۱ |
| ،، سید صادق علی صاحب گونا | ۴ |
| ،، محمد صالح صاحب ارنی ارکاٹ | ۴ |
| ،، محمد عرفان صاحب وکیل فتح گڑھ | ۲ |
| ،، مولوی عبد اللطیف صاحب اونہ | ۱ |
| ،، ڈاکٹر احسان علی صاحب صفی پور | ۴ |
| ،، محمد یار خاں صاحب محمود آباد | ۱ |
| ،، عبد المجید صاحب کریانگ | ۵ |
| ،، عبد اللہ صاحب انجینر لاہور | ۲ |
| ،، سید عبد القیوم صاحب اورسیر شیوپور | ۱ |
| ،، مولوی سراج الدین صاحب امراوتی | ۵ |
| ،، منشی فتح محمد صاحب محرر پولس سہسرام | ۳ |
| ،، مولوی عزیز الدین صاحب کلاپور | ۲ |
| ،، عبد الغفار صاحب ریڈر آرہ | ۱ |
| ،، سی عبد الستار صاحب مدراس | ۲ |
| ،، بابو احمد سعید صاحب نقشہ نویس صاحب | ۷ |
| ،، منشی محمد انعام الدین صاحب اودا | ۴ |
| ،، سید محی الدین صاحب بخاری پٹی | ۴ |
| ،، سید حسین علی صاحب عثمان آباد | ۱ |
| ،، حمید الرحمٰن خان صاحب خان ٹکراڑہ | ۵ |
| ،، مولوی عبد العزیز صاحب ہنگا | ۲ |
| ،، محمد حسین صاحب نمبر ۳۰ الگن روڈ | ۲ |
| ،، امام الدین صاحب نرسی مہراجپور | ۴ |
| جناب حضرت نور خاں صاحب میلانی | ۲ |
| ،، محمد لطیف صاحب کالے کی | ۲ |
| ،، صدر مدرس صاحب کوٹ گیر | ۱ |
| ابو الوفا محمد قاسم صاحب حیدر آباد | ۱ |
| ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب ویزیانگرم | ۲ |
| مولوی معین الدین صاحب کھم | ۳ |
| سید محمد امین صاحب چیلی بہت | ۱ |
| ،، عبد المجید خاں صاحب فیض آباد | ۱ |
| ،، علی حسین صاحب سالٹ اسپکٹر سرساہ | ۲ |
| ،، منشی محمود خاں صاحب بھوپال | ۲ |
| ،، بابو ہدایت علی صاحب پرولیا | ۳ |
| ،، مولوی عزیز الدین صاحب انسپکٹر زمینات | ۳ |
| ،، عبد الجبار خاں صاحب پٹن | ۲ |
| ،، عبد الماجد صاحب ڈھولنہ | ۱ |
| ،، ایم اے جبار صاحب گڈروارہ | ۳ |
| ،، ایس ایم ایچ صدیقی تہٹیا | ۲ |
| ،، محمد نصیر الدین صاحب ٹائپسٹ خیریت آباد | ۲ |
| ،، محمد یعقوب صاحب مستری رانچی | ۳ |
| ،، فتح خاں صاحب داؤد خاں مہر | ۳ |
| ،، سید محمد غوث صاحب دہارا پورم | ۱ |
| ،، امان الدین صاحب بورگاؤں بنجر | ۱ |
| ،، عبد الرزاق صاحب منڈ گڑھ | ۳ |
| مولوی عبد العلی صاحب ایس، آئی بڑکاکاں | ۴ |
| مولوی عبد الرحمٰن صاحب بارمیر | ۱ |
| سید امیر شاہ صاحب تربیگام | ۱ |
| بابو چ خان صاحب تلیغون لائن مین | ۳ |
| جناب عبد السلام صاحب پنڈارک | ۲ |
| ،، ابو منظر حسن صاحب سارن | ۲ |
| ،، محمد امین خان صاحب سوگا | ۱ |
| ،، محمد رحمۃ اللہ صاحب کبیری | ۳ |
| ،، سید حافظ محمد رفیق صاحب آرہ | ۱ |
| ،، شیخ عبد الکریم صاحب کشن گڑھ | ۱ |
| ،، مولوی نذیر الحق صاحب لائل پور | ۲ |
| ،، محمد اصلاح اللہ صاحب چنگام | ۱ |
| ،، ماسٹر احسن حسن صاحب دہرسالہ | ۲ |
| ،، مسٹر اے، ایف، ایس حق شاد | ۲ |
| ،، منشی محمود خان صاحب پلیرہ | ۳ |
| ،، محمد الدین صاحب الہکار گلبرگہ | ۲ |
| ،، حفیظ اللہ صاحب ہنگنڈہ | ۲ |
| ،، مولوی محفوظ اللہ صاحب بار ایٹ | ۱ |
| ،، مولوی عبد العزیز صاحب نوادا | ۱ |
| ،، مولوی محمد حسن خانصاحب علی پور | ۳ |
| میاں اعجاز حسین صاحب شملہ | ۲ |
| ،، بابو رحمان علی صاحب جہانسی | ۱۰ |

باقی آیندہ ۲۱ جولائی مشمولہ


# احسن الوظائف

اگر آپ کو رہبر کامل کی تلاش ہے تو احسن الوظائف منگا کر ملاحظہ کیجے، اگر آپ کو چلتے ہوئے منتر کی تلاش ہے تو احسن الوظائف منگا کر ملاحظہ فرمائیے، اگر آپ مرشد سے دور ہیں اور حضوری چاہتے ہیں تو احسن الوظائف کو پڑھیے، جو یقیناً آپ کے لیے، آپ کی مستورات کے لیے آپ کے بچوں اور سب خاندانوں کے پیروؤں کے لیے مفید ہے اور باوجود ان خوبیوں کے ہدیہ صرف دس آنے ہے۔ مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے

انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے، خدائے تعالیٰ کی قربت کی راہ، تصوف کیا ہے، پہچان کامل، ارکان تصوف، اولیاء اللہ کی قسمیں، نقشبندی مجددی سلسلہ کی چند خصوصیات بیعت ہونا لازمی اور ضروری ہے؟ یہاں لطائف ستہ مع ذکر اذکار و نیتیں، مراقبات و دوائرات نقشبندیہ و مجددیہ، فضائل بسم اللہ شریف، درود شریف، کلمہ شریف، اسماء الحسنیٰ و اسماء النبی، توجہات سبعہ اسماء، درود فتاح، درود لکھی، درود مستغاث، درود کبریت احمر شریف، درود اسبوع شریف، حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی، دعائے حزب البحر مع خواص ذکوٰۃ اسبعات عشر، عبادت دوامی جو کہ شرع میں نوافل ہیں، نماز حق الوالدین، حفظ الایمان، وصایا برائے مریدان و پیران حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی طریقہ بیعت، ختم شریف مجددیہ، نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، شجرہ شریف، تصرف تعویذات و مناجات۔ ضخامت ۱۱۲ صفحات قیمت رعایتی صرف ۱۰

**مینجر حمیدیہ پریس دہلی**

## گھر بیٹھے بیت اللہ شریف کی زیارت کرنیکا شوق

ہو! اس مقدس گھر کی ابتدا سے لے کر آج تک کی مفصل تاریخ پڑھنے کا شوق ہو تو آج ہی کتاب کو منگا کر ملاحظہ فرمائیے جس میں مکہ معظمہ کی تاریخ نہایت

## تاریخ مکہ معظمہ

مفصل اور مستند طریقہ سے بیان کی گئی ہے، قابل زیارت مقامات کے نام اور انکی مفصل تاریخ درج کر کے بتایا گیا ہے کہ مکہ معظمہ کا فلاں مقام کیوں متبرک اور فلاں زیارت کیوں مشہور ہے جن جن بزرگوں کے مزار مکہ معظمہ میں واقع ہیں ان کے مختصر تذکرے بھی درج ہیں مکہ معظمہ پر آجتک جو جو انقلابات آئے اس کی تفصیل، موجودہ وسابقہ انتظام کی تاریخ لکھی گئی ہے، ہندوستان سے مکہ معظمہ جانے کے مختلف راستے اور وہاں جا کر قیام کرنے اور زیارات دیکھنے کے سہل طریقے بھی درج کر دیئے ہیں تاکہ اگر کوئی صاحب حج کو جاتے وقت یہ کتاب ہمراہ لے جائیں تو حج کا کام دے سکے، بیت اللہ کا نہایت صحیح نقشہ کتاب کے ساتھ ہے ہر مسلمان کو جس مقدس شہر کے ساتھ ذرا بھی محبت ہے اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے قیمت ۴ چار

## کیا آپ کو فارسی پڑھنے کا شوق ہے

اگر ہے تو کسی استاد کی منت کی خوشامد کی ضرورت نہیں کسی اسکول میں داخل ہونے کی حاجت نہیں کسی فارسی دان کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں صرف ایک روپیہ بھیج کر کے **فارسی بول چال** منگا لیجیے جس کو فارسی کے اعلیٰ سند یافتہ دو حضرات نے مرتب کیا ہے، ہزارہا کی تعداد میں فروخت ہو گئی ہے، قیمت ایک روپیہ

**مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے**

# مسلمانوں کے فرقہ وارانہ اختلافات اب بالکل ختم ہو جائیں گے

کیونکہ

# اردو صحیح بخاری شریف کامل

چھپ کر شائع ہو گئی

آپس کے اختلافات مذہبی جنہوں نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں احادیث کا ذخیرہ نہیں تھا، مولویوں کے ہاتھ میں عوام کی لگام ہے، وہ جسطرف چاہتے ہیں ان کو لے جاتے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ سب کا مرکز احادیث ہی ہے، ان غریب جاہلوں کو کیا خبر کہ یہ حدیثیں جن کو سنکر بھائی بھائی کا دشمن بن رہا ہے حدیث ہیں بھی یا نہیں، یا ان پیٹ کے پجاریوں نے از خود اپنے اقوال رسول کریم سے منسوب کر دیئے ہیں،

یہ تو متفقہ علمائے کرام کا مانا ہوا ہے کہ بخاری شریف کا مرتبہ کتب احادیث اور کتب علوم دینی میں وہی ہے جو قرآن شریف کا مرتبہ دیگر منزل من اللہ کتب وصحائف میں ہے اور ہمارے لئے قرآن شریف کے بعد اہم تر دینی کتاب صرف صحیح بخاری ہے، اور یہی وہ کتاب ہے جس پر اسلام اور قوانین معاشرت اسلام کا انحصار ہے، اور یہی وہ کتاب ہے جس کو پڑھے، سمجھے اور مانے بغیر ایک مسلمان اسلام سے عاری رہ جاتا ہے،

بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے اور عربی پڑھنے والے ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں، پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہے یا نہیں، اسی لئے کروروں اردو خواں مسلمانوں کی قسمتیں چند عربی دان مولویوں کے ہاتھ میں تھیں، اب جب کہ بخاری شریف اردو زبان میں آگئی ہے ہر اردو پڑھے ہوئے مسلمان کے لئے آسان ہے کہ وہ اپنی ہر ضرورت کے لئے خود حدیث قدسی سے استفادہ کرلے، اور فرقہ واری کے قضیے سے الگ ہو کر خالص مسلمان بنا رہے، نہ کسی سے لڑنے کی ضرورت نہ اپنے مولوی صاحب کے قول کو دوسرے فرقہ کے مولوی صاحب کے قول پر فوقیت دینے کی حاجت، سب مسلمان، صرف مسلمان رہ جائیں گے، یہ ستر بہتر فرقے نیست نابود ہو کر صرف ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جس کا نام مسلم ہوگا،

بخاری شریف اتنی بڑی کتاب ہے کہ اسلام کے تمام قوانین اس میں موجود ہیں، کوئی بات ایسی نہیں جس کے لئے مذہبی حکم کی ضرورت پیش آئے اور اس میں نہ ملے، خدا کے فضل سے اب علمی افلاس کی ظلمت اس ترجمہ سے دور ہو گئی، جسطرح قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھ کر جاہل مسلمان بھی قرآن شریف سے واقف ہو گئے ہیں، اسی طرح اردو کی بخاری پڑھ کر وہ مولویوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں

ہندوستانی مسلمانوں کی عربی سے بے مائگی کو مدنظر رکھ کر اور اس لئے بھی کتاب بہت ضخیم نہ ہو جائے، عربی متن نہیں لیا گیا ہے، نیز رواۃ میں بھی صرف صحابی راویوں کا حوالہ دیا گیا ہے، البتہ حدیث کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ جگہ جگہ تو سین میں تشریح بھی ہے تاکہ کوئی عامی سے عامی بھائی بھی مطلب حدیث میں تشنہ نہ رہ جائے اور کم اردو جاننے والے بھائی بھی آسانی سے سمجھ لیں

ترتیب وغیرہ بعینہ وہی ہے جو اصل بخاری کی ہے۔ مزید اضافہ یہ ہے کہ تمام احادیث پر نمبر لگا دیئے گئے ہیں، زبان اس قدر عام فہم ہے، کہ ہندوستان کے ہر طبقہ اور ہر حصہ میں بآسانی پڑھی اور سمجھی جا سکتی ہے

اس کتاب کی تین جلدیں ہیں، اول جلد ۸۸۰ صفحات کی ہے اس میں دو ہزار پانسو حدیثیں ہیں، اور دوسری جلد کے ۸۴۸ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار دو سو حدیثیں ہیں، تیسری جلد کے ۵۲۰ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار چار سو آٹھ حدیثیں ہیں، مولوی کے صفحہ سے دوگنی تقطیع ہے اور وزن پانچ سیر کے قریب ہے، تینوں جلدوں کو ایک ساتھ چمڑے کی جلد میں مجلد کرا لیا گیا ہے

اس کا ہدیہ بیس روپیہ بالجلد کا مقرر ہے، لیکن چھپنے پر پریس اسی وقت کسی کتاب کو منتشر کرتا ہے جب وہ ناظرین مولوی کے لئے آسانی سے قابل خرید ہو، چنانچہ اللہ کے فضل سے ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ آپ مجلد چرمی کا کل دس روپے میں منگا سکتے ہیں عاصولڈاک علاوہ ہیں

ہدیہ مجلد چرمی دس روپے

منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ہدیہ مجلد حسبی دس روپے

واحدی صاحب کا منجن

# اکسیر دنداں

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑھوں کی ہر تکلیف کو دور کرتا ہے حتیٰ کہ ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑھوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے ۔ یعنی

## پائیریا کا بہترین علاج

ہے۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اپنے تین چار دانت نکلوا دیجئے مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دنداں ملنا شروع کیا۔ الحمد للہ حضرت خواجہ صاحب کو دانتوں کی اب کوئی تکلیف نہیں ہے ۔

### تعریف کے خطوط

اکسیر دنداں منجن کا اشتہار دیتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے لیکن ساٹھ ساٹھ اور پینسٹھ پینسٹھ شیشیاں اس کی ایک ایک دن میں جانے لگی ہیں جو ایک دعوا ایک شیشی منگا لیتا۔ وہ پھر چار چار درجن اور بعض اوقات بارہ بارہ کی فرمائش بھیجتا ہے۔ بے شمار خطوط منجن اکسیر دنداں کی تعریف کے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں جنہیں سے صرف دو اس قدر درج ذیل کرتا ہوں۔ **انسر کمانڈنگ دتیا** منجن اکسیر دنداں کی بابت لکھتے ہیں کہ "میرے ایک شیشی منجن اکسیر دنداں کی اپنی والدہ صاحبہ کو استعمال کرائی ہے جو پائیریا کے مرض میں مبتلا تھیں۔ میری حیرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا جب مجھے بتایا گیا کہ منجن اکسیر دنداں سے والدہ صاحبہ کے دانتوں کو بہت فائدہ پہنچا اور اب انکو کافی صحت ہو گئی ہے میں نے والدہ صاحبہ کے علاج میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا اور قریب قریب تمام مشہور و کسی اندولائی منجن اور پیسٹوں کا تجربہ کر لیا تھا مگر ایک منجن اور ایک پیسٹ کا یہ اثر دیکھا جو منجن اکسیر دنداں میں ہے۔ والدہ صاحبہ نے عرصہ کے بعد منجن اکسیر دنداں کی برکت سے گوشت بھی کھایا اور نہ ڈاکٹروں اور ڈاکٹروں سے زیادہ دانتوں کی تکلیف نے انہیں اپنی اس روزمرہ کی غذا سے قطعی محروم کر دیا تھا۔ میں منجن اکسیر دنداں کی تعریف الفاظ میں نہیں کر سکتا واحدی صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اس نعمت کو اپنی ذات تک محدود نہیں کیا اور حکیم اجمل خاں صاحب کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان پر رحمتیں نازل کرے جنہوں نے ایسا اچھا نسخہ واحدی صاحب کو بتایا تھا۔ دو شیشیاں منجن اکسیر دنداں کی اور عنایت فرمائیے ۔ **ممتاز محمد خاں** شکوہ آباد ضلع مین پوری سے لکھتے ہیں:۔ میں آپ کے منجن اکسیر دنداں کا خریدار پہلے مرسم سرما سے یا اس سے کچھ قبل سے ہوں۔ رسالہ ہمدرد نونہال میں غالباً اس کا اشتہار ایک مرتبہ دیکھا چونکہ اشتہاری ادویہ کا اعتبار آجکل دنیا سے اٹھ چکا ہے اس لئے پہلے تو یہی خیال ہوا کہ یہ بھی اشتہار اسی طرح کا ہی ہے جیسے کہ اور اشتہارات ہوتے ہیں مگر ایکمرتبہ منگانے کا مصمم ارادہ کیا اور منگوا کر استعمال کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی ہی شیشی کے استعمال سے وہ تکلیف جو سخت پریشان کئے تھی بالکل کم ہو گئی۔ دوسری میسری بار منگایا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دانت اس قدر مضبوط ہو گئے کہ نہایت سہولیت سے کھانا وغیرہ کھا لیا گیا۔ وبدانت سے پیشتر درد کی وجہ سے کسی وقت چین نہ تھا کھانا تو درکنار۔ یہ نسخہ اس قدر مفید ثابت ہوا کہ جسکی میں تعریف نہیں کر سکتا۔ آپ کا یہ فرمانا بالکل درست ہے کہ ایک یا دو مرتبہ کا استعمال ہمیشہ کے لئے مفید نہیں ہوتا اس کو روزمرہ بطور منجن استعمال میں رہنا چاہیئے ۔ میں اپنے ہاں یہ ہی منجن ہر دانت کی تکلیف والے کو استعمال کراتا ہوں ۔ چونکہ دانت کی احتیاط اور اُن کی حفاظت نہایت ضروری ہے اس لئے اس طرف توجہ رکھنا سب سے مقدم ہے اور اس کے لئے اس منجن اکسیر دنداں سے بہتر مجھے کوئی منجن اب تک دستیاب نہیں ہوا۔ کم خرچ بالانشین یہی منجن ہے۔

**نواب قاضی عزیز الدین احمد صاحب سی۔ آئی۔ ای** بھی منجن اکسیر دنداں کے بہت مداح ہیں۔

منجن اکسیر دنداں کی ایک شیشی آٹھ آنے (۸) میں بھیجی جاتی ہے۔ جس پر محصول ڈاک ۴ لگتا ہے اور دو شیشیوں کا محصول ۵ ہوتا ہے۔ دو شیشیوں کی بجائے تین کے پیکس میں منجن منگانے سے بہت کفایت ہوتی ہے۔ لیکن اسوقت جبکہ کم از کم تین شیشیوں کا منجن منگایا جائے۔ ایک یا دو شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہیئے

**ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر (۱۷) کوچہ چیلان ۔ دہلی**

ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین

# مولوی دہلی

جلد ۱۱ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۲ و ۳

## خطبہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ قال اللہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد۔

حمد و ثنا اس مالک الملک لاشریک لہ کی کروجس نے سیدنا ابراہیم کی دعا بنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم کو سنا اور قبول فرما کر حضرت ابراہیم کی ذریت میں سے اس ذات سراپا حکمت و ہدایت کو نبی برحق و رسول مصدق بنایا اور اس کو کتاب و حکمت سے سرفراز فرما کر قیامت تک کے لئے تمام زمین پر بسنے والوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

اور درود و سلام ہو اس صاحب قاب قوسین او ادنیٰ اور اس صاحب مقام محمود محمد رسول اللہ پر جس کے صدقہ میں دنیا نے جلوۂ توحید خالص کا نظارہ کیا اندھیں کی تیغ ہدایت نے شرک کی شہنشاہیت کا تخت الٹ کر رکھ دیا اور کفر و ظلمت و تاریکی سے آفتاب ہدایت کو چمکا کر دنیا کو نجات دی۔

برادران اسلام! یہ وہ ماہ مقدس ہے جس میں سید لولاک فخر کائنات افضل عالم و عالمیان ہادی دو جہان محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب اور سے عالم خلق میں تشریف لائے اس لئے یہ برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہم مسلمانوں کے لئے مسرت و انبساط و فرحت و بہجت کا مہینہ ہے اور اس ماہ مبارک میں ہم جس قدر بھی خوش ہوں اور خوشی کا اظہار کریں اور فخر و مباہات کریں بجا ہے کیونکہ جس ذات گرامی اور جس وجود اقدس و اعظم نے اس ماہ مبارک میں اس دنیا کو منور فرمایا ہے اسی کا صدقہ ہے کہ ہم آج زیور اسلام سے آراستہ اور نور ایمان سے پیراستہ ہیں اگر محمد رسول اللہ کا آفتاب ہدایت طلوع ہوتا تو جس طرح تیرہ سو برس قبل دنیا کو کفر و شرک کی ظلمت میں ٹھوکریں کھا رہی تھی اسی طرح آج ہم بھی ضلالت و گمراہی کی تاریکی میں مبتلا ہوتے۔

پھر کیا اے برادران ملت بیضا یہ فرض نہیں ہے کہ جس ہادی اعظم کے صدقہ میں ہم کو دین اور دنیا دونوں کی نعمتیں ملی ہیں اس کا ظہور قدسی پر ہم جشن نہ منائیں اور عید میلاد کی مسرتوں سے اپنے قلوب و ارواح کو تازگی و شگفتگی نہ بخشیں یقیناً ایسا نہیں ہو سکتا اور ہمیں ضرور جشن مولود اور عید میلاد اپنے قلوب اور اپنی روحوں کو نعمت ایمان کی تازگی سے تازہ و شگفتہ کرنا چاہیئے۔

برادران اسلام! عید میلاد کیونکر ہمیں منانی چاہیئے اور جشن مولود میں کس طرح ہم کو حصہ لینا چاہیئے یہ امر غور طلب ہے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مولودوں کی بحث میں ہم کو ہرگز نہ پڑنا چاہیئے ان مولودیوں نے اپنے پیٹ کی پوجا کے لئے طرح طرح کی بدعتیں پھیلا دی ہیں کوئی ناجائز و بدعت بتلاتا ہے اور کوئی فرض و واجب اور ایک دوسرے کی باہم تکفیر تک کرتے ہیں انھوں نے مسلمانوں کی وحدت و جمعیت کو منتشر اور پراگندہ کر دیا ہے اور ان کے اجماع و اتحاد کے شیرازہ کو بکھیر کر رکھ دیا ہے اپنی شکم پروری کے لئے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اس لئے ان خود غرض اور ننگان شکم کی بحثوں اور کج بحثیوں میں مسلمانوں کو نہ پڑنا چاہیئے بلکہ ان کے لئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ حبیب خدا محمد رسول اللہ کی محبت کی شمع سے اپنے خانۂ دل کو روشن کریں اور گل عشق احمدی سے مشام جان و ایمان کو تازگی بخشیں۔

مگر اے برادران اسلام عشق و محبت سچا ہونا چاہیئے نمود و نمائش کے لئے خالی خولی عشق و محبت رسول کا دعویٰ کرنا اور اپنے عمل اور کردار سے اس کا ثبوت نہ دینا کوئی معنی نہیں رکھتا سچی محبت اور سچا عشق وہی ہے جس کا رنگ عمل اور کردار کے دامن سے چھوٹ نکلے اور نہ صرف زبان بلکہ جملہ اعضاء و جوارح شہادت دینے لگیں کہ ہم عشق محمدی میں چور اور بادۂ محبت احمدی میں مخمور ہیں۔

برادران اسلام! آپ پوچھیں گے کہ سچے عشق و محبت کے کیا معنی ہیں اور کس کو سچا عشق اور محبت حقیقی کہتے ہیں تو حضرات سچا عشق یہ ہے کہ ہم اپنا سب کچھ اور اپنے مولیٰ و آقا پر قربان کر دیں اور کوئی چیز بھی ہم اپنی نہ سمجھیں کسی نے کہا ہے۔

ترک جان و ترک مال و ترک سر — در طریق عشق اول منزل است

اور سب سے بہتر معیار صحابہ رسول اللہ کی زندگی ہے کیونکہ ان سے بڑھکر عاشق رسول اور محب نبی اور کون ہو سکتا ہے ان کی نسبت ارشاد نبوی ہے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے صحابی ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال تھا کہ رسول خدا کی مرضی خواہش اور حکم کے خلاف سانس بھی نہیں لیتے تھے ان کی جانیں رسول اللہ کی تھیں ان کا مال رسول اللہ کا تھا ان کے گھر بار رسول اللہ کے تھے ان کے زن و فرزند رسول اللہ کے لئے تھے ان کی تمام خواہشیں رسول خدا کے حکم کے تابع تھیں وہ قدم اٹھاتے تھے تو حکم نبوی کے مطابق حرکت کرتے تھے تو حکم رسالت سے اور سانس لیتے تھے تو رضائے رسول کو پیش نظر رکھکر جب حکم ہوا کہ جانیں پیش کرو تو جہاد میں وہ جانثار صحابہ نے جانیں نثار کر دیں اور حالت بے ہوشی کی

عورت کے خاوند باپ اور بیٹے نے شہادت پائی مگر جب جنگ احد میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر موصول ہوئی تو وہ دیوانہ وار میدان جنگ کی طرف دوڑی راستہ میں لوگ ملے ان سے حالات دریافت کئے تو باری باری سے باپ بیٹے اور خاوند کی شہادت کی خبر سنائی گئی مگر وہ بار بار آنحضرت ہی کی خیریت دریافت کرتی تھی نہ باپ کی موت سے متاثر ہوئی نہ بیٹے کی موت پر اس نے آنسو بہائے اور نہ خاوند کی موت پر اس نے توجہ کی کیونکہ اس کی تو آنحضرت کے وجود اقدس کی صحت و سلامتی کی طرف لگی ہوئی تھی اور جب اس کو ذات رسالت کی صحت و سلامتی کی اطلاع مل گئی تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی اس نیک بخت نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ سرکار دو عالم بخیریت ہیں اور باپ بیٹے فرزند کی شہادت پر بھی خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ راہ الٰہی میں کام آئے اور حکم نبوی کے مطابق اپنی جانیں نثار کر دیں۔

برادران اسلام! یہ تھا عشق نبوی اور اسکے کہتے ہیں محبت رسول اور یہ تو ادنیٰ درجہ ہے اس سے بھی بلند اور اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ تمام کنبہ سارا خاندان جملہ فرزند و اعیال و اطفال آنکھوں کے سامنے چشم زدن میں خاک و خون میں ملا دیئے جائیں اور اپنی شہادت بھی آنکھوں کے سامنے ہو مگر حکم رسول کے خلاف زبان سے ایک کلمہ بھی نہ نکلے خواہ اسی ایک کلمہ کے کہدینے سے نہ صرف اپنی اور اپنے اہل و عیال خاندان اور جملہ عزیز و قریب اور رفیق و احباب کی جانیں بچتی ہوں بلکہ تاحیات عیش و آرام کا بھی سامان ہوتا ہو مگر رسول خدا کے فرمودہ اور اسکے قائم کردہ حدود کی خلاف ورزی رضامندی کا بھی اظہار نہ کرے جیسا کہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام نے میدان کرب و بلا میں کیا یہ عشق رسول ہی تھا کہ سب کو قربان کر دیا سب کچھ نثار کر دیا اور خود بھی جام شہادت پی لیا مگر اس بات پر رضامند نہ ہوئے کہ رسول اللہ کے ارشاد مقدس کی یزید نے جو بیحرمتی کی تھی اس پر صاد کر دیتے اور اس پر اپنی رضامندی کی مہر تصدیق ثبت فرما دیتے۔

اس طرح سینکڑوں صحابہ کرام کے حالات پیش کئے جا سکتے ہیں جنہوں نے سب کچھ راہ عشق رسول میں قربان کر دیا۔

پس برادران اسلام! یہی ہے اصلی اور حقیقی معیار محبت رسول اور اسی معیار کے مطابق جب ہم اپنی زندگیوں کو بنائینگے اور اسی قالب میں اپنے آپ کو ڈھالیں گے تب کہیں جاکر ہمارا دعویٰ صحیح اور سچا ثابت ہو سکتا ہے اگر ہمارے قلوب اور ہماری روحیں ایسے جذبہ عشق رسول و محبت نبی سے سرشار ہوں تو پھر ہمارے لئے وہ سب کچھ جائز ہے جسکو مولوی بدعت کہتے ہیں۔

حضرات جشن میلاد منانے کے معنی صرف یہ نہیں ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو ایک محفل میلاد منعقد کر دی اور کسی مولود خواں کو بلا کر اس سے مولود شہیدی کو پڑھوا دیا اور شیرینی تقسیم کر کے ختم کر دیا اور سمجھ لیا کہ محبت رسول کا جو حق ہم پر تھا ہم نے اسے ادا کر دیا بیشک محفل میلاد منعقد کیجئے خوب جوش و خروش سے منعقد کیجئے اور بڑی اولوالعزمی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دیجئے لیکن اسی کے ساتھ اپنے دلوں کے اجڑے ہوئے میدانوں اور روح کی سونی بستیوں میں بھی محافل میلاد منعقد کیجئے اور ان کو بھی اسی طرح آراستہ و پیراستہ کیجئے جس طرح اپنے مکانوں کی محفلوں کو مزین و آراستہ کرتے ہیں اگر چونہ و خشت کی عمارتوں کو محفل میلاد کے دن قندیلوں موم بتیوں اور گیس و بجلی کی روشنی اور قمقموں سے آراستہ و مزین کرتے ہو تو دل و روح کے آئینہ کو فوراً ایمان کی روشنی اور گلہائے اطاعت خدا و رسول سے زیب و زینت دیجئے اور ان کے اندر اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے جھاڑ اور فانوس روشن کیجئے۔

برادران اسلام! مطلب یہ ہے کہ خالی محافل میلاد کا منعقد کر لینا کچھ زیادہ مفید نہیں ہے جب تک کہ اقلیم قلب اور دنیائے روح کے اندر بھی عید میلاد کی روشنی نہ پہنچے اگر ہمارے دلوں اور روحوں کی بستیاں ویسی ہی سونی پڑی رہیں اور باہر کی بستیوں کو ہم بقعۂ نور بنا دیں تو اس سے کیا فائدہ ضرور تو اس امر کی ہے کہ ہمارے سینہ کے اندر جو مرغ دل ہے اور ہمارے جسد عنصری کے اندر جو طوطی روح ہے وہ عشق محمد کا کلمہ پڑھنے لگیں اور زمزمۂ عشق احمدی سے چہچہانے لگیں اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ظاہر کی طرح باطن کی طرف بھی ہم پوری توجہ کریں اور اسی طرح قلب و روح کو عشق و محبت رسول کے لئے تیار کریں۔

برادران اسلام! سب سے پہلی چیز جس پر ہم سب کو توجہ کرنی ہے وہ یہ ہے آقائے دو جہان کی ولادت باسعادت کے مقصد اعظم اور غرض و غایت پر اچھی طرح غور کریں اور دیکھیں کہ اس مقصد اعظم اور غرض و غایت ولادت باسعادت سے ہم نے اپنے آپ کو کہاں تک متعلق کیا ہے اور کس حد تک اپنی زندگیوں کو ہم نے اس مقصد مقدس کے مطابق بنایا ہے جس وقت محفل میلاد ہم منعقد کرنے لگیں یا عید میلاد میں شرکت کا ارادہ کریں اس وقت سب سے پہلے ہمیں اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ شرکت ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ آئندہ سے ہماری زندگی اس مقصد کے مطابق ہو جائے جسکے لئے حضور سرکار دو عالم کا ظہور قدسی ہوا اور وہ مقصد یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی بدی اور برائی سے بچکر اور ہر طرح کی ضلالت و گمراہی سے کنارہ کش ہو کر مرضات الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے لگے کفر و شرک کی نجاستوں اور آلودگیوں سے دامن کو ملوث نہ ہونے دیں اور اخلاق عالیہ سے اپنی کتاب حیات کو مزین و آراستہ کرے اور اخلاق عالیہ کا معیار تخلقوا باخلاق اللہ ہے یعنی وہ صفات اپنے اندر پیدا کرے جو صفائے حکیم و قدیر کے ہیں انسان کو استحاز عادل رحیم دل حق پرست صداقت شعار بننا چاہیئے اور ہر قسم کے اخلاق رذیلہ سے بچنا چاہیئے۔

اور چونکہ اچھے اور برے اخلاق بتا دینے سے صرف ان کا علم ہو جاتا ہے اور عمل کی ترغیب اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی عملہ نمونہ سامنے موجود ہو اس لئے خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا اور حکم فرمایا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی اے لوگو تمہارے لئے رسول اللہ کی حیات طیبہ میں اسوۂ حسنہ یعنی عمدہ اور اچھا نمونہ ہے۔

پس اے برادران اسلام! ہمیں اسی کسوٹی اور اسی محک و معیار پر اپنی زندگیوں کو جانچنا چاہیئے اور اپنی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اور ہر ایک گوشہ کا جائزہ لینا چاہیئے کہ کہاں تک حیات طیبہ محمد رسول اللہ سے مطابقت رکھتی ہے اگر نہیں رکھتی تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنی زندگی کو اسوۂ حسنہ کے مطابق بنانے کی آج ہی سے کوشش شروع کر دیں اور ہر ایک قدم میں جو زندگی کی جدوجہد میں ہم اٹھائیں اس کے متعلق عزم کر لیں کہ ہمارا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

قدم پاک کے قدم بقدم ہے یا نہیں۔

یہ قدم اگر ہم عبادات کی طرف اٹھائیں تو رسول پاک کے نقش قدم کو اچھی طرح دیکھ کر اگر یہ قدم معاملات میں اٹھائیں تو رسول خدا کے معاملات کو پیش نظر رکھ کر اور اگر یہ قدم عقائد میں ہو تو کتاب و سنت کی شمع فروزاں کو لیکر ہو۔

مثلاً نماز روزہ حج و زکوٰۃ کو جب ہم ادا کرنے لگیں تو دیکھ لیں کہ ہمارے آقا و مولا جس طرح ان فرائض کو ادا کرتے تھے ہم بھی اسی طرح ادا کرتے ہیں یا نہیں نماز کے متعلق حکم الٰہی ہے تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے چونکہ ارشاد الٰہی ہے اس لئے ناممکن ہے کہ اس کی صحت میں کچھ شبہ ہو چنانچہ یہی نماز جو ہم ادا کرتے ہیں رسول خدا یہی ادا کرتے تھے اور صحابہ رسول اللہ بھی یہی نماز ادا فرماتے تھے مگر ہمیں اپنی اور ان کی نماز کا فرق دیکھنا چاہیئے ان پر اس نماز کا وہی اثر ہونا چاہیئے جو ارشاد خداوندی کے مطابق ہونا چاہیئے تھا یعنی ان کی نماز نے صحابہ کرام کو فحش اور منکر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا مگر ایک ہماری نمازیں ہیں کہ ہم ان کو ادا کرتے ہیں مگر ان کی جو اثر مرتب ہونا چاہیئے وہ نہیں ہوتا اور فحش و منکر سے ہماری زندگیاں پاک نہیں ہوتیں اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جیسی اور جس طرح نماز حضور اقدس اور آپ کے صحابہ ادا فرماتے تھے ہم ان جیسی اور اس طرح کی نماز نہیں ادا کر سکتے۔

یہی حال روزہ اور حج کا ہے روزہ کے متعلق خدائی ارشاد ہو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ یعنی جس طرح پچھلوں پر روزہ فرض ہوا تھا اس طرح تم پر بھی فرض کیا گیا ہے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار ہو یعنی مقصد صوم پرہیزگاری سکھانا اور پرہیزگار بنانا ہے مگر یہ مقصد ہمارے روزوں سے حاصل نہیں ہوتا اور صحابہ کرام نے یہ مقصد حاصل کر لیا تھا کیوں اس لئے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق روزہ رکھا یعنی روزہ کو جہالت اور بیحیائی اور جہالت کے کاموں سے پاک رکھا یعنی بے حیائی اور جہالت کے کاموں سے روزہ میں باز رہے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے ان کو پرہیزگار اور متقی بنا دیا اور دولت اتقا سے مالا مال کر دیا۔

بہرحال جشن میلاد اور جشن ولادت باسعادت کا اقتضا یہ ہے کہ اس ذات قدسی صفات کی حیات طیبہ اور اسوہ حسنہ کو ہم اپنی زندگی کے لئے شمع ہدایت بنائیں جس کی ولادت کی خوشی میں ہم جشن میلاد منانا چاہتے ہیں اس لئے اے برادران اسلام اس ماہ مبارک میں عید میلاد پورے جوش اور پورے اہتمام اور پوری عقیدت سے منائو مگر اس مبارک و مقدس جشن میلاد کا جو حقیقی مقصد ہے اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہ کرنا اور ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو جو ایک اشرف و اقدس تاریخ ہے ہمیں اپنے خدا کے سامنے صدق دل سے عہد کرنا چاہیئے کہ آئندہ سے ہم اپنی زندگی کو سرکار دو عالم کے اسوہ حسنہ کے قالب میں ڈھالیں گے اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کو اپنی زندگی کے لئے شمع بنائینگے اور اس طرح عید میلاد کے مقصد کو پورا کریں گے بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک برؤف رحیم۔

# خطبہ ثانیہ

الحمد للہ حمد اکثیرا کما امر۔ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اذعانا لمن تعبد بہ وکفر واشھد ان سیدنا ونبینا ومولینا وشفیعنا محمدا عبدہ ورسولہ سید الخلائق والبشر وعلی الہ واصحابہ مصابیح الظلم۔ اما بعد

درود و سلام بھیجو آنحضرت روحی فداہ پر جن کی ولادت باسعادت سے دنیا کو نور و ہدایت نصیب ہوئی اور جن کی بعثت سے کفر و ضلالت سے اہل دنیا نے نجات حاصل کی اور آپ کی آل و اصحاب خصوصاً حضرت سیدنا ابوبکر صدیق حضرت سیدنا عمر فاروق حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا مرتضیٰ علی پر جو رسول کے سب اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ پر اپنی روحیں نثار کرتے تھے اور جن کے قلوب عشق محمدی سے سرشار تھے اور اسوہ حسنہ رسول خدا کے قدم بقدم چلتے تھے اور جنہوں نے سید البشر کی ولادت باسعادت کے مقصد ہدایت کو سمجھ لیا تھا اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق بنا لیا تھا۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسن و امام حسین اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور حضرت کے چچاؤں حضرت سیدنا حمزہ و حضرت عباس اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر کہ یہ سب کے سب عاشق خدا و عاشق رسول تھے اور اطاعت رسول سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور اسوہ حسنہ کے اتباع و پیروی کو زندگیوں کا مسلک بنایا تھا ان کے قلوب شمع حب نبوی سے جگمگاتے تھے اور ان کی روحیں بادۂ عشق رسالت سے مخمور تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت ائمہ اربعہ اور جملہ علمائے صالح اور اولیائے کرام مشائخ عظام اور امراء و شاہان اسلام پر۔

اے اللہ تعالیٰ روئے زمین کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ عید میلاد کا جشن منائیں اور اپنے آقا و مولیٰ کی حیات طیبہ کو پڑھیں اس پر غور کریں اور اس پر عمل کریں اور آپ کے اسوہ حسنہ کو اپنے لئے شمع ہدایت بنائیں اور اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی رسی کو محکم ہاتھوں سے مضبوط پکڑیں اور عشق نبوی کی آتش مقدس سے اپنے سینوں کو گرمائیں اور بادۂ حب رسالت سے اپنی روحوں کو سرمست و سرشار کریں اور اس طرح دنیا کے سامنے ایک سچے اور پکے مسلم بنکر اپنے نمونہ سے دنیا کو صراط مستقیم کی طرف بلائیں اور خود دین و دنیا کی سربلندی و سرفرازی حاصل کریں۔

اے اللہ مسلمانان عالم کو تاجدار مدینہ کے عشق کا دیوانہ بنا دے اور اے اللہ دنیائے اسلام اہل ایمان و اہل قبلہ کو سردار کونین کے صہبائے محبت کا متوالا بنا دے وہ ہر طرف سے کٹ کر صرف تیرے اور تیرے رسول کے ہو جائیں اور بس۔ عباد اللہ اتقوا اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واھم واعظم واکبر

# شذرات

## سنہ ۱۳۴۰ھ میں جشن میلاد

رسالہ مولوی اپنی بساط کے مطابق ہر سال سرکار عالم کی ولادت باسعادت کے مقدس موقع پر نمبر محترم پیش کرتا ہے مدعا یہ ہے کہ خدائے غفور و رحیم اس معمی ناچیز کو ذخیرۂ آخرت بنا دے اور نامۂ اعمال کی سیاہی رسول نمبر کی آسمانی روشنی میں چھپ جائے یا ہزار ہا ناظرین میں سے کسی صاحبدل کی زبان سے اس روسیاہ کے لئے دعائے خیر نکل کر اجابت کا دروازہ کھٹکھٹا دے تو بیڑا پار ہو جاوے۔

یہ تو اپنے متعلق تھا لیکن خاکسار ڈیڑھ کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر حسن ارادت کے ساتھ اس مقدس موقع پر جشن میلاد اور عید میلاد الرسول کو صحیح طریقہ پر مسلمان منائیں تو ان کے دامن بھی گوہر مراد سے بھر سکتے ہیں لیکن شرط یہی ہے کہ صحیح طریقہ پر اس تقریب کو منایا جائے کیونکہ صحیح طریقہ اختیار کرنے ہی سے صحیح نتائج بھی برآمد ہوا کرتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مقدس تقریب کو منانے کا صحیح طریقہ کیا ہے وہ طریقہ تو صرف دو لفظوں میں بیان کیا جا سکتا ہے مگر اس کی تفصیل بہت طویل ہے وہ دو لفظ یہ ہیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

سرکار مدینہ کی حیات طیبہ کی پیروی ہی دین و دنیا کی نجات و سربلندی و سرفرازی کا واحد ذریعہ ہے"

اور اس کی تفسیر و تفصیل یہ ہے کہ عید میلاد کے موقع پر ہر اک مسلمان اپنی زندگی کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ لے اور دیکھے کہ حیات طیبہ رسول اور اسوۂ حسنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کہاں تک اس کی اپنی زندگی اور زندگی کے اعمال مطابق و موافق ہیں اور کس حد تک عدم مطابقت ہے اور پھر اس عدم مطابقت کو دور کرنے کی کوشش کریں اور پوری پوری مطابقت پیدا کریں۔

اگر عید میلاد کے موقع پر ہم اتنا ہی نہ کر سکیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس تقریب سعید کے موقع پر ہم جس قدر جوش اور سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ یا تو ظاہر داری پر مبنی ہے یا ریاکاری پر اور محض نمود و نمائش کے لئے محافل کا انعقاد و شیرینی کی تقسیم اور روشنی وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے کیونکہ صحیح اور سچا جذبہ ہمیشہ صحیح اور سچی محبت کی طرف رہبری کرتا ہے اور سچی محبت کے معنے یہ ہیں کہ جس سے محبت کی جائے یعنی محبوب کے افعال و اقوال و اعمال کی پوری پوری پیروی کی جائے

اس لئے ناظرین مولوی سے گذارش اولین یہ ہے کہ رسول نمبر کی ترتیب کے مقصد کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور اس کے حصول کی کوشش کریں۔

ہر سال رسول نمبر کے شایع کرنے کا مقصد صرف اسی قدر نہیں ہے کہ ناظرین رسالہ کے پڑھنے کے لئے کچھ سامان فراہم کر دیا جائے بلکہ اصلی اور حقیقی غرض یہ ہے کہ اس مقدس و متبرک تقریب کے موقع پر اسلامی طبائع کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کی جائے کہ جب تک آقائے دوجہان کا اتباع اور پیروی ہم نہ کرینگے اور اپنی زندگیوں کو اسوۂ حسنہ کے سانچے میں نہ ڈھالیں گے اس وقت تک نہ ہماری دنیا درست ہوگی اور نہ دین۔

لہٰذا اگر ہم عید میلاد کے موقع پر اپنی دنیا اور دین درست کرنی چاہتے ہیں اور اگر اس بابرکت تقریب کو خیر و برکت اور فلاح دارین کی تقریب بنانا چاہتے ہیں تو اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ اپنی زندگی کو اسوۂ حسنہ کے مطابق بنانے کی دل سے ٹھان لیں اور عمل و قول کی پیروی کریں اور مولوی کا ہر سال جو رسول نمبر نکالا جاتا ہے تو اس کا ایک مقصد بلکہ اہم ترین مقصد یہی ہے کہ ہم سب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا قلادہ اپنی گردنوں میں ہمیشہ کے لئے ڈال لیں۔

## محافل میلاد کس طرح منعقد کرنی چاہئیں

عید میلاد کیونکر منانا اور اس کی محفلیں کیسی منعقد کرنی چاہئیں اور اس تقریب سعید پر ہمیں کیا کیا اہتمام کرنا چاہیئے اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

ماہ ربیع الاول میں عامۃ الناس مولود شریف کی محفلیں منعقد کرنے کے ہمیشہ سے عادی ہیں مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ جس طور پر یہ محفلیں منعقد ہوتی ہیں ان سے معتدبہ فائدہ نہیں ہوتا اول تو خاص ان میں حصہ نہیں لیتے دوسرے محفل میلاد کے انعقاد کا اس سے زیادہ اور کوئی مقصد نہیں سمجھا جاتا کہ چند مہملا نامے لکھکر چھپوا دیئے گئے ہیں جن میں زیادہ تر غلط سلط روایتیں اور جھوٹی سچی کہانیاں درج ہیں یا پھر ان میں لغو و مہمل نظمیں ہیں ایک بادو تین آدمی مل کر طوطے کی طرح پڑھ دیں اور گویوں کی طرح گا دیں اور جہلا سے واہ واہ کرالیں اور محفلوں میں عود و بان سلگا کر اور روشنی وغیرہ کر کے اپنے دل کو خوش کر لیں مگر کیا صرف یہی ان محفلوں کا مقصد ہے یا اس سے کچھ زیادہ۔

حقیقت یہ ہے کہ آجکل عموماً جس قسم کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور ان میں جس قسم کے میلاد نامے پڑھے جاتے ہیں اور جس قسم کے لوگ ان سے اثر قبول کرتے ہیں یہ سب بے معنی اور لغو ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر چیز میں اصلاح کی جائے اور زیادہ سے زیادہ اس تقریب سعید کو مفید و بابرکت بنایا جائے۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ صرف عوام ہی نہیں بلکہ خواص کو بھی اس میں حصہ لینا چاہیئے کیونکہ جب تک خواص اور تعلیم یافتہ طبقہ حصہ نہ لیگا اس وقت تک کوئی مفید اصلاح نہیں ہو سکتی تعلیم یافتہ لوگوں کو عید میلاد کے جشن میں حصہ لیکر عوام کے سامنے ہر اک امر میں اصلاح کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے تعلیم یافتہ پڑھے لکھے اور معقول لوگ بہتر طریقہ پر عید میلاد کا نمونہ پیش کرینگے تو عوام بھی اس سے متاثر ہوں گے اور وہ بھی اسی راستہ پر چل کر صحیح طریقہ پر عید میلاد منانے لگیں گے۔

محافل میلاد خواہ گھر گھر منعقد نہ ہوں مگر جس قدر ہوں ان میں ہر اک امیر و غریب عالم و جاہل کو حصہ لینا چاہیئے اور خواہ یہ محفلیں بالکل سادہ ہوں مگر دلی جوش و خروش کی مظہر ہونی چاہئیں اگر قندیلوں اور قمقموں کی روشنی میسر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں مگر نور ایمان کی روشنی سے محفل میلاد کا کونہ کونہ

منور ہونا چاہیئے۔

مولوی کے رسول نمبر میں بار بار لکھا جا چکا ہے کہ ان مولویوں اور ملانوں کی باتوں کی طرف مطلق دھیان نہ دینا چاہیئے جو مسئلہ میلاد پر آپس میں دست و گریبان رہتے ہیں کوئی جائز کہتا ہے کوئی ناجائز اور اس طرح مسلمانوں کو لڑا لڑا کر تباہ کئے ڈالتے ہیں تمہارا دل صحیح محبت رسول اور عشق نبوی سے معمور ہونا چاہیئے اس کے بعد جو چاہو کرو اور جس طرح جی چاہے عید میلاد مناؤ مگر یاد رکھو خوشنودی الٰہی اور رضائے خدا و ندی کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ کونین اور دارین کی فلاح "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" کے دو لفظوں کے اندر بند ہے اس سے باہر قدم رکھنا تباہی و بربادی کے گڑھے میں گرنا ہے۔

## غیر مسلموں کو بھی مدعو کرو

عید میلاد کے جشن میں ہمیں چاہیئے کہ غیر مسلموں کو بھی دعوت دیکر بلائیں اور ان کو اپنے آقا و مولا کے اخلاق و اعمال اور آپ کی پاک و مقدس تعلیم سے آگاہ کریں اور ان کے شکوک و شبہات کو رفع کریں ان کے ساتھ ہمیں نہایت اخلاق سے پیش آنا چاہیئے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا نمونہ پیش کر کے ثابت کر دینا چاہیئے کہ حضور کا برتاؤ غیر مسلموں کے ساتھ کیسا تھا آنحضرت کا ارشاد ہے کہ ہر ایک قوم کے معززین کا اکرام و اعزاز کرو اسی ارشاد کے مطابق ان غیر مسلموں کو عزت و احترام کے ساتھ اپنی محفل میں جگہ دو جن کو مدعو کرو اور جو تمہاری محفل میں آئیں۔ اور جب وہ آئیں تو آنحضرت کی مقدس حیات کے ہر اک گوشہ پر روشنی ڈالو اور بتلاؤ کہ تم جس نبی آخر الزماں کی امت میں ہونے کا فخر کرتے ہو اس کے اخلاق و عادات اور اعمال و افعال کیسے تھے اور کیوں ہم ان کو افضل الرسل کہتے ہیں اس کی حقیقی اور سچی تعلیم کیا ہے اور کیوں ساری دنیا کے لئے وہ قابل قبول ہے نیز ان کو بتلاؤ کہ آنحضرت نے دنیائے انسانیت پر کیا کیا احسانات کئے ہیں اور اس کو کتنی برائیوں سے نکال اور کتنی بدیوں سے اس کو نجات دی۔

ان کو بتلانا چاہیئے اور وضاحت کے ساتھ بتلانا چاہیئے کہ بت پرستی کی لعنت سے نکال کر مخلوق کو خدائے واحد کی پرستش کی طرف لانا اور ہر قسم کی آلائش شرک سے منزہ و مبرا توحید کا سادہ سا کلمہ بتانا پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا کام تھا ورنہ آپ سے قبل دنیا ہر قسم کی غیر اللہ کی پرستش کرتی تھی اور لاکھوں معبود بنا رکھے تھے دنیا سے خدائے واحد کا تخیل اٹھ گیا تھا اللہ کی مخلوق توہمات کے دلدل میں پھنسی ہوئی تھی۔

عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی ان کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا لڑکیوں کو عرب میں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا یا پیدائش کی چوٹی سے نیچے گرا دیا جاتا تھا اور عرب کے علاوہ ساری دنیا میں عورت کا کوئی درجہ نہ تھا پیغمبر اسلام نے ان کو سادات کا درجہ عطا کر دیا۔

غلامی کی لعنت ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور نوکر غلاموں کے ساتھ جانوروں سے ہزار درجہ بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ پیغمبر اسلام نے ان کو بھی خاک ذلت سے اٹھا کر عرش سادات پر بٹھایا ان کو انصار و مہاجرین کا سردار مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ بالکل وہی سلوک ان کے ساتھ کرو جو اپنے ساتھ روا رکھتے ہو وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ وہی پہناؤ جو خود پہنو اور لونڈی غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب سب سے زیادہ بتلا کر لاکھوں غلام آزاد کرا دیئے اور اس طرح اس رسم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا راستہ بتلا دیا۔

نکاحوں کی کوئی تعداد معین اور مقرر نہ تھی کسی مذہب نے کوئی پابندی عائد نہیں کی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک ایک شخص سو سو شادیاں کر لیتا تھا اور اہل عرب تو اپنے باپ کی بیویوں کو بھی اپنے گھر میں ڈال لیتا تھا آنحضرت نے سخت ترین شرائط کے ساتھ چار شادیوں تک کی تحدید کر دی اور اس میں بھی ایسی کڑی شرطیں لگا دیں کہ کسی سے پوری نہ ہو سکیں اور مجبور ہو کر ایک شادی پر قناعت کرنی پڑی۔

عورتیں ساری دنیا میں ترکہ سے محروم تھیں اسلام نے ان کو ترکہ دلا کر ان کا درجہ بلند کیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔

نسل و قوم کی بڑائی کا غرور ہر طرف چھایا ہوا تھا اور اس غرور نے ایک ایسی عصبیت کی صورت اختیار کر لی تھی کہ انسان انسان کے خون کا پیاسا ہو گیا تھا۔ اور انسانی خون کی اور انسانی جان کی کوئی قیمت باقی نہیں رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان اور انسانی خون کی عظمت قائم کی اور نسل و قوم کی بڑائی کا غرور دور کر دیا اور کہدیا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کہ جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے وہی اللہ کے نزدیک معزز و مکرم ہے نسل و نسب کے غرور کا خاتمہ کر دیا اور عزت و بڑائی کی بنیاد نیکوکاری و پرہیزگاری پر قائم کی۔ یہ ایک بڑی لعنت سے دنیا کو نجات بخشی۔

یہ اور اسی قسم کے سینکڑوں امور ہیں جن کو وضاحت اور تفصیل و تشریح کے ساتھ غیر مسلموں کے سامنے بیان کرنا چاہیئے اور آنحضرت کی رواداری کے واقعات سنانے چاہئیں اور اعداء و مخالفین اسلام و داعی اسلام نے جو جھوٹے الزامات تراشے ہیں ان کی تردید کر دینی چاہیئے اور اللہ کے رسول کی اصلی صورت یعنی "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کی روشنی میں پیش کرنا چاہیئے۔

بہر حال غیر مسلموں کو محافل میلاد میں ضرور مدعو کرنا چاہیئے مگر ایسی محفلوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے نہ کہ ان محفلوں میں جو عام طور پر منعقد ہوتی ہیں جن میں لوگ شہیدی وغیرہ پڑھے جاتے ہیں غلط سلط روایتیں اور قصے کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور جھوٹے و من گھڑت افسانے و مجرے بیان کئے جاتے ہیں ایسی محفلوں میں بلانا بجائے مفید ہونے کے مضر ہوگا۔

## عید میلاد سے ہم کیا کیا حاصل کر سکتے ہیں

عید میلاد کی جو تحریک کئی سال سے جاری ہے اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم اس مقدس موقع پر کچھ اسباق حاصل کریں اور اپنی زندگی کے اندر کوئی نئی اور اچھی تبدیلی پیدا کریں کیونکہ محافل میلاد کے انعقاد سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو تو فائدہ نہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہم پہنچا سکتے ہیں لیکن اگر اس موقع پر یہ بھی نہ کر سکے تو عید میلاد میں حصہ لینا بیکار ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ کس طرح ان سے فائدہ اٹھائیں اس کی صورت یہ ہے کہ آقائے دو جہان کی زندگی کے ابتدائی حصہ سے اپنی زندگی کو ملا کر دیکھیں مثلاً بہت پہلے غائر نظر سے زندگی کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ حضور سرور عالم نے اپنے اس دنیا

کے ساتھ کس قسم کی زندگی بسر فرماتے تھے اور اس مقدس اسوۂ حسنہ سے اپنی زندگی کا مقابلہ کریں کہ ہم اپنے اہل و عیال کے ساتھ کس قسم کی زندگی بسر فرماتے ہیں اگر کوئی فرق محسوس کریں اور یقیناً محسوس کرنا پڑے گا تو جو فرق ہو اس کو دور کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات خانہ داری کسی سے پوشیدہ نہیں ہے حضور اپنے اہل و عیال کے ساتھ نہایت ہی اچھا سلوک فرماتے تھے اور حضور نے ارشاد بھی فرمایا ہے کہ تم میں سب سے اچھا سلوک اپنے اہل و عیال کے ساتھ کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر سلوک کرے یعنی خیرکم خیرکم لاھلہ اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارا فرض اولین عید میلاد کے موقع پر یہ ہے کہ گھریلو زندگی کی اصلاح کا کام شروع کریں اور کوشش کریں کہ ہماری خانگی گھریلو زندگی میں کاشانۂ نبوت کے مقدس رنگ کی جھلک نظر آنے لگے اگر ہم اپنے گھروں میں اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں تو ہمارے گھر بہشت کا نمونہ بن سکتے ہیں اور ہماری زندگی جنت کے جوڑوں کی طرح گنداسکتی ہے

محافل میلاد میں واعظین اور مولود خوانوں کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی خانگی اور گھریلو زندگی کی اصلاح کے لئے سرکار دو عالم کی گھریلو اور خانگی زندگی کے حالات تفصیل کے ساتھ بیان کریں اور آج کل مسلمانوں کے گھروں کی جو حالت ہے اس کے اصلاح کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائیں کیونکہ زندگی کے ہر ایک شعبہ کی اصلاح کی بنیاد خانگی زندگی کی اصلاح ہے اگر ایک مسلمان گھر کی اصلاح اس رنگ میں ہو جائے جو کاشانۂ نبوت کی تھی تو یہ زندگی کے ہر ایک شعبہ کی اصلاح نہایت آسانی سے ہو سکتی ہے کیونکہ بنیاد صحیح اور سیدھی رکھی گئی ہے ورنہ اگر بنیاد کی پہلی اینٹ ٹیڑھی ہو گی تو ساری دیوار ٹیڑھی رہے گی بمصداق

خشت اول چو نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

خانگی زندگی ہی کا جزو بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے اخلاق و فضائل کی نگرانی ہے ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بچوں کو ڈرا دھمکا کر اور انھیں مار پیٹ کر ہی ان کو صحیح راستہ پر چلایا جا سکتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے آپ نے ساری عمر کسی بچہ کو مارنا تو درکنار جھڑکا بھی نہیں ہمیشہ پیار و محبت اور شفقت ہی سے تمام بچوں سے پیش آتے تھے اور کبھی کونپلوں کو نرمی و ملاطفت سے سرد ہوا کی طرح سپید ہاتھ شفقت فرمانے پر آمادہ فرماتے تھے۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین حضرت انس بن مالک حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن عباس حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت کی صاحبزادیاں حضرت فاطمہ حضرت زینب حضرت ام کلثوم کی مقدس زندگیاں ہمارے سامنے ہیں ان کے متعلق ایک روایت بھی ایسی نہیں ہے جس میں یہ درج ہو کہ حضور نے ان کو مارا پیٹا ہو یا ڈرا دھمکا کر تنبیہ کی ہو اس کے برعکس ایسی روایتیں بیسیوں ہیں جن میں حضور کی شفقت و محبت کا حال مذکور ہے اور بچوں پر سختی و درشتی کرنے سے حقیقتاً اصلاح بھی نہیں ہوتی چنانچہ جدید اصول تعلیم و تربیت میں یہ مسلمہ طور پر مان لیا گیا ہے کہ بچوں پر سختیاں کرنا ان کو مارنا پیٹنا اور ان کے دل میں خوف و ڈر بٹھا کر بری باتوں سے روکنا قطعی غیر مفید ثابت ہوا ہے اس لئے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ ہمیں ایسی ہی زندگی بسر کرنی چاہئے جیسی کہ اسوۂ حسنہ میں ہم کو ملتی ہے اور حضور کے اسوۂ حسنہ میں اہل و عیال کے ساتھ سختی و درشتی مار پیٹ کی مطلق گنجائش نہیں ہے اور جس مقصد کے لئے یہ طریقہ لوگ اختیار کرتے ہیں وہ بھی حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کا الٹا اثر ہوتا ہے۔

خانگی زندگی کے بعد گراس سے بالکل متصل ایک دوسری زندگی شروع ہو جاتی ہے اور وہ ہمسائیوں کے ساتھ زندگی گذارنے کا طریقہ ہے۔

ہمسایہ اور پڑوسی کے متعلق حضور نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے شدت میں اسکی گنجائش نہیں ہے کہ پڑوسیوں کے متعلق حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس سب کو درج کر دیا جائے یہ کام مولود خوانوں اور واعظوں کا ہے کہ وہ محافل میلاد میں لوگوں کو بتلائیں کہ سرور دو جہاں کا اسوۂ حسنہ ہمسایوں اور پڑوسیوں کے متعلق کیا تھا اور مسلمانوں کو پڑوسیوں کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کرنے کی آپ نے ہدایت فرمائی ہے۔

لیکن اس قدر عرض کر دینا یہاں بیجا نہ ہوگا کہ حضور کا طرز عمل پڑوسیوں کے ساتھ بالکل عزیزوں کا سا ہوتا تھا اور اس میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی قید نہ تھی

## ید اللہ علی الجماعۃ

حضور نے اپنی ساری حیات طیبہ میں سب سے زیادہ زور جس امر پر دیا ہے وہ جماعت ہے انفرادی شخصی حیثیت پر اس قدر زور نہیں دیا چنانچہ اسلام کے تمام اعمال میں جماعت کا لحاظ رکھا گیا ہے مثلاً نماز اگر فرض ہے تو اس کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا بھی واجب ٹھہرایا گیا ہے یہ اس لئے کہ مسلمانوں کے اندر اتحاد و یکجہتی پیدا ہو اور دنیا میں ایک جماعت کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا سلیقہ آئے اور اگر حج فرض کیا گیا ہے تو اس میں بھی اس مصلحت اور حکمت کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر اپنے خیر و فلاح کی باتیں سوچیں اور ایک دوسرے کی مدد سے کام لیکر اپنے آپ کو مضبوط کریں اور اتحاد و یکجہتی کے رشتہ میں منسلک ہو کر بحیثیت ایک جماعت کے زندگی بسر کریں۔

روزہ میں بھی یہی مصلحت پوشیدہ ہے کیونکہ اس سے غریبوں مسکینوں اور محتاجوں کی حالت کا احساس ہوتا ہے امیروں کی امداد کی طرف طبیعت متوجہ ہوتی ہے زکوٰۃ کی بھی یہی حال ہے دولتمندوں سے لیکر حاجتمندوں کو دی جاتی ہے اور حکم یہ ہے کہ انفرادی نہیں اجتماعی حیثیت سے زکوٰۃ بیت المال میں جمع کی جائے اور وہاں سے اہل ضرورت کو تقسیم کی جائے۔

پھر اس کے علاوہ قرآن حکیم و احادیث شریفہ میں نہایت کثرت سے اتحاد و اخوۃ اور جماعت پر زور دیا گیا ہے اور ہر وقت اور ہر موقع پر حضور آقائے دو جہاں مسلمانوں کو جماعت و اتحاد کی ضرورت پر توجہ دلاتے رہتے تھے کبھی فرمایا "کل مومن اخوۃ" کبھی فرمایا المومن کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ یعنی مسلمان ایک فرد واحد کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ درد کرتی ہے تو سارا جسم درد کرنے لگتا ہے اور اگر اس کے سر میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے

یہ سب تعلیم جماعت کی زندگی بسر کرنے کی ہے جماعت میں کرامت مشہور ہے یعنی وہ کام جو فرد واحد یا دو چار آدمی مل کر انجام نہیں دے سکتے جماعت اس کو انجام دیدیتی ہے جس قوم کے اندر جماعت بندی نہیں ہوتی وہ کمزور ہوتی ہے اور دشمن اسکو تباہ کر دیتے ہیں اور وہ دنیا میں کوئی اہم کام نہیں کر سکتی۔

اس لئے عید میلاد کے موقع پر مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ارشادات کی طرف توجہ دلانی چاہیئے اور ان کو بتلانا چاہیئے کہ اگر تم باعزت زندگی گزارنی چاہتے ہو اور تمہاری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت بخشیاں تمہارے ساتھ ہوں تو ایک جماعت بن جاؤ، ہر قسم کے امتیازات، ہر قسم کی تفریقیں اور ہر قسم کی اتحاد سوز باتوں کو اپنے اندر سے دور کر دو اور ایک اللہ کی رسی کو تھام لو تاکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے مستحق ہو جاؤ اور اگر اسی طرح افتراق و التشاء کی حالت میں رہے تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تو جماعت کے سر پر ہوتا ہے اس لئے اس کی نصرت و امداد سے محروم رہو گے اور دنیا میں حقیر ذلیل اور خوار و رسوا ہو جاؤ گے۔

## واعظوں مبلغوں اور مولویوں کیلئے اسوہ حسنہ

واعظ مولوی اور مبلغ ساری دنیا کی اصلاح کے ٹھیکیدار رہتے ہیں رات دن دوسروں کو نصیحت کرتے رہتے ہیں مگر اپنی فکر ذرا نہیں کرتے زبان قال اللہ اور قال الرسول کا وظیفہ پڑھتی رہتی ہے مگر خود ان کے دل پر نہ اللہ کے قال کا کوئی اثر ہوتا ہے اور نہ رسول کے قال کا۔

اس لئے سب سے زیادہ ضرورت ان حضرات کے اصلاح کی ہے کیونکہ جب مصلح کا حال یہ ہو تو اس کے قال میں کیا اثر ہو سکتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ یہ ٹھیرے سارے جہان کی اصلاح بزعم خود ٹھیکیدار ان کی اصلاح کون کرے اور ان سے کون کہے کہ حضور آپ کو بھی ضرورت ہے کہ اپنے اندر اصلاح کیجئے۔

تاہم اصلاح ضروری ہے اور یہ اپنی اصلاح آپ ہی کر سکتے ہیں عہد رسالت میں تو معمولی معمولی آدمی بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کو ٹوک دیا کرتے تھے مگر اب یہ ناممکن ہے اگرچہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ہر ایک مسلمان کو حاصل ہے مگر اب اس فرض کو ان اصحاب نے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اور عوام نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔

اور اس کے لئے بہترین موقع میلاد ہے اس مقدس و مبارک موقع پر ان حضرات کو چاہیئے کہ اپنے نفوس کا بھی جائزہ لیں اور ان کو اپنے اندر جو قابل اصلاح امور نظر آئیں اسوہ حسنہ کی روشنی میں اصلاح کر لیں لیکن اگر ان کو اپنے اندر کوئی عیب نظر نہ آئے جیسا کہ اعلام قاعدہ ہے کہ اپنے عیوب نظر نہیں آتے تو پھر یہ دیکھیں کہ انہوں نے جو زندگی اختیار کی ہے اس زندگی کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کیا تھا اگر اس کے مطابق اپنی زندگی پائیں تو اللہ کا شکر ادا کریں اور اگر مطابق نہ پائیں تو مطابق کرنے کی کوشش کریں مثلاً وعظ و نصیحت اور تبلیغ دین و صداقت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ یہ تھا کہ نرمی و ملاطفت سے نصیحت فرمایا کرتے تھے سختی و درشتی کبھی بھی نہیں برتی ایسی باتیں نہیں کہتے تھے جس سے اشتعال پیدا ہو یا رنج و تکلیف پہنچے یہاں تک کہ بتوں کی بھی برائی نہیں کیا کرتے تھے قرآن شریف میں آپ کی نرمی کی طرف اشارہ صاف لفظوں میں کیا گیا ہے بلکہ حضور کی نرمی اس حد تک ترقی کر گئی تھی کہ درشتی کا حکم واغلظ علیہم کے الفاظ میں دیا گیا

مگر آجکل ہمارے مولوی صاحبان کا یہ حال ہے کہ اگر ذرا کسی کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے دیکھا تو گردن کی رگیں پھلا کر آنکھیں لال پیلی کر کے اور منہ میں کف بھر کر سمجھانے سے پہلے ہی کافر مردود مرتد بے غیرت و جہنمی کا خطاب دیدیا اور اگر کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا اور فتوے کے متعلق ذرا سا شک و شبہ کا اظہار کیا تب تو غیظ و غضب کی کوئی انتہا ہی نہیں رہتی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ یہ نہ تھا بلکہ اس کے برعکس یہ تھا کہ طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں حضور کو دیجاتی تھیں مگر حضور ان مصائب و آلام کے پہاڑوں کو صبر و شکر سے برداشت کرتے تھے اور زبان مبارک سے بجز دعا کے کبھی بد دعا بھی نہیں نکلی ہی طائف میں جب حضور تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے تو کفار نے پتھر مار مار کر حضور کے جسم مبارک کو لہولہان کر دیا تھا اور اس قدر سنگ باری کی تھی کہ حضور بے ہوش ہو گئے تھے مگر جب حضرت کو ہوش آیا تو زبان اقدس پر یہی دعا تھی کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

یہی حال ان مبلغین اور واعظین اسلام کا تھا جن کو آنحضرت تبلیغ اسلام کے لئے مختلف قبائل میں روانہ فرماتے تھے بہت سے قبائل نہایت درجہ بد سلوکی سے پیش آئے مبلغین اسلام کو ایذائیں دیں اور تکلیفیں پہنچائیں مگر ان بزرگوں کی پیشانی پر کبھی بل نہیں آیا اور تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے اور اپنا فرض ادا کرتے رہے۔

کیا اسوہ حسنہ رسول اللہ اور اسوہ صحابہ کرام میں ہمارے علماء واعظین اور مبلغین اسلام کے لئے کوئی سبق نہیں ہے۔ یقیناً ہے اور ان اصحاب کی تبلیغ ہے کہ قبل اس کے کہ عوام کو نصیحت کریں اور ان کو اتباع اسوہ حسنہ کی تلقین کریں خود اپنی اصلاح کر لیں اور اسوہ حسنہ رسول اللہ کے مطابق اپنی زندگی بنائیں۔

عید میلاد کا موقع بہترین ہے جہاں سرکار دو عالم کے سوانح حیات بیان کر کے دوسروں کو اس کی پیروی کی نصیحت کریں اسوہ حسنہ کے اس حصہ کو چھوڑ نہ دیا کریں جن کا تعلق خود ان کی اپنی زندگی سے ہے اور جس کا انسان کے اعمال پر پڑتا ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت

محافل میلاد سے اگر مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی اصلاح و ترقی نہ ہو اور لوگ صرف ذکر ولادت باسعادت سنکر اپنے گھروں کو چلے جائیں جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو ایسی میلاد اور محفل میلاد کا کوئی زیادہ فائدہ نہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کی زندگی پر غائر نظر ڈالی جائے اور اس زندگی کا جو گوشہ بھی کمزور نظر آئے اسوہ حسنہ رسول کی روشنی میں اسکی اصلاح کی طرف متوجہ کیا جائے۔

مثلاً دنیاوی حیثیت سے ان کی مالی حالت نہایت کمزور ہے اور افلاس نے ان کا کچومر نکال دیا ہے وہ غیروں کے دست نگر ہیں اور ترقی کے کسی میدان میں بھی آگے قدم نہیں بڑھا سکتے مثلاً تعلیم ہی ہے آجکل دنیاوی ترقی کے لئے انگریزی تعلیم لازمی ہے اور انگریزی کی تعلیم اس قدر گراں ہے کہ معمولی درجہ کا آدمی جسکی پچاس سے لیکر سو روپے کی ماہوار تک آمدنی ہو وہ اپنے ایک بچہ کو بھی اعلیٰ تعلیم نہیں دلا سکتا اور اگر دو چار یا چار پانچ بچے ہوں تب تو

ناممکن ہے کہ سب کو انٹرسٹ کی یہی تعلیم دلا سکے اس مصیبت کا حل اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ مسلمان اپنا افلاس دور کریں اور افلاس دور نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسلمان تجارت کی طرف توجہ نہ کریں کیونکہ تجارت ہی ایک ایسی چیز ہے جو قوموں کو دولتمند بناتی ہے ملازمت کسی قوم کو بھی ترقی کی طرف نہیں لیجاتی

اس لئے واعظین اور میلاد خواں حضرات کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے اس حصہ کو دلکش و دلآویز انداز میں مسلمانوں کے سامنے پیش کریں جس میں حضور نے خود تجارت کی ہے حضور نے ابتدا ہی میں کسب معاش کا ذریعہ تجارت کو بنایا تھا پہلے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تجارت کے قافلہ کے ساتھ شام کا سفر حضور نے فرمایا پھر بطور خود بھی تجارت کا سامان لیکر شام تشریف لے گئے اور حضرت خدیجہ کے ساتھ نکاح سے قبل شرکت میں ان کے مال کی تجارت سالہا سال تک آپ نے کی اور نکاح کے بعد بھی تجارت فرماتے رہے اور بعثت کے بعد صحابہ کو تجارت ہی کی ترغیب دیا کرتے تھے چنانچہ یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک سائل آیا تو حضور نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تیرے گھر میں کچھ ہے تو اس نے عرض کیا کہ صرف ایک کمبل ہے آپ نے وہ منگوا کر اور اس کو فروخت کر دیا کچھ پیسے اس کو دیکر خرید نے کے لئے ارشاد فرمایا اور اس سے کلہاڑی منگوا کر اور اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ڈال کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو چنانچہ وہ شخص تھوڑے عرصہ کے بعد کافی مالدار ہو گیا اور ساری عمر کبھی سوال نہیں کیا۔

حضور کے ساتھ ہی صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ کو بھی عید میلاد کے موقع پر مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور بتلانا چاہیئے کہ حضرت عثمان تجارت ہی کرتے تھے جسکی وجہ سے وہ اس قدر مالدار ہو گئے تھے کہ ان کو عثمان غنی کہا جانے لگا تھا ادھر ان کے مال سے اسلام کو جس قدر فائدہ پہنچا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف تجارت ہی کرتے تھے حضرت ابوبکر صدیق بھی تاجر تھے غرضکہ صحابہ کرام کی اکثریت تجارت پیشہ تھی اور یہ تجارت ہی ہے جسکو قرآن حکیم میں اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تعبیر فرمایا ہے سورہ جمعہ میں ارشاد ہوا ہے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ یعنی جمعہ کی اذان سنتے ہی نماز کے لئے دوڑو اور خرید و فروخت بند کر دو مگر جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل یعنی تجارت میں نفع کماؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ کے متعلق تجارت کو نہایت تفصیل اور تشریح کے ساتھ عید میلاد کی محفلوں میں بیان کرنا اور مسلمانوں کو ان کی طرف توجہ دلانی اور ترغیب دینی چاہیئے۔

## قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

دنیاوی امور کی اصلاح کے ساتھ دینی اصلاح کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہی نہیں بلکہ مقدم ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان نماز کی طرف سے دن بدن زیادہ غافل ہوتے جاتے ہیں خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ بہت زیادہ بے پروا ہوتا جاتا ہے۔

محفل میلاد میں لوگوں کو بتلانا چاہیئے کہ نماز کس قدر اہم اور ضروری رکن دین ہے اور اس کا ترک کرنا کس قدر موجب گناہ اور باعث خسران و عصیان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کس قدر محبوب رکھتے تھے اور کس درجہ اس کی تاکید

پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی
ابھی رسول نمبر کے ہزاروں روپے کا بار سہار رہا تھا۔ ابھی حمیدیہ پریس کی ضمانت سے نجات ملی تھی اور ابھی رسول نمبر کے شایع کرنے کے لئے ۰۰ ۸ روپوں کے ٹکٹوں کی فراہمی سخت دامنگیر تھی کہ یکایک شملہ کی سرد پہاڑیوں میں آگ کا شعلہ نمودار ہوا اور گورنمنٹ آف انڈیا کی جناب سے مولوی کے نام حکم آیا کہ فی الفور پانسو روپے نقد رسالہ مولوی کی ضمانت داخل کرو ورنہ اسی وقت پریس بند کر دو۔
اور خدا معلوم کیا کیا جتن کئے اور ضمانت داخل کر دی میرا دل و دماغ ہجوم افکار سے ماؤف ہے اب آپ صاحبان سے جو جو بن پڑے وہ کیجئے نقد اعانت تو لینے کا نہیں کتابیں خرید کر اور خرید ار بڑھا کر ہی اعانت ہو سکتی ہے۔
ترغیب خرید کتب کے لئے ایک تجویز یہ سوچی گئی ہے کہ جسمیں دونوں کا فائدہ ہو کہ ۳۱۔ اگست ۱۹۳۰ء تک جو بھائی ایک وقت میں سب سے زیادہ کتابیں منگائینگے ان کو وہ کتابیں مفت دیدی جائینگی یعنی ۲۸ اگست سنہ ۳۰ سے ۳۰۔ اگست سنہ ۳۰ تک جن بھائیوں کی کتابوں کا سب سے بڑا آڈر ہوگا ان کا وی پی وصول ہونے کے بعد ان کی خدمت میں وہ روپیہ بذریعہ منی آڈر روانہ کر دیا جائے گا لیکن یہ رعایت صرف کتابوں کی خریداری پر ملے گی قرآن شریف اس سے مستثنیٰ ہیں نیز تاجران کتب اور وہ لوگ جو کتابوں پر کوئی رعایت مانگیں وہ بھی اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ بلا کسی رعایت کے صرف کتابوں کے سب سے بڑے آڈر کی رقم وصول ہونے پر یہ رعایت ہوگی کہ انکی رقم واپس کر دیجائیگی اس طرح آپ سینکڑوں روپے کی کتابیں مفت منگا سکتے ہیں۔
آڈر وہی قابل اعتبار ہوگا جسکی تعمیل یہاں سے ہو جائیگی اگر آپ اپنی کتابیں منگا سکیں اور بھیج سکیں تو آڈر بڑا شمار نہیں ہوگا
ان سب باتوں کو غور سے سمجھکر فرمائش کیجئے

فرماتے تھے۔

نیز لوگوں کو تفصیل سے بتانا چاہیئے کہ نماز کے کیا کیا فائدے ہیں اور اس کے ترک کے کیا کیا نقصان ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کس قدر کثرت کے ساتھ اس کے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کیا تھا۔

قرآن حکیم میں نماز کی علت غائی یہ بیان فرمائی ہے کہ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز فحش اور منکر کاموں سے انسان کو باز رکھتی ہے کس قدر عمدہ صفت ہے مگر لوگوں کو یہ بھی بتلانا ضروری ہے کہ وہ کونسی اور کیسی نماز ہے جو انسان کو فحش باتوں سے اور منکر امور سے باز رکھتی ہے کیونکہ اعتراض ہوگا کہ سینکڑوں اور ہزاروں انسان نماز پڑھتے ہیں مگر نہ تو وہ فحش) توں سے بچتے ہیں اور نہ منکر کاموں سے باز رہتے ہیں ظاہر ہے کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم خداوند حی و قیوم کا کلام ہے وہ یہ تو تسلیم نہیں کر سکتے ہیں کہ اس نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ غلط ہے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ ارشاد الٰہی تو برحق مگر جو نماز فحش و منکر سے انسان کو باز رکھتی ہے وہ کوئی نہیں پڑھتا بلکہ نماز کی ظاہری صورت کو ادا کرتے ہیں اور اس کی حقیقت سے بیخبر رہتے ہیں فدنہ ۔ ممکن ہے کہ صحیح اور حقیقی قسم کی نماز ادا کی جائے اور فحش و منکر سے انسان کو نہ روکے۔

نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اول تو نماز میں یہ محسوس کرے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور اگر یہ نہو سکے تو کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ مجھکو دیکھ رہا ہے اگر یہ کیفیت ہم پر طاری ہو جائے تو محال ہے کہ نماز فحش اور منکر سے ہم کو باز نہ رکھے۔

اس کے بعد لوگوں کو بتلانا چاہیئے کہ سرکار دو عالم کا اسوہ حسنہ نماز کے متعلق کیا تھا آپ کے وہ ارشادات جو نماز سے متعلق ہیں ان کو بھی بیان کرنا چاہیئے مثلاً جو حدیث زیب عنوان ہے یعنی نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور دوسری حدیث جس میں ارشاد ہوا ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین نماز مسلمانوں کی معراج ہے اس کی بھی اچھی طرح تشریح کرنی چاہیئے کہ معراج مومنین سے کیا مطلب ہے اور یہ کس قدر بلند مرتبہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

نیز مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہیئے کہ حضور رحمۃ اللعالمین کس قدر کثرت سے نماز پڑھتے تھے یعنی فرض کے علاوہ شب و روز کس قدر نوافل ادا فرماتے تھے کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے تھے۔

غرض یہ کہ میلاد کی محفلوں میں مسلمانوں کو نماز کی طرف پورے زور کے ساتھ توجہ کرنا چاہیئے اور نماز پڑھنے اور اچھی قسم کی نماز پڑھنے کی ترغیب دینی چاہیئے۔

## صلوا علیہ وآلہ

قرآن حکیم میں ہے ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما اللہ اور اس کے فرشتے نبی امی محمد رسول اللہ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں اس لئے اے ایمان والو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو۔

یہ حکم ہے اور حکم بھی نہایت تاکیدی کیونکہ صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم اپنے آقا پر صلوٰۃ و سلام بھیجو بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ہم اور ہمارے فرشتے بھی درود و سلام بھیجتے ہیں اس سے اس حکم کی اہمیت بیحد بڑھ جاتی ہے۔

مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے کہ ہمارے سردار و شفیع کا مرتبہ رفیع کس قدر بلند و برتر ہے کہ صرف اپنے بندوں ہی کو درود بھیجنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ خود بھی اس امام الانبیاء پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں کیا اس کے بعد ہماری زبانوں کے لئے یہ زیبا ہے کہ وہ فضول باتوں میں مصروف و مشغول رہیں اور اس سرور انبیاء پر درود و سلام نہ بھیجیں جس پر خود خدا اور اس کے فرشتے بھی سلام و صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

مسلمانوں کو بتلانا چاہیئے کہ آقا نے دو جہاں کے ہم پر کیا کیا احسانات ہیں اور یہ کہ اگر نجات کی کوئی امید ہو سکتی ہے تو صرف شفاعت محمدی ہی سے ہو سکتی ہے ورنہ بارگناہ اور معصیت کے بوجھ سے گردن ہے جو سر ہی اٹھا سکتا ہے بہر یہ کیسی بدبختی ہوگی کہ ہم اس فخر کائنات پر درود بھی نہ بھیجیں۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف محفلوں میں پڑھنے کو کہا جائے بلکہ مسلمانوں کو سمجھایا جائے کہ وہ اکثر و بیشتر درود کا ورد رکھا کریں اور حضور کا نام تو جب بھی کان میں پڑے یا زبان سے ادا ہو فوراً ہماری زبان سے صلوٰۃ و سلام جاری ہو جانا چاہیئے۔

درود و سلام کے جو فضائل احادیث کی کتابوں میں وارد ہوئے ہیں لوگوں کو ان سے آگاہ کرنا چاہیئے اور ان کو اس پر اغب کرنا چاہیئے کہ اکثر و بیشتر درود شریف کا ورد جاری رکھا کریں یہ ایک ایسی عبادت ہے کہ بغیر کسی وقت کے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت کی جا سکتی ہے۔

## خواجہ صاحب کی تازہ تصنیف (سیرۃ نبوی)

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی نئی تصنیف سیرۃ نبوی اس وقت ہمارے سامنے ہے یہ سیرت صرف عورتوں اور بچوں کے لئے حضرت خواجہ صاحب نے تصنیف فرمائی ہے اور اس میں کوشش یہ کی ہے کہ زبان اس قدر آسان اور سہل ہو کہ عورتیں اور بچے بلا کسی دقت کے پڑھ سکیں۔

زبان تو خواجہ صاحب ویسے ہی ہمیشہ ہر اک کتاب میں نہایت سہل اختیار کرتے ہیں مگر اس کتاب میں اور زیادہ اس کا لحاظ رکھا ہے اور اس میں پوری کامیابی خواجہ صاحب کو ہوئی ہے چنانچہ سات برس کی بچی رضیہ بیگم بلا تکلف اس کتاب کو پڑھ لیتی ہے۔ رضیہ بیگم اڈیٹر صاحب مولوی کی بچی ہے طال اللہ عمرہا۔

زبان کے علاوہ یہ کوشش بھی خواجہ صاحب نے کی ہے کہ بڑے بڑے واقعات چند سطروں میں لکھدیئے ہیں جو کتاب کے ایک ہی صفحہ میں آجائیں اور ہر ایک واقعہ کا علیحدہ عنوان قائم کر دیا ہے بعض واقعات ایک صفحہ میں ختم نہیں ہوئے مگر عنوانات کی تقسیم سے ان میں اس قدر تنوع پیدا ہو گئی ہے کہ ہر ایک صفحہ کا مضمون ایک مستقل واقعہ معلوم ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ سوانح مقدس کے واقعات و حالات کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا جائے یعنی جس زمانہ میں جو واقعہ پیش

آیا ہے اسی ضمن میں اسکو لکھا جائے ایسا نہ ہو کہ جوانی کا واقعہ بڑھاپے میں اور بڑھاپے کے حالات بچپن کے تذکرہ میں لکھے جائیں اور اس سلسلہ خواجہ صاحب نے پہلی ترتیب یہ قائم کی ہے کہ سوانح اقدس کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے بچپن سے ۲۵ سال تک ۲۵ سال سے چالیس سال تک اور بعثت سے آخر عمر تک تمام واقعات کو اسی ترتیب سے کتاب میں درج کیا گیا ہے۔

کتاب سات سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے اور ہر اک صفحہ ایک نئے عنوان سے مزین ہے اس سے خواجہ صاحب کی قوت تخیل و قوت تحریر کا اندازہ ہوتا ہے۔

واقعات کے متعلق خواجہ صاحب نے لکھا ہے کہ سب معتبر کتابوں سے لئے گئے ہیں اور دوسرے ایڈیشن میں ہر ایک واقعہ کے متعلق حوالہ دیدینے کا وعدہ کیا ہے۔

یہ سیرۃ جس غرض سے خواجہ صاحب نے لکھی ہے اس کے لحاظ سے نہایت خوب ہے زبان اور طرز بیان اس قدر آسان اور دلکش ہے کہ عورتیں اور بچے بغیر کسی دقت اور الجھن کے پڑھتے چلے جائینگے اور ان کا جی نہیں اکتائیگا۔ کتاب میں متعدد تصاویر بھی ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ یہ سیرت ملک میں بہت مقبول ہوگی اور ہر ایک گھر میں پہنچے گی۔ قیمت دو روپے ہے۔ منیجر حمید یہ پریس دہلی سے مل سکتی ہے۔

## پیشوا کا رسول نمبر

ہر سال کی طرح امسال بھی پیشوا کا رسول نمبر نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ آج محترم سعید حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ان تمام مسلمانوں کے شکریہ کے مستحق ہیں جن کو آقائے مدینہ کے نقش پا سے عقیدت اور جو خاک پا کو سرمہ چشم سمجھتے ہیں آپ کی سعی غلامانہ و کوشش عاشقانہ سے پیشوا کا ایسا رسول نمبر ظہور میں آیا ہے جس کو مسلمان اگر حرز جان بنائیں تو بجا ہے۔

پیشوا کا یہ رسول نمبر تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل ہے اور یہ دو سو صفحات سارے کے سارے ذکر جمیل رسالت و نبوت سے منور و مزین ہیں۔

حصہ نثر تقریباً پچاس عنوانوں پر مشتمل ہے اور ان عنوانوں کے اندر مضامین عالیہ کا ایک سمندر موجزن ہے۔ چند عنوان ملاحظہ ہوں جن سے پیشوا کے رسول نمبر کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

ظہور نور الہدیٰ۔ یہ مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی کا مضمون ہے مولانا موصوف عنانیہ یونیورسٹی سے آجکل متعلق ہیں اور آپ کا قلم جب کبھی سرکار مدینہ کی مدح و ثنا میں روانی دکھاتا ہے تو عشق عقیدت اور محبت و پریم کی شراب کی ایسی بارش کرتا ہے کہ پڑھنے والا بیخود ہو جاتا ہے۔

شاہد مدینہ۔ یہ مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید فرنگی محلی کا مضمون ہے مولانا موصوف فرنگی محل کے مشہور اہل قلم عالم ہیں اور اخبار طوم الحزین کے اڈیٹر ہیں آپ کے قلم میں بھی ایک عشقیہ روانی ہے

ذکر ولادت باسعادت :- اس مضمون کے لکھنے والے رسول نمبروں کے جگت گرو ملا محمد یٰسین صاحب ہیں ملا صاحب ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ انہوں نے رسائل و اخبارات میں رسول نمبر نکالنے کی بدعت حسنہ کو رواج دیا ہے سب سے پہلے آپ ہی نے نظام المشائخ کا رسول نمبر نکالا اور آجتک برابر ہر سال نکال رہے ہیں۔ ملا واحدی صاحب بہت ہی کم لکھتے ہیں مگر جب کبھی کچھ لکھتے ہیں تو وہ انمول ہوتا ہے خود زوائد سے پاک کانٹے کی تول مضمون لکھتے ہیں شیریں اور صاف زبان میں عشق رسالت کی بارش کرتے چلے جاتے ہیں۔

تبلیغ و دعوت رسالت۔ یہ مضمون مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی کا ہے مولانا موصوف کی جن لوگوں نے تقریریں سنی ہیں وہی ان کے مضامین کا لطف بھی اٹھا سکتے ہیں جس طرح جھوم جھوم کر ایک مستانہ میخوار کی طرح محراب و منبر پر آپ تقریر کرتے ہیں اسی طرح آپ کا قلم بھی ایک مست بیخود عاشق کی طرح سطح کاغذ پر جولانیاں دکھاتا ہے۔

شخصیت عظمیٰ۔ یہ مضمون خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری کا ہے خواجہ کمال الدین صاحب جس پایہ کے اہل قلم ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے متعلق خصوصیت کے ساتھ خواجہ صاحب کے قلم نے نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا سے اپنا لوہا منوا چکا ہے محکم دلائل اور روشن براہین کے ساتھ سرور عالم کے متعلق ان کے قلم سے جو نکلتا ہے مخالف و موافق و معاند کو بھی اس کے سامنے سر جھکانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔

حضور کا درجہ صف انبیا میں :- حکیم سید ناصر نذیر صاحب فراق یاگانہ خواجہ میر درد کا قلمرو دہلی کی اردوئے معلی میں فصاحت و بلاغت کے جو دریا بہاتا ہے وہ رسائل ہیں ذی لیاقت سے پوشیدہ نہیں ہے آج ساری دنیا میں تنہا فراق صاحب یادگار رفتگان کا حکم رکھتے ہیں یہ نثر جو کچھ ان کے قلم سے نکلتا ہے وہ آنکھوں سے لگانے کے قابل ہوتا ہے مگر جب کبھی وہ اپنے نانا جان صاحب المعراج والقرآن کے متعلق کچھ لکھتے ہیں تو پریم و محبت اور عشق و الفت کا سمندر بہا دیتے ہیں۔

یہ تو چند نمونے کے طور پر مضامین اور ان کے لکھنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں باقی جس قدر بھی مضامین پیشوا اپنی آغوش میں لیکر نکلا ہے سب اس قابل ہیں کہ عشاق رسول ان کو سرآنکھوں پر رکھیں اور ان کو پڑھکر اپنے عشق کی آگ کو اور بھڑکائیں۔ نثر کے حصہ کی طرح نظم بھی نہایت مرصع اور شاندار ہے اگرچہ بعض نظمیں زمانہ کی قدر ہلکی ہیں مگر ہر جگہ شاعری کے نقطہ نظر سے جانچنے کی ضرورت نہیں رسول نمبروں میں تو لوگ اپنے دلوں کی تہہ بیان کرتے ہیں ان کو شاعری سے چنداں سروکار نہیں ہوتا بلکہ ان کے پیش نظر ثواب آخرت ہوتا ہے اگر ثواب آخرت سے ان کا دامن مراد بھرتا ہے تو شعر میں کیوں سر کھپائیں۔

نظم و نثر مضامین کے علاوہ تصاویر سے بھی پیشوا کے رسول نمبر کو مزین و مرتب کیا گیا ہے اور تقریباً ۲۲-۲۳ فوٹو کی تصاویر سے رسالہ آراستہ ہے۔ طباعت رنگین ہے اور کتابت وغیرہ دیدہ زیب ہمارا ٹیچر صاحب پیشوا کو مبارکباد دیتے ہیں کہ وہ گذشتہ سال سے بھی بہتر رسول نمبر نکالنے میں کامیاب ہوئے۔ رسالہ پیشوا کا سالانہ چندہ دو روپے ہے اور یہ رسول نمبر بھی اسی دو روپے میں ملتا ہے لیکن جو صاحب علیحدہ منگانا چاہیں ان کو بھی ملے گا۔

# کتاب الاسلام

## باب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

### نماز کی سنتیں

اور عورت کو بحالت رکوع زیادہ جھکنے کی ضرورت نہیں عورت صرف اس قدر جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے اور رکوع و سجدہ میں کم سے کم تین بار تسبیح کہنا سنت ہے اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہنا افضل ہے مگر ختم طاق عدد پر اور امام کو رکوع و سجود میں تین بار یا پانچ بار تسبیح کہنا سنت ہے زیادہ بھی کہہ سکتا ہے لیکن اگر مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کہے۔

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی رکوع کرے اور تین بار "سبحان ربی العظیم" کہے تو اس کا رکوع ہو گیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جب کوئی سجدہ کرے اور تین بار "سبحان ربی الاعلیٰ" کہے تو اس کا سجدہ ہو گیا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے مطلب یہ ہے کہ یہ کہنے کی مقدار ہے۔ اور جب رکوع سے فارغ ہو کر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہو تو حمدہ کی کو ساکن پڑھو۔

اور جب کوئی شخص سجدہ میں جائے تو اس کو چاہیئے کہ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے پھر ناک رکھے پھر پیشانی رکھے اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک اٹھائے پھر ہاتھ اٹھائے پھر گھٹنے اٹھائے یہ مسنون طریقہ ہے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور آقائے کائنات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو پہلے گھٹنے رکھتے پھر ناک پھر پیشانی۔

اور مرد کے لئے سجدہ کی حالت میں یہ ضروری ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا رہیں اور پیٹ رانوں سے علیحدہ رہے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائی جائیں اور جب صف میں ہو تو بازوؤں کو کروٹوں سے جدا رکھنے کی ضرورت نہیں۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدے میں اعتدال کو پیش نظر رکھو اور کتے کی طرح کلائیاں نہ بچھاؤ۔

اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھ کروٹوں سے دور رکھتے تھے۔

اور عورت کو چاہیئے کہ وہ سمٹ کر سجدہ کرے یعنی اپنے بازو کروٹوں سے ملا دے اور پیٹ ران سے ملا دے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔

اور مرد کو چاہیئے کہ دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو تو پہلے داہنا رکھے پھر دایاں رکھے

اور اگر کوئی شخص کسی وقت کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور اگر کوئی شخص بلا عذر کسی ایسے کپڑے کا کونا بچھا کر جب کہ وہ پہنے ہوئے تھا سجدہ کرے یا ہاتھوں پر سجدہ کرے تو مکروہ ہے اور اگر کوئی عذر ہے مثلاً اس جگہ کنکریاں ہیں یا زمین گرم ہے یا بہت سرد ہے تو اپنے ہاتھوں پر سجدہ کرنا یا اپنے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے کچھ کراہت نہیں۔

اور اگر کوئی شخص اپنی اچکن یا اپنے کوٹ کو بچھا کر اس پر نماز پڑھنا چاہے تو اس کا اوپر کا حصہ پاؤں کے نیچے سے اور اس پر سجدہ کرے۔

اور سجدہ میں ایک پاؤں اٹھا رکھنا مکروہ و ممنوع ہے۔

اور دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر رکعت کے لئے بجنوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا سنت ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کمزور ہو اور کمزوری کے سبب زمین پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو تو اس میں بھی کچھ نہیں۔

اور فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ (یعنی الحمد) پڑھنا افضل ہے لیکن اگر کوئی شخص نہ پڑھے اور صرف سبحان اللہ کہے تو صرف سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپکا کھڑا رہنا بھی جائز ہے یعنی اگر کسی شخص نے فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ بھی نہ پڑھی اور سبحان اللہ بھی نہ کہا صرف تین تسبیح پڑھنے (یعنی صرف تین دفعہ سبحان اللہ پڑھنے) کی مقدار خاموش کھڑا رہا تب بھی نماز ہو جائے گی مگر سکوت مناسب نہیں ہے۔ ممکن ہے یہ مسئلہ تم کو استعجاب انگیز معلوم ہو اس لئے ہم تمہیں وضاحتاً یہ بتائے دیتے ہیں کہ سورہ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت اور چوتھی رکعت میں واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے اور سنت کی تاکید فرض اور واجب کے برابر نہیں ہے پس اگر قصداً بھی کوئی شخص سنت کو ادا نہ کرے تو نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے لیکن قصداً چھوڑنے والا ملامت کا مستحق ضرور ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم نے کہا ہے کہ اگرچہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے لیکن پڑھ لینا افضل ہے اور اگر کوئی شخص فرض نماز کی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت میں تین تسبیح پڑھنے کی مقدار خاموش کھڑا رہے گا تب بھی نماز ہو جائے گی۔

اور فرض نماز کے قعدہ اخیرہ میں اور نوافل وغیرہ کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔ درود شریف پڑھنے کے فضائل میں احادیث بکثرت وارد ہیں اس جگہ چند لکھی جاتی ہیں حضور اقدس فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے باری تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔

اور نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا اللہ تعالےٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں معاف فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا اور ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا۔ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھتا ہوگا۔ اور ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ وہ شخص بخیل ہے

جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا، منزل اجابت یعنی درجہ قبولیت میں نہیں جاتی جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔

اور فقہاء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جس جلسہ میں حضور آنور کا ذکر آئے درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اگر سو بار ذکر آئے تو سو بار درود شریف پڑھے۔

اور مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت اور اذان کے بعد اور اقامت کے وقت اور ہر دعا کے اول و آخر میں اور دعائے قنوت کے بعد اور وضو کرتے وقت اور جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت اور تقریر شروع کرتے وقت اور سبق پڑھتے وقت اور سبق پڑھاتے وقت اور فتویٰ لکھتے وقت اور تصنیف کے وقت اور نکاح کے وقت اور بچے کی بسم اللہ خوانی کے وقت اور ہر اہم کام کے وقت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے

اور قعدہ اخیرہ میں درود پڑھنے کے بعد دعا پڑھنا مسنون ہے لیکن دعا عربی میں پڑھے غیر عربی میں مکروہ ہے۔

اور نماز پوری ہونے کے بعد سلام پھیرنا مسنون ہے اور دہنی طرف سلام میں منہ اتنا پھیرے کہ داہنا رخسار دکھائی دے اور بائیں طرف بھی منہ اتنا پھیرے کہ بایاں رخسار دکھائی دے اور اگر کسی شخص نے غلطی سے پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کلام نہ کیا ہو دوسرا دہنی طرف پھیرے پھر بائیں طرف سلام پھیرے اور اگر امام نے جلدی سے سلام پھیر دیا اور مقتدی نے اپنی تشہد کو پورا نہیں کیا ہے تو مقتدی کو چاہیئے کہ امام کا ساتھ نہ دے بلکہ واجب ہے کہ تشہد کو پورا کر کے سلام پھیر دے۔

امام کے سلام پھیر دینے کے بعد جب تک مقتدی سلام نہ پھیرے مقتدی نماز سے باہر نہیں ہوتا اور مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں ہاں اگر کوئی شدید ضرورت واقع ہو جائے تو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز ہے۔

اور پہلی ہی بار لفظ "سلام" کہتے ہی امام نماز سے باہر ہو جاتا ہے اگرچہ اس نے "علیکم" نہ کہا ہو اس وقت اگر کوئی شخص شریک جماعت ہوگا تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی شخص شریک ہو گیا اور آخر میں اس نے سجدہ سہو کر لیا تو اقتدا صحیح ہوگی۔ اور امام کو چاہیئے کہ جب وہ نماز پوری کرلے اور سلام پھیرے تو دہنی طرف سلام پھیرتے وقت دائیں طرف کے مقتدیوں کی نیت کرے اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف کے مقتدیوں کی نیت کرے اور دونوں سلاموں میں ان فرشتوں کی بھی نیت کرے جو انسان کا اعمالنامہ لکھنے کے لئے مقرر ہیں اور نیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سلامتی چاہے یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا ترجمہ یہ ہے کہ سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو اس کے مخاطب مسلمان اور ملائکہ ہوئے اور ان کے حق میں دعا ہوئی۔

اور مقتدیوں کو بھی یہ چاہیئے کہ وہ جس طرف سلام پھیریں اس طرف کے مقتدیوں کی نیت کریں اور ملائکہ کی بھی نیت کریں اور جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت اور اگر امام ان کے محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی نیت کریں اور منفرد ہو تو اس کو بھی ملائکہ کی نیت کرنی چاہیئے۔

مقتدی اگر امام کے ساتھ ہی دعا مانگے تو افضل ہے اور اگر کسی ضرورت کی وجہ سے نماز پڑھکر اور دعا مانگ کر چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں۔ اور امام کو چاہیئے کہ خشوع و خضوع کے ساتھ مختصر دعا مانگے دعا میں اس قدر دیر نہ لگائے کہ مقتدی برداشتہ خاطر ہو جائیں افسوس ہے کہ آجکل اس بات کا لحاظ نہیں رکھا جاتا عام طور پر یہ رواج ہے کہ امام صاحب نماز پڑھنے کے بعد بہت دیر تک وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں اور پھر طویل دعاؤں میں مصروف ہو جاتے ہیں عالمگیری جیسی مشہور کتاب میں بہت صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ امام کو مختصر دعا مانگنی چاہیئے اور زیادہ طویل دعاؤں میں مشغول نہ ہونا چاہیئے موجودہ زمانہ میں اس مسئلہ پر غور کرنے کی خاص ضرورت ہے اول تو مسلمانوں کو نماز کی طرف توجہ ہی نہیں ہے اور جن کو توجہ ہے وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری نہیں سمجھتے اور جو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے آتے ہیں وہ اماموں کی بے وقوفی سے برداشتہ خاطر ہیں ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ امام کو نماز کے بعد وظیفہ نہیں پڑھنا چاہیئے یا طویل دعائیں مانگنی چاہیئے بلکہ مدعا یہ ہے کہ نماز ختم کرنے کے بعد مختصر دعا مانگ کر مقتدیوں کو رخصت کر دیا جائے اور پھر امام صاحب جتنی دیر چاہیں طویل دعاؤں میں مشغول رہیں یہ ہم نے اسلئے عرض کیا ہے کہ شریعت نے مقتدی کی دلجوئی اور دلنوازی کو ضروری قرار دیا ہے اور آجکل چونکہ ہر شخص دنیاوی کاروبار میں مصروف رہنے پر مجبور ہے اسلئے اس کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہیئے۔

وما علینا الا البلاغ۔

# نماز کے مستحبات

نماز میں پانچ چیزیں مستحب ہیں (۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت آستینوں سے دونوں ہتھیلیاں نکال لینا (۲) رکوع اور سجدہ میں تسبیح کو تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح کہنا (۳) قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا اور رکوع کی حالت میں قدموں کی طرف نظر رکھنا اور جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر نظر رکھنا اور سلام کے وقت اپنے مونڈھوں پر نظر رکھنا (۴) کھانسی کو اپنی طاقت بھر نہ آنے دینا (۵) جمائی میں منہ بند رکھنا اور کھل جائے تو قیام کی حالت میں سیدھے ہاتھ کی پشت سے منہ چھپا لینا اور قیام کے علاوہ اگر دوسری حالتوں میں جمائی آئے تو بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ چھپانا۔

اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے موہ چھپانا مکروہ ہے اور اوپر جو لکھا گیا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت آستینوں سے دونوں ہتھیلیوں کو نکالنا مستحب ہے یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں ہے اور اس سلسلہ میں یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر سردی کا موسم ہو اور کوئی شخص اونی یا سوتی دستانے پہنکر نماز پڑھے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے رکھو تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا فرض نہیں ہے مستحب ہے۔ اور مستحب کا کرنے والا فضیلت کا مستحق ہے اور مستحب کو ترک کرنے والے کیلئے کچھ عتاب نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر کرے تو ثواب ہے اور اگر نہ کرے تو کچھ عذاب نہیں۔

نماز کے فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات بیان کرنے کے بعد اب مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کی پوری ترکیب بھی شرح وبسط کے ساتھ لکھدی جائے تاکہ مسائل کے سمجھنے میں آسانی ہو اور نماز کی پوری ترکیب لکھنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صحیح حدیثوں میں نماز پڑھنے والے کے لئے جو ہدایتیں درج ہیں وہ نقل کردی جائیں وہ یہ ہیں:-

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آقائے کائنات سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں رونق افروز تھے اور عصر کا وقت تھا اور جماعت ہو چکی تھی جماعت ختم ہونے کے بعد ایک شخص مسجد میں حاضر ہوئے اور انہوں نے نماز پڑھی پھر سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا حضور نے فرمایا وعلیکم السلام اے شخص جاؤ نماز پڑھو تمھاری نماز نہیں ہوئی وہ گئے اور نماز پڑھی پھر حاضر ہو کر سلام عرض کیا حضور نے فرمایا وعلیکم السلام۔ دیکھو اب بھی تمہاری نماز نہیں ہوئی جاؤ پھر نماز پڑھو انھوں نے پھر نماز پڑھی اور پھر حاضر خدمت ہوئے حضور نے فرمایا اب بھی تمہاری نماز نہیں ہوئی جاؤ پھر نماز پڑھو اور پھر حاضر خدمت ہوئے حضور نے فرمایا اب بھی تمہاری نماز نہیں ہوئی یہ سنکر انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے تعلیم فرمائیے کہ کس طرح نماز پڑھوں حضور نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو کامل وضو کرکے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے اللہ اکبر کہو پھر کچھ قرآن پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں تمہیں اطمینان ہو پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں تمہیں اطمینان ہو پھر الٹھو یہاں تک کہ بیٹھنے میں تمہیں اطمینان ہو پھر دوسرا سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں تمہیں اطمینان ہو پھر اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر اسی طرح پوری نماز پڑھو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص جسکو حضور اقدس نے نماز پڑھنے کا طریقہ معلوم تھا لیکن وہ جلدی جلدی رکوع وسجود کر رہا تھا اور نہ قیام میں سیدھا کھڑا ہوتا تھا اور نہ اطمینان سے رکوع کرتا تھا نہ اطمینان سے سجدہ کرتا تھا پس حضور نے اس کو منسبہ کیا اور صحیح مسلم میں حضرت ام المومنین عائشہ طیبہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ "اللہ اکبر" کہکر نماز شروع کرتے اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ الحمد پڑھتے اور پھر کوئی اور سورۃ پڑھتے پھر اللہ اکبر کہکر رکوع میں جاتے اور نہایت اطمینان کے ساتھ رکوع کرتے پھر رکوع سے سر اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے پھر سجدہ کرتے اور خوب اطمینان کے ساتھ سجدہ کرتے پھر بیٹھ جاتے اور پھر دوسرا سجدہ بھی نہایت اطمینان کے ساتھ کرتے اور ہر دو رکعت پر "التحیات" پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھاتے اور دہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے اور اپنے رفیقوں کو بھی ہدایت کرتے کہ خوب اطمینان کے ساتھ نماز پڑھا کرو کہ یہ افضل ترین عبادت ہے۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے مسلمانو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو صدق واخلاص کے ساتھ پڑھو مطلب یہ ہے کہ اس میں ریا نہ ہو اور جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کرو پھر جب امام اللہ اکبر کہے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ بھی اللہ اکبر کہیں اور جہانتک ممکن ہو اطمینان کے ساتھ نماز پڑھو اور جہری نماز میں جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو مقتدیوں کو چاہئیے کہ وہ آمین کہیں اور رکوع وسجود میں بھی امام کی متابعت کرو اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی اللھم ربنا لک الحمد کہیں۔

اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مسجد نبوی میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی اور پچھلی صف میں ایک شخص تھا اس نے نماز میں کچھ کمی کی جب حضور نے سلام پھیرا تو اس شخص سے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھو تم غور نہیں کرتے کہ تم کس طرح نماز پڑھتے ہو اور کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں پیچھے نہیں دیکھ سکتا۔ خدا کی قسم میں پشت کی طرف اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں۔

اور ترمذی میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اور نہایت اطمینان کے ساتھ پڑھتے اور جب جہری نمازوں میں حضور اقدس غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو ہم آہستہ سے آمین کہتے

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو جیسا کہ باری تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون جب قرآن مجید پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو تاکہ رحم کئے جاؤ۔ اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی شخص کو نماز پڑھنے کا طریقہ تعلیم فرماتے تو یوں ارشاد فرماتے کہ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنا بدن ہر طرح کی ناپاکی سے پاک کرلو اور پاک کپڑے پہنو اور کامل وضو کرکے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے اللہ اکبر کہو پھر قرآن پڑھو اور رکوع وسجود اچھی طرح کرو اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھو۔

## نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو وضو کرو اور قبلہ کی طرف منہ کرکے اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ دونوں قدموں کے درمیان چار انگل یا اس کے قریب قریب فاصلہ رہے پھر جو نماز پڑھنی ہے اس کی نیت دل سے کرو اگر فجر کا وقت ہے تو یوں نیت کرو کہ فجر کی نماز فرض اللہ کے واسطے پڑھتا ہوں اگر نیت کے الفاظ زبان سے بھی کہہ لو تو اچھا ہے نیت کرتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اس طرح کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور انگلیاں قبلہ رخ رہیں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل ہوں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی ہوں اور نہ کھلی ہوئی ہوں بلکہ اپنی حالت پر ہوں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہو اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لو اس طرح کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رہے اور انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقے کے طور پر گٹے کو پکڑ لو اور باقی تین انگلیاں کلائی پر رہیں اور نظر سجدہ کی جگہ پر ہے ہاتھ باندھنے

کے بعد ثنا (یعنی سبحانک اللھم الخ) پڑھ ہو ثنا یہ ہے:-

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (ترجمہ) اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری حمد بیان کرتا ہوں اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری بزرگی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"

اس کے بعد تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (ترجمہ) "پناہ اور حمایت چاہتا ہوں میں اللہ کے ساتھ شیطان مردود سے" پڑھ ہو پھر تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (ترجمہ) شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے" پڑھ ہو۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ؕ

اس کا ترجمہ یہ ہے:- (ہر طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہان کا پالنے والا ہے اور مہربان اور رحمت والا ہے اور روز جزا کا مالک ہے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں پروردگار ہمیں سیدھے رستے کی طرف ہدایت کر ان کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا ان کا نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ان کا جو گمراہ ہیں)

جب سورہ فاتحہ ختم کر لو تو آہستہ سے آمین کہو آمین کے معنے ہیں کہ قبول کر۔ آمین کہنے کے بعد پھر کوئی اور سورہ پڑھو مثلاً کوثر وہ یہ ہے:-

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ؕ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ؕ

(ترجمہ) بیشک ہم نے تجھکو کوثر عطا کیا پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر اور بے شک تیرا دشمن بے نسل ہے"

اس کے سوا اگر کوئی اور سورۃ صحیح طور پر یاد ہو تو وہ پڑھ سکتے ہو کیونکہ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب اور سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنا واجب ہے۔ سورۃ ختم کرنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ اور انگلیوں کو گھٹنوں کے اوپر رکھ لو اور پیٹھ کو ایسا سیدھا کر لو کہ اگر اس پر پانی کا پیالہ رکھ دیا جائے تو ٹھیک رہے اور سر کو پیٹھ کی سیدھ میں رکھو نہ اونچا کرو نہ نیچا رکھو اور ہاتھ پسلیوں سے علیحدہ رہیں اور پنڈلیاں سیدھی کھڑی رہیں پھر رکوع کی تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ پڑھو پھر تسمیع یعنی "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ تحمید یعنی "ربنا لک الحمد" بھی پڑھ لو پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی رکھو چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور انگوٹھے کانوں کے مقابل رہیں اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی رکھو اور پیٹ کو ران سے الگ رکھو اور کہنیاں زمین پر سے اٹھا ہوئی رکھو اور سجدہ میں تین یا پانچ مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہو پھر پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھو اٹھنے میں پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھا کر بیٹھو بل تشہد سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ لو اور بسم اللہ اور سورہ فاتحہ پڑھو اور کوئی اور سورۃ پڑھ ہو مثلاً سورۂ اخلاص وہ معہ ترجمے کے لکھی جاتی ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(اے محمد) کہدو اللہ تعالےٰ ایک ہے واحد یکتا ہے اور بے نیاز ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں وہ ایک ہے اس کی یکتائی میں ایک ذرے کے برابر بھی شک نہیں"

پھر مذکورہ بالا قاعدے کے موافق رکوع کرو اور تو سمع کرو اور سجدہ کرو اور جلسہ کرو پھر دوسرا سجدہ کرو۔ دوسرے سجدے سے اٹھکر بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاؤ اور سیدھا پاؤں کھڑا رکھو اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف رہیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھو اور التحیات پڑھو

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ؕ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

(ترجمہ) ہر طرح کی تعظیم و عبادت اللہ کے لئے ہے اور اے نبی مکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اللہ کی برکتیں اور سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر میں اس حقیقت کی شہادت دیتا ہوں اللہ تبارک و تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس حقیقت کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ نبی مکرم رسول معظم فخر کائنات سرور عالم حضور اقدس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محترم و مقدس بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں +

یاد رکھو جب تم اشھد ان لا الہ پر پہنچو تو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ باندھ لو اور چھدکلیا اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لو اور کلمے کی انگلی اٹھا کر اشارہ کرو لا الہ الا اللہ پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر جھکا دو اور اسی طرح اخیر تک حلقہ باندھے رہو۔ تشہد ختم کر کے اگر دو رکعت والی نماز ہے تو درود شریف پڑھو اس کے بعد عا پڑھو پھر پہلے داہنی طرف سلام پھیرو پھر بائیں طرف سلام پھیرو اور اگر تین یا چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد درود شریف نہ پڑھو بلکہ اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور تیسری اور چوتھی رکعت پڑھو اور اگر نماز فرض ہے تو اس کے قاعدے سے پوری کرو اور اگر واجب یا سنت یا نفل ہے تو اس کے قاعدے سے پوری کر کے سلام پھیر دو۔ اب ہم درود شریف لکھتے ہیں:-

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

---

(+) اگر آپ کو سب جگہ سے سستی اور آسان کتابیں اور قرآن شریف درکار ہوں تو صرف حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے ملیں گی۔

# معارف القرآن

بسلسلۂ گذشتہ

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ
اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ
وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ وَقِيْلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا
لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ
يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا
مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دوچند تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کہاں سے ہوئی آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے اور جو مصیبت تم پر پڑی ہیں جس روز کہ وہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بھی دیکھ لیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنھوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے یوں کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمنوں کا دفعیہ بنجاؤ وہ بولے کہ اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ اپنے دل میں رکھتے ہیں یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے آپ فرما دیجئے کہ اچھا اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو۔"

جنگ احد کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے منافقین کہتے تھے کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں تو ان کو احد میں کیوں شکست ہوئی؟ اس قسم کی باتیں سنکر بعض مسلمانوں کو بھی رنج ہوتا تھا اور وہ نتائج جنگ پر غور کرکے آزردہ خاطر ہوتے تھے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جب تم پر جنگ احد میں شکست کی مصیبت آپڑی حالانکہ جنگ بدر میں تم اس سے دوچند مصیبت اپنے دشمنوں پر ڈال چکے تھے تو بھی تم ناشکر گزار بن گئے اور آزردہ خاطر ہو کر کہنے لگے کہ یہ مصیبت کہاں سے آپڑی؟ اے رسول تم ان سے کہدو کہ یہ مصیبت تمہاری ہی طرف سے ہے یعنی تمہاری ہی غلطیوں کا نتیجہ ہے کیا تم کو یاد نہیں ہے کہ تم احد میں مورچے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اگر تم ثابت قدم رہتے رسول کا حکم مانتے اور مورچے چھوڑ کر مال غنیمت کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو تم کو شکست نہ ہوتی بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ جس دن مقام احد میں مسلمانوں اور کافروں کی دو جماعتیں متصادم ہوئیں اور تم مسلمان منتشر ہو گئے تو بہر تم کو شکست کی مصیبت پہنچی اور یاد رکھو احد کی شکست اس مصلحت سے ہوئی کہ تم کو منافقوں اور مومنوں کا ظاہر کر دینا مقصود تھا اور جنگ کے موقع پر جب منافقوں سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا ہم سے شریک ہو کر دشمن کو دفع کرو تو وہ اس کے جواب میں کہنے لگے کہ اگر ہم لڑنا جانتے تو بیشک تمہارا ساتھ دیتے یہ لوگ ایمان کے اعتبار سے اس روز کفر سے بہت نزدیک تھے یعنی اس روز کفر ظاہر اُن کی نزدیک ہو گئے تھے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے ظاہر کسی قدر نزدیک تھے یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں اور جو نفاق وہ چھپاتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے یعنی وہ جو بڑھ بڑھ کر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں وہ محض جھوٹ ہے دل سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے گھر بیٹھ کر اپنے شہید بھائیوں کی نسبت کہا تھا کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے اور لڑائی میں نہ جاتے تو قتل نہ ہوتے۔ اے رسول ان سے کہدو کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو اب اپنے اوپر سے موت کو ہٹا دینا اور فرشتۂ موت کو دو ہو کہ دیگر جان بچا لینا۔

تفسیر درمنثور میں لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ جب منافقوں سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ تو انھوں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہارا ساتھ دیتے۔ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم احد کی لڑائی کے لئے تشریف لیجانے لگے تو ہزار آدمی آپ کے ہمراہ تھے منجملہ ان کے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ الگ ہو کر چلدیا۔ حضرت ابوجابر سلمی رضی اللہ عنہ اس کے بلانے کو گئے تو اس نے کہا کہ ہمارے نزدیک لڑائی کی کوئی اہم وجہ نہیں ہے اگر ہم کوئی معقول وجہ دیکھتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم بلاکسی وجہ کے یوں ہی لڑ کر اپنی جان دیدیں اور اپنے عیش و آرام کو خطرہ میں ڈالدیں۔

حضرت ابوجابر سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سبحان اللہ آپ کے نزدیک جنگ کی کوئی اہم وجہ ہی نہیں ہے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اہل کفر سالہا سال سے مسلمانوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں اور نہایت ولیری سے حق سبحانہ و تعالیٰ کے آئین و قوانین کو ٹھکرا رہے ہیں اور ہر محلے اور ہر ساعت فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے ہیں اور کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اہل کفر نے جہد و تشدد

کے ساتھ مسلمانوں کو ان کے وطن اور ان کے گھر سے نکالا اور جب وہ مدینہ آکر آباد ہوئے تو یہاں بھی ان کو اطمینان سے زندگی بسر نہیں کرنے دی اب جبکہ کافروں کا ظلم و استبداد حد سے متجاوز ہو چکا ہے تو مسلمانوں نے بھی تلوار سنبھالی ہے اور مدافعت کا ارادہ کیا ہے پھر کیا یہ جنگ کی اہم ترین وجہ نہیں ہے؟ اور کیا اس صورت میں جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ ہر سچے مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے ہمدرد ہیں آپ کا یہ اہم ترین فرض نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد میں شریک ہوں اور مفسدوں کو دفع کریں۔

حضرت ابو جابر سلمی کی تقریر سنکر عبد اللہ بن ابی خاموش ہو گیا اور پھر کچھ غور و فکر کرنے کے بعد بولا کہ اگر ہم لڑنا جانتے تو بیشک تمہارا ساتھ دیتے لیکن افسوس کہ ہم فن جنگ سے واقف نہیں اور ہم کبھی کسی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے اس لئے ہم معافی چاہتے ہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس وقت عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اپنے تین سو رفیقوں کے میدان جنگ سے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کو سمجھایا تھا اور اس سے کہا تھا کہ اے عبد اللہ! یہ امتحان کا وقت ہے خدا سے ڈر اور ہمارے ساتھ بے وفائی نہ کر اگر تو نے اس وقت بے وفائی کی تو ہم اس بات پر یقین کر لیں گے کہ تیرا اور تیرے رفیقوں کا ارادہ محض جھوٹ ہے۔

حضرت صدیق اکبر کے جواب میں عبد اللہ نے کہا کہ درحقیقت میں فن سپہ گری سے واقف نہیں ہوں اور اگر بصورت موجودہ میں تمہاری رفاقت کا ارادہ کر بھی لوں تو میں کچھ کام نہیں آ سکتا اس کے علاوہ میں یہ کہتا ہوں کہ میرے نزدیک جنگ کی کوئی اہم وجہ نہیں ہے اس لئے میں اور میرے رفقاء اس جنگ میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے اگر پھر کبھی موقع آیا تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے ساتھ چلیں گے اس کے بعد وہ اور اس کے تین سو رفقاء میدان جنگ سے چلے گئے ان منافقوں کے بارے میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ اپنی زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں اور جو نفاق وہ چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔ اور وہ احد کے دن کفر سے ظاہراً بھی نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے ظاہراً کسی قدر نزدیک تھے اور فی الحقیقت احد کی شکست اس مصلحت سے ہوئی کہ منافقوں اور مومنوں کا حال ظاہر ہو گیا۔

ان آیات پر بعض متعصب مسیحی علماء اور ان کی نقل میں جاہل آریہ سماجی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ان آیتوں میں ایک جگہ تو خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ مُّصِيبَةٍ مِّنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ یہ مصیبت تمہاری ہی طرف سے ہے یعنی احد کی شکست کی جو مصیبت تم کو پہنچی وہ تمہاری ہی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ تم کو جو شکست ہوئی تو وہ اللہ کی مشیت سے ہوئی اور اس مصلحت سے ہوئی کہ منافقوں اور مومنوں کا حال ظاہر ہو جائے ان دونوں باتوں میں شدید و سخت اختلاف نظر آتا ہے۔

ہم اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں کہ درحقیقت ان آیتوں میں کچھ بھی اختلاف نہیں ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ مسلمانوں کو جنگ احد میں جو کچھ تکلیف پہنچی وہ اللہ کے ارادہ ازلی سے تھی اس نے روز ازل میں یہ قانون مقرر کر دیا ہے کہ تمام چیزیں اپنے اسباب کے ساتھ وابستہ ہیں اگر کوئی لشکر کامل احتیاط اور عزم و استقلال کے ساتھ جنگ کرے گا تو وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور اگر کوئی لشکر غلط طریقہ پر جنگ کرے گا تو وہ ضرور شکست کھائیگا اور اس کو ضرور تکلیف پہنچے گی مسلمان احد میں چونکہ مسلمانوں نے رسول کی نافرمانی کی اور محاذ جنگ سے ہٹ کر مال غنیمت کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے اس لئے ان کو شکست ہوئی حق تعالیٰ نے یہ مصلحت بھی شامل کر دی کہ سچے مومنوں اور منافقوں کا حال ظاہر ہو جائے پس آیتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور اس بحث میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

(ترجمہ) اور اے (مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت اور فضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان اجر ضایع نہیں فرماتے۔

اس آیت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے منافقوں کے ایک شبہ کا جواب دیا ہے اہل نفاق یہ کہتے تھے کہ میدان احد میں بہت سے مسلمان مارے گئے اور راحت عیش و آرام سے محروم ہو گئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جن کو مقتول سمجھتے ہو اور لمردہ کہتے ہو درحقیقت وہ مردہ نہیں ہیں لیکن زندہ ہیں لیکن تم کو ان کی زندگی کے سمجھنے کا شعور نہیں ہے اور تمہارا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ وہ عیش و آرام سے محروم ہو گئے وہ اس قدر عیش و آرام میں ہیں کہ دنیا کا کوئی آدمی ان کی برابر عیش و آرام میں نہیں ہے وہ اگرچہ بظاہر قتل ہو گئے لیکن فی الاصل وہ ایک ممتاز حیات کے ساتھ زندہ ہیں ان کو اپنے رب کا تقرب حاصل ہے ان کو اللہ کے خوان کرم سے روزی ملتی ہے اور جو کچھ پروردگار نے ان کو دے رکھا ہے اس میں وہ خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے اُن سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی نسبت یہ خیال کر کے خوشیاں مناتے ہیں کہ اگر وہ بھی شہادت حاصل کریں تو ان پر بھی کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے وہ اللہ کی نعمت اور فضل و کرم سے بے حد مسرور ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر و ثواب ضایع نہیں کرتا یعنی اگر کوئی مومن صادق و اخلاص کے ساتھ کوئی نیک عمل کرتا ہے تو حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو ثواب عطا فرماتا ہے

...در کبھی اجر و ثواب سے محروم نہیں رکھتا۔

مسند امام احمد بن حنبل اور تفسیر ابن جریر میں اس آیت کا سبب نزول یہ ...لما ہے کہ جو مسلمان جنگ بدر اور جنگ احد میں شہید ہوئے تھے ان کو حق سبحانہ ...تعالیٰ نے جبہ لطیف عطا فرما کر طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا اور ان کو اپنا ...رب خاص عطا فرمایا جب ان شہیدوں نے شہادت کے اجر و ثواب پر غور کیا تو ...حق سبحانہ و تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے رب قدوس! ہماری یہ خواہش ہو ...کہ ہم کو جو عیش و آرام حاصل ہے اور ہم کو جو عظیم الشان مرتبہ حاصل ہوا ہے اسکی ...اطلاع ہمارے دنیا والے بھائیوں اور دوستوں کو دیدی جائے تاکہ وہ بھی راہِ ...حق میں شہید ہو کر ہمارے پاس آجائیں اور ہمیشہ نعمتیں حاصل کریں وہاں تو ...معاملہ درپیش تھا اور یہاں دنیا میں بعض منافق یہ کہہ رہے تھے کہ بہت سے ...مسلمان ناحق بدر اور احد کی لڑائیوں میں مارے گئے اور ناحق دنیا کے عیش ...و آرام سے محروم ہوئے اس موقع پر باری تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ...جس میں شہیدوں کے فضائل بیان کئے ہیں اور منافقوں کے شبہ کا ...جواب دیا ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیتیں اگرچہ بدر اور احد کے شہیدوں کے حق ...میں ہیں لیکن یہی حکم تمام شہیدوں کے لئے ہے کیونکہ اصول تفسیر میں یہ ...بات طے ہو چکی ہے کہ آیت اپنے سبب نزول کے ساتھ خاص نہیں رہتی بلکہ ...عمومیت اختیار کر لیتی ہے۔ اور بعض اہل معرفت نے لکھا ہے کہ ان آیتوں میں ...اگرچہ صرف ان شہیدوں کا ذکر ہے جو میدان جنگ میں شہید ہوئے ہیں لیکن ...اگر غور کیا جائے تو ان آیات سے شہیدان عشق کے مراتب کی اہمیت بھی ...ظاہر ہوتی ہے اللہ کی راہ میں قتل ہونا ایک سرفروشانہ اور جانبازانہ عمل ہو ...لیکن یہ جذبہ اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ ...سچی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور مستحکم تعلق قائم ہو جاتا ہے اور یہ واقعات اسی ...پر ہوتا ہے کہ اہل محبت کو میدان جہاد میں جانے کا شرف حاصل نہیں ہوتا ...جتنی ان کے زمانہ میں کوئی ایسی لڑائی نہیں ہوتی کہ جس میں کفر و اسلام کی ...معرکہ آرائی ہو اس صورت میں وہ صرف اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتے رہتے ...ہیں اور اسکی ناجائز خواہشوں اور ناجائز تمناؤں اور آرزوؤں کو قتل کرتے رہتے ...ہیں یاد رکھو میدان جنگ میں مفسدوں کے ساتھ مقاتلہ کرنا اور دشمنان حق کو ...قتل کرنا جہاد اصغر ہے اور اپنے نفس کی خواہشوں کو قتل کرنا جہاد اکبر ہے ...اس حقیقت کو حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث ...میں بھی بیان فرمایا ہے اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب حضور آقائے ...نامدار غزوات سے فارغ ہوئے اور ملک میں امن و سکون قائم ہو گیا ...تو حضور نے ریاضت اور مجاہدے اور تزکیہ نفس اور تزکیہ روح کی طرف توجہ ...فرمائی اور اپنے صحابہ سے فرمایا کہ یہ ایک اہم سفر ہے اب ہم جہاد اصغر سے ...فارغ ہو کر جہاد اکبر کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو بھی توفیق ...عمل عطا فرمائے

لَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

(ترجمہ) جن لوگوں نے اللہ و رسول کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس نے ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے پس یہ لوگ خدا کی رحمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم ایمان والے ہو۔

پہلی آیت میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے شہیدوں کی مدح کے بعد فرمایا تھا کہ اللہ مومنوں کا اجر ضایع نہیں کرتا اب مومنوں کے اوصاف بیان فرماتا ہے کہ جنگ احد میں زخمی ہونے کے بعد بھی جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو قبول کر لیا اور حکم کی تعمیل کے لئے ہمہ وجوہ آمادہ ہو گئے ایسے نیکوکاروں کے لئے ثواب عظیم ہے یہ ایسے مخلص لوگ ہیں کہ جب بعض اشخاص نے ان کو خبر دی کہ تمہارے دشمنان یعنی اہل مکہ نے تمہارے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کیا ہے پس تم ان سے ڈرو تو اس خبر نے بجائے خوف کے ان کا ایمان اور بھی زیادہ کر دیا اور وہ نہایت عزم و استقلال کے ساتھ کہنے لگے کہ بس ہم کو مدد کے لئے اللہ کافی ہے اور ہم کو اس پر بھروسہ ہے اور وہ سب سے بہتر کفیل اور کارساز ہے۔ اس کے بعد وہ مجاہدین حق میدان جنگ میں پہنچے لیکن لڑائی نہیں ہوئی بس وہ اللہ کے فضل و احسان سے اپنے گھر واپس چلے گئے انھیں کچھ ایذا نہیں پہنچی اور وہ اس واقعہ میں اللہ کی مرضی کے تابع رہے اور اللہ کا اپنے بندوں پر بڑا فضل و کرم ہے اور اے مسلمانو! یہ مخبر جس نے تم کو ہراساں کرنے کے لئے یہ خبر سنائی کہ اہل مکہ نے تمہارے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کیا ہے یاد رکھو یہ خبر دینے والا ایک شیطان اور فتنہ پرداز ہے جو تم کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ایسے شیطانوں سے ہرگز نہ ڈرنا اور اگر تم سچے مومن ہو تو صرف ہمارا ہی خوف رکھنا اور صرف ہم ہی سے ڈرنا۔

درمنثور میں بسند صحیح منقول ہے کہ جب اہل مکہ احد کی لڑائی سے فارغ ہو کر اپنے وطن واپس آگئے تو وہاں کے لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے اس لڑائی میں کوئی اہم خدمت انجام نہیں دی نہ تو تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا اور نہ سربرآوردہ مسلمانوں کو قتل کیا اور نہ ان کی عورتوں کو چھین کر لائے جس سے ان کی بے عزتی ہوتی غرض اس سلسلہ میں تمہارا کوئی درخشاں کارنامہ

نہیں ہے ان حملوں کو سنکر اہل مکہ جوش میں آگئے اور انھوں نے ارادہ کیا کہ پھر مسلمانوں پر زبردست حملہ کیا جائے اور جس طرح ممکن ہو محمد رصلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کیا جائے اور نامور مسلمانوں کو بھی قتل کیا جائے اور ان کا مال وزر چھین لیا جائے اس کے بعد ابوسفیان وغیرہ نے اپنے شہر کے ایک چالاک عیار شخص نعیم بن مسعود کو کچھ دینے کا وعدہ کرکے، اپنے بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں سے ملاقات کرکے اور یہ ظاہر کرے کہ اہل مکہ نے تمہارے مقابلہ کے لئے زبردست لشکر جمع کیا ہے اور بدر کے قریب جنگ کا اہتمام وانتظام ہو رہا ہے اور بیشمار فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ نعیم بن مسعود جو فی الحقیقت نہایت ہی فتنہ پرداز شخص تھا فوراً مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور اس نے اپنے آپ کو اسلام کا شیدائی اور مسلمانوں کا خیر خواہ ظاہر کیا اور کہا کہ واقعی اہل مکہ نہایت ظالم ہیں کہ انھوں نے بلاوجہ تم پر ظلم کیا اور تمھیں اپنے وطن سے ہجرت پر مجبور کیا اور وہ اب بھی شب و روز تم کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتے رہتے ہیں میں نے حال ہی میں اپنے چند معتبر دوستوں سے سنا ہے کہ اہل مکہ مسلمانوں پر بڑا زبردست حملہ کرنا چاہتے ہیں اور بدر کے قریب انھوں نے نہایت اعلیٰ پیمانہ پر جنگ کا اہتمام کیا ہے اور بیشمار فوجیں جمع کی ہیں مسلمانوں نے اس خبر کو سنکر کہا کہ ہاں اس میں شک نہیں کہ اہل مکہ بہت ہی ظالم ہیں انھوں نے ہم پر بلاوجہ ظلم کیا ہے ہمارا قصور صرف اس قدر ہے کہ ہم بے جان پتھروں کو معبود و مسجود نہیں سمجھتے اور صرف حق سبحانہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کو معبود یقین کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی کو لائق عبادت نہیں سمجھتے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ سارے جہان کا خالق مالک ایک ہی اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں وہ واحد یکتا ہے مالک و مختار ہے جو چاہے سو کرے کوئی اس کے احکام میں دخل نہیں دے سکتا اور آفتاب و ماہتاب یا ستارے یا پتھر کے ٹکڑے ہرگز لائق عبادت نہیں بس یہی ہمارا قصور ہے اور یہی ہمارا جرم ہے ہم کو اطمینان ہے کہ ہم صراط مستقیم پر ہیں اور غلط راستے پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن غلط راستے پر ہیں بہرحال ہم کو کچھ خطرہ نہیں ہے اگر ہمارے دشمنوں نے ساز و سامان جمع کیا ہے تو ہم مرعوب نہیں ہو سکتے ہماری مدد کے لئے حق تعالیٰ کافی ہے اور وہ سب سے بہتر مکین و مددگار ہے اور حامی و ناصر اور کفیل و کارساز ہے وہ ضرور ہماری مدد کرے گا اور ہم غالب آئینگے۔ پھر جب حضور سرور عالم نے نعیم بن مسعود کی بیان سنا تو کچھ توجہ نہیں کی اور فرمایا حق تعالیٰ کفیل و کارساز ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم سب مقام بدر تک جائیں اور اپنے عزم و استقلال کا اظہار کریں تاکہ اہل کفر ہم کو حقیر نہ سمجھیں حضور نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور سب مسلمانوں نے کچھ تجارتی سامان اپنے ساتھ لیکر مقام بدر تک جانے کا فیصلہ کیا بمعمولی اہتمام انتظام کے بعد مجاہدین حق روانہ ہوئے اور مقام بدر کے قریب پہنچ گئے وہاں نہ لڑائی تھی نہ فساد تھا نہ فوجیں تھیں نہ لشکر تھا۔ وہ مقام ایک تجارت گاہ تھا ہر سال وہاں لوگ جمع ہوتے تھے صحابہ نے اپنی چیزیں جو تجارت کے لئے وہاں لے گئے تھے فروخت کیں اور بڑا نفع ہوا پھر وہ سب نہایت امن و اطمینان کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس آگئے اسی کامیابی اور واپسی کے متعلق حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب جنگ نہیں ہوئی تو اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے اپنے گھر واپس چلے آئے اور ان کو کچھ ایذا انہیں پہنچی اہل ایمان پر اللہ کا فضل و کرم ہے۔

تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے کہ اس واقعہ میں خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی شریک تھے اور حضور کے ہمراہ ستر صحابہ تھے اور اس واقعہ کو محدثین کی اصطلاح میں واقعہ بدر صغریٰ کہتے ہیں اور جنگ احد سے پیشتر جو بدر میں اہل اسلام اور اہل کفر میں معرکہ آرائی ہوئی تھی اس کو واقعہ بدر کبریٰ کہتے ہیں اور جس شخص نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا تھا اور اہل کفر کی شوکت و سطوت سے مرعوب کرنا چاہا تھا اس کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے مسلمانو! وہ شیطان اسلام کا حامی اور مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں ہے بلکہ مفسد ہے فتنہ پرداز ہے عیار ہے مکار ہے وہ تم کو اپنے دوستوں سے خوف دلاتا ہے سو تم کسی سے مت ڈرو اگر تم سچے مومن ہو تو صرف مجھ ہی سے ڈرو اور میرے سوا کسی سے خوف نہ رکھو اگر میں تم پر مہربان ہوں تو کوئی تمہارا کچھ نہیں کرسکتا تم کو ایک ذرہ کی برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا پس مجھ پر بھروسہ کرو۔

امام العارفین حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مومن کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور وہ اللہ کی تائید و حمایت بکمال بھروسہ رکھتا ہے اور یاد رکھو جس شخص کے دل میں اللہ کا خوف پیوست ہو جاتا ہے وہ ہر خوف سے آزاد اور بے پروا ہو جاتا ہے اور جس شخص کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا وہ ہر طاغوت شخص سے ہر دو کے باز سے ہر عیار سے ہر سے اور دنیا کی ہر چیز سے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے اور اس کو اپنے خالق و مالک کی تائید و حمایت پر سرمو بھروسہ نہیں ہوتا ایسا شخص ہمیشہ بے ایمان ہو کر مرتا ہے اور اس کو روحانی مراتب میں سے کوئی رتبہ نہیں ملتا خواہ وہ اس قدر عبادت و ریاضت کرے کہ سوکھ کر کانٹا ہو جائے۔ اور مسلمان کیلئے بہادر ہونا لازمی ہے۔


# مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے **مرقاۃ العربیہ** اسی خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ **ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے** تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے نہ کچھ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے پہلے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کرسکتا ہے **قیمت ہر سہ حصص عہ**

**منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# صحیح بخاری اردو

## پارہ اوّل

**باب الوحی** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی ابتدا کس طرح اور اللہ بزرگ و برتر کا یہ فرمانا کہ (اے محمدؐ) ہمنے جس طرح نوحؑ اور ان کے بعد کے پیغمبروں پر وحی بھیجی تھی اسی طرح ہم نے تمہاری طرف بھی وحی بھیجی ہے (اس کا ظہور کیونکر ہوا)

(۱) ابراہیم تیمی نے علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا کہ وہ کہتے ہیں میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تمام اعمال (کے نتیجے) نیتوں پر (موقوف) ہیں اور ہر شخص کے لئے (اس کے عمل کا) وہی (نتیجہ) ہے جو اس نے نیت کی ہو لہٰذا جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہوگی تاکہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کے لئے ہوگی تاکہ اس سے نکاح کرے تو (اللہ کے ہاں) اس کی ہجرت اسی (کام) کے لئے (لکھی جاتی) ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی

(۲) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے (روایت ہے) کہ حارث بن ہشام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو میرے پاس گھنٹی کی آواز کے آتی ہے اور تمام وحیوں میں یہ (قسم وحی کی) مجھ پر زیادہ دشوار ہے پھر (یہ حالت) مجھ سے دور ہو جاتی ہے اس حال میں کہ میں (فرشتے نے) جو کچھ کہا اس کو اخذ کر چکتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے آگے آدمی کی صورت بن کر (آ) جاتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے تو جو کچھ وہ کہتا ہے میں اس کو حفظ کر لیتا ہوں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ بیشک یقیناً میں نے سخت سردی والے دن آپ پر وحی اترتے ہوئے دیکھی اور (یہ دیکھا کہ اس وقت) آپ کی (مقدس) پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا تھا۔

(۳) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے (روایت ہے) کہ انہوں نے کہا سب سے پہلی وحی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے پس جو خواب آپ دیکھتے تھے وہ (صاف صاف) صبح کی روشنی کے مثل ظاہر ہو جاتا تھا پھر (خدا کی طرف سے) خلوت کی محبت آپ کو دے دی گئی اور آپ غار حرا میں خلوت فرمایا کرتے تھے اور وہاں آپ تحنث کیا کرتے تھے تحنث (کے معنی) کئی رات (لگاتار) عبادت کرنا بے اسکے کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آئے اور آپ اس کے لئے زاد راہ (ہمراہ) بنایا کرتے تھے پھر (جب وہ ختم ہو جاتا) خدیجہ کے پاس لوٹ کر آتے اور اسی قدر زاد راہ لیجاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس وحی آگئی اور آپ غار حرا میں تھے یعنی فرشتہ آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ پڑھو آپ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور (زور سے) دبایا یہاں تک مجھے تکلیف ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیئے تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور دوسری بار مجھے (زور سے) دبایا پھر مجھ سے کہا کہ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ (اپنے پروردگار کے نام کی برکت) سے پڑھ جس نے (ہر چیز) کو پیدا کیا انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا اور (یقیں کر لو کہ) تمہارا پروردگار بڑا بزرگ ہے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس واقعہ کے سبب سے (مارے خوف کے) ہلنے لگا اور آپ خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور وہاں لوگوں سے کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو تو ان لوگوں نے آپ کو کمبل اڑھا دیا یہاں تک کہ (جب آپ کے دل سے خوف جاتا رہا تو آپ نے خدیجہ سے سب حال (جو غار میں گذرا تھا) بیان کر کے کہا کہ بلاشبہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے خدیجہ بولیں کہ (آپ کو اس قسم کا خیال کرنا) ہرگز نہیں (چاہیئے) خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی پریشان نہ کرے گا یقیناً آپ قرابت کی پاسداری کرتے ہیں اور (خدا کی راہ میں) مدد کرتے ہیں پھر خدیجہ آپ کو لیکر چلیں اور ورقہ بن نوفل اپنے چچا کے بیٹے کے پاس آپ کو لائیں اور ورقہ ایک شخص تھا جو (زمانہ جاہلیت میں) نصرانی ہو گیا تھا اور عبرانی کتاب لکھا کرتا تھا یعنی جس قدر اللہ کو منظور ہوتا تھا انجیل کو عبرانی میں لکھا کرتا تھا اور بڑا بوڑھا آدمی تھا کہ بینائی جا چکی تھی تو اس سے خدیجہ نے کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے (ان کا حال) سنو ورقہ بولے اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا ان سے بیان کر دیا تو ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا اے کاش میں اس (زمانہ) میں (جب آپ نبی ہوں گے) جوان ہوتا اے کاش میں (اس وقت تک) زندہ ہی رہتا جبکہ آپ کو آپ کی قوم (مکہ سے) نکالے گی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سنکر بہت تعجب سے) فرمایا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکالیں گے ورقہ نے کہا ہاں جس شخص نے آپ کی جیسی بات بیان کی اس سے (ہمیشہ) دشمنی کی گئی اور اگر مجھے آپ (کے ثبوت) کا زمانہ مل گیا تو میں آپ کی بہت زور دار مدد کروں گا مگر چند ہی روز میں ورقہ کی وفات ہو گئی اور وحی (کی آمد) چند روز کے لئے سست ہو گئی۔ زہری کہتے ہیں مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن انصاری نے اور انھوں نے جابر سے نقل کیا کہ آنحضرت علیہ السلام وحی کے بند ہو جانے کا حال بیان کرنے لگے تو اسی بیان میں (یہ بھی) فرمایا کہ (ایکدن) اس حال میں کہ میں چلا جا رہا تھا یکایک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے

اپنی نظر اٹھائی تو (کیا دیکھتا ہوں کہ) وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا ایک کرسی پر آسمان و زمین کے درمیان میں معلق بیٹھا ہوا ہے (جس) اس (کے دیکھنے) سے ڈر گیا پھر لوٹ آیا تو میں نے (گھر میں آکر) کہا کہ مجھے کمل اڑھا دو مجھے کمل اڑھا دو پھر (اسی حال میں) اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (ترجمہ) اے کپڑا اوڑھنے والے آٹھ کھڑا ہو اور (لوگوں کو) عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے پروردگار کی بندگی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی (یعنی بتوں کی پرستش) کو چھوڑ دے پھر وحی کی آمد خوب گرم ہو گئی اور لگاتار آنے لگی۔

(۴) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے کلام ولا تحرک (کی تفسیر) میں منقول ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (قرآن کے) نازل ہونے سے سخت محنت اٹھاتے تھے اور ازاں جملہ یہ تھا کہ آپ اپنے دونوں ہونٹ (جلد جلد) ہلاتے تھے (تاکہ وحی یاد ہو جائے) ابن عباس نے (سعید سے) کہا کہ میں اپنے ہونٹوں کو تمہارے (سمجھانے کے لئے اسی طرح حرکت دیتا ہوں جس طرح میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہونٹ ہلاتے ہوئے دیکھا تھا پھر سعید نے اپنے ہونٹوں کو ہلا (کے بتلایا) یا (الغرض الخضر علیہ السلام کی یہ حالت دیکھ کر) اللہ پاک نے یہ آیتیں اتاریں کا تحرک بہ (ترجمہ) اے محمد قرآن تجھ کو یاد کرنے کے لئے اس کے ساتھ تم اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کرو یقیناً اس کا جمع کر دینا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں یعنی قرآن کا تمہارے سینہ میں جمع کر دینا اور اس کو تمہارا پڑھنا پھر جس وقت ہم اس کو پڑھ چکیں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو ابن عباس کہتے ہیں کہ یعنی اس کو سنو اور چپ رہو پھر یقیناً اس (کے مطلب) کا سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے یہ کہ (تمہیں یاد ہو جائے) کہ تم اس کو پڑھو پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (کی) اس کے بعد یہ حالت رہی کہ جب آپ کے پاس جبرئیل (کلام الٰہی لیکر) آتے تھے تو آپ سنتے تھے پھر جبرئیل چلے جاتے تو اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پڑھتے جس طرح جبرئیل نے اس کو (آپ کے سامنے) پڑھا تھا

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام اوقات سے زیادہ آپ رمضان میں سخی ہو جاتے تھے جبکہ آپ جبرئیل سے (آکر) ملتے تھے اور جبرئیل آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے تھے اور آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے تو یقیناً (اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ کی نفع رسانی میں) ہوا سے بھی زیادہ (سخاوت میں) تیز ہوتے تھے۔

(۶) ابو سفیان بن حرب نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ہرقل (شاہ روم) نے ان کے پاس ایک آدمی بھیجا (اور وہ) قریش کے چند سواروں میں (اس وقت بیٹھے ہوئے تھے) اور وہ لوگ شام میں تاجر (بنکر گئے) تھے (اور یہ واقعہ اس زمانہ میں ہوا ہے) جبکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان اور (نیز دیگر) کفار قریش سے ایک محمد دو عہد کیا تھا غرض سب قریش ہرقل کے پاس آئے اور یہ لوگ (اس وقت) ایلیا میں تھے تو ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اس کے گرد سرداران روم (بیٹھے ہوئے) تھے

پھر ان (سب قریشیوں) کو اس نے (اپنے قریب) بلایا اور اپنے ترجمان کو طلب کیا اور (قریشیوں سے مخاطب ہو کر) کہا کہ تم میں سب سے زیادہ اس شخص کا قریب النسب کون ہے جو اپنے کو نبی کہتا ہے ابو سفیان کہتے ہیں میں نے کہا کہ میں ان سب سے زیادہ (ان کا) قریب النسب ہوں (یہ سنکر) ہرقل نے کہا کہ ابو سفیان کو میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو (بھی) قریب رکھو اور ان کو ابو سفیان کی پس پشت کھڑا کر دیا پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ابو سفیان سے اس مرد کا حال پوچھتا ہوں (جو اپنے کو نبی کہتا ہے) پس اگر یہ مجھ سے جھوٹ بیان کرے تو تم (فوراً) اس کی تکذیب کر دینا (ابو سفیان کہتے ہیں کہ) اللہ کی قسم اگر (مجھے) اس بات کی غیرت نہ ہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا الزام لگائینگے تو یقیناً میں آپ کی نسبت غلط باتیں بیان کر دیتا غرض سب سے پہلے جو ہرقل نے مجھ سے پوچھا یہ تھا کہ اس نے کہا ان کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے" میں نے کہا کہ وہ ہم میں (بڑے) نسب والے ہیں (پھر) ہرقل نے کہا کہ کیا تم میں سے کسی نے ان سے پہلے بھی اس بات (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا ہے" میں نے کہا نہیں (پھر) ہرقل نے کہا کہ کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے" میں نے کہا کہ نہیں پھر ہرقل نے کہا کہ امیر لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا غریب لوگوں نے میں نے کہا (امیروں نے نہیں) بلکہ کمزور لوگوں نے (پھر) ہرقل بولا کہ آیا ان کے پیرو (دن بدن) بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں میں نے کہا (کم نہیں ہوتے) بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ آیا کوئی ان میں سے ان کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے بعد اس کے کہ اس میں داخل ہو جائے میں نے کہا کہ نہیں پھر ہرقل نے کہا کہ کیا وہ (کبھی) وعدہ خلافی کرتے ہیں میں نے کہا نہیں اور اب ہم ان کی مہلت میں ہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ اس (مہلت کے زمانہ) میں کیا کریں گے (وعدہ خلافی یا وعدہ وفائی) ابو سفیان کہتے ہیں کہ سوا اس کلمہ کے اور مجھے قابو نہیں ملا کہ میں کوئی بات آپ کے حالات میں داخل کر دیتا پھر ہرقل نے کہا کہ آیا تم نے (کبھی) اس سے جنگ کی ہے میں نے کہا کہ ہاں تو بولا کہ تمہاری جنگ ان سے کیسی رہتی ہے میں نے کہا کہ لڑائی ہمارے اور ان کے درمیان ڈول (کے مثل) رہتی ہے کہ (کبھی) وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور (کبھی) ہم ان سے لے لیتے ہیں (یعنی کبھی ہم فتح پاتے ہیں اور کبھی وہ) (پھر) ہرقل نے پوچھا کہ وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کی (عبادت کے) ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور (شرک کی باتیں) جو تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے چھوڑ دو اور ہمیں نماز (پڑھنے) اور سچ بولنے اور پرہیزگاری اور صلہ رحمہ کا حکم دیتے ہیں بعد اس کے ہرقل نے ترجمان سے کہا کہ ابو سفیان سے کہدے کہ میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمہارے درمیان میں نسب والے ہیں اور تمام پیغمبر اپنی قوم کے نسب میں اسی طرح (عالی نسب) مبعوث ہوا کرتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا یہ بات (یعنی اپنی نبوت کی خبر) تم میں سے کسی اور نے بھی کہی تھی تو تم نے بیان کیا کہ نہیں میں نے (اپنے دل میں) یہ کہا تھا کہ اگر

یہ بات اُن سے پہلے کوئی کہہ چکا ہو تو میں کہہ دوں گا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اس قول کی تقلید کرتے ہیں جو ان سے پہلے کہا جا چکا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ تھا تو تم نے کہا کہ نہیں پس میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ ان کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہو گا تو میں کہہ دوں گا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اپنے باپ دادا کا ملک (حاصل کرنا) چاہتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا اس سے پہلے کہ انھوں نے یہ بات جو کہی ہے کبھی تم انھیں جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو تم نے کہا کہ نہیں پس (اب) میں یقیناً جانتا ہوں کہ (کوئی شخص) ایسا نہیں ہو سکتا کہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اللہ پر جھوٹ بولے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا بڑے لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے ان کی پیروی کی ہے تو تم نے کہا کہ کمزور لوگوں نے اور (دراصل) تمام پیغمبروں کے پیرو یہی لوگ (ہوا کئے) ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اُن کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہوتے جاتے جاتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور (درحقیقت) ایمان کا یہی حال (ہوتا) ہے یہانتک کہ کمال کو پہنچ جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص بعد اس کے کہ ان کے دین میں داخل ہو جائے ان کے دین سے ناخوش ہو کر (دین سے) پھر بھی جاتا ہے تو تم نے بیان کیا کہ نہیں اور ایمان (کا حال) ایسا ہی ہے جبکہ اس کی بشاشت دلوں میں مل جائے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں تو تم نے بیان کیا کہ وہ تمھیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور تمہیں بتوں کی پرستش سے منع کرتے ہیں اور تمہیں نماز پڑھنے اور سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں پس اگر جو تم کہتے ہو سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائینگے اور میں (کتب سابقہ سے) جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میں یہ جانتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے پس اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنے کا بڑا اہتمام کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً میں ان کے پیروں کو دھوتا پھر ہرقل نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا (مقدس) خط جو آپ نے دحیہ کلبی کے ہمراہ امیر بصری کے پاس بھیجا تھا منگایا (اور اس کو پڑھوایا) تو اس میں (یہ مضمون) تھا۔

اللہ نہایت مہربان رحم والے کے نام سے (یہ خط ہے) اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد کی طرف سے بادشاہ روم کی طرف۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے بعد اس کے (واضح ہو) میں تم کو اسلام کی دعوت میں بلاتا ہوں اسلام لاؤ گے تو (قہر الٰہی) سے بچ جاؤ گے اور اللہ تمھیں تمہارا ثواب دوگنا دیگا اور اگر تم (میری دعوت سے) منہ پھیرو گے تو بلاشبہ تم پر (تمہاری) تمام رعیت (کے ایمان نہ لانے کا) گناہ ہو گا اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں مشترک ہے یعنے یہ کہ ہم اور تم سب خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو سوا خدا کے پروردگار بنائے (خدا فرماتا ہے کہ) پھر اگر اہل کتاب اس سے اعراض کریں تو تم کہدینا کہ اس بات کے گواہ رہو کہ ہم (خدا کی) اطاعت کرنے والے ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب ہرقل نے جو کچھ کہنا کہہ چکا اور (آپ کا) خط پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے پاس شور زیادہ ہوا آوازیں بلند ہوئیں اور ہم لوگ (وہاں سے) نکالدیئے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جبکہ ہم لوگ باہر کر دیئے گئے کہ (دیکھو تو) ابوکبشہ کے بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام ایسا بڑھ گیا کہ اس سے بنی اصفر (روم) کا بادشاہ خوف رکھتا ہے پس ہمیشہ میں اس کا یقین رکھتا رہا کہ وہ عنقریب غالب ہو جائینگے یہانتک کہ اللہ نے مجھ پر اسلام کو داخل فرمایا اور ابن ناطور ایلیا کا حاکم تھا اور ہرقل شام کے نصاریٰ کا سردار تھا بیان کیا جاتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا تو ایک دن صبح کو بہت پریشان خاطر اٹھا تو اس کے بعض خواص نے کہا کہ ہم اس وقت آپ کی حالت خراب پاتے ہیں ابن ناطور کہتا ہے کہ ہرقل کاہن تھا نجوم میں مہارت رکھتا تھا تو اس نے اپنے خواص سے جبکہ انھوں نے پوچھا یہ کہا کہ میں نے رات کو جب نجوم میں نظر کی تو یہ دیکھا کہ ختنہ کرنے والا بادشاہ غالب ہو گیا تو (دیکھو کہ) اس زمانہ کے لوگوں میں ختنہ کون کرتا ہے لوگوں نے کہا کہ سوا یہود کے کوئی ختنہ نہیں کرتا سو یہود کی طرف سے آپ اندیشہ نہ کریں اور اپنے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں لکھ بھیجئے کہ جتنے یہود وہاں ہیں سب قتل کر دیئے جائیں پس وہ لوگ اپنی اس تدبیر میں تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر بیان کرتا تھا سو جب ہرقل نے اس سے یہ خبر معلوم کی تو کہا کہ جاؤ اور دیکھو کہ وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں لوگوں نے اس کو دیکھا تو بیان کیا کہ وہ ختنہ کئے ہوئے ہے اور ہرقل نے اس سے عرب کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں تب ہرقل نے کہا کہ یہی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس زمانہ کے لوگوں کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو گیا پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست کو رومیہ (یہ حال) لکھ بھیجا اور وہ علم (نجوم) میں اسی کا ہم پایہ تھا اور (یہ لکھکر) ہرقل حمص کی طرف چلا گیا پھر حمص سے باہر نہیں جانے پایا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آگیا وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارہ میں ہرقل کی رائے کی موافقت کرتا تھا اور یہ (اس نے لکھا تھا) کہ وہ نبی ہیں اس کے بعد ہرقل نے سرداران روم کو اپنے محل میں جو حمص میں تھا طلب کیا اور حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کر لئے جائیں تو وہ بند کر دیئے گئے اور ہرقل (اپنے گھر سے) باہر آیا اور کہا کہ اے روم والو کیا ہدایت اور کامیابی میں (کچھ حصہ) تمہارا بھی ہے اور (تمہیں) یہ منظور ہے) کہ تمہاری سلطنت قائم رہے (اگر ایسا چاہتے ہو) تو اس نبی کی بیعت کر لو تو (اس کے سنتے ہی) وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے کواڑوں کو بند پایا بالآخر جب ہرقل نے (اس درجہ) ان کی نفرت دیکھی اور (ان کے) ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو بولا ان لوگوں کو میرے پاس واپس لاؤ اور (جب وہ آئے تو ان سے) کہا کہ میں نے یہ بات ابھی جو کہی تو اس سے تمہارے دین کی مضبوطی کا امتحان لیتا تھا اور وہ مجھے معلوم ہو گئی پس لوگوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے (یہ ہرقل کی آخری حالت ہی رہی (ابوعبداللہ کہتا ہے کہ اس حدیث کو (شعیب کے

علاوہ) صالح بن کیسان اور یونس اور معمر نے (بھی) زہری سے روایت کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**باب** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام (کا محل) پانچ (ستونوں) پر بنایا گیا ہے اور ایمان قول و فعل (دونوں) کے اوپر اطلاق پاتا ہے اور زیادہ کمی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تاکہ ایمان والوں کے ایمان پر ایمان بڑھ جائے اور ہم نے ان لوگوں کو ہدایت زیادہ کردی اور اللہ ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت کو بڑھا دیتا ہے اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں ان کی ہدایت اللہ نے زیادہ کردی اور انہیں ان کا تقویٰ عنایت کر دیا اور ایمان داروں کا ایمان بڑھ جائے۔ اور اللہ بزرگ برتر کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کسی کے ایمان کو اس نے بڑھا دیا سو جو لوگ ایمان دار ہیں ان کا ایمان اس نے بڑھا دیا اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ان کو سوا ایمان اور تسلیم کے زیادہ نہیں کیا اور اللہ کے لئے (کسی سے) محبت کرنا اور خدا کے لئے (کسی سے) بغض رکھنا داخل ایمان ہے اور عمر بن عبدالعزیز نے عدی ابن عدی کو یہ لکھ بھیجا کہ ایمان کے چند فرائض ہیں اور چند شرائع ہیں اور چند حدود ہیں اور چند سنتیں ہیں پھر جو ان سب کو مل کر کرلے تو اس نے ایمان کو کامل کرلیا اور جو کوئی ان کو کامل نہ کرے تو اس نے ایمان کو ناکامل رکھا اور اگر میں زندہ رہا تو ان کو تم لوگوں سے بیان کردوں گا تاکہ تم ان پر عمل کرو اور اگر میں مرگیا تو میں تمہارے پاس رہنے کا خواہشمند نہیں ہوں اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا کہ (لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے)" اور معاذ ابن جبل نے (ایک مرتبہ اسود سے کہا کہ ہمارے پاس بیٹھو تاکہ کچھ دیر ہم ایمان دار ہو جائیں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یقین کل کا کل ایمان ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بندہ تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ جو کچھ دل میں کھٹکے اس کو چھوڑ دے اور مجاہد نے کہا کہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا (کا یہ مطلب ہے کہ) ہم نے تم کو اور نوح کو اے محمد ایک ہی دین کی تعلیم کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ شرعۃ اور منہاج کے معنے راہ اور طریقے کے ہیں اور تمہارا دعا کرنا تمہارا ایمان ہے۔

(۷) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کا قصر پانچ (ستونوں) پر بنایا گیا ہے (۱) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (۲) اور نماز پڑھنا (۳) اور زکوٰۃ دینا (۴) اور حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔

**باب**۔ ایمان کے کاموں کے بیان میں۔

اور اللہ بزرگ برتر کا ارشاد ہے کہ یہ نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی (والا) وہ ہے جو خدا پر ایمان لائے المتقون تک (اور) یقیناً ایماندار کامیاب ہوں گے الآیہ

(۸) ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں (رکھتا) ہے اور حیا (بھی) ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے

**باب** (اس بیان میں کہ کیا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں

(۹) عبداللہ بن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا (کیا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں (پورا) مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے ممانعت فرمائی ہے ابو عبداللہ نے کہا اور ابو معاویہ نے بیان کیا کہ ہم سے داؤد بن ابی ہند نے بیان کیا اور انہوں نے عامر سے روایت کی عامر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ (مذکورہ بالا) حدیث بیان کرتے ہوئے سنی اور عبدالاعلیٰ نے داؤد سے انہوں نے عامر سے انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اسی حدیث کو نقل کیا)

**باب** (اس بیان میں کہ) کون سا اسلام افضل ہے۔

(۱۰) ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا اسلام افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ (اس شخص کا اسلام) جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔

**باب** (کسی کو) کھانا کھلانا اسلام سے ہے

(۱۱) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون اسلام بہتر ہے تو آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلاؤ اور جس کو جانتے ہو اور جس کو نہ جانتے ہو (سب کو) سلام کرو۔

**باب** اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے وہی بات چاہنا جو اپنے لئے چاہے ایمان میں سے ہے۔

(۱۲) انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

**باب** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان میں سے ہے۔

(۱۳) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (پاک ذات) کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

(۱۴) انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

**باب** (ایمان کی شیرینی کا ذکر)

(۱۵) انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہیں) کہ آپ نے فرمایا یہ تین باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ (انسان کی شیرینی (کا مزہ) پائے گا اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ اور جس کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لئے اس سے محبت کرے۔ اور کفر میں لوٹ جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ہر کوئی برا سمجھتا ہے

**باب** انصار سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے

(۱۶) انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (راوی ہیں) کہ آپ نے فرمایا

انصار سے محبت کرنا ایمان دار ہونے کی نشانی ہے اور انصار سے دشمنی رکھنا منافق ہونے کی علامت ہے

**باب** عبادہ بن صامت جو جنگ بدر میں شریک تھے اور شب عقبہ میں ایک نقیب تھے کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ آپ کے گرد ایک جماعت آپ کے اصحاب کی بیٹھی ہوئی تھی کہ تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور چوری نہ کرنا اور زنا نہ کرنا اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا اور نہ ایسا بہتان کسی پر باندھنا جس کو تم (دیدہ و دانستہ) اپنے ہاتھوں اور اپنے پیروں کے سامنے بنا دو اور کسی اچھی بات میں (خدا و رسول کی) نافرمانی نہ کرنا پس جو کوئی تم سے (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جو کوئی ان (بری) باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہو جائے گا اور دنیا میں اس کی سزا مل جائیگی تو یہ سزا اس کا کفارہ ہو جائے گی اور جو ان (بری) باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہو جائے گا اور اللہ اس کو (دنیا میں) پوشیدہ رکھیگا تو وہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو اس سے درگذر کرے اور چاہے تو اسے عذاب کرے (عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ) ہم سب لوگوں نے آپ سے اس (شرط پر) بیعت کر لی

**باب** فتنوں سے بھاگنا دین کی بات ہے

(۱۷) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ مسلمان کا اچھا مال بکریاں ہوں گی جن کو لیکر وہ پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش میدانوں میں چلا جائے اپنے دین کو فتنوں سے بچا لے۔

**باب** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (ہے) کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور (یہ بات بھی ثابت ہے کہ) معرفت دل کا فعل ہے بقول اللہ برتر کہ ولکن (ترجمہ) ولیکن اللہ تم سے اس (کلام) کا مواخذہ کرے گا جو تمہارے دلوں نے کیا ہو۔

(۱۸) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو (اعمال کا) حکم کرتے تو ایسے اعمال کا حکم دیتے جن کو وہ (ہمیشہ) کر سکیں (عبادات شاقہ کی ترغیب کبھی ان کو نہ دیتے تھے تو ایک مرتبہ) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کی مثل نہیں ہیں بیشک اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں (لہٰذا ہم کو آپ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیئے) اس پر آپ غضبناک ہوئے حتیٰ کہ آپ کے چہرۂ (مبارک) میں غضب کا اثر ظاہر ہونے لگا پھر آپ نے فرمایا کہ تم سب سے زیادہ اللہ کا جاننے والا میں ہوں۔

**باب** جو شخص کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے (کوئی) آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے یہ ایمان کی بات ہے

(۱۹) انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہیں) کہ آپ نے فرمایا جس میں یہ تین باتیں ہونگی وہ ایمان کی شیرینی (کا مزہ) پائیگا وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہو اور وہ شخص کسی بندہ سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لئے اس سے محبت کرے اور وہ شخص جو کفر میں واپس جانے کو بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو (کفر سے) نکال دیا ایسا برا سمجھے جیسے (کوئی) آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے

**باب** اہل ایمان کا اعمال میں باہم ایک دوسرے سے زیادہ ہونا ثابت ہے

(۲۰) ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (روایت کرتے ہیں) کہ آپ نے فرمایا (جب) جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہو چکیں گے اس کے بعد اللہ (فرشتوں سے) فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو (دوزخ سے) نکال لو پس وہ دوزخ سے نکالے جائینگے اور وہ جل کر سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر وہ نہر حیا یا (نہر) حیات میں ڈال دیئے جائینگے (یہ) شک (امام) مالک نے کیا ہے (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) تب وہ تر و تازہ ہو جائینگے جس طرح دانہ (تر و تازگی کے ساتھ) پانی کی روانگی کی جانب اگتا ہے (راوی شخص) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ زرد باہر لپٹا ہوا نکلتا ہے (وہیب نے کہا کہ ہم سے عمرو نے) نہر حیا نہیں کہا بلکہ نہر حیات بیان کیا اور انہوں نے (بجائے خردل من ایمان کے خردل من خیر کہا)

(۲۱) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حالت میں کہ میں سو رہا تھا میں نے (یہ خواب) دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جاتے پیش کئے جاتے ہیں اور ان (کے بدن) پر قمیص ہیں بعضے قمیص تو صرف (پستانوں (ہی) تک ہیں اور بعضے ان سے نیچے ہیں اور عمر بن خطاب (ہی) میرے آگے پیش کئے گئے اور ان کے بدن پر (جو) قمیص ہے (وہ اتنا نیچا ہے) کہ وہ اس کو کھینچتے ہوئے چلتے ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی آپ نے فرمایا کہ (قمیص کی تعبیر میں نے) دین (لی)

**باب** حیا (ہی) ایمان سے ہے

(۲۲) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کسی انصاری مرد کی طرف گذرے اور (ان کو دیکھا کہ) وہ اپنے بیٹے کو حیا کے بارہ میں نصیحت کر رہے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حیا کے بارہ میں) اس کو (نصیحت کرنا) چھوڑ دو اس لئے کہ حیا ایمان میں سے ہے۔

**باب** (حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) اگر (کفار شرک سے) توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیں تو ان (کے قتل) کی سبیل ترک کر دو

(۲۳) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیں پس جب یہ (باتیں) کرنے تو مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال بچا لیں گے سوا حق اسلام کے عوض کے اور ان کا حساب خدا کے حوالہ ہے

**باب** بعض نے کہا ہے کہ ایمان عمل (کا نام) ہے بوجہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے (تلک (ترجمہ) اور یہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو بعض اس کے جو (اعمال حسنہ) تم کیا کرتے تھے اور جمہور اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے قول فوربک لنسالنھم اجمعین عما کانو یعملون میں کہا ہے کہ (عما کانو یعملون عبارت) لا الہ الا اللہ کہنے سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لمثل ھذا (ترجمہ) اسی کے مثل عمل کرنے والوں کو

عمل کرنا چاہیئے۔

(۲۴) ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا کہا گیا پھر کونسا آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا کہا گیا کہ اس کے بعد کون آپ نے فرمایا حج مبرور۔

**باب** اگر (کوئی شخص) صحیح حج اسلام نہ لایا) بلکہ کسی کی زبردستی، مسلمان کر لینے سے یا قتل کے خوف سے مسلمان ہو گیا ہو (تو وہ شخص مومن نہیں ہے) بسبب اللہ تعالے کے فرمانے کے کہ اعراب کہتے ہیں کہ (صنا ہم ایمان لائے (اے نبی) کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے (پس استثنا کیا) لیکن (اسلمنا (ہم اسلام لائے) کہو اور اگر (کوئی شخص) صحیح حج (اسلام لے آیا) ہو تو وہ (مومن ہے) موافق اللہ جل ذکرہ کے ارشاد ان الدین عند اللہ الاسلام کے (ترجمہ) اللہ کے نزدیک دین مقبول اسلام ہی ہے۔

(۲۵) سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں (کو مال) دیا اور سعد بھی (وہاں) بیٹھے ہوئے تھے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو چھوڑ دیا (یعنی نہ دیا) جو مجھے سب سے اچھا معلوم ہوتا تھا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے فلاں شخص سے اعراض کیا اللہ کی قسم میں اسے مومن سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا مومن سمجھتے ہو یا مسلم تو میں نے تھوڑی دیر سکوت کیا پھر جو مجھے اس شخص کی طرف سے معلوم تھا اس نے مجھے مجبور کر دیا اور میں نے پھر اپنی وہی بات کہی یعنی یہ کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے فلاں شخص سے اعراض کیا اللہ کی قسم میں اسے مومن جانتا ہوں تو آپ نے فرمایا (مومن جانتے ہو) یا مسلم پھر میں کچھ دیر چپ رہا بعد اس کے جو کچھ میں اس شخص کی طرف سے جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کر دیا اور میں نے پھر اپنی وہی بات کہی اور رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پھر وہی فرمایا بالآخر آپ نے فرمایا کہ اے سعد میں ایک شخص کو اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اگر اس کو نہ دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے اور (اللہ اس کو آگ میں سر نگوں نہ ڈالدے دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص اس سے زیادہ مجھے محبوب ہوتا ہے (اس کو نہیں دیتا کیونکہ اس کی نسبت ایسا خیال نہیں ہوتا) اور اس (حدیث) کو یونس اور صالح اور معمر اور (محمد بن عبداللہ زہری کے بھتیجے نے زہری سے روایت کیا ہے۔

**باب** سلام کا رواج (نا اسلام سے ہے اور عمار نے کہا ہے کہ تین باتوں کو جو شخص جمع کرلے تو یقیناً اس نے ایمان (کے تمام شعبوں کو) جمع کر لیا (اپنی ذات کے مقابلہ میں انصاف کرنا اور تمام لوگوں کو (اچھا ہوں یا ناآشنا، سلام کرنا اور تنگدستی کے وقت (راہ خدا میں) خرچ کرنا۔

(۲۶) عبداللہ بن عمر سے (روایت ہے) کہ ایک شخص نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ اور (جسے جانتے ہو اور جسے نہ جانتے ہو (سب کو) سلام کرو

**باب** شوہر کی ناشکری (بھی ایک قسم کا کفر ہے) اور (کفر کے مراتب مختلف ہیں) کوئی کفر کسی کفر سے کم ہوتا ہے (کوئی زیادہ) اس (مضمون) میں ابوسعید کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

(۲۶) ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک مرتبہ) مجھے دوزخ دکھائی گئی تو اس کی رہنے والی زیادہ تر میں نے عورتوں کو پایا وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کرتی ہیں عرض کیا گیا کہ کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں تو فرمایا کہ شوہر کا کفر کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں (اے شخص) اگر تو کسی عورت کے ساتھ ایک زمانہ دراز تک احسان کرتا رہے بعد اس کے کوئی (خلاف) بات تجھ سے وہ دیکھ لے تو فوراً کہہ دیگی کہ میں نے تجھ سے کبھی آرام نہیں پایا۔

**باب** گناہ جاہلیت کے کام ہیں اور ان کا کرنے والا (صرف) ان کے ارتکاب سے بغیر شرک کے کافر نہ کہا جائے بوجہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے کہ بیشک تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ میں جاہلیت کا اثر باقی ہے اور اللہ تعالے کے ارشاد کے موافق کہ اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخشدے اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں تو ان دونوں کے درمیان میں صلح کرا دو (دیکھو) تو اللہ تعالے نے ان کو مسلمان کہا (حالانکہ وہ گناہ کے مرتکب ہیں)

(۲۷) احنف بن قیس کہتے ہیں کہ (جنگ صفین کے وقت) میں اس مرد (یعنی علی مرتضیٰ) کی مدد کرنے چلا تو (اثنائے راہ میں) مجھے ابوبکرہ مل گئے انھوں نے (مجھ سے) پوچھا کہ تم کہاں (جانے کا) ارادہ رکھتے ہو میں نے کہا اس مرد (یعنی علی مرتضیٰ) کی مدد کروں گا وہ بولے کہ لوٹ جاؤ اس لئے کہ میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ملاقات کریں تو قاتل اور مقتول (دونوں) دوزخ میں جائیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قاتل (کی نسبت تو آپ نے فرمایا اس کی وجہ تو ظاہر) ہے مگر مقتول کا کیا حال ہے (وہ کیوں دوزخ میں جائے گا) آپ نے فرمایا (اس وجہ سے کہ) وہ اپنے حریف کے قتل کا شائق تھا (حالانکہ وہ حریف مسلمان تھا)

(۲۸) معرور کہتے ہیں کہ ابوذر سے (مقام) ربذہ میں ملاقات کی اور ان کے (بدن کے) اوپر ازار اور چادر تھی اور ان کے غلام کے (بدن کے) اوپر بھی اسی قسم کی ازار اور چادر تھی تو میں نے ابوذر سے اس کا سبب پوچھا وہ کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص کو دجو میرا غلام تھا) گالی دی یعنی اس کی ماں سے غیرت دلائی تھی (یہ خبر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ (نے مجھ سے) فرمایا کہ اے ابوذر کیا تم نے اس کی ماں سے غیرت دلائی ہے بیشک تم ایسے آدمی ہو کہ (ابھی) تم میں جاہلیت (کا اثر باقی) ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں ان کو اللہ نے تمہارے قبضہ میں دیا ہے پس جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے چاہیئے کہ جو خود کھائے اس کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہی اس کو پہنائے اور (یہ حکم) اپنے غلاموں سے وہ کام نہ کہو جو ان پر شاق ہو اور جو ایسے کام کی ان کو تکلیف دو تو خود بھی ان کی مدد کرو

**باب** (ظلم کے مراتب بھی مختلف ہیں) ایک ظلم دوسرے ظلم سے کم (زیادہ قوی) ہے

(۲۹) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب آیہ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم (ترجمہ جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا) نازل ہوئی تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (بہت گھبرائے) کہنے لگے کہ ہم میں کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا تو اللہ بزرگ و برتر نے ان الشرک لظلم عظیم (ترجمہ بیشک یقیناً شرک بڑا ظلم ہے) نازل فرمایا

**باب** منافق کی پہچان کیا ہے

(۳۰) ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا منافق کی تین پہچانیں ہیں جب بولے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

(۳۱) عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار کی ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب لڑے تو بیہودہ گوئی کرے (اعمش سے روایت کرتے ہیں) سفیان شعبہ نے متابعت کی ہے۔

**باب** شب قدر میں بیدار رہنا ایمان سے ہے

(۳۲) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ایماندار ہو کر ثواب جانکر شب قدر میں بیدار رہے تو اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جائیں گے۔

**باب**

(۳۳) ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ اس شخص کے لئے جو اس کی راہ میں جہاد کرنے کو نکلے اور اس کو اللہ پر ایمان رکھنے اور اس کے پیغمبروں کی تصدیق ہی نے جہاد پر آمادہ کر کے گھر سے نکالا ہو اس کا ذمہ دار ہو گیا ہے کہ یا تو میں اسے اس ثواب یا (مال غنیمت) کے ساتھ واپس کروں گا جو اس نے جہاد میں پایا ہے یا اسے (شہید بنا کر) جنت میں داخل کروں گا اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو (کبھی) کسی سریہ کے پیچھے بھی نہ بیٹھ رہتا اللہ یقیناً میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

**باب** رمضان کی (راتوں) کے نوافل (یعنی تراویح کا) پڑھنا ایمان سے ہے

(۳۴) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایماندار ہو کر اور ثواب سمجھکر عبادت کرے تو اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جائیں گے۔

**باب** ثواب جانکر رمضان کے روزے رکھنا ایمان سے ہے۔

(۳۵) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایماندار ہو کر اور ثواب سمجھکر روزے رکھے اس کے اگلے گناہ بخشدیئے جائیں گے

**باب**۔ دین بہت آسان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا کے نزدیک زیادہ محبوب دین حنیفیہ ہے جو سہل دین ہے۔

(۳۶) ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا دین بہت آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی کرے گا تو وہ اس پر غالب آجائے گا پس تم لوگ سیانہ روی کرو اور (اعتدال سے) قریب رہو اور خوش ہو جاؤ کہ تمہیں ایسا آسان دین ملا) اور صبح اور دوپہر کے بعد اور کچھ رات میں عبادت کرنے سے قوت حاصل کرو۔

**باب** نماز ایمان سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا وما کان (ترجمہ اللہ ایسا نہیں ہے کہ تمہارا ایمان یعنی نماز جو تم نے بیت المقدس کی طرف پڑھی ہے ضایع کرے) اس پر مسند ہے۔

(۳۷) براء (بن عازب) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے ننہال میں جو انصار تھے ان کے ہاں اترے اور آپ نے (مدینہ آنے کے بعد) سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی مگر آپ کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے (چنانچہ ہو گیا) اور سب سے پہلی نماز جو آپ نے (کعبہ کی طرف) پڑھی عصر کی نماز تھی اور آپ کے ہمراہ کچھ لوگ نماز میں تھے ان میں سے ایک شخص نکلا اور کسی مسجد کے لوگوں پر اس کا گذر ہوا اور وہ (بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ کی طرف نماز پڑھی ہے (یہ سنتے ہی) وہ لوگ جس حالت میں تھے اسی حالت میں کعبہ کی طرف گھوم گئے اور جب آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو یہود اور جملہ اہل کتاب بہت خوش ہوتے تھے مگر جب آپ نے اپنا کعبہ کی طرف پھیر لیا تو یہ ان کو ناگوار ہوا زہیر (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں کہ ہم سے ابواسحٰق نے براء سے اسی حدیث میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ قبل تحویل (قبلہ) کے (اسی قدیم قبلہ پر) کچھ لوگ مر چکے تھے تو ہم کو علم نہ تھا کہ ان کے بارہ میں کیا کہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے آیہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم نازل فرمائی

**باب** آدمی کے اسلام کی خوبی (کا کیا نتیجہ ہوتا ہے)

(۳۸) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب آدمی مسلمان ہو جاتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہو جاتا ہے تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو جن کا اس نے ارتکاب کیا تھا معاف کر دیتا ہے اور اس کے بعد (پھر) معاوضہ (شروع) ہوتا ہے کہ نیکی کا بدلہ اس کے دس گنے سے سات سو گنے تک اور برائی کا اسی کے مطابق (دیا جاتا ہے) مگر یہ کہ اللہ اس سے درگذر فرمائے۔

(۳۹) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلام میں خوبی پیدا کر لیتا ہے تو جو نیکی وہ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے دس گنے سے لیکر سات سو گنے تک لکھی جاتی ہے اور جو برائی وہ کرتا ہے وہ اس کے لئے اتنی ہی لکھی جاتی ہے۔

**باب** خدا کو (سب سے) زیادہ محبوب وہ دین (کا کام) ہے جو ہمیشہ (نبھتا) رہے۔

(۴۰) عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) ان کے پاس آئے اور ان کے پاس (اس وقت) کوئی عورت (بیٹھی ہوئی) تھی آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے عائشہ بولیں کہ یہ فلاں عورت ہے (اور) اس کے نماز (کی کثرت) کا حال بیان کرنے لگیں آپ نے فرمایا کہ ٹھیرو (دیکھو) تم اپنے ذمہ اسی قدر اعمال رکھو جن کی (ہمیشہ کرنے کی) تم کو طاقت ہو اس لئے کہ اللہ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا تاوقتیکہ تم (عبادت کرنے سے) تھک جاؤ اور اللہ کے نزدیک (سب سے) زیادہ محبوب دین (کا کام) ہے جس پر اس کا کرنے والا مداومت کرے۔

**باب** ایمان کا زیادہ اور کم ہونا ثابت ہے، اور اللہ عزوجل کا قول وَزِدْنٰهُمْ

(ترجمہ) اور ہم نے مسلمانوں کی روایت زیادہ کردی اور ایمان والوں کا ایمان بڑھ جائے (اس پر دلیل ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب کمال میں سے کوئی چیز چھوڑ دے گا تو وہ ناقص ہو جائیگی۔

(۴۱) انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہدے اور اس کے دل میں ایک جو برابر نیکی (یعنی ایمان) ہو وہ دوزخ سے نکالا جائے گا اور جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے ایک دانہ کے برابر نیکی (ایمان) ہو وہ (بھی) دوزخ سے نکالا جائے گا اور جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر نیکی (یعنی ایمان ہو وہ (بھی) دوزخ سے نکالا جائے گا۔ ابو عبداللہ کہتا ہے کہ آبان نے کہا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے انس نے نبی صلی اللہ سے بجائے خیر (نیکی) کے ایمان کا لفظ روایت کیا ہے۔

(۴۲) عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُن سے کہا کہ اے امیر المومنین تمہاری کتاب (یعنی قرآن) میں ایک ایسی آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم پر یعنی یہودیوں پر وہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو (جس دن وہ نازل ہوئی) عید منا لیتے۔ امیر المومنین نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے یہودی بولا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (عمر یہ سنکر) کہنے لگے کہ بیشک ہم نے اس دن کو اور اس مقام کو یاد کر لیا ہے جس میں یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے آپ (اس دن) عرفہ میں مقیم تھے اور جمعہ کا دن تھا۔

**باب** زکوٰۃ اور اسلام سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ ویوتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمۃ (اس پر دلیل ہے)

(۴۳) طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نجد کا رہنے والا پراگندہ مو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہم اس کی آواز کی گن گناہٹ سنتے تھے مگر یہ نہ سمجھتے تھے کہ کیا کہتا ہے یہانتک کہ جب وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام کی بابت آپ سے پوچھتا ہے تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں وہ شخص بولا کہ کیا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز میرے اوپر (فرض) ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے پڑھے (پھر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور رمضان کے روزے اس نے عرض کیا کہ کیا اس کے علاوہ (اور روزے بھی) میرے اوپر فرض ہیں آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے رکھے (طلحہ) کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا اس نے کہا کہ کیا میرے اوپر اس کے علاوہ (اور کوئی صدقہ بھی) فرض ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو اپنی خوشی سے دے طلحہ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا پیچھے ہٹا کہ اللہ کی قسم میں اس سے زیادہ عبادت نہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہہ رہا ہے تو کامیاب ہو گیا۔

**باب** جنازوں کے ہمراہ جانا ایمان سے ہے۔

(۴۴) ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ہمراہ ایماندار ہو کر ثواب سمجھکر جاتا ہے اور جب تک کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت نہ کر لی جائے اس کے ہمراہ رہتا ہے تو وہ دو حصہ ثواب کے لیکر لوٹتا ہے۔ (ان میں کا) ہر حصہ احد (پہاڑ) کے برابر ہوتا ہے اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ لے پھر قبل اس کے کہ وہ دفن کیا جائے لوٹ کر آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لیکر لوٹتا ہے۔

**باب** مومن کا اس بات سے ڈرنا کہ اس کی بدخبری میں اس کا عمل اکارت کر دیا جائے (ضروری ہے) اور ابراہیم تیمی نے کہا ہے کہ میں جب اپنے قول کو اپنے عمل پر تطبیق دیتا ہوں تو (دونوں کو برابر نہیں پاتا اور) مجھے اس امر کا خوف ہوتا ہے کہ (کہیں) میں (خدا کے سامنے) جھوٹا (نہ) ہو جاؤں اور ابن ابی ملیکہ نے کہا ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے ملاقات کی ان میں سب اپنے منافق ہونے کا خوف کرتے تھے ان میں کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ میں جبریل اور میکائیل کے (جیسے قوی) ایمان پر ہوں اور حسن بصری سے منقول ہے کہ نفاق کا خوف وہی کرے گا جو مومن ہو اور اس سے بے خوف وہی شخص ہو جائے گا جو منافق ہو اور باہم قتال (و جدال) اور گناہ پر اصرار کرنے سے اور پھر توبہ نہ کرنے سے لوگوں کو منع کرنا ضروری ہے) بدلیل قول خدائے تعالیٰ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون۔

(۴۵) زبید کہتے ہیں کہ میں نے ابو وائل سے مرجئہ (فرقہ) کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ (بن مسعود) نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے

(۴۶) عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ لوگوں کو) شب قدر بتانے کے لئے نکلے مگر اتفاق سے اس وقت) دو مسلمان باہم لڑ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ (اس وقت) میں اس واسطے نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر بتا دوں مگر (چونکہ) فلاں اور فلاں باہم لڑے اس لئے (اس کی خبر دینا سے) اٹھا لی گئی اور شاید یہی تمہارے حق میں مفید ہو (اب) تم اسے قدر کو رمضان کی ستائیسویں اور انتیسویں اور پچیسویں (تاریخوں) میں تلاش کرو۔

**باب** جبرئیل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایمان اور اسلام اور احسان اور علم قیامت کی بابت پوچھنا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ان سے بیان کرنا پھر (جو) آپ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام تمہیں تمہارا دین تعلیم کرنے آئے تھے (یہ سب ہمارے دعا کی دلیلیں ہیں) اس لئے کہ آپ نے ان سب کو دین قرار دیا اور جو ایمان کی باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) عبدالقیس کے لوگوں بیان فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (بھی ہمارے مقصود پر دلالت کرتا ہے۔

ہر قسم کی درسی غیر درسی اصلاحی معاشرتی تمدنی
نیز ہر قسم کے قرآن شریف رنگین نسخ پر صرف حمیدیہ پریس
دہلی سے ملتے ہیں




آکہ ہے تیرا انتظار شورش کائنات میں
خوں نظر ہے اعتبار معرکہ حیات میں

پڑھ گئی کس کی اک نگاہ سرسری
صبح سے شام ہو گئی حسرت التفات میں

پست ہوئیں عقیدتیں اور خموش تا کجا
آنے لگے ہیں زلزلے حوصلہ ثبات میں

دہم بھی ہے ہر نفس ایک حشر نما ہے یاس بھی
پھر بھی ترا خیال ہے کرب کی پچھلی رات میں

ٹوٹ چکا ہے اب وہ ساز نغمہ جو نواز حجاز
جس سے کبھی تھیں لرزشیں بربط کائنات میں

آکہ امید کا طلوع منحصر ورود ہے
دیکھ کہ ہے عجب سماں منظر حیات میں

عکس نمود صبح ہی نور ہے پچھلی رات میں
کشتی راہ رواں موج تجلیات میں

(ساغر سیمابی)

# دُعا

(نوشتہ عبدالحکیم خاں مدیر مولوی)

اے رب دو جہان اور اے کارساز عالم و عالمیان تیری بارگاہ قدس میں تیرا ایک عاجز و درماندہ طبیب ذلیل حاضر ہوا ہے تاکہ اپنے درد دل کی دوا تجھ سے طلب کرے کیونکہ تیرے سوا دردمندوں کی مضطربانہ پکار کا سننے والا اور دکھیاروں کی دردمندی پر شفقت و مرحمت کرنے والا اور کوئی نہیں تو وہ ہے کہ ہر سرکش و باغی بالآخر ہوں حال کے بعد تیری ہی پناہ ڈھونڈھتا ہے اور ہر خاطی و عاصی سر بسجود اور در بدر کی ٹھوکریں کھا کر تیری ہی بارگاہ رحمت کو ملجا و ماویٰ بناتا ہے تو اگرچہ قہار بھی ہے اور جبار بھی ہے مگر تیری رحمت کے وسیع دامن نے کائنات کے ذرہ ذرہ کو ڈھانپ رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ قیامت کا انتظار کرتے ہیں اور وہ نہیں آتی ورنہ اگر شان قہاری و جباری کا ظہور ہوتا تو ہر سیہ کو ایک قیامت اور ہر شام کو ایک الم انگیز محشر ہم سرکشوں اور نافرمان بندوں کو سامنا پڑتا۔

اے غفار رحمن و رحیم یہ تیری رحمت ہی تھی اور ہے کہ تیرے حاضر و ناظر ہونے اور اس علم کے باوجود کہ تو علیم و بصیر اور اعمال پر اطلع بالقصد ہے تو نے ہر گناہ پر فوراً ہی اور جھپٹ جھپٹا کر سرطرح تیری مرضی اور حکم کے مخالف ان دیکھا ہوا ہے اور طغیان و معصیت ہی میں زندگی بسر کر دی اے علام الغیوب تو جانتا ہے کہ تیرے اس سیاہ رو کی زندگی گناہ و معصیت کی گندگی سے عمر بھر کیسی آلودہ رہی ہے طاعت و عبادت تو ایک طرف اس عمر نا پائیدار کا کوئی لمحہ بھی تیری یاد سے خالی نہیں ہوا کر اکثر تعجب حیران ہوں گے کہ خداوند ارض و سما نے کیسے بدبخت و سیاہ کار بندے پر ان کو سلط فرمایا ہے جس کا ہر لمحہ تیری سرکشی اور حفظ گناہ گاری و عصیاں شعاری ہی میں بسر ہوتا ہے اور کبھی بھول کر بھی اس حکم الحاکمین کی یاد دل میں نہیں لاتا جو فاطر السموات والارض ہے اور جس نے اس کو نیست سے ہست کیا اور اپنے نعائم و برکات و افضال و اکرام سے مستفید فرمایا۔ اور عرصہ محشر کی باز پرسی کا کبھی دل میں خیال بھی نہ لاتا۔ خداوند قدوس اگر تو بخشنگان اعمال محو حیرت ہوں تو بجا ہے کیونکہ تجھ سے زیادہ اس حقیقت سے کون واقف ہے کہ بہت سی بدیاں اور برائیاں اور نفس کی خباثتیں ایسی بھی ہیں جن سے شاید وہ بھی واقف نہیں اس لئے کہ ان کے سپرد تو صرف اعمال کی تحریر ہے اور دل کی چھپی ہوئی خباثتوں کا تو ہی علیم و بصیر ہے

عاجز فقار رحمن و رحیم تو جانتا ہے کہ اگرچہ معصیت کے صحرائے پر خار کی دشت نوردی کے سوا طاعت و عبادت کے گلزار پر بہار کی کبھی بھی سیر ہی نصیب نہیں ہوئی مگر تیرے گناہگار بندے کا دل تیرے قہر و غضب کے دھکے اور تیری رحمت و رافت کی امید سے بھی کبھی خالی نہیں ہوا گناہ چھپ کر بھی کئے اور علانیہ بھی مگر عمق قلب میں ہمیشہ کوئی چٹکی سی لیتا رہا اور دل کی گہرائی میں بیٹھا ہوا کوئی اس کو مسلتا رہا۔ یہ تیرے قہر و غضب کا کھٹکا ہی تھا کہ قلب و روح کو ہمیشہ فشار دیتا رہا مگر اے غفار ذنوب اور اے ستار عیوب اور اے رحمن و رحیم خدا اے ارحم الراحمین اسی عالم میں تیرے عرش کبریائی کے ملائکہ رحمت و رافت بھی قلب گناہگار پر ہمیشہ سایہ گستر رہے ان الطافوں نے امید کا رشتہ کبھی منقطع نہیں ہونے دیا اور یاس و نامرادی میں بھی آس مراد مندی کا پیغام دیتے رہے ہیں اگر تیری رحمت و سعہ امید و آس کی پشت پناہی نہ کرتی تو تیرے نافرمان و معصیت شعار بندے کے لئے اس کے سوا چارہ نہ ہوتا کہ درد دیوار سے ٹکریں مار کر اور کوہ جبل کی چٹانوں سے سر ٹکرا کر خودکشی کر لیتا مگر اے وہ کہ تیری ذات بیکسوں اور دکھیاروں کا سہارا ہے اگر ایک عریق معصیت تیرا سہارا نہ ڈھونڈھے تو کیا کرے اور کہاں جائے اور کون ہے جو اس بدبخت کی ہاتھ پکڑے جس کا ہاتھ کسی کا دامن چھونے کے بھی لائق نہیں رہا وہ تو تو اور صرف تو ہے کہ جب دنیا کے تمام سہارے اور تمام پشت پناہیاں جواب دے دیتی ہیں اور دنیا اور دنیا کے لوگ منہ موڑ لیتے ہیں تو سرکش سے سرکش باغی سے باغی اور گناہگار سے گناہگار بندے کو بھی اپنی پناہ میں لے لیتا ہے اور اگر وہ تیری طرف ایک قدم بڑھاتا ہے تو تو اس قدر اس کی طرف بڑھا تا ہے۔

پھر اگر اے ذرہ نواز خدا اے غفار و قدوس ہیں کہ یکسر جرم و خطا ہوں اور ہمہ تن بحر معصیت میں غرق اگر میری پکار کو تو نہ سنے گا تو اور کون سنے گا اور کون ہے جسکو اپنی روکھی بھری کہانی اور درد بھرا فسانہ سناؤں۔ تو ابھی طرح جانتا ہے اور تجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ میرے دل کا چور کیا ہے اور وہ کونسی پھانس ہے جو تیرے دشت تیہ سے زیادہ دل میں کھٹک رہی ہے اور جس کی چبھن سے روح کی بے چینی کو ایک لمحہ بھی دل کا سکون نصیب نہیں ہوتا۔

رب العباد تو نے اپنی بندہ نوازی سے میری اہلیت و استعداد سے کہیں زیادہ راحت و آرام کے سامان لطف فرمائے ہیں رہنے کو اچھا مکان کہانے کے لئے لذیذ اغذیہ پہننے کو نفیس کپڑے خرچ کرنے اور حصول راحت و عشرت کے لئے درہم و دینار سب ہی بکچہ عنایت فرمائے ہیں۔ بھائیوں، ہمچشموں اور ہم جنسوں میں عزت و شہرت بھی مرحمت فرمائی ہے اور ہر قسم کے سکھ سے بھی شاد کام فرمایا ہے مگر اس کے باوجود دل کی کھٹک اور روح کا خلجان ہے کہ کسی طرح چین نہیں لینے دیتا۔

بادشاہوں کے قلعے اور امراء کی محلسرائے دیکھکر ان کے لئے کوئی دل میں تمنا نہیں پیدا ہوتی مگر جب کسی گوشۂ صحرا میں کسی گدائے بینوا کی جھونپڑی یا کنار دریا میں کسی سادھو کی کٹی نظر آجاتی ہے تو دل رشک سے بیچین ہو جاتا ہے اور روح تڑپنے لگتی ہے شہروں کی ہنگامہ آفرینی گاؤں کی بیہاتوں سے کھینچ کھینچ کر لوگوں کو شہروں میں لاتی ہے جہاں قدم قدم پر عیش پسندوں اور ہنگامہ پسندوں کے نشاط کے دل دادگان کے لئے سامان انبساط کی فراوانی ہے کہیں تھیٹر ہیں کہیں سینما کہیں رقص و سرود کے ترانے ہیں

اور کہیں آلات موسیقی کی سامعہ نواز یاں کہیں سنبزہ و گل کی عطر بیزیاں مشام جان کو معطر کرتی ہیں اور کسی جگہ نغمہائے وجد آفریں کی سحر کاریاں صنعت و اختراعات انسانی کی انگ دیدہ تماشائی کو محو حیرت کرتی ہیں اور علوم و فن کے اکتشافات علیحدہ چشم نگراں کو تعجب میں ڈالتے ہیں۔

مگر اے علیم و بصیر خدائے قدوس۔ تجھے معلوم ہے کہ یہ تمام سامان نشاط اور یہ جملہ اسباب انبساط میرے دل کی کھٹک اور روح کی بیچینی کو دور نہیں کرتے بلکہ ان سے کچھ نہ کچھ قلب و روح کی تڑپ میں اضافہ ہی ہوتا ہے اس لئے نہ ان سے استفادہ کی خواہش ہے اور نہ ان کی محرومی پر کوئی ماتم لیکن جب کبھی کسی چھوٹے سے گاؤں میں کسی جوہار کے کنارے یا کسی پہاڑ کے دامن اور وادی کے اندر کوئی بانس کے ایسے ٹکڑے کو جس کا سینہ زخموں سے داغدار ہوتا ہے نغمہ میں لیکر پھونکنے لگتا ہے تو یہ فوراً بانس کا ٹکڑا جو قیامت برپا اور اپنے زخمی و داغدار سینے سے محشر باریاں کرتا ہے اس پر ہزاروں کے ہزاروں منگا ہائے عیش و نشاط قربان کر دینے کو جی چاہتا ہے اور قلب بلا آسنائے سکون کو اگرچہ بانسری کی کافرانہ جراحی اور بھی تڑپا کر رکھدیتی ہے مگر یہ سکین و تسلی کا بہتہ اور سراغ بھی کچھ کچھ اسی کی اضطراب آفرینیوں کے اندر ملتا ہے اس لئے اگر رنگ آتا ہے تو وادی کوہسار کے اس نے نواز پر جو قلب کو تڑپا اور روح کو گرما دینے والے نغموں کی بارش کر کے قلب و روح کو اور بھی بے چین کر دیتا ہے لیکن اے نغمۂ دلفریب کے خالق نے کیے نغمہ فریاد اور فریاد نغمہ خیز کی درد انگیزی میں جو لذت ملتی ہے وہ بھی اسی لئے ہے کہ یہ بھی اسی طرح اس کا سینہ دل اور دل و جگر زخموں سے چور اور درد پنہاں سے معمور ہے اور انچہ از دل خیزد بر دل ریزد کی مثل مشہور ہے چونکہ نے کی نغمہ سامانیاں اس کے دل کے درد کا پتہ دیتی ہیں اور غم پنہاں کا نشان بتلاتی ہیں اس لئے اس کے زخمی و داغدار سینے سے جو ہوک اٹھتی ہے وہ سیدھی نگہ یار کی طرح دل میں گھر کر لیتی ہے خداوند قدیر و رحیم تو اچھی طرح جانتا ہے کہ تیرا عاجز و دردمند بندہ جو سالہا سال کی عصیاں پروری کے بعد درد و دل سے مضطر و بیقرار ہو کر تیرے حضور میں حاضر ہوا ہے تو اس کا سینہ دل نے نغمہ نواز کے سینہ و دل سے کہیں زیادہ زخمی و داغدار ہے اور آہ یہ کافر بانسری تو شرح الم اور بیان غم کے لئے زبان ہی رکھتی اور نہ بات ہی تو نے اس کو ایسی عطا فرمائی ہے کہ اس کی فریاد کو سنکر پتھر کا دل بھی پانی ہو جائے مگر اس عاجز و بینوا کی زبوں حالی قابل دید ہے کہ عرصۂ جاں گزا اور الہائے روح فرسا سے سینہ و دل کوہ آتش فشاں کی طرح جوش زن ہیں مگر بار غم معصیت سے زبان کو یارائے نطق بھی نہیں رہا اور حسرت و صد ہزار حسرت اس بندۂ مسکین پر جسکی حالت اس درجہ قابل رحم ہے کہ باوجودیکہ بارگناہ سے سر بھی اونچا نہیں کر سکتا اور اس کا انبار معصیت شاید ہمالیہ کی چوٹی سے بھی زیادہ اونچا ہو مگر بدبخت کا دل ہے کہ ہنوز حسرت کش معصیت اور لذت پیش گناہ ہے اور مائل توبہ و انابت بھی نہیں خداوندا ایسے روسیاہ انسانیت کے لئے سوائے تیری درگاہ لطف و کرم اور بارگاہ جود و رحم کے اور کہاں ٹھکانا ہے یہ تیرے ہی دامان رحمت کی وسعت ہے کہ ایسا پاپی بھی اس میں منہ چھپانے کی امید رکھتا ہے ورنہ کجا ایسا جہنم اور اس کے شعلہ ہائے جانسوز بھی شاید اس کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں اور فرط نفرت سے ٹھکرا دیں۔

رب الناس و رب العباد میری دلگیری و دلفگاری کی صرف یہی ایک وجہ نہیں کہ کثرت معاصی سے قرب عمل میں گناہوں کے بخشے جانے کی گنجائش نہیں رہی بلکہ رونا تو اس بات کا ہے کہ باوجودیکہ حسرت گنہ و ہوس معصیت نے ہنوز پیچھا نہیں چھوڑا مگر لذت گناہ دل سے محروم ہو چکا ہے اور اب کیفیت یہ ہے کہ ع

طاعت میں کچھ مزہ ہے نہ لذت گناہ میں

مگر بدبختی یہ ہے کہ یہی دل معصیت پرست ہے کہ دامن گناہ سے لپٹا ہوا ہے اور کسی طرح معصیتوں سے دست کش نہیں ہوتا اور جواز معصیت کے حیلے بہانے تلاش کرتا رہتا ہے۔

ارحم الراحمین یہ حالت قابل رحم ہے اور تیرے سوا کوئی بھی ان دلوں حالی پر رحم نہیں کر سکتا اور آخر کیوں کسی کو رحم آنے لگا اپنے غلاموں پر آخر کار آقا و مولا ہی کو ترس آتا ہے اور بندوں پر خدا ہی کو رحم آسکتا ہے۔

خدائے عاصیان یہ دلگیر و دلفگار بندہ تیرے حضور رحمت و رافت میں اس لئے باصد عجز و نیاز و باصد ہزار تذلل و فتادگی حاضر ہوا ہے کہ دل کی گرفتگی اور روح کا انقباض تیرے دامن لطف کے ہوا داری سے دور ہو جائے اور نسیم توفیق الٰہی قلب و روح کے غنچۂ پژمردہ کو تازگی و شگفتگی مرحمت فرمائے۔

اے دستگیر بے کساں، مال و منال و دولت و ثروت شہرت و عزت فی الخلق کی آرزو نہیں ہے نہ عیش و راحت شاہانہ کی تمنا ہے بلکہ آرزو اگر ہے تو یہ کہ دل کو وہ درد و سوز جو بانسری کے نغموں میں بھی نہ ہو اور قلب کو وہ سوز عطا کر جو اس قدر لذت فزا ہو کہ قیامت تک اس کی چاشنی روح کو وجد میں رکھے اور سکون و آرام کا نام بھی کبھی زبان پر نہ آئے مگر خداوندا تو دے یہ درد اور یہ سوز لوث مادیت سے پاک ہو اور صرف تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت و محبت کا سوز ہو اور تیرے اور تیرے حبیب پاک کے عشق کی تپش کی آگ ہو جس کے شعلے قلب و جگر کو کباب کر کے رکھدیں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ تمنا درخور پذیرائی نہ سمجھی جائے اور دل دردمند کی یہ عرض ٹھکرا نہ دی جائے کیونکہ فرد عمل سیاہ ہے اور طاعت و بندگی کی پونجی سے تہی دامن ہوں لیکن تیرا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم طرا۔ دعا کا فیکشف السوء کی تڑپ اور روح کی بیقراری کے ساتھ جو تجھے پکارے گا تو اس کی فریاد غور سے تو سنے گا اور اس کے دکھ کو دور کرے گا میں پہلے تجھ سے دل کی وہ تڑپ اور روح کی وہ بیقراری مانگتا ہوں جو دعاؤں اور فریادوں کو تیرے حضور میں مقبول کراتی ہے مجھے آنسوؤں کی وہ سلک مروارید عطا کر جس نے آدم کی توبہ قبول کرائی اشک غم کے وہ موتی مرحمت فرما جن کے صدقے میں یعقوب کو یوسف کا دیدار نصیب ہوا وہ سوز دل دے جس نے یونس کو بطن حوت سے نجات

ولائی اور وہ صدق و یقین عطا کر جس نے نار نمرود کو ابراہیم پر برد و سلامتی کا گلزار بنا دیا اور قلب و روح میں وہ درد مندی اور دلگیری و دلفگاری و ودیعت کر جس نے نوح کی کشتی کو طوفان غم و الم سے ساحل مراد پر پہنچا یا پھر میں تجھ سے وہی مانگوں گا جس کے طلب کی تو نے اپنے بندوں کو ہدایت کی ہے اور جسکی طلب صادق تیرے حضور میں پسندیدہ ہے یعنی میں تیرے خزانہ جود و کرم سے تیرے اور تیرے رسول کی محبت کا ایک ذرہ طلب کروں گا جو دین و دنیا کے محض وظاہر خزانوں اور دولتوں سے کروروں درجہ زیادہ قیمتی ہے۔

مگر آہ جب اپنی بے بضاعتی کی طرف دیکھتا ہوں تو کلیجہ میں تیر سا لگتا اور دل میں ہوک سی اٹھتی ہے کہ کہاں میں اور میری نجس و ناپاک زبان اور کہاں یہ پاک و مقدس تمنا نہ میرے پاس پرتاثیر آنسوؤں کی لڑی ہے اور نہ شرمسار آہوں کی اثر آفرینی اور نہ نالہائے دلگداز کی اجابت خیزی پھر میری یہ دعا بارگاہ قدس میں کیونکر پہنچے گی اور کیونکر قبول ہوگی۔

یا مجیب الدعوات مجھ سا گنہگار اور ایسی فقیر و بیبل تمنا جب اپنی طرف دیکھتا ہوں تو یاس و نامرادی کی نوحیں دل حسرت زدہ پر گھٹا ٹوپ طرح چھا جاتی ہیں مگر جب تیرے رحمت کے دریائے بے کنار پر نظر پڑتی ہے تو امید کی ننھی سی کشتی جو یاسی کے بھنور اور نامرادی کے گرداب میں پھنسی ہوئی ہاد مخالف کے تھپیڑے کھا رہی ہے تیرتی ہوئی نظر آنے لگتی ہے اور اس کی روشنی ڈھارس بندھا کر قلب کہنا ہے کہ اس کا نام و نشان مٹا دیتی ہے پھر کیوں نہ میں تیرے محبوں اور مقبولوں کا واسطہ دیکر ان کے صدقہ اور طفیل میں تجھ سے اپنی آرزو و تمنا طلب کروں اس لئے میرے تواب۔

درحیم خدائے بزرگ و برتر اس ندامت اور اس آہ و زاری کا جس نے حضرت آدم کی توبہ قبول کرائی اور صدقہ حضرت نوح کی اس دعا کا جس نے قبولیت کا حلاوت پہنکر آب طوفانی سے صفحہ زمین کو نجاست معصیت سے پاک کر دیا اور صدقہ حضرت ابراہیم کے اس صدق و یقین کا جس نے ان کے نار کو گلزار بنایا اور لخت جگر کے گلے پر چھری چلوائی اور صدقہ حضرت اسمٰعیل کے اس صبر و استقامت کا اور اس ملکہ کی جس کا ذکر تو نے اپنی کتاب مقدس میں کیا ہے اور جس نے باپ کے پوچھنے پر فرزند سے کہلوا دیا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اور صدقہ حضرت یعقوب کے اس حزن و ملال کا اور اس غم و فراق اور درد جدائی یوسف علیہ السلام کا جس نے آپ کی آنکھوں سے نور بصارت بھی زائل کر دیا تھا اور ثم ابیضت عیناہ آنکھیں روتے روتے سفید پڑ گئی تھیں اور صدقہ حضرت یوسف کی پاکدامنی اور آپ کے اس عفو و کرم اور اس جود و کرم اور احسان عظیم کا جس نے کنوئیں میں پھینکنے والے بھائیوں کو معاف فرما دیا اور ان کے اس سوال کو جود و احسان سے بھر دیا اور صدقہ حضرت یونس کی اس فریاد کا جو بطن ماہی سے انہوں نے بلند کی تھی اور تو نے اس کو شرف اجابت سے سرفراز فرمایا تھا اور صدقہ حضرت موسیٰ کے شوق دیدار کا جو انی و من تراانی کے راز و نیاز کی داستان میں ملفوف ہے اور صدقہ حضرت زکریا کے اس فرقت و یتیم کا جو سرکشوں کے آرہ سے تیری راہ میں دو ٹکڑے کر دیا گیا اور صدقہ حضرت عیسیٰ کے اس کانٹوں کے تاج کانٹوں کی راہ میں ان کو پہنایا گیا۔

اور اے خدائے بے نیاز صدقہ اس غار حرا کا جس میں تیرا محبوب معتکف ہوا اور صدقہ اس غار ثور کا جس میں تیرا حبیب اپنے صدیق کے ساتھ کفار کے تعاقب سے تیری پناہ میں آیا اور جہاں لا تحزن ان اللہ معنا کی تسکین و تسلی نازل ہوئی اور صدقہ اس خون مقدس کا جو طائف کی گلیوں میں کفار کی سنگ باری سے تیرے رسول پاک کے جسم اطہر اور ساق مقدس سے بہا اور صدقہ ان دندان مبارک کا جو راہ الٰہی میں کفار ناہنجار کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور صدقہ پائے مبارک کے اس ورم کا جو تیری عبادت و بندگی میں کھڑے کھڑے ہو جاتا تھا اور صدقہ اس رحمت و رافت کا جس کی نسبت تیرا ارشاد ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور صدقہ اس عفو و درگذر کا جو اپنے ستانے والوں کو دیکھ دیکھ کر نہ کہلانے اور قتل کی سازش کرنیوالوں کو بھی معاف کر کے تیرے محبوب نے دکھایا اور صدقہ تیرے نبی امی کے اس رحم و کرم شفقت و محبت اور جود و سخاوت کا جو بچے بوڑھے جوان سب پر یکساں گستر تھا اور صدقہ اس بشیر و نذیر کا جس کو تو نے سراجاً منیرا فرمایا ہے۔

اے خداوند ارض و سما صدقہ اس خاک مقدس اور اس سرزمین کربلا کا جس میں حضرت محمد کی سبط اکبر کا لخت جگر علی کی نور بصر امام عالیمقام حسین تشنہ کام و مستعد وبیع کی تمنا میں شہید کیا گیا اور صدقہ اس جسم اطہر کا جس کو ظالموں نے گھوڑوں کے پیروں سے روندا اور صدقہ اس سر مقدس کا جس کو نیزے پر رکھکر بازار و کوچہ میں پھرایا اور صدقہ اس معصوم شہید علی اصغر کا جو آغوش پدر میں تیر ستم کا نشانہ بنے اور صدقہ اس زین مبارک کا جس پر سید سجاد اور اہلبیت امجاد اسیر کئے گئے۔

اور اے وہ ذرہ نواز غفور رحیم صدقہ حضرت ہاجرہ کے اس اضطراب اور بیقراری کا جو اپنے شیر خوار حضرت اسمٰعیل کی پیاس بجھانے کی فکر اور پانی کی تلاش میں ان سے ظاہر ہوا اور صدقہ حضرت ذبیح اللہ کی اس محبت کا جس کو "قد صدقت الرؤیا" کے معزز لقب سے تو نے ملقب فرمایا اور صدقہ حضرت مریم کے اس رنج و الم کا جو محض تیری قدرت سے حاملہ ہونے کے بعد لوگوں کے طعن و تشنیع سے ہوا تھا اور صدقہ حضرت خدیجہ کی اس تسکین دہی کا جب تو نے اپنے حبیب پاک پر وحی نازل فرمائی تھی اور تیرا رسول بوجہ آغاز وحی کے ہیبت وحی سے خائف و ترساں تھا اور صدقہ حضرت عائشہ کے اس صدمہ کا جو منافقوں نے جھوٹی تہمت لگا کر آپ کو پہنچایا تھا اور اپنے کمال صبر و ضبط سے کام لیکر فرمایا تھا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون اور صدقہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کے مقدس ہاتھوں کے ان گھٹوں کا جو چکی پیستے پیستے پڑ گئے تھے۔ اور پھر بھی سوائے صبر و شکر کے زبان مبارک سے کبھی کچھ نہ نکلا

اور صدقہ ان تمام انبیاء و شہداء و صدیقین کا جن سے تو راضی اور جو تجھ سے اے میرے مولا راضی اور خوش تھے کہ مجھ درماندہ و افتادہ اور عاجز و ذلیل پر بھی تھوڑی سی نظر لطف فرما تاکہ مجھ بینوا کا بھی بیڑہ پار ہو جائے میری تمنا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اپنی اور اپنے رسول کی محبت کا ایک ذرہ مجھکو بھی عطا ہو جائے ؎ ذرہ ورد دل عطا کر را۔

# اے داعیٔ اسلام

اے ناشرِ توحیدِ خدا! کاسرِ اصنام - اے داعیٔ اسلام
آرام دلِ ملّتِ بیضا ہے ترا نام - اے داعیٔ اسلام
پھر کفر صف آرا ہوا ایماں کے مقابل - یزداں کے مقابل
پھر گرم ہوئی ہند میں اسلام کی صمصام - اے داعیٔ اسلام
آقا ہمیں تبلیغ کی توفیق عطا کر - ہم ہیں ترے چاکر
پہنچائینگے ہر ایک بشر تک ترا پیغام - اے داعیٔ اسلام
پھر اپنا تسلط ہو، زمیں اور زماں پر - چھا جائیں جہاں پر
کب تک رہیں زنّاریٔ بت خانۂ ایام - اے داعیٔ اسلام
حق سے یہ دعا مانگ کہ ہو صاحب عرفان - ہر ایک مسلمان
ایمان پہ آغاز ہو ایمان پہ انجام - اے داعیٔ اسلام
ایمان کا پھر بادۂ دیرینہ لنڈھا دے - سیراب بنا دے
پیاسے ہیں تری بزم محبت کے مے آشام - اے داعیٔ اسلام

(حضرت) سالک

# بشارت عظمیٰ

(از مولانا حاجی محمد عبدالسبحان صاحب وہلوی)

حضور سید دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب کے متعلق اب تک بشمار کتابیں تصنیف و تالیف ہو چکی ہیں جن سے حضور اقدس کی عظیم و جلیل نعت و عظمت ثابت ہوتی ہے لیکن حضور کی بعثت کے متعلق انبیائے سابقین و کتب سماویہ کی بشارتوں اور مثبتین کو یوں کو اب تک کسی کتاب میں جمع نہیں کیا گیا حالانکہ یہ ایک نہایت اہم اور ضروری کام تھا

ہمارے خیال میں انصاف پسند غیر مسلموں کے سامنے حضور سید دو عالم کی عظمت و صداقت ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی راہ عمل نہیں کہ حضور کی تشریف آوری کے متعلق انبیاء کے سابقین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی بشارتوں اور کتب سماویہ کی مثبتین کو یوں مطالب و معانی کے نتائج کیا جائے تاکہ اہل انصاف بنظر غائر مطالعہ کریں کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و اہمیت کا احساس اور اعتراف کریں اور کسی صحیح نتیجہ پر پہنچیں۔

اسی خیال اور اسی تجربہ کے ماتحت ہم نے بہت سی مستند و معتبر کتابوں کی ورق گردانی کر کے حضور اقدس کی بعثت کے متعلق انبیائے کرام علیہم السلام کی پیشگوئیوں اور کتب سماویہ کی مثبتین گویوں کو اس مضمون میں جمع کیا ہے اور بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہم تمام طالبان حق کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

## حضور خاتم الانبیاء کی بعثت کے متعلق انبیائے سابقین کی بشارتیں

### حضرت آدم کی بشارت

صحیفہ آدم کی کتاب بشارت آیت ۱۹ میں سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"خداوند نے کہا کہ دو بشارت ان تیری اولاد میں فخر ہے وہ آئے گی رسولوں کو تسکین دیگا امین اور صادق ہے"

میں نے دیکھا کہ اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور ظاہر فتح اس کے ہاتھ ہے۔ (کتاب مرقع العرب علامہ معالج جزائری مطبوعہ بیروت ۱۹۱۱ء)

تمام انصاف پسند محققین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ بشارت حضور سید دو عالم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حضور اکرم بلحاظ فضائل و محاسن کے تمام اولاد آدم کے فخر ہیں خود حضور نے اپنی اس ممتاز خصوصیت کا اظہار فرمایا ہے ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| انا سید ولد ادم یوم القیمۃ | میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار |
| ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر | ہوں اور میں یہ از راہ فخر نہیں کہتا |
| وما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ | بلکہ بطور تحدیث نعمت کہتا ہوں اور |
| الا تحت لوائی وانا اول شافع | قیامت کے دن مقام محمود میں لوائے |
| ولا فخر | حمد میرے پاس ہوگا اور یہ بات بھی |

میں از راہ فخر نہیں کہتا اور قیامت کے دن حضرت آدم اور ان کے علاوہ تمام پیغمبر میرے جھنڈے کے نیچے جمع ہوں گے اور میں اول شفاعت کرنے والا ہوں اور یہ بات بھی میں از راہ فخر نہیں کہتا"

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

| | |
|---|---|
| انا قائد المرسلین وانا خاتم | میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور میں نبیوں |
| النبیین وانا اکرم الاخرین | کا خاتم ہوں میں اکرم الاولین اور اکرم |
| ولا فخر فاذا کان یوم القیمۃ | الآخرین ہوں اور یہ بات میں از راہ فخر |
| کنت امام النبیین وخطیبہم | نہیں کہتا بلکہ بطور اظہار نعمت اور سچی |
| ولا فخی (دارمی و ترمذی) | تی سنت کے دن میں گا نبیوں سب نبیوں |

کا امام قرار دیا جاؤں گا اور ان کا خطیب قرار دیا جاؤں گا اور یہ بات بھی میں از راہ فخر نہیں کہتا۔

اور بشارت میں حضور اقدس کو امین اور صادق بھی فرمایا گیا ہے اس فضیلت کی نسبت یہ عرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچپن سے نہایت امانتدار اور راست باز چلے آتے تھے اور عشیرہ کے صدق و اخلاص اور حضور کی امانت و دیانت کا اہل مکہ کے دلوں پر اس قدر گہرا اثر تھا کہ وہ حضور کو نام نہیں بلاتے تھے بلکہ "الصادق" اور "الامین" کہہ کر پکارتے تھے۔

نبوت سے پہلے کا ذکر ہے کہ مکہ میں ایک ہولناک سیلاب کی وجہ سے کعبہ کی عمارت کچھ خراب ہو گئی تھی اور دیواریں پھٹ گئیں تھیں اس سبب سے اہل قریش نے کعبہ کی عمارت کو از سر نو تیار کیا جب عمارت تیار ہو چکی اور حجر اسود کے قائم کرنے کا وقت آیا تو اس میں سخت اختلاف رونما ہوا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ یہ کام اسی کے ہاتھ سے سرانجام پائے چار دن تک برابر یہی جھگڑا رہا آخر ابن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے بڑھ کر بڑی عمر کا تھا یہ رائے دی کہ کسی شخص کو حکم بنا کر اس کے فیصلہ پر عمل کریں اس رائے کو سب نے پسند کیا اور قرار دیا کہ جو کوئی شخص اب سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا وہی سب کا حکم سمجھا جائے گا اتفاقاً حضور اقدس اس وقت حرم میں داخل ہوئے آنحضرت کو دیکھتے ہی سب لوگ پکار اٹھے ھذا الامین رضینا ہ (امین آگیا ہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں) آنحضرت نے اپنی خداداد ذہانت و فراست و دانشمندی و معاملہ فہمی کی بنا پر ایسا عمدہ فیصلہ کیا کہ سب خوش ہو گئے۔ سب سے پہلے حضور نے ایک چادر بچھائی اور اس پر اپنے ہاتھ سے پتھر رکھ دیا پھر ہر ایک قبیلہ کے سردار سے کہا کہ چادر کو پکڑ کر اٹھائیں اسی طرح اس پتھر کو وہاں تک لائے جہاں قائم کرنا تھا پھر آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کو موقع پر رکھ دیا اور اس تدبیر سے ایک خونخوار جنگ اتحاد ہو گیا (تاریخ ابو الفداء)

اس واقعہ کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اہل عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے پہلے بھی صادق اور امین کہکر بلایا کرتے تھے اور بشارت میں

یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں اور فتح مبین اس کے ساتھ ہے سر پر بہت سے تاج ہونے کے معنے یہ ہیں کہ وہ جامعہ کمالات ہیں یعنی جس قدر فضائل اور کمالات تمام انبیاء میں متفرق اور منتشر تھے وہ سب حضور سرور عالم کی ذات اقدس میں مجتمع تھے اسی حقیقت کو پیش نظر رکھکر کسی نے لکھا ہے ؎

ایکہ بر تخت سیادت نازل جاداری — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور ظاہر فتح "یعنی فتح مبین بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے باری تعالیٰ جل مجدہ نے آنحضرت کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا پیارے رسول! بیشک ہم نے تم کو ظاہر فتح عنایت کی ہے"

مفسرین نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے غزوہ بدر کی کامیابی اور فتح مکہ کا ذکر کیا ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ سب سے بڑی فتح یہ ہے کہ حضور اقدس جس کام کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسے درجہ کمال پر پہنچا کر دنیا سے رخصت ہوئے اس حقیقت پر غور کرنے کے بعد حضور کی فتح مبین میں کچھ شک نہیں رہتا غرض آثار و قرائن اور دلائل و براہین سے یہ ثابت ہے کہ سیدنا حضرت آدم سے کی بشارت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے۔

## حضرت ادریس کی بشارت

حضرت ادریس علیہ السلام کے صحیفہ "نیموث العرفات" کے بابہ نجم آیت دس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے متعلق ان الفاظ میں اعلان کیا گیا ہے:۔

"خدا کے جو پاک احکام میں نے پہنچائے اور جو پہنچانے والے پہنچا دیئے جب تم بھول جاؤ گے تو ایک روشن چہرہ والا تمہیں یاد دلائے گا"

(تاریخ العرب علامہ صالح جزائری مطبوعہ بیروت صفحہ ۲)

بالیقین یہ بشارت بھی حضور آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس میں جس مقدس ہستی کی آمد کی بشارت دیگئی ہے اس کی ایک خاص صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا چہرہ روشن ہوگا ہمارے حضور اقدس اس صفت سے بدرجہ اکمل متصف تھے ترمذی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر وھو احسن عندی من القمر

میں نے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا کبھی میں حضور انور کے جمال کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی چاند کی طرف نظر کرتا تھا میرے نزدیک حضور اکرم چاند سے زیادہ روشن اور خوبصورت تھے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

ما رایت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ

میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہیں دیکھی گویا سورج آپکے مقدس چہرے پر رواں تھا مطلب یہ ہے کہ حضور کا رخ انور اس قدر روشن اس قدر تاباں اور درخشاں تھا کہ نظر ٹھہر سکتی تھی۔ اسی حقیقت کو حضرت امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کیا ہے

انت الذی من نورک البدر اکتسی والشمس مشرقۃ بنور جبینک

اے مقدس رسول آپ وہ ہیں کہ چودھویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور ہو اور آپ ہی کے جمال اقدس سے آفتاب روشن ہو۔

اور بشارت میں ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے احکام ارشاد فرمائے گا اس صفت سے بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اتم متصف تھے تمام معتبر تاریخوں میں یہ لکھا ہے کہ حضور اقدس کی تشریف آوری سے قبل تمام دنیا اعتقادی اور اخلاقی خرابیوں میں مبتلا تھی ہر طرف جہالت ضلالت خود غرضی بداخلاقی زنا کاری قمار بازی اور بت پرستی و آتش پرستی کا طوفان برپا تھا حق تعالیٰ جل مجدہ کے آئین و قوانین اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو یکسر فراموش کر دیا گیا تھا جب نور حقانیت باطل کی تاریکیوں سے ماند پڑ گیا تو غیرت الٰہی جوش میں آئی اور پروردگار عالم نے حضور اقدس رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا حضور نے جلوہ افروز ہو کر اپنی صداقت کی روشنی سے تمام دنیا کو منور کیا حضور کی پاکیزہ تعلیم کا کچھ اثر ظاہر ہوا دنیا میں کہیں اس کی نظیر نہیں مل سکتی عرب کے وہ جاہل اور وحشی لوگ جو زمانہ سے زیادہ بے رحم سنگدل ظالم جابر بت پرست اور بداطوار تھے حضور کی تعلیم سے نہایت معقول منکسر المزاج انصاف پسند صالح متقی پرہیزگار اور خالص خدا پرست بن گئے غرض ان دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کی بشارت بھی حضور خاتم الانبیاء رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھی۔

## حضرت نوح کی بشارت

صحیفہ کی کتاب بشارت آیت ۹ میں سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

میں تم سے ایک عظمت والی بات کہتا ہوں اس کو تم یاد رکھو اور آنے والوں کو بشارت دو کہ سب ہادیوں سے افضل ایک راہ حق دکھانے والا آئیگا جو تمہاری ضعیف صنف اور تمہارے حقیر طبقے کو بلندی پر پہنچائے گا وہ حق کا سب سے بڑا استاد ہے (تاریخ العرب علامہ صالح جزائری مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۴۶)

یہ بشارت بھی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس میں حضور کو سب ہادیوں سے افضل قرار دیا گیا ہے اور حضور کی ایک نہایت ممتاز زین خصوصیت کو نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کیا گیا ہے یعنی وہ تمہاری ضعیف صنف اور تمہارے حقیر طبقے کو بلندی پر پہنچائیگا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا تمام مورخین کا یہ متفقہ بیان ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں دنیا کے ہر گوشے اور زمین کے ہر حصہ میں تاریکی و جہالت کی حکمرانی تھی عورت کی حیثیت نہایت ہی ذلیل تھی وہ کوئی حق نہ رکھتی تھی مردوں کو جتنا چاہیں عورتوں سے چار میں نکاح کریں لڑکیاں موجب ننگ و عار سمجھی جاتی تھی اگر کوئی خاص وجہ نہ ہوتی تھی تو لڑکی کے پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا اور کوئی قانون نہ تھا جو عورت

کے حقوق کا تحفظ کر سکتا (ابن خلدون جلد اول)

جب عورت کی عزت و حرمت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور وہ انتہائی ذلت کے ساتھ دنیا میں زندگی بسر کر رہی تھی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مبعوث ہوئے اور آپ نے دنیا کے سامنے ایک ایسا کامل قانون پیش کیا جو دین و دنیا تقریباً ہر ایک معاملہ پر حاوی اور زندگی کے مختلف پیچیدگیوں اور الجھنوں کو نہایت آسانی اور عام فہم طریقے سے سلجھانے میں کامیاب ہوا۔ آقائے کائنات ہر معاملہ میں بدرجہا انصاف پسند اور عدل پرور تھے حضور اپنے دوستوں رشتہ داروں، بیویوں اور لڑکوں غریبوں کمزوروں اور طاقتوروں سب سے عدل کا سلوک کرتے تھے عورتوں کے حقوق کا بھی آپ نے عدل و انصاف کے ساتھ تحفظ کیا فرانس کا نہایت مشہور اور فاضل ادیب مورخ ڈاکٹر لیبان اپنی کتاب تمدن عرب میں لکھتا ہے اور اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ:-

"بیشک پیغمبر اسلام نے عورتوں کے ڈوبتے ہوئے وقار کو سہارا دیا اور تباہی سے بچایا"

حضور کی بعثت سے پہلے ساری دنیا عورت کو حقیر سمجھتی تھی اہل عرب عورتوں کا احترام کرنا گناہ عظیم خیال کرتے تھے "روما" میں عورت ایک غلام کی حیثیت رکھتی تھی اور اخلاق تمدن کے تمام قوانین سے باہر سمجھی جاتی تھی یونانی دنیا جو آج اس بات کی مدعی ہے کہ ہم نے سارے عالم کو عورت کا احترام کرنا سکھایا ہے چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں وہ سب سے زیادہ عورت پر ظلم کرنے والی تھی عیسائیوں کا یہ مذہبی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جو صلیب پر چڑھے تو محض حضرت حوا کے گندم کھانے اور کھلانے کے گناہ کو پاک کرنے کے لئے اور وہی اول گناہ مخلوق کی گردن کو جکڑ رہا تھا حضرت مسیح نے صلیب پر چڑھ کر کفارہ ادا کیا اس عقیدہ نے عیسائیوں کے دل و دماغ پر ایسا تسلط و قبضہ کر رکھا تھا کہ ان کے عوام ہی نہیں بلکہ خواص بھی عورت کو "ایک ذلیل ہستی" "ایک قابل نفرت وجود" "شیطان مطلق" "زہریلا بچھو" "مردوں کو تباہ کرنے والا شیطانی آلہ" قرار دیتے تھے (ترجمہ مسٹر ڈی آف دی ورلڈ)

رئیس کے نامور جلیل القدر فلاسفر لاسٹائی اپنی مشہور کتاب "میل جنس آف دی ورلڈ" میں لکھتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اسلام کا موثل سسٹم (تمدنی طریقہ) نہایت ہی قابل تعظیم اور لائق عمل ہے جس میں عورت کے حقوق کا احترام کیا گیا ہے اسلامی پیغمبر کے آنے سے پہلے عورت ہر طرح کی عزت سے محروم تھی عیسائی جماعت اس کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھتی تھی اور اس کو روحوں کے تباہ کرنے کا آلہ سمجھتی تھی دور جانے کی ضرورت نہیں صرف دو سو سال پیشتر ہی کے حالات پر غور کریں یونان کے ایک مشہور صوبہ میں عام طور پر یہ رواج تھا کہ غریب اشخاص اپنی بیویوں کو عارضی طور پر قرضہ میں دیدیا کرتے تھے عورت ایک ذلیل ہستی تھی اس کا فرض تھا کہ شوہر کی غلاظت کرے اور یا دوستوں کی خدمت کرے روس میں یہ دستور ہے کہ نکاح کے بعد دلہن کا باپ ایک رسیلی کوڑا (ہنٹر) پہلے اپنی بیٹی کو آہستہ سے مارتا ہے پھر وہ ہنٹر اس کے شوہر کے حوالہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اس ہنٹر سے اسی طرح کام لے"

غرض واقعی بات یہ ہے کہ اسلام نے عورت کے حقوق کا احترام سکھایا اور ایک ایسی مخلوق کو جس کو حقیر سمجھ لیا گیا تھا عزت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچا دیا۔

یورپ کا ایک مشہور مورخ ہربرٹ ویل لکھتا ہے کہ:-

مجھے اس بات کے تسلیم کرنے میں مطلق تامل نہیں ہے کہ جب دنیا میں عورت کی حیثیت نہایت ذلیل تھی اور جب اقوام عالم اس کو "بچے پیدا کرنے کی مشین" سمجھ رہی تھیں تو پیغمبر اسلام نے عورت کو عزت عطا فرمائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی بات جو عورتوں کے حق میں کی وہ دختر کشی کی خوفناک رسم کو مٹایا ہے اس بارہ میں قرآن کا حکم یہ ہے کہ اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل مت کرو ہم رزق دیتے ہیں ان کا قتل بڑا بھاری گناہ ہے" اس حکم نے دختر کشی کی رسم کو مٹا دیا اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق کو قریب قریب سادی رکھا گیا ہے اور جس فیاضی کے ساتھ اسلام نے عورت کے حقوق کا لحاظ رکھا ہے کسی مذہب نے نہیں رکھا یہ ایک واقعہ ہے کہ کوئی عورت عیسائی مذہب کی عالمہ نہیں کہلائی جا سکتی زیادہ سے زیادہ وہ یہ کر سکتی ہے کہ "نن" بنجائے اور اس طرح اپنی زندگی گرجا کے لئے وقف کر دے جس کا رتبہ گرجا کے ایک نوکر سے زیادہ نہیں اس کی رائے کی کوئی وقعت نہیں اور اس کی رائے کسی مذہبی معاملہ میں وقیع نہیں سمجھی جا سکتی برخلاف اس کے اسلام میں حصول علم عورت و مرد دونوں کے لئے یکساں ضروری ہے اس بارہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے فرض ہے" اس ارشاد سے ثابت ہے کہ ہر ایک علمی دروازہ عورت مرد دونوں کے لئے یکساں کھلا ہوا ہے اسلامی تاریخوں کے صفحات ہم کو بتلاتے ہیں کہ ہر صدی میں بہت سی مسلمان عورتیں عالم، فاضل، شاعر، حافظ، قاری، سیاست داں اور باکمال ہوئی ہیں جن کے حضور میں بہت سے مردوں نے زانوئے ادب طے کیا ہے پس میں اس بات کو مانتا ہوں کہ پیغمبر اسلام نے عورت کا درجہ بلند کیا ہے"

ان شہادتوں اور دلیلوں سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ بالیقین حضور آقائے نامدار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صنف نازک کی اصلاح و ترقی میں سعی بلیغ کی ہے اور حضور کی مساعی حسنہ کے صدقہ میں آج عورت مرد کے دوش بدوش نظر آرہی ہے۔

ان حالات کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند شخص اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہے کہ بلاشبہ حضرت نوح علیہ السلام کی مذکورہ بالا بشارت جس میں حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"ایک راہ حق دکھانے والا آئے گا جو تمہاری ضعیف صنف اور تمہارے حقیر طبقہ کو بلندی پر پہنچائے گا اور وہ حق کا سچے بڑا مناد ہوگا"

سرور دو عالم محمد رسول اللہ کے حق میں ہے اور بلاشبہ حضور ہی وہ مناد حق ہیں جنہوں نے باطل پرستوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر بلا خوف و خطر ندائے حق بلند کی اور باوجود شدید مخالفتوں کے بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوئے۔

## حضرت ہود علیہ السلام کی پیشینگوئی

کنز المعارف جلد ۲ باب ہفتم میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت ہود علیہ السلام کی ایک پیشینگوئی ان الفاظ میں درج ہے

ان بعد عصری بمجیء نبی عظیم انی البشر هو یکون رحمة للناس ولا نبی بعدہ "بیشک میرے زمانہ کے بعد ایک عظیم الشان نبی

آنے والا ہے میں خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ تمام آدمیوں کے حق میں رحمت ہوگا اور اس کے بعد پھر کوئی نبی نہیں آئے گا وہ خاتم الانبیاء ہے۔"

حضور سرور عالم کا رحمۃ للعالمین ہونا اظہر من الشمس ہے قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے حضور کی نسبت ارشاد فرمایا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اے پیارے رسول ہم نے تم کو عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسرین نے بہت سی روایتیں لکھی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں

(۱) غزوہ احد میں جب اہل کفر اور اہل اسلام میں معرکہ آرائی ہوئی اور آنحضرت میدان جنگ میں تشریف لائے تو ایک سنگدل کافر عتبہ بن ابی وقاص نے حضور پر اس قدر پتھر برسائے کہ حضور کے دندان مبارک شہید ہوگئے اور آپ کا چہرۂ اقدس زخمی ہوگیا اس موقع پر بعض رفیقوں نے کہا کہ یا حضرت آپ اس ظالم کے حق میں بددعا کیجئے حضور نے ارشاد فرمایا انی لم ابعث لعانا وانما ابعث رحمۃ میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں تو رحمت کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

(۲) جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم علیہ ما الصلوٰۃ والسلام طائف میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے رئیس اور تمام اشخاص نے حضور پر پتھر برسائے اور ہر طرح کے ستم حضور کو روا رکھے یہاں تک کہ ایک رفیق مضرت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان ظالموں نے حضور پر بہت ظلم کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ حضور ان کے حق میں بددعا کریں حضور نے فرمایا میں بددعا نہیں کروں گا ان لوگوں نے اگرچہ مجھ پر زخمی کیا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کی اولاد ضرور اسلام قبول کرے گی میں نہیں چاہتا کہ ان کے لئے ہلاکت طلب کی جائے پھر فرمایا:-

اللھم اغفر لی قومی فانھم لا یعلمون

(اے اللہ میری قوم کی خطائیں بخش دے کہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے)


# کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض واجبات یاد نہ ہوں نیز یہ معلوم ہو کہ نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی ہے اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہو جائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق بن جائیں اس ضرورت کے لئے ذیل کی تین کتابیں منگا لیجئے انشاء اللہ ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز تنہا کو ادا کرنے پر قادر ہو جائیں گے۔

## نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہو جاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا مشتاق ہو جاتا ہے قیمت ۲ر

## تاکید نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل وعلا کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور غیر پابندی کی وعیدیں احادیث لشد عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں آلبد نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی قیمت ۳ر

## نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل مشتاق ہو جائے گا اور خدا کی وعیدوں سے جسم لرزاں ہو تو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے بیوی کو پڑھائیے لڑکوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۴ر

## اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے ساتھ چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت معمولی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تقریباً تمام مسائل ہیں اور روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲ر

## نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ ارے دائے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین دنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے۔

قیمت ۱ر

**سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ**

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی

# نور مضطرب

(از جناب مولانا وکیل احمد صاحب حافظ)

رب سلم علی رسول اللہ ۔ مرحبا مرحبا رسول اللہ

تڑپ اور بے قراری، آہ ان میں کتنی چاشنی ہے، کتنا ذوق ہے اور کتنی لذت کسی ایسے دل سے پوچھو جو لذت اندوز درد ہو، جو اضطراب کے تاثرات سے، یاس جوں اور بیقراری کا مظہر ہو جس کی شرائین اور وریدوں میں بسمل خون رواں ہو، وہ ایک داستان سنائیگا بے چین۔ ایک فسانہ دہرائیگا بیقرار ایک نغمہ الاپیگا مرتعش، تم سنو گے اور مضطرب ہو جاؤ گے ایک متقل درد ایک غیر فانی اثر، ایک کیف نواز جذب تم پر مستولی ہوگا اور تم عالم وجدان کے تاجدار اور بے اضطراب کے سرشار رہنجاؤ گے۔

بڑی اذلیت فاصل ہے اس اضطراب کو بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ اضطراب ہی کے سر ازلیت و ابدیت کا سہرا ہے اور وہی سبب تکوین و تدوین عالم ہے جب کچھ نہ تھا پائی تھا مضطرب، عرش تھا لرزاں، قدرت تھی بیقرار اپنا جمال دکھانے کے لئے اپنے جلال کے اظہار کے لئے نمود قدرت کے لئے

العزیز الجبار المتکبر

وقت آیا مضطرب پانی میں بلبلے اٹھے قدرت نے ان بلبلوں کے عدیل عکس ڈالا ہر بلبلا منعکس بہ رضائے قدوس ہو کر خلد میں برنگ دیگر گردش کرنے لگا گردہ قدوسیان سبوح قدوس کے آوازے بلند کرتا ہوا اٹھا اور تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گیا لیکن شمس فوارض و سما اور اجرام فلکی ہی پر اس اضطراب کا خاتمہ ہوا اس کے سکون کے لئے ضرورت تھی ایک یکتائی، ایک بیمثالی کی اور ایک ایسے وجود کی جو دعوے کے ساتھ دلیل ہو یکتائی اور وحدانیت کی۔

تکوین کا ارادہ، تدوین کی بنا تھی کن کا پرسرار حکم "انی جاعل فی الارض خلیفہ" کا پیغام ابوالبشر کا وجود باجود تھا "من یفسد فیہا" کے اعتراض پر "لا تعلمون" کی تہدید تھی اور "اسجدوا" کا حکم حاسدانہ تکبر و خود داری کا علاج اخراج و پسکار یا

حالات ماضیہ ثابت کرتے ہیں کہ ہر زمانہ مضطرب رہا ہے ایک آنکھ کی کسک کا ہاں ہاں ہر قرن و ہر ملک میں ہر قوم و ہر ملت میں اضطراب کا "جلوہ خموش" جاری و ساری رہا ہے مگر کسی فرد واحد میں کسی شخص مخصوص اور کسی ہستی جانباز میں پس جب تک وہ عالم بستی میں رہا مست رہا ایک تزلزل میں رہا کسی پیرنگ میں اختلاف کی آندھیاں آئیں طوفانی بگولے اٹھے فتنہ و فساد جدال و قتال کی چنگاریاں پیدا ہوئیں مگر جاء الحق و زھق الباطل آگیا حق اور مٹ گیا جھوٹ مخلوق مضطرب و بیقرار "شمع اضطراب" پر پروانہ وار فگندہ جمال پر نثار ہوئی اندھیوں اس کے سوا چارہ نہ تھا، کشش ہی اضطراب کی، کہربائیت تھی اس مقناطیسی قوت کی جس کا مظہر ثانی صرف ایک سرشار نور مضطرب تھا، اور جو کیفیت سرور نشاط، رقاص و التہاب نور ہدایت سے مخمور ہی نہ تھا بلکہ وجہ اضطراب کی تلاش میں حیران بلکہ مدغم تھا۔

وہ نقطہ مضطرب جو مالک کی ملک سے جدا ہوا اپنے ارتقائی منازل میں مختلف

الوان سانچوں اور عجیب صورتوں میں ڈھلتا رہا کبھی حرص و ہوا کے پر میں رار شجر ممنوع کی گرہ میں ستور ہو کر باعث عتاب ہوا، تو کبھی اظلمہ کے چہرہ خفی میں سزاء جزا کے نقاب خموش میں ہابیل و قابیل کی داستا رہا کبھی باعث طوفان ہو کر زمین کی کشافتوں کو دھو ڈالا تو کبھی چشم یعقوبی بنکر سفید کرتا رہا ہے جمال یوسف بنکر چمکا زلیخا کے دل میں گدگدی بن نقص من الاموال والانفس پر عمل کرتا ہوا ایوبی امتحان و ابتلا ہوا تو کبھی جرجیس بنکر فنا و قدرت و وحدت کا ثبوت دیتا رہا موسیٰ کے دل میں د کا داغ بنکر چمکا تو کبھی صاعقہ بنکر رہا بنکر طوراز ہوا" داؤد کے حنجرے میں بنکر آیا سلیمان بنکر ساری چیزوں پر حکومت و سطوت کی مہر ثبت کر دی تو کبھی بلا اضافہ تبع کی گردن قربان گاہ پر روح اللہ الغرض اضطراب کا ایک سیلاب جو جاری و ساری تھا لیکن مستقل سکون غیر فانی اطمینان ثابت ٹھہرا، غیر متحمل رکاوٹ نہ پاکر آتا رہا اور جاتا رہا وہ سکون نہ فروش وہ اطمینان نہ زا ثبات مرتعش جو اسے وقتاً فوقتاً حاصل ہوتا رہا سمت نقص پر تازیانے کا کام کر آخر اپنی تنگ و دو سے ایک حد تک خاطر پرداشتہ ہو کر کچھ عرصہ کے لئے گمنام آئینہ دار رنگ آلود ہو گیا غفلت و جمود کی بے پناہ گھٹا میں جھوم جھوم کر اٹھی حریت، سعدی و رواداری انصاف و رحم کا وجود عدم کے برابر ہو گیا سبعیت بہیمیت حرص و آز خدع و حیل، وساوس شیطانی ظلوم و جہول ان فی کا ہر سمت لہرانے لگا سارے عالم میں سچی مظلوم، انصاف بدنام ہو گیا، رحم و کر و احسان کی وجود باقی نہ رہا قوت قلبی اور نفاذت نفسی ہر سمت ہر جگہ ظلمت پا ہو گئی معدودے چند وہ لوگ باقی رہ گئے جو عقل سلیم رکھتے تھے اور شمع مضطرب" کے انتظار میں کھنڈروں اور غاروں کو جائے عاطفت بنا رکھا فرائن و آثار و عدائے دوشین اور مبشرین گوئیوں پر نکیہ کئے نظر براہ تھے ہر صبح و صبح امید تھی اور ہر شام تمنائے ناکام آخر کار شب امید کے اخیر پہر وہ وقت سعید و منظر و مطلوب پیدا ہوا کہ کائنات کا ہر ذرہ مسکون ہو گیا کی ساری تسبیح و تہلیل خموش ہو گئی اور وہ بڑے بزرگوں کی صدا تمنا اور آر کا مرکز اعظم فیض وجود انعام و اکرام کا بخوط تبسم ہائے گل کی جان محبوب کا ارمان بہار حیات کا اصلی راز ایکہ احسن عمل کا اصلی جوہر تعطلات مصر ربانی کا لب لباب تخلیق مشارق و مغارب کا اصلی مقصد ترتیب و تجنیس دنیا عمل کا کامل فرد جس کی بدولت بندوں کو یہ حاصل و سجود واقتربوں ہاں ہاں نور مضطرب ۱۲ ربیع الاول کو خاندان ہاشمی میں آمنہ کی وا آغوش میں جمل فاران کی چوٹیاں منور ہو گئیں وجہ اضطراب مل گیا چاہ کفر و ضلالت اند اصنام نے اپنا منہ آپ پیٹ لیا شیاطین پہاڑوں میں مصروف فغاں ہو اصلی تبسم ہوئی باد بہاری اٹھلیاں کرتی ہوئی چلی ابر رحمت نے مو زمین روائے اخضری میں لپٹ گئی طیور خوش رو جیان ترانے گانے خزاں ہوئی بہار آئی وحدت کا پھول کھلا کثرت قدرت میں گھلنے لگی ہر شے آ

# پرنام

(اخی الاعظم پیرزادہ خواجہ عزیز احسن بقائی)

پرنام ان کو جو باعث ایجاد کل تھے۔

پرنام ان کو جو دعائے خلیل اور نوید مسیح کا ظہور تھے اور جن آمد کی بنسری گوکل والے کرشن نے بجائی اور جنھوں نے کے شریر میں پرگھٹ کیا اور جن کی لیلا رام نے دکھائی جو فاطر السموات والارض کے منظر کامل تھے۔

پرنام ان کو جو سارے سنسار کے لئے کلنگی اوتار تھے جن کو شمبل دیپ میں کل عالم کا اتیا چار روکنے کے لئے روپ دھارن کرنا پڑا۔ اور جن کا ظہور دنیا کے لئے شانتی پیام تھا۔

پرنام عرب دیس کے اس راج کمار کو جس کی پرجا اس سمے سارے سنسار میں چالیس کروڑ بتائی جاتی ہے اور جو آج اس ن کے شہنشاہ کی تعلیم کو بھلا کر اغیار کی جوٹھ کی طرف ک رہی ہے۔

پرنام اس سندر ساجن، سندر روپ، حسین کامل، منظر الٰہی جو پرم آتما کو جو جوانی کی پرامنگ راتوں کو حرا کے تاریک ترین یں بسر کرتا تھا اور جس کے مقدس پاؤں کثرت عبادت ورم کر آئے تھے اور اس کے شدید ترین دشمن بھی اسکو ن اور مقدس اور راستگو تسلیم کرتے ہیں۔

پرنام اس جمال ردپی کو جس پر کائنات کا حسن نثار ہوتا اور جس کے رخ زیبا میں خالق کائنات خود اپنا جلوہ تا تھا اور جس کے لازوال اور مقدس حسن پر عرب و عجم کی ین ترین عورتیں فریفتہ تھیں جن کی صنف کو جانوروں سے بدتر سمجھکر پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور جن کا اپنے ماں باپ اور خاوند کی جائداد میں کوئی حصہ نہ تھا اور خاوند کے ساتھ ستی ہونا بھی ان کے فرائض میں شامل تھا۔

پرنام اس پوتر جیون پریم مورت شکتی سروپ پرشوتم مہا بلوان کو جس کی پریم لیلا سننے اور اسکے سندر مکھ کے درشن کرنے کو اس سمے سارے سنسار میں سب ہی نر ناری ابھلاشی ہیں۔

موہن مورت جگت جوتی نور العالم، آسمانوں کی بلندی، سورج کی تجلی، چاند کی ٹھنڈک، کہکشاں کی جگمگاہٹ، پہاڑوں کی عظمت دریاؤں کی روانی نسیم سحری کے خوشگوار جھونکے سب ہی میں تم ہو اور سب میں تمہارا جلوہ ہے کہ اکاش بانی تم کو مزمل اور مدثر کا خطاب دیا اور تمہاری زلف دوتا کو واللیل سے تشبیہ دی اور والضحیٰ اذ دمیت کا شرف تمہارے علاوہ کسی کو نہ بخشا۔

اس پریتم پیارے کو پرنام آتمک بل اور بدھی کی کان والے کو پرنام سمپورن شکتی بھاپرش کو پرنام سچا داری اور محبت کے دیوتا کو پرنام جگت موہن تپسوی کو پرنام جٹا دھاری فاتح سنسار کو پرنام جس کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے جس کا بائیکاٹ کیا گیا اور جس کو اپنے پربھو کا سندیسہ دینے کے جرم میں اس کے پیارے دیس سے جدا کیا گیا اور جب وہ اپنے پیارے وطن میں فاتحانہ داخل ہوا اور اس کے تمام سفاک دشمن اسکے آگے مجرمانہ حیثیت سے پیش کئے گئے تو اس نے لا تثریب علیکم الیوم کا آزادی بخش نعرہ لگا کر عفو و کرم کے نورانی تخت پر جلوہ افروز ہو کر دنیا کو محو حیرت بنا دیا۔

چندرماں سے بڑھکر سندر اودے ہو کر میرا پرنام قبول کرو جس کی

تمام امیدوں کا آخری سہارا تمہاری اور صرف تمہاری ذات ہے اس لئے میرے ہر قسم کے تمہارے دشمنوں کی پیشگوئی ہے اور سبکی اوستھا ہے کہ وہ تمہارے پاؤں دبائے اور تمہارے سر کو تیل لگائے اور تمہارے کپڑوں کو چاٹے اور تمہاری خاک پاک کو سر پر رکھنے کے لئے اس کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

سچائی اور امن کا پیغام لانے والے رسول مطلق کے جمال روحانی کو پرنام پر کیسوں کی پیچیدہ سازشوں خونریزیوں کا پیش خیمہ بنانے والی بت پرستوں کا بوجھ بار بار اتارنے والے اور پھر پیدا کرنے کے گھر کا کام کرتا تھا۔

پرنام اس عارف کامل کا نام ہے جس نے شرک کی تاریکی کو توحید کے مبارک اجالے میں بدل دیا جو ایک طرف میدان جنگ میں دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ تانے کھڑا ہوا تو دوسری طرف بردباری عفو و درگزر کے ساتھ کام لیتا ہوا نظر آیا جو عبادت خدا سے اور پھر دنیا سے اس شعور کو رات کے سناٹے میں مصروف عبادت بھی دیکھا۔

پرنام اس بزرگ کا نام ہے جس نے کبھی کسی سے کچھ نہ لیا مگر ہمیشہ صدقہ خیرات اور دوسروں کی مدد کرتا رہا اور اس پر وہ وقت بھی آیا جب اس کے گھر کا اثاثہ صرف ایک چٹائی تھی۔

پرنام اس میٹھے بول بولنے والے پریتم پیارے کا نام ہے جس کے دشمن اس کے قدموں پر گر کر اس کے میٹھے بولوں کی وجہ سے اس کے سب سے بڑے جاں نثار ہو کر مرے اور آج اس کے سارے سنسار میں اس سچائی کے میٹھے بول بولنے والے سجنا کے گیت گا رہے ہیں۔

پرنام دنیا کے اس بہترین سیاحی کا جس کا ثانی دنیا آج تک پیدا نہ کر سکی اور جو ایسے امی فیلڈ کا رسول تھے کہ جن کے نقشے کبھی غلط ثابت نہیں ہوئے اور جنہوں نے ہمیشہ اپنی سینا کے ساتھ خندقیں کھودیں پہرے دیئے اور اپنے طرز عمل سے حاکم و محکوم کے فرق کا خاتمہ کر دیا۔

پرنام اس آفتاب ہدایت کو جو غار حرا سے طلوع ہوا اور جن کو لولاک لما خلقت الافلاک کا بلند و برتر درجہ دیا گیا۔

پرنام ان کو جو من کی اشانتی دور کرنے دنیا کو کلیش اور کلفت سے نجات دلانے آئے تھے اور جن کی مسکراہٹ پر کائنات رقص کرتی تھی اور جن کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔

پرنام ان کی جنہوں نے بکریاں چرا کر شہنشاہی کی اور جو خاتون جنت کے باپ اور جو رضی اللہ عنہ کے نانا تھے اور جنہوں نے فرزانوں کو اپنی زلف دوتا کا دیوانہ بنا رکھا تھا۔

پرنام ان کا جنہوں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور جن کو تمام عمر کبھی نرم بستر پر استراحت فرمانے کا موقع نہ ملا اور جو تمام تمام رات مدینوں کی عبادت کے لئے پہیں جایا کرتے تھے اور جو رحمۃ للعالمین کہلائے اور جو ایسے ہر دل عزیز تھے کہ دنیا کو رشد و ہدایت فرمانے کے باوجود بھی ناپاک دنیا سے ملوث نہ ہوئے اور جن کے گھر میں رات رات بھر روشنی کا بھی سامان نہ تھا اور جو امت کے ایسے رفیق تھے کہ پیدا ہوتے ہی امت کی بخشش کے لئے اپنے رب جلیل سے دعا مانگی اور رفیق اعلیٰ کے پاس جاتے وقت بھی امت کو فراموش نہ کیا اور جو قیامت کے روز بھی امتی امتی کا نعرہ لگائیں گے اور جن کی تعلیم کو بدبخت امت نے اس دور مادیت والحاد میں بھلا دیا ہے۔

ان کو پرنام اور ان کی نگری کو نمسکار بن کی دید کی تمنا میری آخری آرزو ہے۔

صلوا علیہ وسلموا تسلیما

(۴)

# شمائل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی)

سیرت کی جو کتابیں عربی فارسی اردو میں موجود ہیں مگر کسی سے بھی مفصل معلوم نہیں کیا جا سکتا کہ احمد کے حبیب کی صورت کیسی تھی؟ یا تو یہ مربوط روایات ہیں اور یا نامکمل بیانات یہی باعث ہے کہ اس چھوٹے سے مضمون کے لئے راقم الحروف کو حدیث، سیرت، تاریخ کی بکثرت کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی ذیل میں جتنا مواد جمع کیا گیا ہے کہ سے کہ ۱۰ معتبر کتابوں سے ماخوذ ہے ترتیب بیان اور اختصار کے خیال سے حلیہ میں کتابوں کے حوالے نہیں دیئے گئے ہیں اگر کسی صاحب کو کسی بات کی سند طلب ہو تو خط کے ذریعہ سے طلب کر سکتے ہیں۔

اس مضمون سے عرض اشاعت پر داد کی یا اتھا، جذبات نہیں ہے مقصود صرف اس قدر ہے کہ حلیہ نبوی سے متعلق جتنی روایات اردو میں منتقل ہوچکی ہیں ان سب کو ایک جگہ جمع میں بہت احتیاط برتی گئی ہے اور متن ادرج نقل کیا گیا ہے۔

## قلت روایت

قارئین یہ سنکر تعجب کرینگے کہ سیرت و حدیث کے اس عظیم ذخیرے میں جو اس وقت دنیا کے سامنے موجود ہے حلیہ مبارک سے متعلق بہت کم روایات ملتی ہیں یہ بات نہیں کہ صحابہ کرام نے حلیہ نبوی کے بیان کرنے کا اہتمام نہ کیا ہو بلکہ صحابہ کرام نے بڑی ہی جدوجہد کی ہے ایک ایک لفظ جمع کیا ہے کہ کہ دیا کہ فلاں صحابہ کرام سے انھیں زیادہ روایتیں ملیں جنھیں صحابہ میں کتنی کے چند ہی راوی حلیہ مبارک بیان کرتے تھے ان میں امیر المومنین حضرت علی اور ہند بن ابی ہالہ نے کسی قدر تفصیل سے کام لیا ہے باقی اصحاب نے ایک ایک، دو دو باتوں ہی پر اکتفا کی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا کیوں کیا؟ اس کے متعدد اسباب ہو سکتے ہیں منجملہ ان کے ایک سبب یہ بھی تھا کہ فرط تادب و تعظیم سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتے تھے ابن عباس نے اپنی وفات کے وقت یہ حقیقت ظاہر کی تھی اپنے صاحبزادہ عبداللہ سے ایک گفتگو کے دوران میں انہوں نے کہا۔

اگر کوئی مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا۔ (ابن سعد)

بہرحال ذیل میں تمام روایتوں کا مجموعہ پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ کوئی روایت چھوٹی نہ ہوگی۔

## حلیہ مبارکہ

قد نہ بہت لمبا تھا نہ بالکل ٹھگنا میانہ قد سے کچھ نکلتا ہوا لیکن لمبے آدمیوں کے جوم میں بھی نمایاں نظر آتے تھے۔

جسم بہت بھرا ہوا بھدا نہ تھا بلکہ گداز، سڈول، مضبوط، معتدل گٹھا ہوا تھا بدن پر بال نہ تھے صرف ایک مہین سیاہ خط ہاتوں کا کوڑی سے ناف تک کھنچا ہوا تھا اور کاہیوں پنڈلیوں مونڈھوں اور سینہ کی بلندیوں پر روئیں پھیلے تھے۔

سینہ کشادہ تھا۔ پیٹ اور سینہ کی سطح میں پورا تناسب قائم تھا مونڈھے پر گوشت اور کشادہ تھے۔ ہاتھ پاؤں لمبے لمبے چھوٹے ہوئے تھے پنڈلیوں میں بہت ہی خفیف کجی تھی پاؤں گداز بھرے ہوئے۔ ہتھیلیاں فراخ پر گوشت انگلیاں دبیز گلوے صاف تھے بیچ میں اتنا خلا کہ بیچ سے پانی بے روک بہ جاتا۔ پاؤں میں انگوٹھے کے بعد کی انگلی باقی انگلیوں سے بڑی تھی اور چونکیا سب سے زیادہ بلند اور نمایاں تھی۔ ایڑیاں پتلی پتلی خوبصورت تھیں۔

رنگ سرخ و سفید روئے مبارک نہایت خوبصورت اور پر نمک تھا بہت پر گوشت اور بالکل گول نہ تھا بلکہ کسی قدر بیضاوی تھا رخسار سڈول اور باتوں سے صاف تھے جب طبع مبارک پر کوئی بات گراں گزرتی تو سرخ ہو جاتے تھے ریش مقدس خوب گھنی اور بھاری تھی کنپٹیوں سے حلق تک اور نیچے بھی اطراف سے بڑھے ہوئے بال تراش دیا کرتے تھے پوری ڈاڑھی سیاہ تھی مہاپیری میں بھی صرف ٹھوڑی کے اوپر چند ہی بال سفید دکھائی دیتے تھے۔

سر بڑا تھا بال بہت گھنے خوب کالے کانوں کی لو تک لمبے رہتے تھے جب زیادہ بڑھ جاتے تھے اور کندھوں تک آجاتے تھے تو تراش کر کم کر دیتے یا بنا لیتے تھے بال نہ بہت پیچیدہ گھونگر والے تھے نہ بالکل سیدھے اور گرے تھے ہلکی ہلکی لہریں سی ان پر پڑی معلوم ہوتی تھیں آخر عمر تک تھوڑے ہی سے بال کنپٹیوں پر اور سر پر سفید ہوئے تھے تیل لگا لیتے تو دکھائی نہ دیتے ورنہ نظر آتے تھے۔

آنکھیں بڑی بڑی سرگیں تھیں پتلی خوب سیاہ سفیدی میں لال ڈورے پڑے ہوئے آنکھوں کے شگاف کشادہ دونوں طرف کے گوشے سرخ پلکیں کالی کالی لمبی لمبی۔

ابرو خمیدہ کشادہ بھویں پتلی نہایت لطافت سے ملکی ہوکر باہم جڑ گئی تھیں دونوں کے بیچ میں ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت پھول جاتی تھی پسینہ بہت نکلتا تھا اور ماتھے پر موتی کے دانوں کی طرح چمکتا تھا۔

ناک ستواں اور ایسی تھی کہ پہلی نظر میں بلند اور کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر دراصل نہایت ہی خوبصورت اور چہرے کے مناسب تھی۔

دہانہ لطافت کے ساتھ کشادہ دندان مبارک خوب سفید، سچے موتی کی طرح تاباں اوپر نیچے جڑے ہوئے نہ تھے ترتیب سے دو صفیں قائم تھیں سامنے کے دانتوں میں خفیف شگاف تھے۔

# وصف جمال نبوی صحابہؓ کی زبانی

صحابہ کرام جمال نبوی سے از حد متاثر تھے ذیل میں بعض اقوال دیئے جاتے ہیں۔

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں سے زیادہ حسین تھے میں نے ایک مرتبہ آپ کو سرخ جوڑہ زیب تن کئے دیکھا اور نہیں کہہ سکتا کہ آپ سے زیادہ کبھی کسی زلفوں والے کو خوبصورت دیکھا ہے چوڑے سینہ اور شانوں تک بال لٹکے ہوئے تھے۔ (صحیحین)

انہی براء بن عازب سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا اور چمکیلا تھا؟ کہنے لگے نہیں بلکہ چاند کی طرح منور اور خوبصورت

کعب بن مالک کہتے ہیں "جب آپ کسی بات پر خوش ہوتے تھے تو چہرہ مبارک اس طرح روشن ہو جاتا تھا گویا چاند کا ٹکڑا ہے" (صحیحین)

حضرت انس نے بیان کیا "میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کبھی کسی کو آپ سا خوبصورت نہیں دیکھا۔ نہ کبھی ریشم اور گورا چٹا پیٹانی پر پسینہ ایسا نظر آتا تھا گویا موتی بکھرے ہیں چلتے تھے تو جھومتے تھے میں نے کبھی کوئی دیباج یا ریشم آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھا نہ کبھی کسی مشک یا عنبر میں آپ کی خوشبو سے بہتر خوشبو پائی" (صحیحین)

انہی حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک دن آپ ہمارے گھر تشریف لائے اور سو گئے میری ماں نکھیں اور آپ کا پسینہ مبارک شیشی میں لینے لگیں آپ کی آنکھ کھل گئی فرمایا ام سلیم! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا "میں آپ کا پسینہ لے رہی ہوں اپنے عطر میں ملا دوں گی کیونکہ یہ عطر سے بھی زیادہ خوشبودار ہے"

حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں آپ کے دانت بڑے ہی چمکیلے تھے منہ کھولتے تو دانتوں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا" (دارمی)

حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے "میں نے آپ سے زیادہ کسی کو سخی اور حسین نہیں دیکھا" (مسند احمد)

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے آپ جس راستے سے گزر جاتے تھے بعد میں آنے والوں کو خوشبو سے پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ سے تشریف لیگئے ہیں

نیز انہی نے بیان کیا "ایک دن نماز کے بعد میں آپ کے ساتھ مسجد سے نکلا دوڑ کے اور بھی آگئے آپ نے ان کے رخسار چھوئے پھر میرے رخسار پر ہاتھ رکھا آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو میں نے ایسی محسوس کی گویا ابھی ابھی عطر کے ڈبے سے نکالا ہے" (مسلم)

نیز انہی نے کہا اگر تم حضور کو دیکھتے تو سمجھتے آنکھوں میں سرمہ لگا ہے حالانکہ سرمہ لگا نہ ہوتا تھا (ترمذی)

نیز انہی کی روایت ہے ایک مرتبہ چودھویں رات میں آپ سرخ جوڑا پہنے بیٹھے تھے میں کبھی چاند کو اور کبھی آپ کے چہرے کو دیکھتا تھا مگر آپ مجھے چاند سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے تھے" (ترمذی و دارمی)

ابو الطفیل حضرت جابر سے سوال کیا گیا "کیا رسول اللہ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا تھا کہنے لگے نہیں بلکہ آفتاب کی طرح تھا (یہ بنا دی تھا (مسلم)

ربیع بنت معوذ سے پوچھا گیا "آنحضرت کیسے تھے کہنے لگیں "اگر تم حضور کو دیکھتے تو سمجھتے اگتا ہوا سورج دیکھ رہے ہو! (دارمی)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلعم سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آفتاب رخ انور پر چل رہا ہے (ترمذی)

انہی ابو ہریرہ سے روایت ہے "آپ ایسے گورے تھے گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں! (ترمذی شمائل)

ام ہلال کہتی ہیں "جب کبھی میری نظر شکم مبارک پر پڑ گئی تو تہ در تہ کاغذوں کی گڈی ضرور یاد ہو گئی" (ابن سعد)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے "میں جب آپ کا چہرہ دیکھتا تو اپنے دل میں بے اختیار کہہ اٹھتا تھا گویا ہر قلبی دینار ہے (کنز العمال)

ام معبد نے آپ کی سراپا خوب بیان کیا ہے وہی بردی خاتون ہے جس کے خیمے میں آپ نے سفر ہجرت کے دوران میں دم لیا تھا وہ آپ کے نام نامی سے ناواقف تھی اس لئے اپنے شوہر سے آپ کا حلیہ اس طرح بیان کرنے لگی

"میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو صاف ستھرا تھا حسن اس پر جلوہ گر تھا چہرہ روشن تھا بہت خوبصورت نہ تو اسے بدنما بنا رہا تھا نہ شانوں پر نما سا سر ہی اسے خفیف ظاہر کر رہا تھا وہ نہایت ہی خوبصورت جسیں تھا آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ پلکوں میں بھی آواز میں اثر گردن میں درازی داڑھی گھنی ہوئیں بھویں باریک باریک ہوئیں جب چپ ہوتا تو باوقار نظر آتا جب بولتا تو شاندار نکلتا تو دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ حسین اور بھلا پھر نزدیک سے دیکھو تو سب سے زیادہ دلفریب اور شیریں۔ میٹھی بات پسند نپے تلے بول بولنے والا نہ بہا بکواس کرنے والا نہ بہت لانبا کہ ناپسند ایسی کونپل کی طرح ہیں سوتی ہوئے ہیں میانہ قد نہ بہت لانبا نہ ایسا ناٹا کہ نگاہ میں حقیر ہو جائے اور دو شاخوں کے بیچ میں ایک شاخ سرسبز دو میں سے زیادہ تازہ اور نظر فریب اس کے رفیق اس کے گرد ہر وقت حاضر اگر بولتا تو نور سے سنتے خلوت میں تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے بہت تخدیدہ مخدوم ترش تر اور سخت گیر نہیں" (خصائص)

حضرت علی فرماتے ہیں آپ سب سے زیادہ سچے سب سے زیادہ راست گو سب سے زیادہ نرم مزاج سب سے زیادہ خوش خلق تھے پہلی نظر میں ہر کوئی آپ کی ہیبت سے مرعوب ہو جاتا لیکن کچھ دیر حاضری کے بعد محبت کرنے لگتا تھا میں نے آپ سے پہلے اور بعد کسی کو بھی آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا (ترمذی)

نیز فرمایا آپ کی گردن چاندی کی بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی پیشانی پر پسینہ موتی کی طرح چمکتا تھا مشک خالص سے بھی زیادہ خوشبودار تھا میں نے کبھی کوئی آدمی آپ کا سا نہیں دیکھا" (ابن سعد)

ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت شاندار تھے چہرہ اس طرح چمکتا دمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند گردن ایسی صاف اور خوبصورت تھی گویا چاندی سے کاٹ کر بنائی گئی ہے (ترمذی شمائل)

محرش الکعبی نے بیان کیا رات میں نبی صلعم نے عمرہ باندھا تو میں نے آپ کی بیٹھ دیکھی گویا چاندی سے ڈھالی گئی ہے (مسند و خصائص)

حضرت ابوبکر صدیق فرمایا کرتے تھے، آپ کا چہرہ ایسا تھا گویا چاند کا طباق ہے (خصائص)

حضرت عائشہ کا قول ہے "آپ سب سے زیادہ حسین چہرے والے سب سے زیادہ روشن رنگ والے تھے جب کبھی کسی نے آپ کا حلیہ بیان کرنا چاہا تو رخ انور کو بدر منیر سے ضرور تشبیہ دی چہرہ پر پسینہ کی بوندیں سچے موتیوں کی طرح چمکتی تھیں اور وہ مشک خالص سے بھی زیادہ اچھی مہک رکھتا تھا۔

نیز بیان کرتی ہیں "ایک مرتبہ کسی نے سیاہ شاہ ہدیہ دیا آپ نے اسے باندھا اور مجھ سے فرمانے لگے" عائشہ یہ مجھ کیسا معلوم ہوتا ہے" میں نے عرض کیا "نہایت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے! اس کی سیاہی آپ کے چہرے کی سفیدی میں اور آپ کی سفیدی اس کی سیاہی میں پیوست ہوئی جاتی ہے"

نیز حضرت عائشہ فرماتی ہیں "ایک دن میں پیٹھی سوت کات رہی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعل کا ٹھہر رہے تھے میں نے دیکھا آپ کی پیشانی پر پسینہ آرہا ہے اور اس کی بوندیں چمک رہی ہیں اس منظر نے مجھے مبہوت کر دیا آپ کی نظر اٹھی تو مجھے مبہوت دیکھکر فرمانے لگے کیا ہے! میں نے عرض کیا آپ کی پیشانی پر پسینہ کی بوندیں نور کے دانے معلوم ہوتے ہیں اگر ابو کبیر الہذلی اس حال میں آپ کو دیکھ لیتا تو جان لیتا کہ اس کے ان اشعار کے اصلی مصداق آپ ہی ہیں۔

ومبرأ من کل غبر حیضة وفساد مرضعه وداء مغیل

نہ اس کی ماں میں کوئی عیب تھا نہ دائی میں اور وہ فرد ہر بیماری سے دور ہے

واذا نظرت الی اسرة وجهه برقت برق العارض المتهلل

جب اسکے چہرہ کو دیکھو تو اس طرح چمکتا ہے جس طرح ابر میں بجلی چمکتی ہے

یہ سنکر آپنے نعل اور سوئی ہاتھ سے رکھدی اور کھڑے ہوکر میرے پاس تشریف لائے میری پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمانے لگے "عائشہ! خدا تجھے جزائے خیر دے مجھے یاد نہیں کہ کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا تیری اس بات سے خوش ہوا ہوں" حضرت عمرؓ اپنی مجلس میں زہیر بن ابی سلمی کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے جو اس نے ہرم بن سنان کی تعریف میں کہا تھا۔

لو کنت من شیء سوی البشر کنت المضیء اللیلة البدر

اگر تو انسان کے سوا کچھ اور ہوتا تو اندھیری رات کا روشن کرنے والا بدر منیر ہوتا۔

پھر حاضرین سے کہتے "صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسے تھے اور کوئی دوسرا آدمی ایسا نہ تھا" (کنز العمال)

خود آپ کو بھی اپنے حسن کا پورا احساس تھا اور اس نعمت پر ہمیشہ اللہ تعالے کا شکر ادا کیا کرتے تھے حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے الحمد للہ الذی حسن خلقی وخلقی (خدا کا ہزار ہزار شکر جس نے میری صورت اور سیرت دونوں اچھی بنادی ہیں)

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تسلیما کثیرا


# اُس پہ بنجائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

## دنیائے عملیات میں دہلی کے مشہور و معروف فضل شاہ عامل دہلی کے عملیات نے تہلکہ مچادیا

**محبت کے دو عمل** عمل ۱ استقلی ہے ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں۔ عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں کی جب تلاش تھی ہزاروں روپیہ برباد کیا اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر یہ دو کامست قلیل ہدیہ پر بیان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ ہر غریب سب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گزارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس قرار کا ارسال کریں کہ آپ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے۔ طلب فرمائیں۔

**عمل ۱** اس عمل کو پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کرکے پڑھنا پڑتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تا بعد بنایا جاسکتا ہے ہدیہ بائیس روپے (رعایتی تین روپے)۔

**عمل ۲** یہ ایک آیت قرآنی کا عمل ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگی۔ ہدیہ صرف دو روپے۔

**عمل ۳ برائے ترقی روزگار** برائے ترقی رزق عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ امد کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نذرانہ ہے ایک روپیہ چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔ ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف نہ خطرہ نہ پرہیز نہ کسی قسم کی دقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب کریں گے ان سے ہدیہ صرف چار روپے لیا جائے گا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف بذریعہ رجسٹری یا وی پی لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔

ان عملیات کی تصدیق کے میرے پاس سینکڑوں خطوط موجود ہیں ان کی اشاعت کرنا بعض لوگوں کو پسند نہ آئیگا اس لئے ان کو شائع نہیں کیا جاتا جو صاحب دیکھنا چاہیں اور اطمینان کرنا چاہیں میں ان کو دکھا سکتا ہوں۔

ملنے کا پتہ:- **فضل شاہ۔ عامل۔ دہلی** (بس صرف اتنا پتہ کافی ہے)

# رسول پاک کا رنگ

(عالیجناب ڈاکٹر سید احمد صاحب سعید)

اچھے اور پاک لوگوں سے جلنے والے دنیا میں ہمیشہ موجود رہے ہیں اور نیک اور مقدس نفوس سے نالائق اور کمینہ لوگوں نے ہر زمانے میں دشمنی اور عداوت رکھی ہے لیکن ہمارا زمانہ جہاں اپنی اور بہت سی بری خصوصیات میں از منہ سابقہ پر فوقیت لے گیا ہے وہاں اس لحاظ سے بھی اس نے امتیاز حاصل کر لیا ہے کہ اب ذلیل ناپاک اور نابکار لوگوں کی ہمتیں یہاں تک بڑھ گئی ہیں کہ وہ پیشوایان مذہب اور بزرگان دین کی مقدس زندگیوں پر بھی ہنسی مذاق سے کرنے لگے ہیں اور کھلے، کھلے جو ہتھے عرف عام میں ہیں اس طرف تو وہی ناپاک ذہن منتقل ہو سکتے ہیں جنکی اپنی زندگی ہوسناکیوں اور نفس پرستیوں کی نذر ہو چکی ہو ہاں اگر لغوی معنی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو دونوں عالم کا بادشاہ تمام مسلمانوں کا آقا اور خدا کا آخری پیغمبر ایک رنگ میں ضرور رنگا ہوا تھا اور وہ خدا کا رنگ تھا و من احسن من اللہ صبغۃ (اور خدا سے اچھا رنگ کون ہے) کہ اور مدینہ میں نہ واجد علی شاہ کی محفلہائے نشاط آراستہ تھیں نہ محمد شاہ رنگیلے کا دربار تھا وہاں نہ دریائے جمنا کے خوشنما گھاٹ اور کنارے تھے اور نہ گوپیوں اور برجماتی گوجریوں کے دلکش نظارے وہاں سنے پیئے اور سرخ و سبز رنگوں کی پچکاریاں نہیں چلتی تھیں بلکہ صرف ایک رنگ تھا جس کا کوئی نام نہیں پچکاریاں بھی نور کی تھیں اور ان میں بھرا ہوا بھی نور ہی تھا پچکاری چلانے والا بھی نور اور جس پر پچکاری چلتی تھی وہ بھی نور۔

وہاں نہ لندن کی ڈسکی تھی نہ پیرس کی شمپین نہ ہندوستان کے دیسی ٹھرے تھے نہ بیئر اور بھول مگر وہاں ایک شراب تھی جو ان سب سے زیادہ پرکیف ان سے زیادہ سرور انگیز اور ان سب سے زیادہ سریع التاثیر تھی اور وہ معرفت الٰہی کی شراب تھی جس کا مرتبہ ایک مرتبہ چکھ لینے کے بعد کبھی نہیں اترتا اور جس میں کیف و سرور کے سوا خمار کا بھی نہیں خدا کے رنگ میں رنگے ہوئے رسول نے کچھ ایسی رنگ بھری پچکاریاں چلائیں کہ ہزاروں لاکھوں اسی رنگ میں رنگ گئے اور بادہ عرفان کے کچھ ایسے جام پر جام پلائے کہ ہر شخص مستانہ اور ہر شریک بزم مدہوش و دیوانہ بن گیا اسی رنگے ہوئے رسول کے درباری اور اسی ساقی کے رندان قدح نوش جب متوالے بنکر اٹھے تو جس طرف کو نکل گئے تو اسی طرف مستی اور مدہوشی کا عالم طاری کر دیا اور جس سے ملے اسی کو اپنے رنگ میں رنگتے ہوئے چلے گئے اسی رنگے ہوئے رسول کے فیض عام نے شراب وحدت کی نہریں اور دریا بہا دیئے اور جزیرہ نمائے عرب کے ایک ایک رند کو چکا دیا اور اسی کے رندوں نے تمام دنیا میں مے تہذیب کے خم کے خم لنڈھا دیئے اور ہر کافر و دیندار کو سرشار کر دیا۔

ہمارے رسول نے عورتوں کی طرف بھی توجہ کی مگر اس طرح نہیں کہ دریا میں نہاتے وقت ان کے کپڑے چھپا دیئے ہوں یا وہی والدوں کی مٹکیاں سر سے گرا دی ہوں اس نے اپنی گمنوانوں اور اپنی پنہاریوں کو حکم دیا کہ اپنے زینت کے مقامات مردوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکھا کریں اس نے مردوں کو حکم دیا کہ عورتوں کے ساتھ بھیڑ بکریوں کی طرح برتاؤ نہ کریں ان کے حقوق مردوں پر قائم کر دیئے اور سوسائٹی میں ان کا درجہ اسی قدر بلند کر دیا کہ جتنا مرد کا تھا یہ اسی کی تربیت اور تعلیم کا نتیجہ تھا کہ عورتیں تعلیم پا کر مردوں کی ہم پلہ بلکہ بعض حالات میں مردوں سے بھی افضل ہو گئیں عورتوں کے ساتھ یہ اسی کی مہربانی تھی کہ عرب کے وحشی اور جاہل انسان اپنی بیواؤں کی شادیاں کرنے لگے اور یہ ایسا عجیب سہیل تھا کہ جو لوگ اس رنگے ہوئے کے رنگ سے الگ رہے وہ آج تک بھی انتہائی کوششوں کے باوجود اس کے کہنے میں کامیاب نہ ہو سکے اس کنوارے اور نوجوان بیٹے نے اپنی پہلی شادی جو بڑے چاؤ اور شوق سے کیجاتی ہے کسی کمسن نوجوان اور کنواری لڑکی سے نہیں کی بلکہ اپنے سے بہت زیادہ عمر کی ایک ادھیڑ بیوہ عورت سے کر کے قوم کو عملی سبق دیدیا اور نظیر قائم کر دی۔

اسی نوری رنگ میں رنگے ہوئے نبی نے کالے رنگ کے حبشی غلاموں کو جن کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر برتاؤ ہوا کرتا تھا اور جو اچھوت خیال کئے جاتے تھے ان کو پست اور ذلیل حیثیت سے ابھارا اور اٹھایا ابھارا کہ محمود و ایاز اور بندہ و بندہ نواز ایک صف میں کھڑے ہو کر خالق بے نیاز کی درگاہ میں سجدہ گذاری کرنے لگے ایک دستر خوان پر بیٹھکر کھانے لگے اور ایک ماں کے بیٹوں کی طرح بھائی بھائی بن گئے ہی نہیں بلکہ اس کے رنگ میں رنگے ہوئے بعض کالے حبشی اس درجہ عالی مرتبہ بن گئے کہ آج تک ان کے نام پر ہزاروں گورے چٹے انسان جان دیتے ہیں دولت حکومت اور نسل کے فرق و امتیاز پر اسی نے سیاہی کی کوچی پھیری اور اپنے رنگے ہوئے تمام لوگوں کو خدا کے پاک کلام یہ فیصلہ سنا دیا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور بتا دیا کہ شرافت نیکی اور تقوے پر منحصر ہے نہ کہ نسل اور دولتمندی پر۔

اسی کی امت نے زمین کے طبقہ الٹ کر رکھ دیئے تھے اور فضائے آسمانی کے مختلف کروں کی کھوج میں بیٹھے بیٹھے سریں کی تھیں علم کی قلب ان پر فتح کی گئی تھی اور وہ بچے دل سے اس فاتح کو بجا لاتے تھے آسمان و زمین، شجر و حجر، حیوان و انسان غرضکہ سب کی حیثیت کی کتابیں اس رنگے ہوئے کے ہاتھوں کے سامنے کھلی پڑی تھیں اور وہ جوہم جوہم کر انھیں پڑھتے تھے اور دوسروں کو پڑھاتے تھے۔

یہ فخر آج اسی رسول کو حاصل ہے کہ بڑے بڑے متعصب مورخ بھی جب اس کا ذکر کرتے ہیں تو اسے دنیا کا بہترین اور کامیاب ترین مصلح

بتاتے ہیں اور اس بات کے اعتراف پر مجبور ہوتے ہیں کہ عرب جیسی وحشی اور خونخوار قوم کو چار روز میں انسان بنا دینا محمد (ردحی فداہ) ہی کا کام تھا آج اگر کوئی شوریدہ سر، دریدہ دہن اور بے لگام مصنف اس کے مقدس اور پاک کیرکٹر پر حملہ کرتا ہے تو اس کا باعث یہ نہیں ہے کہ اس رسول میں کوئی عیب تھا بلکہ اس کا باعث صرف یہ ہے کہ اس کی ہمت نے اس رنگ کو چھوڑ دیا کہ جو صبغۃ اللہ تھا اور دنیا کے عام رنگ میں رنگ گئی آج بیشک اس نبی کی امت زہد تقویٰ اور علم و فضل کی پر کلیف شرابوں سے مخمور نہیں ہے بلکہ اس نے برانڈی اور رم اور وسکی اور اولڈ ٹام کے جام لنڈھانے شروع کر دیئے ہیں لوگ اس گم کردہ راہ اور بد رنگ امت کو دیکھتے ہیں اور اسی پر سے اس کے آقا اور مولا کا اندازہ لگاتے ہیں۔ مسلمانوں میں انھیں رنگیلا پن نظر آتا ہے تو وہ قیاس کرتے ہیں مگر صحیح بد دیانتی سے قیاس کرتے ہیں کہ ان کا رسول بھی "رنگیلا" ہوگا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اس سے بڑھکر اس ہادی برحق کے نام لیواؤں کے لئے اور کیا شرم کی بات ہو سکتی ہے کہ ان کی مذموم اور ذلیل حرکتوں کے باعث ان کے رسول کی ذلت اور رسوائی ہو جس وقت تک مسلمانوں میں ابوبکرؓ و عمرؓ اور غضنفرؓ و حیدرؓ پیدا ہوتے رہے اس وقت تک اسی رسول کا رنگ دنیا کے تمام رنگوں پر غالب تھا اور جو رنگ بھی اس کے مقابلہ میں آتا تھا وہ پھیکا پڑ جاتا تھا مگر اب جبکہ ان میں محمد شاہ اور واجد علی شاہ پیدا ہونے لگے تو اپنے رسول کا رنگ ہی مسلمانوں میں نہ رہا تھا اور وہ بس قدرتی ذلیل و خوار ہونے کے تھامے توحید کے بادہ خوار جب دولت و حکومت جاہ و عزت اور حسن و وجاہت کو اپنا ضدا اور اپنا مطلوب سمجھنے لگے تو پھر اللہ کے رنگ سے انھیں کیا واسطہ رہ سکتا تھا وہ بھی اسی ذلیل و پست سطح پر آ گئے کہ جہاں باقی تمام دنیا تھی اور ان پر "اترا شخنہ مردک نام" کی مثل صادق آنے لگی ہے تو خیر جیسا کریں گے ویسا بھریں گے اور اگر ہمیں خدا کی زمین پر ذلیل و خوار اور جاہل و بد اطوار بسر کرنے میں مزہ آنے لگا ہے تو ہماری خوشی لیکن اگر ہماری حرکتوں کی بدولت اسلام اور پیغمبر اسلام کی بدنامی ہوتی ہے تو یقیناً ہمارے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے نئے قانون تو بنتے ہی رہیں گے اور دوسروں کی توہین کرنے والے ذلیل اور کمینے مصنف منائیں ہی پاتے رہیں گے لیکن مسلمان اچھی طرح سمجھ لیں کہ جب تک وہ اپنے آپ کو اپنے رسول کے رنگ میں نہ رنگیں گے اور جب تک وہ دنیا دی رنگیلے بنے رہیں گے اس وقت تک وہ دنیا میں اپنا کھویا ہوا وقار ہرگز ہرگز حاصل نہیں کر سکتے۔


# زنانہ تعلیم کی کتابیں

ذیل میں وہ کتابیں درج ہیں جو عورتوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے واسطے مفید ہیں اور سب خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہیں۔

**بیوی کی تعلیم پہلا حصہ** یہ کتاب پانچ دفعہ چھپی ہے ضخامت ۲۱۶ صفحے کاغذ معمولی لکھائی بہت کشادہ تاکہ بچیں اور عورتیں اچھی طرح پڑھ سکیں عورتوں کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے قیمت عہ

**بیوی کی تربیت دوسرا حصہ** زنانہ تعلیم کا دوسرا حصہ ضخامت ۱۲۸ صفحے کاغذ درمیانہ لکھائی چھپائی صاف اس میں مختلف لوگوں کے بیان ہیں مصنف کی بیوی خواجہ بانو صاحبہ نے جب ذیل سوالات اخبارات میں شائع کرائے تھے مشہور عورتوں نے ان کے جوابات لکھے وہ کتاب کے اندر درج کئے گئے ہیں قیمت عہ

**اولاد کی شادی تیسرا حصہ** ضخامت ۱۲۰ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا شادی کی عمر نسبت اور خاندان، دولت، تعلیم و تربیت صورت و شکل، تندرستی چال چلن اور مزاج و خصلت اشتہاری رشتے دور و راز مقامات کے رشتے۔ تصویر کے ذریعہ رشتے۔ شیعہ سنی میں رشتے ورہ بین عورتوں کے رشتے۔ بازاری عورتوں کے رشتے دیسی عورتوں سے رشتے حق انتخاب رشتے میں شرائط کی ضرورت مہر اور نان نفقہ۔ دوسرے کے گھر کی شادیاں۔ بیوہ کی شادیاں طلاق کے مسائل اولاد کی شادی۔ قیمت عہ

**بچوں کی کہانیاں** باتصویر ضخامت معہ تصاویر ۶۶ صفحہ یعنی ۳۲ صفحہ تصویروں کے میں کاغذ اور لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی ہے تصویریں مہاراجہ سر کشن پرشاد کی بنائی ہوئی نہایت عمدہ اور بچوں کے لئے پسندیدہ قیمت ۱۰

یہ کتاب لیلیٰ خواجہ بانو صاحبہ اہلیہ خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہے اس میں وہ دلچسپ کہانیاں ہیں جو دہلی کے شریف گھرانوں میں ننھے ننھے بچوں کے سامنے کہی جاتی ہیں لڑکے اور لڑکیاں شوق سے ان کو پڑھتے ہیں قیمت دس آنے۔

**۷۵ نامور حسین عورتیں** دنیا بھر کے نامور مجامع عورتوں کے دلچسپ حالات یہ تمام حالات ہندوستان کے بہترین تاریخی فسانہ نگار مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے ہیں جن کی دلچسپ اور دلنواز تحریر نے ایک عالم میں شہرت حاصل کر لی ہے اس میں سب قسم کی خواتین ہیں ان میں وہ بھی ہیں جو علم و فن میں یگانہ تھیں وہ بھی ہیں جو علم و فن میں نیز بہادری اور جانبازی میں یکتا تھیں وہ بھی ہیں جن کے تھرکتے حسن نے دنیا میں تلاطم برپا کر دیا مزاج کو تاراج اور دماغ میں خلل بنا دیا اور وہ بھی ہیں جن کی وفا نے اپنے خاوندوں کے ساتھ چتا میں اپنی جانوں کو فنا کر دیا ہے

زبانوں کا لطف ایک روپیہ آٹھ آنے میں بالکل مفت ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ محصول ۵

**سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔**

# یثرب کا چاند

(از قلم جناب ایڈیٹر صاحب)

عرب کی ایک وسیع سیاہ زمین ہے جس میں مختلف حصے ہے ہوئے ہیں اور سنگلاخوں بیابان آباد ہیں مگر اس کی شہرت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ چونکہ وہاں مکہ ہے جس میں دنیا بھر کی مخلوق کا معبد یعنی بیت اللہ واقع ہے جو اس نے آفرینش عالم سے مرجع خلائق بنا رہا ایسی مقدس جگہ جو تمام عالم کی متفقہ طور پر سب زیادہ کی جگہ رہی وہاں کے بسنے والوں کی کیا بات ہی کہ وہ [illegible] کرتے ہیں [illegible] اور [illegible] لیے کر [illegible] لئے [illegible] کیا سیادت کی [illegible] اخلاق [illegible] اپنے لئے باعث عزت کر والا اور اپنے آپ کو بہترین خلائق [illegible] سے [illegible] کیا یہ حال [illegible] کہ [illegible] کے جلسے [illegible] کرنے عورت جو یا مرد [illegible] تمام خصائل ذمیمہ کے ان میں [illegible] سے مذکر ہیں [illegible] کہ [illegible] قابض ہو کر [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کو [illegible] کو [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے

نمودار ہوتا ہے (روحی فداک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اقبال پنی منور شعاعوں سے تمام عالم کو تابندگی کی روشنی سے بھر دیتا ہے اور اس کی ایک آواز سنگستان عرب کے خاک اور بلند پہاڑوں سے گونجتی ہوئی سلاطین عالم کے دلوں کو لرزہ براندام کر دیتی ہے اور قیصر و کسریٰ جیسے زبردست بادشاہوں کے محلات کی بنیادوں کو ہلا دیتی ہے جب وہ آواز برقی اثر کی طرح زمین کی بری و بحری سطح پر گھوم جاتی ہے اور وہ زبردست دعوی جو ابوطالب کی گود سے رخصت ہوتے وقت کیا تھا کہ مجھ جان میں اپنی کوشش سے باز نہیں آؤں گا یہانتک کہ خدا تعالیٰ مجھے کامیاب فرمادے یا میں اسی کوشش میں شہید ہو جاؤں (روحی فداک یا رسول اللہ صلوا علیہ وآلہ) اگر اس خداوندی مبعوث نے تن تنہا اس طویل و عریض سطح زمین کے اس کنارے سے لیکر اس کنارے تک ساری آبادی کے باشندوں کو اپنا شاگرد بنایا شمال ہو یا جنوب شرق ہو یا غرب روسی ہوں یا چینی جرمنی ہوں یا ارمنی فرانسیسی ہوں یا انگریز یلغاری ہوں یا ہوا کشی ترک ہوں یا اطالین انگریز ہوں یا پرتگیز ایشیائی ہوں یا افریقی یورپین ہوں یا امریکن ہندی ہوں یا باطراسی رومی ہوں یا شامی مصری ہوں یا عراقی یمنی ہوں یا حجازی نجدی ہوں یا بخاری اور سمرقندی ہندی ہوں تو پھر عالم کیا کہنا ہے کہ ہندو ہوں یا بنگالی

پھر بنی ہوں یا دکنی مسلم حدری ہوں یا پہاڑی دیسی ہوں یا ولایتی غرض کسی طبقہ یا کسی ملک کے ہی کیوں نہ ہوں سب اس کی تعلیم کے طالب علم بنے (صلوا علیہ وآلہ) آپ کا آغاز کلام اسی قلیل مدت میں انجام پایا جس میں آپ پر وہ حوادث ہی پیش آتے رہے جو باقتضائے بشریت ہر انسان کو پیش آتے ہیں وہ صبا لداری ہی آپ کے ساتھ وابستہ رہی جس میں پڑھنے کے بعد آدمی گویا اپنے تعلیم و تعلم سے بے حس ہو جاتا ہے حالانکہ ان کی موت و آفات کے وہ سوانح ہی حوادث ہوتے رہے جن کے حوادث پر بڑے بڑے مستقل مزاج ہی کئی کئی سال کے لئے مضمحل و بیکار ہو جاتے ہیں آپ کو اور آپ کے متعلقین کو وہ امراض و عوارض ہی لاحق ہوئے جن کے معالجہ میں انسان اسلامی مشاغل کو قطعاً بھول جاتا ہے بایں موانع عظمیٰ آپ اپنے کام میں منہمک رہے۔ آندھی ہو یا مینہ سردی ہو یا گرمی دن ہو یا رات عسر ہو یا یسر فاقہ ہو یا سیری، حزن ہو یا سرور جنگ ہو یا صلح خوف ہو یا طمانیت خلوت ہو یا جلوت لیکن آپ کے معمولات لیلیہ و نہاریہ میں سرمو فرق نہ آتا تھا یہ استقامت یا استقلال کا بے نظیر قصہ ایسا حیرت خیز اور دل آویز ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر آجتک بلکہ قیامت تک کسی نے پیش کیا ہے اور نہ کر سکتا ہے صلوا علیہ وآلہ۔


## جس کو شوق کا شعور ہو گا

[illegible]

## رسالہ سیرت النبی

پڑھیئے یہ اسلامی [illegible] آپ کے وہ تمام حالات نہایت تحقیق و تصدیق سے بعد درج کئے گئے ہیں خود پڑھیئے عورتوں کو سنایئے بچوں پڑھکر سنایئے زبان نہایت شستہ ہے رسالہ کا نام کی مختصر فہرست مضامین کا کچھ حصہ نیچے درج کیا جاتا ہے قیمت عہ

اسلام کی ابتداء۔ عرب کی حالت۔ رسول عربی کا حلیہ و اخلاق۔ ولادت۔ رضاعت۔ مدینہ کا پہلا سفر۔ شام کا پہلا سفر۔ نبوت سے پہلے حضورؐ کی عزت۔ آفتاب رسالت کا طلوع دعوت اسلام۔ بلاکان اسلام۔ اسلام کی پہلی ہجرت۔ رسول عربی کے ساتھ کافروں کا سلوک۔ ہجرت۔ ہجرت کا پہلا سال۔ مدینہ میں واقعہ ہجویوں کا مسلمان ہونا۔ اذان کی ابتداء ہجرت کا دوسرا سال۔ تحویل قبلہ۔ آغاز اسلام۔ بدر کی لڑائی حضرت فاطمہ زہرا کی شادی۔ فرضیت صوم۔ عیدالفطر۔ ہجرت کا تیسرا سال۔ احد کی لڑائی نہایت احد۔ ہجرت کا چوتھا سال واقعہ رجیع۔ ہجرت کا چھٹا سال۔ واقعہ رجیعہ ہجرت کا پانچواں سال واقعہ رکب احزاب کی لڑائی وغیرہ وغیرہ مفصل بیان ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی۔

## مرثی شہداء کی روح حسین تھی

پڑھ کر یہ پاک نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں بے یار و مددگار پاکر مقابلہ شروع کیئے تو اس وقت سردار دو عالم کی روح بے چین تھی سردار کی روح کو بے چین کرنے والے واقعات کو اگر آپ پڑھنا چاہیں تو

## کربلا نامہ

پڑھیئے اس میں شہادت کے سب واقعات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے ہیں اور ابتداء سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی۔ حضرت امام حسینؓ کو خط بھیجنا۔ امام مظلوم کی مکہ کو روانگی۔ کوفیوں کی غداری۔ ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے ہر شعر اور جملہ درد اور سوز میں ڈوبا ہوا ہے زبان نہایت شستہ اور صاف اور سلیس واقعات نہایت صاف و ستھرے ہوئے الفاظ میں نہایت تفصیل سے درج کئے گئے ہیں اور نہایت مستند اور صحیح۔ لکھائی چھپائی نہایت عمدہ

قیمت ۱۲ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

# نورحقانیت

(از جناب محمد وراثت علی خاں صاحب جبت کٹنی)

تاریخ عالم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس وقت دنیا نور اسلام سے منور نہیں ہوئی تھی انسان دنیا کی اکثر حقیر و ذلیل شے کو خدا سمجھتا تھا دریا، پہاڑ، درخت آگ، چاند، سورج ستاروں کو پوجتا تھا طاؤس سانپ اور اکثر حیوانوں کو اپنا معبود خیال کرتا تھا انسانوں کو بھی خدا کا اوتار سمجھکر پرستش کرتا تھا۔

ہندوستان میں پتھروں اور مورتوں کی پرستش ہوتی تھی یونان میں حسن و عشق کے دیوتاؤں کی خدائی تھی مصر و بابل میں ستارہ پرستی کا زور شور تھا براعظم یورپ کے ان ممالک میں جو آج تہذیب کے دعویدار ہیں انہیت کا دور دورہ تھا غرضکہ تمام دنیا میں کفر و ظلمت کی گھٹائیں چھائی تھیں کہ کلدان میں ایک بت فروش کے گھر سے سلم اول کا ظہور ہوا جس نے پہلی تعلیم یہ دی کہ "فاطر السموات والارض" کی ذات کے سوا دنیا میں کوئی معبود نہیں جس کی پرستش کیجائے۔

اس تعلیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ دنیا پر جو پردۂ ظلمت پڑا ہوا تھا یکایک دور ہوا اور فضا کی اس وسیع دنیا جس میں صرف کافر فاسق و فاجر رہتے تھے چند موحد بھی نظر آنے لگے۔

سرزمین کلدان سے جو آفتاب جلوہ گر ہوا تھا اس کی زرین شعاعیں ابھی تمام عالم میں نہیں پہنچی تھیں کہ پھر کفر و ضلالت کی گھٹائیں چھا گئیں کئی صدی تک یہی حالت رہی اگرچہ اس درمیان میں متعدد رسول خلق کی رہبری کے لئے شمع ہدایت لیکر آئے مگر خاطر خواہ انھیں کامیابی نہیں ہوئی۔

یونہ تو تمام دنیا کی حالت مذہبی و اخلاقی حیثیت سے خراب ہو رہی تھی مگر جزیرۂ نماعرب کی حالت نہایت ہی ناقابل بیان تھی بت پرستی کا چرچا گھر گھر تھا ہر قبیلہ کا ایک نیا بت تھا جس کو خدا سمجھکر پرستش کی جاتی تھی بعض اطراف میں نقش پرستی ہوتی تھی کچھ یہود و نصاریٰ تھے مگر ان کو بھی شرک و بدعت محیط کئے ہوئے تھی غرضکہ مذہبی حالت نہایت ہی خراب تھی ؎

کہیں آگ پوجی تھی واں بے محابا کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر مثل شیطا بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشنوں میں راہب کے تھا صید کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

ایسے لوگوں کو راہ راست پر لانا قوت انسانی سے بالاتر خیال کیا جاتا تھا اور کون کہہ سکتا تھا کہ یہی لوگ جو آج شراب خواری زنا کاری جوا بازی باہمی عداوت عجب و نخوت و خصومت میں مبتلا ہیں کل ایک رشتہ روحانی میں منسلک ہو کر ایک دوسرے کے حقیقی بھائی بن جائینگے اور ان کے طرز عمل کو دنیا اپنا دستور العمل بنائے گی۔

اس وقت دنیا کا دامن آلودگیوں سے لوث ہو رہا تھا اور چہرہ پر سیاہی پھیل چکی تھی اس لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو آلودگیوں سے دامن کو پاک و صاف کرتا اور عارض گلگوں سے سیاہی کو دور کرتا اس مشکل کام کے سرانجام کے لئے مشیت نے جس مقدس ہستی کا انتخاب کیا واقعی اس میں تمام خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

اس مقدس ہستی نے ۶۰۸ء میں اپنے عہدہ جلیلہ کا چارج لیا اور چارج لیتے ہی اپنے کام میں ہمہ تن مشغول ہو گیا تین سال تک تو علانیہ دعوت نہیں کی مگر تین سال کے بعد سرزمین عرب میں علانیہ دعوت شروع کی پھر تو کفار عرب کے نزدیک آپ سے برا کوئی دوسرا نہ تھا خود خاندان ثالث درجے کے آثار ہو گئے آپ ساحر و مجنون بنائے گئے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں مگر آپ اپنے جادۂ صداقت سے ذرا بھی نہ ہٹے۔

آپ کے ساتھی بھی اسد اکبر کس قدر صابر و مستقل مزاج تھے کہ گرم ریت پر سلائے جاتے تھے آپ و دانہ کو ترسائے جاتے تھے مگر منحرف نہ ہوتے تھے۔

۶۲۱ء میں جب مصائب و آلام نے ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور آپ کو دشمنان آپ کے ساتھیوں کو ہیبت ناک عذاب دیئے جانے لگے تو آپ نے بدرجۂ مجبوری مکہ معظمہ کو جو آپ کا ہیڈ کوارٹر تھا خیرباد کہا اور مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا مدینہ منورہ میں آپ کے پاس جوق در جوق لوگ آنے لگے اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔

چند ہی سال کے بعد جب حجاز میں آپکے پیرو کثرت سے ہو گئے تب آپ نے گرد و نواح کے سلاطین و امراء مثل نجاشی ہرقل کسریٰ پرویز، مقوس حارث مؤتہ کے پاس دعوت کے خطوط بھیجے نجاشی والی حبشہ اس خط کے پہنچنے پر آپ کا پیرو بن گیا باذن گورنر بھی حلقہ بگوش بنا اور اس کے ساتھ یمن و ایران کے بہت سے لوگ آپ کی جماعت میں داخل ہو گئے مگر امرا اور سلاطین نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ اس نامہ و پیام سے مصر و شام روم و ایران میں کھلبلی مچ گئی ہر سلطنت مخالفت پر آمادہ ہو گئی ادھر ان کی تعداد میں بھی یوماً فیوماً اضافہ ہوتا گیا ارض بلقار کا عامل جو عیسائی تھا خود بخود آپ کا پیرو بن گیا بحرین و نجران کے جبار عیسائیوں نے اپنے گرجے چھوڑ کر آپ کے دربار کی پاسبانی اور آپ کے کوچہ کی گدائی قبول کی ان کے علاوہ قبیلہ غسان جو عیسائی تھے اور قبائل بنو نضیر و قینقاع و بنو المصطلق جو یہود تھے اور دیگر قبائل بنو ہوازن بنو اسد بنی فزارہ جشم جہینہ، خزرج بنی ہاشم بنی عامر بنی خذیمہ بنی تغلب بنی سعد بنی ساعدہ بنی فزارہ بنی حمزہ، بنو سلیم، بنو غطفان بنو فزیظہ، بنو بکر بنو قصاعہ، بنو قیس، بنو کعب بنو تمیم وغیرہ کل قبائل آپ کے پیرو ہو گئے۔ ۶۳۲ء میں آپ مدینہ منورہ سے پھر مکہ معظمہ تشریف لیگئے مگر نہ وہ پہلے کی سی بے بسی تھی اور نہ کس پرسی آپ کے ہمرکاب آپ کے فدائی ایک لاکھ سے زائد تھے جس سے آپ کی قوت کا اندازہ اور تعداد کا تخمینہ کیا جا سکتا ہے اب دیکھنا یہ امر ہے کہ اس قلیل عرصہ میں اس قدر آپکے پیرو ہو گئے آپ کی کیا تعلیم تھی اور وہ صداقت کونسی تھی وہ صرف قرآن مجید اور اس کے حقائق و معارف تھے جن کو اہل عرب نے حضرت محمد صلعم کی مقدس زبان سے سنا اور ان کی مردہ رگوں میں برقی قوت کی طرح وہ تعلیم کام کر گئی وہ حقانیت کا ایک نور تھا جس نے تمام

# حیات قبل بعثت

## ایک متلاشی حق کیلئے شمع ہدایت

(از جناب ابو المحمود مولانا یعقوب صاحب حامد بلوی)

کسی رسول اور پیغمبر کے دعوی رسالت و نبوت کی جانچ پڑتال کرنی ہو اور یہ دیکھنا ہو کہ دعوی کس حد تک صحیح اور مبنی بر صداقت ہے تو منجملہ اور کسوٹیوں کے ایک کسوٹی دعوائے نبوت سے پہلے کی زندگی ہے نبوت سے قبل کی زندگی اس اہم اور عظیم دعوی کی صحت و صداقت پر بہت کچھ روشنی ڈال سکتی ہے اور ایک متجسس حق و متلاشی صداقت اس روشنی میں اپنے لئے راہ ہدایت تلاش کر سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام کی سوانح حیات میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد کے تمام اندرونی و بیرونی زندگی کے حالات و واقعات بکل محفوظ ہیں اور یہ ایسی صریح لائٹ ہے کہ آپ کی سیرت کے باریک سے باریک خط و خال بھی چھپے نہیں رہ سکتے اور اگر بالکل ہی نور بصارت و ضیاء بصیرت سے کوئی شخص محروم نہ ہو تو وہ اس نیر اور شفاف روشنی میں آپ کی سیرت طیبہ اور خصائل حمیدہ کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکتا ہے رسالت اور نبوت کے متعلق بھی اپنا اطمینان کر سکتا ہے۔

مذہبی دنیا میں جس قدر اولوالعزم پیغمبر گذرے ہیں مثلاً حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق حضرت یعقوب و حضرت یوسف حضرت زکریا و حضرت یحییٰ اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام ان کے سچے نبی و پیغمبر ہونے میں کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی شک و شبہ نہیں کر سکتا مسلمان کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ ان انبیاء و رسل علیہم السلام کے سوانح حیات کا مطالعہ کرے اور اس مطالعہ سے کوئی رائے قائم کرے اس کے لئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ قرآن حکیم میں ان کا ذکر ہے اور ان کو اس کا رسول بتلایا گیا ہے۔

اسی طرح جن بزرگوں کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں ہے اور ان کے کارنامے اور ان کی تعلیم کا بیشتر حصہ خدا رسی اور محاسن اخلاق پر منحصر ہے ان کے متعلق بھی مسلمان کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ان کے انکار پر اصرار کرے کیونکہ اس کے لئے خدا کا یہ ارشاد محکم موجود ہے "لکل قوم ہاد" ہر قوم کے لئے ہم نے ہادی بھیجا ہے وان من قریۃ الا خلا فیہا نذیر اور کوئی ملک ایسا نہیں جس میں اس سے ڈرانے والا نہ بھیجا گیا ہو ان احکام و ارشادات کے بعد کوئی مسلمان کیسے کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان ایران چین جاپان مصر و روما اور یورپ جیسے وسیع ملک میں خدا کے رسولوں اور نبیوں سے محروم رہے ہوں گے یقیناً ارشاد الٰہی کے مطابق ان ملکوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور پیغمبر بھیجے ہوں گے الٰہی ارشادات کی بنا پر ہندوستان کے شری رامچندر سری کرشن اور گوتم بدھ کے متعلق مسلمانوں کی روش انکار و تردید کی نہیں ہے بلکہ وہ ان کا ادب کرتے ہیں اور ان کی شان میں سوء ادبی سے گریز گریز کرتے ہیں کیونکہ ممکن ہے "لکل قوم ہاد" کے مطابق یہ بزرگ اس سرزمین رسول اور نبی بنا کر بھیجے گئے ہوں اسی طرح دوسری اقوام جن بزرگوں کو اپنا رہنما مانتی ہیں مثلاً زرتشت مسلمان ان کو جھٹلا نہیں سکتے۔

لیکن یہ پوزیشن صرف مسلمانوں کی ہے ایک غیر مسلم اگر تلاش حق میں نکلے تو اس کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ایک ایک کو مختلف معیاروں پر جانچے اور کسوٹی پر کسے اور انبیاء و رسل کی صداقت کی جانچ کی وہی کسوٹیاں ہو سکتی ہیں ایک ان کی زندگی اور دوسرے ان کی تعلیم۔

جہاں تک سوانح حیات کا تعلق ہے پورے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جماعت انبیاء اور گروہ ہادیان میں سے صرف ایک ہی ذات ستودہ صفات ایسی ہے جس کی زندگی کا ایک ایک واقعہ خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ سے تعلق رکھتا ہو محفوظ ہے یا بدرجۂ اقل جس قدر محفوظ ہے اس کا ہزارواں حصہ بھی دوسرے انبیا اور اوتاروں کے سوانح حیات کا محفوظ نہیں ہے خصوصاً نبوت و رسالت کے دعوے اور ہادیانہ زندگی اختیار کرنے سے قبل کی زندگی پر بالکل ہی پردہ پڑا ہوا ہے اور اس وجہ سے ایک غیر مسلم سوائے رسول عربیؐ کے اور کسی کے متعلق بھی اس کسوٹی کو استعمال نہیں کر سکتا جو سوانح حیات سے متعلق ہے اور مجبوراً ان کی تعلیم ہی کو دیکھنا پڑے گا۔

اور انبیاء سابقین اور ہادیان اولوالعزم مثلاً رام کرشن گوتم بدھ زرتشت وغیرہ کو تھوڑی دیر کے لئے نظر انداز کر دیجئے اور صرف چند صدی پہلے کے مصلحین اور نامور ہستیوں پر نظر ڈالئے کیا کسی کی زندگی کے سوانح اور کوائف حیات اس شرح و بسط کے ساتھ محفوظ ہیں جس شرح و بسط اور صحت و انبساط کے ساتھ رسول عربیؐ کے سوانح حیات محفوظ ہیں مثلاً گورونانک کبیر تلسی داس رامانند یہ تو ہندوستان کے مصلحین ہیں اسی طرح ہر ملک میں لوگ گزرے ہیں ان میں سے کیا کسی ایک کے سوانح حیات رسول عربیؐ کے سوانح حیات کی طرح محفوظ ہیں۔

ان کو بھی چھوڑیئے اور قریبی زمانہ کے مشہور اولوالعزم لوگوں کو لیجئے مثلاً فرانس میں نپولین گذرا ہے وہ ایک بادشاہ ہی نہیں بلکہ شہنشاہ تھا اور نہایت آسانیاں اور سہولتیں موجود تھیں کہ جملہ حالات محفوظ رہتے مگر اس قدر شرح اور مفصل اور ذرا ذرا سی جزئیات پر حاوی اس کے حالات بھی محفوظ نہیں ہیں اسی طرح مہاتما ٹالسٹائی کو لیجئے جو روس کا مصلح اعظم تھا اس کے سوانح بھی اس قدر تفصیل سے موجود نہیں ہیں۔

اس سے ذرا اور آگے اور سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج اور بابو بہو سماج بانی دیو سماج لینن اور مہاتما گاندھی کو لیجئے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ باوجود تعلیم و تعلم کی عمومیت اور مطابع و اخبارات کی کثرت کے ان حضرات

زندگی کے حالات بچپن سے لیکر مرنے تک کے اس قدر تفصیل و تشریح کے ساتھ محفوظ ہیں جس طرح کہ نبی عربیؐ کے محفوظ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مجدہ شرف تمام عالم میں از آدم تا ایں دم صرف پیغمبر اسلام رحمتی فداہ صلعم ہی کو حاصل ہے کہ بچپن جوانی بڑھاپا ہر عہد کی زندگی آئینہ کی طرح سب کے سامنے موجود ہے اور ایک متلاشی حق نہایت آسانی کے ساتھ اس کتاب حیات کو پڑھکر حق و صداقت سے ہم آغوش ہو سکتا ہے برخلاف دیگر بزرگوں کے کہ ان کی دو کوٹیوں کی بجائے ایک ہی ہے یعنی صرف ان کی تعلیم اور وہ بھی ناقص و نامکمل حالت میں اور اس پر بھی پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نقص و نامکملیت کے ظاہر و باہر دلائل شواہد برابر موجود ہیں اور روز بروز تاریخ میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔

اصل یہ ہے کہ حضور رحمتی فداہ کے سوانح کا محفوظ رہنا کوئی اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ خدائے واحد نے اپنی حکمت و قدرت سے ان سوانح کا تحفظ فرمایا ہے چونکہ حضور کو نبی آخر الزماں اور خاتم المرسلین بنا کر بھیجا گیا تھا اس لئے خدا نے دیگر انبیاء کے مقابلہ میں زیادہ واضح اور زیادہ روشن برہان و حجت اپنی صداقت کی دنیا کے سامنے پیش کر دی تاکہ لوگ اچھی طرح آپ کی صداقت کو پہچان لیں اور کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔

انسان کی یہ ایک قدرتی خواہش ہے کہ جب کوئی اس قسم کا اہم دعویٰ کرتا ہے تو فوراً انسانی ذہن مدعی کی پچھلی زندگی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اگر ایک بدچلن شخص تقدس کا دعوے کرے تو فوری طور پر ذہن اس سے انکار کرتا ہے اور اگر پچھلی زندگی تقویٰ و طہارت کی زندگی ہو تو انسان اس کے دعوے پر غور کرنا ضروری سمجھتا ہے اگرچہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جملہ انبیاء و مرسلین کی حیات طیبہ ہر قسم کے عیب و خطا سے قبل از نبوت ہی معصوم و منزہ تھی لیکن غیر مسلم اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کرے گا وہ سوانح حیات کی چھان بین کرے گا اور اگر اس میں کوئی نقص اس کو ملیگا تو اس پر اعتراض کرے گا مگر چونکہ دیگر انبیاء کے سوانح محفوظ نہیں رہے اس لئے ان کی نسبت اس حیثیت سے غور کرنے کا موقع ہی نہیں رہا البتہ ایک ذات ستودہ صفات نبی محترم محمد رسول اللہ کی ایسی ہے کہ نہ صرف نبوت کے دعوے کے بعد کی زندگی سب کے سامنے موجود ہے بلکہ بعثت سے قبل کی زندگی کے حالات بھی محفوظ ہیں اور ان پر غور کیا جا سکتا اور آپ کے دعوے کی صحت کو جانچا جا سکتا ہے۔

---

اب ملاحظہ فرمایئے کہ حضورؐ کی ولادت باسعادت یتیمی کی حالت میں ہوئی ہے یعنی ابھی آپ بطن مادری ہی میں تھے کہ والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال ہو جاتا ہے ولادت کے چند ماہ بعد دودھ پلانے کے لئے آپ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے جہاں آپ ایک دیہاتی زندگی بسر فرماتے ہیں اور بکریوں کے گلہ کی گلہ بانی فرماتے ہیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کا بیان ہے کہ اس عمر میں آپ دوسرے بچوں کی طرح شریر نہ تھے نہ بچوں کی طرح گالیاں بکتے تھے نہ فضول کھیل کود میں رہتے تھے نہ لڑتے جھگڑتے تھے اس کے یہ معنی نہیں کہ طفولیت کی جو قدرتی مصلحت ہوتی ہے وہ نہ تھی اور اس سن میں آپ بڑوں کی طرح رہتے تھے مطلب یہ ہے کہ آپ کا بچپن اپنی خصلت کا تنہا اس کے بعد ماں کے پاس آئے اور چار سال کی عمر تھی کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا پھر دادا نے پرورش و نگرانی اپنے ذمہ لی اور آٹھ برس کی عمر میں عبدالمطلب نے بھی اپنے سایہ شفقت سے آپ کو محروم کر دیا ان کے بعد ابوطالب کو نگرانی و تربیت کا شرف حاصل ہوا اور ابوطالب بعثت کے بہت دنوں بعد تک زندہ رہے اور آپ کی حمایت و حفاظت کرتے رہے۔

اس عرصہ میں آپ کو لکھنے پڑھنے کا کوئی موقع نہیں ملا اور آپ امی محض ہی رہے اور مکہ کے اسی ماحول میں نشو و نما پاتے رہے جس میں زناکاری، شراب خواری، قتل و خونریزی انتہا درجہ کو تھیں زندہ گاڑ دینا باپ کی تمام بیویوں کو لونڈی بنا لینا عام رواج تھا اور دس دس بیس بیس بیویاں رکھنا بالکل جائز تھا دوسروں کی بیٹیوں کو لے بھاگنا معمولی بات تھی اس فضا میں ایک یتیم و یسیر کا نشو و نما ہوتا ہے تعلیم حاصل کرنے کا کوئی موقع نہ تھا مگر اس آغوش جہالت کا پروردہ تربیت یافتہ محمد کس قسم کا انسان بنتا ہے اس کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ بعثت کے بعد گرد تمام مکہ اور تمام قریش آپ کا جانی دشمن ہو گیا تھا اور کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہاں تک کہ قتل کی سازش کیا انعام مقرر کیا وطن سے بیوطن کر دیا اور غربت میں بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا برابر حملے کرتے رہے لیکن اس دشمنی اور عداوت کے باوجود ان کو یہ جرأت کبھی نہیں ہوئی کہ کوئی ایسا الزام آپ پر لگا سکیں جو اخلاق و سیرت اور حال چلن سے متعلق ہو آپ کو مجنون، ملا یا شاعر کہا کاہن و جادوگر مشہور کیا مگر کبھی کسی کی زبان سے یہ نہ نکل سکا کہ آپ میں فلاں فلاں عیب ہیں آپ بھولے دھندے سکن میں بدچلن ہیں شراب خوار ہیں دھوکہ باز ہیں زانی ہیں قاتل ہیں یا معاندہ جھگڑالو ہیں غرض یہ کہ اس قسم کا چھوٹے سے چھوٹا الزام بھی کبھی کسی لگانے کی جرأت نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس آپ کی نسبت ہر شخص کی زبان پر امین و صادق ہی کے الفاظ تھے اور بعثت سے قبل تمام مکہ والے جو بعد میں شدید دشمن بن گئے تھے آپ کے اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ کی وجہ سے سر آنکھوں پر بٹھاتے دل میں جگہ دیتے اور دل سے عزت کرتے تھے۔

زمانہ جاہلیت کی تاریخ الٹا کر دیکھو جس حال میں وہ تھے وہ اس امر کا مقتضی تھا کہ ہر ایک نوجوان کی ان کے دل میں کوئی عزت ہوتی؟ ہرگز نہیں وہ نشہ فخر و غرور سے بدمست لوگ تھے اپنے سے بڑھکر کسی کو نہیں سمجھتے تھے اور قبائل باہم دگر بغض و حسد میں گرفتار تھے ناممکن تھا کہ بغیر موثر اسباب کے وہ ایک بیس بچیس سالہ نوجوان کے اس قدر معترف و مداح بنجاتے کہ "صادق و امین" کے خطاب و القاب سے اس کو یاد کرنے لگتے یقیناً ان کے سامنے ایک ایسا نوجوان تھا جس کے اندر وہ صفات تھیں جن کی بناء پر وہ مجبور ہو گئے تھے کہ حضور کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے۔ "صادق اور امین" ایسے جامع الفاظ ہیں کہ ان کے اندر تمام محاسن اخلاق و محامد صفات آجاتی ہیں امین کے معنی صرف اسی قدر نہیں ہیں کہ آپ کے پاس جو امانتیں رکھی جاتی تھیں ان میں خیانت نہیں کرتے تھے

یا لوگوں کو آپ پر اس قدر بھروسہ تھا کہ اپنی امانتیں آپ کے پاس جمع کراتے تھے بلکہ اس لفظ کا مفہوم نہایت وسیع اور اس کے معانی غیر محدود خوبیوں کے حامل ہیں امین کے لفظی معنی امانتدار کے ہیں مگر یہ تخصیص نہیں کہ صرف مال و اسباب ہی کی امانتداری مقصود ہے بلکہ ہر مسئلہ میں اور ہر معاملہ میں جو امانتدار ہوا سے امین ہی کہا جائے گا۔ لوگوں کا راز پوشیدہ رکھنا امانتداری ہے اور ایسا آدمی امین کہلائیگا خدا نے جو قوتیں انسان کو عطا فرمائی ہیں ان کا صحیح استعمال کرنے والا امین ہی کے لقب کا مستحق ہوگا اسی طرح صادق کے معنے بھی بہت وسیع ہیں سچ بولنے والا تو صادق ہی ہے اسی کے ساتھ خدا اور بندوں کے ساتھ تمام معاملات جو دیانتدارانہ اور سچا ہو اسے بھی صادق ہی کہا جائے

---

مثال کے طور پر قبل بعثت کا ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔

حضور کی عمر ۳۵ سال کی تھی کہ قریش نے کعبہ مکرمہ کی عمارت جو سیلاب کی وجہ سے شکستہ ہوگئی تھی از سر نو تعمیر کیا جب حجر اسود کے اس کی جگہ پر رکھنے اور نصب کرنے کا وقت آیا تو اس امر پر قریش کے تمام قبائل میں سخت جھگڑا شروع ہوگیا کہ اس کو کون اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھے کیونکہ اس کام کو وہ ایک مخر مباہات کا کام سمجھتے تھے اور ہر ایک قبیلہ اپنے آپ کو بجائے خود معزز سمجھتا تھا اس لئے ان کو گوارا نہ تھا کہ کسی دوسرے قبیلہ کو یہ شرف حاصل ہو جائے اور سب کو معلوم ہے کہ اس سے بھی زیادہ خفیف اور ہلکی باتوں پر ایسی خونریز اور ہلاکت انگیز جنگ شروع ہو جاتی تھی کہ سالہا سال تک پھر ختم ہونے کو نہیں آتی تھی سخت اندیشہ تھا کہ جنگ شروع ہو جائے کہ قریش میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس امر پر فیصلہ کرنا کہ اب جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہو وہ حجر اسود کو نصب کرے اس پر سب راضی ہو گئے اتفاق سے پہلے حضور روحی فداہ داخل حرم ہوئے آپ کو دیکھکر سب نے نعرہ لگایا ھذا الامین رضینا بالامین آگیا ہم سب اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں جس جوش و خروش کے ساتھ قریش نے یہ نعرہ لگایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسی اچھی رائے آپ کے متعلق رکھتے تھے۔

اس کے بعد آپ نے یہ نہیں کیا کہ حجر اسود کو اٹھا کر خود نصب کر دیا ہو حالانکہ آپ ایسا کر سکتے تھے کیونکہ سب نے آپ کو حکم تسلیم کر لیا تھا بلکہ اس واقعہ پر الامین کے لقب کے مستحق ہونے کا اس طرح ثبوت دیا کہ اپنی ردائے مبارک زمین پر بچھائی اس پر حجر اسود کو رکھا اور ہر ایک قبیلہ کے سرداروں سے فرمایا کہ تم سب چادر کو تھام کر اٹھاؤ اور اس جگہ تک لے چلو جہاں پر اس کو نصب کرنا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس کے بعد حضور نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اس کے محل پر رکھ دیا یہ تھا لقب امین کے مفہوم و مفہوم کو پورا کرنا اس لئے کہ قریش نے اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے صرف اسی حیثیت سے آپ کو مقرر کیا تھا کہ وہ آپ کو امین اور صادق جانتے تھے اور انھیں امید تھی کہ جو فیصلہ آپ کریں گے وہ آپ کی شایان شان ہوگا اور ان توقعات کو پوری کر دے گا چنانچہ آپ سے ان کو نہیں چنانچہ آپ نے ان کے حسن ظن کو پورا کیا اور امین و صادق کے خطاب کا حق ادا کر دیا اور ثابت کر دیا کہ حضور کو ان کی قوم صادق و امین کے خطاب سے جو مخاطب کرتی ہے اس کے آپ بجا طور پر مستحق ہیں۔

قبل از بعثت بھی آپ کو عرب کی زبوں حالی کا احساس تام تھا امن و امان جو کسی ملک کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے عرب اس سے محروم تھا تمام قبائل ہر گھر جنگ آزما رہا کرتے تھے قتل و غارت گری کا بازار شب و روز گرم رہتا تھا راستے پر خطر تھے مسافر لوٹ لئے جاتے تھے غربا زبردستوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے رہتے تھے ان امور پر آپ نے قوم کو توجہ دلائی اور ایک اصلاحی انجمن قائم کرائی جس میں بڑے بڑے قبائل شامل ہوگئے اس انجمن کے ممبران کو جس قول عہد و اقرار کرنا پڑتا تھا۔

(۱) ہر ملک سے بدامنی کو دور کریں گے (۲) ہم مسافروں کی حفاظت کیا کریں گے (۳) ہم غریبوں کی امداد کیا کریں گے (۴) ہم زبردست کو زیردست پر ظلم کرنے سے روکیں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات بعثت سے قبل کس قسم کے تھے اور اس انجمن کی بنیاد قیام سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ حضور کے مشاغل قبل از بعثت کس قسم کے تھے اور ایسے ہی مشاغل تھے جنہوں نے قریش کو امین و صادق کا خطاب دینے پر مجبور کر دیا تھا بعثت مقدسہ سے پہلے حضور کے مشاغل اسی قسم کے تھے جو یا تو رفاہ عام و خدمت خلق سے متعلق تھے یا بذریعہ تجارت کسب معاش کا مشغلہ تھا یا پھر یاد الٰہی میں وقت بسر فرماتے تھے اس کے علاوہ کسی قسم کے لغو و فضول کاموں میں نہ حصہ لیتے تھے اور نہ وقت ضایع فرماتے تھے۔

تجارت کا سلسلہ اس طرح شروع ہوا کہ حضرت خدیجہ ایک مالدار بیوی تھیں جن کے دو شوہر مر چکے تھے اور جن کی عمر چالیس سال کی تھی وہ اپنا روپیہ تجارت میں لگائے رکھتی تھیں جیسا کہ عرب میں اکثر دستور تھا انہوں نے حضور کی امانت و دیانتداری کے اوصاف سنکر درخواست کی کہ ان کے روپے سے آپ تجارت کریں حضور کو بھی کسب معاش کا فکر تھا چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرمالی اور ان کا مال لیکر تجارت کے لئے گئے آپ کے ساتھ حضرت خدیجہ کا ایک غلام تھا جس کا نام میسرہ تھا اس تجارت میں بہت نفع ہوا۔

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ کسی معاملہ کے متعلق ایک شخص نے آپ سے کہا کہ آپ یہیں بیٹھئے میں ابھی آتا ہوں اور وہ یہ کہکر بھول گیا اور دوسرے دن تک نہیں آیا جب دوسرے دن اس جگہ اس کا گذر ہوا تو دیکھا کہ آپ اسی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں اس نے معذرت کی اور آپ نے فرمایا خیر کوئی بات نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ سے آپ کے اوصاف و اخلاق کا حال سنکر نکاح کا پیغام دیا اور آپ نے منظور فرما کر نکاح کر لیا حالانکہ اس سے پہلے شرفا و معززین قریش میں سے کئی سردار پیغام دے چکے تھے مگر حضرت خدیجہ نے منظور نہیں فرمایا تھا اور آنحضرت سے درخواست کرکے نکاح کیا کیوں نہ حضرت خدیجہ کو یہ شرف ملتا جو الطاہرات المومنین کہلائیں یاد رہے کہ حضرت روحی فداہ حضرت خدیجہ کے مال سے بلا تامل مستفید ہوئے بلکہ حضرت خدیجہ کا مال اسلام اور مسلمانوں کے کام بہت آیا۔

نکاح کے وقت حضور کی عمر ۲۵ سال کی تھی اور حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال کی اور دو شوہروں کی بیوہ تھیں اور حضور کے نکاح میں وہ ۲۵ سال

تک رہیں اور جب تک آپ زندہ رہیں حضور نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔

نکاح سے قبل بھی حضور عبادت الٰہی اور رفاہ خلق میں وقت کا ایک حصہ صرف فرماتے تھے مگر نکاح کے بعد تو اکثر وقت ایسے ہی کاموں میں صرف ہوتا تھا چنانچہ جس انجمن کا کارادا پر کیا گیا وہ نکاح کے بعد ہی آپ نے قائم فرمائی تھی۔

نکاح کے بعد بہت زیادہ وقت عبادت الٰہی میں صرف ہونے لگا آپ یہ کرتے کہ ستو اور پانی کئی دن کا لیکر غار حرا میں چلے جایا کرتے تھے اور شب و روز وہیں رہتے تھے اور جب تک ستو اور پانی ختم نہیں ہو جاتا تھا اس وقت تک اسی غار میں یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

یہ غار مکہ سے کئی کوس پر ہے کوہ حرا کے نام سے مشہور تھا اب اس کو جبل نور کہتے ہیں اس پہاڑ میں ایک غار تھا جس کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز تھا اسی بروح سعادت میں آفتاب ہدایت معتکف رہکر خداوند بزرگ کی تحمید و تقدیس کیا کرتا تھا اور قدرت الٰہیہ پر غور فکر بھی۔

حضور کے اخلاق و عادات قبل از بعثت کیا تھے اس کا ایک خانگی ثبوت پیش کیا جاتا ہے اور جس سے بڑھکر کوئی دوسری شہادت معتبر نہیں ہو سکتی۔

جب غار حرا میں پہلی مرتبہ آپ پر ناموس اکبر کا ظہور ہوا یعنی حضرت جبرئیل وحی لیکر خدا کی طرف سے آئے تو آپ پر ہیبت وحی کا اس قدر شدید اثر ہوا کہ گھر میں آکر آپ لیٹ گئے اور حضرت خدیجہ سے فرمایا کہ مجھ پر کوئی کپڑہ ڈال دو جب ذرا سکون ہوا تو آپ نے واقعہ بتلایا اور فرمایا لقد خشیت علی نفسی یعنی مجھے اندیشہ ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

حضرت خدیجہ نے یہ سنکر ان الفاظ میں حضور کو تسلی دی تھی کلا واللہ لا یحزنک اللہ ابدا انک تصلی الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضعیف وتعین علی نوائب الحق یعنی خدا کی قسم خداوند قدوس آپ کو ہر ایک قسم کی برائی اور بری بات سے بچائے گا میں دیکھتی ہوں کہ آپ اہل قرابت سے عمدہ سلوک فرماتے ہیں اور ماندوں اور عاجزوں کی امداد کرتے ہیں محتاجوں اور تہیدستوں کی دستگیری فرماتے ہیں مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور ان کی خاطر و مدارات کرتے ہیں اور اصلی مصیبت زدوں کی اعانت فرماتے ہیں۔

یہ تھے حضور کے اخلاق و اطوار ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل از بعثت حضور کی زندگی سراپا خدمت خلق تھی اور دکھیوں درد مندوں محتاجوں مصیبت زدوں اور اعزہ و اقارب کی دستگیری و امداد اور اعانت فرمانی آپ کا عام شیوہ حیات تھا۔

حضرت خدیجہ نے یہ الفاظ یونہی سوچکر نہیں کہے تھے کہ یہ محفوظ رہیں گے اور ان سے اہم اور عظیم الشان نتائج اخذ کئے جائینگے بلکہ اپنے شوہر گرامی قدر کو پریشان دیکھکر اور خدائے رحمن و رحیم کی صفات رحم و کرم پر بھروسہ کرکے علی الفور اور بلا غور و خوض محض تسلی خاطر کے لئے یہ الفاظ جو حقیقت پر مبنی تھے زبان سے ادا کئے تھے ان کا اس پر ایمان تھا کہ خداوند رحیم و کریم اس قدر نامنصف نہیں ہو سکتا کہ جس شخص کے اخلاق ایسے اعلیٰ اور اطوار ایسے بلند اور سیرت و خصلت ایسی ستودہ و حمیدہ ہو اور جو اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اہل حاجت کی حاجت روائی بیکسوں اور مصیبت زدوں کی امداد و فریاد رسی میں صرف کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایسی ناانصافی کرے کہ ان کاموں کا بدلہ جن کو وہ پسند کرتا اس صورت میں دے کہ آپ کو ہلاک کر دے یا اور کسی قسم کی برائی آپ کو پہنچے چونکہ آپ کو یقین تھا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس لئے سادہ طریق پر حضور کے اخلاق و عادات کا ذکر کرکے آپ کو تسلی دی پھر یہ الفاظ اس صدفہ عصمت و عفت کی زبان سے نکلے ہیں جب کو تصنع اور خوشامد چاپلوسی کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ آپ مال و دولت کے اعتبار سے آنحضرت کی دست نگر نہ تھیں بلکہ خود نہایت مالدار اور دولتمند تھیں ایسی حالت میں یہ الفاظ حضور کی سیرت طیبہ اور خصائل مقدسہ کے متعلق ایک قیمتی مختصر شہادت ہیں اور ایک غیر جانبدار شخص بلا کسی شک و شبہ کے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ چالیس سال کے بعد ۶۱۰ء کو جس خدا کے برگزیدہ بندے نے نبوت و رسالت کا دعویٰ ایک جاہل و سرکش قوم کے سامنے کیا تھا اس کا یہ اہم اور عظیم الشان دعویٰ کوئی دعویٰ نہ تھا بلکہ اس دعوے کی پشت پر یعنی اس دعوے کی صحت و صداقت کے دلائل و براہین میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس دعوے سے قبل مدعی کی زندگی یکسر شفقت علی الخلق اور رحمت علی العباد تھی اور اس کی حیات کی کتاب کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا صفحہ بھی کسی برائی کسی عیب اور کسی ذمیمہ سے آلودہ نہ تھا اور اس کے دامن حیات پر بداخلاقی کا کوئی دھبہ نہ تھا بلکہ سراپا محاسن و محامد تھا اور ضرور تھا کہ خداوند حکیم و قدیر دنیا کی ہدایت کے لئے ایسے ہی برگزیدہ و پسندیدہ سیرت و خصلت انسانی کو منتخب کرتا۔

یہ صرف چند حالات و واقعات ہیں ایک متلاشی حق کو بہت زیادہ تفصیل سے سوانح قبل بعثت مل سکتے ہیں اور ان حقائق کی روشنی میں وہ اپنے لئے راہ ہدایت آسانی کے ساتھ تلاش کر سکتا ہے۔

اسی کے ساتھ جب وہ بعد از بعثت کی زندگی کا مطالعہ کریگا جو زیادہ تفصیل اور زیادہ شرح و بسط کے ساتھ محفوظ ہے اور تمام جزئیات حیات پر حاوی ہے تو ایک حق جو صداقت پسند انسان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہ جاتا کہ بے اختیار حضور کے دعوے کی صحت و صداقت کا اقرار کرے اور پکار اٹھے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ۔


کیا آپ علم مجلسی سے ناواقف ہیں

تو آداب مجلس پڑھیئے یہ کتاب آپ کے اندر لوگوں کے دلوں کی ایک تسخیر کی قوت پیدا کر دے گی آپ کے ہر انداز میں ایک کشش پیدا ہو جائیگی گفتگو میں شیرینی آجائیگی یہاں تک کہ آپ کی ظاہری صورت بھی لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیگی غرضکہ مرد آپ عزت سے پیش آئینگے اور عورتیں محبت کرنے لگیں گی بچے آپ کا احترام کرینگے آمد میں اپنے رنگ کی یہ پہلی کتاب ہے اس کتاب کے خرید لینے کے بعد انسان دنیاوی عزت خرید لیتا ہے

قیمت ایک روپیہ

پتہ یہ ہے :- حمیدیہ پریس - دہلی

# رسول کریم کا امتیاز مرسلین میں

(از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی جانشین علامہ شبلی مرحوم)

## آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ عالم میں خدا کی تعلیم و ہدایت کے شاہد ہیں نیکوکاروں کو فلاح و سعادت کی بشارت سنانے والے مبشر ہیں ان کو جو ابھی تک بخبر ہیں بشیار اور بیدار کرنے والے نذیر ہیں بھٹکنے والے مسافروں کو خدا کی طرف پکار کر لانے والے داعی ہیں اور خود بہ تن نور اور چراغ ہیں یعنی آپ کی ذات اور آپ کی زندگی راستہ کی روشنی ہے جو تاریکیوں کو کافور کر رہی ہے بہت سے انبیاء تھے جو صرف شاہد تھے جیسے حضرت یعقوب حضرت اسحاق حضرت اسمٰعیل وغیرہ بہت سے تھے جو صرف مبشر تھے جیسے حضرت ابراہیم حضرت عیسیٰ بہت سے تھے جو صرف نذیر تھے جیسے حضرت نوح حضرت موسیٰ حضرت ہود حضرت شعیب بہت سے تھے جو صرف داعی حق تھے جیسے حضرت یونس حضرت یوسف لیکن وہ جو شاہد مبشر نذیر و داعی مسراج منیر سب کچھ بیک وقت تھا وہ صرف محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والتحیات تھے اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ دنیا کے آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جس کے بعد کوئی دوسرا آنے والا نہ تھا آپ ایسی شریعت لیکر بھیجے گئے جو کامل تھی جس کی تکمیل کے لئے پھر کسی دوسرے کو آنا نہ تھا۔

آپ کی تعلیم دائمی وجود رکھنے والی تھی یعنی قیامت تک اس کو زندہ رکھنا تھا اس لئے آپ کی ذات پاک کو مجموعۂ کمال اور نسخہ بے زوال بنا کر بھیجا۔

وہ سیرت یا نمونہ حیات جو انسانوں کے لئے ایک کامل آئیڈیل انسان کی سیرت کا کام دے اس کے لئے متعدد شروط کی ضرورت ہے جس میں سب سے پہلی اور اہم چیز تاریخیت کا مسئلہ ہے۔

## سیرت نبوی کا تاریخی پہلو

تاریخیت سے مقصود یہ ہے کہ ایک کامل انسان کے جو سوانح اور حالات پیش کئے جائیں وہ تاریخ اور روایت کے لحاظ سے مستند ہوں ان کی حیثیت قصوں اور کہانیوں کی نہ ہو روزمرہ کا تجربہ ہے کہ انسان کی ایک سائیکالوجی ہے کہ کسی سلسلہ حیات کے متعلق اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ فرضی اور خیالی ہے یا مشتبہ ہے تو خواہ وہ کسی قدر موثر انداز میں پیش کیا جائے طبیعتیں اس سے دیر پا اور گہرا اثر نہیں لیتیں اس لئے ایک کامل آئیڈیل سیرت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے تمام ضروری اجزاء کی تاریخیت پر یقین ہو یہی اثر ہے کہ تاریخی افسانوں سے جو اثر طبیعتوں پر پیدا ہوتا ہے وہ خیالی افسانوں سے نہیں ہوتا دوسرا سبب تاریخی سیرت کے ضروری ہونے کا یہ ہے کہ آپ اس سیرت کا مطمح نظر محض دلچسپی یا فرحت کے گھنٹوں کی مشغولی کے لئے نہیں پیش کر رہے ہیں بلکہ اس غرض سے پیش کر رہے ہیں کہ ہم اپنی زندگی اس نمونہ پر ڈھالیں اور اس کی پیروی و تقلید کریں لیکن وہ زندگی اگر تاریخی اور واقعی طور سے ثابت نہیں تو آپ کیونکر اس کے قابل عمل اور قابل پیروی اور تقلید ہونے پر زور دے سکتے ہیں کہا جا سکتا ہے کہ فرضی اور مبتدا و خیالی قصے ہیں جن پر کوئی انسان اپنی عملی زندگی کی بنیاد نہیں ڈال سکتا ہے اس لئے کیا پر اثر ہونے کے لئے کیا قابل عمل اور لائق تقلید ہونے کے لئے سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ اس کی مثل انسان کی سیرت تاریخی اسناد کے معیار پر پوری اترے۔

## دوسرے بانیان مذاہب کی تاریخی حیثیت

ہم تمام انبیاء کرام کا ادب اور احترام کرتے ہیں اور ان کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین رکھتے ہیں لیکن الخوانۂ دلیل الرسل فضلنا بعض علی بعض یہ پیغمبر ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے۔ دوام بقا ختم نبوت اور آخری انسانی کامل سیرت ہونے کی حیثیت سے محمد رسول اللہ صلعم کو جو خاص شرف عطا ہوا ہے وہ دیگر انبیا کو اس لئے نہیں مرحمت ہوا کہ ان کو دائمی آخری اور خاتم نبوت نہیں بنایا گیا ان کی سیرتوں کا مقصد ایک خاص قوم کو ایک خاص زمانہ تک نمونہ دینا تھا اس لئے اس زمانہ کے بعد تبدیل دنیا سے مفقود ہو گئیں۔ غور کرو کہ ہر ملک میں ہر قوم میں ہر زمانہ میں ہر زبان میں کتنے لاکھ انسان خدا کا پیغام لیکر آئے ہوں گے ایک اسلامی روایت کے مطابق ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر آئے مگر آج ان میں سے کتنوں کا نام ہم جانتے ہیں اور جتنوں کا نام جانتے ہیں ان کا حال کیا جانتے ہیں دنیا کی تمام قوموں میں سب سے زیادہ قدیم اور پرانے ہونے کا دعویٰ ہندوؤں کو ہے گو یہ مسلم نہیں لیکن بفرض دیکھو کہ ان کے مذہب میں سینکڑوں کیا کروڑوں کے نام ہیں مگر ان میں سے کسی کو تاریخی ہونے کی عزت حاصل نہیں ہوا ان میں سے بہتیروں کے نام کے سوا کسی اور چیز کا کہیں نشان نہیں اور میتھالوجی سے آگے بڑھکر تاریخ کے میدان میں ان کا گذر بھی نہیں ہوا ان میں بہتر سے بہتر کیرکٹر وہ ہیں جو مہابھارت اور رامائن کے ہیرو ہیں مگر ان کی زندگی کے واقعات میں سے تاریخ کس کس کو یاد دلاتی ہے یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ زمانے کے کس دور اور دور کی کس صدی اور صدی کے کس سال کے واقعات ہیں اب یورپ کے بعض علما بیسیوں قیاسات سے کچھ کچھ تقریبی تخمینی زمانوں کی تعیین کرتے ہیں اور انھیں کو اب ہمارے ہندو تعلیم یافتہ احباب اپنے علم کی سند جانتے ہیں۔

لیکن یورپ کے محققین میں سے زیادہ تر تو وہ ان کو تاریخ کا درجہ ہی نہیں دیتے اور یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ خرمنی داستانیں کبھی عالم وجود میں بھی آئی ہیں۔

## مجوسی مذہب کا بانی

ایران کے پرانے مجوسی مذہب کا بانی زرتشت اب بھی لاکھوں آدمیوں کی عقیدت

کا مرکز ہے مگر اس کی بھی تاریخی شخصیت قدامت کے پردہ میں گم ہے یہاں تک کہ اس کے متعلق بھی بعض شکی مزاج امریکن اور یورپین علماء کو اسکے تاریخی وجود میں بھی شبہ ہو گیا ہے۔ معتبر قین میں سے جو لوگ اس کے تاریخی وجود کو تسلیم کرتے ہیں سینکڑوں قیاسات سے اس کے حالات زندگی کا کچھ تعین کرتے ہیں تاہم وہ بھی مختلف محققین کی باہمی متضاد رائے سے اس قدر مشکوک ہیں کہ کوئی انسان اس کے بھروسہ پر اپنی عملی زندگی کی بنیاد نہیں قائم کر سکتا۔ زرتشت کی جائے پیدائش، سال پیدائش، نوعیت خاندان، سبب تبلیغ مذہبی صحیفہ کی اصلیت، زبان، سال وفات جائے وفات ان میں سے ہر ایک مسئلہ سینکڑوں اختلافات کا مرجع ہے اور صحیح روایتوں کا اس قدر فقدان ہے کہ بجز تخمینی قیاسات کے اور کوئی کوشش ان سوالات کی تاریکیوں کو دور نہیں کر سکتی۔ بایں ہمہ یا سی اصحاب دن مشکو کہ قیاسی باتوں کا براہ راست اپنی روایتوں سے کوئی علم نہیں رکھتے بلکہ یورپین اور امریکن اسکالرس کی تخمینات وہ اپنی سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کے ذاتی ذرائع علم ہیں وہ فردوسی کے شاہنامہ سے آگے نہیں بڑھتے یہ عذر یکا رہے کہ یونانی دشمنوں نے ان کو مٹا دیا یہاں بہر حال ہم کو صرف اتنا کہنا ہے کہ وہ مٹ گئے خواہ وہ کسی طرح مٹے ہوں اور پہلی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو دوام اور بقا کی زندگی نہ ملی اور کرن اور ڈاریسٹیز جیسے محققین کو زرتشت کی تاریخی شخصیت سے انکار کرنا پڑا۔

## بودھ

قدیم ایشیا کا سب سے زیادہ وسیع مذہب بودھ ہے جو کبھی ہندوستان چین اور تمام ایشیائے وسطی افغانستان ترکستان تک وسیع تھا اور اب بھی برما سیام۔ چین۔ جاپان اور تبت میں موجود ہے ہندوستان میں تو یہ کہنا آسان ہے کہ برہمنوں نے ان کو مٹایا اور ایشیائے وسطی میں اسلام نے اس کا خاتمہ کر دیا مگر تمام ایشیائے اقصیٰ میں تو اس کی حکومت اس کی تہذیب اس کا مذہب تلوار کی قوت کے ساتھ ساتھ قائم ہے اور اس وقت سے اب تک غیر مفتوح ہے تاہم کیا یہ چیز یں بودھ کی زندگی اور سیرت کو تاریخی روشنی میں برقرار رکھ سکتی اور ایک مورخ اور سوانح نگار کے تمام سوالات کا وہ تشفی بخش جواب دے سکتی ہیں خود اس کے زمانہ وجود کی تعیین مگدھ و کپل وستو کے راجاؤں کے واقعات سے کی جاتی ہے ورنہ کوئی دوسرا ذریعہ نہیں اور ان راجاؤں کا زمانہ بھی اس طرح متعین ہو سکا کہ ان کے تعلقات سفارت اتفاقاً یونانیوں سے قائم ہو گئے تھے جینی مذہب کے بانی کا حال بھی ایسا ہی ہے اور چین کے ایک بانی مذہب کنفیوشس کی نسبت ہم کو بودھ سے بھی کم واقفیت ہے حالانکہ ان کے ماننے والوں کی تعداد کروڑوں سے بھی زیادہ ہے۔

## سامی قوم کے انبیا

سامی قوم کے سینکڑوں پیغمبروں میں سے نام کے سوا تاریخ نے اور کچھ ان کا حال نہ جانا۔ حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت ہود حضرت صالح حضرت اسمٰعیل حضرت اسحٰق حضرت یعقوب حضرت لوط یا حضرت یحییٰ کے حالات

اور سیرتوں سے ایک ایک حصہ کے علاوہ ہم کو کوئی کچھ کیا بتا سکتا ہے ان کی سیرتوں کے ضروری اجزا تاریخ کی کڑیوں سے کس طرح گم ہیں ان کی مقدس زندگیوں کے ادھورے اور نامربوط اجزا کیا ایک کامل انسانی زندگی کی تقلید اور پیروی کا سامان کر سکتی ہیں قرآن مجید کو چھوڑ کر یہودیوں کے جن اسفار میں ان کے حالات ہیں ان میں سے ہر ایک کی نسبت محققین کو مختلف شکوک ہیں اور اگر ان شکوک سے ہم قطع نظر بھی کر لیں تو ان کے اندر ان بزرگوں کی تصویریں کس درجہ ادھوری ہیں۔

## حضرت موسیٰؑ

حضرت موسیٰ کا حال ہم کو توریت سے معلوم ہوتا ہے مگر خود وہ تورات جو آج موجود ہے وہ اہل تحقیق کے مطابق جیسا کہ خود مسلمین انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا تسلیم کرتے ہیں حضرت موسیٰ کے صدہا سال کے بعد عالم وجود میں آئی ہے اس پر بھی جرمن اسکالر نے پتہ لگایا ہے کہ موجودہ تورات میں پہلو بہ پہلو ہر واقعہ کے متعلق دو مختلف صورتوں یا روایتوں کا سلسلہ ہے جو ہم کہیں کہیں متضاد ہیں اور یہی سبب ہے کہ توریت کے سوانح و واقعات میں ہر ہر قدم پر ہم کو متضاد بیان سے سابقہ پڑتا ہے اس تصویر کی تفصیل انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے آخری ایڈیشن آرٹیکل ذیل میں موجود ہے ایسی صورت میں حضرت موسیٰ کا بلکہ حضرت آدم سے لیکر حضرت موسیٰ تک کے واقعات کی کیا تاریخی حیثیت رہ جاتی ہے۔

## حضرت عیسیٰؑ

حضرت عیسیٰ کے حالات انجیلوں میں درج ہیں مگر ان کنیسہ انجیلوں میں سے آج عیسائی دنیا کا بڑا حصہ صرف چار انجیلوں کو تسلیم کرتا ہے باقی انجیل طفولیت انجیل برنابس وغیرہ غیر مستند ہیں ان چار انجیلوں میں سے ایک انجیل کے لکھنے والے نے بھی حضرت عیسیٰ کو خود نہیں دیکھا تھا انہوں نے کس سے سنکر یہ حالات کا مجموعہ لکھا یہ بھی معلوم نہیں بلکہ اب تو یہ بھی مشکوک سمجھا جاتا ہے کہ جن چار آدمیوں کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے وہ نسبت صحیح بھی ہے یا نہیں بھی متحقق نہیں کہ وہ کن زبانوں میں اور کن زمانوں میں لکھی گئی ہیں سنہ ۱۷ء سے لیکر اور بعد کے متعدد و مختلف سالوں تک مختلف مفسرین نے انجیل ان کی تصنیف کا زمانہ بتاتے ہیں حضرت عیسیٰ کی پیدائش وفات اور تثلیث کی تعلیم ان سب کو سامنے رکھکر اب بعض امریکن نقاد اور رشیلٹ یہ کہنے لگے ہیں چنانچہ بکل کے مشہور رسالہ روپن کورٹ میں مہینوں اس پر بحث رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ کا وجود محض فرضی ہے اور ان کی پیدائش اور تثلیث کا بیان یونانی دردی متھالوجی کی محض نقالی ہے کیونکہ اس قسم کے خیالات ان قوموں میں مختلف دیوتاؤں اور ہیروؤں کے متعلق موجود تھے اس بیان سے عیسائی روایتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ کی زندگی کی تاریخی حیثیت نمایاں ہو جاتی ہے۔

## سیرت نبوی کی کاملیت

کسی انسانی سیرت کے دائمی نمونہ عمل بننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے صفحہ حیات کے تمام اجزا ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں کوئی واقعہ پردۂ راز میں

نہ ہو یا وہ ناواقفیت کی تاریکی میں گم نہ ہو بلکہ اس کے تمام سوانح اور حالات روز روشن کی طرح دنیا کے سامنے ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس کی سیرت کہاں تک انسانی سوسائٹی کے لئے ایک آئیڈیل زندگی کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اس معیار پر اگر شارعین ادیان اور بانیان مذاہب کے سوانح اور سیرتوں پر نظر ڈالو تو معلوم ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے سوا اور کوئی ہستی اس معیار پر پوری نہیں اترتی اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاتم الانبیا ہو کر دنیا میں تشریف لائے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہزاروں لاکھوں انبیا علیہم السلام اور مصلحین دین کے زمرہ میں سے صرف تین چار ہی ہستیاں ایسی ہیں جو تاریخی کہی جا سکتی ہیں لیکن کاملیت کی حیثیت سے وہ بھی پوری نہیں ہیں۔

## بودھ کا حال تاریکی میں ہے

غور کرو کہ مردم شماری کے لحاظ سے آج بھی بودھ کے پیرو دنیا کی آبادی کے چوتھائی حصہ پر قابض ہیں مگر بایں ہمہ تاریخی حیثیت سے اس کی زندگی صرف چند قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ ہے بہرحال انہی قصوں اور کہانیوں کو تاریخ کا درجہ دیکر اگر ہم بدھ کی زندگی کے ضروری اور اہم اجزا تلاش کریں تو ہم کو ناکامی ہوگی ان قصوں اور کہانیوں سے ہم کو زیادہ سے زیادہ معلوم ہوتا ہے کہ کپل وستو میں نیپال کی ترائی کے کسی ملک میں ایک راجہ شدھودن کا تھا جس نے فطرۃ سوچنے والی طبیعت پائی تھی جوان ہو کر اور ایک بچے کا باپ بنکر اتفاقی اس کی نظر چند مصیبت زدہ انسانوں پر پڑی اس کی طبیعت بیحد متاثر ہوئی اور گھر بار چھوڑ کر وہ دیس سے نکل گیا اور نہ معلوم کہاں کہاں بتر و پٹنہ اور اجگیر (بہار) کے کبھی شہروں اور کبھی جنگلوں اور پہاڑوں کھوؤں میں پھرتا رہا اور خدا جانے کم کی کتنی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے گیا میں ایک اکتشاف حقیقت کا دعوی کیا اور بنارس سے پہلے تک اپنے مذہب کی دعظ کہتا رہا اور پھر اس دنیا سے رخصت یہ خلاصہ ہے بودھ کے متعلق دنیا کی معلومات کا۔

## زرتشت کی زندگی پر گہرا پردہ

زرتشت بھی ایک مذہب کا بانی ہے مگر ہم بتا چکے ہیں کہ قیاسات کے سوا اس کی زندگی اور سیرت کا بھی سراغ نہیں ملتا ان قیاسات سے بھی جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کو ہم بجائے اپنی زبان سے کہنے کے بیسویں صدی کے مستند خلاصہ معلومات مجموعہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (گیارہواں ایڈیشن) کے آپکل زرا شسٹر سے یہاں نقل کرتے ہیں:۔

زرتشت کی جس شخصیت سے (گاتھا) کے ان اشعار میں ہماری ملاقات ہوتی ہے وہ نئے اوستا کے زرتشت سے بالکل مختلف ہے وہ ٹھیک متضاد ہے اس دوسرے افسانہ کی معجزانہ شخصیت سے (اس کے بعد کچھ گیتا واقعی حالات نقل کر کے مضمون نگار لکھتا ہے) تاہم ہم توقع نہ کریں کہ ہم گاتھا سے زرتشت کے فیصلہ کن حالات میں جان سکتے ہیں وہ ہم کو زرتشت کی لائف کا کوئی تاریخی بیان نہیں دیتی اور جو کچھ ماتا بھی ہے اس کے سنے یا توصاف نہیں ہیں یا غیر مفہوم ہیں موجودہ زمانہ کی تصنیفات کا باب شروع کرتے ہوئے یہ مضمون نگار لکھتا ہے:۔

اس کی جائے پیدائش کے متعلق شہادتیں متضاد ہیں اس کے زمانہ کی تعیین کے متعلق یونانی مورخین کے بیانات نیز موجودہ محققین کے قیاسات بھی مختلف ہیں مضمون نگار لکھتا ہے زرتشت کے زمانہ سے ہم قطعاً جاہل ہیں:۔

بہرحال جو کچھ ہم کو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ آذربائیجان کے کسی مقام پر پیدا ہوا۔ تبلیغ وغیرہ کی طرف تبلیغ کی ہشتاسپ بادشاہ نے اس کے مذہب کو اختیار کیا کچھ اس نے غیر معمولی معجزے دکھائے اس نے شادی بیاہ کیا اولادیں ہوئیں اور پھر کہیں مر گیا کیا ایسی نامعلوم ہستی کے متعلق کوئی کاملیت کا گمان کر سکتا ہے اور اس کی زندگی انسانی سوسائٹی کے لئے چراغ راہ بن سکتی ہے یا بنائی جا سکتی ہے۔

## حضرت موسیٰؑ کی سیرت نامکمل ہے

انبیائے سابقین میں سب سے مشہور زندگی حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی ہے بغیر اس کے کہ ہم موجودہ تورات کے مستند یا غیر مستند ہونے کی بحث کریں ہم تمام تر ان بیانات کو صحیح تسلیم کر لیتے ہیں تاہم تورات کی پانچوں کتابوں سے ہم کو حضرت موسیٰ کی زندگی کے کس قدر اجزا ہم کو ہاتھ آئے ہیں جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ پیدا ہو کر فرعون کے گھر پرورش پاتے ہیں جوان ہو کر فرعونیوں کے مظالم کے خلاف بنی اسرائیل کی ایک دو موقعوں پر مدد کرتے ہیں پھر مصر سے بھاگ کر مدین آتے ہیں یہاں شادی ہوتی ہے اور متعدد سال یہاں زندگی بسر کر کے مصر واپس جاتے ہیں راہ میں نبوت سے سرفراز ہوتے ہیں فرعون کے پاس پہنچتے ہیں معجزات دکھاتے ہیں اور بنی اسرائیل کو مصر سے بچا لیکر خصت چاہتے ہیں رخصت نہیں ملتی بالآخر عفلت میں مع اپنی قوم کے نکل جاتے ہیں خدا کے حکم سے سمندر میں ان کو راہ مل جاتی ہے فرعون غرق ہو جاتا ہے اور وہ اپنی قوم کو لیکر عرب اور شام میں داخل ہوتے ہیں کنعانی فرمانروا ان سے لڑائیاں کرتے ہیں اسی اثنا میں ایک پہاڑی پر ان کی وفات ہو جاتی ہے اور اس وقت وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے تورات استثنا کے اختتامی فقرے میں ہے۔

"سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق مواب کی سرزمین میں مر گیا اور اس نے اسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آج کے دن تک کوئی اس قبر کو نہیں جانتا اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کے مانند کوئی نبی نہیں ہوا"

(۱) یہ تورات کی پانچویں کتاب ہے جس کی تصنیف بھی حضرت موسیٰ کی طرف منسوب ہے ان فقروں سے سب سے پہلے آپ کی نظر اس پر پڑنی چاہیئے کہ یہ پوری کتاب یا اس کے آخری اجزا حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں لیکن بایں ہمہ دنیا حضرت موسیٰ کے اس سوانح نگار سے واقف نہیں۔

(۲) ان درسوں کے الفاظ آجتک اس کی قبر کو کوئی نہیں جانتا اور اب تک ویسا کوئی نبی بنی اسرائیل میں نہیں ہوا" ظاہر کرتے ہیں کہ سوانح موسیٰؑ کے یہ تکمیلی اجزا اتنی مدت دراز کے بعد لکھے گئے ہیں جس میں ایک مشہور یادگار کو لوگ بھول سکتے ہیں اور ایک نئے پیغمبر کے ظہور کی توقع کی جاسکتی تھی۔

(۳) حضرت موسیٰؑ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی مگر غور سے دیکھو کہ پیدائش کے بعد سے ان کے عہد شباب سے لیکر ۴۰ برس کی عمر تک کے طویل زمانہ کی وسعت کو بھرنے کے لئے ہم کو حضرت موسیٰؑ کے واقعات معلوم ہوئے ہیں اور سوانح کے ضروری اجزا ہمارے ہاتھ میں ہیں پیدائش کا واقعہ معلوم جوانی میں ہجرت شادی اور نبوت کے واقعات معلوم ہوئے ہیں پھر چند لڑائیوں کے بعد بڑھاپے میں ۱۲۰ برس کی عمر میں ان سے ملاقات ہوتی ہے ان واقعات کو جانچ دیکھئے یہ تو شخصی حالات ہیں جو ہر شخص کی زندگی میں الگ الگ پیش آتے ہیں انسان کو اپنی سوسائٹی کے عملی نمونہ کے لئے جن اجزا کی ضرورت ہے وہ اخلاق و عادات اور زندگی کے طور طریق ہیں اور یہی اجزا حضرت موسیٰؑ کی پیغمبرانہ سوانح عمری سے گم ہیں اور نہ عام جزئی حالات یعنی اشخاص کے نام و نسب مقامات کے پتے مردم شماریاں اور قانونی قول و اقوال بہت کچھ تورات میں مذکور ہیں مگر وہ معلومات خواہ خبر رائیہ کرانولوجی اور نسب ناموں اور قانون دانی کے لئے کسی قدر ضروری ہوں مگر علمی حیثیت سے بیکار ہیں اور اجزا سے سوانح کی کاملیت سے معرا ہیں۔

## حضرت عیسیٰؑ کی سیرت ناکافی ہے

اسلام کے سب سے قریب العہد پیغمبر حضرت عیسیٰؑ ہیں جن کے پیرو آج روئے زمین مردم شماری کے مطابق تمام دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے زیادہ ہیں۔ مگر یہ سنکر آپ کو حیرت ہوگی کہ اسی مذہب کے پیغمبر کی زندگی کے اجزا تمام دوسرے مشہور مذاہب کے بانیوں اور پیغمبروں کے سوانح سے سب سے زیادہ کم معلوم ہیں آج عیسائی یورپ کے تاریخی ذوق کا یہ حال ہے کہ بابل و اسیریا عرب و شام مصر و افریقہ ہندوستان ترکستان کے ہزارہا برس کے واقعات کو کتابوں اور لفظوں کو پڑھکر اور کھنڈروں اور پہاڑوں اور زمین کو کھود کر منظر عام پر لا رہے ہیں مگر ان کا مسیحائی معجزہ جس چیز کو زندہ نہیں کرسکتا وہ خود حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے مدفون واقعات ہیں ہر دفیسر رینان نے کیا کیا نہ کیا مگر حضرت عیسیٰؑ کے واقعات زندگی نہ مل سکے۔ انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی زندگی ۳۳ برس کی تھی موجودہ انجیلیں غیر معتبری کے باوجود صرف ان کے آخری تین سالوں کی زندگی پر مشتمل ہیں ہم کو ان کی تاریخی زندگی کے صرف یہ اجزا معلوم ہیں وہ پیدا ہوئے اور پیدائش کے بعد مصر گئے لڑکپن میں ایک دو معجزے دکھائے اس کے بعد وہ غائب ہوجاتے ہیں اور پھر یک بیک تیس برس کی عمر میں بپتسمہ دینے اور پہاڑیوں اور دریاؤں کے کنارے ماہی گیروں کو وعظ کہتے نظر آتے ہیں چند شاگرد پیدا ہوتے ہیں یہودیوں سے چند مناظرے ہوتے ہیں یہودی ان کو پکڑا دیتے ہیں رومی گورنر کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوتا ہے اور سولی دیدی جاتی ہے اور تیسرے دن ان کی قبر ان کی لاش سے خالی نظر آتی ہے تیس برس اور کم از کم پچیس برس کا زمانہ کہاں گذرا اور کیونکر گذرا؟ دنیا اس سے ناواقف ہے اور رہے گی ان تین آخری برسوں کے واقعات میں بھی کیا ہے چند معجزے اور چند مواعظ اور آخری سولی۔

## سیرت نبویؐ کی جامعیت

نمونہ کی سیرت بننے کے لئے تیسری ضروری شرط "جامعیت" ہے جامعیت سے مقصود یہ ہے کہ مختلف طبقات انسانی کو اپنی ہدایت اور روشنی کے لئے جن نمونوں کی ضرورت ہوتی یا ہر فرد انسان کو اپنے مختلف تعلقات اور روابط فرائض اور واجبات کو ادا کرنے کے لئے مثالوں اور نمونوں کی حاجت ہوتی ہے وہ سب اس "آئیڈیل زندگی" کے آئینہ میں موجود ہو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ سوائے خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی دوسری سیرت بھی اس معیار پر پوری نہیں اترتی مذہب کیا چیز ہے وہ صرف خدا اور بندوں اور باہم بندوں کے متعلق جو فرائض اور واجبات ہیں ان کو تسلیم کرنا اور ادا کرنا وہ سرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجالانے کا نام ہے اس لئے ہر مذہب کے پیروؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے پیغمبروں اور بانیوں کی سیرتوں میں ان حقوق فرائض اور واجبات کی تفصیلات تلاش کریں اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو اس قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں حیثیتوں سے جب آپ تفصیلات ڈھونڈیں گے تو وہ پیغمبر اسلام کے سوا آپ کو کہیں نہیں ملیں گی۔

## دوسرے بانیان مذاہب کی زندگی نمونۂ عمل نہیں بن سکتی

مذاہب دو قسم کے ہیں ایک وہ جن میں یا تو خدا تسلیم ہی نہیں کیا گیا ہے اسلئے ان مذہبوں میں تو خدا اس کی ذات صفات اور دیگر حقوق الٰہی کا پتہ ہی نہیں تو اس کے بانیوں میں محبت الٰہی خلوص توحید پرستی وغیرہ کی تلاش ہی بیکار ہے دوسرے وہ مذاہب ہیں جنہوں نے خدا کو کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کیا ہے ان مذاہب کے پیغمبروں اور بانیوں کی زندگیوں میں بھی خدا طلبی کے جذبات مفقود ہیں خدا کے متعلق ہم کو کیا اعتقاد رکھنے چاہئیں اور ان کے کیا اعتقادات تھے اور ان اعتقادات پر ان کو کس حد تک عملاً یقین تھا اس کی تفصیل سے ان کی سیرتیں خالی ہیں پوری تورات پڑھ جاؤ خدا کی توحید اور اس کے احکام اور قربانی کے شرائط کے علاوہ تورات کی پانچ کتابوں میں کوئی ایسا فقرہ نہیں جس میں یہ معلوم ہو کہ حضرت موسیٰؑ کے تعلقات قلبی اور طاعت و عبادت اور خدا پر توکل و یقین خدا کی صفات کاملہ و آلیہ کی جلوہ گری ان کے قلب قدس میں کہاں تک تھی حالانکہ اگر موسوی مذہب ہمیشہ کے لئے اور آخری طور پر آیا ہوتا تو اس کے پیروؤں کا فرض تھا کہ وہ ان واقعات کو قید تحریر میں لاتے مگر خدا کی مصلحت نہ تھی اس لئے ان کو توفیق نہ ملی۔

حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کا آئینہ انجیل ہے انجیل میں اس ایک مسئلہ کے علاوہ کہ خدا حضرت عیسیٰؑ کا باپ تھا ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس دنیا دی

زندگی میں اس مقدس باپ اور بیٹے میں کیا تعلقات اور روابط تھے بیٹے کے اقرار سے نہ تو معلوم ہوتا ہے کہ باپ کو بیٹے سے بڑی محبت تھی مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بیٹے کو باپ سے کس درجہ محبت تھی وہ کہاں تک اپنے باپ کی اطاعت: در فرمانبرداری میں مصروف تھا وہ اس کے آگے شب و روز میں کبھی جھکتا بھی تھا "آج کی روٹی" کے علاوہ کوئی اور چیز بھی اس نے کبھی مانگی۔ گرفتاری کی رات سے پہلے کوئی ایک رات بھی اس پر ایسی گذری جب وہ باپ کے حضور میں دعا مانگ رہا ہو پھر ایسی سیرت سے ہم روحانی حیثیت سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اگر حضرت عیسیٰؑ کی سیرت میں خدا اور بندہ کے تعلقات واضح ہوتے تو ساڑھے تین سو برس کے بعد پہلے عیسائی بادشاہ کو تین سو عیسائی علماء کی مجلس دینس میں اس کے فیصلہ کے لئے فراہم کرنی نہ پڑتی اور وہ اب تک ایک ناقابل فہم راز نہ بنا رہتا۔

اب حقوق عباد کی حیثیت سے لیجئے تو یہی حضرت خاتم النبیین صلعم کے سوا تمام دیگر انبیاء علیہم السلام اور بانیان مذاہب کی سیرتیں اس سے خالی ہیں۔ بودھ نے اپنے تمام اہل وعیال اور خاندان کو چھوڑ کر جس کارِ رستہ لیا اور پھر کبھی اپنی پیاری بیوی سے جس سے اس کو محبت تھی اور اپنے ننھے ننھے بیٹے سے کوئی تعلق نہ رکھا دوستوں کے ہمدرد کو علیحدہ کر دیا حکومت اور سلطنت کے بارگراں کو چھوڑ دیا اور نروان یا موت کے حصول کو انسانی زندگی کا آخری مقصد قرار دیا ان حالات میں کیا کوئی انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیا کے بسنے والوں کے لئے جن کو حکومت اور رعیت شاہ و گدا آقا و نوکر باپ بیٹے۔ بھائی بہن اور دوست احباب بنتے ہیں بودھ کی زندگی میں کوئی ایسی جامعیت ہے جو تارک الدنیا بھکشوں اور کاروباری انسانوں دونوں کے لئے قابل تقلید ہو اسی لئے اس کی زندگی کبھی بھی بودھ کے ماننے والے کاروباریوں کے لئے قابل تقلید نہ بنی ورنہ چین و جاپان سیام و تمام تبت و برما کی تمام سلطنتوں میں تجارتیں اور صناعیاں اور دیگر کاروباری مشاغل فوراً بند ہو جائیں اور بجائے آباد شہروں کے صرف سنسان جنگلوں کا وجود رہ جائے۔

حضرت موسیٰؑ کی زندگی کا ایک ہی پہلو نہایت واضح ہے اور وہ جنگ اور سپہ سالاری کا ورنہ اس کے علاوہ ان کی سیرت کی پیروی کرنے والوں کے لئے دنیاوی حقوق، واجبات فرائض اور ذمہ داریوں کا کوئی نمونہ موجود نہیں ہے۔ میاں بیوی باپ بیٹے بھائی بھائی دوست احباب کے متعلق ان کا کیا طرز عمل تھا صلح کے فرائض میں ان کا کیا دستور ہو سکتا تھا ہم کو اپنے مال و دولت کو کس طرح مفید کام میں لگانا چاہیئے بیمار کے ساتھ یتیم کے ساتھ مسافر کے ساتھ غریبوں کے ساتھ ان کی کیا سیرت تھی اور ان کے ماننے والے ان امور میں ان کی زندگی کی مثالوں سے کیونکر فائدہ اٹھائیں حضرت موسیٰ بیوی رکھتے تھے بچے رکھتے تھے دوسرے اعزہ اور متعلقین رکھتے تھے اور یقیناً ہمارا اعتقاد ہے کہ ان کا پیغمبرانہ طرز عمل ان کے ساتھ ہر حرف بحرف سے پاک ہوگا مگر ان کی موجودہ سیرت کی کتابوں میں ہم کو یہ ابواب نہیں ملتے جو ہمارے لئے قابل تقلید اور نمونہ ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں تھیں اور انجیل کے بیان میں ان کے بھائی بہن بھی تھے بلکہ مادی باپ تک بھی موجود تھے مگر ان کی زندگی کے واقعات ان عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ان کا تعلق عمل ملوک اور برتاؤ ظاہر نہیں کرتے حالانکہ ہمیشہ دنیا انہی سے آباد ہے اور رہے گی مذہب کا بڑا حصہ انھیں کی متعلقہ ذمہ داریوں کے ادا کرنے کا نام ہے حضرت عیسیٰؑ نے محکومی کی زندگی بسر کی اس لئے ان کی سیرت تمام حاکمانہ فرائض کی مثالوں سے خالی ہے وہ متاہل نہ تھے اس لئے ان دو جوڑوں کے لئے جن کے درمیان توارث کے پہلے ہی باپ نے اس باپ سے زیادہ مضبوط رشتہ قائم کیا ہے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی تقلید کا کوئی سامان نہیں رکھتی اور چونکہ دنیا کی بیشتر آبادی متاہلانہ زندگی رکھتی ہے اس لئے اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کے بیشتر حصہ آبادی کے لئے ان کی سیرت نمونہ نہیں بن سکتی جس نے گھر بار اہل و عیال مال و دولت صلح و جنگ دوست دشمن کے تعلقات سے واسطہ ہی نہ رکھا ہو وہ اس دنیا کے لئے جو انھیں تعلقات سے معمور ہے کیونکر مثال ہو سکتی ہے اگر آج یہ نئی دنیا اختیار کر لے تو کل وہ سنسان قبرستان بن جائے اور تمام ترقیاں فوراً رک جائیں اور عیسائی یورپ تو شاید ایک منٹ کے لئے زندہ نہ رہے۔

## سیرت نبویؐ کی عملیت

اب میں اسٹڈیل لائف کے سب سے آخری معیار تک پہنچ گیا ہوں اور وہ عملیت ہے۔ عملیت سے یہ مقصود ہے کہ شارع دین اور بانی مذہب جس تعلیم کو پیش کر رہا ہو خود اس کا ذاتی عمل کہاں تک اس کی مثال اور نمونہ ہے اور خود اس کے عمل نے اس کی اس تعلیم کو کہاں تک عملی یعنی قابل عمل ثابت کیا ہے بہتر سے بہتر خوش کن سے خوش کن فلسفہ اور دلچسپ سے دلچسپ نظریہ اور خوش آیند سے خوش آیند اقوال ہر شخص ہر وقت پیش کر سکتا ہے لیکن جو چیز ہر شخص اور ہر وقت نہیں پیش کر سکتا وہ عمل ہے انسانی سیرت کے بہتر اور کامل ہونے کی دلیل اس کے نیک اور معصوم اقوال اور خیالات اور اخلاقی اور فلسفیانہ نظریے نہیں بلکہ اس کے اعمال اور کارنامے ہیں اگر یہ معیار نہ قائم کیا جائے تو اچھے اور برے کی تمیز اٹھ جائے اور دنیا صرف بات بنانے والوں کی جگہ رہ جائے اب مجھے پوچھنے دیجئے کہ لاکھوں شارعین اور ہزاروں بانیان مذاہب میں سے کون اپنی عملی سیرت کو اس ترازو پر تلوانے کے لئے آگے بڑھ سکتا ہے۔

تو اپنے خداوند خدا کو اپنی ساری جان و مال اور دل سے پیار کر تو دشمن کو پیار کر جو تیرے داہنے گال پر تھپڑ مارے تو اس کے سامنے اپنا بایاں گال بھی پھیر دے جو تجھ کو ایک میل بیگار لیجائے تو اس کے ساتھ دو میل جا جو تیرا کوٹ مانگے تو اس کو کرتا بھی دیدے۔

تو اپنے تمام مال و اسباب کو خدا کی راہ میں دیدے تو اپنے بھائی کو ستر دفعہ معاف کر کہ آسمان کی بادشاہت میں دردمند کا داخل ہونا مشکل ہے"

یہ اور اسی قسم کی بہت سی نصیحتیں نہایت دل خوش کن ہیں مگر عمل سے اگر ان کی تصدیق نہ ہو تو وہ سیرت کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ وہ صرف ان کی معصوم شیریں زبانیوں کا مجموعہ ہے جس نے اپنے دشمن پر قابو نہ پایا ہو وہ عفو کی

مثال کیسے پیش کر سکتا ہے جس کے پاس خود کچھ نہ ہو وہ غریبوں اور مسکینوں اور یتیموں کی مدد کیونکر کر سکتا ہے عزیز و اقارب ہوی بچے نہ رکھتا ہو وہ انہی تعلقات سے آباد دنیا کے لئے مثال کیونکر بن سکتا ہے جس نے بیماروں کی تیمارداری اور عبادت نہ کی ہو وہ اس کا وعظ کیونکر کہہ سکتا ہے جس کو خود دوسروں کے معاف کرنے کا موقع نہ ملا ہو اس کی زندگی ہم میں سے غضناک اور غصہ ور لوگوں کے لئے کیسے نمونہ بنے گی۔

غور فرمائیے نیکیاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک سلبی اور ایک ایجابی مثلاً آپ پہاڑ کی کوہ میں جا کر عمر بھر بیٹھ گئے تو صرف یہ کہنا صحیح ہوگا کہ بیوی اور برائیوں سے آپ نے پرہیز کیا یعنی آپ نے کوئی کام ایسا نہ کیا جو آپ کے لئے قابل اعتراض ہوگا یہ تو سلبی تعریف ہوئی ایجابی پہلو آپ کا کیا ہے؟ کیا آپ نے غریبوں کی مدد کی مظلوموں کو کہا کھلایا کمزوروں کی مدد کی ظالموں کے مقابلہ میں حق گوئی سے کام لیا گمراہوں کو سنبھالا گمراہوں کو راستہ دکھایا غرض عقود کریمہ موجود نہ تھا۔ جہاد فی سبیل حق گوئی رحم حق کی نصرت کے لئے جوش جد و جہد۔ تبلیغ ہدایت۔ ادائے فرض۔ ذمہ داریوں کی بجا آوری تمام وہ اخلاق جن کا تعلق عمل سے ہے وہ صرف سلبی ہے اور عدم عمل سے نیکیاں نہیں بن جائینگی۔ عرفی نیکیاں صرف سلبی ہی پہلو نہیں رکھتیں بلکہ زیادہ تر ایجابی اور عملی پہلو پر ان کا مدار ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس سیرت کا یہ عملی حصہ سامنے نہ ہو اس کو آئیڈیل لائف اور قابل تقلید زندگی کا نمونہ نہیں دیا جا سکتا اس لئے کہ انسان اس کی کس چیز کی فکر کرے گا اور کس عمل سے سبق حاصل کرے گا۔ نہیں تو صلح و جنگ۔ فقر و دولت ازدواج وغیرہ

تعلقات خانہ داری و تعلقات عبد و حاکمیت و محکومیت سکون و عضب جلوت و خلوت زندگی کے ہر ایک پہلو کے متعلق عملی مثال چاہیئے کیونکہ دنیا کا بیشتر حصہ بلکہ تمام تر حصہ انہی مشکلات اور تعلقات میں الجھا ہوا ہے اس لئے ان کو انہیں مشکلات کے حل کرنے اور انہیں تعلقات کو بوجہ احسن انجام دینے کے لئے ہم کو عملی مثالوں کی ضرورت ہے محض قولی ہدایت کی نہیں یہ شاعری اور خطابت نہیں بلکہ تاریخی واقعہ ہے کہ اس بیسار پر بھی سیرت محمدی کے سوا کوئی دوسری پوری نہیں اتر سکتی یہ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ آئیڈیل لائف اور نمونہ تقلید بننے کے لئے جو سیرت انسانی منتخب کی جائے ضرور ہے کہ اس کی سیرت کے موجودہ نقشہ میں یہ چار باتیں پائی جائیں یعنی تاریخیت جامعیت کاملیت اور عالمیت مصر یہ مقصد نہیں کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں ان کے عہد اور ماحول میں ان خصوصیات سے خالی تھیں بلکہ یہ مقصد ہے کہ ان کی سیرتیں جو ان کے بعد عام انسانوں کے لئے پہنچیں یا آج ہی موجود ہیں وہ ان خصوصیات سے خالی ہیں اور یہ مصلحت الٰہی تھی تاکہ اس سے ثابت ہو سکے کہ وہ خود وقتی و زمانہ اور متعین قوموں کے لئے تھا اس لئے ان کی سیرتوں کو دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ تک محفوظ رکھنے کی ضرورت نہ تھی اور یہ شرف خاص سیرت پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص فرمایا گیا ہے کہ وہ تمام دنیا کی قوموں کے لئے اور قیامت تک کے لئے نمونہ عمل اور قابل تقلید بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے آپ کی سیرت کو ہر حیثیت سے مکمل اور دائمی اور محفوظ بنایا گیا اور یہی ختم نبوت کی سب سے بڑی عملی دلیل ہے۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کان اللہ بکل شیء علیما


# کتاب المرقوم یعنی شرح مثنوی مولینا روم

(از حضرت علامہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر وہلوی)

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی کتاب ہے جو ان تمام عالم تصوف کی جان ہے جو کتاب ہے جو تشنہ کام طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی کتاب ہے جس سے دنیا کا آدھ حصہ شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب متعین ہر صوفیوں کو اس کی ضرورت فی فصلوں لکچروں تقریروں اور تحریروں میں نہ پیش کرتا ہو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر وقت ہر گھڑی اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطالب لے سکتا ہے لیکن ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوانا شروع کیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا مختصراً اس کی خوبیاں حسب ذیل ہیں زیادہ وضاحت کی یہاں گنجائش نہیں:-

(۱) اصل مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے نہایت خوشخط بعض بعض مشکل الفاظ کو زبر زیر لگا کر لکھا گیا ہے (۲) مشکل الفاظ کی لغوی و اصطلاحی تشریح وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے (۳) ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی (۴) ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب جامع اختصار کے ساتھ کی گئی ہے (۵) ہر شعر کے اندر علم بیان علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے (۶) ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالہ دیئے گئے ہیں (۷) ہر شعر کی شرح نہایت دلنشین انداز میں کی گئی ہے کہ صاحب دل جھوم جھوم کر وجد میں آجاتے ہیں (۸) لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلیٰ ہے

ضخامت ۵۰۰ صفحات تقطیع کلاں نہایت موزوں

مجلد کی قیمت صرف ایکروپیہ بارہ آنے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# آقائے دوجہان پر کفار کے مظالم

(از جناب مولوی مرغوب احمد صاحب دہلوی)

خداوند قدوس نے اپنی گم کردہ راہ مخلوق کی ہدایت کے لئے جب کبھی اپنے کسی برگزیدہ بندے کو نبی و رسول بنا کر بھیجا تو مخلوق گمراہ کی یہ ایک سنت جاریہ رہی ہے کہ اس نے اپنے ہادی پر طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے ہیں اور ہدایت ترجمانی کا بدلہ ستم آرائی سے دیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام ایک ہزار سال تک اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرتے رہے مگر ان کی بدبخت قوم نے بھی قسم کھالی تھی کہ آپ کی ایک بات نہ سنے گی اور ہمیشہ آپ کا مذاق اڑاتی رہے گی یہاں تک کہ حضرت نوح ان کی ستم آرائی سے عاجز آکر اپنے پروردگار کے حضور فریاد کرنے پر مجبور ہو گئے:۔ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا! اے خدا کافروں میں سے زمین پر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ چنانچہ طوفان نوح نے اس شقی ازلی جماعت و قوم کا خاتمہ کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس قدر ستایا کہ آپ کو ہجرت کرنی پڑی اور خود آپ کے باپ آذر نے آپ کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی اور آخر کار آپ کو آپ کی ناری قوم کے بادشاہ نے آگ میں جھونک دیا۔

حضرت لوط علیہ السلام کو بھی اس قدر ستایا کہ آپ کو بددعا کرنی پڑی اور آپ کی قوم پر ان کی بستیاں الٹ دی گئیں۔

حضرت یحییٰ کو ظالموں نے شہید ہی کر ڈالا۔ حضرت موسیٰ کو فرعون نے جس قدر ستایا اس سے ہر ایک آگاہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کانٹوں کا تاج پہنایا اور آخر میں موت کا فتویٰ صادر کر دیا اور اپنے زعم میں ان کو سولی دیدی۔ غرض یہ کہ اللہ کے نام کی منادی کرنے والے تمام پیغمبر ان الٰہی کو کفار نے دکھ دیئے ہیں ان کو جھٹلایا ہے اور ان پر ظلم و ستم کی بارش کی ہے۔

لیکن حضور سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قوم نے جو کچھ کیا اور جس قدر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور جور و جفا کی تلواریں چلائیں وہ کسی نبی اور کسی رسول کے ساتھ نہیں ہوا اور جس طرح حضور نبی آخر الزماں اور خاتم المرسلین تھے اسی طرح آپ پر سب سے زیادہ ظلم کیا گیا اور سب سے زیادہ ستم کی جفا کاریاں کی گئیں۔

قابل لحاظ اور لائق ذکر تو یہ امر ہے کہ جبتک حضور خلعت نبوت سے سرفراز نہیں ہوئے تھے اور توحید کی دعوت کا کام شروع نہیں کیا تھا اس وقت تک کفار مکہ کی آنکھوں کے تارے تھے سب عزت و احترام سے پیش آتے تھے سب کے دلوں میں حضور کی عظمت و حرمت تھی اور سب آپ کو صادق و امین کے لقب سے پکارتے تھے چنانچہ پہلی مرتبہ جب آپ نے ایک بلیغ انداز سے مجمع عام میں تبلیغ اسلام کی تو اس وقت آپ نے ایک ایک قبیلہ کا نام لے لیکر کوہ صفا سے پکارا اور ان سے پوچھا کہ تم بتلاؤ کہ مجھے تم سچا جانتے ہو یا جھوٹا تو سب نے متفق اللفظ ہو کر جواب دیا تھا کہ ہم نے کوئی غلط بیہودہ بات تمہارے منہ سے نہیں سنی ہم کو یقین ہے کہ تم صادق اور امین ہو پھر حضور نے فرمایا دیکھو میں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے ہو میں پہاڑ کے دونوں طرف دیکھ رہا ہوں اچھا اگر میں کہوں کہ ٹاکوں کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آرہا ہے جو کہ یہ حملہ آور ہوگا تو کیا تم اس کا یقین کر لو گے۔

تمام لوگوں نے کہا کہ ہاں بیشک یقین کر لیں گے کیونکہ ہمارے پاس تیرے جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں ہے خصوصاً جبکہ وہ ایسی بلند جگہ پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہو۔

اسی طرح جب تعمیر خانہ کعبہ کے وقت حجر اسود کے نصب کرنے پر باہم قبائل میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکنے والی تھی اور ایک فیصلہ کے مطابق آپ حکم ہو گئے تو جس وقت حضور حرم میں داخل ہوئے تھے تو تمام قریش اور ان کے کمسن بچے اٹھ گئے تھے کہ ھذا الامین رضینا کا یعنی امین آگیا ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں۔

غور فرمائیے کہ بعثت اور دعوت عامۂ اسلام سے قبل حضور کے متعلق کفار کی کیسی اچھی رائے تھی اور کس قدر عزت و احترام کی نظر سے آپ کو دیکھتے تھے۔ مگر جس وقت آپ کلمۂ الٰہی یا ایھا المدثر قم فانذر کے مطابق تبلیغ و دعوت اسلام کا مقدس کام شروع کیا اور گمراہوں اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہدایت شروع کی تو وہی قریش جو آپ کو صادق و امین سمجھتے تھے حضور کو جھٹلانے لگے اور صرف جھٹلانے ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ جوں جوں حضور نے زیادہ سعی و کوشش دعوت اسلام پر صرف کی دوں دوں کفار کا ذوق ستم رانی بڑھتا گیا اور حضور کے درپے آزار ہونے لگے پھر ان ظالموں نے وہ وہ ستم توڑے ہیں کہ چرخ فلک بھی کانپ اٹھا ہوگا۔

## ظلم کی مختلف صورتیں

دشمنان اسلام نے ظلم و ستم اور جور و جفا کی ایک ہی صورت اختیار نہیں کی تھی بلکہ مختلف اور متعدد صورتیں ان شریروں نے اختیار کی تھیں اور وجہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ حضور حق کی تبلیغ فرماتے تھے ایک وجود قدوس کی پرستش کی دعوت دیتے تھے اور بتوں کی پوجا سے روکتے تھے بری باتوں سے منع فرماتے تھے صرف اس ہدایت فرمانی کے جرم میں ان ظالموں نے حضور پر ستم گاری کے لئے بہت سی کمیٹیاں بنا دی تھیں کسی کے سپرد صرف یہ کام تھا کہ وہ مسخرا ئیں مذاق کریں پھبتیاں کسیں منہ چڑائیں اور باہر سے جو لوگ آئیں ان کو حضور سے اور مسلمانوں سے بدظن کریں اور لوگوں کو آپ سے ملنے اور بات چیت کرنے سے روکیں۔

ایک دوسری کمیٹی کا یہ کام تھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں اور جس جگہ وعظ فرمائیں اور اس کا پیغام پہنچائیں اور قرآن سنائیں وہاں یہ شور و غل برپا کرے اور اس قدر ہنگامہ اور بدامنی پیدا کرے کہ آپ تقریر نہ فرما سکیں اور کوئی آپ کی تقریر نہ سن سکے۔

ایک اور کمیٹی تھی جس کا یہ کام تھا کہ اللہ کے رسول پر آتے جاتے وقت کیچڑ

مٹی گالی وغیرہ پھینکیں اور پتھر برسائیں اور سنگ باری کریں اللہ بزرگ و برتر کی عبادت میں مشغول اگر حضور کو دیکھیں تو کپڑے کی رسی بنا کر گردن مبارک میں ڈال کر کھینچیں اندھیری راتوں میں حضور کے راستے میں گڑھے کھودیں اور حضور کے راستے میں کانٹے بچھائیں اور کاشانۂ نبوت کے دروازہ پر غلاظت پھینک جائیں۔

ان کے علاوہ اور بھی کمینگیاں تھیں جو مختلف طریقوں سے حضور پر اور مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑتی تھیں ان کی کام یہ تھا کہ مسلمانوں پر ہر قسم کا ظلم روا رکھنا اور ان کے ساتھ دغا و فریب کرنا کارِ ثواب سمجھتے تھے اور موقع ملنے پر ان کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو بیابانوں کی کھوہ اور غاروں میں پھینک دیتے تھے اور کوئی دقیقہ دکھ دینے اور ظلم کرنے کا فروگذاشت نہ کرتے تھے یہاں تک کہ اس کفر و ضلالت کی آندھی نے ..... شمع رسالت کو گل کر دینے کی ٹھان لی

## اجمالِ ظلم کی دردانگیز تفصیل

کفار کے ظلم و ستم اور جور و جفا کی تفصیل اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے کیونکہ بعثت کے بعد سے ہجرت نبوی تک کا زمانہ جو ۱۳ سال کی مدت پر ختم ہوا تھا پورا پورا ظلم و ستم کا زمانہ تھا اور مسلسل و متواتر جفاکاری کا عہد تھا اس ۱۳ سال کے عرصہ میں ایک دن کے لئے کفار نے آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور ہر روز کوئی نہ کوئی نیا ظلم ڈھاتے اور نیا ستم ایجاد کرتے تھے

ابن عمرو بن العاص اپنا چشمدید واقعہ بیان کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ ابن معیط آیا اور اپنی چادر کو بل دیکر رسی بنائی اور جب حضور سرور کونین مسجد میں تشریف لے گئے تو چادر کی رسی حضور کی گردن مبارک میں ڈالدیا اور مروڑیاں دیکر گردن کھینچنے لگا یہاں تک کہ حضور کی گردن بہت زیادہ پھنچ گئی لیکن اس کے باوجود حضور اسی اطمینان سے سجدے میں اپنے پروردگار کے حضور میں پڑے ہوئے تھے اتنے میں ابوبکر صدیق آئے اور عقبہ کو دھکے دیکر ہٹایا اور ساتھ ہی یہ آیت بھی پڑھی۔

اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات

کیا تم ایک ایسے آدمی کو مارتے ہو اور صرف اس جرم میں کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور تمہارے پاس روشن دلائل بھی لیکر آیا ہے چنانچہ اس وقت چند شریر اوباش حضرت ابوبکر کے بھی لپٹ گئے اور ان کو بھی بہت زدوکوب کیا

ایک دفعہ اسی طرح پھر حضرت رسول خدا خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ قریش بھی صحن کعبہ میں جا بیٹھے سرگروہ کفار ابوجہل بھی وہاں تھا اس نے کہا کہ آج کہ میں فلاں جگہ اونٹ ذبح کیا گیا ہے اس کی اوجھڑی پڑی ہوئی ہے کوئی جاکر اٹھالائے اور اس رسول اللہ کے اوپر ڈال دے بدبخت شقی ازلی عقبہ اٹھا اور غلاظت سے بھری ہوئی اوجھڑی لا دی آنحضرت اسی طرح رب کعبہ کی عبادت میں مصروف رہے اور کفار مارے ہنسی کے ایکدوسرے پر گرے پڑتے تھے اور خوب قہقہے لگا رہے تھے ابن مسعود صحابی جو اس وقت بچے ہوں گے وہ بھی موجود تھے لیکن ان کا حوصلہ نہ پڑا لیکن فرۃ العین و جگر گوشۂ رسول سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سے جو اس وقت پہنچ گئی تھیں نہ رہا گیا اور بھلا ایک بیٹی اور سیدہ فاطمہ جیسی بیٹی کس طرح اپنے بدر عالی قدر کی یہ حالت دیکھکر خاموش رہ سکتی تھیں چنانچہ اپنے باپ کی پشت مبارک سے اوجھڑی اتار کر پھینکدی اور جفاکاروں کو بڑا بھلا کہا اور بغیر کچھ کہے اس موقع پر کس طرح ضبط ہو سکتا تھا جبکہ آج تیرہ سو سال کے بعد ایسے واقعات کو پڑھکر ہم جیسے ضعیف الایمان کا خون کھولنے لگتا ہے۔

ان دن کا واقعہ ہے کہ محبوب رب العالمین کوہ صفا پر بیٹھے ہوئے تھے وہاں شقی ازلی ابوجہل بھی پہنچ گیا اس نے پہنچتے ہی حضور کو پہلے تو بہت سی گالیاں سنائیں مگر حضور ان گالیوں کا کیا جواب دیتے اور کبھی کسی نبی پر عرش نے بھی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ آپ گالیاں سنکر بھی خاموش رہے کہ

جواب جاہلاں باشد خموشی

مگر شیطان سیرت ابوجہل نے گالیوں پر اکتفا نہیں کی بلکہ ایک پتھر بھی کھینچ مارا جس سے فرق مبارک کھل گیا اور خون بہنے لگا آنحضرت کے چچا حمزہ مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کو یہ معلوم ہوا کہ ابوجہل نے ان کے بھتیجے کے ساتھ ایسی شقاوت سے پیش آیا ہے تو وہ ابوجہل کے پاس گئے اور اپنی کمان اس کے سر پر اس زور سے ماری کہ وہ زخمی ہو گیا اس کے بعد جناب حمزہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا بھتیجے تم یہ سنکر خوش ہو گے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا آنحضرت نے فرمایا کہ چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوتا ہاں آپ مسلمان ہو جائیں تو مجھے از حد خوشی ہو چنانچہ حضرت حمزہ مسلمان ہو گئے۔

حضرت حمزہ کے بعد حضرت عمر فاروق مسلمان ہو گئے جن کے مسلمان ہونے حضور نے دعا مانگی تھی حضرت عمر کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے بہرحال اب تک مسلمان چھپکر نماز پڑھتے تھے حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد علانیہ پڑھنے لگے اس سے کفار بہت جلے اور ایذا رسانی و تکلیف دہی کے لئے پہلے سے بہت زیادہ آمادہ ہو گئے۔

اب یہ تجویز سوچی کہ حضور کا اور تمام مسلمانوں کا کلیۃً سوشل بائیکاٹ کر دیا جائے چنانچہ سنہ نبوت کفار نے ایک جلسہ کیا اور اس میں طے کیا کہ اگر بنو ہاشم مسلمان نہیں ہوئے مگر یہ بوجہ قرابت داری کے آنحضرت کا ساتھ نہیں چھوڑتے اس لئے حضور اور بنی ہاشم سے ہر قسم کا قطع تعلق کر لو رشتہ ناطہ چھوڑ دو اور گلیوں بازاروں میں چلنے پھرنے نہ دو اور ان کو کوئی چیز مول نہ لینے دو سب نے اس پر اتفاق کیا اور ایک عہد نامہ لکھکر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔

یہ مقاطعہ اس قدر سخت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم مجبور ہو گئے کہ گھاٹی کو چھوڑ کر پہاڑ کی گھاٹی میں محصور ہو کر زندگی بسر فرمائیں قریش نے اس قدر سختی برتی کہ خورد و نوش اشیا کا جانا بھی بند کر دیا جس سے اس قدر سخت تکلیف و اذیت کی زندگی ہو گئی کہ بنی ہاشم کے بچے شدت بھوک سے بلکا کرتے تھے اور ان کے رونے کی آواز گھاٹی سے باہر تک سنائی دیتی تھی مگر کفار کے دل نہیں پسیجے تھے تین سال کی طویل مدت حضور نے اور حضور کے خانوادہ بزرگ نے انتہائی تکلیف و اذیت کے ساتھ محصور ہو کر گذاری صرف ایام حج میں جب کفار بھی لڑنا حرام جانتے تھے مگر یہ نصیب ابولہب جو حضور کا چچا تھا اس زمانہ میں بھی صبح سے شام تک شیطان کی طرح پیچھے لگا رہتا تھا اور جہاں آپ لوگوں کو دعوت اسلام دیتے وہ بدبخت کہتا کہ لوگو یہ دیوانہ ہے اس کی بات مت سنو جو کوئی اس کی بات سنے گا وہ تباہ ہو جائے گا بالآخر

جب تین سال کے بعد پہرہ لگاتے لگاتے تھک گئے اور پہرہ اٹھا لیا اور اسی کے ساتھ اس شیطانی معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی تب حضور گھاٹی سے باہر نکلے اور وعظ وارشاد کا سلسلہ شروع کیا۔

تمسخر اور استہزا کی تو کوئی حد انتہا ہی نہ تھی بازار کے لونڈوں کو حضور کے پیچھے لگا دیا جاتا تھا کہ وہ مذاق اڑائیں غور کریں بیہودگیاں کہیں فقرے کسیں اور جس طرح ہو سکے خوب ستائیں اور لڑکوں پر مخصوص تھا بڑے بڑے سردار کفار تک مضحکہ اڑاتے تھے چنانچہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرم مقدس میں داخل ہوئے وہاں بہت سے مشرکین کے سردار بیٹھے ہوئے تھے ابوجہل بھی تھا اس نے آپ کو دیکھ کر از راہ تمسخر [illegible] فرزندان عبد مناف دیکھو تمہارا نبی آگیا عتبہ بن ربیعہ بولا ہمیں کیا [illegible] رہے ہم میں سے کوئی نبی بن بیٹھے یا کوئی نبی گذشتہ بنا جائے۔

اس مذاق کا جواب حضور نے اس طرح دیا کہ پہلے عقبہ سے فرمایا کہ تو نے [illegible] اور رسول کی حمایت کی بھی تو کی اور اپنی سی بات پر اڑا رہا پھر ابوجہل سے مخاطب ہو کر فرمایا تیرے لئے وہ وقت بہت قریب ہے کہ تو ہنسے گا اور بہت روئیگا اس کے بعد قریش سے فرمایا تمہارے لئے وہ ساعت قریب آ رہی ہے کہ جس دین کا تم انکار کرتے ہو آخر کار اسی میں داخل ہو جاؤ گے یہ سب کلمات اس زبان اقدس سے نکلے تھے جس کی شان وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ذوالعرش ہوا تھا اس نے ایک ایک کر کے تمام [illegible] واقعات پیش ہوئے۔

[illegible] ایک شریر نے حضور کے سر اقدس پر کیچڑ پھینکدی [illegible] اس حالت کا ظاہر ہوتے ہی داخل ہونے حضور کی جان نثار بیٹی پہنچے [illegible] کہ ان کا ان کو ہٹا دیا گیا حضور سے [illegible] فرمایا جاتا تھا حضور نے فرمایا جان پدر تم نہ روؤ بے شک تیرے باپ کی حفاظت [illegible] خود ہی فرمائیگا۔

جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا اور حضرت خدیجہ کی بھی وفات ہو گئی تو حضور نے [illegible] جوش و سرگرمی کے ساتھ تبلیغ اسلام شروع کر دی اور ادھر کفار کے حوصلے بھی بڑھ گئے کہ اب ابوطالب کا انتقال ہو گیا ہے اب کوئی حمایت کرنے والا بھی نہیں رہا اس لئے خوب ظلم و ستم توڑنے شروع کر دیئے مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ حضور کو وہی عناتوں اور حفاظتوں پر بھروسہ نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کو اس [illegible] پر بھروسہ تھا جس نے آپ کو ہادی برحق بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔

بہر حال حضور دعوت و ارشاد میں مشغول رہے اور اب مکہ کے باہر بھی تشریف لیجانے لگے اور طائف تک پیادہ پا تشریف لے گئے اور ہر ایک جگہ ہر ایک قبیلہ کو توحید کی منادی سنانے گئے۔ طائف میں سب سے پہلے عبد یالیل مسعود [illegible] سرداران طائف سے ملے اور ان کو اسلام کی دعوت دی مگر ان [illegible] رئیسوں نے مضحکہ اڑایا اور تینوں نے علیحدہ علیحدہ اس طرح اپنی خباثت [illegible] ثبوت دیا۔

ایک نے کہا کہ میں کعبہ کے سامنے دار ہی منڈا دوں اگر تجھے اللہ نے [illegible] بنایا۔ دوسرا بولا کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی بھی نہ ملا جسے وہ رسول بناتا [illegible] ہیں کے پاس چڑھنے کو سواری بھی نہیں ہے اس کو رسول بنانا تھا تو کسی معزز کو بنایا ہوتا۔

تیسرے نے زہر اگلا میں تجھ سے کبھی بات نہ کروں گا کیونکہ اگر تو خدا کا رسول ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو تیرے کلام کی تردید کرنا بہت خطرناک ہے اور اگر تو خدا پر بہتان باندھتا ہے تو میرے لئے زیبا نہیں کہ تجھ سے بات کروں۔

ان سے مایوس ہو کر حضور نے طائف کے عام خلائق کو دعوت ایمان دینی شروع کی مگر ان کافر سرداروں نے شہر کے لونڈوں اور اپنے غلاموں کو اکسا دیا کہ جس قدر سنگ کر سکتے ہو کرو۔ چنانچہ یہ لوگ جس وقت حضور وعظ فرماتے تو شور و غل مچاتے اور جس قدر بس چلتا اس قدر سنگباری کرتے کہ حضور لہولہان ہو جاتے خون بہہ کر نعلین مبارک میں بھر جاتا اور وضو کے وقت ان کا اتارنا مشکل ہو جاتا۔

اسی طرح طائف میں ایک دفعہ بدمعاشوں اور شریروں نے حضور آقائے کونین کو اس قدر گالیاں دیں اور تالیاں بجائیں اور اس قدر شور و غل مچایا کہ حضور کو ایک باغ کی احاطہ میں جانا پڑا۔

اسی طائف میں ایک مرتبہ حضور پر اس قدر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے اور کفار سنگدل نے آپ پر اس قدر پتھر برسائے اور اس قدر سنگ باری کی کہ آپ بیہوش ہو گئے اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور زید بن حارثہ آپ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر باغ سے باہر لے گئے اور وہاں پانی کے چھینٹے دیئے تب حضور کو ہوش آیا۔

باوجودیکہ کفار طائف نے اس قدر آپ پر ظلم کئے مگر زبان مبارک سے ایک لفظ بددعا کا نہیں نکلا۔

یہ مظالم نمونہ از خروارے کے مطابق ہیں ورنہ مکہ کی سیاہ راتوں اور [illegible] پہنچنے کے بعد جو ستم و جور رہے تھے کہ زبان مبارک ہیبت کے لئے [illegible] فرق مبارک تھی کیا گیا وہ ان کے علاوہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور کی حیات کی ہر عصر مظلومیت ہے ہی مدنی زندگی کی سراپا مظلومیت تھی کیونکہ کفار نے یہاں بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیا دو چند مظالم بیان کئے گئے ہیں ۱۰ ہزاروں میں سے چند ہی ہیں کیونکہ تیرہ سال کی طویل مدت میں شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہو جس دن کفار لعنت نے کوئی نہ کوئی ستم نہ توڑا ہو۔

لیکن تمام مظالم ان تمام ستم رانیوں اور ان تمام خطا کاریوں اور زیادتیوں کو حضور نے صبر و خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا اور رضا و تسلیم و تفویض کی طرف سے جس پیغام حق اور جس دعوت الی الخیر کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا تھا اس کو بلا کسی خوف و لومۃ لائم کے اعلیٰ منوں تک پہنچاتے رہے اور تمام انسانوں کی ہدایت فرمانی میں کبھی بڑے سے بڑے خطرہ کو راہ نہیں دیا جس کا نتیجہ حق تعالیٰ کی نصرت بخشیوں نے حضور کو کامیاب فرمایا اور وہی جو کل تک خون کے پیاسے اور جان کے دشمن تھے یا تو حضور کے خادم بن گئے یا خدا نے اپنے عذاب کی گرفت میں لیکر ان کو داخل الی النار کر دیا۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل واصحاب واتباع محمد

# عشاقِ رسول کا امتحان اور انکا استقلال

(از جناب مولانا انوار الحق صاحب نیر واسطی)

کفار نے صرف شعائر اسلام کو ہی ظلم و ستم کا نشانہ نہیں بنایا بلکہ جو لوگ ایمان لاتے تھے ان کو بھی اس جرم میں کہ وہ بتوں کی پوجا کو چھوڑ کر خدائے واحد کی پرستش کرنے لگے تھے اور خدا کے محبوب کی اطاعت و محبت کا حلقہ گردن میں ڈال لیا تھا اسی طرح نیا نیا مسلمان بنایا جاتا تھا اور اس قدر سنگدلی اور درندگی کے ساتھ ظلم و ستم کئے جاتے تھے کہ آج بھی ان کے ذکر کو سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسانیت ماتم کرنے لگتی ہے اور انسانیت و شائستگی کے لئے سینہ کوئی سنگ دل ہی نہیں رہتا

مگر ان پرستاران حق و صداقت نے رسول کے نام پر ہر ظلم و ستم کو ہنستے ہنستے برداشت کر لیا اور ان کے استقلال کی چمک سے ظلمت کدۂ عالم کی ہر شئے روشن ہو گئی اور ضلالت و گمراہی کی تاریکی سے نکالنے والے رحمت کی ہزاروں عورتیں و بربریت میں ہر قسم کی درندگی و خونخواری کو کمال صبر و استقامت سے برداشت کر گزرنے کی ایک طرف شکایت کا زبان پر نہ لانا اور ان کے عزم و استقلال میں بال برابر فرق نہ آنا

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں عشق رسول کی ہم انگیز نہیں کی جا سکتی ہیں تاریخ حیرت ہو جائیگی کہ چند دنوں کی صحبت رسول پاک نے ان لوگوں کے اندر کیسی والہانہ وفاکارانہ روح استقلال و استقامت پیدا کر دی تھی جس کی نظیر سے دنیا تاریخ ایثار و قربانی سے خالی نظر آتی ہے۔

چنانچہ ہم عشاق رسول کے وہ حالات لکھتے ہیں جو کفار کے ظلم و ستم سے متعلق ہیں اس کا مقصد ایک تو یہ ہے کہ غیر مسلم اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر کیسی اعلیٰ روح کار فرما تھی اور جب تک غلامان نبوت سے اکتساب فیض نہ کیا جائے پوری جماعت میں یہ روح ہرگز پیدا نہیں ہو سکتی۔

اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ ولادت باسعادت کے موقع پر مسلمان اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ غلامان محمد کہلانا آسان نہیں ہے ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور محبت رسول اور عشق نبی کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اصحاب محمد کے خونچکاں حالات کی روشنی میں اپنے اس دعوے کو جانچنا چاہیئے اور پھر فیصلہ کرنا چاہیئے کہ کیا ہمارا دعویٰ سچا ہے اور ہمیں زیب دیتا ہے کہ ایسا اہم دعویٰ کریں اگر عشاق رسول نے جو نمونہ عشق و محبت نبوی کا پیش کیا ہے ہماری زندگی اس کے مطابق نہیں تو ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ وہی کیفیت اپنے اوپر طاری کریں تاکہ ہمارا حال ہمارے حال کے مطابق ہو جائے ورنہ یوم حشر کو جب رسول پاک کا سامنا ہوگا تو ہمیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

## حضرت بلال کی ستم انگیزی

سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عشق الٰہی و محبت رسول کو ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت بلال حبشی تھے اور امیہ بن خلف کے غلام تھے جب آپ حضور کی بعثت پر ایمان لے آئے تھے اور عشق نبوی کی شراب سے ایسے متوالے تھے کہ جب امیہ کو معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو اس نے طرح طرح عذاب میں آپ کو مبتلا کیا اور اس نے ظلم کے پہاڑ توڑنے لگا مگر بادۂ عشق نبوی کا متوالا بلال ان ظلموں کی پروا نہ کرتے ہوئے ایسا ثابت قدم رہا اور ہمالیہ کی چوٹی کی طرح اپنی جگہ پر کھڑا رہا اور ذرہ برابر بھی ثبات کو لغزش نہیں ہوئی۔

اس ظالم و شقی القلب امیہ بن خلف نے حضرت بلال کے ساتھ جو ظلم کئے ان کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا آپ کی گردن میں رسی ڈال کر شہر کے شریر لڑکوں کو دیدیتا تھا وہ آپ کو گلی کوچوں میں لئے لئے پھرا کرتے تھے جس سے آپ کے جسم اطہر میں خراشیں آ جاتی تھیں اور کبھی گرم ریت پر آپ کو لٹا دیتا تھا اور سینہ پر گرم پتھر آپ کے سینہ مبارک پر جو نور ایمان اور عشق رسول سے معمور تھا رکھ دیتا تھا علی الصباح آپ کو مکہ کی وادیوں سے آپ کو پیٹا جاتا تھا کبھی برہنہ کر کے دوپہر کی تیز دھوپ میں دن بھر پٹھا دیتا تھا اور بھوکا پیاسا رکھتا تھا مگر اس عاشق رسول کی زبان پر کبھی حرف شکایت نہیں آیا ان تمام وحشیانہ و بہیمانہ مظالم کو آپ برداشت کرتے رہے اور ان کا اسی ایمانی جذبہ کا اثر تھا جب مظالم حد سے بڑھ گئے تو حضور نے ان سے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور آپ امیہ سے حضرت بلال کو خرید کر لائے اور ان کے حوالہ آزاد کر دیا۔

مگر اس استقامت اور اس عشق رسول کا صلہ دیکھئے خدا نے کیسا دیا کہ اس دنیا میں قیامت تک حضرت اور رضی اللہ عنہ کے الفاظ کے ساتھ آپ کو مبارک اور مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہے گا اور قیامت میں خدائے قدیر اپنی نعمتوں سے کیا عطا فرمائے گا ہم گناہگار اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے حضرت بلال باوجودیکہ غلام تھے اور حبشی تھے مگر اسی محبت رسول کا صدقہ تھا کہ حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی بھی سیدی سیدی یعنی میرے آقا میرے آقا کہکر خطاب کیا کرتے تھے۔

## حضرت خبیب کا عشق رسول اور اسکا صلہ

اب ایک دوسرے عاشق رسول کی داستان ظلم سنئے جس پر ظالم کفار نے جو ستم توڑے ہیں ان کو سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

اہل مکہ کفار قریش نے قوم عضل و قارہ کے اپنے ساتھ ایک مکر میں ملا لیا اور ان کے سات آدمیوں کو حضور کی خدمت میں بھیجا کہ جاکر خدمت اقدس میں عرض کریں کہ ہمارے ساتھ بہمہ واعظ اور مبلغین کو کر دیجئے تاکہ ان کی ہدایت سے ہماری قوم مسلمان ہو جائے چنانچہ حضور نے دس صحابہ کرام کو ان کے ساتھ کر دیا جن کے سردار عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے جب یہ حضرات اسلام کا یہ قافلہ ان کی زد میں پہنچ گیا تو اس قوم کے دو سو جوان آئے کہ ان کو گرفتار کر لیں مگر ان دعاۃ نے مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے سات شہید ہو گئے اور دو گرفتار ہو گئے جن کو ان لوگوں نے قریش مکہ کے پاس جاکر ان کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔

ان گرفتاران بلا میں سے ایک کا اسم گرامی خبیب بن عدی تھا اور دوسرے کا زید بن دثنہ تھا قریش نے ان دونوں کو سولی پر چڑھا دیا کس طرح اور کیونکر اس کا حال سنئے۔

قریش نے پہلے ان مشاق محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور غیبہ ان خبا کو حارث بن عامر کے مکان میں بھوکا پیاسا رکھا چند روز اکے بعد ان سے کہا کہ اگر اسلام چھوڑ دو تو جان بخشی ہو سکتی ہے مگر ہر دو شیران الٰہی نے جواب دیا کہ جب اسلام ہی ہم میں باقی نہ رہا تو جان حقیر کو رکھ کیا کرنیگے اس کے بعد جس طرح پھانسی دینے سے قبل پوچھتے ہیں کہ کوئی خواہش ہو تو بیان کرو کفار نے بھی ان دونوں بزرگوں سے پوچھا کہ کوئی تمنا ہو تو بیان کرو حضرت خبیب نے فرمایا ہمیں دو رکعت نماز ادا کرنے کی مہلت دو چنانچہ مہلت دی گئی اور دونوں نے نماز ادا کی اس کے بعد شکیں کس دی گئیں اور صلیب پر دونوں کو لٹکا دیا گیا اور نیزہ والوں سے کہا کہ نیزوں کی نیزہ وہ ارائی سے ان کے جسموں کے ایک ایک حصے پر چرکے لگاؤ ان ظالموں نے نیزوں سے چھید چھید کر دونوں کے مقدس جسموں کو زخموں سے چور چور کر دیا اتنی شدت و سنگدلی کے شیاطین مجسم میں سے ایک ملعون نے حضرت خبیب کے کلیجہ پر برچھا مارا اور بگل کو چیر کر پوچھا کہ کہو اب تم بھی پسند کرتے ہو گے کہ محمد پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں اس کا جواب حضرت خبیب نے نہایت جوش کے ساتھ دیا کہ واللہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا بھی چبھے

اس شیر خدا نے جس جوانمردی سے راہ الٰہی میں جان دی اس سے وہ عاشقان صادق کے دلوں میں جوش و ولولہ پیدا کرتا رہے گا آپ نے سولی کے نیچے کھڑے ہو کر فی البدیہہ یہ اشعار کہنے شروع کر دیئے تھے جس سے اس ذبحی منظر کی تمام کیفیت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور ان جوانمرد شہید راہ محبت کے اس دلی جوش و ولولہ کی تصور آنکھوں میں پھر جاتی ہے جو اسلام نے ان کے دل میں پیدا کر دیا تھا اور اس محبت و شیفتگی کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جو حضور سرکار دو عالم سے ان بزرگوں کو تھی

لقد جمع الاحزاب حولی والبواء — قبائلهم واستجمعوا کل مجمع

انہوں نے اپنے جتھے میرے چاروں طرف کھڑے ہو رہے ہیں اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بھی بلا لیا ہے

وکلهم مبدی لعداوة جاهد — علی بذلتی فی وثاق بمضیع

یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں اور میرے خلاف جوش دکھا رہے ہیں میں ان کی ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔

وقد جمعوا ابناءهم ونساءهم — وقربت من جزع طویل ممنع

قبائل نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی تماشہ دیکھنے کو بلا رکھا ہے اور مجھے ایک مضبوط بلند لکڑی کے پاس لے آئے ہیں۔

وقد خیروني الکفر والموت دونه — وقد ذهلت عینای من غیر مدامع

انہوں نے مجھے اختیار دیدیا ہے کہ کفر اختیار کرو تو آزادی مل سکتی ہے مگر اس سے تو موت میرے لئے بہت سہل ہے میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب برس رہا ہے مگر مجھے کچھ بے صبری اور ناشکیبائی نہیں ہے۔

فلست بمبد للعدو تخشعا — ولا جزعا الی الله مرجعی

میں دشمن کے سامنے نہ رو دوں گا نہ چلاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔

ومالی حذار الموت الی لمیت — ولکن حذاری جحم نار ملفع

موت سے مجھے اس لئے ڈر نہیں کہ میں مرجاؤں گا بلکہ میں نے اس شعلے والی آگ سے ڈرتا ہوں جو خون چوستی ہے۔

فذا العرش صبرنی علی ما یرادنی — فقد یضفو الحی وقد باس مطعمی

عرش عظیم کے مالک نے مجھے سے کوئی خدمت لینی چاہی ہے اور مجھے شکیبائی کے لئے فرمایا ہے اب انہوں نے زمین سے مار مار کر یہ اتمام گوشت قیمہ کر کے رکھ دیا ہے اور امید جاتی رہی ہے

الی الله اشکو غربتی ثم کربتی — وما رصد الاحزاب لی عند مصرعی

میں اپنی درماندگی بیوطنی اور یکسی کی فریاد اور ان امادوں کی جو میرے دم توڑنے کے بعد یہ لوگ کرنے والے ہیں خدا ہی سے کرتا ہوں۔

فوا لله ما ارجوا اذا مت مسلما — علی ای جنب کان فی الله مصرعی

خدا کی قسم جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ راہ خدا میں کس پہلو پر میں مرتا ہوں اور کیونکر جان دیتا ہوں۔

وذلک فی ذات الاله وان یشا — یبارک علی اوصال شلو ممزع

اگر خدائے قدوس چاہے تو اس کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ پارہائے گوشت کے ہر ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے۔

ان اشعار کو جو جوش و ولولہ شیطنی سے فی البدیہہ کہے گئے ہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت خبیب کو کتنے ظلم و ستمگری کے ساتھ کفار نے قتل کیا سولی پر چڑھانے سے پہلے نیزوں اور برچھیوں سے جسم کے ہر ایک حصہ کو چھید چھید کر درندوں کی طرح قیمہ قیمہ کر دیا تھا مگر پھر بھی استقامت علی الایمان کا یہ عالم تھا کہ اس وقت بھی اسلام سے منہ موڑنے کی دعوت کو حقارت سے ٹھکرا دیا اور موت کو ترجیح دی اور سولی پر چڑھ گئے

آخری الفاظ جو اس شیر خدا کی زبان سے نکلے وہ یہ تھے اللهم بلغنا رسالة رسولك فبلغه ما یصنع بنا اے خدا ہم نے تیرے رسول کے احکام ان لوگوں تک پہنچا دیئے اب تو اپنے رسول کو ہمارے حال کی اور ان ظالموں کے ظلموں کی خبر فرما دے۔

اللہ اللہ کیسی مقدس و متبرک روح تھی اور کس قیامت کا جذبہ ایمان اور کس درجہ کی شیفتگی اسلام تھی کہ اتنے ظلم و ستم سہے اور جور و جفا برداشت کئے مگر زبان سے شکوہ و شکایت کا ایک لفظ بھی نہ نکلا اور آخر وقت بھی زبان پر اللہ اور اس کے رسول ہی کا ذکر تھا۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

## چند اور عشاق ستم دیدگان کا ذکر

جس طرح حضرت خبیبؓ اور ان کے رفقاء کے ساتھ غدر اور مکر و فریب کیا گیا اسی طرح ابو براء عامر نے سردار غطفین کے ساتھ دھوکہ کیا رسول خدا کے پاس حاضر ہوا اور نجد میں مبلغین کو بھیجنے کی درخواست کی حضور نے دعائے نجد کے بیٹا کی نسبت پر ستر اعیان بزرگ کی ایک جماعت اس کے ہمراہ کر دی، اور ان ظالم و سنگدل شقی نے ان سب کو بیکبار قتل کرا دیا ان میں سے ایک بزرگ حرام بن ملحان تھے

ان کو نامہ نبوی دیکر اس علاقہ کے حاکم طفیل کے پاس روانہ کیا گیا تھا اس نے ان کو قتل کرا دیا تھا کہ نذر کے اشارہ سے اچانک پیچھے سے آپ کی پشت پر جس وقت نیزہ مارا گیا تو نیزہ صاف چھاتی کے پار نکل گیا مگر کرتے ہوئے اور دم توڑتے ہوئے آپ نے جو دو لفظ فرمائے وہ دنیائے شہادت و قربانی میں ہمیشہ اپنی گونج پیدا کرتے رہینگے نیزہ کے لگتے ہی آپ نے فرمایا فزت ورب الکعبۃ فزت خدائے کعبہ کی میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور قلب و روح کی گہرائی کو ملاحظہ کر کے نیزہ پشت پر لگایا تھا وہ دل سے نکلتے ہوئے [illegible] مگر زبان سے آواز یا [illegible] یا [illegible] نکلتے ہی [illegible] کے مطلع ہیں مگر یہ شہادت اپنا نام کرا گئے اور زبان سے [illegible] نکلتے ہی جدل گی [illegible] کا [illegible] کا اندازہ نہیں ہوتا کہ یا دو ایمانی اور کیسے ایمانی سے وہ کیسے نکالے ہوئے تھے۔

اسی طرح مارنے پر معاہدہ اور مصالحت کے فریق کے حلیف بنو بکر نے مسلمانوں کے حلیف خزاعہ پر اچانک رات کی تاریکی میں حملہ کر کے سوائے چالیس آدمیوں کے جو اپنی جان بچا کر [illegible] تک پہنچ سکے تھے سب کو قتل کر ڈالا حالانکہ ان میں بوڑھے بچے اور جوان سبھی قسم کے لوگ تھے ان ظالموں نے حرم کعبہ میں بھی پناہ لی امان بھی مانگی اور خدا کی دہائی دی مگر لا الہ الا اللہ آج خدا کی نہیں جو اسے بیکسوں کو قتل کر کے کہہ رہا ہے ہمارے بتوں نے مارا ہے کوئی نماز میں مشغول تھا کوئی رکوع میں تھا کوئی سجدے میں پڑا ہوا تھا اسی عالم میں کفار ان پر تلواروں کی طرح ٹوٹ پڑے تھے اور ان کے بوڑھے بچے اور جوانوں کو چیر پھاڑ کر پھینک رہے تھے۔

حضرت سعد بن ربیع کو کفار نے شہید کر ڈالا حضور نے تلاش میں آدمی روانہ کئے ایک شخص نے دیکھا کہ جنگ کے زخموں میں پڑے دم توڑ رہے ہیں اس نے پوچھا کیا حال ہے۔ حضرت سعد نے کہا اب تم مجھ مردہ کی سمجھو لیکن برادر کرم رسول اللہ کی خدمت میں سلام عرض کر دینا اور میری طرف سے عرض کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی جزائے خیر عطا فرمائے جو کسی نبی کو کسی امت کی ہو اور یہ بھی کہنا اور تو مر کو میری طرف سے کہہ دینا کہ جب تک ایک چھپکنے والی آنکھ بھی تم میں باقی رہے گی اس وقت تک اگر دشمن رسول خدا تک پہنچ گیا تو خدا کے حضور میں تم کو کوئی عذر پیش نہ کر سکو گے۔ یہ جنگ احد میں شہید کئے گئے تھے۔

اسی جنگ میں عمارہ بن زیاد کو بھی شہید کیا گیا تھا اس خوش نصیب نے عجب انداز سے جان دی ابھی دم توڑنے سے پہلے اپنے رخسار حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے لگا دیئے تھے اور اسی عالم میں اسکی روح کیف و مسرت میں ڈوبتی ہوئی عالم بالا کو پرواز کر گئی ہے

معرکہ وقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

اسی جنگ میں انس بن النضر نے جام شہادت نوش فرمایا جذبہ عشق نبوی میں مدہوش انس سے چند لوگوں نے جو غلط فہمی میں مبتلا تھے کہہ دیا کہ حضور شہید ہو گئے بس پھر کیا تھا عاشق کا جذبہ یہ کہتے ہوئے موتوا علیٰ ما مات علیہ رسول اللہ اٹھ کھڑا ہوا جہاں رسول اللہ نے اور جس کام میں اپنے شہادت کا جام نوش فرمایا ہے ہم بھی اپنی جانیں قربان کر دیں گے اب زندہ رہ کر کیا کرینگے یہ شمع رسالت کا پروانہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑا اور ستر زخم جسم پر کھا کر شہید ہو گیا۔

اسی جنگ میں حضرت طلحہ نے عشق نبوی اور محبت رسول کا اس طرح ثبوت دیا کہ کفار نے جس قدر تیر حضور پر برسائے آپ نے وہ سب اپنے ہاتھوں پر روکے اور ایک کو بھی حضور تک نہیں پہنچنے دیا چنانچہ یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہو گیا مگر کون کہہ سکتا ہے کہ درگاہ رب العزت سے اس کی جزا کیا عطا ہو گی۔

حضرت عمار بن یاسر اور آپ کے والد حضرت یاسر اور آپ کی والدہ حضرت سمیہ پر ابو جہل نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ان کی داستان نہایت طویل اور نہایت ہی دردناک ہے آنحضرت نے ان کو مار کھاتے دیکھا تو فرمایا:

اصبروا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ

اے یاسر والو صبر کرو تمہارا ٹھکانا جنت ہے۔

ابو جہل نے جو ظلم و ستم ان لوگوں پر کئے اس کا اندازہ اس ایک ظلم سے ہو سکتا ہے کہ حضرت سمیہ نالاں حضرت عمار کے امام نہانی میں ظالم شقی ابو جہل نے نیزہ مارا تو اسی سے بی بی سمیہ کا انتقال ہو گیا تھا ان کیسی دلسوزی اور کس درجہ کی بہادرانہ تھی مگر یہ تمام مظالم محبت خدا اور رسول نے آسان کر دی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان بزرگوں نے ان تمام مصائب کو برداشت کیا۔

حضرت بلال جنکے سر کا تاج فخر ان کے کانوں میں رسی ڈال کر انھیں پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا تھا اس بیرحمی کے ساتھ گھسیٹنے سے تمام جسم کا جو حال ہوتا ہوگا اس کا آسانی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت خباب بن ارت کے سر کے بال پکڑ کر کھینچے جاتے گردن مروڑی جاتی اور حضرت یعنیہ حضرت زنیرہ حضرت نہدیہ اور حضرت ام عبیس یہ کفار کے دست ظلم و ستم میں لونڈیوں کی حیثیت سے نہیں ان کے ساتھ ایسے ہی سنگدلانہ اور وحشیانہ مظالم کئے جاتے تھے اور صرف اس جرم پر کہ شرک و بت پرستی سے توبہ کر کے خدائے واحد و قدوس کو اپنا معبود بنا لیا تھا!

یہ ظلم و ستم صرف ان لوگوں اور ان خواتین محترمہ ہی پر نہیں تھا جن کو معزز قریش تو بڑی غلام کہتے تھے بلکہ اپنے برابر کے درجہ کے اور اہل قرابت کے ساتھ بھی محض اسلام قبول کرنے کے جرم میں ایسا ہی سلوک کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر کو جرم اسلام کے اندر رنج و کوب کیا تھا اور آپ کی صاحبزادی حضرت اسماء کے منہ پر ابو جہل نے طمانچہ مارا تھا اور حضرت عثمان غنی کے ساتھ شگدل چچا کا یہ سلوک تھا کہ آپ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیا کرتا تھا اسی طرح بعض بزرگ صحابہ کو گائے اور اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر گرم پتھروں پر لٹا دیا کرتے تھے۔ ظلم و ستم کی یہ داستان اس قدر طویل اور اس درجہ دردناک ہے کہ ان صفحات میں اس کے لئے گنجائش بھی نہیں نکل سکتی مگر جیسا کہ ان واقعات کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ ان مظالم اور ان ستمگاریوں نے ایک مسلمان کو بھی کفر کے سامنے نہیں جھکایا بلکہ جو گردن خدا کے سامنے جھک چکی تھی وہ ہمیشہ کفر کے سامنے اکڑی رہی اور جو روستم کی ترشی محبت رسول اور عشق نبی کے نشہ کو ایک لمحہ کے لئے بھی اتار نہیں سکی۔

# شب معراج

(از جناب پیرزادہ سید عزیز حسن صاحب بقائی)

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من اٰیتنا انہ ھو السمیع البصیر۔

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (فخر کائنات) کو رات کے وقت مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا وہ مسجد اقصیٰ جسکے گرداگرد ہم نے دین و دنیا کی برکتیں دے رکھی ہیں (مقصود یہ تھا کہ ہم نے ان کو اپنی (قدرت کے) چند عجائبات معائنہ کرائیں بیشک اللہ ہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

اگرچہ اس آیت سے سرکار رسالت پناہ کا شب معراج بیت المقدس تک جانا ثابت ہوتا ہے مگر سورہ نجم کی ایک اور آیت میں حضورؐ کے بلند مرتبہ کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہیٰ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے بلایا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام تھا جس کے آگے جانے کا جبرئیل کے لئے بھی حکم نہ تھا۔

بہرحال اس اجمال کی تفصیل یہ ہے ۱۲ نبوت میں جبکہ سرکار کی عمر ۵۱ برس نو مہینے کی تھی اور پیر کا دن تھا اور رجب کی ستائیسویں تاریخ تھی اور آپ بمقام حطیم میں استراحت فرما تھے کہ یکایک چھت شق ہوگئی اور حضرت جبرئیل نے سرکار کے سینہ مبارک کو چاک کرکے زمزم کے پانی سے دھوکر علم و حکمت کا خزانہ بھر دیا اور اس کے بعد سینہ مقدس کو درست کر دیا اس کے بعد ایک نماز گوش پنجر سے قدرے چھوٹا مادوں میں پر لگے ہوئے، سفید رنگ چوپایہ سواری کے لئے خدمت میں پیش کرکے معراج کی خوشخبری سنائی اس چوپایہ کو براق کہتے ہیں سواری کے بعد جبرئیل نے رکاب تھامی اور میکائیل نے لگام پکڑی اور اس شان سے حضورؐ کی سواری روانہ ہوئی پہلے آپ کا گزر یثرب کی سرزمین پر ہوا جہاں آپ نے دو نفل پڑھے پھر آپ طائن سے گزرے یہاں بھی آپ نے دو نفل پڑھے پھر آپ بیت اللحم سے گزرے یہاں بھی آپ نے نماز پڑھی پھر آپ کا گزر بہت سی ایسی قوموں پر ہوا جو اپنے اعمال کی جزا و سزا میں مصروف تھیں اس کے بعد سواری مبارک بیت المقدس میں پہنچی آپ تحیۃ المسجد میں مصروف تھے کہ اتنے میں اذان ہوئی اور بہت سے لوگ نماز کے لئے جمع ہوگئے اور آپ کی امامت میں تمام انبیاء کی ارواح مقدسہ نے نماز پڑھی اور سرکار کی تعریف کے گیت حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ نے گائے اس کے بعد آپ بیت المقدس کے باہر تشریف لائے اور حضرت جبرئیل ؑ نے متعدد پیالے (دودھ، پانی شراب) پیش کئے حضورؐ نے دودھ نوش فرمایا تو جبرئیل نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا اس کے بعد عروج الی السماء شروع ہوا۔

جب آپ کو جبرئیل آسمان اول پر لیکر پہنچے تو حضرت آدم آپ کے خیر مقدم کے لئے موجود تھے آپ نے حضرت آدمؑ کو سلام کیا اور حضرت آدمؑ نے دعا دی اسی طرح یکے بعد دیگرے آپ تمام آسمانوں کو طے کرتے ہوئے اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ وغیرہ اکابرین انبیاء کا سلام اور خیر مقدم قبول کرتے ہوئے اور عجائبات کا معائنہ فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے ۔۔۔۔

اور یہاں حضرت جبرئیل نے نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ اب میں آگے نہیں بڑھ سکتا کیونکہ اس سے آگے کے لئے آپ ہی کو قوت برداشت عطا کی گئی ہے۔

اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

پھر آپ کی رہنمائی ایک نور نے کی جس نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور اسی نور نے آپ پر سے ستر ہزار پردے حجاب کے دور کئے اور اس کے بعد آپ ایک عالم سکوت میں تشریف فرما ہوئے جہاں فرشتوں کی آواز کی بھی رسائی نہ تھی اہل عالم تنہائی کو آپ نے محسوس فرمایا تو رفیق نماز حضرت ابوبکرؓ کی آواز کان میں آئی جب آپ کی طبیعت میں سکون پیدا ہوا تو نور کی ایک سبز مسند پر حضورؐ کو رونق افروز فرمایا گیا جس پر بیٹھتے ہی آپ عرش تک پہنچ گئے اور وہاں عبد و معبود میں جو راز و نیاز ہوئے اس کو انسانی زبان کیا بیان کرسکتی ہے قرآن حکیم میں بھی فاوحی الی عبدہ ما اوحی سے آگے کچھ نہیں بتایا گیا سرکار کا ارشاد ہے کہ میں نے وہاں ایسا امر عظیم دیکھا کہ زبان اس کو بیان نہیں کرسکتی ظاہر ہے کہ حضورؐ کو رویت الٰہی سے مشرف فرمایا کہ لذت دید زبان سے بیان نہیں ہوسکتی اس سلسلہ میں آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور آپ نے بخوشی منظور کر لی اور اس نورانی سیڑھی کے ذریعہ واپس ہوئے حضرت موسیٰ کے فرمانے سے پھر آپ ساتویں آسمان کے قریب پہنچے اور پچاس وقت کے بجائے پانچ وقت کی نماز رہ گئی اور جس طرح سواری مبارک نوری لاسلکی اور براق کے ذریعہ گئی تھی اسی طرح واپس ہوئی۔


# سانپ کے کاٹے کا عمل

برادران اسلام! یہ عمل میرے پاس ایک مدت سے ہے اور بہت مجرب ہے ایک بہت بڑے عامل کامل سے بڑی محنت و مشقت اور کثیر خدمت کے صلہ میں ملا تھا عمل شریف نہایت آسان اور اسلام کے مطابق ہے خواہ مریض کیسا ہی بیہوش ہو اور حالت مایوس کن ہو اور کیسے ہی زہریلے سانپ نے کاٹا ہو پانچ منٹ میں مریض تندرست ہو جاتا ہے لہذا میں اس کو رفاہ عام کی غرض سے قلیل ہدیہ پر مشتہر کرتا ہوں یعنی صرف ایک روپیہ چار آنے (علیحدہ) مجھے امید ہے کہ برادران اسلام کثرت سے اس عمل کو منگوا کر بنی نوع انسان کی جانوں کو بچائینگے۔

ملنے کا پتہ:- سید لطف اللہ نمبر ۲۷۳ دہلی

# بلغ العلیٰ بکمالہ

(از حضرت مولانا قطب الدین صاحب عبدالوالی جانشین حضرت مولانا عبدالباری صاحب)

اللھم صل وسلم علی صاحب قاب قوسین رسول الثقلین و سیدنا و مولانا محمد الذی ارسلتہ حبیبا لہ الناطقین رحمتہ للعالمین کما قلت احمد المحامدین و شفیعا للمذنبین المصطفیٰ علی آلہ واصحابہ اجمعین

شب معراج دلہا ست گیسوئے کہ او دارد — مقام قاب قوسین آرزوئے کہ او دارد

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تمام عقلاء اور ارباب دیانت کے نزدیک انسانی کمالات کی انتہا اور منتہائے نظر یہ ہے کہ حضرت الوہیت جل جلالہ کے ساتھ قرب حاصل ہو اور دنیا کی یہ جسمی سائیاں ہر قسم کی طرق عبادات اور ریاضات اتصفیہ باطن اور تزکیہ قلوب کے ذریعہ کم از کم اس درجہ تک ضرور پہنچ جائیں جس کے بعد عالم کے لئے بہتانے اور ہدایت کا دروازہ کھل جائے اور ہر طرف سے فیوض و برکات کی بارش ہونے لگے۔ ہر شخص کو اس سے حسب استعداد و صلاحیت حصہ و وافر ملتا ہے۔

ہر کوئی دستان باستان خود زد — از گلستان او گلے نہ برد

مگر اس وقت ان بلند مراتب و درجات کا ذکر و اظہار سے مقصود نہیں ہے بلکہ ان کی تو صرف ایک جھلک دکھانا ہے جس کے ذریعہ ہم اس حقیقت کو سمجھ سکیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے مرتبہ تقرب اور حضوری حق کے کون سے درجہ سے برکت اور ہدایت حاصل کرنا چاہئے۔ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق ہی ایک درجہ تک ہی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اتباع ہی معراج انسانی اور اتصال نسبت ربانی سے لبریز کر دیتا ہے۔ اور اکمل اس صاحب معراج اعلیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونا ہے۔ کسی دوسرے انسان کو کیا سمجھ سکتا ہے کہ کسی کمال کی حقیقت کیا ہے۔

نزدیک ما نہ رفتہ و ہجراں نمانہ ہے — امید ما بیا کہ پریشاں نمانہ ہے

پیغام دہ بہ ہاں کہ نمانہ ہے — ہر جا کہ ہست قصہ ما در میانہ ہے

آپ اپنے اسی جسم عنصری کے ساتھ عالم اعلیٰ میں تشریف لے گئے اور ملک الملک کی سیر فرمائی بلکہ بارگاہ قدس حضرت رب العزت میں شرف باریابی حاصل ہوا۔ ما کذب الفواد ما رای افتمارونہ علی ما یری لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ اسی کے شاہد عادل ہیں۔

معراج روحانی تو خود حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاتعداد بار اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی ایک اور اعلیٰ درجہ میں حاصل ہوئی ہے مگر یہ جسمانی معراج کسی انسان کو آج تک نصیب نہیں ہوا کہ کمال قرب روحانی کا شرف پا جانا اگر وہ جسم بھی کسی عام خاکی جسموں کی طرح بلند و بالا جا سکے حیث قال ؎

تو جان پاکی سر بسر آب و خاک اے نازنیں — من عاشق جان پاک تو روحی فداک و نفسی

اسی لطافت جسمانی کو معراج آسمانی کی لطیف حکایات شائے سے حضرت نظامی نے یوں واضح فرمایا ہے ؎

تن او کہ صافی تر از جان ماست — اگر شد بہ یک لحظہ آمد رواست

ظاہر ہے کہ جب حضور انور کا جسم لطیف روح کا تابع ہو کر ایسی لطافت تک پہنچ گیا تھا کہ کثافت کا ادنیٰ شائبہ بھی باقی نہیں رہا تو کیوں ارواح طیبہ کی طرح یہ آسمانی علویات کی سیر نہ کر سکتا یہ جسم جو ہمارے اعتقاد میں ہی ہے آسمان کے جانے کے تلووں سے بھی دوری کی نسبت نہیں جب ہزاروں میل دور چلے جاتے ہیں

ایک سانڈنی میں اپنی روشنی پہنچا سکتا ہے اور روز شام کو غروب کے وقت اپنے نور کو چشم دنیا میں اوجھل کر دیتا ہے یہی آنکھ جس کی نظر ابھی ہلال کی رویت سے کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے تو ابراہیم و اسمٰعیل کا وہ قرۃ العین جس کے ہمراہ نواسیں قدرت الٰہی کی ہزار ہا عجائب القدس ہو کر اب اور تابع فرمان ہوں اس کے لئے یک لحظہ جانا اور واپس آنا کیا مستبعد ہے

آسمانوں کی سیر اور اعلیٰ علیین کی تشریف آوری کی تفصیلات اگر یہ قرآن مجید میں مشرح طور پر نہیں ملتی تو اس سے یہ سمجھنا کہ خود اس کی تفصیلات کو واضح کرنے میں قرآن مجید کو کوئی دلچسپی نہیں ہے یا اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی کہ اس قسم کے وہمی اعمال و اخلاق کی اصلاح کرے۔ قرآن مجید کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہر اس قصے و جزئ

# تصویر ہجرت

(از جناب [illegible] صاحب [illegible] مرحوم)

بہت آنکھیں ہیں عرش رکاب جلوہ جاناں
کف نازک سے کھلتا ہے جبین ناز کا کوئی پتہ گل کا

پیغمبر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کو تیرہ سال ہو چکے ہیں [illegible] میں آپ کے کوئی جتن نہیں چھوڑا مگر آپ کے تین بات قریش نے [illegible] نبوت کے دعوے کے پہلے دن آپ کو چھٹا کہا تھا آج بھی اسی طرح [illegible] کے آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں کہ [illegible] آپ کا کوئی [illegible] آپ کے ساتھ [illegible] کے ساتھ [illegible] سلطان الکائنات ارطالب اس دنیا سے دار العقبۃ کی طرف تشریف لے گئے اور ملک ہندوستان [illegible] حضرت صدیقہ الکبریٰ [illegible] نظر آتے تھے وہ بھی جنت کو سدھار گئیں [illegible] آتے ہیں [illegible] دیکھ کر اٹھ اٹھ آتے ہیں [illegible] قریش [illegible] [illegible] کر رہی ہیں [illegible] اٹھتا ہے [illegible] بالفعل [illegible] یہ ہے کہ [illegible] نہیں ہے مگر ہمارے چلنے چلنے بات محمد کے ساتھ ہی سب جاتی ہیں علی بن ابی طالب ۱۸ برس کا نوجوان بہادر ذوالفقار لئے ہر دم اس کا پہرہ دیتا ہے۔ ابوبکر ابی قحافہ جیسا مالدار بہتر تجربہ کار مشورے کے وقت اس کے لئے سونے چاندی کا بستہ برسا دیتا ہے۔ عمر بن الخطاب جیسا جیوٹ جی دار ہر آن اس کے لئے سینہ سپر رہتا ہے حمزہ بن عبد المطلب اس کے پلہ پر ہے جو شیر کا کلیجہ چبا گیا ہے ان کے علاوہ جعفر بن ابی طالب اور عثمان بن عفان اور چار سو جوان شہر مکہ کے رہنے والے نامی تلوار [illegible] قریب ایک ہزار کے طائف اور قوائع طائف کے ساکن اس پر جان [illegible] ہیں اور اس کا کلمہ پڑھتے ہیں یثرب یعنی مدینہ کے خاص و عام اس کے غلام ہو چکے ہیں مگر اس شخص کی دشمنی دوست تھا نہ ہوئی تو ہو بازی لے جائیگا اور جیل تہمۃ کے جیوں میں پہنچا دیگا اگر اسے مکہ سے باہر جانے دیا تو غضب ہی ہو جائے گا اور سونے کی چڑیا ہمارے ہاتھوں سے اڑ جائیگی یہ شخص اپنی جادو بیانی اور شیریں زبانی سے مکہ سے نکل کر ایک عالم کو پر جالیگا اور اپنے دام میں پھنسا لیگا یہ ٹڈی دل فوجیں لیکر مکہ پر چڑھائی کریگا ہم سب کو پیس کر رکھ دیگا اس لئے اب دیر کرنے کا موقع نہیں ہے

گھڑی کی چوتھائی میں اس کا کام تمام کر دو [illegible] بنی ہاشم اس کے قتل پر کمر باندھ لیں گے مگر ہم سب لیا در میں گے ادھر تو قریش اور مکہ کے سارے قبیلے یہ چرغہ چرغہ کر لے رہے تھے ادھر حضور نے بھی ان کی سن گن پا لی تھی آپ نے اپنے صحابہ کو بتا دیا تھا اور ان میں سے ایک دو گھرانے روزانہ مکہ سے ہجرت کر جاتے تھے بعض صحابہ نے حضور کے منہ پر کہہ بھی دیا تھا کہ حضور ہمیں جو ہجرت کے لئے آمادہ کرتے ہیں تو کیا خود بدولت بھی ہجرت فرمائینگے

حضور۔ بیشک میرا ارادہ ہجرت کا ہے کیونکہ خدا کی مرضی [illegible] معلوم ہوتی ہے

صحابہ۔ حضور اگر ہمارا ہجرت سے تو چھڑانا چاہتے ہیں تو کم از کم ہمیں حکم دیجئے تاکہ ان دشمنوں کی دم بھر میں منٹا یا مار ڈھیر کر رکھ دیں

حضور۔ بیشک تم سب صاحب مرنے مارنے والے ہو مگر خدا نے مجھے رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا ہے میرا دل گوارا نہیں کرتا کہ اپنے شہر کے باشندوں کو تہ تیغ کر دوں میں قوم کے برباد کرنے سے یہ بہتر جانتا ہوں کہ میں قوم میں سے نکل جاؤں۔

صحابہ۔ جو مرضی مبارک ہو ہم نہیں چاہتے کہ آپ کو کفار کے رغبہ میں چھوڑ کر چلے جائیں ایک دن ایک رات میں ہم سب مسلمان اپنے بال بچوں کو اور حضور والا کو اور حضور کی [illegible] کو ساتھ لیکر مکہ سے نکل جائیں اور مکہ معظمہ کے لئے چھوڑ دیں

حضور۔ تمہارے ساتھ ہونا اس طرح جانا بڑی جوکھوں کا ہے کفار جب ہمیں نہیں کہیں بندوں جاتا دیکھیں گے تو چڑھ جائینگے اور ہر ہر پل پر ٹیکے حرم پاک کی حدود میں خونریزی ہوگی اور میں یہ بے ادبی کرانی نہیں چاہتا میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ میں اپنی قوم کا اپنے ہاتھوں سے ستیاناس کر دوں اگر قوم کی بدنامی کا ہمیں دلنظر ہوتو میرا صرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا کافی ہے ہاں ملک لعلی خلق عظیم والا میری نشانی ہے وہ جتنا چاہیں مجھے ستائیں مگر میں ان کا برا نہ چاہوں گا آپ لوگ خدا و رسول کے کاموں میں جرح و قدح نہ کریں اور جس طرح آپ کو حکم ہو بلا تامل سے دل سے کہنے سے نکل جائیں۔

دیسے تو کفار ہمیشہ حضور پر نور کی ذات پاک کے ستانے کے لئے مشورہ کیا کرتے تھے مگر اگست ۶۲۲ء میں سارے شہر کے دار الندوہ کے اندر حضور کے قتل کے لئے برابر مجلسیں گرم ہوتی رہیں اور سب سے اخیر انجمن ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو ہوئی جس میں ابلیس لعین بھی شیخ نجدی بنکر شریک تھا اس پنچایت میں یہ بات طے پا گئی کہ آج رات کو جب محمد اپنے بچھونے پر خواب استراحت میں ہوں تم تلواروں سے ان کا کام تمام کر دیا جائے ؎

بپائے مشورت مجلس ار استند — نشستند و گفتند برخاستند

ہر قبیلے کے سورما اور بہادر اپنے اپنے ہتھیاروں کو ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور جبرئیل امین یہ آیہ کریمہ حضور والا کے گوش گذار فرما رہے تھے

واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ یعنی کافروں نے ٹھان لی ہے کہ اے محمد آپ کو بند خانہ میں رکھیں یا آپ کو مار ڈالیں یا آپ کو وطن سے نکالا دیں وہ اپنی گھات میں لگ رہے ہیں اور اللہ اپنی گھات میں ہے اور اللہ سب سے اچھا گھات کرنے والوں میں سے ہے

اور جبرئیل علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں بھی آپ کی ہجرت کا ارادہ بلاد بحرین اور قسطرون کی طرف تھا وہ اب نہیں ہے اب اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے کہ آپ سیدھے مدینہ طیبہ کو تشریف لیجائیے اور کچھ خاص خاص باتیں بھی کیں آپ اس وقت کو معلوم کرکے وہ فوراً یہ تشریف لیجانے لگے اور حضرت علی بھی آپ کے ہمراہ چلے جو آپ نے دیکھا قریش اور ابوجہل ہتھیار لے گلی کے موڑ پر کھڑے ہیں

ابوجہل۔ لاؤ دوستوں سے ابھی تو میاں محمد میں جو کہتے ہیں کہ اگر تم میرے پیچھے چلو گے اور مسلمان ہو جاؤ گے تو عرب اور عجم تمہاری ملکیت ہوں گے اور اگر اس کے خلاف کرو گے تو نیچا دیکھو گے میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور جہنم میں ٹھکانا ملے گا۔

حضور والا۔ ٹھیک میں بھی کہتا ہوں اور جو کہتا ہوں وہ ہو کر رہیگا اور تم جہنم کے اندر پڑے سڑو گے یہ فرما کر آپ اپنے دولت خانہ پر چلے گئے اور حضرت علی کو ہجرت کا مفصل حکم ارشاد فرمایا کہ برادر مکرم آج رات کو تم میرے بچھونے پر سو رہو اور میں ابوبکر کو ساتھ لیکر مکہ سے نکل جاؤں گا فکر نہ کرنا تمہارا بال بیکا نہ کر سکیں گے۔

حضرت علی۔ مجھے یہ ہے میرے کہ میں حضور کے بچھونے پر سونے کی سعادت حاصل کروں اور حضور پر نثار ہونے کے بھی موقع پر خوف ہرگز نہیں ہوتا۔

حضور والا۔ بسم اللہ رہو خوش رہو۔

ان باتوں کو بی بی فاطمہ علیہا السلام نے بھی سنا اور آپ کا ننھا سا کلیجہ دھڑکنے لگا آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے اور آپ نے کہا بابا جان آپ مجھ بے ماں کی بچی کو کس پر چھوڑتے ہیں۔

حضور۔ خدا پر گھبرانا نہیں تمہاری بڑی باجی اور تمہاری سوتیلی ماں سودہ تمہارے پاس رہیں گی اور تمہارا دل بہلا لینگی۔

فاطمہ۔ بابا جان بغیر آپ کے میرا دل کیونکر بہلیگا۔

حضور۔ میری جان جامع المتفرقین ہمیں تمہیں جلد ملائے گا۔ پیغمبرزادی ہو جفا اور کفا کو سہنا اور اف نہ کرنا۔

## دوسری تصویر

کیا ڈھونڈے دشت گمشدگی میں مجھے کہ ہے
عنقا ترے سراغ سے دور اور شکار پہ

صفر کی ستائیسویں اور ستمبر کی بارہویں تاریخ ہے رات کا وقت ہے چاند کا کہیں پتہ نہیں ہے چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا ستاروں نے ادب سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں اور تاریکی ایسی چھائی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا ہے آدھی رات کے قریب حضور نے اٹھکر وضو کیا اور حضرت علی سے فرمایا برادر مکرم ہوشیار ہو جاؤ وقت آگیا ہے اب تم اٹھکر دروازہ بند کر لو اور میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔

حضرت علی۔ کیا حضور تشریف لیے جاتے ہیں۔

حضور۔ ہاں ؎ در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

حضرت علی۔ ؎ یہ سفر رفعت مبارکباد ہے سلامت روی باز آئی۔

حضور دروازہ کھول کر باہر آئے اور آپ نے دیکھا کفار دور دور گلی میں کھڑے ہیں ہتھیار ہاتھوں میں ہیں مگر خدا نے ان پر نیند کو مسلط کر دیا ہے خراٹے لے رہے ہیں حضور نے کھڑے ہو کر سورہ یاسین شریف کی آیتیں فہم لا یبصرون تک پڑھیں اور گلی میں سے خاک اٹھا کر ان کی طرف پھینکی اور عجب سے آواز آئی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور وہ خاک بھکم الٰہی کفار کی آنکھوں اور چہروں پر جا کر پڑی اور آپ بہت اطمینان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کے مکان کی طرف چلدیے راستہ میں حضرت ابوبکر صدیق بھی آپ کو مل گئے اور اپنے گھر آپ کو لے گئے وہاں پہنچکر آپ نے دم لیا اور سارا حال کہا حضرت ابوبکر نے اپنے گھر کی وہ کھڑکی کھولدی جو جنگل کی طرف کھلی ہوئی تھی اور حضور اپنے پیچھے دوست ابوبکر کے ساتھ غار ثور کی جانب چلدیے حضرت ابوبکر کی بیوی بھی حاضر تھیں اور راستہ کھڑے ہوئے جب حضور کھڑکی سے نکل گئے تو سب نے کہا کہ اللہ بیٹی اللہ نگہبان اور کھڑکی بند کر لی اس بات کی اندھیری سادن کی اندھیری کو بات کرتی تھی غار ثور کا حضرت ابوبکر کے مکان سے ڈھائی کوس کا فاصلہ تھا گھپ اندھیرے میں چلنا دشوار تھا قدم قدم پر دونوں صاحب ٹھوکریں کھاتے تھے آخر کار پتھروں اور کانٹوں سے حضور والا کے پائے مبارک کو گھائل کر دیا اور حضور مجبور ہو کر زمین پر بیٹھ گئے اس وقت ابوبکر نے اپنی صدق و صفا کا چہرہ دکھایا اور خود آگے آگے اور حضور والا کو پیچھے بٹھا کر اپنی پیٹھ پر چڑھایا اور انگوٹھوں کے بل چلکر غار کے محبوب کو غار کے دہانہ تک پہنچایا ابوبکر کے کپڑے دھجیاں ہو گئے تھے پاؤں تلوؤں سے لیکر پنڈلیوں تک زخمی ہو گئے تھے خون بہ رہا تھا اس وقت اس ہولناک مقام پر سوائے اندھیرے اور سناٹے کے کون تھا اندھیرے نے کہا ابوبکر آفریں صد آفریں سچ مچ تو رفیق طریق ہے تو صدیق ہے ہاں ولی بیشک تو یار غار ہے تو دوست غمگسار ہے اور محب وفادار ہے ابوبکر اپنی جان پر کھیل اس غار میں گئے اور جتنی الوہ تھی اندر سے جھاڑ پونچھ کر صاف کیا اور حضور والا کو اس کے اندر بٹھا دیا یہ ۱۲ ستمبر کی رات تھی اس مہینہ میں کوٹھی کیا کمرہ میں بھی گھس کے بیٹھنا دشوار ہوتا ہے رات بھر پسینے چھٹتے چلے جاتے ہیں اور گرمی تابڑ توڑ پڑتی ہے مگر معاذ اللہ گرم پہاڑ کی کھوہ میں بیٹھنا لکھا ہو یا تھیں حضرات کا کام تھا حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ جب فقیر غار ثور کے دیکھنے کے لئے غار میں اترا تو خوف سے بولانے لگا اور میں نے کہا کہ اے

اے باری تعالیٰ محمدؐ کو معراج میں بلا کر قاب قوسین کا رتبہ عطا فرمایا اور پھر اس محبوب کو تو نے اس غار میں جو گیدڑ اور زہریلے کیڑوں کا مسکن ہے داخل فرمایا ہاتف غیبی نے ندا دی کہ اے عبادالحق تو کیا جانتا ہے اس لئے محمد کو جو قاب قوسین اور ادنیٰ میں حاصل تھا وہی نزد ہمارے ساتھ انہیں میں حاصل تھی،

حضور کو دولت خانہ سے نکلے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جو شیطان لعین نے آکر کفار کو چونکایا کہ تم ہاتھی ہار گئے محمد صاف نکل گیا اور تمہارے سروں پر دھول ڈال گیا کفار نے شیطان سے کہا نہ ہم سوئے نہ ہمارے سروں پر محمدؐ دھول ڈال گئے مگر سروں پر ہاتھ پھیرا تو شیطان کا کہنا سچ معلوم ہوا اور جھلا کر دولت خانہ کی دیوار پھاند کر اندر پہنچے اور حضرت علی کو اندر بچھونے پر سوتا دیکھ کر کہا کون سوتا ہے

حضرت علی۔ علی بن ابی طالب

کفار۔ محمد کہاں ہیں

حضرت علی۔ مجھے خبر نہیں۔ کفار نے حضرت علی کے فرمانے کا یقین نہ کیا اور گھر کا کونہ کونہ دیکھ ڈالا مگر جس بعل شب چراغ کو ڈھونڈتے تھے اسے نہ پایا اور بڑبڑاتے ہوئے گھر سے باہر آئے اور چلا کر کہنے لگے محمد چلدیئے انہیں ڈھونڈو اس صدا نے سارے شہر میں ہل چل ڈالدی رات بھر حضرت کو تلاش کرتے رہے اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھرے یہاں تک کہ اس فخر الانبیا کی جدائی میں فجر اپنا گریبان پھاڑ کر مشرق سے نمودار ہوئی اور شفق رنگین آنسوؤں سے اپنا سکھڑا دھونے لگی مکہ اداس تھا خاک اڑ رہی تھی کفار اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگی کھوج نکالنے والوں اور سراغ رساں لوگوں کو بلایا حضورؐ کو اور ابوبکرؓ کو زندہ پکڑ کر لانے والوں کو یا سر کاٹ کر لانے والوں کے لئے سو سو اونٹ انعام ٹھہرایا کہ جیسا بلا کا پر ہیں تھا وہ کفار کو غار ثور کے دہانہ پر لے پہنچا اور اس نے کہا کہ کھوج آگے نہیں جاتا سو بیوہ محمدؐ اور ابوبکرؓ اس غار کے اندر ہیں اندر اترو اور دونوں کو باندھ لو کفار غار کے دہانہ پر ہکا بکا کھڑے تھے ان میں سے ایک شخص نے کہا پاگل ہوا ہے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے غار کے منہ پر کبوتر کا گھونسلا ہے گھونسلے میں کبوتری بیٹھی انڈے سے رہی ہے اگر غار میں کوئی جاتا تو نہ جالا سلامت رہتا نہ گھونسلا دوسرے نے کہا میں اس جالہ کو محمد کی پیدائش سے پہلے اس دہانہ میں پاتا ہوں خیر یہاں نہیں ہیں آگے چلو اور انہیں چاروں طرف ڈھونڈو دیر کرنی کس نے بتائی ہے خدا نے غار پر سے کفار کو ٹالا اور سب کے سب ادھر ادھر تتر بتر ہو گئے۔

## تیسری تصویر

جب بہ تقریب سفر یار نے محمل باندھا
طپش شوق نے ہر ذرہ پہ اک دل باندھا

حضور پر نور بارہویں ستمبر سے سولہویں ستمبر تک غار میں رہے رات کے وقت موقع دیکھکر تھوڑی دیر کے لئے دونوں صاحب باہر آتے تھے عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر کے آزاد غلام جو بکریاں چرانے کے بہانے سے غار کے آس پاس رہتے تھے آپ کو بکریوں کا دودھ پلاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر جو نابالغ ہر کفار کے جرگہ میں شامل تھے رات کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور کفار کے مشوروں سے آپ کو خبردار کرتے تھے آج ربیع الاول کی پہلی تاریخ سولھویں ستمبر سے مطابق ہے دوشنبہ کی آدھی رات ہے چاند کسی عاشق بیمار کے زار نزار بدن کی طرح اپنا زرد چہرہ دکھا کر غروب ہو گیا اندھیرا چھایا ہوا ہے پہاڑ کے دامن میں سناٹا ہے آسمان بتارے آنکھیں کھولے اس مرقع کو کھور کھور کر دیکھ رہے ہیں ناظرین چشم بصیرت سے دیکھیں گے کہ غار کے دہانہ پر چار اونٹ کجاوؤں سے آراستہ بیٹھے جگالی کر رہے ہیں ان میں سے اگلا اونٹ عامر بن فہیرہ کا ہے جو ہمرکاب رہیں گے دوسرا اونٹ عبداللہ بن اریقط دیلمی کا ہے جو اگوا بن کر چلے گا اور رہبری کرے گا تیسرا اونٹ حضرت ابوبکر کی سواری کا ہے چوتھا اونٹنی حضور پر نور کی ہے جس کا نام قصوی ہے چوچار سو درم کے بدلے حضور نے حضرت ابوبکر سے مول لی ہے اس موقع سے چار قدم کے فاصلہ پر ایک عورت سیاہ پوش ہاتھ میں ایک گھڑی لئے کھڑی ہے

ابوبکر صدیق۔ اسما لاؤ کہا نا مجھے دو تاکہ مشکا رسی میں باندھ لوں اس سیاہ عورت نے دستر خوان اپنے والد ماجد کے حوالہ کیا۔

ابوبکر۔ واہ بیٹی توشہ تو لائیں مگر توشہ باندھنے کے لئے کوئی رسی نہ لائیں۔

اسما اس بات کو سنکر ایک چٹان کی آڑ میں چلی گئیں اور اپنے ازار بند کو دوہرا دوہر کھڑا چیر کر لے آئیں ابوبکر صدیق نے اس سے کہا نا باندھکر کہا دیا اور حضرت نے فرمایا اے آل ابی بکر رضہ تم نے اپنے نبی کی بڑی خدمت کی ہے اللہ تمہیں اسکی جزائے خیر دے۔

اسما بنت ابی بکر یا رسول اللہ فداک ابی و امی آپ کی جدائی شاق ہے یہ کہکر چپکے چپکے سسکیاں لینے لگیں۔

حضور والا۔ نہیں ہرگز نہیں تم اپنا جی بھاری نہ کرو خدا نے چاہا تو ہم تم سب عنقریب ملیں گے یہ کہکر حضور نے دعا پڑھی اور قصوی ناقہ پر سوار ہو گئے اور عبداللہ بن اریقط دیلمی نے رہبری کے لئے اپنا اونٹ آگے بڑھایا اور یہ قافلہ چند ہی قدم چلا تھا جو رات کی تاریکی نے ہماری نظروں سے غائب کر دیا۔

## چوتھی تصویر

کس کا سراغ جلوہ حیرت ہے اے خدا
آئینہ فرش شش جہت انتظار ہے

دشمنوں کے لحاظ سے آپ کا اگوا مدینہ کی طرف آپ کو معمولی اور مشہور راستہ سے نہیں لے گیا بلکہ ساحل کی غیر معمولی راہ سے اس نے سفر کروایا وہ اپنے اونٹ کو خراماں خراماں لئے جاتا تھا اس نے اونٹ کی مہار چھوڑ دی تھی ایک ہاتھ اس کا تلوار کے قبضہ پر تھا اور دوسرا ہاتھ اس کا بم کو سنبھال رہا تھا۔ اس کے پیچھے حضور کا ناقہ تھا جو مورنی کی طرح ناز و انداز سے ریگزار پر قدم رکھتا چلا جاتا تھا ناقہ کے پیچھے حضرت ابوبکر کا اونٹ اور اس کے پیچھے عامر بن فہیرہ شیر دل کا اونٹ تھا یہ حضرات یلغار کرتے چلے جاتے

اگر ماہ کے مصائب اور معجزات کو حوالۂ قلم کیا جائے تو لکھنے کے لئے دفتر درکار ہیں مختصر یہ ہے کہ حضور نے چودہ دن میں اس سفر کو طے کیا ستمبر کی ۲ تاریخ اور صبح کا سہانا وقت تھا کہ سامنے شہر مدینہ کی فصیل اور اس کے ادھر ادھر کھجوروں کے سرسبز باغ نظر آئے اہل مدینہ کو بھی یہ خبر مل گئی تھی کہ سردار انبیا مکہ سے چل دیئے ہیں اور ہمارے شہر کو آرہے ہیں اس لئے وہ خوشیاں منا رہے تھے اور روز مدینہ سے نکل کر پیشوائی کے لئے دو چار میل آتے تھے اور حضور کو نہ پاکر مایوس چلے جاتے تھے ۸ ستمبر کو بھی ناکام پلٹ رہے تھے جو ایک یہودی نے ٹیلہ پر سے حضور کے قافلہ کو دیکھ کر کہا یا معاشر العرب ھذا جدکم اس مژدہ کو سنتے ہی انصار پہلے اور حضور کے ناقہ کے چاروں طرف پروانہ وار گرے کچھ لوگ خوشی کے نعرہ لگاتے ہوئے مدینہ کی طرف بھاگے تاکہ آپ کی تشریف آوری کی خبر سب کو پہنچا دیں پھر کیا تھا چند ہی منٹ میں سارا مدینہ امنڈ پڑا پیر و جوان اور عورتیں اور لڑکے اور لڑکیاں بچے بچیاں۔ لونڈیاں غلام دوڑے چلے آئے۔

ایک کہتا تھا جاء رسول اللہ دوسرا کہتا تھا جاء نبی اللہ یہاں تک کہ انصار اپنی آنکھیں بچھاتے آپ کو محلہ قبا میں لے پہنچے اور حضور نبی عمرو بن عوف کے ہاں مہمان ہوئے خوشی کے جوش میں نوجوانوں نے نیزہ بازی اور پڑے کرتب شروع کر دیئے نبی نجار کی لڑکیاں ہاتھوں میں دف لیکر آئیں اور یہ شعر گانے لگیں۔

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اس فرحت و شادمانی کی امنگ میں انصار کی پردہ نشیں بیویاں بھی اپنی محل اور حویلیاں چھوڑ کر حضور کے دیدار کو چلی آئیں اور یہ شعر گانے لگیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

متقدمین نے جہرٹ پٹ حضور کو اور حضرت ابوبکر کو نہلا دھلا کر سفید لباس پہنائے حضور گردن جھکائے مراقبہ میں تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپ کے پہلو میں تھے تماشائی اور آرزو مند لوگوں کا ہجوم دم بدم بڑھتا جاتا تھا دونوں مہمانوں کی صورت ایک سی لباس ایک سا آنے والے یہ نہ سمجھتے تھے کہ پیر کون سے ہیں اور مرید کون سے حضرت ابوبکرؓ نے اس بات کو سمجھ لیا اور اس لئے آپ نے ایک چادر لیکر دوکو نے اپنے ہاتھ میں اور دو کونے کسی دوسرے کو دیئے اور حضور کے سر پر سایہ بنا کر کھڑے ہو گئے اب حاضرین اچھی طرح حضور کے دیدار سے


صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ صحیح کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب

# بخاری شریف کا اردو ترجمہ و تشریح

قرآن مجید کا عام فہم ترجمہ و تفسیر مکمل کرنے کے بعد حضرت خواجہ حسن نظامی نے نہایت آسان اور صاف اردو تیار کرنی شروع کی ہے اس کا نام

## عام فہم تشریح بخاری ہے

اس کے آٹھ پارے الگ الگ کتابی صورت میں چھپ کر تیار ہو گئے ہیں ضخامت پارہ اول ۱۲۶ صفحے پارہ دوم ۱۲۸ صفحے پارہ سوم ۱۲۴ صفحے۔ عام فہم تشریح بخاری شریف میں ترجمہ اور تشریح کے علاوہ مزید تشریحی حاشیہ بھی ہیں

## عام فہم تشریح البخاری شریف

پڑھنے کے بعد ہر مسلمان مولوی بن سکتا ہے اور ہر مسلمان شریعت سے پوری طرح واقف ہو سکتا ہے اور خلاصہ مقصد یہ ہے کہ ان دونوں کا مطالعہ انسان کو اصلی مسلمان بنا دیتا ہے عورتوں اور بچوں کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنانا ہو تو عام فہم تشریح بخاری پڑھا۔ بچہ جس کا پڑھ لینا بہت ہی آسان ہے اردو کے حروف پہچان سکنے والے بچے بھی ان دونوں کو بے تکان پڑھ لیتے ہیں

## عام فہم تشریح کے ہر پارہ کی قیمت ایک روپیہ ہے

اسکے ابھی ۸ پارے تیار ہوئے ہیں

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی



# کام شروع کرنے سے پہلے

## انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ ہے کہ استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے محض اس خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رمالوں اور جوگیوں اور کاہنوں کے پھندہ میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے ایسے صحیح فالنامے لکھے ہیں کہ جن سے انسان کو کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام کا انجام قرآن کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ قرعۃ الانبیا یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ اور فالنامہ بڑلیں شامل کر دیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیب معلوم کار کا انجام معلوم کیا جا سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام **فالنامہ صادقی** ہے ایسی اعلیٰ اور مستند کتاب فالنامہ کی اس سے پہلے طباعت نہیں ہوئی۔

**قیمت ۸ر**

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# فتح مکہ اور سرکار مدینہ کا عفو و درگذر

(مولوی حسن ابراہیم صاحب وکیل ورنگل)

جو لوگ حضور رحمۃ للعالمین پر بغیر ہالہ خونخواری و جنگجوئی کا الزام لگاتے ہیں اگر ذرہ برابر بھی ان کے اندر انصاف ہو تو فتح مکہ کے حالات پر غور کریں اور اس آیۂ رحمت کی بے نظیر رحمت و رافت اور عدیم المثال عفو و درگذر کو دیکھیں اور انصاف سے کہیں کہ کیا دنیا میں اس سے پہلے کوئی ایک مثال بھی ایسے عفو عام اور رحم و درگذر کی مل سکتی ہے۔ قریش مکہ کی درندگی و خونخواری اور حضور نبی الرحمۃ کے ساتھ ان کی عداوت و دشمنی اور آپ پر ان کا ظلم و ستم کرنے اور حضور کو ناقابل جور و جفا بنانے میں قریش مکہ نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا یہاں تک کہ قتل کی پوری تیاری کر لی اور قاتلوں نے کاشانۂ نبوی کا بہ ارادہ قتل محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ حضور کو اپنا پیارا وطن چھوڑنا پڑا اور پھر اس کے بعد غریب الوطنی میں بھی مشرکین مکہ آپ کے پیچھے پڑے رہے اور حملے کرتے رہے اور قتل کی بھی سازش کرتے رہے۔

لیکن اس پیکر عفو و مجسمۂ رحم و رافت کے اس عفو و عام کو دیکھئے جو ایسے دشمنوں کے ساتھ اس نبی الرحمۃ نے کیا۔

فتح مکہ کا واقعہ اس حیثیت سے اپنی نظیر نہیں رکھتا کہ جس شخص کو بے سروسامانی کے عالم میں کفار قریش نے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور کیا اسی نے چند برسوں کے بعد اسے فتح کر لیا اور جہاں سے مظلومی و بیکسی کے عالم میں نکلا تھا وہاں فاتحانہ داخل ہوا مگر فتح کا غرور لیکر نہیں اور نہ انتقام و بدلہ کے نشہ میں مدہوش و بدمست ہو کر بلکہ عفو و درگذر کے اعلان عام کے ساتھ داخل ہوا اور لطف و کرم کا پیغام دیتا ہوا اندر گیا۔

مکہ کی فتح یوں اس طرح ہوئی کہ حضور کو مشرکین مکہ نے مجبور کر دیا کہ مکہ پر چڑھائی کریں واقعہ یہ ہے کہ حدیبیہ میں آپ کے اور قریش مکہ کے درمیان ایک معاہدہ صلح ہو گیا تھا جس میں درج تھا کہ دس سال تک کوئی جنگ نہ ہوگی اور یہ کہ جو قبائل رسول مقبول کی طرف ملنا چاہیں وہ اور ہر مل جائیں اور جو قبائل قریش کے ساتھ ملنا چاہیں ان کے ساتھ مل جائیں چنانچہ معاہدہ کی اس دفعہ کے مطابق بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مل گئے اور بنو بکر قریش کے ساتھ مل گئے۔

ابھی دو سال ہی اس معاہدہ کو ہوئے تھے کہ رات کی تاریکی میں بنو بکر نے اچانک بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور قریش نے اسلحہ وغیرہ سے بنو بکر کو مدد دی اور ان کے بڑے بڑے سردار مثل عکرمہ بن ابو جہل سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ نقاب پہنکر بنو بکر کی طرف سے لڑے اور اپنے ساتھ اپنے حوالی موالی کو بھی لے گئے۔

چونکہ بہت سے قبائل اور افراد سے مسلمانوں کے معاہدے ہو چکے تھے اور ان کی حفاظت اور امداد کی ذمہ داری رسول اللہ اپنے اور مسلمانوں پر سمجھتے تھے اس لئے ضروری ہو گیا کہ معاہدے کے احترام فریق مظلوم کی دادرسی اور دیگر دوست و حلیف قبائل کو آئندہ حفاظت کا یقین دلانے کی غرض سے آپ مکہ پر حملہ آور ہوں چنانچہ دس ہزار قدوسیوں کو لیکر آپ نے مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ بغیر کسی سخت جنگ و جدال و خونریزی کے فتح ہو گیا یعنی کل ۲۸ قریش اور دو مسلمان کام آئے تھے اور یہ بھی اس طرح کہ حضرت خالد کے زیر کمان جو دستہ تھا اس نے مزاحمت کی تھی۔

حضور نے فتح مکہ سے قبل اپنی فدوسی فوج کو جو احکام دیئے تھے ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور کا قلب پاک کس قدر عفو و درگذر کے جذبات سے معمور تھا۔

ہدایات حسب ذیل تھیں:-

(۱) جو شخص ہتھیار پھینکدے اس کو قتل نہ کیا جائے۔
(۲) جو شخص خانہ کعبہ کے اندر پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(۳) جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ جائے اس کو قتل نہ کیا جائے۔
(۴) جو شخص ابو سفیان کے گھر میں چلا جائے اسے قتل نہ کیا جائے
(۵) جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں چلا جائے اس کو قتل نہ کیا جائے۔
(۶) جو لوگ بھاگ جائیں ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔
(۷) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔
(۸) قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

ان ہدایات پر غور کیجئے اور تملائیے کہ کیا یہ احکام و ہدایات کسی ایسے شخص کی طرف سے جاری ہو سکتی ہیں جس کا دل جوش انتقام سے معمور ہو یا جو جنگجو ہو اور کیا آجتک کسی فاتح کسی حملہ آور اور کسی ایسے شخص کی طرف سے اپنی فوج کو ہدایات جاری ہوئی ہیں جو ۲۰ سال تک مسلسل ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہو یقیناً ایک مثال بھی تاریخ عالم میں ایسی پیش نہیں کی جا سکتی اس قسم کی عفو عام کی ہدایات صرف وہی نبی دے سکتا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ وہ جنگ کے لئے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے دنیا کو امن و انصاف سے بھرنے اور ہدایت و سعادت کی راہ دکھلانے اور گمراہی و ضلالت کی تاریکی سے نکالنے کے لئے مامور ہوا ہے

حقیقت یہ ہے کہ یہ احکام حضور کے نبی الرحمۃ ہونے اور خدا کی طرف سے رحمت للعالمین بنا کر بھیجے جانے کا کھلا نشان اور آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کیونکہ ایسے اشد شدید دشمنوں کے لئے اس قدر رعایت کا لحاظ رکھنا اور ایسے ظالموں پر اس درجہ لطف و کرم مبذول فرمانا جنہوں نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا ہو اور جنہوں نے ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا ہو صرف ایک نبی برحق ہی کر سکتا ہے جس کے قلب میں عالم انسانیت کے لئے رحم و کرم بھرا ہوا ہے اور جو صحیح معنوں میں رحمت للعالمین ہے۔

یہ آٹھ ہدایات نہیں بلکہ رحمت و رافت کے آٹھ وسیع اور شاندار دروازے ہیں جس میں ہر اک خاطی و گنہگار اور ہر ایک مجرم و سیاہ کار تک داخل ہو کر اپنے لئے امن و راحت حاصل کر سکتا تھا ان دروازوں میں داخلہ کی

کوئی شرط نہ تھی اور داخلہ پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی گئی تھی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ صرف فلاں قسم کے لوگ ہی ان عفو و درگذر کے دروازوں میں داخل ہو سکتے ہیں اور وہ لوگ جو تیرہ سال تک مکہ میں حضور کے درپے آزار رہے اور ہر قسم کے ظلم و جور کا آپ کو نشانہ بنایا اور وطن سے نکال کر بے وطن کیا اور غریب الوطنی میں بھی برابر ظلم کے پہاڑ ڈھاتے رہے وہ ان دروازوں میں داخل ہو کر امن و حفاظت کے حقدار نہیں ہو سکتے بلکہ یہ عفو عام کے دروازے تھے ہر ایک شخص ان سے فائدہ اٹھا سکتا تھا اور فائدہ اٹھایا صرف چار شخص مستثنیٰ رکھے گئے تھے کیونکہ انفرادی حیثیت سے یہی قتل کے مجرم تھے مگر ان میں سے بھی صرف ایک شخص کی گردن قصاص میں ماری گئی۔

اب ان دروازہ ہائے عفو عام کی وسعت، ہمہ گیری پر غور کرو ان میں سے ہر ایک دروازہ بجائے خود مکہ کی تمام آبادی کو اپنے آغوش میں لینے کے لئے وسعت رکھتا تھا جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے گا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس دروازہ کی وسعت سے مکہ کا ایک باشندہ بھی محروم رہ سکتا ہے سوا اس بدبخت کے جو خود ہی محروم رہنا چاہے اسی طرح دوسرا دروازہ خانہ کعبہ کے اندر چلے جانے کا ہے یہ بھی غیر مشروط طریق پر اپنی آغوش رحمت وسیع کئے ہوئے ہے اور مکہ کا ہر ایک متنفس اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ اب تیسرے دروازے کی وسعت ملاحظہ فرمائیے جو شخص اپنے گھر میں بیٹھ رہے وہ مامون ہے کیا اس کی وسعت سے ایک متنفس بھی بچ سکتا ہے اور کیا کوئی شخص اس وسعت کا اندازہ لگا سکتا ہے اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ سوائے اس مجنوں اور مخبوط الحواس کے جو جان بوجھ کر اس عفو عام سے فائدہ نہ اٹھانا چاہیئے اس اعلان کے بعد کوئی غیر مامون و غیر محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہ اس قدر وسیع العفو اور وسیع الرحمۃ ہدایت ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی دوسری ہدایت کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ اس سے زیادہ آسان اس سے زیادہ سہل اور اس سے زیادہ ہر شخص کے لئے ممکن العمل اور کیا ہو سکتا ہے۔ چوتھی اور پانچویں ہدایت بھی عفو و درگذر اور رحم و رافت کی ایک ایسی حجت ہے کہ اس سے زیادہ روشن و جلیل اور ناقابل تردید برہان و حجت اور کوئی نہیں ہو سکتی ابوسفیان کے گھر کو ہر ایک اہل مکہ کے لئے مامن قرار دینا نبی الرحمۃ ہی کا کام ہو سکتا تھا یہ وہی ابوسفیان ہے جس نے ابوجہل اور ابولہب کے دوش بدوش اسلام کا اور داعی اسلام کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی بیس سال تک جدوجہد کرتا رہا تھا اور جس قدر ظلم و ستم مسلمانوں برادر مسلمانوں کے آقا و مولا پر ہوئے تھے جنابِ سب میں اس کا ہاتھ رنگا تھا ایسے کو یہ اعزاز و اکرام دینا کہ اس کے گھر کو ہر شخص کے لئے مامن قرار دیدینا ظاہر کرتا ہے کہ وہ یقیناً رحمۃ للعالمین ہی تھا اور اس شان رحمت و رافت کا اظہار صرف ایسے ہی وجود سے ہو سکتا ہے جس کو خدائے ارحم الراحمین نے اپنی شان رحم و عفو سے سرفراز فرما کر دنیا کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہو۔

اسی طرح حکیم بن حزام کے مکان کو بھی مامن قرار دیدیا تھا بھاگ جانے والے زخمی اور قیدی بھی قتل سے محفوظ و مامون ٹھہرائے گئے۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے آٹھ میں سے پانچ ہدایات ایسی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک بجائے خود مکہ کی تمام آبادی کو مامون و محفوظ بنا دینے کے لئے کافی تھی مگر دامن رحمت اس قدر وسیع تھا کہ ایک آدھ ہدایت پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اکدم سے آٹھ ایسی ہدایات جاری فرما دیں جن کے دامن عفو میں ہر کس و ناکس سہولت و آسانی کے ساتھ پناہ گیر ہو سکے اور کوئی رحمت عام سے محروم نہ رہے۔

یہ ہدایات داخلہ مکہ سے پہلے ہی جاری کر دیگئیں تھیں اس کے بعد حضور معہ اپنے قدوسی لشکر کے جب اپنے محبوب وطن میں کئی سال کے بعد داخل ہوئے تو پرانے پاپیوں کے ساتھ بھی عفو و درگذر ہی سے کام لیا اور سب کو دریائے رحمت و رافت کے آب شیریں سے سیراب کر دیا حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جو خون پیاسے تھے اگر کسی سے کم سزا قتل تھی۔

فاتحانہ داخلہ کے بعد حضور نے مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جو یہ ہے:۔

یا معاشر قریش ان اللہ قد ذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالاٰباء الناس من اٰدم واٰدم خلق من تراب یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ثم قال اذھبوا فانتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم

اے جماعت قریش خدا نے تمہاری جاہلانہ نخوت کو اور باپ دادا پر اترانے اور غرور کا سر توڑ دیا حقیقت تو یہ ہے کہ سب آدمی آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے خدا فرماتا ہے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور گوت اور قبیلے سب پہچان کے لئے بنا دیئے ہیں اور خدا کے ہاں تم میں سے زیادہ عزت ہے جس میں تقویٰ و پرہیزگاری زیادہ ہو پھر فرمایا جاؤ تم آزاد ہو اور تم پر آج کچھ مواخذہ نہیں ہے" داخلہ مکہ سے پہلے ہشتگانہ ہدایات جاری فرمائیں اور داخلہ کے بعد عام معافی اور عام عفو و درگذر کا حکم فرما دیا اور تمام پچھلی شرارتوں اور خباثتوں اور تمام مظالم کو فراموش کر کے سب کو ہر قسم کی باز پرس اور سزا کے خوف سے بخوف کر دیا چنانچہ پھر کسی ایک متنفس کی تکسیر تک نہ پھوٹی وحشی قاتل حمزہ ہندہ جگر خوار عم رسول اللہ اور ہمہار قاتل سیدہ زینب بنت رسول اللہ جیسے مجرموں کو بھی عام معافی دیدی۔ ہبار نے سید زینب کے جب وہ مکہ سے مدینہ محمل بیٹھی جا رہی تھیں تو نیزہ مارا تھا اور ہودج سے گرا دیا تھا جس سے آپ کا حمل ساقط ہو گیا تھا اور اسی صدمہ سے آپ کا انتقال ہو گیا تھا ایسے سخت مجرم کو بھی حضور نے معاف فرما دیا۔ ابوسفیان نے جو حضرت یوسف کے بھائیوں کی زبان میں حضور سے اس طرح معافی مانگی تاللہ لقد اٰثرک اللہ علینا وان کنا لخاطئین خدا کی قسم اللہ نے بیشک آپ کو ہم پر فضیلت دی ہے اور یقیناً ہم خطاکار اور قصوروار ہیں" حضور نے بھی حضرت یوسف ہی کی زبان میں جواب دیا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین آج تم پر کوئی الزام و مواخذہ نہیں خدا تو بخشدے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے" وہ جنکی آنکھیں آقائے مدینہ پر اعتراض و نکتہ چینی میں مصروف رہتی تھیں اور وہ جن کو اعتراض کے سوا کچھ نہیں سوجھتا ذرا چشم بصیرت کو کھول کر دیکھیں کہ ایسے دشمنوں کے ساتھ ایسے لطف و کرم اور عفو و رحم کی کوئی دوسری مثال بھی ان کو ملتی ہے اور کیا اس کے بعد وہ تسلیم نہ کریں گے کہ محمد

# اسیران جنگ کے ساتھ نبی الرحمۃ کا سلوک

(مسٹر ایوب احمد بی اے آنرز)

حضور کی بعثت سے قبل جنگ کے اصول و قواعد بکمہ اور تھے اور وہ حد سے زیادہ وحشیانہ تھے مگر حضور رحمۃ للعالمین نے دنیا کی تاریخ جنگ میں ایک نئے باب کا اضافہ فرمادیا۔ یونان روم۔ ایران قرطاجنہ۔ بابل اور نینوا کی جنگی تاریخ کا مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا کہ جنگ کیا ہوتی تھی گویا جہنم دنیا میں اتر آتی تھی اور رحم و کرم کو صفحۂ ہستی سے بطار خاک سیاہ کر دیتی تھی کوئی بیرحمی کسی قسم کی وحشت و درندگی اور ہر طرح کی سباغی و سفاکی کو نہ صرف جائز بلکہ ضروری سمجھا جاتا تھا میدان جنگ میں قتل کے بعد ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کاٹ کر ذلیل کی جاتی تھی اور لاشوں کو روندا جاتا تھا۔ عہد و میثاق کی پابندی نہ تھی اور اسیران جنگ کو تو جیتے جی دوزخ نصیب ہو جاتی تھی ان سے دو ہی قسم کے سلوک کئے جاتے تھے یا تو ان کو قتل کر دیا جاتا تھا اور بیشتر یہی ہوتا تھا یا پھر ان کو غلام بنا لیا جاتا تھا اور غلام بنانا قتل سے زیادہ بدتر ہوتا تھا کیونکہ کوئی ظلم و ستم ایسا نہ ہوتا تھا جو ان کے ساتھ روا نہ رکھا جاتا ہو۔

لیکن ذرا وہ لوگ آنکھ کھول کر رحمۃ للعالمین کے اس سلوک کو دیکھیں جو خونخواری اور جنگ جوئی کا الزام داعی اسلام پر لگاتے ہیں کہ جنگ میں اور اسیران جنگ کے ساتھ حضور کا سلوک کیا تھا۔

اس حقیقت کا سب کو علم ہے کہ کفار مکہ حضور کے جانی دشمن تھے اور جب تک حضور مکہ میں تشریف فرما رہے آپ کو ستانے اور آپ پر ظلم و ستم کرنے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا آپ پر آوازے کسے تمسخر کیا راستے میں کانٹے بچھائے کیچڑ پھینکا۔ غلاظت ڈالی۔ بائیکاٹ کر دیا اور تین سال تک محصور رکھا آب و دانہ بند کر دیا یہاں تک کہ قتل کر دینے کی کوشش کی اور وطن سے بیوطن کر دیا اور اس کے بعد اس عداوت و دشمنی کا سلسلہ جاری رکھا مدینہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا یہاں بھی قتل کرنے اور کرانے کی شیطانی کوششیں کیں اور فوج لیکر چڑھ آئے اور مسلسل کئی برسوں تک لڑتے رہے اور مسلمانوں کو مکر و فریب سے قتل کرتے رہے اور ان کا مال و اسباب لوٹتے رہے۔

لیکن ان تمام وحشیانہ مظالم اور سفاکانہ جور و ستم کے باوجود حضور کو جب کبھی بھی موقع ملا ہمیشہ رحم و کرم ہی کا سلوک ان کے ساتھ کیا ساری تاریخ غزوات میں ایک شخص کو بھی سولی نہیں دی گئی حالانکہ ان ظالموں نے مسلمانوں کو پہلے طرح طرح کے ظلم و ستم توڑ کر پھر سولی چڑھایا یا اسی طرح کسی کو سولہ نہیں کیا گیا حالانکہ حضرت حمزہ کے ساتھ ان ظالموں نے ایسا ہی وحشیانہ برتاؤ کیا تھا یعنی ناک کان کاٹ کے اور دوسرے اعضاء کا ہار بنا کر ہند زوجہ ابوسفیان نے اپنے گلے میں پہنا تھا اور آپ کا کلیجہ نکال کر چبایا گیا تھا مگر حضور نے کسی ایک کافر کے ساتھ بھی اس امر کو روا نہیں رکھا۔

اسیران جنگ کے دو ہی مصرف ہوتے تھے بالعموم قتل کر دیئے جاتے تھے یا غلام بنائے جاتے تھے لیکن رسول عربی صلعم کے یہاں ہمیں ان کے دو ہی مصرف تھے یا یونہی مفت چھوڑ دیئے جاتے تھے یا معمولی فدیہ لیکر چھوڑ دیئے جاتے تھے یا در کہنا چاہیئے کہ حضورؐ کے عہد سے قبل کبھی بھی یہ سلوک نہ ہوتا تھا بلکہ اس سے قبل ساری دنیا میں یہ ہوتا تھا ہر ملک اور ہر قوم کے یہاں اسیران جنگ کے ساتھ دو ہی سلوک کئے جاتے تھے یا قتل یا غلامی مگر حضورؐ نے آئین حرب میں اس نئے قانون کا اضافہ فرمادیا کہ مفت یا فدیہ لیکر رہا کر دیا یا تبادلہ کر لیا آج ہی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا بلکہ اس قید میں زیادتی اور بڑھ گئی ہے کہ تاوان جنگ ہزیمت خوردہ فریق پر اس قدر ڈال دیا جاتا ہے اور طرح طرح کی پابندیاں ایسی عائد کر دی جاتی ہیں کہ پھر اس کا ابھرنا اور ترقی کرنا محال ہو جاتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ جنگ عظیم یورپ کا خاتمہ جن اندوہناک نتائج پر ہوا وہ عالم انسانیت کے لئے ہمیشہ کا جہ ماتم بنا رہے گا جرمنی پر اس قدر تاوان عائد کیا گیا اور ایسی شرائط اس پر عائد کر دی گئی ہیں کہ شاید اب سو برس تک بمشکل پنپ سکیگا اربوں نہیں بلکہ کھربوں پونڈ تاوان اس کے ذمہ ڈالا گیا فوج پر پابندیاں لگائی گئیں کہ محدود تعداد سے زیادہ نہیں رکھ سکتا اسلحہ پر پابندیاں لگائی گئیں اور خدا معلوم کس قدر ایسی پابندیاں عائد کر دی گئیں جو اس کی کمر شکنی کے لئے کافی تھیں۔

اس کے مقابلہ پر حضور رحمۃ للعالمین کا سلوک مخاصم و حریف فریق کے ساتھ دیکھو کسی جنگ میں بھی اس قسم کی پابندی عائد نہیں کی گئی اور نہ تاوان جنگ وصول کیا گیا۔

اسیران جنگ کے ساتھ جو حسن سلوک حضورؐ نے فرمایا اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ تقریباً تمام قیدیوں کو رہا فرمادیا بعض سے برائے نام فدیہ لیا اور بہتوں کا فدیہ اپنے پاس سے ادا فرما کر ان کو رہا کر دیا۔

سب سے پہلے غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ اسیر آئے اس جنگ میں ۷۲ قیدی مسلمانوں نے پکڑے اور دو کے سوا سب کو معمولی فدیہ لیکر چھوڑ دیا اور جو فدیہ نہیں ادا کر سکتے تھے ان پر یہ فرض عائد کیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھا دیں اس کے بعد چھوٹ جائیں۔

جس وقت یہ قیدی ہاتھ آئے تو حضورؐ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ فدیہ لیکر سب کو رہا کر دیجئے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ کفر و شرک کے امام ہیں خدا نے ہم کو ان پر غلبہ دیا ہے اسلئے مسلمانوں کے خون کا اور ان پر جو ظلم ہوا ہے اس کا قصاص و انتقام لینا چاہیئے اور ان کی گردنیں اڑ دینی چاہئیں حضور آیہ رحمت نے ابوبکر صدیقؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور سب سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا ان قیدیوں پر بھی کسی قسم کی پابندی عائد نہیں فرمائی مثلاً آئندہ سے مسلمانوں کے خلاف سعت و تاخت یا ان کے خلاف سازش مت کرنا یا ان کے دشمنوں کو مدد مت دینا یا ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کرنا اس قسم کی کوئی شرط عائد نہیں کی پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب تک یہ لوگ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسیر اور قیدی رہے ان کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا گیا مہمانوں کی طرح ان کو

رکھا گیا نہ صرف یہ کہ کوئی تکلیف ان کو نہ ہونے پائی بلکہ ہر طرح کا ان کو آرام دیا گیا خود انھیں لوگوں کے بیانات موجود ہیں کہ مسلمانوں نے ان کے ساتھ بچوں کا سا سلوک کیا یعنی جس طرح بچوں کی راحت و آرام کا لحاظ رکھا جاتا ہے ویسا ہی خیال ہمارے آرام کا رکھا۔

واضح رہے کہ ۷۲ میں سے دو کو ان کے سابقہ جرائم قتل کی پاداش میں قتل کیا گیا تھا۔

اب ذرا راہِ انصاف فرمایئے کہ کیا حضور سے پہلے دنیا کی جنگی تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی موجود ہے کہ ایسے دشمنوں پر اس قدر لطف و کرم فرمایا گیا ہو جیسا کہ حضور نے کیا کہ ان ائمہ کفر و شرک کو چھوڑ دیا جنہوں نے ۱۳ سال تک مکہ میں ہر قسم کے وحشیانہ مظالم توڑے گھر سے بے گھر کر دیا پھر عرب الوطنی میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا کیا حضور کو حق حاصل نہیں تھا کہ اس وقت کے مروجہ قانون جنگ کے مطابق ان کی گردنیں مار کر دشمن کو مرعوب فرماتے اس خیال سے کہ آئندہ فتنہ فساد سے باز رہیں مگر وہ تو سراپا رحم و کرم تھے ایسا کیونکر کر سکتے تھے آپ کو تو دنیا کا قانون جنگ بدلنا تھا اور آئین جنگ سے وحشت و بربریت کو دور کرنا تھا اور جنگ و حرب میں بھی انسانیت اور رحمت و رافت کے عنصر کو داخل کرنا تھا یہ کیونکر ممکن تھا کہ مروجہ قانون کے مطابق ان قیدیوں کو آپ قتل کرا دیتے۔

اسیران جنگ بدر کے بعد غزوہ بنو مصطلق میں ایک سو سے زیادہ قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے مگر ان کو حضور رحمۃ للعالمین نے بلا کسی فدیہ اور معاوضہ کے آزاد فرما دیا۔ اسی طرح حدیبیہ کے میدانوں میں کوہ تنعیم کے حملہ آوروں میں سے ۸۰ آدمی گرفتار ہوئے تھے ان کو بھی حضور رحمۃ عالم نے بغیر فدیہ یا جرمانہ یا کسی شرط کے آزاد فرما دیا تھا۔

سب سے زیادہ اور سب سے بڑی تعداد قیدیوں کی جنگ حنین میں ہاتھ آئی تھی یعنی چھ ہزار مرد و زن گرفتار ہوئے تھے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضور اسی میدان جنگ کے قریب ہی قیام فرما تھے اور مال غنیمت کو تقسیم نہیں فرمایا تھا کہ قبیلہ ہوازن جس نے حملہ کیا تھا اس کے چند سردار حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رحم کی درخواست گذاری یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حیات مکی کے عہد میں جب حضور دعوت اسلام کے لئے طائف تشریف لے گئے تھے تو حضور پر پتھر برسائے تھے اور اس قدر سنگ باری کی تھی کہ جسم اطہر لہولہان ہو گیا تھا اور وضو کے لئے جب حضور نے جوتا اتارنا چاہا تو وہ خون سے جم گیا تھا اور زور لگانے سے اترا تھا اور اس قدر سنگدلوں نے پتھر مارے تھے کہ حضور بیہوش ہو گئے تھے اور حضرت زید آپ کو وہاں سے اپنے کندھے پر اٹھا لائے تھے۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے رحم کی درخواست کی تھی۔

اب حضور کا جواب سنو اور انصاف سے کہو کہ سوائے اس شخص کے جس کو خدا نے رحمت عالم و عالمیان بنا کر بھیجا ہو اور جس کو خدا نے رؤف و رحیم کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہو کوئی اور بھی ایسا جواب دے سکتا ہے۔

جب ان لوگوں نے رحم کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا "میں تو تمہارا انتظار ہی کر رہا تھا" اور واقعہ یہ تھا کہ حصول فتح کے بعد دو ہفتہ تک حضور نے اس انتظار میں مال غنیمت کو بھی تقسیم نہ فرمایا تھا اور اسی جگہ قیام فرما تھے اللہ اللہ کیا شان رحمت و رافت تھی کہ ان دشمنوں پر لطف و کرم فرمانے کے لئے جو جان کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے اب انتظار فرما رہے تھے صدق اللہ العلی العظیم فی القرآن الحکیم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا میں اپنے حصہ کے اور اپنے خاندان کے حصہ کے قیدی بآسانی چھوڑ سکتا ہوں اور اگر میرے ساتھ صرف انصار و مہاجرین ہوتے تو سب کو چھوڑ دینا ہی مشکل نہ تھا مگر تم دیکھتے ہو کہ اس لشکر میں میرے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے اس لئے تم لوگ کل صبح نماز کے بعد آ اور مجمع عام میں اپنی درخواست پیش کرنا اس وقت کوئی صورت نکل آئے گی نیز فرمایا خواہ مال کو پسند کرو خواہ اہل و عیال کو کیونکہ فاتح لشکر کا دونوں سے محروم رکھنا دشوار ہے۔

بہرحال دوسرے دن وہ سردار آئے اور قیدیوں کی درخواست رحم پیش کی حضور نے فرمایا میں اپنے اور بنو عبد المطلب کے حصے کے قیدیوں کو بغیر کسی معاوضہ کے آزاد کرتا ہوں حضور کی زبان سے یہ سنکر بھلا انصار و مہاجر کس طرح انکار کر سکتے تھے جو مرضی مبارک پر جان چھڑکتے تھے چنانچہ تمام انصار اور مہاجرین نے یہی کہا کہ ہم بھی اپنے اپنے قیدیوں کو بغیر کسی معاوضہ اور شرط کے آزاد کرتے ہیں۔

اب وہ لوگ رہ گئے جو ملکہ سے آپ کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان میں سے زیادہ تعداد غیر مسلموں کی تھی ان کو حضور کا یہ طرز عمل بہت ہی عجیب و غریب معلوم ہوا کہ دشمن کے قیدیوں کو بلا شرط اور بغیر معاوضہ کے رہا کر دیا جائے کیونکہ انہوں نے تو ساری عمر کبھی یہ طرز عمل دیکھا ہی نہ تھا وہ تو یہ جانتے تھے کہ قیدی صرف اس لئے ہے کہ قتل کر دیا جائے یا غلام بنا کر رکھا جائے یا فروخت کر ڈالا جائے غرض یہ کہ ان لوگوں نے قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اس انکار کے بعد حضور نبی الرحمۃ نے ان کو بلایا اور گفتگو کے بعد ہر اک قیدی کا معاوضہ چھ اونٹ قرار پایا چنانچہ حضور آیۂ رحمت نے اپنے پاس سے سب کی قیمت ادا فرما دی اور اس طرح باقی قیدیوں کو بھی رہائی عطا فرمائی اور اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ پھر تمام قیدیوں کو اپنے پاس سے لباس پہنا کر ان کو رخصت کیا

یہ تھا اس نبی عربی کا سلوک اسیران جنگ کے ساتھ جس کو دشمنان اسلام جنگجو بیرحم اور خونخوار کہتے ہیں کیا اس آسمان کے نیچے کوئی ایک انسان بھی ایسا بتلایا جا سکتا ہے جس نے اپنے دشمنوں کے ساتھ اس قسم کا رحم و رافت کا سلوک کیا ہو۔

مومنز انگلش ٹیچنگ لمیٹڈ
المعروف
سونکی چڑیا
شرطیہ ڈھائی ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی کتاب ہے بہت
فروخت ہوتی ہے۔ قیمت صرف عہ
حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# مقدس رسول کے معترضین
## اور
# ان کے چند اعتراضات

(نوشتہ عبدالحمید خاں مدیر مولوی)

عہد رسالت میں باوجود انتہائی دشمنی اور عداوت کے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ کسی کی طرف سے کوئی ایسا اعتراض سرکار دو عالم پر نہیں کیا گیا جو ذرا بھی درخور اعتنا رہا اس عہد کے دشمنان رسول بھی حضور کو شاعر کہتے تھے کبھی کاہن و مجنون اور کبھی ساحر و جادوگر یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ سارے عرب میں تم ہی کو خدا نے اپنا رسول کیوں بنا کر بھیجا اور اگر تم سچے ہو تو ہم پر خدا کا عذاب نازل کراؤ غرضکہ اسی قسم کے بیہودہ اور لغو و مہمل اعتراضات کرتے تھے جن کی آج کوئی وقعت نہیں اور ان کو کوئی وزن نہیں دیا جاتا اور ایک طویل عرصہ تک تمام دنیا اسلام اور داعی اسلام کے متعلق خاموش رہی اور اسلام برق رفتاری کے ساتھ دنیا میں پھیلتا چلا گیا۔

جب یورپ میں اسلام کے صدقہ میں علم و فن کی روشنی پھیلی اور اہل یورپ نے دیکھا کہ اگر اسلام کے سیلاب ہدایت کو نہ روکا نہ گیا اور اس کے آگے بند نہ باندھا گیا تو مسیحیت کے قصر کی اینٹ سے اینٹ بج جائیگی اور بنیادیں متزلزل ہو جائینگی چنانچہ ایک جماعت اس طرف متوجہ ہوئی اور عربی زبان سیکھ کر اپنی ساری ہمت توجہ اس امر پر صرف کر دی کہ جس قدر ہو سکے اسلام اور داعی اسلام کو اعتراضات کے تیروں کا ہدف بنایا جائے اور اس طرح اسلام اور داعی اسلام کے رخ زیبا کو گہنا دینا بنا کر یورپ کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس کے دل میں اسلام اور داعی اسلام کی طرف سے نفرت و حقارت جاگزیں ہو جائے اور اس ترکیب سے مسیحیت کے قصر کو گرنے سے بچا لیا جائے۔

یورپ کی یہ جماعت اپنے مقصد میں ایک حد تک ضرور کامیاب ہوئی کہ یورپ میں اسلام جس سرعت کے ساتھ اپنا گھر کر رہا تھا وہ رفتار باقی نہ رہی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مسیحی علماء نے جو اعتراضات کئے تھے اور جس طرح طریقہ پر اسلام اور داعی اسلام کی صورت دنیا کو گھناؤنی شکل دیکر پیش کیا تھا علمائے اسلام نے اس کی تردید کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اول تو ایک طویل عرصہ تک زبان کی اجنبیت کی وجہ سے ان کو اس کا علم ہی نہیں ہوا کہ اہل ذرنگ اسلام کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں اور جب زبان سے کسی قدر واقفیت ہوئی تو ان لوگوں کو جو خود اسلام سے کماحقہ واقف نہ تھے اور صرف اس قدر مسلمان تھے کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے تھے وہ خود ہی اس گمراہی کا شکار ہونے لگے اصل میں یہ کام علماء کرام کا تھا کہ وہ یورپین زبانیں سیکھتے اور جو زہر اپنی کتابوں میں انہوں نے بھرا تھا ان کا مطالعہ کرتے اور ان کی تردید کرتے مگر افسوس ہے کہ اس فرض کی طرف آجتک ہمارے علماء من حیث الجماعت متوجہ نہیں ہوئے بلکہ بدستور غافل ہیں۔

تاہم انہی غیر علماء میں سے جنہوں نے یورپین زبانیں سیکھیں بعض کی غیرت اسلامی جوش میں آئی اور انہوں نے یورپین مصنفین متعصبین کے اعتراضات سے اسلامی دنیا کو آگاہ کیا اور جس قدر ان کے امکان میں تھا انہوں نے ان کی تردید بھی کی اور رفتہ رفتہ یورپین مصنفین کے اعتراضات سے واقفیت بڑھتی گئی جس سے دوسری قوموں نے بھی فائدہ اٹھایا مگر نہایت بدسلیقگی اور بدتمیزی و بدتہذیبی کے ساتھ کیونکہ یورپین نے تو عالمانہ انداز اختیار کیا تھا اور بزعم خود مدلل بحث کی تھی مگر ان کے شاگردوں نے "انچہ آدم میکند بوزنہ ہم" پر عمل کیا اور دریدہ دہنی و فحش زبانی اور گندہ بیانی سے کام لیکر صرف دل آزاری کو اپنا مقصد بنایا۔

بہرحال علماء میں سے تو کسی کو آجتک توفیق نہیں ہوئی لیکن بعض تعلیم یافتہ لوگوں نے کسی قدر کوشش کی کہ اسلام اور داعی اسلام کو بدنام کرنے کی منظمہ کوشش کی گئی تھی اس کی تردید ہو

اگرچہ یورپین مصنفین اپنے مقصد میں اس حد تک ضرور کامیاب ہوئے کہ اسلام کی طرف سے اپنے اہل ملک کو بدظن کر دیا مگر اس کا یہ نتیجہ بھی نکلا کہ مسیحیت کو بھی بچا سکے علم اور سائنس کی روشنی میں بھلا الہیت اور تثلیث اور کفارہ کے مضحکہ خیز نظریہ کیونکر ٹھہر سکتے تھے قدرتی طور پر لوگوں کے اندر الحاد و دہریت نے اپنی جگہ بنالی اور آج یورپ پچھتر فیصدی ملحد و دہریہ بن گیا ہے ہاں اگر اسلام سے ان کو متنفر اور بدظن نہ کیا جاتا تو بیشک ان کا علم اور ان کی سائنس ان کو اسلام کے آغوش میں لے آتی کیونکہ اب اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جو فطرت انسانی کے مطابق ہے اور سائنس و فلسفہ کا مقابلہ کر سکتا ہے اگر اب بھی یورپ کی زبانوں میں منظم و مدلل طریق پر اسلام اور داعی اسلام کو صحیح طور پر اور ان کے اپنے اصلی رنگ میں پیش کیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ الحاد پرست و دہریت مآب یورپ اسلام کو دہریت و الحاد پر ترجیح دے۔

مگر یہ کام ایسے ہی علماء کا ہے جو عالم دین ہونیکے ساتھ ہی وسیع النظر روشنخیال اور سائنس و موجودہ فلسفہ سے واقف ہونے کے ساتھ ہی یورپین زبانوں سے آگاہ ہوں اور قوم کی امداد و اعانت ان کے پشت پر ہو۔

خیر اس مضمون کا موضوع یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ تقریب ولادت باسعادت پر رسالہ مولوی کا ہر سال جو رسول نمبر کسب حسنات و ذخیرہ آخرت کے لئے نکالا جاتا ہے اس کے ذریعہ ان لوگوں کی اصلاح کے لئے کچھ لکھا جائے

جو یورپ کی ریشہ دوانیوں سے ہندوستان کے اندر گمراہ ہو گئے ہیں خواہ وہ غیر مسلم ہوں یا وہ مسلمان جو اپنے مذہب سے اہل یورپ ہی کے ذریعہ واقف ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی واقفیت کس قسم کی ہوگی اگر دل کو تعصب اور کدورت سے پاک کر کے اس مضمون کا مطالعہ کیا جائے گا تو امید ہے کہ شکوک و شبہات دور ہو جائینگے لیکن اگر تعصب کی عینک سے مطالعہ کیا گیا تو کسی فائدہ کی امید ہے اور نہ اس حال میں کسی کو فائدہ پہنچا ہے اگر نیت استفادہ کی ہو تو ہر اس کتاب اور مضمون سے فائدہ پہنچ سکتا ہے جو مدلل اور سنجیدہ طرز و انداز میں لکھا گیا ہو لیکن اگر نیت اصلاح و استفادہ کی نہیں بلکہ عیب جوئی و نکتہ چینی کی ہو تو دنیا کی تمام معقولات بھی اسکی اصلاح سے عاجز ثابت ہونگی

## اعتراضات

سب سے زیادہ زور جن باتوں پر دیا جاتا ہے وہ یہ ہیں:-

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعدد ازدواج۔

(۲) امت کے لئے چار تک تعدد ازدواج۔

(۳) جنگ و جہاد کے ذریعہ نشر و اشاعت اسلام۔

ان اعتراضات کے سوا اور کوئی اعتراض نبی امی کی ذات پر نہیں کیا گیا تعلیم اسلام کے متعلق بعض اعتراضات ہیں مگر وہ چنداں اہم نہیں اور بعض کی حیثیت تلفیانہ ہے مثلاً تناسخ وغیرہ یہ ایسے مسائل ہیں جن پر اسلام سے قبل بھی فیلسوفوں میں بحثیں ہوتی رہی ہیں۔

اب ہم ایک ایک اعتراض کو لیکر اس پر اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرتے ہیں

### رسول اللہ صلعم کے ازدواج

کثرت ازدواج کو معیوب سمجھنا یہ کوئی پرانا خیال نہیں ہے بلکہ بالکل نیا ہے اور یورپ کی اختراع ہے جس قدیم سے قدیم عہد کو لیجئے اور جس قوم اور ملک کو چاہے منتخب کر لیجئے ہر قوم اور ہر ملک اور ہر ایک زمانے میں کثرت ازدواج کا رواج رہا ہے اور ہر ایک طبقہ میں رہا ہے یعنی خواہ امراء کا طبقہ ہو خواہ علماء فضلاء زہاد و عباد کا طبقہ ہو اور خواہ اعلیٰ طبقہ ہو یا اوسط یا ادنیٰ ہر ایک طبقہ کے اندر ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں اور ہر قوم کے اندر کثرت ازدواج کو جائز سمجھا گیا ہے اور اس پر عمل بھی رہا ہے۔

لیکن یورپ میں چند حال کی صدیوں کے اندر کثرت ازدواج کو ناجائز قرار دیدیا گیا ہے یورپ کے سوا آج بھی ہر ایک ملک و قوم کے اندر ہر ایک طبقہ کثرت ازدواج کا رواج موجود ہے۔

اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ یورپ نے جو فیصلہ دو ایک صدی قبل کیا ہے اس کو تو صحیح تسلیم کر لیا جائے اور اس فیصلہ کو غلط مان لیا جائے جس پر آج بھی یورپ کے سوا ساری دنیا عمل پیرا ہے اور ہمیشہ ہر زمانے میں ہر ملک اور ہر قوم عمل پیرا رہی ہے اور اس کو معیوب نہیں سمجھا اور آج بھی اکثریت ممالک اور اقوام کی اس کو معیوب نہیں سمجھتی۔

اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یورپین مصنفین نے ہمارے آقا و مولیٰ پر جو اعتراض کیا ہے وہ لغو اور جہل ہے اور اس میں کچھ وزن نہیں ہے۔

[illegible] اس بحث کو طے کرنے کا دوسرا طریقہ بھی ہے اور وہ یہ کہ یورپ اپنے آپ کو عیسائی کہتا ہے اور بحیثیت عیسائی ہونے کے وہ ان تمام انبیاء اور رسولوں کو جن کو مسلمان نبی و رسول مانتے ہیں وہ بھی نبی و رسول تسلیم کرتے ہیں اور ان کے باب میں کسی قسم کی سوء ادب اور بدزبانی و بدکلامی کو مسلمانوں ہی کی طرح گناہ سمجھتے ہیں مثلاً حضرت ابراہیم کو مسلمانوں کی طرح وہ بھی واجب التعظیم ابوالانبیا تسلیم کرتے ہیں اسی طرح حضرت یعقوب حضرت داؤد حضرت سلیمان حضرت موسیٰ کو بھی رسول واجب التعظیم تسلیم کرتے ہیں اور ان پر اور ان کی زندگی پر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتے۔

## کثرت ازواج اور انبیا سابقین

لیکن ان جملہ اولوالعزم انبیاء و مرسلین نے ایک سے زیادہ نکاح کئے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے تین بیویاں تھیں ایک کا نام حضرت ہاجرہ تھا جو حضرت اسمٰعیل کی والدہ تھیں دوسری کا نام حضرت سارہ تھا جو حضرت اسحاق کی والدہ محترمہ تھیں اور تیسری بیوی کا نام حضرت قنطورہ تھا جن کے بطن سے پانچ فرزند پیدا ہوئے۔

حضرت یعقوب کی بھی چار بیویاں تھیں

حضرت لیاہ، حضرت زلفہ، حضرت راخل، اور حضرت بلہہ۔

انہی چاروں بیویوں سے بارہ اولادیں حضرت یعقوب کے ہاں ہوئیں جن سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے بنے۔

حضرت موسیٰ کے بھی چار بیویاں تھیں جنکے نام یہ ہیں:-

صفورہ - حبت - ادر دو اور جنکے والد کا نام قینی اور حباب تھا۔

ان کے علاوہ کتب مذہبی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بے تعداد بیویاں جائز تھیں جن کا ذکر انجیل میں ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹ بیویاں اور دس حرمیں تھیں بیویوں کے نام حسب ذیل ہیں:-

اخنوعم - ابی جیل - میکل - معکہ حجیت - ابیطال - عجلاہ بنت سبع - ابی شالک ان کے علاوہ دس حرمیں، نیز ان کے علاوہ یروشلم میں اگر آپ نے دو حرمیں اور بیویاں کیں اس کا ذکر بھی بائبل میں ہے۔

حضرت سلیمان کی ایک ہزار عورتیں تھیں جن میں سے سات سو بیویاں تھیں اور تین سو حرم۔

اگر ان انبیاء کرام پر عیسائی حضرات کوئی اعتراض نہیں کرتے اور ان کے کثرت ازدواج سے ان کی شان رسالت و نبوت میں کوئی نقص واقع نہیں ہوا تو رسول عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت ازدواج پر کس حیثیت سے اعتراض کیا جاتا ہے اور کیوں کیا جاتا ہے۔ اگر یہ عیب ہے اور انبیا کی شان کے خلاف ہے تو انبیاء سابقین پر بھی وہی اعتراض وارد ہوتا ہے مگر کسی عیسائی نے آج تک ان انبیاء پر اعتراض نہیں کیا جن کو ہماری طرح وہ بھی مقدس اور خدا کا نبی و رسول مانتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ کسی اصول پر اعتراض نہیں کئے بلکہ محض بغض و عداوت کی بنا پر اور اس لئے چونکہ حال ہی میں متعدد ازدواج کو قانوناً یورپ میں ممنوع قرار دیدیا ہے اس قانون کو معیار اور اخلاق کی کسوٹی فرض کر کے

لوگوں کو اسلام سے بدظن کرنے کے مقصد سے نبی عربی فداہ روحی پر یہ اعتراض جڑ دیئے گئے ہیں اور چونکہ بدقسمتی سے فاتح اور حاکم قوم کے عمل اور قول کو خواہ مخواہ کی برتری حاصل ہو جایا کرتی ہے خواہ عقل و دلیل سے اس کی برتری ثابت نہ ہوتی ہو اس لئے یورپ کے اس ڈھنڈورے نے فضا میں ایک گونج پیدا کر دی۔

## ہندوستان کے بزرگوں میں کثرت ازواج

صرف انبیاء بنی اسرائیل ہی میں کثرت ازدواج کی سنت جاری نہ تھی بلکہ ہندوستان کے اندر قدیم العہد بزرگوں کے اندر بھی کثرت ازدواج کا رواج تھا اور جس طرح آج اسے یورپ معیوب کہتا ہے اس وقت اس کو معیوب یا برا نہیں سمجھا جاتا تھا۔

چنانچہ ہندوستان کے مشہور رہنما شری کرشن جی کے سینکڑوں بیویاں تھیں اور اقل درجہ یہ ہے کہ آٹھ تھیں۔ چنانچہ ہندوستان کے مشہور لیڈر لالہ لاجپت رائے نے اپنی کتاب تصنیف میں سینکڑوں کی تعداد سے انکار کر کے آٹھ کی تعداد کو تسلیم کیا ہے۔ شری کرشن بھی کوئی معمولی آدمی نہ تھے بلکہ مکمل اوتار مانا جاتا ہے ان کا اپدیش بھگوت گیتا کے نام سے ہر ایک ہندو کے نزدیک آجتک واجب التعظیم ہے اور ہر سال شری کرشن کا جنم دن جنم اشٹمی کے نام ہندوستان کے ہر اک حصہ اور گوشہ میں منایا جاتا ہے

شری کرشن جی کے علاوہ شری رامچندر جی مہاراج کے پتاجی مہاراجہ دسرت کے تین بیویاں تھیں ایک رامچندر جی کی ماتا دوسری لچھمن جی والدہ اور تیسری بھرت جی کی والدہ ان کے نام یہ تھے۔

رانی کوشلیا رانی سمتھرا رانی کیکئی۔ اسی طرح شری کرشن جی کے زمانہ میں جو مہابھارت ہوئی تھی اور شری کرشن جی پانڈوؤں کے ساتھ تھے تو یہ پانڈو پانچ بھائی تھے تین ایک ماں سے دو ایک ماں سے اور باپ ان کا ایک ہی تھا مطلب یہ کہ یدھشٹر، بھیم، ارجن، نکل اور سہدیو کے باپ راجہ پانڈو کے دو بیویاں تھیں ایک کا نام کنتی اور دوسری کا نام مادری تھا علے ہذا سینکڑوں بزرگ قدیم عہد میں ہندوستان میں گذرے ہیں جنکے یہاں ایک سے زیادہ بیویاں تھیں اور اسی کا یہ اثر ہے کہ آجتک ہندوؤں کے یہاں کثرت ازدواج کا رواج ہے بلکہ کوئی تعداد بھی معین نہیں ہے یہی سبب ہے کہ شری کرشن کی طرف سینکڑوں بیویاں منسوب کی گئی تھیں ہر مشاستر جس قدر ہیں وہ تعداد کے متعلق کوئی تحدید نہیں کرتے۔

بہرحال مدعا یہ ہے کہ ہندوستان میں جو ہادی و رہنما ہوئے ہیں ان کے یہاں کثرت ازدواج رائج تھا۔

اگر ان بزرگوں پر کوئی الزام عائد نہیں کیا گیا اور ان کے عمل کو اخلاق سے گرا ہوا نہیں کہا جاتا اور ان کو بُرے اخلاق کا انسان نہیں کہا جاتا تو کوئی وجہ نہیں کہ پیغمبر اسلام پر کیونکر کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔

## رسول اللہ کا کثرت ازدواج مصالح و مقاصد عالیہ کیلئے تھا۔

اگرچہ صرف اسی قدر لکھنا کافی تھا جو اوپر لکھا جا چکا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کی سنت محمودہ کے علاوہ حضور کی کثرت ازدواج خاص خاص مقاصد و مصالح عالیہ عامہ خلق و است کے ماتحت تھی کیونکہ حضور نے ایک سے زائد جس قدر نکاح کئے وہ سب پچاس سال کی عمر کے بعد اور حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد کئے اور سوائے حضرت عائشہ صدیقہ کے کوئی ایسا نکاح نہیں کیا جو بیوہ نہ رہ چکی ہوں۔

سب سے پہلی بات تو یہی قابل غور ہے کہ سب سے پہلا نکاح حضور نے ۲۵ سال کی عمر میں ایسی عورت سے کیا جو عمر میں حضور سے پندرہ سال بڑی تھیں اور دو شوہروں کی بیوہ تھیں اور کئی بچے ہو چکے تھے یعنی حضرت خدیجہ اور صرف اسی بیوی کے ساتھ عمر کے پچیس سال اور گذارے اس عرصہ میں کوئی نکاح نہیں کیا حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد پھر ازدواج کا سلسلہ شروع ہوا۔

غور کیجئے کہ ربع صدی کمال تقوی و پاکدامنی سے آپ گذارتے ہیں پھر ایک ایسی عورت کے ساتھ ربع صدی اور گذارتے ہیں جو آپ سے ۱۵ سال عمر میں بڑی اور دو شوہروں کی بیوہ اور کئی بچوں کی ماں تھی۔ کیا کوئی شخص انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ ایک ایسی سیرت کا انسان پچاس سال کے بعد جو دوسرے نکاح کرتا ہے وہ نفسانی خواہش کے ماتحت ہوں گے اگر پچاس سال کی عمر تک آپ کا اس قسم کا قانعانہ طرز عمل رہا اور پچاس سال کے بعد اس کے خلاف آپ نے متعدد نکاح کئے تو یقیناً یہ نکاح دوسرے اہم اسباب اور اعلیٰ مقاصد و اغراض کے ماتحت کئے گئے ہوں گے اور وہ اسباب اور وہ اغراض و مقاصد ذاتی نہیں بلکہ قیام امن اتحاد جنگ تالیف قلب اشاعت اسلام و نشر احکام وغیرہ تھے اگر امہات المومنین کے نکاحوں پر فرداً فرداً غور کیا جائے تو وہ مقاصد عالیہ اور مصالح حسنہ الم نشرح ہو جائینگے اور دنیا پر یہ حقیقت روشن ہو جائیگی کہ حضور جتنی آپ کے تمام نکاح خالصۃً لوجہ اللہ تھے اور شائبہ نفس سے کلیۃً پاک و منزہ تھے۔

مثلاً حضرت صفیہ کے نکاح کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف کفار کو مدد دینے اور ان کے ساتھ خفیہ و علانیہ سازش کرنے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے سے ہمیشہ کے لئے باز آ گئے کیونکہ حضرت صفیہ ایک معزز یہودی خاندان کی صاحبزادی تھیں۔

اسی طرح حضرت ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں اور ابوسفیان جس قدر حضور کا اور اسلام اور مسلمانوں کا دشمن تھا وہ سب پر ظاہر ہے اور کئی جنگوں میں یہی افواج قریش کا سپہ سالار رہ چکا تھا اور حضور کے خلاف لڑائی پر کفار کو ابھار کر چڑھا لایا تھا مگر حضرت ام حبیبہ سے نکاح کے بعد پھر وہ کبھی مسلمانوں کے خلاف جنگ آزما نہیں ہوا یہاں تک کہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔

علیٰ ہذا حضرت جویریہ کے نکاح کا بھی ایسا ہی مبارک نتیجہ نکلا۔ آپ مشہور و طاقتور قبیلہ بنو مصطلق کے جنگجو اور رہزن و ڈاکو سردار کی بیٹی تھیں یہ قبیلہ ان تمام جنگوں اور لڑائیوں میں شرکت کرتا رہا جو مسلمانوں کی کفار سے ہوئیں لیکن عقد کے بعد پھر مسلمانوں کے خلاف اس قبیلہ نے کبھی جنگ میں حصہ نہیں لیا اور قزاقی کو چھوڑ کر تمدنی زندگی اختیار کر لی۔

ایسے ہی حضرت میمونہ کے نکاح سے بہترین نتائج برآمد ہوئے حضرت میمونہ کی ایک بہن سردار نجد کے نکاح میں تھیں اہل نجد کا یہ حال تھا کہ انہوں نے اسلام کے سخت دشمنوں کو کمر فریب سے اپنے یہاں اس بہانے

سے بلا کر قتل کر دیا کہ ہمارے یہاں اشاعت اسلام کے لئے مناسب نہیں کہ ایسے اور جب وہ پہنچے تو ان کو شہید کر ڈالا اس کے علاوہ بھی فساد و فتنہ برپا کرتے رہتے تھے مگر اس نکاح کے بعد ان قضایا کا خاتمہ ہو گیا۔

حضرت عائشہ حضرت حفصہ اور حضرت ام سلمہ سے جو فنی عداوت ظاہر میں آئیں دنیا ان سے چشم پوشی نہیں کر سکتی۔

ان حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضور کی کثرت ازدواج کسی حیثیت سے بھی قابل اعتراض ہو سکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شبہ کو کہ آپ کے نکاح خواہش نفسی کی تکمیل کے لئے تھے یہ کہہ کر رد کر دیا فرمایا ہے کہ مالی فی النساء من حاجۃ (مجھے عورتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے)

اگر آپ نے دل کی آنکھیں اندھی نہیں کر لیں تو اس مختصر سے بیان سے عصمت کی مسلی ہو سکتی ہے اگر یہ تفصیلی حالات اور بھی زیادہ روشن اور واضح کیے جائیں تو اتنا ہی کافی ہے اس اعتراض کو رفع دفع کر دینے کے لئے نہیں ہے۔

## چار نکاح کی اجازت

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حضور نے عام لوگوں کے لئے چار نکاح جائز قرار دیئے میں اول تو یہی امر بلا تسلیم نہیں کرتا کے چار نکاح کرنا کوئی بری بات ہے اصل میں مذموم حرام ہے وہ زنا ہے زنا سے بچنے کے لئے نکاح کیا جاتا ہے اگر ایک نکاح کافی نہ ہو اور ایک قوی انسان دوسری عورت کی ضرورت محسوس کرے تو دوسرا یا تیسرا یا چوتھا نکاح کر لینا حرام کاری اور زنا سے بچنے کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔

چار نکاحوں تک کی اجازت دینا ایک سے زائد نکاح کو لازم قرار نہیں دینا کہ انسان خواہ نخواہ ایک سے زائد ضرور ہی نکاح کرے بلکہ اختیاری بنا دیا گیا ہے اور اس اختیاری کو ایسی شرط کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ ایک کے سوا دوسرا نکاح تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے قرآن حکیم میں جہاں یہ تعلق و تعلق وارد ہے وہیں وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ بھی ہے یعنی اگر تمہیں خوف ہو کہ تمام بیویوں کے ساتھ عدل و انصاف نہ کر سکو گے۔ تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو اور عدل و انصاف کے متعلق ہی فرمایا ہے لن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم یعنی تم کبھی بھی اپنی بیویوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے۔

کیا ان قیود اور شرائط کے بعد صرف ایک ہی نکاح تک تحدید نہیں ہو جاتی اور ایک سے زائد ممنوع نہیں ہو جاتیں پہلے فرمایا کہ اگر تم کو اندیشہ ہو اپنے نفس سے کہ بیویوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے نکاح کرو یہ خود اس شخص پر چھوڑ دیا جو نکاح کرنا چاہے کہ وہ اپنے نفس کا اندازہ کرے اگر انصاف کرنے میں شبہ ہو تو خود ہی دوسرے نکاح سے محترز رہے لیکن اس کے بعد ان کو یہ بھی بتلا دیا کہ انصاف کرنے کی شرط اسقدر مشکل ہے کہ اگر تمہاری خواہش بھی ہو کہ انصاف کرو تو یہ اس قدر دشوار اور مشکل کام ہے کہ تم کو اس میں کامیابی نہ ہو گی اور تم باوجود اپنی خواہش کے بھی انصاف نہ کر سکو گے اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ ایک کے علاوہ دوسری شادی ہرگز نہ کرو۔

بہر حال جہاں تک اسلامی احکام کا تعلق ہے اسلام نے عملاً ایک ہی نکاح تک تحدید کر دی ہے ہاں اگر صحابہ کرام جیسا تقویٰ اور عدل النفس پر کسی کو بھروسہ ہے اور بہت ہی وثوق ہے تو اس کو اجازت بھی دی ہے اور یہ اجازت ایسی سخت شرائط کے ساتھ عین فطرت انسانی کے مطابق ہے اور انسان کو فواحش سے روکنے والی اور حرام و زنا سے بچانے والی ہے۔

عقلاً اس کے جواز پر بیشمار دلائل ہیں اور عدم جواز صرف جذبات پر منحصر ہے قوم کی قوت و طاقت کا ایک حد تک انحصار کثرت افراد پر ہے اور بکثیر اولاد کا واحد ذریعہ تعدد ازدواج ہے اور اس کے علاوہ بعض حالات میں تعدد ازدواج ناگزیر ہو جاتا ہے مثلاً مردوں کی تعداد کسی وجہ سے گھٹ جائے جیسا کہ یورپ میں آجکل ہو رہا ہے کہ پیدائش بھی بہ نسبت عورتوں کے مردوں کی کم ہے اور جنگ عظیم میں بھی مرد بہت مارے گئے جس کی وجہ سے عورتوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اب اگر ایک مرد صرف ایک ہی عورت پر قناعت کرے تو جن عورتیں ہیں گی وہ قدرتی خواہش کی تکمیل سے ہمیشہ کے لئے محروم رہیں گی یا پھر حرامکاری میں مبتلا ہو جائیں گی جیسا کہ اس وقت یورپ کی حالت ہے اس مصیبت کا حل بجز اسکے تعدد ازدواج کے اور کوئی نہیں ہے۔

اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ عورت پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ مباشرت کے قابل ہو جاتی ہے مثلاً حائضہ ہو کر مگر مرد کبھی اس قسم کی مجبوری میں گرفتار نہیں ہوتا اس کے علاوہ عورت ایک وقت کے بعد اولاد جننے کے بھی ناقابل ہو جاتی ہے اور مرد سے یہ قوت کبھی زائل نہیں ہوتی یا کم از کم عورت کے بہت بعد تک قائم رہتی ہے اور چونکہ توالد و تناسل قدرت کا ان میں منشا ہے اس لئے اگر ایک ہی نکاح کی تخصیص کر دی جائے تو اس قدرت کے خلاف ہو گی اور مرد بدستی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے رنجیدہ کیا جائے گا۔

ان تمام وجوہ کو دیکھنے اور ان پر غور کرنے کے بعد اسلامی حکم کو دیکھئے جو پہلے ہی کثرت قید کے ساتھ مقید اور نہایت سخت شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اسلامی حکم انسانی فطرت قدرتی مقتضیات اور مصالح و منافع عامہ کی حکمت پر مبنی نہیں ہو یقیناً ہے۔

اب ذرا اس مسئلہ پر دوسرے نقطۂ نظر سے بھی غور کر لیجئے وہ یہ کہ کیا اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب نے بھی بیویوں کی کوئی تخصیص و تحدید کی ہے ہر شخص کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام مشہور مذاہب مثلاً یہودیت عیسائیت۔ ہندو ازم۔ بدھ ازم۔ زرتشت ازم۔ تمام مذاہب نے کوئی تحدید و تخصیص نہیں کی اور ہر ایک مذہب میں جائز ہے کہ جس قدر جی چاہے بغیر کسی شرط کے نکاح اور شادیاں کرے یعنی کوئی ضابطہ یا امتناعی حکم نہیں ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک مذہب کے متبعین میں ایک سے زائد شادیوں کا رواج رہا ہے اور یورپ کے سوا آج بھی ہر جگہ یہی رواج ہے خود یورپ میں بھی یہی رواج تھا۔ اگر عیسائی مذہب نے کوئی تحدید یا پابندی عائد کی ہوتی تو یورپ کو بذریعہ قانون کے ایک سے زائد نکاح کو جرم نہ قرار دینا پڑتا قانون کا بنانا خود اس امر کی شہادت اور دلیل ہے کہ ایک سے زائد شادیوں کا رواج تھا مذہب کی طرف سے کوئی مخالفت نہ تھی اس لئے اس کو قانون کے ذریعہ سے روکنے کی ضرورت پڑی۔

بہر حال یہ مسلم ہے کہ کسی مذہب نے کوئی تعداد مقرر نہیں کی اور لا محدود

اب بھی سب جگہ اسی پر عمل ہے۔

لیکن اسلام نے غیر محدود تعداد کو ایک سخت شرط کے ساتھ مشروط کر کے محدود کر دیا اور اس طرح دنیا میں ایک احسان عظیم کیا۔

کیا ان حقائق کے بعد کوئی منصف مزاج شخص اسلام اور داعی اسلام پر اعتراض کر سکتا ہے اور کیا اعتراض کی کوئی گنجائش ہے۔ ہرگز نہیں۔

## غزوات و سرایا، رسول پر اعتراض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض عیسائی مصنفین نے یہ بھی کیا کہ آپ نعوذ باللہ نہایت خونخوار اور جنگجو انسان تھے اور آپ نے سر زمین عرب کو میدان جنگ بنا دیا اور مار مار کر ملک عرب کو مسلمان بنا لیا۔

جس قدر یہ الزام جھوٹا اور سراسر کذب و فریب اور یکسر افتراء و بہتان ہے شاید ہی کبھی دنیا میں ایسا کھلا ہوا جھوٹ بولا گیا ہوگا اور ایسی عریاں بے ایمانی سے کسی قوم کے مصنفین نے کام لیا ہوگا ہمیں تو یقین ہے کہ آسمان کے نیچے کوئی دوسرا شخص جو اتنا بڑا جھوٹ بولنے والے نے نہیں بولا۔

حقیقت تو صرف اس قدر ہے کہ ۲۳ سال کے عہد نبوت میں صرف ۸ سال ایسے ملتے ہیں جن میں وقتاً فوقتاً آپ کو جنگ میں حصہ لینا یعنی ۲ھ سے ۸ھ تک جنگ اور ان لڑائیوں میں سے ایک بھی ایسی جنگ نہ تھی جس میں پہل کفار کی طرف سے نہ کی گئی ہو اور کوئی ایک بھی ایسی لڑائی نہیں ہے جس میں حضور نے اپنی طرف سے اقدام کیا ہو یہ تمام لڑائیاں مدافعانہ اور حفاظت خود اختیاری کے طور پر تھیں اور دشمنان اسلام نے مجبور کر کے آپ کو میدان جنگ میں بلایا۔

مگر بد طینت مسیحی مصنفین نے ان مدافعانہ غزوات کو اور ہی رنگ و دیگر دنیا کی آنکھ میں خاک جھونکنے کی کوشش کی ہے۔

اس اعتراض کا جواب تو صرف اسی قدر ہے کہ رسول اللہ کے تمام غزوات مدافعانہ تھے اگر کسی کو اس کا یقین نہیں تو اس کا بار ثبوت معترض پر ہے اس کا فرض ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ حضور کے غزوات جارحانہ تھے مگر مسیحی مصنفین نے ایسے بے نظیر طریق پر تحقیقات تراشیاں کی ہیں کہ ان کا جواب اگر تفصیل سے نہ دیا جائے تو غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے اور ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جب اس موضوع پر قلم اٹھائے تو جس قدر ممکن ہو اس فریب کا پردہ چاک کر دے اور دنیا کو اس گمراہی میں نہ پڑنے دے جو عیسائیوں نے دانستہ ازراہ خبث و شرارت پھیلائی ہے اور الحمد للہ کہ اب علماء کے قلم سے سیرت نبوی پر جو کتابیں نکل رہی ہیں ان میں وضاحت کے ساتھ دلائل و براہین طریق پر ان الزام کی دھجیاں بکھیر دی ہیں مگر چونکہ یہ کتابیں مطول ہونے کی وجہ سے ہر شخص کی نظر سے نہیں گذرتیں اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ جس قدر کثرت سے ممکن ہو مختصر مضامین کی شکل میں ان افترا پردازیوں کی قلعی کھولیں اور اس کا بہترین موقع ربیع الاول کا مہینہ ہے اس ماہ مبارک میں رسائل و اخبارات رسول نمبر شایع کرتے ہیں ان خاص نمبروں میں ایسے مضامین کی اشاعت کے لئے کافی گنجائش نکالنی چاہیئے۔

## ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

کتب احادیث و سیر میں غزوات و سرایا کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کی تہہ بیاسی تک پہنچا دی گئی ہے غزوہ اس سفر کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ خود بہ نفس نفیس شریک ہوئے اور سریہ اس سفر کو کہتے ہیں جس میں ایک یا ایک سے زائد اصحاب نے سفر کیا غزوہ کے لغوی معنے قصد کے ہیں اور سریہ کے لغوی معنی سیر کے ہیں غزوات کی تعداد ۱۹ اور سرایا کی تعداد ۲۳ ہے

یہ غزوات اور سرایا مختلف اغراض سے کئے گئے ہیں مثلاً تبلیغ و ارشاد و معاہدات کرنے کے لئے، دشمنوں کی خبر گیری کے لئے ڈاکوؤں کے تعاقب کے لئے دشمنوں سے حفاظت کی غرض سے سرحدی حفاظت کے لئے اور اسی قسم کے اغراض کے لئے بعض سرایا میں صرف ایک ہی صحابی بھیجے گئے ہیں بعض میں دو بعض میں زیادہ اور ان تمام غزوات و سرایا میں سے بھاری اکثریت ان کی ہے جن میں کوئی جنگ وغیرہ نہیں ہوئی مگر عام طور پر یہ غلط فہمی پھیل گئی ہے اور پھیلا دی گئی ہے کہ غزوات اور سرایا کے معنی ہی جنگ اور جہاد کے ہیں اور یہ سب لڑائیوں ہی کے نام ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط کہ جنگیں تو چند سے زیادہ نہیں ہوئیں اور وہ سب مدافعانہ تھیں۔

مصنف کتاب رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان صاحب نے اپنی کتاب مذکور میں چند عنوانوں کے اندر تمام غزوات و سرایا کو تقسیم کر دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس موضوع پر کتاب موصوفہ میں نہایت مدلل و مبرہن و مسکت بحث کی گئی ہے اور یہ کتاب سیرت پاک پر بہترین کتاب ہے اور اس مضمون میں اس سے بہت استفادہ کیا گیا ہے)

اول۔ تکمیل معاہدات و تبلیغ اسلام و مواعظ کے لئے سفر۔

اس غرض کے لئے چار غزوات اور ایک سریہ کیا گیا۔

دوم۔ حملہ آور دشمن کے احوال کی دریافت کی غرض سے

اس غرض کے لئے چھ سرایا عمل میں آئے۔

سوم۔ گرد آوری تا سر حد حملہ آوران جس کا مقصود دشمن کو مرعوب کر کے ان کا حملہ آوری سے روکنا تھا اس غرض سے ۳۳ غزوات و سرایا عمل میں آئے۔

چہارم۔ ڈاکوؤں کو سزا دہی کے لئے جو مسلمانوں کا مال، اسباب وغیرہ لوٹ کر لے گئے تھے اس غرض سے تین سرایا عمل میں آئے۔

پنجم۔ ڈاکوؤں کے تعاقب کے لئے ۲ سریہ اور دو غزوے عمل میں آئے

ششم۔ معاہد اقوام کی جانب سے بغاوت غداری بلوے وغیرہ کی وجہ سے اس غرض سے ۵ سرایا اور غزوات عمل میں آئے۔

ہفتم۔ غلط فہمیوں کی وجہ سے یہ غلط فہمیاں باہم مسلمانوں میں بھی واقع ہوئیں اور کفار کے ساتھ بھی اس غرض سے چھ سرایا عمل آئے

ہشتم۔ بت شکنی۔ یعنی جو کفار مسلمان ہو گئے تھے خود ان کی درخواست پر ان کے قبیلوں اور مندروں کے انہدام کی غرض سے ۳ سرایا عمل میں آئے۔

نہم۔ جنگ۔ خاص مدافعانہ جنگ کے لئے۔ غزوے اور ایک سریہ عمل میں آیا یعنی کل سات جنگیں عمل میں آئیں۔

دہم۔ تعاقب دشمنان اس غرض سے ۳ غزوے عمل میں آئے۔

یازدہم۔ مقامی و شخصی واقعات کے متعلق ۵ سرایا عمل میں آئے۔

یہ کل ۳۷ ہوتے ہیں اور ان میں جنگ کے لئے صرف ۷ غزوات عمل میں آئے جو عنوان اوپر لکھے گئے ہیں اور ان کے ماتحت جو تقسیم کی گئی ہے ان کے سمجھنے کے لئے چند مثالیں لکھنی ضروری ہیں تاکہ اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ اتنی بڑی فہرست غزوات و سرایا کی کس طرح عمل میں آئی اور متقدمین نے غزوات و سرایا کے کیا معنی لئے تھے اور آجکل جو تمام غزوات و سرایا کے معنی جنگ کے لئے جاتے ہیں وہ کس قدر خلاف واقعہ ہے۔

مثلاً سریہ سیف البحر۔ رابغ، خراز اور نخلہ محض گرد آوری کے لئے عمل میں آئے تھے تاکہ دشمن اچانک حملہ نہ کر سکے اور کوئی لڑائی وغیرہ عمل میں نہیں ہوئی۔ اسی طرح غزوہ ودان۔ بواط اور ذوالعشیرہ وغیرہ وعظ و ہدایت کے ارادہ سے ان کے ذمہ قبائل سے معاہدہ کرنا بھی تھا لڑائی سے ان کو کوئی سروکار نہ تھا۔

اسی طرح سریہ دومۃ الجندل ہے یہ تنہا عبدالرحمن بن عوف کا سفر برائے تبلیغ اسلام تھا آپ نے تین دن تک دومۃ الجندل میں ٹھیر کر وعظ فرماتے رہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں کا سردار مسلمان ہو گیا۔

سریہ فریظا کی کیفیت یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ کو راستے میں جو شخص ملے انہوں نے دشمن سمجھکر ان کے سردار کو پکڑ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیقات کے بعد اس کو رہا کر دیا اور وہ خلق محمدی سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

غزوۂ صفوان کی کیفیت یہ ہے کہ ایک کافر کرز بن جابر اپنے ساتھیوں کو لیکر آیا اور مدینہ کے جنگل سے مسلمانوں کے مویشی لوٹ کر لے گیا مسلمانوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس کا تعاقب کیا رسول مقبول بھی اس میں شامل ہو گئے تھے اس تعاقب کا نام بھی غزوہ رکھدیا گیا۔

اس سے بھی زیادہ پر لطف سریہ عمر بن امیہ کی کیفیت ہے عمر بن امیہ اس ناپاک ارادہ سے مدینہ آیا کہ موقع پاکر حضور کو جام شہادت پلائے مگر حضور انور کی زیارت اور کلام مبارک سنتے ہی مسلمان ہو گیا اور پھر واپس چلا گیا اس واقعہ کا نام "سریہ عمر بن امیہ" رکھدیا گیا۔

اسی طرح سریہ کرز بن جابر غزوہ غابہ اور سریہ جسی کا حال ہے یہ سب قتل وڈکیتی کے واقعات سے متعلق ہیں اور ڈاکوؤں کا تعاقب کیا گیا تھا۔ سریہ ام قرفہ بھی ڈاکوؤں کے تعاقب کے لئے مامور ہوا تھا بعض ایسے سرایا عمل میں آئے کہ بعض مسلمانوں نے غیر مسلموں کو کسی وجہ سے قتل کر دیا تھا اس لئے مقتولوں کے قصاص کے لئے سرایا مقرر کئے گئے۔

بعض ایسے واقعات سرایا کے نام سے موسوم ہو گئے ہیں کہ صحابہ تبلیغ کے لئے بھیجے گئے اور دشمنوں نے ان کو قتل کر ڈالا چنانچہ حکم نبوی سے دس مبلغ دو داعی اسلام لغرض دعوت وارشاد روانہ ہوئے رات کو ایک جگہ سوئے بنو لحیانہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے ۹ واعظوں کو قتل کر ڈالا ایک سخت زخمی ہو کر واپس آئے یہ واقعہ مقام ذی القصہ پر واقع ہوا تھا اس کا نام سریہ ذی القصہ ہو گیا۔

دوسرا واقعہ اسی طرح کا ملکا اس سے بدتر صورت یہ واقع ہوا کہ ستر داعیان اسلام اہل نجد کی درخواست پر نجد گئے اور والئے نجد کا پیچھا ان کی حفاظت کا ذمہ دار بنا مگر جب یہ جماعت علاقہ نجد میں پہنچی تو سب کو شہید کر ڈالا صرف ایک واعظ مجروح و زخمی ہو کر بچا یہ واقعہ بیر معونہ پر چونکہ واقع ہوا تھا اس لئے سریہ بیر معونہ اس کا نام پڑا۔

ان مثالوں سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ غزوات و سرایا کی جو طویل فہرست کتب احادیث و سیر میں ہے وہ لڑائیوں کی فہرست نہیں ہے بلکہ یہ ان سفیروں کی ہے جو مختلف اغراض کے لئے روانہ کئے گئے جن میں زیادہ تر ایسے اغراض سے متعلق تھے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے مثلاً تبلیغ۔ گرد آوری تفحص احوال دشمن۔ تعاقب دشمن و رہزن وغیرہ اور اور حقیقی واقعات جنگ صرف چند ہیں اور وہ بھی دفاعی۔

## ہجرت کے بعد قریش کی چیرہ دستی اور پہلا حملہ

مکہ معظمہ میں حضور کو بعثت کے بعد ۱۳ سال جس طرح گذارنے پڑے اس کا عالم ہر شخص کو ہے ظلم و ستم اور جور و جفا کا کوئی دقیقہ کفار نے اٹھا نہیں رکھا یہاں تک کہ قتل کا پورا بندوبست بھی کیا مگر اسی شب کو جس رات کو قتل کرنے کی ٹھانی تھی آپ دشمنوں کی آنکھ میں خاک جھونک کر مدینہ کے لئے ہجرت کی غرض سے وطن عزیز کو خیر باد کہکر نکل آئے۔

اگر کفار و مشرکین قریش میں ذرا بھی انسانیت ہوتی تو اس دیس نکالے کے بعد خاموش ہو جاتے مگر ان مفسدوں نے تین سو کوس دور چلے جانے کے بعد بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہاں بھی در پے آزار رہے اور کوشش کرتے رہے کہ حضور کا اور تمام فرزندان توحید کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھ دیں مگر خدا کا یہ نور تو چمکنے اور دنیا پاشی اور اپنے نور سے ظلمت عالم کو دور کرنے کے لئے جلوہ فگن ہوا تھا ان کی تمام کافرانہ و ظالمانہ کوششیں غار حسرت و نامرادی میں دفن ہو گئیں۔

سب سے پہلے قریش نے ہجرت کے بعد یہ کوشش کی کہ اہل مدینہ ہی حضور کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں اور یا تو خود ہی حضور کو قتل کر ڈالیں یا پکڑ کر ان کے حوالہ کر دیں یا مدینہ سے نکالدیں چنانچہ قریش نے عبداللہ بن ابی اور اس کے رفقاء کو جو مسلمان نہیں ہوئے تھے اور بت پرست تھے کہ تم نے ہمارے آدمی کو اپنے یہاں ٹھیرا لیا ہے اب یا تو تم اس سے لڑو یا اپنے یہاں سے اس کو نکال دو ورنہ ہم نے قسم کھالی ہے کہ ہم سب یکبارگی تم پر حملہ کر دینگے تمہارے مردوں کو قتل اور تمہاری عورتوں کو اسیر کر لائینگے۔

جب عبداللہ بن ابی کے پاس یہ دھمکی آمیز خط آیا تو وہ اور اس کے رفقاء حضور پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا یعنی "دھمکی میں مر گیا جو نہ بات نہ تھا۔

حضور کو اطلاع ملی تو اس مجمع میں جو حملہ کرنے والا تھا خود تشریف لیگئے اور اس کو مخاطب فرما کر فرمایا کہ قریش نے تمہارے ساتھ ایسی چال چلی ہے کہ تمہارا نقصان بہت ہوگا یہ نسبت اس کے کہ ان کی بات مانتے سے انکار کر دو کیونکہ اگر تم مسلمانوں سے لڑو گے تو اپنے ہی بھائیوں اور فرزندوں کو قتل کرو گے جو مسلمان ہو چکے ہیں اور اگر تم کو قریش سے لڑنا پڑا تو وہ غیر ہیں یہ تقریر سنکر تمام مجمع منتشر ہو گیا۔

اس کے بعد قریش مکہ نے خفیہ خفیہ یثرب کے یہودیوں سے سازش کرنی شروع کر دی اور باوجودیکہ وہ حضور سے صلح و سلامتی کے معاہدے کر چکے تھے پھر بھی اپنی خباثت کا اس طرح ثبوت دیا کہ اندر خانہ مشرکین قریش سے مل گئے اور اس سازش کی تکمیل کے بعد قریش نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ تم مغرور

نہ ہو جاتا کہ مکہ سے بچکر نکل گئے ہم یثرب ہی میں پہنچکر تمہارا خاتمہ کر دیں گے۔

اس دھمکی آمیز پیغام کے بعد اس طرح چھیڑ چھاڑ شروع کر دی کہ کرز بن جابر مدینہ والوں کے مویشی لوٹ کر لے گیا اور بچکر نکل ہی گیا۔ یعنے تعاقب میں ہاتھ نہ آیا۔

## کفار مکہ کا پہلا حملہ یعنی غزوہ بدر

اگرچہ پہلا حملہ کرز بن جابر کا تھا جو اہل مدینہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا تھا مگر باقاعدہ اور منظم جنگ کے لئے قریش نے پہلا حملہ ۲ھ ماہ رمضان المبارک میں کیا ابو جہل جو اشہر اعدائے اسلام میں سے تھا اس نے مکہ معظمہ میں اعلان شہرت یہ مشہور کر دیا کہ ہمارا تجارتی قافلہ جو زر و مال سے مالا مال شام سے آرہا ہے مسلمان اس کو لوٹیں گے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ تمام لوگ جن کا مال تجارت میں لگا ہوا ہے نیز جن کے اعزہ اس قافلے میں ہیں اور جو مسلمانوں سے نفرت و عداوت رکھتے ہیں سب مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائینگے اور ہوا بھی ایسا ہی اس تجارتی قافلہ میں اہل مکہ کا بیشمار مال تھا اور جس کے پاس جو کچھ تھا وہ سب اس نے تجارت میں لگا رکھا تھا مردوں نے اپنی جمع پونجی عورتوں نے اپنا زیور اور بڑھیوں نے سوت کات کر اس سے جو کچھ جمع کیا تھا وہ سب کچھ لگا رکھا تھا اس خبر سے کہ اس قافلہ کو مسلمان لوٹیں گے مکہ کی گلی کوچوں میں ایک کہرام مچ گیا اور مسلمانوں کے خاتمے پر بوڑھے جوان سب آگ کے شعلے اگلنے لگے چنانچہ ایک ہزار جیادہ اور جانباز و خونخوار کافروں کی فوج لیکر ابو جہل مدینہ کی طرف نورا آہی کی تجمع کو گل کرنے کے لئے روانہ ہو گیا اور باوجودیکہ قافلہ مذکور مکہ پہنچ گیا کیونکہ افواہ ہی سرے سے جھوٹی تھی مگر وہ برابر مدینہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

## پہلی مرتبہ جنگ کی اجازت کا حکم

اب تک مسلمانوں کو لڑنے اور جہاد کرنے کی اجازت ہی سرے سے نہ تھی یہی وجہ ہے کہ ۱۳ سال تک مکہ معظمہ میں جس طرح طرح کے ظلم و ستم ان پر کئے گئے اور قریش مصائب و آلام میں مبتلا ہوئے مگر انہوں نے آف تک نہیں کی اور جب عاجز آگئے تو گھر بار اور مال و دولت اور اعزہ و اقارب بلکہ اہل و عیال کو بھی چھوڑ کر ہجرت کر گئے مگر اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ غریب الوطنی میں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا کی طرف سے ان کو ان الفاظ میں پہلی مرتبہ دفاعی جنگ کی اجازت دی گئی۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا

(ترجمہ) جنگ کرنے والوں کو اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا اور خدا ان کی مدد پر جیتک قادر ہے یہ لوگ بلا وجہ اپنے وطن سے نکالے گئے اس لئے کہ اللہ کو انہوں نے اپنا رب مان لیا ہے اور اگر بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے اللہ دفع نہ کراتا تو گرجا اور سنگر اور مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثیر ہوتا ہے گرا دی جاتیں۔

اس اذن جہاد کی آیت سے اجازت جنگ کی وجوہ بھی خدا نے بیان فرما دی ہیں کہ مسلمان مظلوم ہیں اور صرف اس وجہ سے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے ہیں ان کو وطن سے بیوطن کر دیا گیا ہے اور تیسری وجہ ان معاہدوں کی ہے جو یہود یوں اور عیسائیوں سے مسلمانوں نے کئے تھے جن میں ایک دوسرے کی امداد و اعانت کا عہد تھا اور معابد اور جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا تھا یعنی اگر اب بھی جنگ کی اجازت نہ دی جاتی تو عیسائیوں یہودیوں اور مسلمانوں کے معابد کو بھی کفار شہید کر دیتے

## دفاع کی تیاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کو جمع کر کے قریش کے اس حملہ کے متعلق مشورہ فرمایا مہاجرین نے تشفی بخش جواب دیا انصار خاموش رہے پھر رسول اکرم نے دریافت کیا تو پھر بھی انصار خاموش رہے تیسری مرتبہ جب حضور نے دریافت فرمایا تو انصار سمجھے کہ حضور ہمارا منشا دریافت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے وہی جواب دیا جو ان کی شایان شان تھا اور جو قیامت تک نورانی حروف میں چمکتا رہے گا اور انصار کے نام کو روشن رکھیگا۔

سعد بن معاذ نے عرض کیا کہ شاید حضور نے یہ سمجھا ہے کہ انصار اپنے شہر سے نکل کر حضور کی اعانت فرض نہیں سمجھتے میں انصار کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ ہم تو ہر حالت میں حضور کے ساتھ ہیں خواہ کسی سے معاہدہ کیجئے کسی کے معاہدہ کو نامنظور کیجئے ہمارے مال و اسباب میں سے جس قدر مرضی مبارک ہو لے لیجئے اور جس قدر مرضی ہو ہمارے پاس رہنے دیجئے جو حصہ مال کا حضور ہم سے لیں گے ہمیں وہ زیادہ پسند ہوگا بہ نسبت اس مال کے جو ہمارے پاس رہ جائے گا ہم کو جو حکم حضور دیں گے اس کی تعمیل کرینگے اگر حضور ہم کو عمان کے چشمے تک چلیں گے تو ہم ساتھ ہوں گے اگر حضور ہم کو سمندر میں کس جانے کا حکم دیں گے تو ہم فوراً کود پڑیں گے۔

اس کے بعد مقداد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم وہ نہیں ہیں کہ قوم موسیٰ کی طرح اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون کہدیں یعنی جاؤ تم اور تمہارا خدا دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ ہم تو حضور کے دہنے بائیں آگے پیچھے لڑنے کیلئے تیار ہیں۔

غرضکہ جب ابو جہل برابر بڑھتا چلا آیا تو حضور بھی مہاجرین و انصار کی ایک قلیل جمعیت کو لیکر نہایت بے سروسامانی کے ساتھ آگے بڑھے اور مدینہ سے تین منزل آگے بڑھکر قریش کے لشکر کو روکا اس مقام کا نام بدر ہے یہاں جنگ ہوئی اور باوجودیکہ حضور کے ساتھ کل ۳۱۳ مجاہد تھے اور سازو سامان کی قلت کا یہ حال تھا کہ صرف دو گھوڑے ۷۰ اونٹ تھے اور ادھر کفار کے لشکر میں ایک ہزار جانباز سپاہی ۳۰۰ گھوڑے اور ۷۰۰ اونٹ تھے مگر وعدہ الٰہی کے مطابق فتح و نصرت مسلمانوں کو حاصل ہوئی اور بڑے بڑے سردار اس جنگ میں کفار کے مارے گئے چنانچہ اعداء اور سخت ترین دشمن خدا و رسول ابو جہل بھی قتل ہوا کل ۷۰ مارے گئے اور ۷۰ اسیر ہوئے اور قیدیوں کو فدیہ لیکر مجسم رحمت نے چھوڑ دیا حالانکہ ان میں کا ہر ایک بقدر جرائم کی پاداش میں بھی گشتنی و گردن زدنی تھا اور اس زمانہ کا قانون بھی اسیروں کو گردن زدنی ہی ٹھیراتا تھا۔

کیا اس جنگ میں مسلمانوں نے پہل کی تھی اور کیا حضور کا یہ فرض نہ تھا کہ کفار کا مقابلہ کرتے جبکہ وہ برابر بڑھتے چلے آرہے تھے اور مکہ سے سات منزلیں طے کر کے مدینہ کے قریب پہنچ گئے تھے کیا آپ چپ بیٹھے رہتے اور تمام مسلمانوں کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر راضی ہو جاتے

## مزید سازش اور حملہ

غزوہ بدر میں شکست و ہزیمت کھا کر قریش واپس گئے تو سب سے پہلے حضور کے قتل کی سازش کی اور عمیر وصفوان کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ صفوان عمیر کے اہل و عیال اور کنبہ کی کفالت کریگا اور جس قدر قرض ہے وہ بھی ادا کر دے گا اور عمیر نے حضور کے قتل کا عہد کیا اور مدینہ روانہ ہو گیا یہاں پہنچا تو حضرت عمر نے نام لیا اور اس کو حضور کے سامنے گردن تھام کر لے گئے حضور نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور اپنے پاس بلایا اور حال پوچھا اس نے کہا کہ بیٹے کی خبر گیری کو آیا ہوں جو بدر میں گرفتار ہوا تھا اور ابھی تک رہا نہیں ہوا تھا مگر بھلا صاحب ابوسی سے راز کیونکر چھپ سکتا تھا حضور نے وہ ساری گفتگو اور صفوان سے جو معاہدہ ہوا تھا بیان فرما دیا چونکہ اس وقت سوائے عمیر اور صفوان کے کوئی دوسرا نہ تھا اس لئے بڑی حیرت ہوئی اور اس اعجاز کو دیکھکر وہ مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد ابوسفیان (جس نے غزوۂ بدر کی ذلت شکست سے متاثر ہو کر قسم کھائی تھی کہ جب تک بدر کا بدلہ نہ لے لیں گا اس وقت تک نہ نہاؤں دھوؤنگا نہیں) دو سو سواروں کو لیکر مکہ سے نکلا اور مدینہ کے قریب پہنچکر کچھ لوگوں کو باہر بھیجا اور خود سلام بن مشکم یہودی سے ملاقات اور باہم صلاح مشورہ طے ہوا کہ حملہ کا وقت نہیں اس لئے سات بجے رات کے آخری حصہ میں وہاں سے نکلا اور مسلمانوں کے باغات اور پھلوں کو غارت کرتا مارتا لوٹتا ہوا اور ایک انصاری اور اس کے حلیف کو قتل کرتا ہوا لوٹ گیا۔

کیا ان دونوں واقعات کے بعد حضور کو حملہ کرنے کا حق حاصل ہو گیا تھا اگر آپ نے کوئی جوابی حملہ نہیں کیا بلکہ صرف تعاقب کیا مگر آگے نہیں ابوسفیان ہاتھ نہیں آیا۔

## جنگ احد

اس کے بعد سرے سال ۳ھ میں قریش نے پھر حملہ کیا اور اس دفعہ پہلے سے زیادہ سازوسامان اور تیاری کے ساتھ حملہ آور ہوئے اس جنگ کے لئے تمام ملک سے عام چندہ کیا گیا ابوعزہ شاعر نے تہامہ میں گشت لگا کر بنو کنانہ کو قریش کی امداد پر آمادہ کر دیا تجارت شام کا دو ہزار مثقال سونا اور ایک ہزار اونٹ جو ابھی تک تقسیم نہیں ہوئے تھے چندۂ جنگ میں شامل کر دیئے لشکر کی تعداد پانچ ہزار تھی تین ہزار اونٹ دو سو گھوڑے اور سات سو زرہ پوش سپاہی تھے مدینہ تک یہ لشکر جرار بڑھتا چلا آیا اور مجبوراً حضور کو اس کے دفاع کے لئے پھر میدان جنگ میں آنا پڑا اس غزوہ کا نام غزوہ احد ہے اسی میں حضور کے دندان مبارک شہید ہوئے اس غزوہ میں ستر صحابہ شہید ہوئے جن میں حضرت حمزہ حضرت مصعب بن عمیر اور بہت سے صحابی شامل ہیں۔

ابتدا میں مسلمانوں نے کفار کو شکست دیدی تھی مگر شامت طمع سے خوش ہو کر تیر انداز وں کی جماعت اس درہ سے ہٹ گئی جہاں حضور نے اس کو مقرر کر دیا تھا دشمن اس درہ سے لوٹ پڑا اور دو طرف سے حملہ آور ہوا اور لشکر اسلام کو سخت نقصان پہنچایا اور اس کا بڑا حصہ تتر بتر ہو گیا۔

اس جنگ کا تذکرہ کیا ہوا ہم کو اس سے بحث نہیں کیونکہ ہم اس مضمون میں غزوات کے نتائج سے بحث نہیں کر رہے ہیں بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ حضور نے جب تلوار ہاتھ میں لی یا میدان جنگ میں تشریف لائے تو مجبور ہو کر دفاع اور حفاظت خود اختیاری میں چنانچہ اس جنگ کا حال اپنے دیکھ لیا کہ بلا وجہ حملہ کیا گیا تھا کوئی وجہ اشتعال مسلمانوں کی طرف سے نہ تھی بلکہ ابوسفیان کی غارتگرانہ یورش کے بعد مسلمانوں کو حق حاصل ہو گیا تھا کہ وہ انتظام شدہ کی فوج سے حملہ آور ہوتے مگر انہوں نے صبر کیا اور قریش بلا وجہ مسلمانوں پر یلغار کی جمعیت ایکبار چڑھا لائے کیا اس کے بعد بھی کسی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ حضور نے کبھی اقدام نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ اقدام حملہ کفار کی طرف سے ہوا اور دفاع حضور کی طرف سے

## مبلغین اور داعیان اسلام کا قتل

اس کے بعد بھی قریش کی عداوت کم نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے سازشیں کر کے اسلام کے مبلغ اور داعی کو غداری و دھوکہ سے بلا کر شہید کرڈالا ایک مرتبہ دس داعیان اسلام کو خود درخواست کر کے لے گئے اور راستہ ہی میں دھوکہ دیکر شہید کرڈالا دوسری مرتبہ دھوکا دیا کہ صفیان مکہ لے گیا اور ان کو قریش کے ہاتھ فروخت کر ڈالا ظالم قریش نے طرح طرح کے عذاب دیکر ان کو قتل کر دیا۔

تیسری مرتبہ اہل نجد نے اعلیٰ کی درخواست پر اور اپنی حفاظت کا وعدہ اور عہد کر کے لے گئے مگر جب یہ حضرات نجد میں داخل ہوئے تو سب کو شہید کر ڈالا لیکن اس پر بھی حضور نے کوئی اقدام نہیں فرمایا مگر جب اس کے بعد صلح حدیبیہ کو توڑا گیا اور جب عہد اور فریب سے مسلمانوں کے حلیفوں کو کاجر اور مردوں کی طرح کاٹ کر رکھ دیا تو حضور پر لازم ہو گیا کہ اقدام فرمائیں چنانچہ فتح مکہ اسی کا نتیجہ تھا۔

## فتح مکہ اور جنگ حنین

واقعات یہ ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر قریش نے جو معاہدہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اس کی ایک دفعہ یہ بھی تھی۔

دس سال تک جنگ بند رہے گی اس عرصہ میں جو قومیں رسول خدا کی طرف ملنا چاہیں وہ ادھر مل جائیں اور جو قریش کے ساتھ ملنا چاہیں وہ قریش کے ساتھ مل جائیں

اس شرط کے مطابق بنو خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مل گئے اور بنو بکر قریش کی طرف مگر ابھی دو سال ہی اس معاہدہ کو ہوئے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ پر اچانک رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا اور قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے بھی اپنے اعوان و انصار کے اس حملہ میں حصہ لیا اور بنو بکر کا ساتھ دیا ان کی طرف سے لڑے اور اسلحہ سے ان کی امداد کی چنانچہ عکرمہ بن ابوجہل۔

سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ نے نقاب پوش ہو کر جنگ میں حصہ لیا۔

غریب نبو خزاعہ سو رہے تھے کہ نبو بکر اور قریش کے وحشی درندے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے بکریوں کے ریوڑ پر خونخوار بھیڑیئے ٹوٹ پڑیں چنانچہ انتہائی بیرحمی کے ساتھ ان کو قتل و غارت کرنا شروع کر دیا انہوں نے امان بھی مانگی بھاگ کر خانہ کعبہ میں پناہ بھی لی مگر ظالموں نے سفاکی رحم نہ کیا اور ہر جگہ ان کو تہ تیغ کیا یہ بیکس و مظلوم حیب الھلک الھلک یعنی خدا کے واسطے عذا کے واسطے رحم کرو کی التجا کرتے تھے تو سرکش و ظالم کہتے تھے لا الہ الیوم یعنی آج خدا کوئی چیز نہیں غرضکہ نبو خزاعہ کے آدمیوں کو گاجر اور مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا صرف چالیس آدمی حضور نبوی تک پہنچ سکے جنہوں نے نظم میں اپنی دردناک فریاد سنائی جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"قریش نے آپ سے اور عہد خلافی کی انہوں نے اس مضبوط عہد کے کو جو آپ کیا تھا توڑ ڈالا اور ہمیں خشک گھاس کی طرح کچل کر رکھ دیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری امداد کو کوئی نہیں آتے وہ تو ذلیل و قلیل ہیں انہوں نے وتیر میں سوتے ہوئے ہم کو جا لیا ہم کو رکوع و سجود کی حالت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا"

کیا اس ظلم و ستم اور اس درندگی کے بعد بھی حضور نبی مکرم رسول معظم پر فرض نہ تھا کہ اقدام فرماتے اور کیا دنیا کا کوئی منصف مزاج شخص کہہ سکتا ہے کہ ان حالات کے بعد رسول عربی نے جو اقدام فرمایا اور قریش پر حملہ کیا تو یہ جارحانہ اقدام یا جارحانہ حملہ تھا اور کیا اس حملہ میں حضور بالکل حق بجانب نہ تھے اور نہ صرف حق بجانب بلکہ دنیا کے قانون اور اخلاق کے لحاظ سے آپ پر فرض نہ ہو گیا تھا کہ اس بدعہدی اور قتل ملاجہ کا انتقام لیتے مگر آپ نے انتقام نہیں لیا اور بغیر کسی قسم کی خونریزی کے ظلم و عدوان کا استیصال کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو اور ان کے معاہد اقوام و قبائل کو ظلم و ستم سے بچانے کے لئے مکہ کو جو سازشوں کا مرکز اور ظالموں کی پناہ گاہ تھا فتح کر لیا۔ یقیناً فتح مکہ کا حق تو آج سے بہت پہلے حاصل ہو چکا تھا مگر آپ نے ازراہ رحم و کرم اس کا اعلان نہیں فرمایا مگر جب پانی سر سے گذر گیا تو اس کے سوا چارہ نہ رہا۔

بہرحال ان مذکورہ بالا المناک واقعات کے بعد بنی عربی مجبور ہو گئے اور دس ہزار نفوس قدسیہ کو ہمراہ لیکر اچانک مکہ پر پہنچ گئے اور بغیر کسی قابل ذکر خونریزی کے مکہ کو فتح کر لیا۔

فتح مکہ کے بعد حضور نے اپنے اعداء کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا یہ اس مضمون سے متعلق امر نہیں ہے اس لئے اس کو نظر انداز کرتے ہیں انشاء اللہ رسول نمبر کے انہی صفحات میں حضور کے رحم و کرم اور رحمت و رافت کے بیان میں اس کا ذکر آپ کو ملیگا اور دنیا بغیر حیرت میں پڑے نہیں رہ سکتی کہ ایسے اشد شدید دشمنوں کے ساتھ حضور کس طرح سلوک کئے۔

فتح مکہ کے بعد مکہ سے باہر کے ہوازن و ثقیف کے قبائل نے یہ سوچکر مسلمانوں پر حملہ کر دیا کہ اگر ہم نے مسلمانوں کو شکست دیدی تو اہل مکہ کے جس قدر باغات و جائداد و طائف میں ہیں وہ سب ہمارے قبضہ میں آجائینگے چنانچہ انہوں نے جنبد اور قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر حملہ کر دیا رسول اللہ نے آگے بڑھکر ان کو روکا اور جنگ ہوئی اس جنگ میں مکہ کے نومسلم اور غیر مسلم معاہد بھی دو ہزار کی تعداد میں شریک تھے جنہوں نے لالچ یا بزدلی کی

اس قدر اظہار کیا کہ ابتداء میں فوج میں ابتری سی پھیل گئی مگر اس موقع پر ردی فداہ نے بے نظیر شجاعت کا اظہار کر منتشر فوج کو پھر سے جمع کر کے مقابلہ کیا اور بیسیوں حضور کے ہاتھ رہا اس جنگ میں چھ ہزار مرد اور عورت اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہوئے یہ لوگ اپنی عورتوں کو اس لئے ہمراہ لائے تھے تاکہ کوئی بھاگے نہیں اور میدان میں آخر دم تک ڈٹے رہیں مگر اس کے باوجود بہت سے دشمن اپنی عورتوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے قیدیوں کے علاوہ بیشمار مال و اسباب بھی مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اس موقع پر بھی حضور نے عدیم المثال رحم و رافت کا ثبوت دیا مگر چونکہ اس مضمون سے اس کا تعلق نہیں اس لئے نظر انداز کیا جاتا ہے دوسرے صفحات میں مناسب طریق پر حضور کے رحم و کرم پر روشنی ڈالی جائیگی۔

جہاں تک قریش کے ساتھ لڑائیوں کا تعلق ہے یہ آخری لڑائی تھی اب پھر ایک دفعہ شروع سے آخر تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر غور کر جائیے اور دیکھ جائیے کہ کیا کسی ایک موقع پر بھی حضور کی طرف سے جنگ کا آغاز ہوا ہے اور کیا جو حملے اور جو سازشیں اور جو ایٹے اور قتل و غارتگری مسلمانوں کے خلاف کفار نے مسلسل و متواتر جاری کر رکھی تھی اس نے حضور نبی الرحمۃ کو مجبور نہیں کر دیا تھا کہ مدافعت میں تلوار اٹھائیں اور کیا حفاظت خود اختیاری میں لڑنا حضور کے لئے ناگزیر نہ ہو گیا تھا اور اور کیا دنیا میں کوئی ایسا شخص ہے جو داعی اسلام پر ان حالات کے بعد الزام لگانے کی جرات کرے کہ حضور جنگجو تھے اور اسلام کی اشاعت کی غرض سے آپ نے تمام لڑائیاں لڑیں۔

اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی اس کا طریقہ اور اس کے اسباب پر بھی اسی نمبر میں کسی دوسری جگہ مفصل بحث کی جائے گی جس سے روز روشن کی طرح آشکارا ہو جائے گا کہ اشاعت اسلام کیونکر ہوئی۔

قریش کے علاوہ کچھ لڑائیاں یہود و نصاریٰ سے بھی ہوئیں اور ان میں بھی آپ نے کبھی پہل نہیں کی یہود تو اول دن سے قریش کے ساتھ سازش کرتے رہے اور ان کو اسلحہ سے مدد بھی دیتے رہے اور مسلمانوں کے راستے میں مشکلات پیدا کرنے اور باوجود معاہد ہونے کے عہد کی خلاف ورزی کرتے رہے اور آخر میں حضور کو قتل کرنے کی بھی سازش کی جب اس میں بھی کامیاب نہ ہوئے تو پھر بڑے پیمانہ پر مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے کی سازش کی اور اس طرح دس ہزار یہودی و مشرکین مدینہ پر حملہ آور ہو گئے یہ جنگ غزوۂ احزاب کے نام سے موسوم ہے اس جنگ میں تمام یہودی اور ربت پرست شامل تھے۔

غرضکہ یہودیوں نے ناک میں دم کر رکھا تھا ان سے جو مقابلے ہوئے وہ بھی بالکل دفاعی ہے اور کسی ایک جنگ کی ذمہ داری حضور پر عائد نہیں کیجا سکتی۔

عیسائیوں سے صرف ایک جنگ ہوئی اور وہ اسلامی سفیر کے قتل کر دینے کی وجہ سے چونکہ سفراء کی جانیں خطرے میں پڑ گئی تھیں اور دنیا جہان کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ سفیر و ایلچی مامون و محفوظ ہوتا ہے اس لئے رسول اللہ کے لئے لازمی ہو گیا تھا کہ اس فتنہ کا سدباب کر دیا جائے اگر عیسائی سردار معذرت کر لیتا تو قصہ پاک ہو جاتا مگر وہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا اور ایک

لاکھ فوج بڑی دل کی طرح مسلمانوں کے سر پر منڈلانے لگی مگر اس فوج کے قائد اعظم حضرت خالد سیف اللہ تھے اگرچہ اسلامی فوج صرف تین ہزار تھی مگر یہ اعجاز تھا کہ اپنے سے چالیس گنا زیادہ دشمن پر غالب آئی اس کے سوا اور کوئی جنگ عیسائیوں سے نہیں ہوئی۔

آخر میں ایک اور امر غور کے لئے پیش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ ہجرت کے بعد سے شروع ہو کر حضور کی وفات تک جس قدر غزوات اور لڑائیاں ہوئیں ان میں طرفین کے مقتول و مجروح اور اسیروں کی کل تعداد ۱۰۷۷ ہے مسلمانوں کی طرف کے کل ۳۸۷ آدمی شہید، زخمی اور اسیر ہوئے یعنی ایک اسیر ۱۲۷ زخمی ۲۵۹ شہید۔

اور مخالفین کے ۶۵۶۴ اسیر ۷۵۹ مقتول زخمیوں کا حال معلوم نہیں یعنی کل ۷۳۲۳ طرفین کے مقتولین کی کل تعداد ۱۰۱۸ ہے۔

اب ذرا حساب لگائیے اگر فرض کر لیجئے کہ تمام غزوات اور سرایا جنگ ہی کے لئے تھے تو ان مقتولوں کو ۸۰ پر تقسیم کیجئے تو فی جنگ ۱۳ مقتول پڑتے ہیں اور قیدی تو سب حضور ہی نے رہا ہی کر دیئے تھے۔

معترضین ان ہی لڑائیوں کو اشاعت اسلام کا سبب قرار دیتے ہیں کیا کوئی بے عقل سا بے عقل آدمی بھی یہ ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم کر سکتا ہے کہ عرب جیسے جنگجو اور سخت خو جن کا رات دن کا مشغلہ ہی جنگ و قتال تھا وہ اتنی حقیر و قلیل نقصان والی لڑائیوں سے عاجز آ کر اور خوفزدہ ہو کر اپنا صدیوں کا آبائی مذہب ترک کرنے پر آمادہ ہو گئے ہوں گے جس میں وہ اس قدر پختہ تھے کہ شاید ہی دنیا کی کوئی قوم ہو۔

ان اعداد کا بغور مطالعہ کیجئے کیا وحشی و خونخوار عرب کو مہذب و متمدن عرب اور ملحد و بت پرست عرب کو خدا پرست عرب اور ٹاکو ورسن عرب کو شائستہ عرب بنانے کے لئے صرف ۱۰۱۸ انسانوں کا قتل کافی ہو سکتا ہے یقیناً نہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک آزاد شخصی حکومت کو جمہوریت میں تبدیل کرنے کے لئے بھی لاکھوں انسانوں کا خون بہانا پڑتا ہے جیسا کہ فرانس میں انقلاب کے وقت ہوا جب انسانوں کی یہ حالت ہو کہ دنیاوی امور میں اپنے قدیم رواج کو بغیر لامحدود قتل و غارت کے نہیں چھوڑتے تو مذہب جیسی عزیز چیز کو عرب جیسی بہادر و جنگجو قوم صرف ایک ہزار آدمیوں کے قتل پر کیسے چھوڑ دیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسیحی مبلغین کی یہ محض افسانہ طرازی ہے اور اس کے سوا اور کچھ نہیں اسلام کا دامن جنگ و خوں ریزی کے دھبوں سے پاک و صاف ہے اس نے اپنی اشاعت اپنی خوبیوں اور محاسن کے ذریعہ کی اور آج بھی وہی حربہ ہر جگہ اور ہر ملک میں کارگر ہو رہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ ہمیں امید ہے کہ اہل انصاف تحقیق اس مضمون کو نہایت منصفانہ نظر سے دیکھیں گے تو ان پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی کہ اسلام کی کامیابی کا راز اس کے محاسن میں مضمر ہے۔


## حضرت خواجہ حسن نظامی کی عام فہم
# تفسیر القرآن

(۱)

قرآن پاک کے بکثرت ترجمے اور مفصل و مشرح تفاسیر موجود ہیں لیکن ایسا ترجمہ اور ایسی تفسیر جس سے عام مسلمین بچے اور عورتیں اور معمولی لکھے پڑھے لوگ فائدہ اٹھا سکیں اور بطور خود قرآن پاک کے مطالب و معانی اور احکام و مسائل آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں حضرت خواجہ حسن نظامی کے سوا ایک بھی نہیں ہے اس کا انداز یہ ہے کہ پہلے قرآن پاک کی عبارت لکھی گئی ہے اور عبارت کے نیچے نہایت سلیس اور آسان زبان میں تحت اللفظ ترجمہ ہے اس کے بعد نہایت سادہ لفظوں میں اس کی عبارت کی تفسیر ہے اگر آیات سے کوئی مسئلہ یا کوئی حکم پیدا ہوتا ہے تو اسے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اگر کوئی فلسفیانہ بات آئی ہے تو حاشیہ پر اس کی تشریح موجود ہے بچوں کو اس تفسیر کے پڑھانے سے تین خاص فائدے پہنچتے ہیں:-

(۱) قرآن پاک کے ساتھ انہیں اردو زبان میں مہارت ہو جاتی ہے
(۲) وہ ابتدا ہی سے قرآن پاک کا مطلب سمجھنے لگتے ہیں
(۳) ان کی تعلیمی زندگی جب قرآن پاک کی تعلیم پر مبنی ہو گی تو بڑے ہو کر وہ لازمی طور پر پکے اور سچے مسلمان ہو جائیں گے۔

## اور یہی اس تفسیر کا مقصد ہے

الحمد للہ کہ یہ تفسیر مکمل طیار ہے اس کا ہر پارہ ۸ر میں ہدیہ ہوتا ہے مگر کامل قرآن شریف دس روپے میں دیا جاتا ہے ہر پارہ کا سرورق ان موٹا اور مضبوط ہے کہ گویا جلد بن گئی ہے۔ پورے قرآن شریف پر عہ محصول ڈاک فرع ہوتا ہے

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# دنیا کا مکمل ترین انسان

(مولوی اسرار حسن خاں صاحب شاہجہانپوری)

انسان کی قدر کرنا انسانی فطرت میں شامل ہے دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس نے اپنے ایسے افراد کی تعظیم و تکریم نہ کی ہو جو غیر معمولی طور پر نیک لائق بہادر طاقتور یا عقلمند ہوں یہ عام قاعدہ ہے کہ ہر قوم میں کوئی غیر معمولی انسان پیدا ہوا اور ہر قوم کی قوم نے اسے اپنا پیشوا بنا لیا اور اس کے پیچھے پیچھے چلی اس غیر معمولی شخص سے محبت کرنا اسے سراہنا پوجنا اور اس کے ہر حکم کو بسر و چشم بجا لانا تمام قوم کا فرض ہو جاتا ہے اور اس کی تعریف کے گیت بچے بچے کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں یونان کے حکماء اپنی مقبولیت عامہ اور سحر آفرینی کی دولت بادشاہوں کے عطا ہونے سے اکثر نے جلاوطنی اور حبس دوام کی سزا پائی بارہ عربوں کی ترقی کا دور آیا تو ان سے بڑے بڑے علماء فضلاء اور فلاسفر بھی اسی طرح ہر دلعزیز ہو گئے اور قوم کے دلوں پر حکمرانی کی یہ تو زمانہ ماضی کی باتیں ہیں خود ہمارے زمانہ میں بہت سی ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں سے آئندہ میں اور بعض قوم کے دلوں پر اپنی یاد کے کانٹی گہرے نقوش چھوڑ کر اس عالم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکے ہیں قوم نے ان سب کو سر آنکھوں پر بٹھایا اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک اگر مذہب و اسلام کی نہیں تو کم از کم اپنے صوبہ کا یا اپنی قوم کا بے تاج بادشاہ ضرور تھا۔

جب سے دنیا کا سب سے بڑا غیر معمولی انسان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دماغی اور روحانی قوی عام طور پر انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ منضبط اور زیادہ ترقی یافتہ ہیں پیدا ہوئے کیا یہ ممکن ہے کہ ہر شخص نہیں تو کم سے کم بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہر قوم کے کچھ نہ کچھ افراد نہیں کر سکتے اور اسی لئے ہم انہیں اپنے سے زیادہ کامل انسان سمجھتے ہیں اور ان کے آگے سر جھکانے تعظیم کے لئے جھک جانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کیا یہ سب لوگ مکمل انسان تھے اور ہیں اس کا جواب دینا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے انسانی دماغ میں صرف ایک ہی قوت نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سی مختلف قوتیں پوشیدہ ہیں کامل انسان اور مکمل انسان اور مکمل انسان صرف وہی شخص ہو سکتا ہے کہ جس کے تمام دماغی قوی کے پورے اور برابر قوت فیصلہ دل طریق پر ترقی یافتہ ہو ہم دیکھتے ہیں کہ مصطفےٰ کمال ہوں یا سید عبد الکریم اور ڈاکٹر سن یت سین ہوں یا کونٹ ٹالسٹائی ان سب کے دماغ میں سے صرف بعض بہت غیر معمولی طور پر ترقی یافتہ تھے کسی میں انسانی ہمدردی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی کسی میں حب وطن اور کسی میں شجاعت و بسالت غیر معمولی طور پر زیادہ تھی اور کسی میں غیرت ہمت لیکن ایسا کوئی ایک بھی نہ تھا جس کے تمام قوے عام معیار سے بہت بلند و بالا ہوں۔

ہم ہر ایسے شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اب میں ہمیں انسانیت کے صرف چند جوہر ہی غیر معمولی طور پر تابناک و درخشاں نظر آنے میں اگر اتفاق سے ہمارے سامنے کوئی ایسا انسان آجائے جس کے دماغ اور روح کی ہر قوت معمولی انسانوں سے سینکڑوں اور ہزاروں درجہ بلند تر ہو تو ہماری عقیدتمندی کی کیا حالت ہوگی اور ہمارا قدر دانی انسان کا جذبہ ہمیں کس حد تک اس انسان اعظم سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنے لئے فخر سمجھنے پر مجبور کر دیگا کیا آپ کو کبھی کوئی ایسا انسان کامل ملا ہے؟ آیئے ہم آپ کو ایک ایسی شخصیت سے تعارف کرا دیں جس سے بہتر انسان نہ اس سے پہلے کبھی پیدا ہوا تھا اور نہ بعد میں ہوگا آپ کو تھوڑی سی تکلیف ہوگی اور اپنے جنت نشان ہندوستان کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ گھڑی بھر عرب میں بادیہ پیمائی کرنی پڑے گی اور آج سے ساڑھے تیرہ سو برس سے پہلے کا منظر نگاہ خیال کے سامنے لانا پڑے گا عرب کا زمانہ جاہلیت بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے تمام تھا اور دنیا کی کوئی قوم بمشکل اپنی وحشت اور بربریت کے ایسے عجیب و غریب کارنامے پیش کر سکتی ہے جو ان بادیہ نشینوں نے پیش کر دیئے ہیں۔ شراب خواری۔ قمار بازی۔ عیاشی۔ خونریزی۔ جنگجوئی ظلم و حسد۔ دغا فریب کینہ توزی اور بد دیانتی غرضکہ ہر قسم کی بد اخلاقی کی بدترین مثالیں اگر کہیں مل سکتی تھیں تو عرب میں اور انسانیت کے بُرے سے بُرے نمونے اگر کہیں دیکھے جا سکتے تھے تو اسی جزیرہ نما میں جزیرہ نمائے ہند کو بحیرہ قلزم سے جدا کرتا ہے مگر خدا کی دین اس نے اپنے برگزیدہ ترین اور محبوب پیغمبر کی پیدائش کے لئے بھی سرزمین منتخب فرمائی اور خاندان قریش کے ایک ممتاز اور سربرآوردہ فرد یعنی عبد اللہ کے گھر حضرت آمنہ کے بطن سے وہ عجیب و غریب ہستی اس دنیا میں رونق افروز ہوئی جس کا مثل دنیا نے کبھی نہ دیکھا تھا اور آئندہ بھی کبھی نہ دیکھے گی۔

ایک ایسی قوم اور ایسے ملک میں پیدا ہونے والے بچے سے کون یہ توقع کر سکتا ہے کہ اس کے اخلاق و عادات اپنی قوم سے جداگانہ ہوں گے اور غیر تعلیم یافتہ رہنے کے باوجود وہ صرف مہذب ہی نہیں ہوگا بلکہ وہ ایک بلند ترین تہذیب کا بانی ہوگا جسے دنیا کے کروڑوں انسان اپنا مسلک بنائینگے تمام اخلاق عالم کی شکست آپ کو اپنے ایک خاص کام کے واسطے چن چکی تھی اور آپ کو ایک بد اخلاق اور بد اطوار قوم میں پیدا ہی اس لئے کیا گیا تھا کہ جسم انسانیت کا جو سب سے زیادہ مریض عضو ہے پہلے اسی کی علاج کیا جائے اور پھر وہاں سے صحت و تندرستی کی لہر باقی تمام اعضاء میں دوڑے ظاہر ہے کہ ایک ایسی قوم جو عمومی اور انسانی اخلاق سے بھی عاری ہو وہ کسی ایسے شخص کی کیا قدر کر سکتی ہے جس میں صرف چند خوبیاں ہوں یا جو عام انسانی سطح سے بہ لحاظ اخلاق کسی قدر بلند ہو ان کی نگاہوں پر اگر کوئی شخص چڑھ سکتا تھا تو وہی جس کے اخلاق پر انہیں فرشتہ کا دھوکہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ طفولیت ہی سے ایسے عجیب و غریب اخلاق کا نمونہ پیش کیا جو آپ کی قوم کے لئے محیر العقول

تھا چند ہی روز میں آپ کی صداقت آپ کا عدل و انصاف آپ کی عقلمندی اور آپ کی ایمانداری مشہور خلائق بن گئی اور آپ کی ان اعلیٰ خوبیوں کا گھر گھر چرچا ہونے لگا۔ آپ کی خنداں پیشانی متبسم لب اور محبت اور ہمدردی سے بھری ہوئی نگاہوں میں کچھ ایسا اثر تھا کہ ہر شخص کا دل آپ کی طرف کھنچتا تھا ہر شخص آپ پر اعتبار کرنے لگا تھا تمام قوم نے متفقہ طور پر آپکو امین کا خطاب دیدیا تھا اور آپ کے انصاف ایمانداری اور صدق نگاہی پر سب کو اس قدر بھروسہ اور اعتماد ہو گیا تھا کہ جن جھگڑوں کا باہمی فیصلہ نہ ہو سکتا تھا وہ آپ کی عدالت عالیہ میں لائے جاتے تھے غرضکہ ہر شخص آپ کا گرویدہ اخلاق تھا اور ہر زبان پر آپ کی مدح و ثنا تھی۔

اپنے ستودہ خصائل اور حمیدہ اخلاق کی بدولت آپ نے اپنی قوم میں اس قدر عزت حاصل کر لی تھی کہ اگر آپ کوئی غلط بات بھی کہتے اور کوئی خراب اصل بھی قوم کے سامنے پیش کرتے تو انہیں ہرگز انکار کی جرأت نہ ہوتی یہ جانکہ آپ نے اسلام جیسا مذہب فطرت پیش کیا جس کے احکام سراسر وہی تھے جن کی طرف انسانی فطرت خود رہنمائی کرتی ہے اور جن اصولوں کی بنیاد انسانیت سچائی اور سادگی پر تھی غرب کے بھٹکے ہوئے اور انسان نما درندے چاروں طرف سے دوڑے اور اس عجیب ترین انسان کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے تاکہ اس کی اچھی اچھی باتیں سنیں اور اپنے دل و دماغ کو آراستہ اور روشن کریں لوگ اپنے دوست بنا لیتے تھے اور آپ کی زبان مبارک کا ایک فقرہ یا کلام الٰہی کی ایک آیت ان میں تازہ زندگی بھر دیتی تھی گنہگار اور گمراہ انسان جن کے دل کی آنکھیں اندھی تھیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور چند لمحوں میں ہمیشہ کے لئے آنکھیں کھل جاتی تھیں ظالم خود غرض اور نفس پرست انسان کبھی آپ کا امتحان لیتے اور کبھی آپ کا مضحکہ اڑانے کے لئے گھروں سے نکل کر آتے تھے اور آپ کی ادنیٰ توجہ انھیں رحمدل منصف مزاج اور ہمدرد بنی نوع دیتی تھی اور وہ ہنسنے کے بجائے اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس کرتے اور آنسو بہاتے واپس جاتے تھے آپ کی شروع سے آخر تک تمام زندگی انسانیت کا بہترین نمونہ تھی اور تمام عمر میں آپ سے ایک حرکت بھی ایسی سرزد نہ ہوئی جو باعث شرم یا قابل افسوس ہو۔

چند سال کی قلیل مدت میں آپ نے اپنے فیض صحبت سے ہزاروں تبصریں کو ہیرا اور ہزاروں سنگتراشوں کو پارس بنا دیا جن سے چھو جھو کر لاکھوں اور کروڑوں لوہے کے ٹکڑے خالص مرنا بن کے بنتے جا رہے ہیں اور قیامت تک بنتے رہیں گے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ تھا اور یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ دنیا کے مکمل ترین انسان تھے ذات باری نے تمام اعلیٰ صفات انسانی آپ کی ذات شخصیت میں جمع کر دی تھیں جنکی دوسرے انسان میں جمع ہونی ناممکن ہیں الا بصل بسلم علیہ۔

مسلمانو جس پاک اور مقدس ترین ہستی کے نام لیوا ہیں ایک دفعہ اپنے دل میں غور کر کے دیکھیں کہ ان کی زندگیاں اس پاک زندگی سے کوئی مناسبت رکھتی ہیں یا نہیں۔


## دہلی کے کھنڈروں سے ایک صدا

شاہجہاں آباد اجڑ چکا گلمس کے لٹیرے اب تک مٹنے والوں کے کارنامے سنا رہے ہیں اور شہر کے در و دیوار اس وقت بھی اپنے تباہیوں کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں آج سے ستر سال پہلے دہلی کی کیا حالت تھی بادشاہ کا جلوس قلعہ معلے کی بہاریں شاہی جھمگٹے میلے تماشائیوں کے رنگ دربار کی کیفیت۔ قطب صاحب۔ پیر غیب۔ شاہ بڑے اور کوتلہ کے جشن شہر کی آبادی کی چہل پہل ہندو مسلمانوں کی معاشرت رمضان عید۔ سدبرسالگرہ کے تزک و احتشام شادی بیاہ کی رسوم غرض دور گذشتہ کی بہاریں اگر دیکھنی ہوں تو

### مصورِ غم علامہ راشد الخیری مدظلہ کی معرکۃ الآرا تصنیف

# نوبت پنجروزہ

ملاحظہ فرمائیے جس میں آخری بادشاہ مغلیہ کی پانچ نوبتیں اس قدر دردانگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہیں کہ خون کے آنسو رلا دیں گی پانچویں نوبت ہے جب دلی نے بادشاہ کو الوداع کیا غدر ۵۷ء کے واقعات مخبروں کی ظلم مظلوموں کی حالت زار۔ مردوں کی بربادی عورتوں کی تباہی اور بادشاہ کے بہم مصائب ناقابل ہے کہ آپ آنسو بہائے بغیر پڑھ سکیں۔ بادشاہ کی تصویر اور تین نادر عکسی تحریریں بھی دی گئی ہیں۔

نوبت پنجروزہ دور حاضر کے مایہ ناز اردو مصنف کی بہترین تصنیف ہے پانچ سال سے شائقین ادب بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے اگر آپ منگانے میں جلدی نہ کریں گے تو دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

# سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان کی حیثیت سے

(از مولانا سید طاہر احمد صاحب حنفی مفتی فاضل شاہجہانپوری)

سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی پر ایک نبی کی حیثیت سے قطع نظر کرکے اگر ایک انسان کی حیثیت سے غور کیا جائے تو انسانی حقائق و معارف کا بہترین سبق حاصل ہوتا ہے اور غور کرنے والے اختیار کہا اٹھتا ہے کہ ماھذا البشرا ان ھذا الا ملک کریم۔

حضورؐ کے بچپن کو دیکھئے والد ماجد کا انتقال ہوجاتا ہے قبیلہ بنی سعد میں آپ کی شیرخواری اور طفولیت کا زمانہ گزرتا ہے آپ قدرتی طور پر اس زمانہ میں صاف ستھرے رہتے ہیں جو دیکھتا ہے اُسے پیار آتا ہے نیک عادات کی بنا پر دودھ پلانے والی آپ کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھتی ہے اور آپ کی موجودگی کو اپنے لئے خیر و برکت سمجھتی ہے آپ کے عیال مجمل کفیل ہوتے ہیں لیکن چند روز کے بعد ان کی سایہ بھی سر سے اٹھ جاتا ہے والدہ ماجدہ بھی ہمیشہ کے لئے رخصت ہوجاتی ہیں آپ یکہ و تنہا یتیم و بے پر رہ جاتے ہیں آپ کے عم محترم سرپرستی فرماتے ہیں اور اس طرح آپ کے لڑکپن کا زمانہ ہوتا ہے اور بگڑنے کا زمانہ ہوتا ہے اور جس پر عمر کے مستقبل کا تمام تر انحصار ہے بسر ہوتا ہے۔

آپ کے لڑکپن کا زمانہ عام سطح سے بہت بالاتر ہے کھیل کود سے بس کی طرح اس عمر میں بالطبع رغبت ہوتی ہے اس پر بستوں کے سنبھالنے پر بھی آمادہ نہیں آتا آپ کو نفرت ہے لڑکے آپ کو نفریحی مشغلوں میں شریک ہونے کے لئے بلاتے ہیں اور آپ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھے کھیلنے کودنے کے لئے نہیں پیدا کیا لڑکپن کے زمانہ میں آپ سے کوئی ایسی بات نہیں سرزد ہوتی جو آپ کے ہم عمروں کی بے لطفی و نکتہ چینی کا باعث ہو یا جس سے آپ کے سرپرست اور بزرگ ناخوش ہوں ایسے لڑکوں کی حالت پر غور کیجئے جن کو قسمت نے ماں باپ کے دامن پرورش سے محروم کردیا ہو عموماً ان کی اخلاقی حالت تباہ ہوجاتی ہے اور وہ صحرائی خودرو درختوں کی طرح آزادی کی بدنمائیوں کا ایک نمونہ ہوتے ہیں لیکن اس کے برخلاف سرورِ عالم کی زندگی کا یہ زمانہ ایسی پاکیزگی اور مکارم اخلاق کے ساتھ بسر ہوا اس کی مثال عرب کے کسی نوعمر شخص میں نہیں ملتی یہ محض مسلمانوں کی نوشت اعتقادی نہیں ہے بلکہ مخالف نگار بھی اس کی شاہد ہیں اور تاریخ اس کا ثبوت پیش کررہی ہیں چنانچہ اس زمانہ کے کاہن و پیشگو اور کتب آسمانی کے مضامین پر عبور رکھنے والے آپ کے عادات و حالات اور اطوار و اخلاق دیکھکر کہہ اٹھتے تھے کہ اس بچہ میں ایک نبی کی سی معصومانہ صفات پائی جاتی ہیں اور یقیناً یہ عرب وہی آنحضرت رسول ہے جس کی بشارت انجیل و تورات میں مرقوم ہے۔

لڑکپن کے بعد جوانی کا زمانہ آتا ہے اور اپنے ساتھ ہلاکتوں اور بربادیوں کے ہزار طوفان لاتا ہے ایک نوجوان انسان جس نے ماں باپ کی تادیب و تربیت سے فائدہ نہیں اٹھایا جس کے سامنے کوئی اچھی مثال موجود نہیں جس کے گرد و پیش دگرگوں و فاسد ماحول کے سمندر موجزن ہیں لوگ بے تکلف شراب پیتے ہیں اور مستی میں ہوا بتے ہیں اگر وہ قمار بازی میں مبتلا ہے تو لوٹ مار کا بازار گرم ہے اخلاق و مروت داری کا یہ عالم ہے کہ ایک ادنیٰ سی بات پر طبیعتیں مشتعل ہوجاتی ہیں اور تلواریں نیام سے باہر آجاتی ہیں عورتوں کا کوئی احترام نہیں ہے ماں بہن کی کچھ تمیز نہیں ہے لیکن لڑکپن سے انتہائی نفرت کا برتاؤ ہوتا ہے نخوت و غرور نے ہر شخص کو فرعون بنا رکھا ہے کینہ و عداوت ذلت و حقارت اور نفرت و وحشت کے جذبات دلوں میں پرورش پا رہے ہیں فکر عقبیٰ اور خوف خدا کا کیا ذکر ہے لوگ خدا کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں ایسی زہریلی آب و ہوا میں اور ایسے ہلاکت خیز ماحول میں ایک شخص پرورش پاکر جوان ہوتا ہے اور اس کی یہ حالت ہے کہ اس کے مقدس ہاتھوں نے کبھی شراب کو نہیں چھوا اس کی پاک نگاہ کبھی فسوانی حسن و جمال کی دلفریبیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئی وہ کبھی محفل رقص و سرود میں شریک نہیں ہوا اس نے کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا کبھی کسی کو برا نہیں کہا کسی کی دلآزاری نہیں کی اس نے کبھی قمار بازی میں حصہ نہیں لیا اور لوگ جن گناہوں اور بری عادتوں میں مبتلا تھے ان میں سے ایک بھی اس نے اختیار نہیں کی۔

حضورؐ ایسے نیک نفس، پاکیزہ خیال اور عالی دماغ کیوں تھے؟ حضورؐ نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی دنیا میں بڑے بڑے حکیم گزر چکے ہیں لیکن ان کے علم و حکمت کا ایک نقطہ اور ایک کلمہ بھی آپ تک نہیں پہنچا تھا۔ انجیل، تورات، زبور اور صحف ابراہیم دنیا میں اتر چکے تھے لیکن حضورؐ ان سے ناواقف محض تھے حضورؐ امی تھے ناخواندہ تھے دنیوی علوم و فنون سے مطلق آگاہی نہ رکھتے تھے۔ کتابی، زبانی، عملی کسی قسم کی تعلیم و تربیت آپ نے کسی سے حاصل نہیں کی اس کے باوجود آپ کا ایک نظریہ ہے جس پر پہنچ جانے میں بڑے بڑے حکما صدیوں کی دماغ پاشی کے بعد پہنچے ہیں محض اس وجہ سے تھا کہ آپ دماغ بہترین صلاحیت رکھتا تھا اور آپ کو عقل و فہم اور فراست و ذکا کی ایسی بے نظیر طاقتیں عطا ہوئی تھیں جو دنیا میں آپ کے سوا کسی کو نہیں ملیں۔

دنیا کے بڑے بڑے صاحب عزم لوگوں کی حالت پر غور کرو اور دیکھو کہ ایک بھی ایسا آدمی نظر نہیں آتا جس نے تمام عمر کوئی نیف لی لذت نہ حاصل کی ہو جس نے دنیا میں رہکر اپنے آپ کو ایک تارک الدنیا کی طرح آلودگیوں سے پاک رکھا ہو جس نے ہر طرح کے وسائل حاصل ہونے کے باوجود اپنی نفس کشی میں فرق نہ آنے دیا ہو۔ اس زمانہ میں اگر کسی سے کہا جائے کہ تم لوگوں سے تو ممکن صرف تین دن کسی کی غیبت نہ کرو جھوٹ نہ بولو کوئی برا خیال دل میں نہ لاؤ کسی کا دل نہ دکھاؤ کوئی ایسی بات نہ کرو جو حکم الٰہی کے خلاف ہو اور ہر قسم کی

ترغیبات کے باوجود اپنے نفس پر ذرا بوجھ ڈالو تو میں خیال کرتا ہوں کہ یہ تین دن وہ اپنی تمام عمر میں گراں اور دشوار محسوس کرے گا لیکن کیسی مقدس تھی وہ ذات جس نے اس دنیا میں ترسٹھ سال کا زمانہ اس طرح بسر کر دیا کبھی جھوٹ نہیں بولا کبھی کسی کی غیبت نہیں کی کبھی کسی کا دل نہ دکھایا اور کبھی لذات کی طرف توجہ نہ فرمائی۔

دنیا میں اور بھی ہزاروں پرہیزگار عفت مآب ضابطہ اور عابد و زاہد گزرے ہیں لیکن ان کا بیشتر حصہ ایسا ہے جن کی محنت و ریاضت اور نفس کشی کے فوائد انہیں کی ذات تک محدود ہیں وہ دنیا اور تمدن دنیا سے الگ تھلگ رہے ہیں لیکن سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ایک ایسا نمونہ پیش کرتی ہے جو اپنی نظیر آپ ہے حضور ایک عام انسان کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں جلسوں اور محفلوں میں شریک ہوتے شادی بیاہ کرتے ہیں اور اسی دنیا داری پر ایک بڑے سے بڑے پاکباز اور بڑے سے بڑے زاہد ثابت ہوتے ہیں آپ اہل دنیا سے وحشت نہیں کھاتے آپ کو آبادی سے دور رہنے کی خواہش نہیں ہوتی دل شکستہ یتیموں کے والی اور غم نصیب بیواؤں کے وارث بنتے ہیں اپاہجوں اور معذوروں کے کام کر دیتے ہیں بیماروں کی تیمارداری فرماتے ہیں محتاجوں اور مسکینوں کی امداد کرتے ہیں آپ کی ذات ہر شخص کے لئے رحمت اور ہر ذی روح کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔

جوانی کا وہ زمانہ جس میں انسان باطبع عیش و نشاط کی طرف مائل ہوتا ہے اور نشو و نما کی تکمیل راحت و آسائش کا مطالبہ کرتی ہے آپ اس طرح بسر کرتے ہیں کہ کئی کئی دن کے لئے پہاڑ کے تاریک غار میں چلے جاتے ہیں شب روز فکر میں رہتے ہیں دل میں معرفت کی لہریں اٹھتی ہیں نگاہوں میں حقیقت شناسی کا ملکہ پیدا ہوتا ہے اور آپ کی روح منور تجلیات باطنی کا مرکز بن جاتی ہے۔

انسان کے لئے چڑیوں کی طرح فضا میں اڑنا اور مچھلیوں کی طرح پانی پر چلنا دشوار نہیں لیکن بنی نوع کے ساتھ اس طرح زندگی بسر کرنا کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو بہت دشوار ہے کسی کے ساتھ بدسلوکی نہ ہو اور کسی کو ذرہ برابر شکایت پیدا نہ ہو بہت دشوار ہے معاملت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کے نقص و کمال کا صحیح اندازہ ہوتا ہے بڑے بڑے مدعیان پرہیزگاری اس معیار پر پورے نہیں اترتے لیکن آپ کی مقدس زندگی ابتدا سے انتہا تک بے نقص و بے عیب نظر آتی ہے اور آپ ہی کی ذات گرامی ایسی ہے جس سے کبھی کسی کو کوئی رنج نہیں پہنچا اور کبھی کسی کو کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی آپ نے احکام تبلیغ احکام الٰہی کے سوا آپ سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی اور یہ معاملہ بالکل ایسا تھا کہ ایک حاذق طبیب سے بیمار محض اس لئے خفا ہوتا ہے کہ وہ اسے پرہیز اور دوا سے تلخ کی ہدایت کرتا ہے چنانچہ جب عربوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک کے مہلک امراض سے ان کو نجات بخشی تو وہ اپنی مخالفتوں اور گلہ مندیوں پر پریشان ہوئے کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ جسے وہ زہر سمجھ رہے تھے وہ حقیقت میں آب حیات تھا اور جس نفس قدسی پر انہیں دشمنی کا دعوہ ہوا تھا وہ ان کا سب سے بڑا محسن اور ہمدرد خواہ تھا۔

یہ دنیا جب سے آباد ہے اس میں کروروں اور لاکھوں انسان پیدا ہوئے جن میں بڑے بڑے بادشاہ، علماء، حکماء اور شعراء گزرے ہیں اور تعداد ایام کے باوجود ابھی ان کا نام حافظہ میں موجود ہے لیکن ان سب پر انبیائے کرام کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ حکمت و موعظت حسن معاشرت تہذیب نفس اور تزکیۂ روح کے جو فائدے خلق خدا کو ان سے حاصل ہوئے وہ کسی سے نہیں ہوئے اور تکمیل انسانیت کا جو نمونہ ان نفوس قدسیہ نے پیش کیا ہے اس کی مثال کسی جگہ نہیں ملتی۔ انبیاء میں حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پانچ نبی سب سے زیادہ ممتاز ہیں یہ گویا آفرینش عالم کا خلاصہ اور کائنات کا انتخاب ہیں مخلوقات میں ان سے زیادہ افضل اور بزرگ تر کوئی نظر نہیں آتا لیکن تمام دکمالات حالات پڑھنے کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ سرور عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو سب پر فضیلت حاصل ہے اور دل سے یہ صدا اٹھتی ہے کہ

انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہاں گنجائش نہیں کہ سب کے حالات بیان کر کے حضورؐ کے فضائل پر تفصیلی بحث کی جائے کیونکہ

سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

لیکن صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ خداوند عالم نے آپ کو انسان کامل بنایا تھا اور دینی و دنیوی محاسن سے کما حقہ الاکمال فرمایا تھا جتنی صفات آپ کی ذات میں مجتمع ہیں وہ کسی دوسری جگہ فرداً فرداً بھی اس تکمیل کے ساتھ نظر نہیں آتیں اور اس لئے خدائے وحدہ لاشریک کے بعد نگاہ سب سے زیادہ محترم اور بزرگ ترین ہستی کو تلاش کرتی ہے تو حضرت جامی کا یہ بے مثال نعتیہ مصرع سامنے آجاتا ہے کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر


# آمنہ کا لال ؐ

فخر موجودات سرور عالم کی سوانح عمری بچوں اور عورتوں کے لئے ندوۃ العلماء کے ایک فاضل کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس کا نام

## فخر کائنات

ہے اس فخر کائنات کی یہی یہ شان ہے کہ ہر فرقہ کے عالم اب سیلاد رسولؐ کے پڑھوانے کے قائل ہو گئے یہ کتاب بھی ایک ایسے عالم کی لکھی ہوئی ہے جو رسول اللہ کی تاریخی اہمیت کے بڑے قائل تھے لیکن لکھتے لکھتے عاشق رسول ہو گئے اس کتاب کے پڑھنے والوں پر بھی ایسا اثر پڑتا ہے کہ ان کے دل محبت رسول میں سرشار ہو جاتے ہیں۔

قیمت صرف چار آنے

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# اسلام کی توحید کاملہ

## انسان پرستی پر ایک کاری ضرب

## خواجہ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خاص امتیاز

(از جناب مولوی محی الدین احمد صاحب قصوری بی اے)

**ایک عام اصول** دنیا میں کسی چیز کی صحیح قدر و قیمت معلوم کرنا ہو تو اُسے اسی کی ہمجنس چیزوں میں رکھکر دیکھنا چاہیئے ایک گوہر کی تابندگی کا صحیح حال اسی وقت کہا جاتا ہے جب اُسے گوہروں کے ڈھیر میں ملا دیا جائے۔ لولو کی درخشندگی کا ٹھیک اندازہ لولوؤں ہی کی لڑی میں ہو سکتا ہے درکی آبداری کا نمائشہ دیکھنا مقصود ہو تو اسے ایسے ہی موتیوں میں ملا دو، ہیرے کی چمک و دمک اور زیبائش و حسن ہیروں کے مقابل رکھکر نظر اٹھتی ہے قدر و منزلت کی دریافت کا گویا یہ ایک عالمگیر اصول ہے جسے انسان اپنی روزمرہ کی زندگی میں دنیا کی چیزوں کی اصنافی قیمت لگانے میں استعمال کرتا ہے۔

**دنیا کی ایک سنگین غلط فہمی** مندرجہ بالا اصول کے مطابق انسان کی اصلی قدر و قیمت کی تلاش بھی حلقۂ انسانیت میں ہونی چاہیئے تھی اور اس کا رتبہ اور درجہ قرار دینے میں ہمارے لئے اصلی معیار یہی ہونا چاہیئے تھا۔ مگر تاریخ بتلاتی ہے کہ ہمیشہ ایسا نہ ہوا۔

نسل انسانی میں سب سے زیادہ محترم اور مقدس گروہ ان لوگوں کا ہوا ہے جو نسل انسانی کی ہدایت و رہنمائی یا رہبری و پیشوائی کے لئے دنیا میں تشریف لائے جو صرف اس چیز میں مضمر تھی کہ وہ خدا فراموش انسانوں کو ان کے مولا و خالق سے ملا دیں کہ دنیوی زندگی کی تمام فلاح و بہبود اور حیات انسانی کے تمام گوشوں کی درستگی کا انحصار صرف اسی ایک ہی چیز پر رہا ہے پس انسان کا بحیثیت انسان یہ فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ ایسے مقدس انسانوں میں انسانی کمالات ہی کی تلاش کرتا اور انہی کمالات کی بنا پر یا ان علمی نتائج کی بنا پر جو ایسے ہزرگوں کی مساعی سے نسل انسانی کو دنیا میں اخلاقی اعتبار سے بلند کرنے کی شکل میں ظاہر ہوئے پرکھتا اور دنیائے انسانیت میں ان کے مدارج قائم کرتا اور ان کی کامرانی یا ناکامی پر حکم لگاتا مگر ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

**انسان کا ایک غلط مطالبہ** بدقسمتی سے انسان نے ہمیشہ ایسے مقدس اور برگزیدہ انسانوں کو انسانیت سے ماورا اور مافوق کوئی چیز سمجھا ہے اور اسی لئے ان کی زندگیوں میں اُن سے مافوق الفطرت افعال کے صدور کا نہ صرف مطالبہ ہی کیا ہے بلکہ بطور ایک عقیدہ مذہبی کے ان سے ان کا صدور ضروری قرار دیا ہے۔۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے مقدس حواریوں کا یہ مطالبہ اسی بنا پر تھا

اذ قال الحواریون یعیسی بن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء قال اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین قالوا نرید ان ناکل منھا و تطمئن قلوبنا ونعلم ان قد صدقتنا ونکون علیھا من الشھدین۔

اور انھیں وہ وقت یاد دلاؤ جب عیسٰے علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے کہا کہ اے ابن مریم کیا تیرا پروردگار اس کی قدرت رکھتا ہے کہ وہ آسمان سے ہمارے اوپر ایک خوان اتار دے حضرت مسیح نے فرمایا اے لوگو اللہ سے ڈرو کہ ایسے مطالبات ایمان کے دعوے کے ساتھ ٹھیک نہیں ہیں انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم تو ان لذائذ کا مزہ چکھنے کے مشتاق ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمارے دل رحمت ربانی سے سیراب ہو کر طمانیت و سکینت حاصل کریں اور ہمیں اس امر کا بھی علم (یقین) ہو جائے کہ تو ہم سے جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے اور ہم ان پر عینی گواہ بن جائیں"

حواریوں کے مذکور الصدر مطالبہ، حضرت مسیح علیہ السلام کے جواب اور حواریوں کے جواب الجواب پر اگر آپ غور کرینگے تو آپ کو حقائق و بصائر کی ایک دنیا مستور نظر آئے گی یہ مطالبہ کسی انسان سے نہیں کیا گیا تھا بلکہ ایک اولوالعزم انسان کے توسط سے خود خدا سے کیا گیا تھا کہ وہ اپنی قدرت کاملہ کا ایک کرشمہ ظاہر کرے اس پر بھی جواب ملتا ہے کہ ایک مومن کی شان اس قسم کا مطالبہ کرنا نہیں ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام ایک اولوالعزم نبی تھے وہ جانتے تھے کہ اس قسم کا مطالبہ اگر ایک طرف خدا کی قدرت کاملہ پر ریب و اشتباہ کا نتیجہ ہو تو دوسری طرف اس کی تعمیل و نمائش آنے والی نسلوں میں خود انہیں کے الوہیت کی ایک شہادت قرار پائے گا اس لئے وہ اپنی جماعت کو ایسے مطالبہ سے منع کرتے ہیں مگر جب ان کی طرف سے بطور جواب الجواب یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ وہ آنے والی نسلوں میں خدا کی الوہیت اور مسیح کی بندگی کی ایک گواہی چھوڑیں گے تو انہوں نے سرکار خداوندی میں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگی جو قبول ہوئی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے دوسرے معجزات جن کا ذکر قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر موجود ہے مثلاً کوڑھیوں کا باذن اللہ چنگا کرنا بیماروں کا خدا کے حکم سے تندرست کرنا اندھوں کا ان کی دعا سے بینا ہو جانا مردوں کا تائید ربانی سے ان کے ہاتھ پر جی اٹھنا ان تمام معجزات کا صدور ایسے ہی

حالات میں ہوا کہ اس وقت کا انسانی تخیل چونکہ ایسے افعال کے صدور نبوت کے تخیل سے جدا نہیں کر سکتا تھا اور بڑے بڑے اہل علم کی زبان تھا کہ جن کی ذہانت اور کمال علمیت کے اس نے زبان زد عوام تھے اس وقت کے نبی کو ان کے بعض مطالبات کے آگے جھکنا پڑا اور اپنی دعا بتہ کی کامیابی کے لئے حاشیے ان واقعات کے صدور کی شکل میں استعمال کرنا پڑا۔

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان کی قوم کی طرف سے ایسے مطالبات کی بھرمار قرآن مجید میں موجود ہے تمہیں خدا کے ہمکلام ہونے کی تمنا کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ لن ترانی کہیں اسے اپنی آنکھوں سے کھلا دیکھنے کا شوق ہوتا ہے جہاں سے [illegible] ایسے خارق الفطرت اعمال کی نمائش اور تعجب کا مطالبہ ہوتا ہے جن سے حضرت کلیم کے ہاتھ اور عصا سے ظاہر ہونے کی نسبت ہو تو ہم نے دیکھا کہ یہ آخری مطالبہ سب زیادہ اہم ہونے کی وجہ سے ایک عمومی اور باطنی یا ذہنی شکل اختیار کرتا ہے تو غیر مرئی قلمت یا ذہنی حالت ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کا ہاتھ جو بغل میں تھا اس سے بیضا بن کر نکلا اب اس کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اس کا ایک منظر عمومی سورۂ اعراف کے تیسرے اور چوتھے رکوع میں دکھلایا گیا ہے ملاحظہ ہو

قال ان کنت جئت بایۃ فات بھا ان کنت من الصدقین فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للناظرین

فرعون نے کہا کہ اگر تو کوئی نشانی لایا ہے تو پیش کر اگر تو سچا ہے تو موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا اور وہ یکایک صریح اژدہا بن گیا پھر اس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ تماشا دیکھنے والوں کے لئے بڑا ہی روشن و درخشاں تھا۔

"ہندوستان کے مصلح عظیم بہائی بدھ کا ایک واقعہ"

اس امر کو دکھلانے کے لئے کہ یہ تخیل صرف سرزمین عرب و شام اور عراق عرب ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا کہ یہاں کی اجنبی اور غیر علمیات سے کا لحاظ مناسبت قوم عرب قرآن حکیم مخصوص ہو بیان کیا گیا ہے میں یہاں ہندوستان کے سب سے بڑے مصلح بہائی بدھ کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ پیش کروں گا جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ دل و دماغ کی فطرت و بلندی کے اعتبار سے انسانیت ان زمانوں میں ابھی اس درجہ تک نہ پہنچی تھی کہ نبوت کے تخیل کو ان کرشمہ ز افعال کے صدور سے الگ کر سکتی۔

ایک عورت کا اکلوتا معصوم بچہ فوت ہو گیا چونکہ وہ اپنے رفیق حیات کے آغوش محبت سے پہلے محروم ہو چکی تھی اس لئے بیٹے کی یہ موت اس کے لئے ناقابل برداشت صدمہ بن گئی اس نے اپنے اس معصوم بچہ کی لاش کو لئے لئے وقت کے بڑے بڑے رہنمایان مہنتوں اور بزرگوں کے ہاں پھرنا شروع کیا وہ جہاں جاتی یہی مطالبہ کرتی کہ اگر تو سچ مچ خدا رسیدہ انسان ہے تو اس اکلوتے بیٹے کو زندہ کر دے جب اسے نفی میں جواب ملتا تو وہ ایک ہی بات کہتی کہ:-

"تو کاہے کا خدا رسیدہ انسان ہے جو یہ کام ہی نہیں کر سکتا"

گویا اس کا معصوم تخیل خدا رسیدگی کو ایسے افعال کے صدور سے جدا نہیں کر سکتا تھا شدہ شدہ اسے مہاتما بدھ کی خبر ملی کہ وہ وقت کے سب سے بڑے خدا رسیدہ بزرگ ہیں وہ ان کی سرکار میں پہنچی اور التجا کی۔

مہاتما۔ بیشک تمہارا بیٹا دوبارہ زندہ ہو سکتا ہے مگر ایک شرط کے ساتھ۔

عورت۔ وہ شرط کیا ہے۔ جلد فرمایئے۔

مہاتما۔ مجھے تم ایک سرسوں کا دانہ ایسے گھر سے مانگ کر لاؤ جس گھر کے [illegible]

معصوم عورت نے اپنے بچے کی لاش کو تو وہیں مہاتما کے قدموں میں ڈال دیا اور خود سرسوں کا دانہ مانگنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی وہ شریف زادی بھی جوان تھی اور معصوم و پاکباز بھی تھی اس لئے جو دروازہ بھی پہنچی ہمدردی کی آنکھیں اس کی راہ میں بچھ گئیں اور اس کے قدم لینے لگے ایک گھر سے دوسرے کو چلی گئی اسے زیادہ سے زیادہ دان پیش کیا جانے لگا مگر جس وہ دان پیش کرنے والوں کی ایک بھیڑ لگ گئی تھی جو [illegible] اور جو [illegible] ان کے دلوں پر [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

کی ضرورت ہی نہیں خود وہ شخصیتیں جنھیں آج دنیا کے سامنے بطور نمونہ کے پیش کیا جاتا ہے نہ صرف خیالی واقعات کا مجموعہ ہیں بلکہ تخیل میں ایسی ڈوبی ہوئی ہیں کہ وہ شخصیتیں خود فرضی ہو کر رہ گئی ہیں چنانچہ محققین کے ایک گروہ کے نزدیک کرشن مہاراج اور رامچندر جی کا شمار بھی اسی آخری فہرست میں ہے دوسرے دیوتاؤں کا تو ذکر ہی بے سود ہے۔

ان بزرگوں اور رہنماؤں یا مصلحین و مرشدین کے متعلق جس قدر واقعات آفرینی ہوتی ہے وہ اسی عقیدہ کا نتیجہ ہے کہ کوئی انسان اس وقت تک مقدس اور ضابطہ نہیں کہا جا سکتا جب تک اس قسم کے مافوق الفطرت واقعات صادر ہونا ثابت نہ ہو جائے جنہیں زبان عامہ معجزات اور کرامات سے تعبیر کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب کسی زندگی کو مقدس ثابت کرنا مقصود ہو تو اس میں اس قسم کے واقعات کی کمی ہوتی ہے تو اس کے لئے من گھڑت واقعات کا ایک فرضی اور ضابطہ تانا بانا تیار کیا جاتا ہے چنانچہ ہندو مورخین کی تاریخ طرز ہی سب کی سب اسی ہے اور آج مسلمانوں میں بھی بعض لوگ اسی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

## بابا نانک

انسانی فطرت [illegible] جب دیکھا کہ دوسری قوموں کے بزرگوں کے متعلق بھی اس قسم کی روایات موجود ہیں تو انھیں اپنے گروؤں کے متعلق بھی یہی فکر لاحق ہوئی وہ نہ ان واقعات میں فرق آجاتا ان کو اور کچھ نہ سوجھا تو اسی قسم کے من گھڑت واقعات تراشنے لگے کہا جاتا ہے کہ بابا نانک حرم مکہ میں کعبہ کی طرف پاؤں کر کے لیٹے ہوئے تھے کسی نے ان پر اعتراض کیا گرو صاحب وہاں سے اٹھ گئے اور اپنے تئیں راہ پاس نہ طرف رخ کر لئے تو سب نے دیکھا کہ جس طرف گرو صاحب کے پاؤں ہوتے خانہ کعبہ اسی طرف ہو جاتا۔ تا چار معترضین چپ ہو گئے۔

میں نے مندرجہ صدر واقعہ مذکورہ صدر بالا تخیل کی ہمہ گیری کی مثال کے لئے پیش کر دیا ہے ورنہ سارا واقعہ بکواس ایک احمقانہ جھوٹ کے اور کچھ حقیقت نہیں رکھتا مگر اس سے ہمارے بیان پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس تخیل یا جذبہ کا انسانی معتقدات و اعمال پر جو کچھ اثر رہا ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے کسی تخمینہ و قیاس آرائی کی ضرورت نہیں خود انہی قوموں کی مذہبی اور اخلاقی تاریخوں پر نظر ڈال لو۔

ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ ان کا مذہب خدا کی زمین پر سب سے پرانی کے لئے سب سے پہلی خدائی روشنی تھی ہم اس دعوے کو تسلیم کئے لیتے ہیں اور بادب عرض کرتے ہیں کہ اس کہنگی و قدامت کا نتیجہ اسے کہ ہندو مذہب میں خلاف فطرت فرضی اور خیالی واقعات و خرافات کا اس قدر بڑا طومار ہے کہ اس کا لاکھواں حصہ بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں پایا جاتا ہر ایک بزرگ ایک مافوق الفطرت ہستی رکھتا ہے اس کی زندگی ناقابل فہم واقعات کا ایک مجموعہ ہے اور اس لئے وہ قابل پرستش ہے چنانچہ ہندو مذہب کے دیوتاؤں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر گئی۔

اس پرستش فیر اللہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسانوں سے گذر کر مظاہر قدرت کی پوجا ہونے لگی اور ہر ایک مظہر کا ایک ایک الگ دیوتا مقرر ہوا انہیں ہوا روشنی، چاند، سورج، ستارے، دریا، آبشار کوہ صحرا، شجر و حجر ان سب میں شان الوہیت نظر آنے لگی اور ان سب کی پرستش ہونے لگی بلکہ اس تخیل آفرینی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض مخصوص ستور اعضا و جوارح انسانی کی پوجا شروع ہوئی اور دیوتاؤں کی تعداد لاکھوں سے نکل کر کروڑوں تک جا پہنچی۔

پنجاب میں ایک ضرب المثل مشہور ہے "میرے بابے دی موٹیاں اکھاں" یعنی میرے بابا کی موٹی آنکھیں۔ بالفاظ دیگر محبت اکثر لوگوں پر عظمت کا پردہ ڈال دیتی ہے یہ ایک حقیقت تاریخی ہے بعض نبوت نہیں ہے اس تخیل کی فریب کاری دیکھنی ہو تو ہر فرد ہر ملک میں یہی ایک نہیں دو نہیں دس نہیں بیس نہیں سیکڑوں نہیں ہزاروں نہیں مثالیں مل سکتی ہیں جن کو ان کی زندگیوں میں یا بعد ان کے روحانی یا علمی کمالات کے دنیا نے پہچانا نہیں مگر ان کے مرنے کے بعد ان کی قدر و منزلت ہونے لگی اور قدر و منزلت بڑھتے بڑھتے پرستش اور پوجا کے درجہ تک پہنچ گئی۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ مرنے کے بعد لوگوں کے جتنے ہی پسندیدہ اغراض و مطامع ان کے ان دعاوی کے پیش نظر ہوتے ہیں جو وہ اپنے زمانہ میں پیش کرتے ہیں جو ایک اچھے ہی بیت انسان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے روکتے ہیں مگر مرنے کے ساتھ ہی وہ تمام موانع رفع ہو جاتے ہیں اور عمل شروع ہوتا ہے اور شخص مذکور کی عزت و تقدس لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہونا شروع ہوتی ہے اور وہی تخیل جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں ان کی پرستش و پوجا کرانے کا سبب ہوتا ہے۔

گوتم بدھ کی عظمت میں کسے شبہ ہو سکتا ہے لیکن اس کی زندگی میں نظمت کم تسلیم ہوتی ہے اس سے کہ آج ان کی تعلیم کا کوئی صحیح ریکارڈ ہمارے سامنے ہے اور نہ اس کی مقدس زندگی کا کوئی قابل اعتماد ورق گذرنے کے ساتھ ہی اس کی عظمت کا درخت پروان چڑھنا شروع ہوا پھر کیا تھا مگر اس کی بہت سی مندریں اس کے نام پر بنائے جانے لگے اور اگرچہ آج دنیا بدھ مذہب کے معتقدین اور طلبا اس امر کا فیصلہ نہیں کر سکتے کہ اس کی تعلیم میں خدا کا عقیدہ بھی موجود تھا یا نہیں تاہم خود گوتم بدھ کو اور بتوں نے خدا بنا رکھا ہے حاجتیں اور حاجات ہے دافع البلیات سمجھے اس کے نام قربانیاں ہوتی ہیں نذریں چڑھائی جاتی ہیں اور زندگیاں وقف کی جاتی ہیں۔

انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں کی تعداد بارہ سے زیادہ نہیں بتلائی اور ان میں بھی مقدس پطرس کا درجہ آسمان و زمین کی چابیاں بخشی گئیں کہ جسے وہ زمین پر چھوڑے گا وہ آسمان پر چھوڑ دیا جائے گا اور جسے وہ زمین پر چھوڑ دے گا وہ آسمان پر باندھ دیا جائے گا یہ حال ہے کہ اپنے مقدس نبی کا انکار کرتا ہے اور جب خالی انکار سے بھی مخلصی کی راہ نہیں دیکھتا تو مرغ کی اذان سے پہلے اس پر لعنت بھیجتا ہے یہود اور مقربوطی اپنے مقدس استاد کو تیس روپے کے عوض گرفتار کرانے

بایں ہمہ آج دنیا کا کیا حال ہے! پندرہ بیس کروڑ سے زیادہ انسان حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں اسی قدر تعداد ان لوگوں کی ہے جو انھیں خدا یا خدا کا اوتار مانتے ہیں (ان اللہ ہو المسیح بن مریم) اور ان کی سب سے بڑی دلیل کیا ہے وہی معجزات کوڑھیوں کو چنگا کرنا اندھوں کو بینا کرنا مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ۔

حضرت عزیر کی الوہیت کا راز بھی ایسے ہی واقعات میں مضمر ہے خواجہ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرب کے معبودان باطل کی پرستش کا سبب بھی اسی تخیل کو قرار دیا چنانچہ لات عزیٰ وغیرہ کے متعلق صحیح احادیث میں ذکر موجود ہے کہ یہ خدا رسیدہ انسان تھے۔ مرنے کے بعد ان کی تقدیس نے پرستش کی شکل اختیار کر لی۔

## عہد خواجہ کونین اور مذکور الصدر تخیل

یہ تخیل کہ خدا کے برگزیدہ انسانوں سے مافوق الفطرت افعال کا صدور ضروری ہے اور ان کے من اللہ یا خدا رسیدہ ہونے کا ایک نشان ہوتا ہے۔ خود حضور کے مبارک زمانہ میں بھی موجود تھا چنانچہ قرآن حکیم میں متعدد موقعوں پر اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے ہم سورہ بنی اسرائیل میں سے چند آیات نمونۃً پیش کرتے ہیں۔

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھر خلالھا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ

اور انہوں نے کہا کہ ہم تجھ پر اس وقت تک کبھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو ہمارے لئے زمین سے پانی کا ایک چشمہ چھوٹا سا نہ نکال دے یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ نہ ہو کہ اس کے تلے پانی کی نہریں پڑی بہتی ہوں یا جیسا کہ تو گمان رکھتا ہے آسمان سے پتھر کی ایک ٹکڑا ہم پر نہ گرا دے یا تو خدا کو اور فرشتوں کو پرے باندھ کر ہمارے سامنے لا کھڑا کرے یا جب تک تیرے لئے زخرف کا ایک گھر نہ ہو یا تو آسمان پر نہ چڑھ جائے اور سچی بات تو یہ ہے کہ تیرے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو ہم پر کتاب (نہ) لا نازل کرے جسے ہم خود پڑھ لیں۔

## حضور آیہ رحمت بطور ادیان مذاہب کے متمم کے

حضور آیہ رحمت ابد الآباد تک کے لئے مذاہب ادیان کی تکمیل مکارم اخلاق کے اتمام، نفوس و قلوب انسانی کے تزکیہ علوم و حکمت کی تعلیم افراد و امم کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح اور نسل انسانی کو انسانیت کے بلند ترین درجہ پر پہنچانے کے لئے تشریف لائے تھے جو اسے غیر اللہ کی غلامی سے نجات دلائے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔

ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم

اقبال اس آیہ شریفہ کا یوں ترجمہ کرتے ہیں ؎

جس کے ڈر سے وہم کا قصر کہن بن آئیں گا ۔۔۔ گردن انساں کے طوق راہب خود بیں گرا
خشک لب انسان کو جس نے آب جاں پرور دیا ۔۔۔ عقل کو آزاد زنجیر توہم کر دیا

اور کوئی شخص یا کوئی قوم غیر اللہ کی پرستش سے نہیں نکل سکتی جب تک اس کا دل و دماغ مختلف قسم کی غلامیوں سے آزاد نہ ہو۔ یہ تخیل چونکہ انسانی دل و دماغ کو غلام بنا کر اسوی اللہ کی پرستش پر آمادہ کرتا تھا اس لئے حضور آیہ رحمت نے حسب ارشاد ربانی سب سے پہلے اس تخیل اور اس عقیدہ پر ایک کاری ضرب لگائی چنانچہ انہی مطالبات کے جواب میں آپ کو نہایت صفائی اور وضاحت کے ساتھ یہ اعلان کرنے کا حکم ملتا ہے۔

## اعلان بشریت و رسالت

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا (اے رسول) اعلان کر دو میرا خدا پروردگار پاک ہے میں تو بجز ایک آدمی رسول کے اور کچھ بھی نہیں ہوں۔

یعنی اگر ان چیزوں کے مطالبہ سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ مجھ میں معاذ اللہ کوئی شان الوہیت آگئی ہے تو تمہارا یہ گمان غلط ہے میں تو آدمیوں میں ایک آدمی ہوں اور اگر میری رسالت کی وجہ سے تمہیں یہ دھوکا ہوتا ہے تو رسول کا یہ کام نہیں کہ وہ کرشمے دکھلاتا پھرے۔

بجز اس اعلان کے ان تمام خیالات فاسدہ اور معتقدات باطلہ کی جڑ کٹ گئی جن کی بنا پر کسی رسول کو کوئی مافوق البشر رتبہ مل سکتا تھا۔

ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے اور اسے ہم عقلاً اور نقلاً ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلعم ہر خیر و برکت ہر خوبی اور ہر بھلائی اور ہر عمدگی اور اچھائی کے متمم ہیں انسانی زندگی کے جس گوشہ پر آپ نظر ڈالیں گے حضور آیہ رحمت نے اسے مکمل کیا اسی کا نام ہے "تکمیل دین" اور اسی کا نام ہے "اتمام نعمت" صرف ایک چیز کو لے لیجئے کہ فتنہ و فساد کے اسی ہولناک سرچشمہ کا حضور نے کیونکر سد باب فرمایا اس میں آپ کو اپنی بشریت کے اعلان میں باک ہے نہ اپنے عجز کے اعتراف میں شرم و ننگ ہے نہ معمولی انسانی جذبات و میلان کو اپنی طرف منسوب کرنے میں کوئی روک ہے نہ صفات الوہیت کے انکار سے وقار و منزلت کے کم ہونے کا خوف ہے اور کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضور آیہ رحمت جو گویا سلسلہ ہدایت و رسالت کے خاتم اور متمم ہو کر تشریف لائے تھے بشریت اور الوہیت کے حدود کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنے کے لئے بالکل جدا نہ کر دیتے اور مقام رسالت کی صحیح تعیین و تخصیص نہ فرما دیتے جن دونوں چیزوں نے آپ کی تشریف آوری سے قبل دنیا کو ضلالت و گمراہی کے گڑھے میں جھونک رکھا تھا۔

آپ نے رسالت کے اس اہم ترین فریضہ کی تبلیغ کیونکر فرمائی اس کے لئے ذیل کے چند اشارات کافی ہوں گے۔

### اپنی بشریت کا اعلان

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فمن کان یرجوا لقاء ربہ

اعلان کر دو کہ بلاشبہ میں تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہوں ہاں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا اکیلا خدا ہے

فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

پس تم میں سے جو کوئی اپنے پروردگار سے ملنے کا آرزومند ہو تو اسے چاہیئے کہ نیک کام کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔

سورہ حم سجدہ میں اسی اعلان کا اعادہ ہوتا ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ وویل للمشرکین ۵

اس آیہ مبارک کو ختم کیا "ویل للمشرکین" پر یعنی مشرکین پر ہلاکت طاری ہو جس کا صاف منشا یہ ہے کہ جو لوگ رسول کی بشریت سے انکار کرتے ہیں اور استقامت و استغفار خدائے قدوس بارگاہ کے سوا اور کی جناب میں کرتے ہیں تو وہ مشرک ہیں اور ان کے لئے ہلاکت ابدی اور موت سرمدی لکھی جا چکی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کا اعلان اوپر گذر چکا۔

ھل کنت الا بشرا رسولا

میں تو بجز ایک آدمی رسول کے اور کچھ بھی نہیں۔

# بشریت انبیا کا اصول

## اور

# انبیائے پیشین کی بشریت کا اعلان

اپنی بشریت کی تصدیق و توثیق میں اور دنیا کو اس عظیم الشان غلطی سے نکالنے کی غرض سے جس میں وہ پھنسی ہوئی تھی آپ نے اپنی بشریت کے ساتھ اس چیز کو بطور اصول دنیا کے سامنے پیش کیا کہ نبی کو "بشر" ہونا چاہیئے "رجل" ہونا چاہیئے یعنی آدمی ہونا چاہیئے انسان ہونا چاہیئے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے۔

سورہ یوسف کے خاتمہ پر ارشاد ہوتا ہے:۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم من اھل القری افلم یسیروا فی الارض۔

اور ہم نے تم سے پہلے جس قدر رسول بھیجے وہ سب کے سب آدمی ہی تھے بستی والوں میں ان کی طرف وحی کی جاتی تھی۔

سورہ نحل میں اسی اصول کا اعادہ ہوتا ہے اور اہل کتاب کو اس اصول کی صداقت پر گواہ ٹھہرایا جاتا ہے یعنی ان کی کتابوں میں بھی یہ چیز واضح کر دی گئی تھی۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون بالبینت والزبر

اور ہم نے تم سے پہلے جس قدر رسول بھیجے وہ سب کے سب آدمی تھے ان کی طرف وحی کی جاتی تھی پس اگر تمہیں ان کے صحیفوں اور دلائل کا علم نہیں تو خود ان کے اہل ذکر یعنی کتابیں جاننے والے پیشواؤں سے پوچھ لو۔

## عبدیت اور بندگی کا اعلان

حضورؐ نے اپنی بشریت کے اعلان ہی پر اکتفا نہیں فرمائی بلکہ بشریت کے ساتھ ساتھ اپنی عبدیت یعنی بندگی و بیچارگی کا اعلان بھی نہایت ہی صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں فرمایا کلمہ شہادت جو گویا اسلام کی تعلیم نچوڑ ہے جس کا اقرار و اعلان اسلام میں داخل ہونے کی شرط ہے جس کا اعادہ ہر صبح و مسا ہر مسلم کی زندگی کا ایک لازمی جزو ہے محمد رسول اللہ کی عبدیت تامہ کاملہ کا اعلان ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رتبہ کی بلندی کا اظہار مقصود ہے وہاں آپ کو اسی لفظ سے یاد فرمایا ہے۔

چنانچہ معراج شریف کا ذکر کیا تو فرمایا۔

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام

وہ خدا پاک ہے جو اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب لے گیا

نزول قرآن کو اپنی عظیم الشان رحمت قرار دیتے ہوئے جہاں مخالفین کو چیلنج کیا کہ وہ قرآن پاک کی سی ایک آیت بھی بنا لائیں تو فرمایا۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ

اور اگر تمہیں اس چیز کے من اللہ ہونے میں کچھ بھی شبہ ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری تو اسکی سی ایک سورۃ بنا لاؤ

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب

خدا ہی کو ہر قسم کی تعریف سزاوار ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری

فاوحی الی عبدہ ما اوحی

پس اس نے اپنے بندہ کی طرف جو وحی کی، کی۔

حضور آیہ رحمت کی حمایت و نصرت کا بیڑا اٹھا کر جہاں آپ کو ساری دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیا تو اس لفظ سے یاد فرمایا الیس اللہ بکاف عبدہ کیا اللہ (تعالیٰ) اپنے بندہ محمد (صلعم) کو کافی نہیں؟

اسی طرح جہاں انبیائے پیشین کا ذکر انتہائی محبت و شفقت سے کرنا مقصود ہوتا ہے تو انہیں اسی لفظ سے یاد فرمایا جاتا ہے۔

واذکر عبدنا داؤد — ہمارے بندہ داؤد کا ذکر سناؤ

واذکر عبدنا ایوب — ہمارے بندے ایوب کا ذکر سناؤ

حضرت مسیح علیہ السلام سے زیادہ دنیا میں شاید ہی کسی کی پرستش ہوئی ہو اس نے پہلے ان کی رسالت کا اعلان کیا۔

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الایت ثم انظر انی یوفکون ۵

مسیح ابن مریم صرف اللہ کا رسول ہے اور کچھ نہیں اس سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں اور ان کی ماں صدیقہ تھیں وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھ کہ ہم کیونکر اپنی آیات بیان کرتے ہیں پھر یہ بھی دیکھ کہ یہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں۔

اس کے بعد ان کی عبدیت کا اعلان ہوتا ہے اور کیسے لرزہ براندام انداز میں ہوتا ہے

لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملئکۃ المقربون

مسیح کو ہرگز اس سے عار نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ کے بندے ہوں اور نہ ملائکہ مقربین کو اس سے عار ہو سکتی ہے۔

یہ اعلان بھی بنی آدم کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرنے اور اس تخیل کو دور کرنے

کے لئے ہوا ہے کہ بظاہر بعض غیر معمولی افعال کے صدور سے کسی شخص میں شان الوہیت نہیں پیدا ہو جاتی نہ ان افعال کا صدور کسی خاص امتیاز یا اس کی تقدس و خدا رسیدگی کا نشان ہے۔

## صفات آلہیہ سے انکار

چونکہ بزرگوں اور رہنماؤں کے متعلق یہ چیز بطور عقیدہ تسلیم کی جانے لگی تھی کہ ان سے غیر معمولی افعال کا صدور ہوتا ہے بلکہ ان کی بزرگی کو ان افعال کے صدور کے ساتھ مشروط کیا جانے لگا تھا اور اس سے ان میں ایک گونہ شان الوہیت تسلیم کی جانے لگی تھی اس لئے پہلی دونوں چیزوں کے انکار و تردید کے بعد اس آخری مرحلہ کو طے کرنا بھی ناگزیر معلوم ہوا کہ اب آپ سے ان تمام صفات کا بھی انکار کر دیا جائے جو حضرت رب العزت کی مخصوص صفات ہیں اور جن کا آئندہ کسی زمانہ میں چلکر آپ کی طرف منسوب ہونا قرین قیاس تھا کیونکہ آپ سے پہلے تمام ادیان و مصلحین عالم میں مختلف قسم کی صفات الوہیت تسلیم کی جا چکی تھیں:۔

۱۔ علم غیب سے انکار۔ انسانی پرستش کا ایک بڑا سبب علم غیب تھا حضور کو حکم ہوتا ہے کہ صاف صاف اعلان کر دو

| | |
|---|---|
| لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء | اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں اپنے لئے بھلائی ہی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کسی قسم کا گزند نہ پہنچتا۔ |

اس قسم کی بیسیوں آیات ہیں جن کے استقصاد کا یہ مضمون متحمل نہیں ہو سکتا

۲۔ نفع بخشی اور ضرر رسانی سے انکار۔

انسانی زندگی کی ساری کاوشات جلب منفعت اور دفع مضرات ہی عالم انسانی کی جد و جہد تمام تر انھیں دو سمتوں میں ختم ہو جاتی ہے پس وہ ان تمام قوتوں کو اپنا سب سے بڑا محسن اور فیض رساں یقین کرتا ہے جو اسے نفع پہنچا سکتی اور اس سے ضرر کو دور رکھ سکتی ہیں الٰہی کے اعتبار سے اس کے دل میں تمام چیزوں سے محبت و خوف اور وقعت و مرعوبیت پیدا ہوتی ہے اور یہی دو جذبات عبادت و بندگی کی بنیاد ہیں

حضور ختم المرسلین صلعم نے ان دونوں چیزوں یعنی منفعت بخشی اور ضرر رسانی سے انکار کر کے اور انہیں اپنے پروردگار کی مخصوص صفات جتلا کر انسان کی الوہیت اور عبد اللہ کی پرستش پر ایک آخری کاری ضرب لگائی اور اپنی ختم المرسلینی پر دنیا کے سامنے ایک ناقابل انکار شہادت مہیا کر دی اور تبلیغ کا پورا حق ادا فرما دیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

| | |
|---|---|
| قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ | کہہ: میں اپنے لئے تو کسی نفع کا مالک ہوں نہ نقصان کا بجز اس نفع و نقصان کے جو مشیت الٰہی کو منظور ہو تا بدیگراں چہ رسد۔ |

اسی چیز کو قرآن کریم نے با سالیب متعددہ پیش کیا ہے

| | |
|---|---|
| وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ۔ | اور اگر تجھے کسی قسم کا گزند پہنچے تو اسے سوائے اس ایک خدا کے کوئی دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تمہیں بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔ |

مقدس ترین بیٹی کو مقدس ترین باپ یوں مخاطب فرماتا ہے:۔

اے فاطمہ عمل کر لو کہ کوئی چیز بجز عمل کے تجھے خدا کے ہاں فائدہ نہیں پہنچا سکتی اس مضمون کو یہی قرآن حکیم نے اتنی مرتبہ اور ایسے مختلف پیرایوں میں پیش کیا ہے کہ اس کی تفصیل کے لئے ایک جداگانہ تصنیف کی ضرورت ہے۔

(۳) حیات جسمانی کے دوام و استمرار کی نفی۔

از انجملہ دوام و استمرار اور ازلیت و ابدیت بھی صفات الوہیت ہیں لوگ بزرگوں کے متعلق ایسے عقائد گھڑ لیا کرتے ہیں کہ موت کی ان سے نفی ہو سکے مسیح و عزیر اور الیاس و خضر علیہم السلام کی طرف لوگوں نے مختلف قسم کی جسمانی زندگیوں کو منسوب کیا مگر بجز حضرت مسیح کے کسی کی زندگی کے لئے کوئی ثبوت نصوص میں موجود نہیں ہے پھر انبیاء سے اتر کر بزرگوں تک یہ سلسلہ ممتد ہوا۔ شیعوں کے نزدیک امام غائب۔ مہدویوں کے نزدیک حضرت سید محمد جونپوری رحمتہ اللہ علیہ اور سرحد کے بعض بے خبر قبائلی مہاجرین کے نزدیک حضرت سید احمد بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ابھی تک زندہ ہیں۔

قرآن حکیم نے اس عقیدہ کو باطل کیا اور فرمایا

| | |
|---|---|
| انک میت وانھم میتون ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم | بلاشبہ تو بھی مرنے والا ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صرف اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم دین الٰہی کو چھوڑ کر اپنی ایڑیوں پر لوٹ جاؤ گے۔ |

## اپنے عجز اور اپنی بیکسی کا اعتراف

اگرچہ رسالت اور الوہیت کو جدا جدا کرنے کے لئے مذکورہ بالا دسائل کا اختیار کر لینا ہی بالکل کافی ہے تاہم فرزند آدم کی گمراہیاں چونکہ بہت زیادہ قدیم اور گہری تھیں اس لئے لسان الٰہی نے ان وسائل کو بھی حصول مطالب کے لئے کافی نہ سمجھکر خود حضور علیہ السلام سے ان کے عجز امکان کی بیکسی کا ببانگ دہل اعلان کرایا۔

اس اعلان کی اہمیت کا صحیح صحیح اندازہ لگانے کے لئے ایک اصول پیش نظر رکھنا چاہیئے کسی بڑے آدمی کے لئے یہ بیحد مشکل ہوتا ہے بلکہ عملاً ناممکن ہوتا ہے (الا ماشاء اللہ رحم دلی) کہ وہ ان لوگوں میں اپنے عجز و بیچارگی کا اعتراف کرے جن میں ذلت و خواری یا وقار احترام اس کی موت و حیات کا حکم رکھتے ہیں اس کی عزت نفس اور خودداری اسے کسی طرح بھی اجازت نہیں دیتی کہ وہ اپنے چپڑاسیوں یا اپنے خدام اور حاشیہ نشینوں کی نظر میں گر جائے۔

اس کی مثال یوں سمجھیے کہ ایک امیر آدمی کی زندگی کا انحصار اس امر پر ہے کہ وہ اپنے ہمسروں میں باعزت ہو اس کے خدم و حشم میں اس کا احترام قائم رہے ایک بادشاہ کبھی بھی پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی طرح بھی اپنے درباریوں میں یا دوسرے بادشاہوں کے سامنے خفیف ہو گویا یہ ایک انسان کا فطری جذبہ ہے۔

ہاں ہمہ محمد رسول اللہ (صلعم) ایسا عظیم الشان انسان کہ جس کے آستانۂ جلال و جبروت پر لاکھوں قیصر و کسریٰ کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں اور جس

حریم عظمت و کبریائی کی جاروب کشی کو کروڑوں سگان روئے شیرواں اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہوں اس صفائی کے ساتھ اپنی بیکسی و بیچارگی اور عجز و مسکنت کا اعلان کرتا ہے کہ اس کی نظیر تمام انبیا عالم کے سلسلہ دعوت میں نہیں ملتی۔

شاہ کونین کو حکم ملتا ہے۔

قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم

اعلان دو کہ دو کہ میں رسولوں میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور نہ مجھے خبر ہے کہ میرے ساتھ کیا گذرے گی اور نہ اس کی کہ تمہارا کیا حشر ہوگا۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

قل ارأیتم ان اھلکنی اللہ ومن معی او رحمنا فمن یجیر الکافرین من عذاب الیم

اعلان کر دو کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے ہلاک کرے اور میرے ساتھیوں کو بھی یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو عذاب الیم سے کون بچائے گا۔

بعض کاموں کے امکانی ارتکاب پر وعید، بعض فروگذاشتوں پر انتباہ سب اسی قبیل سے ہیں کہ جن کی تفصیل اگر بیان کی جائے تو بجائے خود ایک مبسوط تصنیف تیار ہو جائے ان تمام سے مقصود اس تخیل پر ضرب کاری لگانا تھی جس نے ضمار سیدگی کو افعال مافوق الفطرت کے صدور کے ساتھ مشروط گردان رکھا تھا اور ایسے بزرگوں میں کسی نہ کسی رنگ میں شان الوہیت پیدا کر دی تھی۔

## تنزیہ عن الخطاء والنسیان و غلطیوں اور فروگذاشتوں کا اظہار و اعتراف

حضور کی بعثت سے قبل دنیا عام طور سے اس غلطی میں مبتلا تھی کہ تقدس اور خار سیدگی غلطی اور خطا و نسیان وغیرہ کے ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکتے یعنی ایک مقدس اور خدا رسیدہ انسان غلطی نہیں کر سکتا اس سے کسی قسم کی فروگذاشت نہیں ہو سکتی وہ بھول چوک سے بالاتر ہوتا ہے اس غلط اعتقاد نے دنیا کو طرح طرح کے اخلاقی رذائل کا لوگ شکار ہو جاتے تھے بزرگوں پر ماؤں بہنوں بیٹیوں اور بیویوں کی عصمت قربان کر دی جاتی تھی بلکہ اسے باعث برکت سمجھا جاتا تھا ہندو مذہب میں ستر اعضائے انسانی کی پرستش اسی عقیدہ کا نتیجہ ہے عیسائیوں میں اعتراف خاتون کی سیاہکاریوں کی ذمہ داری بھی اسی یقین کے سہارے مسلمانوں میں آج اکثر رسمائوں (الا ماشاء اللہ) کی بدعملیوں کا سامان بھی یہی عقیدہ مہیا کر رہا ہے۔

پس رسول اللہ صلعم نے اس عقیدہ کو کہ کوئی انسان خطا و نسیان سے منزہ ہو سکتا ہے یا اس لئے پرہیزگاری و تقوی کے باعث کسی قسم کی مافوق البشریت تقدس میں آجاتی ہے یا وہ عام قوانین اخلاق و مذہب سے بالاتر ہو جاتا ہے بیخ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور اس کی سب سے بڑی سہیل یہ نکالی کہ اپنے علم و عمل سے اس کو ثابت کیا اور اپنی غلطیوں اور فروگذاشتوں کا اعتراف فرمایا (باباثاثا ھو وامثالنا) مثال کے طور پر دیکھو عبس و تولی ان جاءہ الاعمی

تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا جبکہ ان کے پاس ابن مکتوم (ایک اندھا صحابی) بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتا ہے آپ وعظ فرما رہے ہیں بڑے بڑے قریش سردار حاضر ہیں آپ اپنے غریب صحابی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے وہ شکستہ خاطر ہو کر چلا جاتا ہے بارگاہ رب العزت سے تنبیہ ہوتی ہے اور وہ تنبیہ جب تک اس زمین کی پیٹھ پر انسان بستا ہے قائم و دائم رہے گی۔ پیغمبر اعظم کی صداقت کا یہ کیسا ناقابل انکار ثبوت ہے صدق اللہ و صدق رسولہ الکریم۔

رئیس المنافقین عبد اللہ ابن ابی کے جنازہ میں آپ شرکت فرماتے ہیں حضرت فاروق اعظم بہ سنت منع کرتے ہیں آپ کی شان رحمت للعالمینی اس سنت پر غالب آتی ہے مگر حضرت رب العزت میں حضور کا یہ فعل پسندیدگی حاصل نہیں کر سکتا۔ حکم ملتا ہے

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون ولا تعجبک اموالھم واولادھم

اور ان میں سے کسی شخص پر بھی جو کبھی مر جائے تو ہرگز نماز جنازہ نہ پڑھ اور نہ ان کی قبر پر کھڑا ہو ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اسی انکار و کفر کی حالت میں مر بھی گئے۔ ان لوگوں کے اموال و اولاد سے تجھے تعجب نہیں ہونا چاہئے۔

۳۔ حضور آیہ رحمت کہ منطقہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرماتے ہیں وہاں لوگ کھجوروں کا قلم لگاتے تھے حضور نے دریافت فرمایا، ما تصنعون یہ تم کیا کرتے ہو، جواب ملا ہم ایسا ایسا کرتے ہیں یعنی قلم لگاتے ہیں حضور نے فرمایا لو لم تصنعوا کان خیرا یعنی اگر تم ایسا نہ کیا کرو تو بہتر ہو۔

اس پر لوگوں نے اس سال کھجور کو پیوند نہیں کیا تو آئندہ سال پھل میں کمی آگئی اس کا ذکر حضور کی بارگاہ عالی میں کیا گیا تو حضور نے فرمایا انتم اعلم منی فی امور دنیاکم او کما قال یعنی تم اپنے دنیاوی معاملات کو مجھ سے بہتر سمجھتے ہو

۴۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود روایت فرماتے ہیں

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظھر خمسۃ فقیل لہ ازید فی الصلوۃ قال ما ذاک قالوا صلیت خمسا فثنی رجلیہ وسجد سجدتین بعد ما سلم وفی روایۃ قال انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون فاذا نسیت ذکرونی۔

یعنی حضور نے ظہر کی نماز پڑھائی اور پانچ رکعت پڑھا گئے پوچھا گیا کہ کیا نماز زیادہ ہو گئی فرمایا کیوں عرض کیا گیا حضور نے پانچ رکعت پڑھائی ہیں تو آپ نے سلام پھیر کر دو سجدے کئے اور فرمایا میں تمہاری ہی طرح کا آدمی ہوں تمہاری ہی طرح بھول بھی جاتا ہوں پس جب کبھی بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو، (مشکوۃ باب السہو)

بخاری شریف میں ایک اسی قسم کا دوسرا واقعہ بھی منقول ہے جہاں ذوالیدین نے پوچھا تھا اقصرت الصلوۃ ام نسیت یا رسول اللہ کیا نماز کم کر دی گئی یا آپ بھول گئے کیونکہ اس موقع پر آپ نے ایک رکعت کم پڑھی تھی۔

یہ عظیم الشان اعتراف یہ فقید المثال حق گوئی اور راستبازی یہ عدیم النظیر اظہار حقیقت صرف اس لئے تھا کہ دنیا پر اس حقیقت کو واضح کیا جائے

کہ ایک انسان باوجود کمال تقویٰ و پرہیزگاری باوصف انتہائی تقرب الی اللہ اور خدا رسیدگی کے انسان ہی رہتا ہے اس میں کسی قسم کی شان الوہیت پیدا نہیں ہو جاتی اس سے غلطیوں اور خطاؤں کا صدور ممکن ہے اور اس سے بعض بظاہر مافوق الفطرت افعال کا صدور بھی اسے خطا و نسیان سے منزہ اور بالا تر نہیں کر سکتا اور اسی لئے کسی بلند سے بلند مقام تقرب پر پہنچکر اس کی ہی پوجا نہیں ہو سکتی۔

## رسول اللہ کا امتیاز خاص

یہی وہ امتیاز خاص ہے جو حضرت ختم المرسلین کو سلسلہ انبیاء و رسل میں سب سے ممتاز کر دیتا ہے انہوں نے نسل انسانی کے سامنے بشریت اور رسالت اور الوہیت کے حدود کو الگ الگ کر کے رکھ دیا اور انھیں ہمیشہ کے لئے ایک ایسی مہلک غلطی سے نکال دیا جس سے آپ کے تمام پیشرو انبیا سب مل کر بھی اسے نہ نکال سکے تھے اور یہ وہ چیز ہے جس کی بناء پر تمام نسل انسانی میں صرف حضور خواجہ کونین شہنشاہ دو عالم ہی تنہا "انسان کامل" کے معزز لقب کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

## اس تبلیغ کا اثر

اس تبلیغ کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں تمام راہبروں اور راہنماؤں ہادیوں اور پیشواؤں کی ان کے مرنے کے بعد مختلف صورتوں میں پرستش شروع ہو گئی وہاں دنیا کے اس سب سے بڑے انسان کی اور ایسے انسان کی جو صف انسانیت میں اکیلا کامل انسان ہو اس کے چالیس کروڑ غلاموں اور خادموں میں سے ایک بھی پرستش اور پوجا نہیں کرتا حالانکہ حالت یہ ہے کہ وہ امت جو اپنے نبی کو نہ تو خدا کہتی ہے نہ خدا کا بیٹا نہ خدا کا اوتار یقین کرتی ہے نہ اس کا مظہر اس کا ہر ایک فرد اپنے مقدس اور برگزیدہ نبی سے اس قدر شدید محبت رکھتا ہے کہ وہ اس کی حرمت پر اس کے ناموں پر اس کی ذات پاک پر اس کی تعلیم پر اس کی لائی ہوئی کتاب پر اس کی چھوڑی ہوئی سنت پر اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد اپنی عزت اپنا گھر اپنا وطن غرضکہ سب کچھ قربان کرنا فخر سمجھتا ہے اور کیوں نہ ہو کہ مسلمان کا اسلام سوائے محبت رسول کے اور کچھ نہیں اور اس کا ایمان دوسرا نام ہے عشق محمدی کا علیہ التحیۃ والتسلیم۔

والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ ونفسہ

اس خدا کی قسم جو میری زندگی کا مالک ہے تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنے بیٹے اپنے باپ اور اپنی جان سے عزیز تر نہیں سمجھتا۔

## اجمال کی تفصیل

سب سے پہلے کاشانۂ نبوت کے رازدار اعظم البشر بعد الانبیاء والمرسلین حضرت صدیق اکبر کا نوٹ ہمارے سامنے آتا ہے حضور کا وصال مبارک ہوتا ہے اس حادثۂ جانکاہ سے امت کا ہر فرد بشر پریشان و بے حواس ہو رہا ہے فاروق اعظم جیسا عظیم الشان انسان بھی اپنا توازن دماغی قائم نہیں رکھ سکتا تلوار ہاتھ میں لیکر نکلتا اور اعلان کرتا ہے کہ جو کہیگا محمد رسول اللہ مر گئے میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

اسی اثنا میں صدیق اکبر کا بطور خلیفہ انتخاب عمل میں آتا ہے ان سے زیادہ رسول اللہ صلعم سے محبت کرنے والا اور کون تھا اور کون ہو سکتا ہے ان کی محبت و شیفتگی پر خود قرآن شاہد و ناطق ہے ان کی دور رس نگاہیں اس فتنۂ عظیم کو تاڑ لیتی ہیں جن کا عمر بھر کے اعلان سے پیدا ہونا نہ صرف قرین قیاس تھا بلکہ یقینی تھا صاحب بیت کا اقرب ترین رازداں ہونے کے باعث ان کی نگاہ اس علت حقیقی پر پڑتی ہے جو اگلی امتوں کے تباہ ہونے کا باعث ہوئی وہ منبر نبوی پر تشریف لاتے ہیں اور پہلا خطبہ فرماتے ہیں۔ حمد و ثنا کے بعد آپ کے الفاظ مبارک جن کو زمانہ کا فنا کرنے والا ہاتھ اپنی ساری قوت مہلکہ کے باوجود فنا نہیں کر سکتا یہ تھے۔

من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔

جو شخص محمد رسول اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ محمد رسول اللہ تو مر چکے مگر جو شخص اللہ کی پوجا کرتا تھا تو وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔

اس اعلان کا جو اثر ہوا اس پر مجھے مائے زنی کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسے خود تاریخ سے پوچھنا چاہیئے۔

## موجودہ حالت

آج مسلمان حضیض پستی میں گر چکے ہیں۔ تعزلت میں غرق ہیں ان کی جماعتی اور انفرادی زندگی کا کوئی گوشہ بھی درست نہیں رہا اعمال بگڑ چکے ہیں معتقدات مسخ ہو چکے ہیں مگر ایں ہمہ وہ اپنی والہانہ محبت رسول اور بخود انہ شیفتگی کا ثبوت تین سال ہوئے مقدسہ راجپال (علیہ ما علیہ) کے سلسلہ میں کافی سے زیادہ دے چکے ہیں مگر پھر بھی رسول اللہ کو خدا کوئی نہیں کہتا خدا کا بیٹا کوئی نہیں سمجھتا خدا کا اوتار کوئی نہیں یقین کرتا وہی

عبدہ ورسولہ

یقین کرتے ہیں۔

اس میں بھی شک نہیں کہ بعض مسلمان آجکل بعض شرکانہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں بزرگوں اور اولیاؤں کی قبروں پر جبہ سائی کرتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں مگر رسول خدا صلعم کی قبر مبارک پر جو سب بزرگوں اور پیشواؤں کے پیشوا ہیں کوئی شخص نہ سجدہ کرتا ہے نہ چکر دعائیں مانگتا ہے نہ نذریں چڑھاتا ہے یہ سب اسی جوقدسی صفات اور پیکر اعظم و اجمل کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جو وہ اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں کر رہا تھا اور اس وصیت کا اثر ہے جو اس نے اپنے مرض الموت میں اپنی امت کو فرمائی۔ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد الا تتخذوا قبری وثنا یعبد (نصاری پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے بزرگوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا کہ ان پر سجدے کرتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں میری قبر کو بت نہ بنانا۔

کیا اس سے بہتر یا کامل تر توحید کا تصور بھی کیا جا سکتا ہے اور کیا اس سے بڑا امتیاز حضور پر نور کے لئے اور کوئی ہو سکتا ہے یا دنیا نے پیشواؤں میں سے کسی ایک اس سے زیادہ بے نفسانہ اور موحدانہ نمونہ تبلیغ توحید اور اتمام اخلاق کا پیش کر سکتی ہے۔

والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

# رہنمائے کامل

(از حضرت مولانا مولوی شیخ ریاست علی صاحب قدوائی کیرانوی)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا۔

پڑھ ہو صلوٰۃ ذکر احمد مختار ہوتا ہے
سراپا گوش ہو جاؤ بیان یار ہوتا ہے

ہو وقف نعت حضرت اطہر یارب زباں میری۔
کہیں صل علیٰ سنکر فرشتے داستاں میری

گل مضموں کہلائے اس طرح طبع رواں میری
چمن میں ہو مقلد بلبل شیریں بیاں میری

قلم کہتے ہیں جسکو وہ ہے شاخ گل فشاں میری
زباں پر دل سے اگر رہ گئی ہے داستاں میری

نہیں سنتا نہیں سنتا یہ ظالم آسماں میری
بری حالت کئے ہے ہائے اب درد نہاں میری

مگر اک نالۂ مجبور ہے مولا فغاں میری
مدد فرمایئے للہ شاہ انس وجاں میری

کہاں تک اے شہ والا جدائی کا میں غم کھاؤں
کہاں تک اے شہ والا دل مضطر کو سمجھاؤں

مراد دل تیری درگاہ سے پاؤں تو یوں پاؤں
اگر شوق زیارت میں اگر جاؤں تو یوں جاؤں

کہ پھر صورت نہ دیکھے ساحل ہندوستاں میری

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم

برادران اسلام! آج ہم اور آپ یہاں پر جس ولادت کبریٰ اور حیات طیبہ وعظمیٰ کے تذکار و درس کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ وقائع واخبار اسلامی کا وہ عظیم الشان اور جلیل القدر واقعہ ہے جو تاریخ اسلام کی اولین صدی سے لیکر آجتک اپنے عجیب وغریب نتائج موعظت اور حیرت انگیز تاثیر وبقائے ذکر کے اعتبار سے نہ صرف تاریخ اسلام میں فقید المثال ہے بلکہ تمام وقائع عالم میں ایک عدیم النظیر حیثیت رکھتا ہے۔

ربیع الاول ۵۳ عام فیل مطابق اگست ۵۷۳ء سے آجتک عالم اسلام میں بے انتہا اور بیشمار بزم ہائے میلاد شریف منعقد ہوتی رہی ہیں اور عاشقان حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ حصول خیر وبرکت کے لئے صدہا مجلسیں مترتب کی ہیں اور ہمارا آج کا یہ اجتماع سعید بھی اسی ہدایت اولین کی حقیقت پر غور وفکر کرنے کی تقریب سے ہے تاہم یہ واقعہ عظمیٰ اپنی بزم تہنیت میں ہر بار ایک نئی صف بصیرت بچھاتا اور اہل بزم کو دعوت فکر دیتا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز جو نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتی ہے وہ اس واقعہ کی یادگار اور اس کا دائمی تذکار ہے کیونکہ دنیا میں ہر قوم نے اپنے ماضی کے ایسے حوادث ووقعات کی یاد ہمیشہ زندہ رکھی ہے جن کے اندر قوم وملک کے واسطے کوئی غیر معمولی تاثیر وعبرت اور کوئی ممتاز وجہ تعظیم وعظمت پائی جاتی ہو ایسے بزرگترین انسانوں کی بزرگیاں اور عظمتیں تذکروں، یادگاروں عمارتوں، تاریخوں، تہواروں، قومی روایتوں اور مجامع لیہ کے انعقاد کے ذریعہ سے قائم اور محفوظ رکھی گئی ہیں جن میں خود اس قوم کی کوئی تحریک عظمت اور وجہ حصول شرف پوشیدہ ہوتی ہے۔

متمدن دنیا اسی کو اسلاف پرستی کے لفظ سے تعبیر کرتی ہے اور یہی وہ طریق عمل ہے جس کے ذریعہ سے ہر قوم اپنی اپنی قومیت کے بڑے بڑے بانیوں مذہبی پیشواؤں محب وطنوں اور قوم کے عظمائے رجال کی تعظیم وتذکار کو باقی رکھتی ہے۔

اہل عرب نے اپنے سلسلہ انساب کے ایک ایک حرف کو سینے سے لگا کے رکھا مصریوں نے ایسے ایسے مینار تعمیر کئے جو ہزاروں برس گذرنے کے بعد بھی اپنی اولین حالت پر باقی ہیں یونانیوں نے دیوتاؤں کے مجسمے بنا کر ان کی نمائش کی ہندوستان نے مہابھارت کے معرکے کو قومی روایات میں داخل کر لیا، ہومر نے الیڈ لکھی اور والمیک نے اپنی سحر طرازیوں سے نسل آئندہ کی روح معالی ومفاخر کو پژمردگی سے بچا لیا اقوام قدیم کے یہ تمام اعمال اسلاف پرستی ہی کے عکس تھے۔

اس سے غرض تو صرف یہ تھی کہ جن اعاظم رجال کی یاد وتذکرے کے اندر قوموں اور ملکوں کے سب سے زیادہ موثر اور سریع النفوذ دعوت عمل واتباع ہو ان کی یاد ہمیشہ قائم اور محفوظ رکھی جائے اور مختلف ذریعوں سے ایسے مواقع بہم پہنچائے جائیں جن کی وجہ سے کبھی بھی آنے والی نسلیں ان اعمال حسنہ کے نمونوں کی یاد فراموش نہ کر سکیں لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اعمال کی یاد مٹ گئی اور محض انسانوں کے شخصیات پوجے جانے لگے اور اسی مشاہیر واسلاف پرستی کے زنجیر عمل کی پہلی کڑی بت پرستی کی ایک دوسری کڑی سے ہمرشتہ ہو گئی اور یہی اسلاف پرستی دنیا میں سخت بت پرستی کا ذریعہ ثابت ہوئی۔

اسی بنا پر ہم بلا خوف تردید ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ اسلام ہی ایک دنیا کا وہ پہلا مذہب ہے جو اسلاف ومشاہیر پرستی کے صحیح تر اصول پر تعلیم دیتا ہے۔

برادران! چونکہ اسلام دین فطرت تھا اور توحید خالص کو قائم کرنے والا تھا اور وہ انسانی عظمت کی جگہ ان تمام راہوں کا ہمیشہ کے لئے سدباب کرنا چاہتا تھا جو کسی حال میں بھی عظمت الٰہی کے نقطہ تک پہنچ سکتی تھیں بس وہ کسی طرح بھی قیام ذکر وبقائے عظمت کا ایسا طریقہ اختیار نہیں کر سکتا تھا جس میں پڑ کر دنیا بار بار ٹھوکر کھا چکی تھی۔

اسلام نے ظاہر ہوتے ہی دنیا کے تمام اعمال ومعمولات پر ایک نظر ڈالی اور عمل کی حقیقت روح کا مطالعہ کیا وحشت نے جن حقیقتوں کو تاریک دل

میں چھپا رکھا تھا وہ چاک چاک کر دیئے اور جہالت نے جن موتیوں کو پتھروں کے ڈھیر میں دبا دیا تھا وہ ان سے الگ کر دیئے۔

اسلاف اور مشاہیر پرستی کا طریقہ بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھا چنانچہ اسلاف کی یادگار قائم کرنے اور ان کے اعمال و آثار کے زندہ رکھنے کا جو طریقہ قدیم سے چلا آتا تھا اسلام نے اس میں بھی ایک روحانی انقلاب پیدا کر دیا اور اس نے مسلمانوں کو مجسموں کی شکل میں مشاہیر و اسلاف پرستی کی اجازت نہیں دی کیونکہ یہ طریقہ بت پرستی کا پیش خیمہ نہیں بلکہ عین بت پرستی ہو لیکن اس کے ساتھ ہی شاہیر کرام اور سلف صالحین کے نمونوں کو بھی ضایع نہیں ہونے دیا چنانچہ اسلام بڑے زور سے کہتا ہے کہ صراط مستقیم تو صرف حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و صدیقین و شہداء اور صالحین کی راہ علم و عمل میں ہے۔

قرآن پاک میں جو حضرات انبیاء سابقین علیہم السلام کے قصے مذکور ہیں ان کے اندر درحقیقت ان ہی بصائر کی روح مضمر ہے جو حقیقت مجسموں کے قالب میں حلول کر کے بے اثر اور محض ظاہر فریب ہو جاتی ہیں وہ ایسے تذکار جلیل کے ذریعہ حی و قائم رہے گی یہی وہ امتیاز و شرف ہے جو اسلام کے سوا دنیا کے کسی مذہب کو حاصل نہیں۔

قرآن پاک نے قدماء و اعاظم رجال کی یادگاروں کے قائم کرنے کے اصل مقصد کو اسوۂ حسنہ کے جامع لفظ سے تعبیر کیا ہے اور مسلمانوں کو جا بجا اس کی طرف توجہ دلائی ہے

اسوہ کے معنی ہیں کسی فکر کسی عمل کسی وصف کسی خاصہ کے ایک ایسے نمونہ کو جسے ہم اس لئے اپنے سامنے رکھیں کہ اس کی پیروی اور نقل کر کے اعلیٰ مرتبہ حاصل کر سکیں اور انسانی سعادت کے لئے تعلیم اس وقت تک بالکل بیکار ہے جب تک اس تعلیم کا زندہ نمونہ بھی انسانوں کے سامنے موجود نہ ہو اور یہی وہ نکتہ ہے جو اللہ پاک نے ہدایت خلق کے واسطے صرف کتابوں اور شریعتوں کے بھیجنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کتابوں اور شریعتوں کے ساتھ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو جو ان کے حامل تھے عملی نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا۔

آج ہم اپنے نبی اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت عظمیٰ پر جن کو اللہ تعالےٰ نے ہمارے واسطے بہترین نمونہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہے جس قدر خوشیاں منائیں وہ کم ہیں اور آپ کی حیات طیبہ پر مسرتیں کریں ہماری خوش قسمتی ہے مگر بھائیو! دیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام شعبہ ہائے حیات ہمارے سامنے موجود ہیں اور اسلام میں جو طریقہ اسلاف و مشاہیر پرستی کا ہے وہ بھی ہمیں معلوم ہے پھر کیا ہم کو زبان و الفاظ سے صرف کام لینا زیبا ہے یا دل و دماغ سے فکر کرنے اور ان پاک نمونوں پر جن کو اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس میں ہمارے سامنے پیش کر دیئے ہیں عمل کرنے کی بھی ضرورت ہے؟ آج اسوۂ مبارک حضرت نبی برحق صلے اللہ علیہ وسلم پر اگر ہم عامل ہو جائیں تو پھر ہماری اس گئی گذری حالت سے دفعتاً کایا پلٹ جائے۔

برادران اسلام! یہی یادگار اور حقیقی تذکار ہے کہ ہم اللہ اور ہمارے تمام معتقدات و اعمال حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ پاک کا کامل عکس ہوں اور اس طرح ہم اور ہماری روح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال حسنہ کی تمثیل ہو تب تو سب کچھ ہے ورنہ ہماری یہ نسبت ناقص اور قابل شرم و حیا ہے۔

اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر طریق پر حیات طیبہ پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رہنمائے کامل ہونا ثابت کروں گا۔

## حضور صلعم کی حیات طیبہ پر ایک اجمالی نظر

برادران اسلام! جب باغ عالم پر کفر و شرک فسق و فجور کی خزاں کا تسلط حد سے بڑھ گیا جب علم و نور کے چمنستان میں خاک سی اڑنے لگی۔ جب سعید اور پاکباز روحوں کے لئے خرابات عالم میں سانس لینا دشوار ہو گیا جب خود زمین و آسمان کو اپنی تباہی اور بربادی کا یقین ہو گیا اور جب ظھر الفساد فی البر والبحر کی حقیقت تمام کائنات پر طاری ہو گئی تو عین بہار کے موسم میں ۱۲۔ ربیع الاول ۴۳ء کسروی مطابق ۲۹ اگست کو دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تیرہ و تار دنیا میں کائنات کے لئے انوار عالم افروز کا پیغام لیکر تشریف لائے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔

برادران اسلام! اس وقت مروب ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھیئے ہاں پڑھیئے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک انت شمس انت بدر۔ انت نور فوق نور۔
انت اکسیر و غالی انت مصباح الصدور۔ یا نبی سلام
علیک یا رسول سلام علیک۔ یا حبیب سلام علیک۔ صلوٰۃ
اللہ علیک اولیس روح خلائق۔ مرکز دور حقائق۔ فائقوں پر بھی فائق
جو سنا کیجئے سو لائق۔ یا نبی سلام علیک۔ یا رسول سلام علیک۔ یا حبیب
سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک اللھم صل علی محمد و علی ال محمد
وبارک وسلم۔

برادران ملت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے دنیا کی بیکسی و یتیمی کی آغوش وا تھی تاکہ دنیا کے سامنے انتہائی بیکسی اور کمال سطوت و جلال کا عبرت انگیز منظر پیش نظر ہو جائے۔

ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا ہر ایک واقعہ ایک خاص رمز الٰہی ہے جو آپ کی صداقت و حقانیت کا ثبوت مہیا کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ آپ کے پدر بزرگوار کا آپ کی ولادت سے قبل انتقال بھی انہی اسرار میں سے ہے مقصود یہ تھا کہ باغ رسالت کے اس آخری نونہال صلی اللہ علیہ وسلم کو منت باغبان سے ہمیشہ کے لئے بے نیاز کر دیا جائے تاکہ ظاہری ساز و سامان اور ظل و حمایت کا شائبہ گمان بھی باقی نہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی محض توفیق الٰہی کا معجزنما مظاہرہ بن جائے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب زندہ تھے انہوں نے اپنے عزیز از جان پوتے کا نام محمد رکھا جو گو قریش اور بنی ہاشم میں بالکل نیا نام تھا مگر ملاء اعلیٰ کے لکھان اس نام مبارک سے ناآشنا نہ تھے۔

چھ سال تک والدہ ماجدہ کی آغوش محبت کا سہارا باقی رہا لیکن خداوند حکیم و خبیر کو اپنے محبوب کے واسطے یہ ادنیٰ سا سہارا بھی گوارا نہ تھا چنانچہ آپ کی والدہ

ماجدہ حضرت بی بی آمنہ اپنے نورالعین کو چھ سال کا چھوڑ کر مدینہ یا مدینہ سے مکہ کو واپسی میں راہ میں انتقال کر گئیں۔

اب حضرت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے پرورش کا ذمہ لیا لیکن غیرت الٰہی کو یہ شے بھی پسند نہ تھی کمال توکل کے لئے اس آسرے کا ٹوٹنا بھی ضروری تھا چنانچہ حضرت عبدالمطلب بھی آپ کو ۹ سال کی عمر کا چھوڑ کر عالم باقی کے سفر پر روانہ ہو گئے اس طرح اللہ تعالےٰ نے اس درجہ کو تمام دنیاوی اسباب و وسائل حمایت سے محروم کر کے خاص اپنے ظل عاطفت میں لے لیا تاکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس انتہائی بیکسی سے کامرانی و کامیابی کے بلند ترین مقام پر پہنچ جائیں تو کہنے والوں کو اس کا موقع بھی نہ رہے کہ اس معجزنما عروج و کمال میں کسی انسان کی امداد و حمایت بھی کارفرما تھی بلکہ دشمن سے دشمن اور مخالف سے مخالف بھی اس کا اعتراف کرلے کہ ہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیاب اور فائز المرام زندگی کا ذمہ دار محض اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے۔

برادران اسلام! خطۂ عرب خیر و شر کا حیرت انگیز مجموعہ اور انسانی اخلاق کے تضاد و تباین کا تعجب خیز مرقع تھا بالخصوص مکہ معظمہ کے لوگ نسلی شرافت کے ساتھ تمدن کی تمام خرابیوں کے سرمایہ دار تھے بلا کے غیور اور آزاد منش لیکن اخلاق ذمیمہ کے غلام انتہا کے سخی اور سیر چشم مگر خونریزی اور سفاکی میں بالکل بیباک غیرت و حمیت کے مجسمے لیکن زنا اور شراب خواری میں بےمثال۔ دنیا کے کسی انسان کے آگے گردن نہ جھکانے والے مگر اس پر بھی پتھر کے ہر ٹکڑے کو اپنا معبود بنا کر اس کے سامنے اپنی جبین نیاز رکھ دینے والے غرضکہ اس قسم کے متضاد فطرت کے انسانوں میں ہمارے آقا حضرت نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا جن کو دنیا کے سامنے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اخلاق و اعمال حسنہ کا بہترین نمونہ پیش کرنا تھا تاکہ دنیا تقلید و اتباع کے لئے پہلے اور پچھلے تمام ہادیوں اور رہنماؤں سے بے نیاز ہو جائے۔ آیت تحت عنوان میں اللہ تعالےٰ نے انہیں اعمال و اسوۂ حسنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا یعنی تحقیق تم میں سے ان لوگوں کے واسطے جو اللہ اور قیامت کے دن کے (عذاب) سے بہت ڈرتے ہیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرتے ہیں رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ اللھم صل علی محمد و بارک وسلم

برادران اسلام! یہاں پر خود بخود دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے عرب جیسے ریگ زار ملک کو کیوں تجویز کیا گیا۔ بھائیو اس کے کئی وجوہ ہیں ان میں سے صرف ایک وجہ یہ ہے کہ عرب کی جبین قومیت غلامی اغیار کے داغ سے اجتک پاک تھی اور آئندہ بھی پاک رہنے والی تھی دنیا کا کوئی خطہ نہیں ہے جس پر اجنبی سلاطین کی حکومت قائم نہ ہوئی ہو بجز عرب کے کہ ابتدائے آفرینش سے آزاد چلا آتا تھا اور حضرت روح الامین کے لائے ہوئے پیغام خدا کو سننے کے واسطے کان بھی ایسے ہی چاہیئے تھے جن میں غیر کی غلامی کا حلقہ پڑا ہوا نہ ہو۔ آزاد انسانوں کے اخلاق ظاہری خواہ کیسے ہی خراب اور مذموم ہو جائیں لیکن فطرت میں کوئی جذبی پیدا نہیں ہوتی اور ضرورت صرف اس کی ہوتی ہے کہ کوئی کامل الفن صیقل گر اپنے معجز نما ہاتھوں سے باہر کا زنگ دور کر دے اور اندر سے چمکتا ہوا جوہر فطرت منظر عام پر آجائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے متعلق کس قدر پریشانیوں کا سامنا ہوا بنی اسرائیل کا ہر قدم غلامی اور زمانہ دراز کی غلامی کی طرف اٹھتا تھا نسلہا نسل کی غلامی اور عبدیت نے ان کی فطرتیں اس قدر مسخ کر دی تھیں کہ جب ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک موقع پر جنگ کرنے کے واسطے حکم دیا تو سبھوں نے بیک زبان جواب دیا کہ فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھاھنا قاعدون یعنی تم اور تمہارا پروردگار جا کر معرکہ آرا ہوں ہم لوگ تو یہیں بیٹھے ہیں لیکن جب اسی قوم کو چالیس سال تک وادی غیر ذی زرع میں آوارہ پھرایا گیا تو آئندہ نسل ان کی اس قدر جری اور بہادر نکلی کہ اس نے تمام ارض مقدس اور قرب و جوار کے ممالک پر اپنا تسلط جما لیا۔

اس قسم کے مجموعۂ اضداد سرزمین کا بدترین اخلاق ایک یہ بھی تھا کہ وہ تہمت طرازی اور بہتان تراشی میں بہت ہی سخت بیباک تھے اور کسی حسن اخلاق کا اعتراف ان کے واسطے ناممکن تھا مگر اس کے باوجود چالیس سال حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ نے اپنا اس قدر گہرا نقش قلوب پر بٹھا دیا کہ ان لوگوں کو بھی آپ کو صادق اور امین کا خطاب دینا پڑا جو صدق و امانت کے مفہوم سے بھی آشنا نہ تھے بھی وہ لاجواب نشان صداقت ہے جس کا جواب عہد رسالت کے مخالفین سے نہ بن پڑا اور وہ لقد لبثت فیکم عمرا من قبلی کے دعوے کا انکار اور رد نہ کر سکے۔

اس کے برعکس جب ہم مذاہب باطلہ کے بانیان جدید کی ابتدائی زندگی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں اس میں کوئی ایسی شے نظر نہیں آتی جو قدوی اور دعوے کے ساتھ پیش کی جا سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شباب کا یہ سب سے بڑا کارنامہ تھا کہ جس نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آپ کا گرویدۂ اخلاق و جمال بنا کر پیغام نکاح بھیجنے پر مجبور کیا قریش مکہ کا ذریعہ معاش تجارت تھا چنانچہ آپ بھی بچپن میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تجارت کرنے شام کو تشریف لے گئے تھے اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ایک دیانتدار و امین کارکن کی ضرورت ہوئی جو ان کے کاروبار تجارت کو سنبھالے تو اس انتخاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے چنانچہ آپ ان کا مال تجارت لیکر ملک شام کو تشریف لے گئے اور واپس آکر بیش از بیش نفع لا کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی امت کے لئے تجارت کی فضیلت کے متعلق ناقابل تردید ثبوت مہیا کیا ہندوستان کے وہ مسلمان جو اقوام غیر کے اختلاط کے باعث تجارت اور دوکانداری کو ذلیل پیشہ خیال فرماتے ہیں ذرا غور فرمائیں کہ کون و مکان کے سب سے بڑے انسان حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس ذریعہ معاش کو کس قدر عزت بخشی ہے۔

برادران اسلام! جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اس وقت حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کی ادھیڑ بیوہ تھیں اور صادق و امین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پچیس برس کے جوان رعنا تھے تاہم دست قدرت نے ان دونوں کو نکاح

ازدواج کے رشتہ میں منسلک کرکے آنے والی دنیا کے واسطے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا زبردست ثبوت فراہم فرمادیا۔ متعصب مورخین اور موجودہ زمانہ کے کوتاہ عقل اور دریدہ دہن لوگوں کو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات میں بجز دو امور کے اور کوئی بات اعتراض کے لئے نہیں ملتی اول فتوحات و غزوات اور دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعدد ازدواج۔ لیکن دوسری وجہ اعتراض کا جواب کارفرمائے عالم نے ماسبق وقت پیش کردیا تھا۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی عہد رسالت پر فائز بھی نہ ہوئے تھے ۲۵ سال کے محبوب عالم جوان کی شادی ایک چالیس سال کی ضعیفہ بیوہ سے ہوتی ہے اور معترضین کے تمام اعتراضات کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

اسی زمانہ میں رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حلف الفضول کے عہد نامہ کو زندگی بخشی اور مکہ کے غریب اور کمزور باشندگان کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔ اللہ اللہ چرخ اخضر کی بوقلمونی کہ جو ہر کی پرورش کی نیرنگ سازی تو دیکھو کہ موجودہ زمانہ کے بداندیش اس ذات والا صفات کی تعلیم کو موجب فتنہ و فساد قرار دیتے ہیں کہ جس کا اولین کارنامۂ حیات اپنی قوم کے بیکسوں اور غریبوں کو جابر و ظالم افراد سے محفوظ رکھنا تھا۔

برادران اسلام! جب زمانہ دور حیات کی پوری کروٹ لیکر پھر اسی مقام پر پہنچا جبکہ آفتاب ہدایت بی بی آمنہ کے آغوش میں طلوع ہوا تھا تو پروردگار کائنات کی طرف سے ارشاد ہوا کہ عالم الکونین کا بہترین تحفہ مخلوقات تک پہنچادو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس ارمغان شاہانہ کو لیکر غار حرا میں نازل ہوئے جہاں کائنات کے عظیم ترین انسان حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم شدت انتظار میں مضطرب و بیتاب سر بسجود تھے چالیس برس اور ایک دن کی عمر میں پیغام خداوندی پہنچا کہ اے محمد اٹھو اور علم الٰہی سے اپنا سینہ مستنیر کرکے اس کے نور سے ظلمت کدہ عالم کو منور اور درخشاں کردو

اب زندگی کی انتہائی آرزو پوری ہوچکی تھی نجات اخروی اور فلاح دارین کا وہ نسخۂ اکسیر عطا ہوگیا تھا جس کے واسطے حضور صلے اللہ علیہ وسلم بیتاب تھے شمع رسالت لیکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے سامنے آئے چمگادڑ اور الو صفت انسانوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں البتہ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و خصائل سے واقف تھے اور ان کی آنکھیں نبوت کی شعاعوں سے مانوس اور روشن ہوچکی تھیں وہ بلا تامل پکار اٹھیں کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔ حضور کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ابتدائے رسالت کے ایمان لانے والوں کی شخصیتیں بھی مہیا کرتی ہیں یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، بیوی حریم راز کی امین یار غار یعنی اخلاق بزرگانہ کے سب سے بڑے رازدار حضرت صدیق رضی اللہ عنہ معاشرتی زندگی کے سب سے بڑے واقف کار چچازاد بھائی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ خدمتگذار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یہ سب کے سب آپ کی دعوت اسلام پر لبیک کہنے والے ہیں ان کے علاوہ اور بھی جو شخص حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر زیادہ واقف تھا اسی قدر جلد اس نے تصدیق میں سبقت کی۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اب آپ کی مکی زندگی کا دور مصائب و ابتلا بھی شروع ہوگیا جسمیں خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ہر ممکن تکلیف پہنچائی گئی مگر جیسا کہ ہرقل روی نے کہا تھا کہ ایمان جب کسی دل کو اپنا نشین بنا لیتا ہے تو پھر کوئی طاقت اسے وہاں سے نکال نہیں سکتی اسلام دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا گیا اور کفر و ظلم کی طغیانیاں بھی بڑھتی گئیں اور اللہ تعالے جل جلالہ وعم نوالہ کا وعدہ بھی قریب آگیا مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اہل مکہ پر عذاب آ نہیں سکتا تھا اس لئے عطائے نبوت سے ۱۳ سال کے بعد ہجرت مدینہ کا حکم ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ تشریف لے گئے یہاں سے آپ کی مدنی زندگی کا دور شروع ہوتا ہے۔

کفار مکہ نے وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غزوہ بدر غزوہ احد غزوہ سویق غزوہ خندق و غیرہ میں ان کی جمعیتیں ٹوٹ گئیں اور انھیں ذلیل و خوار کردیا گیا اور فیصلہ کردیا گیا کہ آج کے بعد کفار حملہ آور نہ ہونگے بلکہ اسلام ہی ان کی سرکوبی کرتا رہے گا صلح حدیبیہ نے ان کی رہی سہی بھی قوت توڑ دی اور فتح مکہ نے تمام عرب کے دلوں کو مسخر کرلیا۔ غزوہ حنین و طائف نے جنوبی عرب پر شوکت اسلام کا جلال واضح کردیا اور اللہ کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اسلام ہر گوشۂ عرب میں پہنچ گیا شرک مٹ گیا کفر فنا ہوگیا۔ توحید الٰہی قائم ہوگئی دلوں کی اجڑی ہوئی بستی اللہ کی یاد سے آباد ہوگئی غلام آزاد ہوگئے عورتوں کو سماوی حقوق مل گئے اخلاق حسنہ کی عمارت قائم ہوگئی شر و فساد دور ہوگیا دین اللہ کے لئے جو ظلم کا پتہ نہ رہا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ یتیم و بیکس بچہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اب سے ترسٹھ سال پہلے پیدا ہوا تھا کس طرح انتہائے بیکسی سے نکل کر خداوند جل و علا کے تخت جلال پر جلوہ افروز ہوگیا۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

برادران اسلام! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا یہ ایک نہایت ہی مختصر سا خاکہ ہے جس میں محض اشارات سے کام لیا گیا ہے واقعہ یہ ہے کہ اس ذات مقدس کی تعریف و توصیف کا حق ادا کرنا کسی خدا کے بندوں کے بس کی بات نہیں ہے یہاں تو صرف اتنا ہوسکتا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق کوئی شخص عقیدت اور محبت کے چند پھول اس بارگاہ عالی میں نذر کے طور پیش کردے اور بس ہیچ ہے۔

## غزل راقم الحروف

وصف کس سے بیاں ہو بھلا آپ کا یا حبیب خدا سید الانبیا۔
جب ہو مداح خود خالق دوسرا یا حبیب خدا سید الانبیا
آپ طٰہٰ لقب آپ عالی نسب آپ والا حسب آپ مہر عرب
آپ محبوب رب آپ شاہ ہدا یا حبیب خدا سید الانبیا
سرور مرسلاں افسر عارفاں رہبر انس و جاں پیشوائے جہاں
شافع مذنباں دافع ہر بلا یا حبیب خدا سید الانبیا

یا نبی سے پاک گنا ہگار ہوں آپ کے رحم کا میں طلبگار ہوں
مجکو محشر میں بلا لینا بچایا حبیب خدا سید الانبیا
راقم بیٹو اپر کرم کیجئے آستانہ پہ اپنے بلا لیجئے
یا شفیع الوریٰ نائب کبریا یا حبیب خدا سید الانبیا
اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک وسلم

## دنیا کا بہمہ صفت موصوف اور کامل رہنما

برادران اسلام!

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ شرف صرف ہمارے ہی آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کو حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور مقدس زندگی کا ہر ایک باب ہر ایک عنوان اور ہر ایک پہلو دنیا کے سامنے آئینہ کی طرح موجود اور ہمیشہ کے واسطے محفوظ ہے اور اس کی حفاظت و جمع کے لئے محتاط ترین سامان مہیا کئے جا چکے ہیں پھر وہ آپ کی زندگی اس قدر کامل اور جامع الصفات ہے کہ انسان کی زندگی کا کوئی شعبہ اور کوئی گوشہ اس سے باہر نہیں ہے ہر انسان اپنی زندگی کے ہر قدم کے لئے اور ہر محل کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے اور کمال ہنایت تمام تر اسی کا ہے اور ایسے ہی رہنما کو جس میں یہ صفات اخلاق حسنہ موجود ہوں رہنمائے کل کہنا کچھ بیجا نہیں غرب سے لیکر امیر تک کو اسے لیڈر و رہنما تک بچے سے لیکر بوڑھے تک غرضکہ ہر شخص ہر محل کی راہ میں آپ کی سیرت حیات سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے کسی دوسری روشنی کی اس کو حاجت نہیں ہوتی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے سوا کتنے ہی دنیا کے اور کسی بھی کسی بھی کسی بھی

پہلے پڑے ہیں جن کی بعض اوقات امن سوز اور تہذیب و ہمسائیگی سے اہل ہند کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اور جن کی زبان و قلم سے کبھی کبھی خدا سے لیکر کوئی ادنی سے ادنی بندہ بھی محفوظ نہیں رہتا انہی سوامی جی کے ماں باپ تک کے نام معلوم نہیں بلکہ خود سوامی جی نے بھی نہیں بتایا اور نہیں معلوم کہ سوامی جی کا بچپن کیسا تھا اس کی گواہ ان کی اپنی آنکھوں کے اور کوئی نہیں ہے اور اس کے متعلق بھی جو حالات معلوم ہوئے وہ ان کی اپنی زبان کے بیانات سے یہ ہیں کہ جوانی سیاحت اور حصول تعلیم میں گذری اور بڑھاپا وعظ و تلقین اور مباحثہ و مناظرہ میں بسر ہوا یا تالیف اور تصنیف میں اور سوامی جی کی اس نامکمل اور مجمل زندگی سے بجز ایک سنیاسی فقیر ایک طالبعلم ایک مصنف ایک مباحث اور مناظر اور ایک واعظ و لکچرار کے کوئی اور شخص سبق حاصل نہیں کر سکتا۔ سوامی جی نے شادی نہیں کی ان کے اولاد نہیں ہوئی تجارت کو انہوں نے ہاتھ تک نہیں لگایا زراعت انہوں نے نہیں کی بادشاہی نہیں کی میدانی جنگ سے انہیں سابقہ نہیں پڑا۔ صلح و جنگ کے اصول و رموز سے وہ آشنا نہیں ہمسایہ ان کا کوئی نہ تھا اور نہ کوئی عزیز و رشتہ دار رکھتے تھے الغرض ان کی اس قدر نامکمل زندگی جسے زندگی کہا ہی نہیں جا سکتا ہماری کامل رہنمائی نہیں کر سکتی۔

ان بانیان مذاہب کے علاوہ بڑے بڑے فاتحین جنگ و سیاست اور عظیم الشان بادشاہوں کو اگر دیکھئے تو وہاں بھی یہی کیفیت نظر آئے گی اور سب سے بڑھکر یہ کہ ان کی اخلاقی زندگی اس قابل ثابت نہ ہوگی کہ کوئی شخص ان کی پیروی کر کے فخر کر سکے۔

ان کے سوا مسلمان کہلانے والے مدعیان نبوت کا بھی یہی عالم ہے جناب۔ بہاء اللہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بھی زندگیاں نامکمل اور معمولی تھیں کوئی خاص شے ان میں موجود نہیں اسی واسطے کوئی شخص ان کے اسوہ حسنہ کو پیش نہیں کرتا اور نہ کیا جا سکتا ہے۔

اس تمام تبصرہ کے بعد صرف ایک میرے آقا میرے مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے جو کہ اس کمل جامع تکمیل الصفات اور ہر شعبہ حیات پر حاوی ہے۔

بہادران ملت اسلامیہ [illegible] کہ اگر آپ بنظر غور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات کو دیکھیں گے تو آپ کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ بچپن جوانی ملازمت۔ تجارت۔ سفر۔ حضر۔ خاوند۔ باپ۔ بیٹا بھائی۔ سپاہی۔ جرنیل۔ بادشاہ۔ مقنن۔ سفیر۔ حملہ آور۔ مدافع۔ فاتح۔ منتظم مدبر قاسم۔ محصل۔ عامل۔ آمین صادق کے فرائض موت و حیات کی ضابطہ بندیات تعلیم و وعظ و ارشاد۔ مہمان نوازی۔ ہمسایہ و رشتہ داروں سے سلوک غیروں سے رواداری کا برتاؤ۔ عفو و کرم بخشش۔ تعزیر۔ جنایت سزا صحت و بیماری صلح و جنگ کا آئین و اصول۔ الغرض ہر انسان کی زندگی کے ہر شعبہ حیات کے لئے رہنمائی و ہدایت آپ کی مقدس زندگی میں موجود ہے اس لئے آپ کو رہنمائے کامل کہنا کسی طرح بیجا اور غلط اور بیجا نہیں۔

یہاں پر اس قدر گنجائش نہیں کہ مثالیں پیش کروں اس لئے محض اختصار کے ساتھ اشاروں پر اکتفا کیا شاید بھی تکملہ حیات کا شرف اس کا باعث ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیرو تو صرف اپنی کتاب پیش کرتے ہیں اور مسلمان نہ صرف کتاب بلکہ اس وجود مقدس کو بھی غیر مسلموں کے نقد و جرح اور غور و فکر کے لئے پیش کرتے ہیں جو کتاب یعنی قرآن پاک کو لایا۔ صداقت محمدیہ کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے اور آپ کے سوا دنیا کا اور کون رہنمائے کامل ہونے کی قابلیت رکھتا ہے کسی نے کیا خوب اور سچ کہا ہے ؎

ہر ایک مرشد و رہبر کا رہنما کہیئے — تجھے سفینۂ امت کا ناخدا کہیئے
بٹھایئے تجھے آنکھوں میں تو بجا کہیئے — چھپایئے تجھے سینہ میں مدعا کہیئے
تمہارا عرش معلی کو نقش پا کہیئے — تمہاری شان ہو ایسی بڑی کیا کہیئے
قلم کہے کہ تجھے مصدر کرم لکھیئے — زبان کہے کہ تجھے معدن بقا کہیئے
تو ہم نے مانا کہ اعلیٰ ہر ایک سے ہے خدا — خدا ہی جس کا مداح اس کو کیا کہیئے

رہے نہ روز بیاں کیوں مرا ثنا بیاں
یہ بس ہے نام مبارک کہ مرحبا کہیئے

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ فاز واجلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

## حق کا دیدار ہے دیدار رسول عربی

کس کا دیدار ہے دیدار رسول عربی — حق کا دیدار ہے دیدار رسول عربی
گو نہیں لائق دیدار رسول عربی — ہوں مگر دل سے طلبگار رسول عربی
تو صبا کر سکے کیا کوئی خریداری کا — ہو خدا جبکہ خریدار رسول عربی
ملکا حضرت موسیٰ کو مبارک جلوہ — ہم تو ہیں شائق دیدار رسول عربی
واں تھی یوسف کی فقط ایک زلیخا طالب — یاں وہ عالم ہیں طلبگار رسول عربی
آرزو ہے کہ مروں جالئے در اقدس پر — دفن بھی ہوں پس دیوار رسول عربی
کاش ہوتی مرے دل کی یہ تمنا پوری — وہ بہار دے پر انوار رسول عربی
یا خدا دل سے مرے یہ کبھی آزار نہ جائے — کم نہ ہو خواہش دیدار رسول عربی

راقم زار سیہ کار گنہگار سہی
ہے مگر بندۂ سرکار رسول عربی


# ایک عمل اور دنیا بھر کے کام

اسلامی بھائیو! یہ عمل عجیب و غریب اور پر تاثیر عمل ہے دنیا میں انسان کا کوئی بھی دینی یا دنیاوی مقصد صرف چار دن کے پڑھنے میں پورا ہو جاتا ہے۔ یہ عمل میرا سینہ جلا آتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ذیل کے چار کاموں کے لئے تو عجیب و غریب دیکھی گئی ہے یعنی ترقی روزگار و ترقی تجارت دوسرے وصل محبوب۔ تیسرے بربادی دشمن۔ چوتھے صفائی باطن یہ عمل صرف چار روز شب دوشنبہ سے شب پنجشنبہ تک پڑھا جاتا ہے نذرانہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ ۳ر) محصول ڈاک ۲ر فیس منی آڈر کے ڈاک خانہ آپ سے لیگا کل مبلغ ۷ر میں آپ تک پہنچے گا۔

ملنے کا پتہ **سید لطف اللہ نمبر ۲۷۳ دہلی**

# ایک انوکھا مسافر اور مذاہب عالم کی سیر

(مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری لائل پور)

انسانی روح حقیقت اعلیٰ و خدا کی تلاش میں سرگردان اور پریشان تھی پیاسی روح آب ہدایت کے لئے بیقرار تھی عقل انسانی جہل و جمق کی تاریکی میں مادیات کے پتھروں سے ٹکریں کھا رہی تھی انسانیت کا حیوانات منہ چڑا رہی تھی انسان کی فضیلت اور اس کا درجہ ادہام و وساوس کے طوفان میں گم تھا اور انسان عقل و تدبیر ہوش و حواس اور ادراک و احساس کے آلات سے بیخبر حیوانی زندگی بسر کر رہا تھا اسے باطنی قوت اور اقتدار کا مطلق احساس نہ تھا اور اگر کبھی بھی تو اس کی تمام ادراکی قوتیں مادوں میں صرف ہو رہی تھیں۔

کفر و شرک کی تمام دنیا پر حکمرانی تھی ظلمت کفر نے نور ہدایت کو دنیا سے نیست و نابود کر دینے کی ٹھان لی تھی مادی دیو شاہی نے آسمانی بادشاہت کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور نفس امارہ کے زیر قیادت ہر ائی کی افواج قاہرہ نے نیکیوں کو پسپا اور مغلوب کر کے حصار مذہب کو پاش پاش کر دیا تھا۔

ادھر شیطان لعین جو ازل سے اس بات کی تاک میں تھا کہ ایمان و معرفت کا وہ گوہر آبدار جو ابتدائے آفرینش میں حضرت عزیز جل جلالہ نے عہد ربوبیت لیتے وقت آدم کے سینہ میں رکھا تھا اور اس کی حفاظت اولاد آدم کے سپرد کی تھی اسے جیسے بھی بن پڑے بنی آدم سے چھین کر یا پھسلا کر اسے ابدی جہنم کا حقدار بنا دے اس لعنتی نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا نفس امارہ یعنی گھر کے بھیدی سے ساز باز کی اور اپنی ذریت کو لیکر نفس سے شراکت کر لی اور ایمان و ایقان کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور گوہر ایمان پر قبضہ کر لیا اور کفر ہی کی ہر طرف دور دورہ ہو گیا۔

خالق کائنات کی صنعت خالقیت کی شعاعیں عالم کو منور کئے ہوئے تھیں قدرت اپنے کمال خالقیت کا اظہار کر رہی تھی رب بے نیاز کی ربوبیت کاملہ عالم امکان کو گوناگون نیرنگیوں سے آراستہ کر رہی تھی مادی کائنات اپنے ساز و سامان اور مخفی خزائن کے ساتھ ہیکل جسمانی کی پرورش کے لئے موجود تھی۔ عالم خلق کا ذرہ ذرہ انسانی خدمت کے فرائض سرانجام دے رہا تھا ہوا۔ بادل۔ آفتاب اس کی گیس سیارات اور وسیع کرۂ ارضی اپنے فوائد اور مخفی خزائن سے مستفید ہونیکا اعلان کر رہے تھے خزائن السموات والارض کے منہ کھلے ہوئے تھے کائنات کا ہر ذرہ اور عالم کی ہر چیز انسان کی مدد اور معاونت میں مصروف تھی اور اس کو پیغام عمل دے رہی تھی اور اس جرم بے خانوادگی کی تربیت و پرورش کے لئے خالق السموات والارض نے مواد کا اتنا عظیم الشان ذخیرہ پھیلا رکھا تھا جسکی کوئی انتہا نہیں۔ غرض یہ کہ حکمت بالغہ نے ہیکل طبیعانی کی بقا و صحت اور فنا و نماء کے لئے محض اپنے فضل عمیم اور لطف کریم سے ہر طرح کے سامان انسان کے ارد گرد پھیلا دیئے تھے اور قدرت نے اس جہان عزیز کے سامنے بے شمار نعمتوں کا دسترخوان بچھا ہوا تھا۔

مینے مادہ کے اس عظیم الشان انبار کو دیکھا مادوں کو مختلف الوان و اشکال کی صورت میں ٹٹولا۔ انواع و اقسام سامان راحت سے مستفید ہوا اور ان تمام چیزوں کو بدرجہ اتم موجود پایا جنکی مجھے ضرورت اور تلاش تھی۔

قدرت کی اس بے مثال فیاضی اور خالق کائنات کی ان نعمتوں اور فیض رسانیوں کو دیکھکر جس کا ظہور ذرہ ذرہ میں بدیہی طور پر محسوس ہو رہا تھا میرے حواس خمسہ وجد میں آ گئے میرے بدن کا رواں رواں سجدہ شکر بجا لایا اور میں اصلی رب بے نیاز کو چھوڑ کر من مانے خداؤں کی صمد و نعت کے گیت گانے لگا۔

## عقل انسانی کا نورانی وعظ

مجھے پتھروں کے سامنے سر بسجود دیکھکر میری عقل نے ایک ٹوکا دیا اور کہا کہ کیا نابینا، کوتاہ فہم اور نمکحرام انسان کیا کرتا ہے اپنے آقا کو چھوڑ کر غلاموں کو سجدہ کرتا ہے جس میں کھاتا ہے اسی میں چھید کرتا ہے مادوں کی نظر فریبیوں سے مسحور ہو کر اندھا بنتا ہے اور ان پر قناعت کر کے اپنی پیدائش کے مقصد کو فراموش کرتا ہے۔

کیا تو دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ ان مادوں سے دل بہلاتا رہے اور حیوانی زندگی بسر کرتا رہے کیا تو ایک بیکار پتھر سمجھکر کنعان عدم سے عالم ظہور کی طرف لڑھکا دیا گیا ہے اگر تیری پیدائش کا کوئی خاص مقصد نہیں اور تیری خلافت کا یہی منشا ہے کہ تو ان مادوں سے کھیلتا رہے تو تجھ سے ہزار درجہ بہتر اور اشرف وہ حیوان ہیں جو اپنے مالک کے اشاروں پر حرکت کرتے ہیں اور اس کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

یاد رکھ تو دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ ان شیون فتاحہ میں معبود حقیقی کے جلوے ڈھونڈ سے اس مادی ذخیرے میں محبوب حقیقی کی تلاش کرے اور عالم خلق کے ذرہ ذرہ سے اپنے پیدا کرنے والے کا پتہ پوچھے اور حقیقت کا پتہ پا کر کنت کنزا مخفیا والے معشوق کو اپنا دل و جان نذر کرے اس کا مظہر ہے اور سب کو بھلا دے اور غافل انسان ان مادوں کے دیکھنے کے کمال میں جا تک تیری لیلائے مقصود اسی محمل میں ہے۔

اگر تجھ میں اتنی اہلیت نہیں کہ ان مادوں میں معبود حقیقی کو تلاش کر سکے تو اپنا صحیفۂ فطرت کھول کر اس کا پورا پورا پتہ دیکھ لے۔ اس کا پختہ پتہ توحید کامل ہے جو تیری فطرت میں مرکوز ہے جس کی تلاش و جستجو تیرا فرض منصبی ہے جسکے بغیر روحانی اور اخلاقی زندگی محال ہے نجات نامکمن اور مذاہب کا تمام سلسلہ بیکار ہے اور جس پر انسان کا کمال منحصر ہے۔ اللہ حقیقت اور توحید کی تلاش کر۔

کمبخت ان مادوں کو لیکر کیا کرے گا یہ تیرے کس کام کے اور ان کنکر پتھر میں کیا رکھا ہے تیرے جسم کے لئے تو فیاض قدرت نے سب کچھ کیا ہے گوشت کے لوتھڑوں اور ہڈیوں کی پرورش کے لئے یہ کچھ سامان کیا ہے مگر قدرت کے اس مادی ذخیرے میں خود تیرے لئے کیا ہے تیرے اس گوشت پوست کے ڈھانچے کے لئے تو سب کچھ ہے حتیٰ کہ تیرے جوتے کے لئے پالش کا سامان بھی

ہے مگر تیرے سیاہ دل کے لئے بھی کوئی پالش ہے جو تیرے دل کو چلائے اور فطرت کو چمکائے تیرے جسم کے دکھ اور درد دور کرنے کے لئے بیشمار دوائیاں ہیں مگر تیری روح میں جو کانٹا لگا ہوا ہے اور میرے دل میں جو روگ ہے اس کا علاج اس مادی ذخیرے میں کہیں بھی نہیں۔

عیش و آرام اور سرور و نشاط کے پہلو کے کیوں مادیات کے پہندے میں پھنسکر اپنی قوت پرواز کو کھوتے ہو اور کیوں جواہر رنیوں و حقیقت کے موتی کی تلاش چھوڑ کر ظرف ریزوں سے دامن کو بھرتا ہے۔ ضیدا اس مواد کے نزدیک نہ جا اس نظر فریب سامان نشاط میں کہ درد و تکلیف اور مصیبت کی آگ بھری پڑی ہے جو تیرے دل و جگر کو جلائے گی۔

یہ جو تیرے چاروں طرف مواد کے ذخیرے پھیلائے گئے ہیں ان میں تیری ذات اور حقیقت کے لئے کچھ بھی نہیں اس مادی ذخیرے میں جتنی چیزیں ہیں ان کا تعلق صرف تیرے مادہ جسدی سے ہے مگر تیرے گوہر پاک کو جس کے بہا موتی کی تلاش و جستجو ہے وہ ان تاریک اور ظلمانی کثیفوں میں نہیں ملسکتا۔

میں نے بگوش ہوش عقل کا یہ نورانی وعظ سنا خواب غفلت سے چونکا اور عقل کی ہدایت نمائی اور عبرت اندوزی کے تمام الفاظ تیر بن کر دل و جگر میں اتر گئے حواس درست ہوئے روح پھڑپھڑائی فطری سعادت نے دست گیری کی اور مادی ذخیرے کو ٹھوکر مار کر تلاش حقیقت میں چل کھڑا ہوا۔

میں حقیقت کی تلاش میں سرگرداں تھا ہندوستان کی چار دیواری سے وید مہاراج کی آواز بلند ہوئی کہ میں جانگاران ہدایت اور مشتاقان حق و صداقت اور ہر آئیں اور میرے روحانی نیچے سے سیراب ہو کر نشاط ابدی حاصل کریں اور میرے احکام کی پیروی کر کے ابدی نجات پائیں میں یہ آواز سنکر پیام دار و دیوانگی ہر مقصود کا منزل گیا حقیقت کا راستہ پایا اور فرط عقیدت سے بیقرار ہو کر وید مہاراج کے پیر چوم لئے اور ہمہ تن متوجہ ہو کر ان کی دلکش ہدایت سننے لگا۔

## ویدوں کی تعلیم

میں اگنی دیوتا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جو یگ کا پروہت اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور بڑا دولت والا ہے یہاں کرنا دل ایسا ہو کہ اگنی اس کے زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے پہلے آئے ہیں دیوتاؤں کو اس طرف متوجہ کرے اے اگنی جو کہ دو لکڑیوں کی باہم رگڑ سے پیدا ہوتی ہے اس پاک کئے ہوئے کشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب انسان کا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے اے بے عیب اگنی تو سمجھ اور دیوتاؤں کے ایک بیشمار دیوتا ہے تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کر تا ہو تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے اگنی کا مبارک نام لیکر ہم جو کہ سچے بہلا دیوتا ہے اے اگنی سورج گھوڑوں کے سوامی ہماری استت سے پرگن ہو ۳۳ دیوتاؤں کو یہاں لا اے اگنی جیسا کہ تیرے لوگ اپنے گھروں میں تجھ سے محفوظ جگہ میں آہیشہ رہشن کرتے ہیں اے اگنی جس قدر تیرے سے ہو سکے اپنی نذر دینے والے کو فائدہ پہنچا وہ یقینا تیرے ہی پاس لے اینگا واپس آوے گا۔ اگنی کے پسند سے پوجاری کو ایسی آسودگی حاصل ہوتی ہے جو روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

اے اندر۔ اے وایو یہ راگ تمہارے واسطے چھیڑا گیا ہو ہمارے واسطے کھانا لیکر اوہر آؤ۔ اے اندر جسکی استت سب کرتے ہیں ایسا ہو کہ پہلے ستے سوم کا اس تیرے میں سرایت کرے اور تجھے فہم برتر حاصل کرنے کے لئے موافق ہو۔ جو کچھ عمدہ کھر لعین دیوتاؤں کی پوستی ہیں ان سب کا اندر ہی مستحق ہو جو لوگ اندر کا دھیان کرتے ہیں خواہ لڑائی میں یا حصول اولاد کے لئے اور عاقل جو فہم کے طالب ہیں سب کی آرزو پوری ہوتی ہے۔

اے سورج اور اے چاند ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو تم بہت آدمیوں کے خانہ کے واسطے پیدا ہوئے ہو ہمیں کو تمہارا ہی آسرا ہے اے چاند ہمیں تم سے بچا گناہ سے محفوظ رکھ ہمارے توکل سے خوش ہو ہمارا دوست ہو چا ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو اے چاند تو دولت کا بخشنے والا ہے۔

جل دیوتا کو ہم ہیں ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں بلاتا ہوں اور دریا جو بہتے ہیں ان کو نذریں جل پانی چاہئیں ایسا ہو کہ وہ جل جو سورج کے قریب ہیں اور وہ جو سورج کے شریک رہتے ہیں ہماری اس رسیت پر مہربان ہوں۔

اے دھرتی دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت بھیتر ہو جائے تجھ پر کانٹے نہ رہیں اور تو ہمارے رہنے کے لئے جگہ موجود اور ہمیں بڑی خوشی دے ایسا ہو کہ دھرتا دیوتا ہمارا خاص مہربان ہو جائے ایسا ہو کہ مستر دیوتا ہماری نگہبانی کرے ایسا ہو کہ یہ دونوں ملکر ہمیں وہ بلند کریں۔ اے تشٹری دیوتا اور تیری بی بی یگ کے دیوتاؤں سے ہماری سنو۔

(نوٹ) یہ گو دیوگ کی چند شرتیاں ہیں جو بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں ورنہ اس قسم کی ہزاروں شرتیاں ہیں اور ہم کو نسبت ہمارے آریہ بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ ان میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے

میں نے یہ ہدایت میں دیکھا کہ والا انسان کے شرف و مجد کو خاک میں ملانے والا اس کو خوار و ذلیل بنانے والا وہ شیاء پرستی اور بت پرستی کے چاہ ضلالت میں ڈھکیلنے والا وعظ سنا اور کہتا تھا ہدایت حاصل کرنے کے قریب تھا کہ اس کے بلند پاک دلوں اور ہدایت نما پیروں کی نظر فریبیوں سے مجبور ہو کر اس کا حلقہ اطاعت زہد گلوگر دن کرانے میں فطری سعادت نے ایک چانٹا رسید کیا اور کہا کہ کمبخت جس آگ سے بھاگا پھر اسی آگ میں گرا چاہتا ہے یاد رکھ کہ تو قدرت کا عزیز ترین مہمان اور اشرف المخلوقات ہو یہ جو کلکف قدرت کی گلکاریاں اور حکمت بالغہ کی قسم قسم کی بوقلمونیاں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے یہ سب تیری دلچسپی اور ظاہر و باطن کی سامان ہے تمام کائنات اور اس کے خفی و ظاہر خزائن تیرے اور صرف تیرے لئے ہیں زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب تیرے لئے مفتوح و مسخر ہے اور ہوا بادل آفتاب اور اس کی کرنیں ماہتاب اور تمام سیارے تیرے ہی خادم ہیں۔ سیاہ بھیجے کے جنگلی انسان خادموں کے سامنے سر بسجود ہوتا ہے مخدوم ہو کر خادم بنتا ہے آقا ہو کر غلامی قبول کرتا ہے اور اپنے عزو شرف کو بٹہ لگاتا ہے۔

کیا تو اس تعلیم پر ایمان لاکر روحانی زندگی چاہتا ہے جو باغ عالم کی انواع و اقسام دلکشیوں کو سونا ہوں کا نتیجہ بتلاتی ہے اگر تو نے اس تعلیم کو مان لیا اور نجات حاصل کر لی جو ویدوں کی تعلیم کی رو سے قطعاً ناممکن ہو تو صرف تو اور پرماتما رہے گا تیسری کوئی چیز نہ رہے گی نہ یہ دنیا رہے گی نہ اس کے انوار و ازہار اور ناس کے عجوبہ طرازیاں۔ غرض تمام نظام کائنات درہم برہم

ہو جائے گا اور مادیات کا وہ عظیم الشان ذخیرہ جس میں تو پھنسکر اپنا اصلی مقصد فوت کرنے والا تھا سب کا سب کافور ہو جائیگا کیونکہ نہ پرماتما کو کوئی پاپی روح ملیگی اور نہ وہ مظاہر عالم کے کسی قالب میں ڈھال سکیگا۔

حقیقت سے بیخبر انسان تو جس نجات اور روحانی زندگی کا متلاشی ہے وہ میں کہاں کیونکہ وید کی رو سے محدود عمل کے لئے غیر محدود جزا نہیں مل سکتی انسان ہمیشہ ہمیشہ جون کے چکروں میں رہے گا اور مادیات کے بھنوروں سے ٹھوکریں کھاتا رہے گا ہاں ایک کولہو کا بیل ہے جس کا کوئی مستقر اور کوئی مرکز نہیں۔

فطری سعادت کا یہ بصیرت افروز وعظ میرے حق میں تازیانۂ عبرت و ہدایت ثابت ہوا اور میں دیدمہاراج کی آواز کو نظر انداز کر کے پھر تلاش حقیقت میں جل کھڑا ہوا۔

میں خیالات کی کشاکش میں پریشان تھا حقیقت کا متلاشی تھا نجات کا طالب اور آب ہدایت کے لئے بے قرار تھا کہ اتنے میں ایجنٹا اور ایلورا کے غاروں سے آواز آئی۔ اے گناہگار روحوں نجات کے خواستگارو اور اے آب حیات کے متلاشیو ادھر آؤ حضرت مسیح علیہ السلام کی شفقت اور ہدایت کو ملاحظہ کرو کہ آپ نے بنی آدم کی روح کے کانٹے کو کفارہ کی سوئی سے نکال کر روح انسانی کے دکھہ درد کو دور کر دیا خود سول پر چڑھکر گناہگاروں کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔

میں نے اس آواز کو ٹھنڈے دل سے سنا اور غور کیا کیونکہ یہ آواز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی جن سے میری روح کو ایک خاص تعلق محسوس ہوتا تھا کیونکہ پیارے مسیح کبھی پیاسی روحوں کو آب ہدایت پلانے آئے تھے مسیحی مرحلہ میں ضرور میری روح کا کھٹکا دور ہو جائے گا پیاسی روح تسکین پائے گی اور مجھے نجات کا راستہ مل جائیگا میں اس خوش عقیدگی کو لیکر انجیل مقدس کا درس سننے لگا۔

## اناجیل کی تعلیم

مبارک ہیں پاک دل مبارک ہیں روح میں غریبی کو محسوس کرنے والے کیونکہ آسمان کی بادشاہت ان کے لئے ہے (معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کی تعلیم کے مطابق مسلمان ہی بہشت میں جائینگے اور عیسائی جو دولتمند ہیں پیچھے رہ جائینگے۔

مبارک ہیں غمزدہ کیونکہ ان کو تسلی دی جائیگی۔ مبارک ہیں حلیم کیونکہ زمین کے وارث ہوں گے۔ مبارک ہیں نیکی کے بھوکے اور پیاسے کیونکہ وہ آسودہ ہونگے مبارک ہیں رحمدل کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔ مبارک ہیں پاکدل کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک ہیں صلح کرانے والے کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے۔ خدا نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا (یوحنا نامہ ۱۰:۱) اس کے بیٹے یسوع کا خون ہمیں تمام گناہوں سے پاک کرتا ہے (یوحنا ۱:۷) مسیح ہمیشہ کے لئے گناہوں کے عوض ایک ہی قربانی گذران کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا (عبرانیوں ۱۰:۱۰-۱۲) اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا (یوحنا ۲ : ۲)

میں نے اس تحریف شدہ تعلیم کو سنا اور جب دیل سوالات کی کشمکش میں پھنس گیا۔ کیا خدا کا بیٹا بھی ہے۔ اگر اس کا بیٹا ہے تو نعوذ باللہ خود اس کا باپ کون ہے۔ نیز اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر اس کا کیا مطلب اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں (دیکھو یوحنا ۱۷ باب ۳ آیت)

اور پھر صلح کرنے والے بھی خدا کے بیٹے کہلانے چاہئیں۔

عجب تماشہ ہے کہ شخص واحد خدا بھی کامل اور بندہ بھی کامل۔ عبد معبود دونوں کا مظہر اتم یعنی ایک پیر سیاہ بھی ہے اور سفید بھی یہ اجتماع اضدین کیسا۔ اگر خدا میرے گناہوں کا کفارہ اپنے بیٹے کو سول پر چڑھا کر کرتا ہے تو وہ قدوس اور عادل نہیں۔ کرے والا بھی اور بھرنے والا اور بھرا جائے مرجھوں والا۔

کیا میں پیدائشی گناہگار ہوں اگر ایسا ہے تو میں مخلوق کی بدترین چیز ہوں۔ حالانکہ انسان اشرف المخلوقات ہے تو میری سخت توہین اور ہتک ہے۔

ان سوالوں کو حل کرنے سے اناجیل اور میری عقل نے صاف جواب دیدیا اور مجھے یونہی ایک جال میں پھنسا رہنے دیا بالآخر میں نے اس تعلیم کو ماننے سے ہی صاف انکار کر دیا کیونکہ فطری سعادت کا ملحوظ قدم قدم پر میری دستگیری کر رہا تھا اور مجھے ٹھوکروں سے بچا رہا تھا۔

غرض اسی طرح میں عرصہ دراز تک زندگی کی ایک لگاتار اور مسلسل کشاکش میں مبتلا۔ نسب العینوں کے خیالات کے اختلافات سے پریشان۔ عوائد مذہبیہ اور شعائر اجتماعیہ کے تناقض سے خلاں اور ناقص تصورات سے متنفر رہا کبھی ذات پات کی زنجیروں میں جکڑا رہا کبھی خواص عوام کی ریاستوں یعنی اخلاقی اور ارسطوی تصورات میں گھبرا کبھی برہمنوں لاگیوں، موبدوں اور پوپ پادریوں کی خدمت گذاریوں کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا اور برہمنی اقتدار اور پاپائی جبر و استبداد کے سامنے سر بسجود ہوا۔ راہبوں یوگیوں اور ہیراگیوں کا غلام بنا۔ بدھ چتنیہ، تلسی داس اور کبیر کے سبقوں کو پڑھا کبھی ادوار یت، گوتمیت، انمیت اور ذلیت کی فضاؤں میں پرواز کی کبھی غور یت، افلاطونیت، ویدانیت، ہندویت یہودیت اور عیسائیت میں گھسا غرض خوب چھان بین کی مگر ادھر ادھر بھٹکتا رہا کہیں بھی در مقصود ہاتھ نہ آیا کسی نے بھی نجات کا صحیح راستہ نہ بتایا کسی نے ذلیت سے آگے نہ پہنچایا کسی نے تصور خدا کو صحیح معنوں میں نہ سمجھا اور کسی نے بھی میری روح کی بھوک پیاس دور نہ کی اور میں مدتوں اسفل السافلین کی پرخار وادیوں میں سرگشتہ و حیران پھرتا رہا۔

## آفتاب ہدایت کا طلوع

بالآخر میرے اصلی پیدا کنندہ کی ربوبیت کا مالکانہ خود ہی اقتضا ہوا مشیت ایزدی میں حرکت پیدا ہوئی دریائے رحمت میں جوش آیا اور دنیائے ضلالت کو بہالے گیا یعنی باعث ایجاد عالم اور زینت کون و مکان آئے طٰہٰ و یٰسین اور بقرار دل کی تسکین لائے سراجاً منیرا اور لیس کمثلہ آئے اور اس جاہ و جلال و انوار و تجلیات کے ساتھ آئے کہ بت روئے زمین کے اوندھے ہو گئے کفر و ضلالت کی تاریکی دور ہوئی اور دنیا سراپا نور ہوئی صبح سعادت کا لہو میدا اور کوہ فاران رشک طور ہوا۔ افق فاران سے آفتاب ہدیٰ نے طلوع کیا جس نے روحانی کائنات کو بقعۂ نور بنایا اور قلوب انسانی کو نور

و معرفت سے بھر دیا گلشن رسالت میں ایک گل لالہ کہلا جس نے کھل کر مشام معرفت کو معطر کر دیا یعنی نبیوں کے سرتاج صاحب معراج رسول محترم نبی اکرم محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے کون و مکان کو رونق بخشی اور میرا پژمردہ دل بے اختیار کھل اٹھا۔

بدرگاہ ذی شان خیر الانام — شفیع الوری مرجع خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام — یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام
کہ اے شاہ لولاک عالی مقام
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام

پھر احمد میم نے شکل دکھائی — پھر مجکو خدا بھی ملا اور ساری خدائی
ہمیرا ہے مدینہ جو میرا کعبۂ مقصود — لازم ہے کہ دل جائے میں اب حصہ سائی
صد شکر کہ اپنا مجھے فرماتے ہیں حضرت — بگڑی ہوئی تقدیر کی اب خوب بنائی

میرا دل گواہی دے رہا تھا اور میری عقل یہ ترانا گا رہی تھی ؎

دیکھا نظارا تم نے تمہارا
دل کی محبت آہ یہی ہے — عشق کی جنت آہ یہی ہے
اصل نبوت آہ یہی ہے — حق کی رحمت آہ یہی ہے
دیکھا نظارا تم نے تمہارا

غرض دنیا کے سب سے بڑے ہادی اور کائنات روحانی کی روح کملی والے آقا نے آکر میرے لئے اصنوا اور عملوا الصالحات کا تحفہ اور میرے مستقبل کو شاندار بنانے کے لئے جس علیحدہ عنوان کا پیغام لائے میرے زخمی اور بیقرار دل کے لئے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کا مرہم اور میری نہوار کی کہانی مرنی مثل کے لئے وفی انفسکم افلا تبصرون کی عینک لائے میری خلقت کی غرض و غایت وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون بتلائی اور میرا نصب العین لیبلوکم ایکم احسن عملا قرار دیا۔

میں معصیت کی بیچڑ سے لت پت اور طویل سفر سے تھکا ماندہ تھا مجھے دریائے سعادت کے پانی سے غسل دیا اور ولباس التقوی ذلک خیر کا زرق برق لباس فاخرہ پہنا کر میری شان کو دوبالا کر دیا کمر سے اشرف المخلوقات کا پٹکا باندھا اور سر پر فادخلی فی عبادی کا تاج رکھا میں بھوکا تھا مجھے صوم و صلوٰۃ اور رجع و زکوٰۃ کے کھانے کھلائے میں پیاسا تھا مجھے مے وحدت اور شربت معرفت سے سیراب کیا اور بہر ایہا ذے مقصود کا دیدار کرا کر مسند "احسن تقویم" پر متمکن کر دیا اور دین و دنیا کی سرفرازی سے نواز دی ؎

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کا رت — اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

نیز مجھے خلیفۃ اللہ اور نائب خدا ہونے کا عالم کے بست و کشاد کے انتظام و انصرام اور خزائن ارضی کی کنجیاں مرحمت کیں غرض مجھے ہر طرح اوج کمال پر پہنچا دیا ؎

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا — اک عرب آدمی کا بول بالا کر دیا

شفقت علی الخلوق اور ایثار و ہمدردی ملاحظہ ہو کہ خود بھوکے رہکر اور پیٹ سے پتھر باندھ کر مجھے پلاؤ زردے کھلائے خود پیوند لگے کپڑے پہنکر مجھے اطلس و کمخواب پہنائے اور خود فقر و فاقہ میں زندگی بسر کر کے مجھے بادشاہ بنائے میں قیامت تک ان نعمتوں کے شکریہ سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔

الحاصل میری انسانیت پر کتنا بڑا احسان کیا اور احسان فراموش انسان تبلا تو نے اس محسن اعظم اور مربی اکبر کی بندہ نوازیوں کا شکریہ ادا کیا۔

کمبخت انسان تو نے اس مربی اعظم کی ہر بات کو جھٹلایا اس مسیحا نفس مقدس وجود نے تیرے سامنے جام صحت پیش کیا مگر تو نے نفرت سے ٹھکرا دیا ہر نسخہ کا مخول اڑایا اور الٹا حکیم جی ہی کا دشمن ہو گیا تیرا ایک شفیق سرپرست تجھے دین و دنیا کی سرفرازی لٹھا کرنے کے لئے بلاتا ہے تجھے اپنے سینے سے لگا کر انوار و تجلیات بھرنا چاہتا ہے اور تیرے تمام کرب و درد کو دور کرنا چاہتا ہے مگر تو اس کے سینے میں خنجر بھونکنے کی ناپاک کوشش کرتا ہے اور جان بوجھ کر دشمن ہو جاتا ہے۔

دنیا کی کونسی ایسی تکلیف ہے جو جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہنچائی گئی ہو کونسی اذیت ہے جو آپ کو نہ دیگئی ہو اور کونسا ایسا دکھ اور درد ہے جو آپ کے حصہ میں نہ آیا ہو حتیٰ کہ گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا غرض ہر طرح ستایا جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ تمام عالم انسانیت آپ کا حلقہ اطاعت زیب گلو کرتی اور آپ کے چشمۂ فیض سے بہرہ اندوز ہوتی مگر ہوا یہ کہ آپ کی ہر بات سے اعراض کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔

لعنت ہے تیری انسانیت پر تف ہے تیری عقل پر حیف ہے تیری سمجھ پر اور صد ہزار افسوس تیری حماقت اور نادانی و ناعاقبت اندیشی پر کیا یہی محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا شکریہ ہے یہی آپ کی ہمدردیوں کا صلہ ہے اور کیا آپ کے سلوک و مروت نیکی اور احسان کا یہی بدلہ ہونا چاہیئے کہ تو ان کی تعلیم کا مسخرا اڑاتا رہے۔

تو اپنی وحشت و بربریت اور دشمنی و عداوت دیکھ اور اس پیکر صدق و صفا مجسمہ رحمت و رافت اور رؤف رحیم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لطف و کرم کو دیکھ اور ان کے عفو و کرم کی ابر باریاں دیکھ آپ متکبر مغرور اور وحشی انسانوں کے ہاتھوں پتھر کھاتے ہیں طعن و تشنیع سنتے ہیں ہجو و تمسخر برداشت کرتے ہیں اور بے شمار اذیتیں سہتے ہیں مگر اللہ رے جوش تبلیغ اور لطف و کرم کہ زبان مبارک سے اف تک نہیں کرتے بددعا نہیں دیتے اور ذرہ برابر اپنے دشمنوں کی طرف سے بغض و کینہ نہیں رکھتے گویا تحائف کا احساس اور خیال تک نہیں اگر ان کی اذیتوں پر زبان ہی کھلتی ہے تو جذبات شفقت سے بھری ہوئی فرماتے ہیں اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون یعنی اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ کاش آپ ان لوگوں کے حق میں بددعا کرتے تاکہ یہ اپنے کیفر کردار کو پہنچتے حضور جواب میں فرماتے ہیں کہ میں لعنت اور بددعا کرنے نہیں آیا بلکہ راہ راست کی طرف بلانے کے لئے آیا ہوں اور خدا نے مجھے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

دست دعا ابھی کیلئے عرش تک بلند — ہے جنگی آستین میں خنجر چھپا ہوا

غرض آپ کی ہر سعی محروم کیف اعتماد اور نا واقف لطف قدر شناسی رہی تاکہ آپ حق و صداقت کی تبلیغ میں منہمک رہے۔

فتح مکہ کے روز جبکہ حضور کو اپنے دشمنوں پر پورا پورا اقتدار اور تسلط حاصل تھا آپ کے جانی دشمن آپ کے سامنے دست بستہ اور باجبلاں حاضر تھے اور صرف آپ کے رحم و کرم پر تھے کفار مکہ کو ان کی زیادتیوں اور ظلم و ستم کا انجام ڈرا رہا تھا ان کا ضمیر ان پر لعنت و ملامت کر رہی تھیں اور ان کو اپنی موت کا یقین تھا۔

ایسی حالت میں اگر آپ ان سے پورا پورا انتقام لیتے اور کیفر کردار کو پہنچاتے تو کونسی عقل تھی جو چون و چرا کرتی کونسی تہذیب تھی جو اگشت نمائی کرتی اور کونسا مذہب تھا جو اس کو ناجائز ٹھہراتا غرض آپ کو ہر طرح حق حاصل تھا کہ اپنے دشمنوں سے انتقام لیتے آپ انتقام لیتے ہیں اور وہ انوکھا انتقام جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے آپ حکم فرماتے ہیں کہ ان ظالموں کو تہ تیغ کر دو ان کے سر اڑا دو ان کے دل جگر چاک خنجر بہ نکف اور ان کو خاک و خون میں لوٹا دو مگر اس لوہے کی تلوار سے نہیں بلکہ عفو و درگذر کے خنجر سے اخلاق کی روحانی چھری سے اور ہمدردی اور مروت کی آلہ سے جو ان کے سروں کو نہیں روحوں کو کاٹے یعنی لا تثریب علیکم الیوم کہکر معاف فرما دیا اور ان کے دلوں کو مسخر کر لیا حضرت عکرمہ جیسے سعادتمند اس اخلاقی تلوار سے گھائل اور روحانی نیزہ کے کشتہ تھے قربان اس انوکھے انتقام کے اور فدا میں اس نرالی سزا کے اے آقا بیشک تو سراپا رحمت اور مجسم ہمدردی و مروت تھا اے مدنی تاجدار لاریب تو دنیا کو مادی تلوار سے نہیں بلکہ روحانی خنجر سے مفتوح و مسخر کرنے آیا تھا صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ و اصحابہ وسلم ؎

چہرہ دلہائے تو گلبوئے مشکبائے تو — کردد لم چوں خون ناب صلی علی محمد
میں فدا اس جہن آرائے جہازی پہ ظفر — جس کے اخلاق کی گہت سے معطر ہے مشام

سیاہ بیبے کے شقی انسان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا بیشک تلوار ہی سے پھیلا مگر اسی تلوار سے جسکی شمشیر زنی کے جوہر فتح مکہ کے روز حضور سراپا نور نے دکھلائے تھے ہاں ہاں اسلام کی اشاعت ضرور تلوار کے زور سے ہوئی مگر اس تلوار سے جو چودہ سو برس سے آٹھ کروڑ گمراہ انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام کر آئی اور جو آجتک بتلا شمشان حق و صداقت کے سروں پر چمک رہی ہے اور ہر سال ایک لاکھ مسلمان بنا دیتی ہے۔

## دنیا کی اصلاح میں کون مذہب کامیاب ہوا

جبکہ دنیا میں ہر طرف گمراہی پھیلی ہوئی تھی اور بحر و بر میں فساد آگیا تھا کیا ایسی حالت میں کسی نبی کے آنے کی ضرورت تھی اور کیا الہام الٰہی کی ضرورت نہ تھی، تھی اور یقیناً تھی جس کا کسی صورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا بتلاؤ اے اسلام کی صداقت کا انکار کرنے والو آفتاب پر تھوکنے والے نادانو ظلمت کو نور سمجھنے والو بتلاؤ۔ بتلاؤ اے آگ اور بھاٹے کے بجائے یہ خدا را انصاف سے بتلاؤ کہ کس نے اصلاح عالم کا بیڑا اٹھایا کون پیغام طہ الا یا اور کون سے مذہب نے اس ضرورت کو پورا کیا کیا ویدنے کوئی اصلاحی قدم اٹھایا ہرگز نہیں کیونکہ ویدتو خود شرک و بت پرستی کی آبیاری کر رہا تھا اور اصنام پرستی کی علی الاعلان دعوت دے رہا تھا اور پھر ویدکو تو ہندوستان کی چار دیواری سے ایک انچہ آگے گذرنے کا موقع نہیں ملا اس کے نزدیک تو ساری دنیا ہندوستان ہی تھا اگر ویدکلام الٰہی ہوتے اور اس کی ضرورت کے پورا کرنیکی صلاحیت رکھتے تو کیا رشی کا یہ کہنے کا مرقعہ نہ تھا کہ ویدہمل میں اور ویدمنتر بے معنی ہیں کپل ہندی۔ مہاتما بدھ اور شنکر اچاریہ مہاراج جیسے مہاپرشوں اور گیانیوں کو ویدوں کی نسبت مخالفانہ آواز اٹھانے کی مطلق حاجت نہ تھی سوامی دیانند جی مہاراج ویدوں کی تحریف کر کے ایک نیا پنتھ ایجاد نہ کرتے اور سب سے آخر مسٹر تلک انگریزی کو یہ کہنے کی ہرگز جرأت نہ ہوتی کہ

"وید کسی ایک زمانہ کی کتابیں نہیں بلکہ ویدوں کی تصنیف صدیوں کے اندر ہوئی ہے نیز یہ کہ ویدکا مصنف کوئی ایک شخص نہیں بلکہ اس کے مصنفین کی جماعت میں متعدد نسلوں اور متعدد خاندانوں کے متعدد انسان ہیں جن کی تعداد ہزاروں تک ہے"

غرض وید غیر الہامی ہونے کی وجہ سے اصلاح عالم سے قطعاً عاجز تھے اور نہ ان کے متبعین اس بات کو مانتے ہیں کہ چھٹی صدی عیسوی میں یا اس سے پہلے دنیا کے کسی کونہ میں ویدوں نے کوئی اصلاح کی ہو بلکہ الٹا ویدوں نے انسانوں کو بت پرستی کی کیچڑ میں ایسی بری طرح پھنسایا کہ باوجود علم و تہذیب کے آجتک کروڑوں انسانوں کو اس سے چھٹکارا نصیب نہ ہوا۔

پھر کیا انجیل مقدس نے دنیا کی اصلاح کی اور روحانی ضرورت کو پورا کیا نہیں کبھی نہیں کیونکہ اس ماہتاب کی لعانی کا زمانہ ختم ہو چکا تھا انسانی دستبرد نے اصلی تعلیم کو غت ربود کر دیا تھا اور کسی آفتاب ہدایت کے طلوع کی سخت انتظاری تھی انجیل کے ماننے والے خود ہی تثلیث کے جال میں پھنسے ہوئے تھے وہ کیا خاک اصلاح کرتے۔

مقتضائے حق و صداقت انصاف سے بتلاؤ کہ اس وقت مذاہب عالم میں کسی مذہب نے قبل طلوع اسلام روحانی ضرورتوں کو پورا کیا اگر نہیں تو ایسے مرفہ الحال سے نجات کی امید رکھنا ایک فعل عبث اور انتہائی نادانی ہے۔

مذاہب عالم میں سے کسی مذہب کا اصلاحی قدم نہ اٹھانا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ الہامی مذاہب کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور غیر الہامی مذاہب تو صلاحیت ہی نہیں رکھتے تھے کہ وہ گمراہوں کی رہبری کر سکتے کیونکہ وہ خود گمراہی کا باعث تھے۔

مختصر یہ کہ اصلاح عالم کے لئے گمراہوں کی ہدایت کے واسطے اور الہامی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نور اسلام نے اس عالم میں ضوفشانی فرمائی ختم الرسل محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اپنے ساتھ ایک ایسی جامع اور مکمل کتاب لائے کہ جس نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا پہلی کتابوں کی طرح صرف ایک قوم یا ایک ملک سے واسطہ نہیں رکھا بلکہ تمام قوموں اور ملکوں کی اصلاح بیڑا اٹھایا اور ساری دنیا کو پیغام ہدایت دیا۔

قرآن کریم نے ہی دنیا پر احسان کیا کہ آتش پرست بت پرست ستارہ پرست درخت خوجنگجو جاہل وحشی بداعمال خونخوار بدکردار یہودی عیسائی اور ہندین وگمراہ انسانوں کو جن کی شمار مردم بہائم میں بھی صحیح نہ تھا ان کو انسان بنانے کے بعد اخلاق فاضلہ کا سبق دیا اور ان کی تربیت کے تمام مراتب بیان فرمائے غرض اسلام نے وحشیوں کو انسان انسانوں کو باخلاق اور پھر باخدا انسان بنا دیا اور ہر طرح انسان کو اوج کمال پر پہنچایا۔ ایک اقل قلیل مدت میں ایک ایسی ذلیل قوم کو جو اخلاق رذیلہ کا مجموعہ اور اوصاف ذمیمہ کا مخزن تھی منبع اوصاف حمیدہ اور سرچشمۂ ہدایت بنا دینا ایک عظیم الشان تاریخی معجزہ اور اسلام کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

# کیا موجودہ میلاد قابل ترمیم ہے؟

(از جناب مولوی سید قریشی صاحب شمسی مولوی فاضل بردوانی)

اس مجلس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ ایک جگہ چند آدمی جمع ہو کر ولادت رسول صلعم کا ذکر کریں اور اسی کے ساتھ آنحضرت کی سیرت پاک پر بھی غور کریں کہ اس سے بہتر درس اخلاق اک انسان کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتا بہرحال یہ ہے کہ جب یہ مجلس اپنے مبارک مقاصد کی غرض سے منعقد کی جاتی ہے تو اس کو بدعت کہنا کیوں کر جائز ہے۔

وہ علماء جو ان محافل کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور ان کے انعقاد کو بدعت خیال کرتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ سیرت پاک کے ذکر کو برا نہیں کہہ سکتے اور نہ کوئی مسلمان ایسی جرات کر سکتا ہے یقیناً ان کے اسباب کچھ اور ہوں گے جن پر ایسا لکھ سکتے ہوں گے تاہم ہمارا فرض ہے کہ بہ نیت اور برطبیت کی ذہنیت سے ایک نظر کر سوچیں کہ کون سے وہ امور ہیں جو عقل سلیم انھیں جائز قرار دیتی ہے یا نہیں۔

سب سے پہلے موجودہ طرز عمل کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا ہے ہندوستان کا ہر شخص آگاہ ہے کہ عام طور سے جب محافل میلاد منعقد کی جاتی ہیں تو پہلے تعین وقت و روز کی اطلاع پبلک کو دی جاتی ہے اور وقت معینہ پر جب سب لوگ آجاتے ہیں تو ذکر شروع ہوتا ہے ظاہر ہے کہ یہ کوئی مرسل نہیں آج کوئی اجتماعی کام بغیر تعین وقت کے انجام نہیں پا سکتا ذکر کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ مجمع کے سامنے ایک چوکی یا کسی ممتاز جگہ پر صاف بستر افرش بچھا دیا جاتا ہے اس کے قریب ہی خوشبو کی جاتی ہے اور کچھ لوگ یا کوئی ایک شخص اس تخت پر جلوہ افروز ہوتا ہے صاف ستھرے فرش کا بچھانا خوشبو جلانا ہی کوئی قبیح فعل نہیں بلکہ مستحسن ہے ہاں اس کو لازم کر لینا بلا شبہ

عموماً پہلے میلاد خواں حمد و نعت کے مناسب حال کچھ اشعار پڑھتا ہے یا کسی سے یا کسی سے آغاز کرتا ہے اس کے بعد اول کتاب پڑھی یا کسی اور طریق کی کوئی کتاب میلاد کو قبول کر پڑھتا ہے اور اس کی اجازت کوئی دیتا ہے یا کوئی اور وجہ ہے ہے کی جاتی ہے اس میں تخلیق عالم اور [illegible] کرسی اور انوار [illegible] کا ذکر نہیں ہوتا [illegible] کا متقل ہونا بیان کیا جاتا ہے یہاں تک کہ آنحضرت کی ولادت کا بیان ہوتا ہے لوگ بوجوش کھڑے ہو جاتے ہیں عام طور سے اس وقت پڑھ نعتیہ کلام اور سلام نعتیہ کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور پھر جناب آپ کی نبوت کا ذکر نشو و نما کے حالات مبعوث ہونے کی کیفیت نزول وحی کی حالت معراج اور معجزات کا بیان اور آخر میں رحلت کا ذکر ہوتا ہے بہر شکل تقسیم ہوتی ہے میلاد خواں کو ڈبل حصے ملتے ہیں کہیں سلام و قیام کی رسم اختتام مجلس پر ادا کی جاتی ہے اور کہیں بغیر اس سے وفات تک کے حالات بیان کرنے کی تکلیف سامعین کو نہیں دی جاتی صرف فضائل میلاد و فضائل رسالت پر مجلس ختم ہو جاتی ہے۔

بظاہر ان تمام باتوں میں کوئی امر خلاف مصلحت یا خلاف واقعہ نظر نہیں آتا ہے لیکن حقیقت میں ان میں سے کوئی بات بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچاتی۔

اول تو علی العموم جن میں میلاد کے لئے منتخب کی جاتی ہیں یا جو بیانات عام میلاد خوانوں یا جلسہ ورواعظوں کے ہوتے ہیں وہ اس درجہ مہمل اور اس درجہ بے بنیاد روایات و حکایات سے لبریز ہوتے ہیں کہ ان کو آنحضرت کی طرف منسوب کرنا ہی اس ذات اقدس کی سخت ترین توہین ہے دوسرے نغمہ سرائی جو عام واعظوں کا امتیاز مشغلہ ہے اور نعتیہ کلام کے بعض سوقیانہ انداز بیان سے اس محفل کو ایسی نوعیت دیدی جاتی ہے کہ اسے مجلس میلاد مبارک کہتے ہوئے تو شرم منہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہے ہاں آپ اس کا جو بھی چاہے نام رکھ لیجئے۔

میلاد کی کتابیں کیا ہوتی ہیں گویا عراق عجمیات اور تحیر آمیز روایات کا مجموعہ ہوتی ہیں کہیں براق کی تعریف میں اس کے پروبال کی چمک دمک و طوالت کی دوڑ کی سرعت و امد کی اعجاز نمائی جنبش و رفتار کی نزاکت اس انداز میں کی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ براق کیا تھا گویا شاہان مغلیہ کا تخت طاؤس تھا جس میں سر سے پاؤں تک جواہر کے کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی کہیں جنت کے ذکر میں موتی کے دروازے الماس کے گلاس یاقوت کی روشنیاں اس طرح بیان کی جاتی ہیں کہ شداد کی تیار کردہ بہشت نگاہوں میں پھرنے لگتی ہے کتابوں میں تو خیر ایسی بے سروپا باتیں ہیں ہی عجب تو یہ ہے کہ بعض پیشہ ور واعظ بھی ان لغویات سے بچنے سے ذرا نہیں جھجکتے۔

ان تاریخ معجزات، حالات معراج، واقعات ولادت میں اکثر بے سروپا روایات سے کام لیا جاتا ہے اور جاہل واعظین اور احمق میلاد خوانوں نے صرف اس لئے اختیار کیا ہے کہ ایسی دور از کار خیالی باتوں اور دلی متعلقہ باتوں کی تفصیلوں سے عام لوگوں کو ہمیشہ دلچسپی ہوتی ہے اور عوام کی مقبولیت ہی ان کے حصول معاش کا تنہا راز ہے۔

الغرض عام طور سے جو محافل میلاد منعقد کی جاتی ہیں ان میں سب سے بڑی خرابی ان کتابوں کی ہے یا ان واعظین کی جن کے بیانات موضوع روایات سے لبریز ہوتے ہیں اس لئے سب سے پہلے لوگوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ جلد اس کا سد باب ہو جائے علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ نبوی یا قاضی سلیمان مرحوم کی کتاب "رحمۃ للعالمین" یا مولانا عبدالصمد رحمانی کی "میلاد النبی" اردو کی مختصر تصانیف اس باب میں ہیں ان کو اسی جیسی کوئی معتبر کتاب پڑھوانی چاہیئے اور اگر اسی کے ساتھ نعتیہ کلام کی بھی ضرورت سمجھی جائے تو خاص طور سے اس کا اہتمام کیا جائے اور صحیح معنی میں نعتیہ کلام پیش کیا جائے۔ اب نعتیہ کلام کہنے اور

اور گانے کا عام طور پر رواج ہو گیا ہے لیکن وہ ایسے ذلیل اور شرمناک ہیں کہ کوئی سنجیدہ اور صحیح الدماغ شخص ان کا دیکھنا یا پڑھنا گوارا نہیں کر سکتا۔

وہی حامیانہ تشبیہات وہی سوقیانہ جذبات وہی پست اور ادنیٰ خیالات جو عام شعراء کی ذہنیت ہے وہی ان میں بھی پائی جاتی ہے اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ اسی انداز اور طرز بیان میں اظہار محبت کیا جاتا ہے جیسا کہ دنیا کے محبوں کے ساتھ میرے خیال میں تو اس سے زیادہ توہین مذہب اور اس کی پیشوائی اور نہیں ہو سکتی اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ سلسلہ میلاد یا وعظ میں نعتہ سرائی ہی نہ ہو تاکہ اس طرح مسجد و موسیقی کا جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔

ذکر میلاد کا حقیقی مقصود یہ ہے کہ لوگ رسول اللہ صلعم کی زندگی سے واقف ہو کر خود بھی اسکی پیروی کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے ضرورت ہے کہ آپ کا اسوۂ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے آپ کا اخلاق عام آپ کا صبر و تحمل آپ کا عزم و استقلال آپ کا لطف و کرم آپ کی سادہ معاشرت و معیشت آپ کا تمدن لوگوں کو سمجھا دیا جائے جو ترقی کا اصلی راز اور مسلمانوں کی موجودہ بگڑی ہوئی حالت کا سدھار کا اصل ہے اس لئے ضرورت ہے کہ نہایت صحیح روایات کا التزام کیا جائے نیز ہمارا فرض ہے کہ معاندین اسلام کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو رفع کریں اپنی ہمسایہ قوموں کو آگاہ کریں کہ مربی کے اس امی نبی نے دنیا کے بسنے والوں پر کتنے ان گنت احسانات کئے اس کے لئے ضرورت ہے کہ غیر مسلم قومیں مدعو کی جائیں محافل میلاد میں ان کو بھی مدعو کیا جائے اور ان کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا جائے۔

ذکر میلاد کی بہترین صورت یہ ہے کہ کسی مستند عالم کو دعوت دی جائے جو ہمیشہ ورد الفاظ نہ ہو اور وہ نہایت سادہ اور پر اثر انداز میں لوگوں کو ذکر مبارک سنائے اور اگر کوئی ایسا عالم نہ ملے جو صاحب دل بھی ہو تو کیا کہنے ہیں نور علی نور لیکن اگر یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر کوئی معتبر کتاب پڑھکر سنا دی جائے اور کوئی ضرور نہیں کہ کتاب ابتدا سے انتہا تک اسی ایک مجلس میں ختم بھی ہو جائے بلکہ چند جستہ جستہ مختلف عنوانات جن کے ماتحت آپ کی زندگی کے حالات قلمبند ہوں پڑھکر سنا دیئے جائیں۔

خدا کا شکر ہے کہ بعض مقامات پر اس ضرورت کو لوگ محسوس کرنے لگے اور عملاً آمد بھی شروع کیا جانے لگا ہے اور انشاء اللہ رفتہ رفتہ موجودہ طرز میلاد میں کچھ ترمیم ہو ہی ہے لیکن ظاہر ہے کہ جو رواج صدیوں سے ان پیشہ ور مولویوں اور پیروں کی بدولت قائم ہو وہ رفتہ رفتہ ہی بدل سکتا ہے دفعتہً نہیں اللہ سکتا تاہم اگر ہر شہر اور ہر محلہ کے سنجیدہ اور با اثر لوگ محفل میلاد کو محفل افادہ کی صورت میں منعقد کریں اور عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کریں تو بہت جلد یہ خرابیاں دور ہو سکتی ہیں

بارھویں ربیع الاول کو تقریباً ہر ہر شہر اور ہر ہر قصبہ اور ہر ہر گاؤں میں محفل میلاد منعقد ہوں گی ان مواقع سے ہمیں پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے اور ان تمام نقائص کو دور کرنے اور امور مندرجہ بالا کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔


جو علم غیب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب

# غیبی اشارے

پڑھیں یہ وہ حیرت انگیز طلسمی کتاب ہے جو دنیا میں انقلاب پیدا کرے گی یہ عجیب و غریب کتاب اور علم ہندوستان کی کسی کتاب میں اس وقت موجود نہیں

**غیبی اشارے** تمام غیبی واقعات کو صاف صاف بتائے گی۔
غیبی اشارے کا مطالعہ تمام پیش آنے والے واقعات سے باخبر کر دے گا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت کی تحریر پڑھ سکتے ہیں
غیبی اشارے کا مطالعہ آپ کو اجداد اعزا و اولاد کی قسمتوں سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کی مدد سے آپ اپنی قسمت پلٹ سکتے ہیں۔
غیبی اشارے کا پڑھنے والا جس کی چاہے قسمت پلٹ سکتا ہے
غیبی اشارے کے مطالعہ کے بعد ہر شخص نہایت صحیح پیشینگوئیاں کرنے لگیگا۔
غیبی اشارے کا مطالعہ لاجرموں کو نفع نقصان سے باخبر کر دیگا
غیبی اشارے کا مطالعہ سے آپ اپنے دشمنوں کے ارادہ سے خود بخود واقف ہو جائینگے
غیبی اشارے کا پڑھنے والا لوگوں کے دلوں کا حال معلوم کر سکتا ہے۔
غیبی اشارے پڑھنے سے محبوب کی قلبی کیفیات معلوم ہو سکتی ہیں
غیبی اشارے ملازمت پیشہ اصحاب کو ترقی کی راہوں اور خطروں سے آگاہ کر دیگی۔
غیبی اشارے بیمار کی موت اور زندگی کی اطلاع دے گی
غیبی اشارے کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ کونسا علاج مفید رہے گا۔

غیبی اشارے ایک ایسی کتاب ہے جو دلی کا کام دے گی نہ اس میں اعمال ہیں نہ نجوم کی سمجھ میں نہ آنے والی باتیں ہیں نہ جفر کی کبھی نہ حل ہونے والی چیستان ہے بلکہ ایک نہایت آسان اردو زبان کی کتاب ہے جسکے کسی قسم کی ریاضت کی ضرورت ہے نہ کسی خاص قابلیت کی ضرورت ہے صرف ایک دفعہ کا پڑھ جانا کافی ہے ایک دس برس کا اردو پڑھا ہوا بچہ بھی اس کتاب سے بخوبی فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور یورپ کے زبردست پیشینگوئیاں کرنے والوں کے جملہ واقعات نہایت صحیح بتا سکتا ہے۔ ایسی حیرت انگیز کتاب اردو میں آج تک نہیں چھپی اردو داں اصحاب اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم تھے لیکن اب ان کی خوش قسمتی سے ایسی لاجواب کتاب اردو میں جسکی خوبیوں کے لحاظ سے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔

**قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے :- حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# غیر مسلم لیڈران کے خیالات رسول اکرمؐ کے متعلق

ذیل میں چند غیر مسلم معزز ہمارے ملک کے مضامین درج کئے جاتے ہیں جن کو امید ہے کہ ناظرین رسالہ نہایت دلچسپی سے پڑھیں گے۔ ان مضامین کو پڑھ کر کوئی شخص اگر یہ معلوم نہ کرسکے کہ کس کے قلم سے نکلے ہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ عقیدت و محبت سے معمور یہ سطور مسلمان کے قلم کے نہیں ہیں خاکسار اڈیٹر ان حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ کثیر قومی و ملکی مشاغل کے باوجود مولوی کے رسول نمبر کے لئے وقت نکال کر مضامین عنایت فرمائے۔

مسٹر دیوی داس صاحب گاندھی خلف اصغر مہاتما گاندھی، ڈاکٹر ستیہ پال صاحب مسٹر ہے۔ ان سا ہنی اڈیٹر ہندوستان ٹائمز لالہ وشن بندھو گپتا دا لکھ پتی صاحب پریسیڈنٹ سکھ لیگ و اڈیٹر روزانہ اخبار اکالی ملک کے مشہور و معروف بزرگ ہیں ان حضرات کی تعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان حضرات کی قومی و ملی خدمات اور ان کے ایثار و قربانیوں نے ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کے نام نیک کو شہرت دے رکھی ہے۔ میرا فرض صرف اس قدر ہے کہ میری درخواست کو قبول فرما کر جو لطف و کرم مجھ پر فرمایا ہے اس کا شکریہ ادا کروں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس وقت یہ تمام حضرات اسیر قید فرنگ ہیں اور گجرات جیل میں محبوس۔ اور مسٹر ساہنی نے تو ٹھیک اس وقت جبکہ وہ جیل جانے کے لئے تیار تھے یہ مضمون لکھکر مرحمت فرمایا ہے۔

شاید اس دفعہ یہ فخر واہتمام یا زاد کسی رسالہ و اخبار کے رسول نمبر کو حاصل ہوگا جو مولوی کو حاصل ہوا ہے کہ اس کے دامن اوراق میں ملک کے ایسے عظیم المرتبت مہنداروں کے مضامین جگمگا رہے ہیں۔

مسٹر دیوداس موجودہ دنیا کے سب سے بڑے انسان کے فرزند صالح ہونے کے علاوہ ایک نوجوان صالح علم دوست قربانی محب وطن ہیں۔ ڈاکٹر ستیہ پال ہندو مسلم اتحاد کے سچے عاشق دشت فیروزی کے پرانے سپاہی وہ نوردِ حب وطن کی زندہ تصویر اور آزادی وطن کے لئے سب کچھ قربان کرنے والے رہنما ہیں۔

مسٹر ساہنی شمالی ہند کے سب سے زیادہ وقیع و کثیر الاشاعت انگریزی روزانہ اخبار ہندوستان ٹائمز کے کامیاب اڈیٹر ہیں۔

لالہ وشن بندھو گپتا ایک ان تھک ملک و ملت کے خادم ہیں اور روزانہ اخبار وقیع کے نہ صرف ڈائرکٹر ہیں بلکہ سب کچھ ہیں اور دہلی میونسپلٹی کے میونسپل کمشنر ہیں۔

ماسٹر تارا سنگھ سکھوں کے بہت بڑے رہنما ہیں سکھ لیگ کا گذشتہ اجلاس آپ ہی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا آپ اکالی اخبار اکالی کے اڈیٹر بھی ہیں سکھ قوم کے اندر آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

ان معزز و محترم بزرگوں نے مولوی کے رسول نمبر کے لئے مضامین عنایت فرما کر جو لطف و کرم فرمایا ہے اس کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرنا میں اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں۔ (خاکسار اڈیٹر)

# ملک عرب کا آفتاب درخشان

(ترجمہ از انگریزی) مہاتما گاندھی

(اثر خامہ مسٹر دیوی داس گاندھی خلف اصغر مہاتما گاندھی)

اے بھرت! جب دنیا میں حق صداقت مغلوب ہوجاتی ہے اور ہر طرف ناحق اور باطل کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں تو اس وقت میں اپنے آپ کو ظاہر کیا کرتا ہوں خیر و نیکی کی ترقی اور شر اور بدی کے استیصال کی خاطر میں ہمیشہ وقتاً فوقتاً دنیا میں جلوہ افروزی کرتا رہا ہوں: گیتا

ایک عظیم الشان اور صاحب قوت سورج کی طرح سینہ خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ریگستان عرب کو اپنے جلوہ سے اس وقت منور کیا کہ جب دنیائے انسانی انتہائی تاریکی میں مبتلا تھی اور جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ اپنا کام پورے طور پر انجام دے چکے تھے وہ مقدس کام کہ جس سے دنیا کو ابدی فائدہ پہنچے والے تھا دنیا کے سچے اور مامور من اللہ ہادی بہت تھوڑے ہوئے ہیں اور باہم ان کے زمانوں میں ایک دوسرے سے بہت فرق رہا ہے اور وہ لوگ کہ جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات کا مطالعہ اسی احترام کے ساتھ کیا ہے کہ جس کے وہ مستحق ہیں اس بات کے ماننے پر مجبور ہیں کہ آپ سب سے بڑے ہادیوں میں سے ایک تھے آپ کی عظمت و شان میں اس وقت اور بھی اضافہ ہوجاتا ہے جبکہ آپ کی تصور کھینچتے وقت ہم اس انتہائی اخلاقی و روحانی انحطاط کے پس منظر پر بھی نگاہ کریں جو آپ کی پیدائش کے وقت عرب میں عام تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مہذب اور ترقی یافتہ ماحول کی پیداوار نہ تھے۔ آپ کے عہد میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس سے آپ الہیات کا درس لیتے۔ اس زمانے میں مذہب الٰہی کے لئے تو عرب میں کوئی جگہ ہی نہ تھی وہ

سرزمین اپنے تاریک ترین دور سے گذر رہی تھی جب خرابی اور پستی انتہائی حد تک پہنچ گئی تو اس وقت آپ رحمت باری بنکر تشریف لائے ایسی صورت میں اگر انھیں رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا جاتا ہے تو اس میں تعجب ہی کیا ہے عوام کے جذبات کے مطابق کہ جو تا قیام قیامت باقی رہیں گے اور آپ براہ راست خدا کے قاصد اور رسول ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ہستی باری تعالیٰ کی ہستی اور ذات کے لمدر فنا ہو چکی تھی جو لوگ کہ ہندو مذہب کے عقائد سے آشنا ہیں آپ کو اوتار کہیں گے جسکے لفظی معنی یہ ہیں کہ (خدا کی طرف سے) اترا ہوا۔ پچھلے مسلمانوں کی زبان میں آپ کا لقب پیغمبر یعنی اسکا قاصد ہے اور مطلب ان دونوں لفظوں کا ایک ہی ہے دونوں لفظ جلالۃ محبت و تعظیم کے اظہار کے لئے ہیں اور ایک کے بجائے دوسرا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کسی امیر اور دولتمند خاندان سے نہ تھا آپکے والدین غریب لوگ تھے اور آپ کو کوئی روحانی تفوق بھی ورثہ میں نہ ملا تھا آپکا ظہور ایک ایسے خاندان میں ہوا جسے بہ لحاظ امارت دنیا میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی اور آپ کی زندگی میں میرے لیئے جو حقیقت سب سے زیادہ دلکش ہے وہ یہی ہے کہ بہت سے اور عظیم المرتبت انسانوں کی طرح آپ اس طبقہ سے نکلے کہ جسے عوام کا طبقہ کہا جاتا ہے آپ ایک معمولی تاجر اور ایک بکریاں چرانے والے کی زندگی بسر کی یہ واقعہ ہمارے جذبات میں تحریک پیدا کرکے سلسلہ کی کڑی کو ایک دوسرے عظیم الشان گڈریئے کے ساتھ جوڑ دیتا ہے جس کی محبت کے بائیس کروڑ یا اس سے بھی زیادہ دیوانے دنیا میں بستے ہیں جو سری کرشن کے نام سے مشہور ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی خوبی جس نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا آپ کی کامل ایمانداری تھی آپ کی اس صفت نے آپ کو قوم سے "الامین" کا قابل رشک خطاب دلوا دیا تھا جس کے معنے ایماندار اور سچے کے ہیں حق و صداقت پر آپ کا ایمان تھا اور آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے اور کسی حالت میں بھی آپ سچائی سے خفیف سے خفیف انحراف بھی گوارا نہ کر سکتے تھے کسی نیک اور اچھے مقصد کے لئے بھی آپ حق کو چھوڑنا پسند نہ کرتے تھے اور اس کا ثبوت ہمیں غزوۂ بدر کے اس واقعہ سے ملتا ہے جو بہت مشہور ہے کہ قبائل قریش نے جو آپ کے دشمن تھے آپ کے دو آدمیوں کو پکڑ لیا تھا اور یہ وعدہ لیکر چھوڑ دیا تھا کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ شریک ہو کر قریش سے جنگ نہ کرینگے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر دشمنوں کی تعداد آپ سے بہت زیادہ تھی اور ایک آدمی کی کمی یا زیادتی بھی آپ کی جنگی طاقت پر اثر ڈال سکتی تھی لیکن اس قدر سخت ضرورت اور ان لوگوں کی عاجزانہ درخواستوں کے باوجود آپ نے اسے گوارا نہ کیا کہ وہ اپنا عہد توڑ کر لڑائی میں آپ کا ساتھ دیں۔ اصل یہ ہے کہ مصلحت وقت کے مذہب کی آپ کی نگاہ میں ذرا سی بھی وقعت نہ تھی اپنے جاں نثاروں کو ان کی اپنی شریفانہ تمناؤں کے پورا کرنے سے باز رکھنے میں یقیناً آپ کو سخت رنج ہوا ہوگا لیکن حق کی خاطر اسے گوارا کیا گیا بہر صورت دہر حالت ایک اخلاقی قانون کا احترام ضروری تھا خواہ اس کی وجہ سے دل کو کتنی ہی تکلیف پہنچے ضرورت تھی کہ پیغمبر جس بلند اخلاقی نصب العین کی طرف قوم کو بلانا چاہتا تھا پہلے خود اس پر عمل کرکے دکھاتا اور حق یہ ہے کہ آپ نے مثال پیش کرنے میں ذرا سی بھی پس و پیش نہ کیا۔ آپ کی سوانح حیات ہمیں بتاتی ہے کہ آپ نے اپنی تعلیم اور تبلیغ کی زندگی بھر اصل ہی یہ رکھا کہ جو کچھ اپنے پیروں کو سکھانا چاہتے تھے پہلے خود وہ سب کچھ کرکے دکھا دیا اور کبھی کسی ایسے کام کی تعلیم نہ دی جس کا عملی نمونہ خود نہ پیش کر دیا ہو۔

اس جگہ اس بات کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ میں آپ کی زندگی کے اور بھی چند اسی قسم کے واقعات نقل کروں کیونکہ آپ کی سیرت پر بہت سی بلند پایہ اور قابل اعتبار تصانیف موجود ہیں اور ان میں اس قسم کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔

آپ کے طرز زندگی میں اس وقت بھی کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑا جبکہ آپ عہدۂ رسالت پر مامور ہو گئے آپ نے اپنی تمام زندگی اسی سادگی اور بے تکلفی سے بسر کی۔ دنیا کے عیش اور زندگی کی آسائشیں اس وقت بھی آپ کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکیں جبکہ ایک سے زیادہ سلطنتوں کی دولت آپ کے قدموں میں لوٹ رہی تھی آپ کی غذا بہت ہی سادہ اور تھوڑی ہوتی تھی اور کھانا آپ صرف اس ضرورت سے کھاتے تھے کہ زندہ رہ سکیں چٹائیاں اور بوریئے آپ کا بستر رہے اور اسی طرح بدن کے کپڑے بھی بہت ہی سادہ ہوتے تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے سخت کلامی نہیں کی حتیٰ کہ جنگ کے موقعہ پر دشمنوں سے بھی آپ کا لہجہ نرم ہوتا تھا حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اپنی خواہشات اور جذبات پر پورا پورا قابو حاصل تھا۔ گیتا میں کرم یوگی کا جو خیال دیا گیا ہے وہ صفات آپ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں یعنی آپ اپنے ناخوش آیند فرائض کو بھی سچے ایمان اور سچی جرأت کے ساتھ انجام دیا کرتے تھے اور خواہشات یا غرور کبھی آپ کے قدم میں لغزش نہ ڈال سکتا تھا کرم یوگی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے بلند ترین خیالات کو بھی عملی جامہ پہنا دے اور محمد رسول اللہ ایک ایسی ہی ہستی تھے ایک فانی انسان ہونے کے باوجود آپ مافوق الانسان تھے مسرت اور الم اور حظ و ملال جن کے اثرات کا تجربہ ہم معمولی انسانوں کی زندگیاں بسر ہوتی ہیں اور جو درحقیقت ہماری زندگیوں میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں ان سے یہ مقدس اور عظیم الشان روح کبھی متاثر نہ ہوئی تھی۔ آپ کی زندگی گیتا کی اس تعریف کا بالکل صحیح نمونہ تھی جو پیغمبروں اور اوتاروں کی اس میں کی گئی ہے۔

"وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ جہاں تمام خواہشات اس کی طرف کو اس طرح بہتی ہیں جس طرح دریا سمندر کی طرف بہتے ہیں جو پانی سے اگرچہ لبریز ہوتا ہے لیکن یہ دریا اس میں ذرا سا بھی توسع نہیں پیدا کر سکتے وہ ایسا نہیں ہوتا کہ خواہشات سے مغلوب ہو کر خواہش کرنے لگے۔ جس کے تمام کام ہوائے ہوس کے سانچے سے آزاد رہتے ہیں اور جس افعال کو عقل کی آنچ تپا کر کندن بنا دیتی ہے اسی کو حکماء نے حکیم اور فرزانہ مانا ہے۔" (گیتا)

مجھے معلوم ہے کہ آپ کے متعلق یہ خیال عام ہے کہ آپنے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی ہے۔ جہاں تک رہبانیت کا لفظ اپنے محدود معنی میں مستعمل ہوتا ہے یہ خیال بالکل صحیح بھی ہے لیکن یہ ناممکن تھا کہ آپ کی یہ خواہش ہوتی کہ وہ قواعد و ضوابط جو انسانی زندگی کی رہنمائی کے لئے وضع کئے جائیں وہ بلند ترین اخلاقی اور مذہبی معیار کے علاوہ کسی اور چیز سے مطابقت رکھتے ہوں۔ پیغمبر صاحب تو غالباً اسے پسند کریں گے کہ ہم اگر غلطی بھی کریں تو زائد از ضرورت احتیاط کی

محبت میں کریں بہ نسبت اس کے کہ ہم سے بے اصولی کا اظہار ہو آپ کے تیار کئے ہوئے نظام زندگی میں کسی قسم کی آزاد روی کی کہیں گنجائش نہیں ہے انہوں نے جہاں ہمیں زندگی صدا آخر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے: ہیں انہوں نے قواعد وضوابط کی پابندی میں ذرا سی سستی اور ذرا سی ڈھیل کو بھی دور رکھنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے اور اس کا ثبوت ہمیں ان عبادات و فرائض میں ملتا ہے جن کا روزانہ بجالانا آپ نے اپنے پیروؤں پر فرض کیا ہے اصل یہ ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے جیسا کہ میں سمجھتا ہوں آپ کے متعلق یہ روایت کہ آپ نے ایک ایسے مکان کے اندر تشریف لیجانے سے انکار کر دیا تھا جو بہت اعلیٰ پیمانہ پر آراستہ و پیراستہ تھا اس ذہنیت کی ایک واضح مثال ہے جو آپ نے پیدا کرنی چاہی تھی اور جسے پیدا کرنے میں آپ ایک بڑی حد تک کامیاب بھی ہوئے تھے۔ ہونا ہی یہی چاہیئے تھا کہ ایک ایسی ذات کہ جس کے افعال و اعمال اس کے پیروؤں کے لئے اسوۂ حسنہ بننے والے تھے اپنے تمام حرکات و سکنات کے متعلق اسی حد تک محتاط اور پابند ضوابط ہوتی۔

جو لوگ کہ موجودہ حالات اور رسم و رواج میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس سے بہتر صورتیں جیسا ہو جائیں ان کے دل پر جس بات کا زبردست اثر پڑے گا وہ پیغمبر صاحب کا وہ بلند تخیل ہے جو آپ محنت و مزدوری کے متعلق رکھتے تھے۔ رسوم خدا کی ان قائم کی ہوئی ان بہت سی مثالوں میں سے جنھیں لوگوں نے پھیلا دیا ہے ایک یہ ہے کہ آپ اپنے کپڑوں کی خود مرمت کرتے تھے یہی نہیں بلکہ اپنے جوتوں کی بھی آپ اکثر گھر کے کام کاج میں اپنے خدمتگار کو مدد دیا کرتے تھے اور مسجد کی تعمیر میں آپ نے مزدوروں کے ساتھ برابر کا کام کیا ہے کام کرنے والے مزدوروں کے ساتھ کام کرتے وقت آپ اس طرح کام کرتے تھے اور ان کے اندر اس طرح مل جاتے تھے کہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا تھا۔

بچوں سے آپ کو خاص شغف تھا اور ان کی صحبت میں آپ بہت خوش رہتے تھے وہ خوش قسمت بچے جو آپ کے زمانہ حیات میں تھے اور جنھیں آپ کی شفقت حاصل کرنے کا فخر حاصل ہوا اپنے گھروں میں اس قدر خوش نہ رہتے تھے جتنا کہ آپ کی صحبت میں بچوں میں اٹھنا بیٹھنا آپ کے لئے کوئی اتفاقی امر نہ ہوتا تھا بلکہ یہ آپ کا قاعدہ اور دستور العمل تھا کہ بچوں کو تلاش کر کے ان کے ہمجلیس ہوتے اور اپنے بہترین خیالات ان کے دماغوں پر منقش کر دیتے کیا تعلیم دینے کا اس سے زیادہ طبعی اور فطری طریقہ کوئی اور ہو سکتا ہے؟

پیغمبر صاحب کی زندگی کا اہم ترین پہلو کہ جس کی مخلصانہ تقلید کے آپ اپنے ان تمام پیروؤں سے کہ جن کے دل آپ کے عشق سے لبریز ہیں متمنی ہی ہوں گے آپ کے جانبائے محبت و عقیدت تھے جان لوگوں کے لئے ہی عاند تھے کہ جنہوں نے آپ کو ایذائیں پہنچائیں آپ کو ضرر پہنچانے طرح طرح کی عقوبتیں دینے حتی کہ آپ کو قتل کر دینے کے لیے ایسے وسائل اختراع کئے گئے تھے کہ جنھیں سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن آپ نے ان تمام مخالفتوں کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیا اور ہمیشہ آپ کا یہ ایمان رہا کہ اس طرح تکلیفیں اٹھا کر آپ اس عظیم الشان مقصد کو پورا کر رہے ہیں جو آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ یہ خیال کہ آپ کا یہ صبر و تحمل اہمیت و دلیری کی کمی کی وجہ سے تھا اس لئے رکیک اور ناقابل قبول معلوم ہوتا ہے کہ ایک سے زیادہ موقعوں پر باقاعدہ لڑائیوں میں جن کے لڑنے پر آپ کو مجبور کیا گیا آپ نے انتہائی شجاعت اور بہادری دکھائی ہے۔

زندگی کے ہر ایسے موقعہ پر کہ جب معمولی انسان اپنی کمزوری ظاہر کر دیتا ہے آپ فوق الانسان بلندی عزم کے ساتھ اٹھے اور گم کردہ راہ عرب کو بہبود و ترقی کا راستہ دکھایا۔ یہ صحیح ہے کہ آپ ایک انسان تھے مسلمان آپ کو ایک انسان ہی سمجھتے اور خدا انہیں بلکہ جماعت انسان ہی کا ایک فرد کہتے ہیں واقعی آپ انسان ہی تھے لیکن ہمیں یہ ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ ایک ایسے انسان تھے جیسا کہ فی الحقیقت ایک انسان کو ہونا چاہیئے یا جیسا کہ خدا نے ہمیں بنانا پسند کیا تھا نہ کہ ایک ایسا انسان جیسے کہ ہم سب ہیں۔ پیرو سو برس پیشتر کے اس انسان کامل کے آستانے پر آج دنیا کے مختلف گوشوں میں کروروں بندگان خدا کی جبہیں نیاز جھکا کرتی ہے انسانیت کا یہ نمونۂ اکمل ایک روشن آفتاب کی طرح اس دنیا میں آیا تھا اور اپنے کروروں شیدائیوں کے دلوں میں ایک سورج ہی کی طرح ہمیشہ جلوہ گر رہے گا۔

# نعرۂ توحید

(از قلم عالیجناب ڈاکٹر مسیتھ پال صاحب)

کیا جانئے حضرت انسان کے عقل پر کیا پردہ پڑ گیا ہے کہ اس کا میلان طبع خالق کل کائنات کی ذات کی عبادت چھوڑ کر اس کی مخلوق کا پجاری بننے میں اپنی نجات تصور کرتا ہے انسان کا درجہ کل کائنات میں اعلیٰ و ارفع ہے اس میں کسے کلام ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا کا وجود اسی کے لئے ہے سورج کی روشنی اسی کے لئے چاند کی میٹھی میٹھی ٹھنڈک اسی کے لئے اور دریاؤں کا شیریں پانی بھی اسی کے لئے پھول اس کے لئے پھل اس کے لئے غرضکہ اس دہر کا ہر ذرہ اس کی خاطر کیلئے موجود لیکن صد حیف کہ جو اس کے غلام بننے اس کا یہ غلام ہو گیا اور اپنے حقیقی مالک پروردگار سے اس نے انکھیں پھیر لیں صد مرحبا اس کی دانشمندی اور فراست پر کہ کہیں یہ قبروں کا پرستار بن گیا اور کہیں یہ اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کے دام میں آ گیا خدا اسے یاد ہی نہ رہا خدائی پر ایسا فریفتہ ہوا کہ خدا کو بھول گیا یا خود خدا بن گیا اور یا اس کی دنیا پر لٹو ہو گیا خدا ہی اگر انسان کی طرح ہوتا تو انسان کو اس دلدل میں پھنسے رہنے دیتا اور اسے اپنی بربادی کو مکمل کر لینے دیتا جو جس کا ہوتا ہے وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے انسان جب خدا سے جدا ہوا تو لازم تھا کہ خدا کے نور سے بھی محروم ہو اور جس مٹی سے اسے پیار ہے اس کی تاثیر اس میں نمودار ہو یہی وجہ ہے کہ آج انسان مصیبت میں مبتلا ہے بحر غم میں ڈبکیاں لے رہا ہے دکھ اور آزار سے قدم قدم پر بل رہا ہے دنیا آج دار الراحت کی بجائے دار العذاب بنگئی ہے لیکن خدا یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ انسان کا حشر ایسا اندوہناک ہو گو بندہ اپنے خدا سے منہ موڑ چکا ہے لیکن خدا نے اپنی رحمت کا دروازہ

اس پر کبھی بھی بند نہیں کیا اور انسان کو براہ راست پرلانے کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے پیغمبر و رسول صفحۂ دنیا پر جلوہ افروز کئے ہیں تاکہ گم کردہ راہ پھر سے سیدھی راہ پر آجائیں تاکہ جہالت کے تاریک بادل دور ہوں اور روشنی نمودار ہو جناب حضرت محمد صاحب نے بھی اسی متبرک فرض کو ایک خاص شان سے سر انجام دیا ہے حضور کا جس وقت ظہور ہوا سارے عرب میں بت پرستی زوروں پر تھی ہر سمت اور ہر جانب شرک زوروں پر تھا۔ خدا کا خیال ہی مٹ رہا تھا ظلم و ستم جبر و تشدد کے لئے تو ضرور خدا کو برت لیا جاتا تھا لیکن اس کی عبادت و اطاعت سے لوگ کوسوں دور تھے رسومات پر زور تھا فروعات کے لئے شور تھا لیکن خدا پرستی کا نام نہ تھا ایسے وقت میں حضور نے نعرۂ توحید اس شان سے بلند کیا کہ اس کی گونج سے عرب میں ایک نئی دنیا آباد ہو گئی حضور کو لوگوں نے طرح طرح کی اذیتیں دیں اس لئے کہ حضور وحدہ لاشریک کا پیغام سناتے تھے حضور کو لوگوں نے بہت پریشان کیا اس لئے کہ آپ ایک معبود کی طرف متوجہ کرتے تھے لیکن ایسی بلند مرتبہ اور بلند پایہ شخصیتیں ان مشکلات سے کب خائف ہوتی ہیں جو اپنے آپ کو خدا کی گود میں پاتے ہیں وہ دنیا والوں کو کب نگاہ میں لاتے ہیں دنیا سے وہ کب ڈرتے ہیں جن کے سر پر دنیا کے مالک کا ہاتھ ہے دنیا انھیں دبا نہیں سکتی دنیا انھیں خرید نہیں سکتی، جو سے وہ گھبراتے نہیں مدح سے وہ بس میں نہیں آتے ان کی نگاہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہی نہیں عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت محمد ایک خاص گروہ یا جماعت یا ملک کے ہادی ہیں یہ صحیح ہے کہ کروڑوں مسلمان آج دن میں کئی مرتبہ احمد کے اس پاک رسول کا نام عزت اور پیار سے لیتے ہیں لیکن ان سے کہیں بڑھکر غیر کے وہ لوگ مدح خواں ہیں جو میری طرح گو ان کی ہر بات پر نہ چل سکتے ہوں لیکن جو ان کے نعرۂ توحید میں اپنی دبی آواز شامل کرتے ہیں اور جو دن رات حضور کے اس احسان کو یاد کیا کرتے ہیں کہ آپ نے بھولی بھٹکی دنیا کو از سر نو صحیح و صاف راستہ دکھایا اور وحدانیت کا سبق سکھایا۔

حضرت محمد صاحب اگر اپنی زندگی میں اور کچھ نہ بھی کر پائے تو ان کا شرک کو دور کرنا اور توحید کو قائم کرنا ہی ایک ایسا کارنامہ ہے کہ دنیا میں انہیں ابدی زندگی کا حق حاصل ہوتا لیکن حضور نے اہل دنیا کو اپنی موجودہ جدوجہد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بھی غیب سے ہدایت روشن کی ہے حضور کا اخلاص حضور کی قربانی حضور کا ایثار حضور کا نفس پر قابو حضور کا حوصلہ ہم سب کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں حضرت محمد صاحب نے دنیا میں مساوات کا اصول قائم کیا خدا کی نگاہ میں ہر ایک انسان کا درجہ ایک ہے اس کی درگاہ میں دولت و عقل کا امتیاز جائز نہیں جو خدا کا ہو گیا خدا اسی کا ہو گیا غریب ہو یا امیر مفلس ہو یا زردار جس نے خدا کی بندگی کو اپنا شعار بنا لیا اس نے اعلیٰ ترین درجہ حاصل کر لیا۔ خدا کی عبادت کے دروازے سب پر کھل گئے اونچ نیچ کا امتیاز نہ رہا۔ دنیوی معاملات میں درجہ ایک اور دنیوی معاملات میں بھی سادی سلوک کی ہدایت کی گئی۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اسلام کی تعلیم کہ جو حضرت محمد نے پیش فرمائی آج بہت حد تک غائب سی ہو رہی ہے انسان اپنی سابقہ روایات کے مطابق ہر ظاہر داری کا غلام ہو رہا ہے رسم و رواج کا پابند ہے لیکن حقیقت سے ناآشنا ہے آج مسلمانوں میں نہ وحدانیت زوروں پر ہے اور نہ توحید پرستی اپنی اصلی صورت میں موجود ہے اور نہ وہ اخوت ہی موجود ہے کہ جس پر اسلام کو بجا ناز ہے میں اس خطرہ کو دیکھ رہا ہوں کہ جو اور مذاہب کو پیش آیا۔

عیسائیت آج چراغ لیکر ڈھونڈنے سے شاید ہی کہیں دستیاب ہو آج گرجوں میں عیسیٰ ہے نہ پارلیمنٹ میں نہ تجارت میں وہ کہیں نظر آتا ہے نہ سیاست میں اس کا کہیں نام ملتا ہے آدھی دنیا عیسیٰ کی پیرو ہے لیکن وہ جانتی بھی نہیں کہ عیسیٰ نے کیا کیا اور کیا کرنے کی ہدایت کی اسلام نے دنیا کو اپنے اصولوں کی وجہ سے تسخیر کیا حضرت محمد کی وجہ سے ان گنت قلوب کو تسکین نصیب ہوئی لیکن آجکل رنگ ڈھنگ بدلے ہوئے نظر آتے ہیں میرا کوئی حق تو نہیں ہے کہ میں کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں لیکن بالیقین میں اسلام کا ایک مخلص مدح خواں ہوں اور اس لئے میری یہ دلی آرزو ہے کہ یہ اپنی شان برقرار رکھے اور اس کے فروغ و اقبال برابر بھی فرق نہ آئے ہندوستان کے مسلمانوں کی ذمہ داریاں تو دوسروں سے زیادہ ہیں انھیں اس خطرہ سے آگاہ رہنا چاہیئے جو ایک غلام مذہب کے درپیش آتا ہے اگر کچھ مدت اور ہندوستان غلام رہا تو اسلام کو ایک عظیم صدمہ پہنچے گا یہ ایک یقینی امر ہے۔ یہ وہ نازک وقت ہے کہ جب ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے مذہب کے آزاد کرانے کی ضرورت درپیش ہے کیا ہی اچھا ہو اگر مسلمان تنگدل و خود غرض مطلبی رہبروں کی چنگل سے نکل کر حضرت محمد کی طرح صرف خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے میدان میں نکل آئیں اور وطن کو آزاد کرانے کی جدوجہد دل و جان سے کر کے غلامی سے نجات حاصل کریں اور دونوں ثواب حاصل کریں۔

ملک بھی آزاد ہو مذہب بھی آزاد ہو اور ہندوستان کے مسلمان اپنے وطیرہ سے تمام دنیا پر روشن کر دیں کہ آج بھی اسلام کی رگ رگ میں خدا اور اس کے رسول کا ظہور ہے میں اسلام کا شاندار مستقبل دیکھتا ہوں لیکن یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب مسلمان اپنے فرض سے آگاہ ہوں اور ایک خدا کے بندے بنکر اپنے مذہب کے لئے پوری پوری قربانی کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔

(+)

# حضرت محمد صاحب کی محبت بھری تعلیم

(از جناب ماسٹر تارا سنگھ صاحب پریسیڈنٹ سکھ لیگ)

افسوس ہے کہ میں نے حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری کا اچھی طرح مطالعہ نہیں کر سکا اور مجھے اس پاک ہستی کی بابت زیادہ معلوم نہیں ہے نہ مذہب اسلام کی بابت بھی میں واقفیت نہیں رکھتا لیکن جب کوئی مجھ سے یہ کہا کرتا ہے کہ حضرت محمد صاحب نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا تھا تو مجھے اس شخص کی کم فہمی پر

ہنسی آتی ہے اس قسم کا اعتراض کرنے والے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس اعتراض سے تو وہ محمد صاحب کو غیبی طاقت کا مالک تسلیم کر رہا ہے اگر ایک محمد دنیا کے مقابلہ میں تلوار سے کامیاب ہوتا ہے تو یقیناً یہ ایک معجزہ ہے اپنی سچائی اور ایمان کی مدد سے کامیابی حاصل کرنا اتنا بڑا معجزہ نہیں ہے جتنا کہ تلوار کے زور سے مذہب پھیلانے میں کامیابی حاصل کرنا ہے اگر فرض کر لیا جائے کہ محمد صاحب نے پہلا مسلمان پھر دوسرا پھر تیسرا اور پھر چوتھا تلوار کے زور سے ہی مسلمان کئے تھے تو یہ اشخاص جبراً مسلمان کئے جانے کی وجہ سے محمد صاحب کے دشمن ہو گئے ہونگے ایک ایک کو تلوار کے زور سے پہلا محمد صاحب خود مسلمان کر سکتے تھے لیکن جب وہ تین چار اکٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے کیوں محمد صاحب سے بدلہ نہ لیا؟ اگر اس کا جواب یہ دیا جائے کہ وہ مسلمان تو تلوار کے زور سے ہی ہوئے تھے لیکن بعد میں وہ محمد صاحب پر صدقِ دل سے ایمان لے آئے تھے لیکن اگر یہ مان لیا جائے تو بھی یہ ایک معجزہ ہی ہے لیکن یہ ایک ایسی فضول بات ہے کہ کوئی اس کو ماننے کو تیار نہ ہوگا کہ جس شخص پر جبر کیا جائے وہی بعد میں دوست بنا دے اس بھدی دلیل کے یہ معنے ہیں کہ کوئی ایک شخص جو جسمانی طور پر دوسروں سے طاقتور ہے ایک ایک کو فتح کرنے کے بعد اپنا مذہب چلا سکتا ہے کیونکہ فتح کے بعد مفتوح کو جبر سے دوست بنایا جا سکتا ہے لیکن یہ ایسی فضول دلیل ہے کہ اس پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض اصحاب یہ خیال کریں کہ شروع شروع میں تو وعظ سے ہی لوگ مسلمان بنے تھے لیکن بعد میں طاقت پکڑنے پر انہوں نے تلوار کی مدد بھی لی تھی یہ ممکن ہے بلکہ اغلب ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں نے اپنے اپنے مذہب کی مدد میں تلوار استعمال کی ہے۔ میں یہ نہیں مانتا کہ کسی وقت پر بھی مذہب کی اشاعت کے لئے تلوار کا استعمال میں لانا ضروری ہے یا یہ کہ اس طرح مذہب کی اشاعت میں تلوار کی مدد لینا اس اشاعت میں کچھ مفید ثابت ہوتا ہے لیکن اس بات سے مجھے انکار نہیں کہ عیسائیوں یہودیوں بودھیوں جینیوں وغیرہ مذاہب نے اپنے اپنے مذہب کی مدد کے لئے تلوار کی مدد ضرور لی تھی اسی طرح پر مسلمانوں نے بھی بعض موقعوں پر مذہب کی مدد کے لئے تلوار کا استعمال ضرور کیا تھا لیکن اس بات کی ذمہ داری حضرت محمد صاحب پر نہیں آ سکتی کیونکہ محمد صاحب اور ان کے جانشینوں نے مذہب کے پھیلانے کے لئے تلوار کا استعمال نہیں کیا لیکن جو شخص مذہب کے نام پر تلوار کی جنگ میں شریک ہوتا ہے اور اس طرح پر اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالتا ہے اس کا ایمان بھی کافی حد تک مضبوط ہوتا ہے یقین کی پختگی کے بغیر کوئی شخص اپنے آپ کو جنگ کے خطرہ میں نہیں ڈالیگا اس لئے تلوار چلانے کیلئے بھی تو پہلے یقین کرنے والے مضبوط دلوں کی ضرورت ہے جو صرف وعظ سے ہی پیدا ہو سکتے ہیں اس واسطے یہ کہنا بالکل فضول ہے کہ کوئی مذہب تلوار کے زور سے پھیلا ہے یا پھیل سکتا ہے کیونکہ تلوار بھی وعظ سے پیدا ہوئے یقین کے بغیر اٹھائی نہیں جا سکتی۔ ایک کتاب اس وقت مجھے ملی ہے جس میں حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری مدرج ہے اس کتاب کو میں جس صفحہ سے کھولتا ہوں حضرت محمد صاحب کی عظمت ہی نظر پڑتی ہے ان کی صدق دلی ان کا خدا پر بھروسہ انکی سادگی ان کی جاں دہی ہر ایک صفحہ سے ٹپکتی ہے کوئی شخص ان کے قتل کے ارادہ سے جاتا ہے اور وہ مسلمان ہو جاتا ہے دوسرا حضرت صاحب کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے جاتا ہے اور وہ مسلمان ہو جاتا ہے حضرت صاحب کو ہر طرح کی تکلیفیں دی جاتی ہیں اور ہر طرح کے لالچ دیئے جاتے ہیں لیکن نہ کسی تکلیف کا نہ کسی لالچ کا ان کے دل پر اثر ہوتا ہے آخر ایسے شخص کو ان سے بڑھکر کوئی چیز نظر ضرور آتی ہوگی ایسے شخص کو نبی اور پیغمبر اگر کوئی نہ مانے تو اس کی سمجھ پر افسوس ہے ایسے اشخاص دنیا میں کبھی کبھی آیا کرتے ہیں جو دنیا کو سیدھا راستہ پر ڈالا کرتے ہیں گو ان کی تعلیم میں کچھ کچھ فرق نظر آتا ہو لیکن بنیادی اصولوں میں ان کی تعلیم ایک ہی ہوا کرتی ہے گورو نانک جی نے مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے "نیارے نیارے دیس کے بھیس کو پرھکو" مطلب یہ ہے کہ جو ظاہر اس فرق معلوم ہوتا ہے وہ دراصل علیحدہ علیحدہ ملکوں کے رواج اور روایات کا فرق معلوم ہوتا ہے یہی دیکھو مسلمان کہتے اللہ اکبر سکھ کہتے ہیں "ست سری اکال" ان الفاظ پر جاہل لوگ لڑ مرتے ہیں گو ان میں فرق صرف ۱۵ اس قدر ہے کہ ایک عربی بولی کے الفاظ ہیں اور دوسرے پنجابی بولی کے الفاظ ہیں اور دوسرے پنجابی بولی کے مذاہب کے نام پر لڑنے والے اس طرح پر اپنے مذاہب کی تعلیم کے خلاف ورزی کرکے مذاہب کے خلاف بدنام کر رہے ہیں اسی طرح پر مسلمان مذہب کے ماننے والوں میں بھی بعض نے اپنے مذہب کی خلاف ورزی کرکے اپنے مذہب اور پیغمبر کے نام کو بدنام کرنے کی کوشش ضرور کی ہے لیکن حضرت صاحب کی تعلیم پہلے درجہ کی محبت بردباری اور حلم کی تعلیم سکھلاتی ہے۔

# غلط مذہبوں کا کافر

(ترجمہ از انگریزی)

از قلم مسٹر بے این ساہنی اڈیٹر ہندوستان ٹائمز دہلی

چونکہ مجھے امید ہے کہ اب دو چار ہی روز میں مجھے گرفتار کر لیا جائے گا اس لئے میں اسے اپنا فرض خیال کرتا ہوں کہ اپنے عزیز دوست مولانا عبدالمجید سے جو وعدہ میں نے کر لیا ہے اسے پورا کر دوں اور آپ کے رسالہ کے مخصوص نمبر کے لئے کچھ لکھ دوں ایک ایسا شخص کہ جسے کسی خاص مذہب سے کوئی تعلق نہ ہو اس کے لئے مذہبی معاملات و مسائل پر قلم اٹھانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے رسی یا تار کے اوپر چلنا اس کوشش میں میرے لئے جو چیز باعث تسکین و تسلی ہے وہ یہ کہ اپنے اپنے زمانہ میں محمد (صلعم) عیسیٰؑ اور بدھ جیسے بزرگوں کے ساتھ اسی قسم کی حقارت و نفرت کا برتاؤ کیا گیا تھا جو کافروں کے لئے مخصوص ہے اور حضرت محمد (صلعم) کو اسی قسم کے لشکر کا ایک زبردست پیشوا سمجھکر ہی میں اس بات پر مجبور ہوا ہوں کہ ان کی تعظیم کروں یہ آپ ہی کا کام تھا کہ عدیم النظیر عزم و استقلال اور استقامت کے ساتھ جسکی وجہ سے آپ کئی مرتبہ موت کے منہ میں پہنچ گئے آپ نے اس وقت کے رواج یافتہ مذہب کے اصولوں کو توڑا اور ایک ایسے مذہب کی

بنیاد ڈالی کہ جس نے اس مخصوص زمانہ کی تہذیب میں بھی عظیم الشان انقلاب بپا کر دیا اور آگے چلکر اس دنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والے کروروں انسانوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دیا اسلام کی فلسفیانہ عظمت سے بحث کرنے کا میرا منصب نہیں ہے کیونکہ میں ایسے کسی مسئلہ کو چھیڑنا نہیں چاہتا جس میں اختلاف رائے پیدا ہونے کا احتمال ہو البتہ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ بانئ اسلام کی ذات جس قدر پاک اور اعلیٰ تھی اسی قدر مقناطیسی کشش بھی اس میں موجود تھی اور آپ ایسے دل اور ایسے دماغ کے مالک تھے کہ جنکی نظیر ہم آجتک اس دنیا میں بہت کم پیدا ہوئی ہیں اس مقدس پیغمبر نے صدیوں پہلے اپنے پیروؤں کے لئے معاشرت کا جو نظام قائم کیا تھا اس میں دو باتیں خصوصیت کے ساتھ ہر شخص کی توجہ اپنی طرف منعطف کر لیتی ہیں یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ اس عہد جمہوریت میں بھی ہم معاشرتی اور ذہنی مساوات کے اس بلند درجہ پر نہیں پہنچ سکے ہیں جس کا تخیل اس عظیم المرتبت پیغمبر کے ذہن میں صدیوں پہلے آگیا تھا اور جس پر مسلمانان عالم میں من الحیث القوم اپنی روزمرہ زندگی میں حیرت انگیز وفاداری کے ساتھ عمل کیا ہے سیاسی جمہوریت میں بھی بہت کچھ خوبیاں ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ ہر ایسا نظام سیاسی کو جو عوام کو اس حکومت کے قائم کرنے کے متعلق کامل آزادی دے کر اپنے ماتحت دہ راندگی سر کرنی چاہتے ہیں یقیناً غیر منصفانہ اور جابرانہ ہے لیکن تنہا سیاسی جمہوریت سے کام نہیں چلا کرتا اور جمہوری طرز زندگی کی اس سے تکمیل نہیں ہوتی جمہوریت کا اصلی راز جس چیز میں پنہاں ہے وہ تو یہ ہے کہ ایک انسان کی نظر میں دوسرے انسان کی وقعت کتنی ہے اور ایک جماعت دوسری جماعت کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کر رہی ہے۔ دنیا کے تمام مذہبوں میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اس بات کا دعویٰ کر سکے کہ اسے جمہوریت کا سچا پیغام اور سچا پیغمبر ملا ہے اسلام کے متعلق قابل ذکر چیز وہ حقوق ہیں جو اس نے عورت کو دیئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ جہانتک سماج کے اندر عورتوں کی حیثیت کا اور صنف مقابل کے ساتھ میل جول رکھنے کی آزادی کا تعلق ہے ہر دو مذہب اور تقریباً تمام قومیں عورتوں کو بہت زیادہ آزادی دے رکھی ہے لیکن وراثت، خلع اور جائداد و املاک کے قانونی حقوق کے معاملہ میں مذہب اسلام کے بانی اور پیشوا نے عورتوں کو ایسے ایسے حقوق دیدیئے ہیں کہ جو آج ہر ملک کے ذہین پیشوا اپنی عورتوں کو دینے کے متمنی ہیں یہ امر ضرور افسوسناک ہے کہ عورتوں کے حقوق کو اس قدر فراخدلی کے ساتھ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ جس حد تک اسلام کرتا ہے۔ آج ترکی کے سوا تمام دنیا کے مسلمانوں کا عموماً اور مسلمانان ہند کا خصوصاً عورت مرد کے میل جول کے متعلق جو رویہ ہے وہ لفظ عصمت کے غلط مفہوم سے متاخر نظر آتا ہے ایسا احتیاط اور دور اندیشی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ جسے غلطی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تہذیب میں سرعت کے ساتھ ترقی کرنی ہے اسے دیکھکر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ترکی رہنمایان قوم کی طرح مسلمان ہند بلکہ مسلمانان عالم بہت ہی جلد اس بات پر مجبور ہوں گے کہ اس امر خاص کے متعلق اپنے رویہ پر نظر ثانی اور اس میں ضروری ترمیم کریں ایک بڑی حد تک زن و شوہر کے تعلقات کے متعلق خرابیاں تو اب بھی محسوس کی جا چکی ہونگی لیکن اگرچہ یہ ممکن ہے کہ ان خرابیوں کا کچھ علاج سوچ بھی لیا جائے لیکن پھر بھی آئندہ بیس سال کے اندر مسلمان اس حقیقت کے محسوس کرنے پر مجبور ہوں گے کہ اقتصادی اور سیاسی شعبہ ہائے زندگی میں ان کے لئے عورتوں کی آزادی کے متعلق اپنی رفتار ترقی تیز کرنی ناگزیر ہے اگر یہ منظور نہیں ہے کہ رسم و رواج کی قربانگاہ پر قوم کا اقتدار اور قوم اور قوم کی حیثیت قربان کر دی جائے اور موجودہ زمانہ میں اس قسم کی قربانی کسی طرح جائز نہیں کہلا سکتی یہ میں نے تنقیداً یا نکتہ چینی کے خیال سے نہیں لکھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستانی مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ تمام ہندوستان کی نجات جس چیز پر منحصر ہے وہ اس ملک کی عورتوں کی ترقی ہے۔

# حضرت محمد صاحب کا کامیاب مشن

(از قلم جناب لالہ لیشن بندھو جی ڈاکٹر تیج اخبار دہلی)

ایڈیٹر صاحب مولوی نے اپنے خاص نمبر کیلئے مجھے حضرت محمد صاحب کی زندگی پر مضمون لکھنے کی دعوت دی ہے رسالہ مولوی کے ناظرین آنحضرت کو خدا کا رسول اور سچا پیغمبر اسلام مانتے ہیں اور دنیا میں انکی جتنے زیادہ عزت کرتے ہیں ان کے دلوں میں حضرت کیلئے گہری عقیدت اور سچی محبت ہوتی ہے وہ دن میں پانچ وقت خدا کی عبادت کرتے ہوئے ان کا نام تعظیم کے ساتھ لیتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کے بعد ان کا مرتبہ دنیا میں سب سے زیادہ ارفع و بلند سمجھتے ہیں ان کے دلوں میں اپنے نبی کا حقیقی عشق ہے اور وہ ان کے نام پر سر تو در اپنا سب کچھ قربان کرنے کو آمادہ و تیار رہتے ہیں ایسی حالت میں مجھ ایسے غیر مقلد شخص کا مضمون جسے بہت سی باتوں میں آنحضرت کی تعلیم سے اختلاف ہے ناظرین کی دلچسپی کا باعث کیونکر ہو سکتا ہے تاہم چونکہ میں اس نیک جذبہ کی قدر کرتا ہوں جس سے محرک ہو کر مجھے یہ مخلصانہ دعوت دی گئی ہے اس لئے باوجود اس خوف کے کہ شاید ناظرین کی توقع کو میں پورا نہیں کر سکوں گا اس امید کے ساتھ قلم اٹھاتا ہوں کہ ناظرین میرے ناچیز خیالات پر آزادانہ سپرٹ میں غور کرنیکی سعی فرمائینگے یہاں یہ تنازع کرنا بے سود نہ ہوگا کہ میں ان معنوں میں جو ہندوستان اسلام نے ذہن نشین کئے ہوئے ہیں نہ حضرت محمد کو خدا کا نبی مانتا ہوں اور نہ ان معنوں میں جو مسلمان اور ہندو بھائیوں نے سمجھ رکھے ہیں مہاراج کرشن و مہاراج اندر کو پرماتما کا اوتار مانتا ہوں بلکہ صحیح یا غلط میرا عقیدہ یہ ہے کہ ہر دور میں ہر زمانہ میں جب ضرورت پڑنے پر خداوند تعالیٰ دنیا کے مختلف حصوں میں وقتاً فوقتاً ایسی نیک و متبرک ہستیوں کا ظہور کرتا ہے جو اپنی خداداد قابلیت اور اعلیٰ انسانی اوصاف کے ذریعہ بنی نوع انسان کو تاریکی کے غار سے نکال کر روشنی کی طرف پہنچاتی ہیں اور بدی کے راستہ سے ہٹا کر نیکی کی راہ دکھاتے ہیں دنیا کے گناہوں اور برائیوں سے نجات دلا کر ان کی خراب زندگیوں کو پاک صاف بنانے میں امداد دیتے ہیں اور اپنی اعلیٰ تعلیم و مثال سے ان کے دلوں میں خدمت خلق اور عبادت خدا کا نیک جذبہ پیدا کرتے ہیں اس سلسلہ میں انھیں جن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ انہیں خوشی سے برداشت کرتے ہیں اور ان کی زندگی

کا واحد مقصد انسانی فلاح و بہبود ہوتا ہے اسی عقیدہ کے ماتحت دنیا کے سب مہاپرشوں کی عاملہ سکے کہ انکی تعلیم و سرگرمیوں کا دائرہ کیا ہے پیچھے دل سے عزت کرتا ہوں اور انھیں کسی ایک قوم ملک ملت یا فرقہ کی میراث نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کا مشترکہ سرمایہ سمجھتا ہوں میرے پیغامبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ بھی اسی زاویہ نگاہ سے کیا ہے اور میرے خیال میں دنیا کی عظیم ہستیوں کی زندگی سے فیضیاب ہونے کا یہی بہترین طریقہ ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ انھیں کسی ایک فرقہ یا مذہب کی میراث بنانا ان کے دائرۂ عظمت کو محدود کرنا ہے جسے عام طور پر بہت کم لوگ محسوس کرتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ذاتی اوصاف و محاسن کے بغیر کوئی شخص بلند مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ مذہبی پیشواؤں سوشل رفارمروں اور پولیٹکل رہنماؤں میں دیکھنے کچھ غیر معمولی خوبیاں ضرور ہوتی ہیں جو انھیں معمولی انسانوں سے ممیز کرتی ہیں اور جن کی بدولت عام طور انسان ان کی پرستش کرتے ہیں اور ان کی تقلید میں اپنے لئے راہ نجات تلاش کرتے ہیں اگر ان میں کشش انگیز خوبیاں اور اوصاف نہوں تو ظاہر ہے کہ وہ کوئی بڑا کام سرانجام نہیں دے سکتے اسلئے آنحضرت کے ذاتی اوصاف و محاسن کا تذکرہ کرنا بھی بے سود ہے اتنا کہدینا کافی ہوگا کہ ان کی سادگی طرز بیان دری خود اعتمادی معاملہ فہمی اور مستقل مزاجی سے کوئی شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ان کی ذات میں یہ سب باتیں غیر معمولی طور پر نمایاں معلوم ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی باتیں ان کے مشن کو موجودہ حد تک کامیاب بنانے میں معاون ہوئیں۔ آنحضرت کی پبلک لائف کا مطالعہ کرتے ہوئے بعض باتوں نے میری طبیعت پر خاص طور پر اثر کیا ہے ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ آنحضرت میں رفارموں کا سا جوش ہوتے ہوئے بھی یہ بڑی خوبی تھی کہ وہ سوشل اصلاحات کے میدان میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتے تھے ان کی پالیسی تدریج اصلاح کی تھی وہ جلد بازی میں کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاتے تھے جسکے لئے ناں بعد پشیمان ہونا پڑے یا جس سے اصلاح کا حقیقی مقصد ہی فوت ہو جائے مثال کے طور پر انسداد شراب نوشی ہی کو لیجئے حضرت صاحب کو شراب نوشی سے سخت نفرت تھی اور وہ اسے بہت سی برائیوں کی جڑ تصور کرتے تھے لیکن جس وقت انھوں نے اس مسئلہ کی طرف اپنی توجہ دی تو دیگر رفارمروں کی طرح بے صبری کے ساتھ اسے اپنے پیروؤں کے لئے ایکدم حرام قرار نہیں دیا بلکہ آہستہ آہستہ اس کے انسداد کے ذرائع اختیار کئے جیسا کہ قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ۔

اسی طرح ازدواج کے مسئلہ کا جو حل اسلام نے پیش کیا ہے اس کی تہ میں بھی فی الحقیقت یہی مصلحت کارفرما نظر آتی ہے تاریخ داں اصحاب سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ حضرت محمد صاحب کے وقت میں عرب کی حالت اس پہلو میں سخت ناگفتہ بہ تھی کثرت ازدواج پر کسی قسم کی پابندی نہیں تھی اس بارہ میں عرب کے نیم وحشی بدوؤں میں کوئی قاعدہ یا ضابطہ نہیں تھا ان کا اخلاق حد درجہ گرا ہوا تھا وہ لوگ تہذیب و تمدن سے بالکل معرا تھے ان کی اس زبوں حالت کو دیکھکر حضرت صاحب نے عملی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ پر غور کیا اور وہاں کے حالات کے مطابق جو حل انھیں اس وقت بہترین معلوم ہوا تجویز فرمایا ان کی زندگی سے اسی قسم کی اور کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ انھوں نے سوشل سدھار کے میدان میں مصلحت وقت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ انکی زندگی کا یہ ایک ایسا پہلو ہے جس سے بہت سے سوشل ریفارمر سبق حاصل کر سکتے ہیں

## حضرت محمد صاحب کی تعلیم

حضرت محمد صاحب ایک مذہبی پیشوا تھے ان کی پبلک لائف کا قریب قریب تمام حصہ اشاعت اسلام ہی میں صرف ہوا اس لئے ان کی تعلیم و اصل اسلام ہی کی تعلیم ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ مسلمانوں کے سوا اور دوسرے لوگ ان کی تعلیم سے مستفید نہیں ہو سکتے عرب کے نیم وحشی بدوؤں پر انہوں نے جو احسانات کئے ہیں انھیں تاریخ فراموش نہیں کر سکتی جو ملک آج سے ڈیڑھ ہزار برس پہلے تہذیب و تمدن کے نام سے عاری تھا جہاں صنعت و حرفت کا مطلق دخل نہ تھا جہاں کے لوگوں کا پیشہ ہی لوٹ مار قتل و غارت گری تھا جہاں بت پرستی و آتش پرستی کا غلبہ تھا وہ ملک آج مہذب ممالک کی صف میں کھڑا ہوا نظر آتا ہے یہ سب کچھ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے علاوہ بریں اخوت اسلامی کی اعلیٰ مثالیں قائم کر کے انہوں نے دنیا میں جمہوریت کے قابل قدر رجحان کو فروغ دیا اور یہ ایک ایسا کارنامہ تھا جس نے نہ صرف خلافت اسلامیہ کی کایا پلٹ کر دی بلکہ دیگر مملکتوں پر بھی نمایاں اثر ڈالا۔

آنحضرت کا ایک اور بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے عرب سے غلامی کی انسانیت سوز رسم اٹھانے میں بیحد مدد کی اور اسلام کے پیروؤں کو تعلیم دی کہ غلاموں کو آزاد کرنا بڑا کار ثواب ہے نیز یہ کہ کوئی شخص پیدائشی غلام ہونے کے باوجود اعلیٰ عہدہ یا خلیفہ بننے سے محروم نہیں کیا جا سکتا چنانچہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ کئی پیدائشی غلاموں نے خلیفہ کا مرتبہ حاصل کیا۔ اور اپنے نیک اعمال اور اعلیٰ اوصاف کی بدولت اپنے وقت میں اسلام کی رہبری کی۔ آج بیسویں صدی میں جبکہ تقریباً ساری دنیا میں غلامی کا انسداد ہو گیا یہ بات ممکن ہے کہ بہتوں کو نظر نہ آئے لیکن آج سے چودہ سال پہلے کا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھکر اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ یہ کوئی چھوٹا کارنامہ نہیں تھا اسی طرح کے کئی ایک اور کارہائے نمایاں حضرت محمد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں جن کا مفصل تذکرہ مضمون ہذا کی محدود سطور میں ممکن نہیں ہے اور نہ اس کی یہاں ضرورت ہی ہے یہاں صرف اس قدر کہدینا کافی ہے کہ حضرت محمد صاحب دنیا کی ان عظیم ترین ہستیوں میں سے ایک ہیں جن کی زندگی کا مشن بنی نوع انسان کو راہ راست دکھانا ہوتا ہے حضرت صاحب کو اپنے مشن میں جس قدر کامیابی ہوئی وہ اسلئے اور بھی زیادہ قابل تعریف ہے کہ انھیں عرب کے وحشیان کو جہان انسانی زندگی کے ابتدائی سہولتیں بھی مہیا نہیں تھیں اپنا میدان عمل بنانا پڑا۔ ان نیم وحشی قوم میں کام کرنا پڑا جو تعلیم و روشنی سے بے بہرہ اور تہذیب و اخلاق سے قطعی نابلد تھی۔

اگر اس کے باوجود بھی حضرت صاحب کو غیر مسلم دنیا میں وہ عظمت دہر و تعزیر حاصل نہیں ہے جو ہونی چاہیئے تھی تو اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اسلام کے پیروؤں نے حضرت صاحب کی زندگی اور ان کے کارناموں کی خالص مذہبی جوش اور تنگ نظری سے مطالعہ کیا ہے اور وہ حضرت صاحب کو خود جس محدود مذہبی حیثیت میں سمجھتے ہیں دوسروں سے بھی انھیں ویسا ہی سمجھنے کی توقع کرتے ہیں حضرت محمد صاحب کی عظمت کا راز ان کی خالص مذہبی حیثیت میں پنہاں نہیں بلکہ ان کی زندگی کے عالمگیر اصول اور فلاح انسانی کے متعلق ان کے اہم کارناموں میں مضمر ہے۔

میرا خیال ہے کہ اگر اسلام کے پیرو حضرت محمد صاحب کی زندگی پر وسیع و آزادانہ زاویہ نگاہ سے غور کریں اور ان کی حقیقی عظمت کو سمجھیں اور اسکی اشاعت کریں تو پیغمبر اسلام۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف آج وہ بہت سے تعصبات فنا ہو سکتے ہیں جو غلط طور پر مسلمانوں کے دلوں میں نظر آتے ہیں۔

# عرض بدرگاہ رسالت

بتوسط حضور خواجہ [illegible]

(بقلم [illegible])

اے کہ تیرا جمال ہے زینت محفل حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حسن کی زکات

تیری جبیں سے آشکار پرتو ذات کا فروغ
اور ترے کوچہ کا غبار سرمۂ چشم کائنات

بارگہ الست سے بخش دیئے گئے تجھے
سب ملکی تصرفات سب فلکی تجلیات

چہرہ کشا کرم ترا کاشف سر قیصروال
لطف ترا کرشمہ سنج کعبہ سے تابہ سومنات

تیرے سلام کے لئے گلشن قدس کے طیور
گھوم رہے ہیں ڈال ڈال جھوم رہے ہیں پات پات

دیکھتے ہی ترا جلال کفر کی صف الٹ گئی
جھک گئی گردن ہبل ٹوٹ گیا طلسم لات

آنکھ کے اشارے سے تو نے معًا بدل دیئے
ذہن کے سب تصورات قلب کے سب تاثرات

چون و چگونہ و چرا تا بکجا دتا بہ کے
حل کئے ایک بات میں تو نے یہ سرمدی نجات

غیر کو خویش کر دیا خلش دہر کو بھر دیا
پل میں درست کر دیئے بگڑے ہوئے تعلقات

کیا ہی وہ انقلاب تھا دل سے جس میں ایک ساتھ
رازبن و پیرس و دمشق پیکن و دہلی و ہرات

از سر نو کیا گیا دور قدیم ارجمند
اٹھ گئی قید خون و رنگ مٹ گیا فرق نسل و ذات

شان خدائے پاک نہی فقیریوں کی سادگی
جس پہ نثار ہو گئے سب عجمی تکلفات

تیری ثنا میں تر زباں ہو گیا جو مری طرح
اس کی قلم میں آگئی شان روانی فرات

پست و بلند کے لئے عام ہیں تیری رحمتیں
عرش سے اور فرش سے تجھ پہ سلام اور صلوات

اے کہ رواں رواں مرا درد میں ہے بسا ہوا
کس کو ترے سوا سنائیں جا کے ہم اپنی مشکلات

سر پہ اندھیری رات ہے گھر گئی ہے گھنور میں ناؤ
موج بلا ہے تاک میں دور ہے ساحل نجات

تھام کے پایہ عرش کا کر نہ ادب یہ التجا
اے کہ ترا عطا فیض ایک فقط تری ہی ذات

بندے بھلے ہوں یا برے تو تو ہے اے خدا کریم
قطع ہو کیوں کریم کا سلسلۂ نوازشات

مورد لطف خاص پر کس لئے آج یہ عتاب
ہم سے پھرا ہوا ہے کیوں گوشۂ چشم التفات

# شان ربیع الاوّل

(از جناب مولوی حامد حسین صاحب قادری پروفیسر آگرہ)

کر دیا چاند نے اعلان ربیع الاول — اب دل و جاں سے ہو قربان ربیع الاول
ہاتھ سے چھوڑنا داماں ربیع الاول — چن لے حامدؔ گل فیضان ربیع الاول
جلیہ فرما ہوئے اس ماہ میں محبوبِ خدا — جنا اصل علی شان ربیع الاول
رخ ہے ہنگام سحر وقت تبسم گستر — اور قدم شمع شبستان ربیع الاول
روز عید اس کا ہر ایک روز ہے ہر شب شب قدر — لمعۂ نور ہے ہر آن ربیع الاول
نو اسی ماہ کا پھیلا ہے زمانے بھر میں — ہے زمانے پہ یہ احسان ربیع الاول
دل میں ہو یادِ نبی لب پہ ہے ذکر نبیؐ — مقصد ہے یہی شایان ربیع الاول
رشحۂ ابر پہ ناراں نہیں ساون بھادوں — بارشِ نور ہے باران ربیع الاول
عطر آگیں ہے درودوں سے فضائے عالم — ہیں یہ لے دل گل و ریحان ربیع الاول
مست رہتے ہیں مے ذکر نبی سے ہر دم — کتنے ہشیار ہیں مستان ربیع الاول
جان ہے سارے برس کی یہ مہینہ حامدؔ — اور سیلادِ نبی جان ربیع الاول

ہوگا حامدؔ جو کبھی شاہ مدینہ کا کرم
جا کے دیکھوں گا وہاں شان ربیع الاول

(+)

# ہو گلشن اسلام میں یہ نخلِ بہشت باغ ارم

(از جناب محمد اعجاز حسین صاحب علوی نجم آبادی گلاوٹی)

سن لے یہ میری التجا اے زائرِ ارضِ حرم — جب تو مدینہ پاک میں رکھنا مدینے کے قدم
پڑھکر درود پاک تو اس آستاں پر دم بدم — میری طرف سے عرض کر پیشِ رسولِ محترم
اے سرورِ ہر دو سرا فخرِ کائنات باصفا — شاہ سلیماں مرتبہ یوسف خدم موسیٰ شمہ
اے مہرِ کنعان عرب ایجاد عالم اسبب — اے ہاشمی امی لقب اے صاحبِ خلقِ کرم
اے مہرِ گردون ہاشمی شمعِ شبستانِ حرا — عالم کی ظلمت کو مٹا چمکا کے نورِ مجتبیٰ
تو دیکھ کر رنگِ بیکسی رحمت کی اپنی بے کسی — ہے دور گردوں گو بہت ہٹا نکلے دنیے ہم
سن لے مسیحائے زماں دشمن ہوا اپنا آسماں — ہے اس جینے کی کہاں مایوس ہوں بیمار غم
آفاقِ فلک کو ہم سے کیوں دشمن ہیں سبھی زمیں — راحت کہیں ہم کو نہیں ملکِ عرب ہو یا عجم
مولا ہمارے حال پر کچھ تو کرم کی ہو نظر — تیرے غلاموں کے یہ سر اب تک اٹھے ہیں ہر جگہ
موزوں نہیں گو تاج کے قابل نہیں ہر تاج کے — لائق ہیں کب تا راج کے تیرے غلامانِ کرم
کشتی کا اپنی ناخدا کوئی نہیں تیرے سوا — بیڑے کو اُنکے بچا طوفاں میں ہے تجھ کو الم
مانا ہیں ہر سمت سے تیرے پر ہیں غلا موں کے ترے — اب لاج تیرے ہاتھ ہے ہم سب کی مولیٰ کے کرم
ہو مہر دولت دونما بہبود ملت کی گھٹا — عالم کی پھر ٹلے ہوا روشن ہو دینِ محتشم
عاداتِ بد جائیں مٹ دل سبز ہو نخلِ عمل — ہر شاخِ گل میں آئے پھل ہو بارشِ ابرِ کرم
وہ عام ہو رحمت تری کھل جائے مردِ دل کی کلی — ہو گلشنِ اسلام میں پھر نکہت باغِ ارم

دیکھے جمالِ دلستاں صدقے کرے اعجاز جاں
تن ہو جو خاکِ آستاں آنکھیں رہیں فرشِ قدم

(+)

# ولادت رسول مقبول صلعم

(از نامہ جناب نواب احمد یار خاں صاحب دولتانا)

دگرگوں ہو گئی جب دہر کی ہیئت کی حالت — بگڑ کر رہ گئی اخلاقِ انسانی کی جب صورت
خدا کو بھول بیٹھی آدمی امد کی قدرت — تو آیا جوش پر بحرِ سخاوت چشمۂ رحمت
ہوئے کونین کے سردار احمد مصطفےٰ پیدا

تمنا صلۂ نا باقی تھی بھلائی اور برائی میں — یونہی آپس میں جلاتی تھی ناحق بھائی بھائی میں
وہ تھیں بدفعلیاں اندھیر تھا ساری خدائی میں — تو پھر برپا ہوا اک جوشِ شانِ کبریائی میں
ہوئے کونین کے سردار احمد مصطفےٰ پیدا

بشر نے جب بشر کا مرتبہ پامال کر ڈالا — جہاں نے اک جہاں کو حال سے بے حال کر ڈالا
غضب تھا شانِ بشریت کا استیصال کر ڈالا — سیہ خو ظلم سے جب نامۂ اعمال کر ڈالا
ہوئے کونین کے سردار احمد مصطفےٰ پیدا

وہی بت جن کو ان ہاتھوں سے اپنے ہم بناتے تھے — انھیں کے سامنے جا کر جبیں اپنی جھکاتے تھے
کبھی اس در پہ آتے تھے کبھی اس در پہ جاتے تھے — در حق چھوڑ کے جب غیر کی در کی کہاں جاتے تھے
ہوئے کونین کے سردار احمد مصطفےٰ پیدا

غلاموں کو غلامی سے چھڑانے کا ملا مژدہ — حقوقِ عالمِ امکاں کے پانے کا ملا مژدہ
یتیموں کو وراثت کے دلانے کا ملا مژدہ — سناہی اور اد امر کے بھلانے کا ملا مژدہ
ہوئے کونین کے سردار احمد مصطفےٰ پیدا

مبارک ہو سعادت یہ تجھے اے نسلِ انسانی — کہ اترا تا نیا پر تیری ذات پر فیضِ ربانی
ملا تجھکو وہ گنجینہ وہ مخزن اسرارِ خدا دانی — تیری قسمت میں لکھی ہو جہاں بھر کی جہانبانی
ہوئے کونین کے سردار احمد مصطفےٰ پیدا

# فریادِ قیس

(از جناب محمد یٰسین صاحب قیس ہردوئی)

ہیں ہند میں ترسا کن گلزارِ مدینہ — یا شاہ مدینہ
فرمائیے پھر یہ بھی ہے آنکھ جینے میں جینا — یا شاہ مدینہ
بیتاب ہوں مضطر ہوں پریشاں ہوں شاہا — کچھ کیجئے مولا! — یا شاہ مدینہ
گھائل ہے مرا تیرِ غمِ ہجر سے سینا — یا شاہ مدینہ
ہم ڈوب رہے ہیں ہمیں اے شاہ سنبھالو — للہ بچا لو
منجدھار میں آیا تری امت کا سفینا — یا شاہ مدینہ
دنیا کے زر و مال کی خواہش نہیں اصلا — مطلق نہیں پروا
معمور ہے الفت سے مرے دل کا خزینا — یا شاہ مدینہ
دربار نبی میں جو صبا ہو ترا جانا — سرکار سے کہنا
سوزِ غمِ فرقت نے جلایا مرا سینا — یا شاہ مدینہ
طوفان میں ہوں لنگر ہے نہ ساحل کا پتہ ہے — کیا وقت پڑا ہے
گرداب الم میں ہے پھنسا میرا سفینا — یا شاہ مدینہ
دو آب کی الفت نے یہ جلوے ہیں دکھائے — قربان جنوں کے
اب قیس چلا جانبِ صحرائے مدینہ — یا شاہ مدینہ

(+)

# حسن سلوک

(جناب مولانا محمود حسن صاحب اسرائیلی بمبئی)

حالت کفر میں تھی دشمن اسلام صریح
غزوۂ بدر میں پسپا ہوئے کفار لگر
سخت بیر حم تھے اور ان کی یہ عادت تھی غیور
بدر کے بدلے کے طالب تھے مسلمانوں سے
اور اسی وجہ سے تھا غل جناب ہی ترک
جنگ مکہ میں چلے آئے جو بنکر جاسوس
لیکر آئے نہیں دربار رسالت کی طرف
عرض کی حضرت خلاق نے اے ختم رسل
تیغ سے اس کی ہوئے ہیں مسلماں شہید
اس کی گردن پہ ہے خون غربا کا دھبہ
آپ فرمائیں تو اس کا تمام کر دوں میں
سن کے تقریر عمر آپ نے یہ فرمایا
ہیں بہتر سے کہ جاں بخشیں اس قیدی کی
مجرموں کے لئے گھر اس کا ہے جائے پناہ
ابوسفیاں کو کیا خلق محمدؐ نے مطیع
کلمہ سے پڑھا نعرۂ تکبیر کے ساتھ
یہ وہی تو ابوسفیان تھے کہ تیل تک نے
ان کی گفتار مسخر کئے دیتی تھی کسے
ہو گیا اس کو نبوت کا مگر دل سے یقیں

مکہ کی فتح سے پہلے ابوسفیان کی ذات
ابوسفیان کے رہا ہائے شجاعت کو ثبات
دبکے کرتے ہی نہ تھے اولی و اعلی سے بات
ہمہ تاں رہتے تھے اس فکر عجیب میں رات
ان کی دریائے معاصی میں مگر ڈوبتی حیات
ناگہاں آ گئے یہ حضرت عباس کے ہت
سب کو نفرت تھی کہ اچھی نہ تھیں انکی عادات
ابوسفیان نے پہنچائے ہیں بہم صدمات
آج تک جن کی فرمتوں کی زباں پر ہیں صفات
جنکو غربت میں بھی ملتی نہ تھی اکثر خیرات
اب بچائیں تو سہی آ کے اسے لات و منات
مجھ پہ روشن ابوسفیاں کے ہیں سارے حالات
عمر کو اپنی بھی دنیا میں نہیں کوئی ثبات
جو چلا جائے وہاں اسکو بھی بجائے مجات
اسے دیکھی نہ تھیں انسان میں کبھی ایسی صفات
اور عزیزوں کو بھی اسلام کی بخشی سوغات
جن سے مجھ دین محمد کے سنے تھے حالات
گرچہ گمراہ و زبردوں کی وہاں بھی بہتات
اور کہا دعوی کی شاہد ہیں تمہاری سوغات

# حق کے ندیم

(از جناب محمد عباس خاں صاحب سفیر)

خدا کے پیارے نبی ہمارے کریم بھی ہیں رحیم بھی ہیں
شفیع محشر ہیں فخر آدم ہیں اور خلق عظیم بھی ہیں
شب وصال حبیب دادر یہ اُدن مِنّی کا عقدہ کھولا
کہ آپ سیاح لامکاں بھی ہیں رازدار علیم بھی ہیں
وہ فاضل و مصلح و ممد وکیل امت عزیز عالم
وہ آئینہ دار نور مطلق وہ بحر فیض عمیم بھی ہیں
جناب حیدر کی شان اعلے حدیث لمی بتا رہی ہے
ادیب بھی ہیں خطیب بھی ہیں اور ہاسمان حریم بھی ہیں
علی ہی سردار اولیا ہیں یہ منتقی ہیں یہ مرتضی ہیں
امام و جد امام بھی ہیں یہی حق کے ندیم بھی ہیں
ہمارے لاشہ کو ہو میسر زمین کوئے قسیم کو فر
فدائے عشاق یوں تو فردوس ہی ہیں خلد نعیم بھی ہیں

مزا تو جب ہے کہ آپ چار سنا ؤں میں حال قلب مضطر
سفینہ نامہ بری کو یوں تو یہاں صبا و نسیم بھی ہیں

# رحمت عالم

(جناب مولانا عشرت صاحب حمانی، مدیر رسالہ نیرنگ)

ہے عہد نبوت کے چھٹے سال کی بیتی
آغاز تھا اسلام کا کچھ دور بعثت
اک روز صفا پر تھے کھڑے ہادی ملت
بدبخت ابوجہل نے بھی آپ کو دیکھا

مبنی بہ حقیقت یہ کہانی ہے نبی کی
اور در پے آزار تھے ارباب جہالت
وہ صاحب لولاک لما آیۂ رحمت
پھڑکی رگ شر اور وہیں دوڑ کے آیا

---

آمادۂ گستاخی مولا کے وہ عمامی
خاموشی سے سنتے رہے پیمبر دوراں
زخ ہو کے ابوجہل نے پتھر اک اٹھایا
خوں بہنے لگا سرور کونین کے سر سے
اعدا یہ تھا تربیت دالائے پیمبر

بیہودہ جو تھا کرنے لگا سست کلامی
یہ عفو و کرم شان رسالت کی تھا شایاں
اور کھینچ کے فوراً سر پر نور پہ مارا
مطلب تھا کہ رحمت سر اسلام پہ برسے
یہ رنج گوارا کرے اسلام کا سردار

---

سن کے یہ خبر حضرت حمزہؓ کو ہوا غم
برداشت بھتیجے کی یہ توہین کہاں تھی
پھر جا کے یہ مژدہ دیا پیمبر دیں کو
زخمی کیا بدلے میں ترے دینے لعیں کو

تھے ننگ اسلام ابھی لیکن ہوئے برہم
لے تیرو کماں آپ نے بڑھ کو سزا دی
زخمی کیا بدلے میں ترے دینے لعیں کو

---

یہ سنتے ہی فرمانے لگے سرور عالم
گر میری رضا جوئی ہے منظور تو عمری
ہے میری خوشی آپ ہوں اسلام میں داخل

اس بات سے کچھ مہہ کو مسرت نہیں باعم
ہو دل سے قبول آج یہ تعلیم خدا کی
اور دین الٰہی کی حمایت میں ہوں شامل

---

حمزہ سے نہ ممکن ہوا انکار رسالت
یوں حضرت حمزہؓ ہوئے اسلام میں داخل

تسخیر ہوا دل کیا اقرار شہادت
یعنی کہ ہوئے رحمت توحید سے واصل

# فراق نبی

(از جناب محمد عبدالرزاق صاحب عشرتی حیدرآبادی)

دم بھر نہ چین فرقت خیر البشر میں ہو
بوئے کباب سینۂ صدیق دیکھئے
میں ہوں حریص درد فراق محمدی
ارمان بن کے دل میں رہے درد ہجر شاہ
یارب فراق شہ میں نہ ہو کوئی بیقرار
قربان دست وحشت عشق نبی ہوں میں

دل میں ہو ٹیس درد الٰہی جگر میں ہو
اتنا تو سوز عشق الٰہی جگر میں ہو
سارے جہاں کا درد مرے ہی جگر میں ہو
لٹکیں بن کے درد محبت جگر میں ہو
دشمن کے دل کا داغ بھی میرے جگر میں ہو
جائے رفو نہ دامن زخم جگر میں ہو

عشرتی نہ کیوں دماغ تراعرش پر رہے
روشن جو داغ ہجر نبی کا جگر میں ہو

# نوحۂ زوال

## مسلمان کیا تھے اور کیا ہو گئے

(از حضرت مولوی وحید الدین صاحب بانی پتی)

تھا مسلم جن کا نام کبھی تھے علم کے جب رشناروں میں
کیوں چرچا ان کی جہالت کا ہے دنیا کے اخباروں میں
اب کیوں علمائے امت میں پیدا نہیں آتا [illegible]
جو دادا تھے تم کو تھا ناز جس کے علم پر اوروں میں

نسل ان کی اب تق سننے سے کیوں ہاتھ چھپاتی کانوں پر
ڈرتے تھے نہ جو فاقوں سے نہ جن کے بھوے مرتے تھے
اسلام نے آکر دنیا میں الفت کا [illegible] کو سبق
کیوں کرتے ہیں دلالت اپنی خانہ جنگی کی تکراروں میں

کیوں ان کی نسل کی رگ رگ میں ہے آج غلامی کی خو بو
جو پل کے جواں ہوتے تھے کبھی آزادی کے گہواروں میں
اولاد ہے ان کی آج یہ کیوں انسان سے دنیا ننگ ہوئی
تھا مال تجارت جن کا ہر اک دنیا کے بازاروں میں

کیوں ان کے خلف کے دماغوں پر اجداد کی بہتر فہرست ہے
جن کے منہروں کا چرچا تھا آفاق کے صنعت کاروں میں
تہذیب کے [illegible]
دیتے تھے مثالیں جن کی کبھی [illegible]

الٹا تھا صداؤں کو جنہوں نے کبھی کانا تھا [illegible]
کیوں زد نہیں ان کے ہاتھوں میں [illegible]
کیوں جی کی اشاعت کے لئے [illegible]
ڈھونڈے تھے نہ موجد دریا کے [illegible]

تھا جن پر ہمہ کو ناز کبھی [illegible]
کیوں ربط نہیں وہ عزم و وفا ہیں کیوں ان میں نہیں وہ یار [illegible]
کل پیش ہو جو حیرت دیں کو [illegible]
کیوں آج کسی کے ماتھے پر [illegible]

کیوں آنکھیں ان کی جھپکو ہیں [illegible]
جو محو رہا کرتے تھے کبھی اس علم کے [illegible]
کر حق سے دعا ہے جذبہ دل وہ تڑپ ہو پیدا مسلماں
اقبال کا ان کے ذکر و سے ہر قوم کے اخباروں میں

---

حمد کو جو دیکھا تری قدرت دیکھی — پیروں کو جو دیکھا تری صنعت دیکھی
دنیا کو جو دیکھا ترا جلوہ دیکھا — مصحف کو جو دیکھا تری صورت دیکھی

(+)

دنیا میں اگر آئے ہو کچھ کام کرو — اور کام بھی وہ کام کہ کچھ نام کرو
رغبت یہ نصیحت ہے بڑے بوڑھوں کی — جو کام کرو قابل انعام کرو

# اے قافلہ سالار

(جناب مولانا شیخ غلام حسین صاحب رتسا)

چھالے ہیں یہاں پاؤں میں اور راستہ پر خار — منزل بھی ہے دشوار
کیا بات ہے پھر بھی ہے جاتا ہے دل زار — اے قافلہ سالار

گرتے ہیں سنبھلتے ہیں چلے جاتے ہیں ہر بار

اے احمد مختار

سرور دو عالم کا ہے جو سچا شیدا ہے — اس سے بھی سوا ہے
اس عاشق صادق کا ہر سانس میں کوثر ہے — جو بول رہا ہے

اے احمد مختار

جب قدرت کامل نے دو عالم کو بنایا — محفل کو سجایا
فرمایا تری ذات حقانی میں سمایا — یوں جلوہ دکھایا

فرمان شہ ہدایت ہے مطلع انوار

اے احمد مختار

آتا ہے ترے در پہ جو خالی وہ سوالی — جاتا نہیں خالی
محروم شفاعت نہ رہیں اہل ثمر والی — اے باغ کے مالی

دامن کو بھر دے تو مرے دامن گلزار

اے احمد مختار

تو چاہے تو کانٹوں کو گل تر [illegible] — گلزار بنا دے
ذرے کو [illegible] — گردوں پہ چڑھا دے

[illegible]

اے احمد مختار

نام احمد مختار کا دردوں کی دوا ہے — یہ دیکھ لیا ہے
ہر حال میں اب دامن [illegible] — اور دست رسا ہے

چھوٹیں گی گناہوں کی [illegible]

اے احمد مختار

---

(+)

# نظم سفر

میں ہوں مضطر بے کسی وہ سے کہدو — خدا کے دولارے نرالے سے کہدو
چلا دو مجھے غم سے یہ عرض کرنا — مدینے کے رنج جانیوالے سے کہدو
سیہ کملیاں دور کر دو خدارا — اس امہ کے نور والے سے کہدو
بہت زار عالم کا ہے حال شاہا — خدا پاس کے جانے والے سے کہدو
گھری غم میں ہے امت تمہاری — اس امی لقب پانے والے سے کہدو
ہمیشہ ہو اسلام کا بول بالا — دو عالم کے اس بول بالے سے کہدو

اگر اپنی قسمت کو روشن ہے کرنا
تو مسعود دیں اس مہ کے ہالے سے کہدو

---

(+)

# تضمین بر غزل قدسی علیہ الرحمتہ

(از منشی احمد دراز خاں صاحب عاجز عطائی پوری فتح آبادی)

شب معراج فلک پر جو گئے تیرے نبی — پیشوائی کو ملک لے کے بخواب قلبی
کہہ رہے تھے یہی سب دیکھ کے نالا کبھی — مرحبا سید کی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

وہ شرف زیب دو عالم نے ہیں تم کو بخشے — کہ لولاک ترے سوجان ہیں قربان فدا
تو ہے مطلوب خدا تو ہی ہے محبوب خدا — تجھ سا نہ ہے نہ ہوا آدم و ابنا کا

برتر از عالم و آدم تو جمال نسبی

جو میرا حال ہے وہ کس کو دکھاؤں جا کر — اندر و باہر سے آیا ہے مرا دم بھر بھر
مضمحل ہوں تری حسرت کی شہ بے بخشہ — خستہ حسرت بگذا ریے ان انداز نظر

اے ترحم بنی ہاشمی ہاشمی مطلبی

خاص لوگوں ہی پہ مرقوف نہیں کرم اکرام — فیض پاتے ہیں ترے چشمہ الطاف عام
کشت امید کو شاداب کرے شاہ انام — شمل لب ان مدینہ تو سرسبز مدام

زوں شہرہ آفاق تر لشم ہیں مطلبی

پہنچے افلاک پہ معراج میں جب شاہ امم — ہر طرف سے یہی آتی تھیں صدا مرحبا ہم
آج تک تم سا نہ دیکھا کہیں خالق کی قسم — سن سہ لی بھال تو عجب حسن ہے عالم

اللہ اللہ چہ جمالت مہ یثرب العجمی

کلمہ گو میں ترے جاں دادہ حق ہیں جیسے — عاصی و دا رہ بخشندہ ہے تیرا رب غفور
حق تعالیٰ کو بھی ہیں کیسا ہی پیارے تم تھے — اسی لئے تو دریں ملک عرب کو دو ظہور

ہاں سبب آمد تو ہستی ہیں ہاں ہاں عربی

پہلے انبیاء فرستوں نے بشارت دی تھی — سارے عالم نے دریں ہر دو کے پیروی کی
اصحاب نے بھی کیا نام تھا — ہے ہے تو ہی تو ہے

وہ شان کہ رسمی نہ ہوا ہے نہ ہوگا نبی

وہ دہان لب جوں کس نہ ہوا ہے نہ ہوگا — کوئی تجھ سا نہ ہوا ہے نہ ہوگا
العطش لب پہ ہا کرتی ہو کیا کیا دن رات — ہمہ تشنہ لبانم تو نمی آب ذات

رحمۃ للعالمین میگذر لب تشنہ بہی

نظر لطف جو ہو جائے ادھر شاہ امم — ابھی مٹ جائے میرے دل سے قلق رنج و الم
وہ بھی ہو مجھ سے سوا میں تو ہوں اس کا ہی کرم — انت خود لبکت کردہ دریں مشت دلم

زاکہ نسبت لبکت کوئے تو شد بے ادبی

بخشا اللہ نے رتبہ تمہیں وہ شاہ حجاز — جب سے ادنیٰ کو علا وہ اعلیٰ نواز
اے رسول عربی ہاشمی و بندہ نواز — بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

ردمی و طوسی و ہندی و حلبی و تبریزی

دیکھ لیں چشم عنایت سے اگر آپ نبی — دل سے ہو جائیں غم و رنج قلق دور ابھی
عاجز خستہ پہ کبھی ہو نظر لطف تمہی — سیدی انت حبیبی بلسلیمی بغلبی

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

---

# مدینہ کی زمیں میرے لئے خلد بریں نکلی

(از نتائج فکر مولوی امیر احمد صاحب مدرس، رسالہ سلامیہ پاسنی)

شفا بن کی جو چپکے پہ ہو وہ میری جبیں نکلی — جو نظارہ کی خوگر ہو وہ چشمہ آنکھیں نکلی
ترا ہی سجدہ جو تسکین کا ذریعہ ہے — تری دہلیز بوسگاہ جبریل امیں نکلی
مسیحا روح تازہ کون جو خاک عنبریں نکلی — تو اس کو جذبہ محبت شاد کون مہتاب جبیں نکلی
نقاب نکلی ہے یا دل سے آہ آتشیں نکلی — خوف نکلی ہے کس کس ہوم سے جان حزیں نکلی
دکھا کر اپنا وصف المحبوب دل وجذب ادا کی — کہ کیا اب بھی تری حسرت مرے شہ دل میں نکلی

ق

کہہ دو دل کی تمنا ہے کہ آنکھوں کی حسرت — نکلی بھی نہ نکلیگی کہیں نکلی۔ نہیں نکلی
مرے روضہ کی سرسبزی پہ ہے یہ سارا دارومدار — سیہ پوشی کا سبب بھی بلا علت نہیں نکلی
جرس نے تا قافلے کو یاد کہ وہ صور قیامت تھا — لبان مردہ قبر دل سے آہ زائریں نکلی
نکلتی جان جو غربت میں تو شکر بھی نکلی تھی — بچھڑ جانیکا ہے جوڑا اگر یہ جاں کہیں نکلی
تراسودا مرے سر میں نہیں ہے تاج سر ہے کم — تصور آنکھ میں الفت بھی تیری دلنشیں نکلی

(اچھا ہے مصرع جس کسی کا بھی یہ مصرع ہے
مدینہ کی زمیں میرے لئے خلد بریں نکلی۔

---

(۲)

لکھ سکوں میں نعت کیا میری اوقات ہے — نعت خوانی میں بھی چھوٹا منہ بڑی سی بات ہے
مرحبا ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ذات ہے — مورد صلوٰۃ جمع برکات ہے
باعث تخلیق عالم آپ کی تخلیق ہے — آپ کی ہستی بھی بیشک غایت الغایات ہے
آپ کا ہے وصف اوصاف آپ ہیں اسم مسمیٰ — مختصر یہ ہے بھی ہو بات کی اک بات ہے
ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا جہاں — کھیل باہیں ہاتھ کا ہو اور ادنیٰ بات ہے
ظلمت ظلمات ہو تو کیا نہیں ہے آپ یا — دائرہ ہے ہست و بود ظلمات اور سر ظلمات ہے
عالم رویا میں مجھکو کاش ہو جائے سحر — تب میں سمجھوں گا مری معراج کی یہ رات ہے
اک نقطہ اس شمع رسالت کا ہیں پرتو نہیں — شیفتہ حسن نبی پر جملہ مخلوقات ہے
لے چلو اپنے مزار رحمت کو سنبھال — ایک دو دم کا ہے مہماں ساعت سکرات ہے
دل میں ہو عشق نبی۔ مرے ہو سودا آپ کا ذکر — اور کیا قیمت ہو میری کیا یہی بات ہے
نعت احمد ہے مشغلہ میرا یہ ہے اس میں بسر اوقات ہے — مشغلہ میرا یہ ہے اس میں بسر اوقات ہے
پاتا ہوں انوار احمد کی جھلک دل میں یہ دل — مکتب احمد ہے یا احمد نما مرآت ہے

یاد رکھ اے دل فنا ہوں سب فنا ہوں گے ضرور
اے بقا جس کو بقا ہے وہ خدا کی ذات ہے۔

# غزل نعتیہ

(از خامہ جناب منکیہ محمد یونس صاحب ہاشمی علی آباد ضلع بارہ بنکی)

مدح نبی یہ میری تاب اٹھے اٹھے قدم قدم
مست کی بڑھ رہے ہیں یا کہ خواب چونکے گرے قدم قدم

اے دل زار سوئے کو کس کا ہے مدح جو
کوچے میں جسکے سو بسو دل میں بجھے قدم قدم

بدر نجوم نوریاں شرح صدور قدسیاں

جس کی گلی میں عرشیاں سر ہیں دھرے قدم قدم
آئینہ جمال ہے عکس رخ جلال ہے
پرتو لازوال ہے سر سے وہ لے قدم قدم
عرش سے لیکے فرش تک پھیلی جو اس کی یک چمک
سمٹے جھجک کے سب ملک سہمے ہوئے قدم قدم
طے کئے سبقت تو فلک دم میں کہ اس کی گرد تک
پہنچی نہ برق کی دمک ایسے چلے قدم قدم
قطرے جو تھے ہوا ہوئے موکے ہوا ضیا ہوئے
کون کہے کہ کیا ہوئے موکے لے قدم قدم
پردہ ہے یہ عیاں نہیں شان خدا نہاں نہیں
گل ہیں کہاں جہاں نہیں بوسے لے قدم قدم
ماہی سے لیکے تا بماہ ماہ سے لیکے تا الٰہ
ایک وہ تاجدار شاہ کے ہے قدم قدم

## نعت شریف

(جناب شیخ غلام حسین صاحب رسا نارائی)

بیاں رسا سے ہو کیا مرتبہ محمد کا — ہوا ہے آپ خدا خواں خدا محمد کا
نہ اسکے بخت پہ کیوں اک جہان رشک کرے — دکھائے جسکو کہ روضہ خدا محمد کا
ذلیل عرصۂ محشر میں ہو نہ جاؤں کہیں — نیاز مند ہوں میں اے خدا محمد کا
فرشتے آکے نہ کیوں اس زباں کے بس لکھے — جو وِرد کرتی ہے صبح و مسا محمد کا
زمانہ زیر نگیں اس کے اور ملک تابع — جو جان و دل سے گدا ہو گیا محمد کا
بہار خلد جلی آئی قلب ویراں میں — جو نام پاک زباں سے لیا محمد کا
ہے رشک گلشن جنت وہ کوچۂ بطحا — جو خواب گاہ جہاں میں ہوا محمد کا
ترا رسا ہے غلام حسین اے مولا
ہو نگہ لطف تجھے واسطے محمد کا

## قصیدہ

(مولوی احمد حسین صاحب نثار)

شہ دوسرا آج پیدا ہوتے ہیں — حبیب خدا آج پیدا ہوئے ہیں
منور اب ہو جائینگے دونوں عالم — کہ شمس الضحیٰ آج پیدا ہوئے ہیں
پیام خدا ہم کو پہنچانے والے — رسول خدا آج پیدا ہوئے ہیں
خوشی اہل عصیاں کو اس بات کی ہے — شفیع الوریٰ آج پیدا ہوئے ہیں
مٹے گی ضلالت یہ جن کے قدم سے — وہ نور خدا آج پیدا ہوئے ہیں
نہ پوچھے گا اب کوئی ہرگز جتوں کو — کہ عبد خدا آج پیدا ہوئے ہیں
ہوئے دو جہاں جن کی خاطر ہویدا — وہ مدنی پیا آج پیدا ہوئے ہیں
ملائینگے اللہ سے جو بشر کو — وہ ہی حق نما آج پیدا ہوئے ہیں
اب عالم میں گمراہ نہ ڈھونڈے ملینگے — عجب رہنما آج پیدا ہوئے ہیں
صلوٰۃ و سلام ان پہنچا تو میرا — جو باد صبا آج پیدا ہوئے ہیں
وقار حق تعالیٰ ہے خود جن کا شیلا — وہی دلربا آج پیدا ہوئے ہیں

## غزل نعتیہ

(ریختہ قلم جناب مولوی محمد فضل الرحمٰن صاحب حلیم علی آباد)

سرور فوج انبیا صل علی محمد — مالک ملک اصفیا صل علی محمد
تم ہو حبیب کبریا صل علی محمد — اختر برج اہتدا صل علی محمد
تیری صفت میں اے نبی میری یہی زبان ہے — جب خود خدا نے کہدیا صل علی محمد
جتنا کرم کیا ہے آپ نے ہم پہ کیا ہو اسکا شکر — ہو نہیں سکتا ہے ادا صل علی محمد
گرچہ ہزار ہوں زباں حشر ملک لرزتیں — تب بھی نہ شکر ہو ادا صل علی محمد
تیری ثنا کہاں ملک ہوے حکم سے ادا
جبکہ خدا نے خود کہا صل علے محمد

## نعت سرور دو جہان

محمد مصطفےٰ بیشک حبیب کبریا تم ہو — مرے آقا بلاشک باعث ارض و سما تم ہو
تمہاری شان کو سمجھے ہے میری عقل سے بالا — فقط تم ہو بقا تم ہو عطا جود و سخا تم ہو
حقیقت میں شہا دونوں جہاں کے بحر منعت ہے — ازل کی ابتدا تم ہو ابد کی انتہا تم ہو
تمہارے نور سے پیدا ہوے ہیں یہ تمام عالم — تمہاری شان ارفع سب ذوات خاتم ہو
تمہارا مرتبہ کوئی نہ سمجھا اور نہ سمجھیگا — خدا کے بعد جو کچھ ہو شہ سرور سرا تم ہو
قیامت میں شہا کوئی سوا حضرت تمہارے — یقیناً سارے عالم کے شفیع روز جزا تم ہو
اسیروں کے مدد گار تم غریبوں کے ہو غمخوار — بلاشک اے پیمبر مرجع شاہ و گدا تم ہو
تصدق میں تمہارے اے رسا نہیں کوئی مشکل ایسی — مرے آقا میرے مولا میرے مشکلکشا تم ہو

رسول ہاشمی: تم سے یہی مسرور کہتا ہے
ہماری کچھ نہیں خواہش ہمارا مدعا تم ہو

## غزل مدینہ

عجب جانفزا ہے بہار مدینہ — کہ سرسبز ہے کل جوار مدینہ
نہیں شہر کوئی بھی جچتا نظر میں — مرا دل تو ہے بس نثار مدینہ
محبت میں تکلیف ہے عین راحت — کہ گل سے بھی ہو بڑھ کے خار مدینہ
سر آنکھوں سے چلنے لگوں بیخودی میں — جو پہنچوں میں موئے دیار مدینہ
میں رنجور غم مبتلائے بلا ہوں — کرم اب تو ہو تا حدار مدینہ
مرے جسم و جاں کے وہ دو روح رواں ہیں — جو مکہ کے گل ہیں۔ بہار مدینہ
غلام آپ کا ہے یہ مسرور خستہ
خبر لیجئے گلعذار مدینہ

## سرکار مدینہ

(جناب آمنہ خاتون صاحبہ حیا بلیادی)

لبد بلا لیجئے سرکار مدینہ — یہ چین ہوں ہر دم بے دیار مدینہ
پھر گلشن جنت کی نہ خواہش کبھی ہوگی — اک بار اگر دیکھ لوں گلزار مدینہ
پہنچا دے الٰہی بہ طفیل شہ عالم — پلکوں سے جھاڑوں در و دیوار مدینہ
ہے امت احمد کو عبث فکر قیامت — بخشائینگے اللہ سے سردار مدینہ
کیا کہئے مؤنث حیا تم اے طبیبو — شیدائے محمد ہے گرفتار مدینہ

# سلام بحضور رحمت اللعالمین

از جناب مولوی علیم الدین صاحب ہاشمی بریلی بھوپال

سلام علیکم رسول کریم — سلام علیکم شفیع عظیم — سلام علیکم جلیل رحیم — محمد نبی حبیب کریم

بشیر نذیر تیری شان عالی — جمیل جمال جلیل جلالی
ختم تجھ پہ شاہا ہوئی خوش جمالی — تو بیکس کا حامی غریبوں کا والی

سلام علیکم رسول کریم — سلام علیکم شفیع عظیم — سلام علیکم جلیل رحیم — محمد نبی حبیب کریم

دعائے خلیلی تری ذات اکرم — نوید مسیحی تری ذات اعظم
تو سلطان یثرب رسول معظم — دو عالم کا دولہا نبی مکرم

سلام علیکم رسول کریم — سلام علیکم شفیع عظیم — سلام علیکم جلیل رحیم — محمد نبی حبیب کریم

تری ذات شاہا شفیع مذنبیں ہو — تو محبوب خالق رسول امیں ہے
ترا نام ہی رحمت اللعالمیں ہو — تو ہی لقب خاتم المرسلیں ہے

سلام علیکم رسول کریم — سلام علیکم شفیع عظیم — سلام علیکم جلیل رحیم — محمد نبی حبیب کریم

تو ہادی اکرم شفیع الوریٰ ہے — نبی معظم حبیب خدا ہے
تری شان بدر الدجیٰ مصطفیٰ ہو — تو سردار ہے سید الانبیا ہے

سلام علیکم رسول کریم — سلام علیکم شفیع عظیم — سلام علیکم جلیل رحیم — محمد نبی حبیب کریم

جہالت عرب کی مٹائی وہ تم ہو — اندھیری جہاں کی ہٹائی وہ تم ہو
سہارا سیہ ہی دکھائی وہ تم ہو — صداقت کی دولت لٹائی وہ تم ہو

سلام علیکم رسول کریم — سلام علیکم شفیع عظیم — سلام علیکم جلیل رحیم — محمد نبی حبیب کریم

تری ذات افضل فہما ادلیں ہے — شمع رہ ہدیٰ تو رسول ہمیں ہے
گناہوں سے نادم یہ نیرنگ حزیں ہے — وسیلہ تمہارا ہی یا شاہ دیں ہو

سلام علیکم رسول کریم — سلام علیکم شفیع عظیم — سلام علیکم جلیل رحیم — محمد نبی حبیب کریم

# گلہائے نعت

(از جناب علیم الدین صاحب نیرنگ ہاشمی بریلی بھوپال)

جب کون و مکاں کے والی نے — جب نور جلیل و جلالی نے — جب حی سبحان عالی نے — جب باغ جہاں کے مالی نے

اک پھول تھا ان سب میں اعلیٰ — تھی شاخ نرالی پھولوں کی — تھی بہتر عالی پھولوں کی — مرغوب جہاں مطلوب خدا

وہ پھول عرب میں جا کے کھلا۔ — منظور نظر مقبول خدا — سب پھولوں سے خوشبو والا — جو باغ جناں کی زینت ہے
تھی اسکی لگہت پھولوں میں — تھی اسکی رنگت پھولوں میں
تھی اس کی عظمت پھولوں میں — تھی اسکی برکت پھولوں میں — وہ پھول دو عالم میں مہکا — جو باغ جناں کی عزت ہے

تھی اس سے شوکت پھولوں کی
تھی اس سے شرودت پھولوں کی
فاران کے اُس نے دامن میں
اک بزم سجائی پھولوں کی
اک شاخ لگائی پھولوں کی
وہ مرکز ہے سبزہ گل کا
رعنائی اس سے پھولوں کی
ستھرائی اس سے پھولوں کی
پیغام سنانے سلطانی
اس پھول سے ہستی پھولوں کی
اس پھول سے مستی پھولوں کی
آقا کا متوالا بن جا
بلبل مستانی پھولوں کی
تتلی دیوانی پھولوں کی
گھر اس کا بنیک جنت ہے
کیا طرز نکالی پھولوں کی
ہے شان نرالی پھولوں کی

تھی اس سے عزت پھولوں کی
اس پھول نے روز روشن میں
ترتیب سکھائی پھولوں کی
کیا شان دکھائی پھولوں کی
مطلوب پیارا ہر دل کا
زیبائی اس سے پھولوں کی
گویائی اس سے پھولوں کی
بگڑی سنوارا نشرقانی
دعوت کی بستی پھولوں کی
توحید پرستی پھولوں کی
مولا کا متوالا بن جا
خوشبو ہے جوانی پھولوں کی
دل ہستی جانی پھولوں کی
اسلام عدنان رحمت ہے
بلبل ملتوانی پھولوں کی
اک بزم سجائی پھولوں کی

مکہ کے اُس نے آنگن میں
سردار جہاں کی محفل کی
اک پھول وہ لایا وحدانی
متوالا بن جا متوالا بن جا
نیرنگ خدا کی قدرت ہے



## سجدہ گاہ عاشقاں بر کوئے تو

(از جناب مرزوی محمد حنیف صاحب بیابانی)

جان و دل اے جاں فدائے روئے تو
سجدہ گاہ عاشقاں ابروئے تو
بہر تبلیغ امدہ مرسل ہزار
پرتو سیرت ابن جنیں نے نوئے تو
از مہ تاباں و خورشید فلک
بہیت افزوں ز ضیائے روئے تو
در کلام پاک رب دو جہاں
می کند مدحت ثنائے گیسوئے تو
وقت پرسش پیش حق روز حساب
حق بہا یا بہ بہیئم سوئے تو

آخر مکیں سپردہ جان زار
زیر دیوار ارت میان کوئے تو

## نعت احمد صلعم

(از ابوالمظاہر مولوی نواز رش علی صدیقی ناصر امروہوی)

پرنور مہ و مہر بہ انوار محمد
ہمدوشی طور زر خسار محمد
در معرکۂ حشر بہ تقریب شفاعت
ایمائے لب ابر دے خدا وار محمد
از رفعت قدرش چہ دہم شرح بہ معراج
شد عرش بریں جائے سزاوار محمد
در مدحت اصحاب ہدا لب بکشائم
صدیق بود یار و فادار محمد
نام عمرؓ از عدل بعالم شدہ مشہور
ہم حامی دیں ہاتف اسرار محمد
عثمان بن عفان بہ نورین ملقب
ممدوح بہ دامادی حیدار محمد
باطل از و ترساں کہ بدو فاتح خیبر
مولائے عرب حیدر کرار محمد
ناصر بصد اخلاص کہ درباں درش ہست
مثل سگ بر دردۂ دربار محمد

## میرا خالق میرا مالک میرا معبود ہے تو

(از جناب مرزوی محمد علی صاحب لنوس)

اس میں کیا شک ہے جہاں نے تو سجود ہے تو
حمد شایاں ہے تو ہی کو مرا معبود ہے تو
تو وہ داتا ہے کہ مطلق کرم و جود ہے تو
دینے والا ہے تو کل کا مقصود ہے تو
چپہ چپہ یہی کہتا ہے کہ موجود ہے تو

تجھ پہ مرتے ہیں ترے عجب جاں سے نیاز
وقف ہیں سامنے سر تیرے بصد عجز و نیاز
تیرے محبوب کے سجدہ کا ہے کیسا انداز
سب کے سر جھکتے ہیں تیری ہی طرف وقت نماز
سارے سجدوں کا یہ کہنا ہے کہ مسجود ہے تو

سامنے تیرے جھکا یہ ہے ہدایت تیری
بھلا کیا نہ ہوتی کیوں فرض عبادت تیری
سجدہ کے حکم سے ظاہر ہے یہ غایت تیری
تیری طاعت ہی سے ثابت ہے اطاعت تیری
خود عبادت کا مقولہ ہے کہ معبود ہے تو

تو ہی اول ہے تو ہی حد ہے تو ہی خاتم ہے
آنکھ سے اوجھل ہی ہر شے میں تو اجلوہ ہے
تیری رعنائی و زیبائی کا کیا کہنا ہے
کچھ نہ ہونے ہی سے ہونے کا پتہ چلتا ہے
کچھ نہ رہنے ہی سے ثابت ہے کہ موجود ہے تو

ہے معاذ اللہ سیہ کاری سے توبہ ہی ہے مختار
میں ہوں اک بندۂ ناچیز نہایت لاچار
ہوں نہ لاچار کہ ایک پتلا ہوں فہمی بیکار
تیرے ہی فضل و کرم پر ہے مدار و مدار
میرا خالق میرا مالک میرا معبود ہے تو

مختلف نکلیں ہیں عادات جدا سب کی ہیں
نفرت و رنگ میں آواز میں سب کہتی ہیں
ہاں یہ سب کچھ ہے مگر تیرا ہی دم بھرتی ہیں
تو نے دنیا میں یہ شکلیں جو بنا رکھی ہیں
دیکھتا ہوں انہیں لیکن مرا مقصود ہے تو

# روح المعانی
یعنی
# تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے اس کو پڑھکر آپ طور سے اسلامی زندگی سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں جن کو آپ بجز مے ہوئے خواب کی طرح جانتے تو ہیں لیکن ان کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپکے اندر زندہ روح پیدا کر دے گی اور اگر آپکے عقائد و اعمال کو درست کر کے سچا مسلمان بنا دے گی اور جو اشخاص قطعاً لامذہب ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنا دے گی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ نجات کا راستہ مل جائے تو کتاب روح المعانی کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہی اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لئے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کم وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تفسیر بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہی جس کو پڑھکر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حق ترجمانی اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ اس وقت عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں بھی نظر نہیں آتی آیتوں کا ترجمہ سبب نزول مطالب کی تشریح غرض ہر ضروری کو عام فہم انداز میں لکھا ہے **قیمت دس آنے ضخامت ۱۱۶ صفحے۔**

## مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی

نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر
سائنس اور شیطان
خدا کی ہستی کے عقلی دلائل
اسلام عقائد کی روشنی میں
ملائکہ اور جنات
انسان قادر بھی ہو اور مجبور بھی
انبیائے کرام کی فطری طاقتیں
عذاب قبر کا عقلی ثبوت
مرنے کے بعد زندہ ہونا
وحی اور سائنس
وحی کی حقیقت
نجات کا راستہ
صداقت رسول کے عقلی دلائل
قرآن مجید آخر تک کیوں محفوظ ہے

بسم اللہ کی تفسیر
خدا پر بہر دسہ
زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ
زمانہ حال کے علماء و صوفیہ
اسلام اور وحدت
جہاد کی غرض و غایت
رسول عربی کا رحم و کرم
تفسیر سورہ فاتحہ
ارواح کے مکاشفات
سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے
بعض اسرار و معارف
وحدت و محبت کی تعلیم
آجکل کے مسلمانوں کا امتیازی خط
اسلام کا مقصد اولین

تمناؤں کا مرکز اسلام ہے
اصلاحی پروگرام
روح کی لطافت اور کثافت
خدا کی ربوبیت اور رزاقیت
منزل عشق
عبادت کے معنی
فطرت سلیمہ کا تقاضا
مرتبہ عبودیت
گمراہی کے اسباب
صراط مستقیم
اللہ کے دوست اور شیطان کے دوست
خدا ہی راضی ہے اور شیطان بھی
اہل ہدایت کے اعمال
اہل ضلالت کے اعمال

**قیمت صرف دس آنے**

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔**

# سیرۃ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمۃ للعالمین کی پاک زندگی کے حالات مولوی فاضل محمد عبدالتواب صاحب جلال پوری نے جس والہانہ انداز میں لکھے ہیں اس کی توصیف کی ادنیٰ ترین مثال یہ ہے کہ متانہ علی نے ہند اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں تاریخی ارشاد کی کیفیت ہے کہ علامہ شبلی کی سیرۃ نبوی کے مواقف ہے مؤلف مرحوم نے کتاب کو دلچسپ بنانے کے لئے سلف صالحین کے طریقہ کی پیروی ملحوظ رکھی ہے اور مضامین کتاب میں بہت جگہ آیات قرآنیہ اور احادیث معتبرہ سے استشہاد کیا ہے کتاب بہت طویل ہے مختصر ۴۰ صفحات کی ضخامت ہے **قیمت ۱۲ر**

## مختصر فہرست مضامین سیرۃ الحبیب

حمد و ثنا و تمہید
نسب نامہ
عبدالمطلب ابن ہاشم وغیرہ
حمل مبارک
ولادت باسعادت
ایوان کسریٰ کیوں گرا
رضاعت
حلیمہ سعدیہ
خیر و برکت، شق صدر
تربیت
انتقال عبدالمطلب
سفر شام بار اول
سفر شام بار دوم
نکاح و تعمیر کعبہ
نبوت و بعثت
نزول قرآن و وحی
خدیجۃ الکبریٰ کا اسلام
ورقہ بن نوفل کی گواہی
وضو نماز تبلیغ اسلام
عشرہ مبشرہ
پہاڑی وعظ
ابولہب کی عداوت
آیات تبکین
گالا گہولنے کی تجویز
حضرت ابوبکر کا کفار سے ایذا پانا
حضرت فاطمہ کی رسول سے محبت

کفار کی ایذا دہی
قرون اولیٰ کے مسلمانوں پر بیجا تشدد
ہجرت حبشہ کفار کا تعاقب
نجاشی کے دربار میں
اسلامی وعظ
حضرت جعفر طیار کی تقریر
نجاشی کا نامہ و پیغام رؤسا کے نام
بے نیل و مرام کفار کی واپسی
آپ کو کالج دینے کی تدبیر
عقبہ کے سامنے تلاوت
قرآن شریف
سردار عقبہ کی تصدیق و تقریر
کفار کی دھمکی
آپ کی استقامت
حضرت حمزہ کا مسلمان ہونا
اسلام حضرت عمرؓ
کعبہ میں نماز پڑھنا
عہد نامہ قریش
شعب ابوطالب
وفات ابوطالب
آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق
وفات بیوی خدیجہ
طائف میں دعوت اسلام

حضور کی پر درد دعا
دعوت رسول
حضرت نوح کی بددعا
حضرت لوط کی بددعا
اس امت پر آپ کی شفقت
عباس نصرانی
جنات کا مسلمان ہونا
نو جنات کے نام
جنات کے وعظ اور ان کی دعوت اسلام
دعوت القرآن
تبلیغ الاسلام
مکہ میں حضور کی واپسی
مدینہ میں تبلیغ اسلام
سقیفہ اولیٰ
مصعب بن عمیر کی دعوت
اسید بن حضیر کا اسلام
سعد بن معاذ کا اسلام
نماز جمعہ بیر خندق
منافقین، یہود کی زبردست سازش
ایک کاہن کا مسلمان ہونا
حضرت ضماد کا اسلام
معراج الحبیب
تاریخ معراج
آیت اسرا کی تفسیر

معراج کے واقعات
عالم بزخ اور عالم مثال
مجاہدین اسلام
بے نمازوں کی انجام
زکوٰۃ نہ دینے کی سزا
زنا کا رد و خائن
فتنہ انگیز واعظ
جنت و دوزخ
یہود و نصاریٰ
حلال حرام سود خوار
یتیموں کا مال کھانا
حرام کار عورتیں
چغلخوری، غیبت
بیت المقدس
انبیاء سے ملاقات
حضرت ابراہیمؑ
حضرت موسیٰؑ
حضرت داؤدؑ
حضرت سلیمانؑ
حضرت عیسیٰؑ
حبیب کریمؐ
شرح صدر، قرب الٰہی
تفسیر علی الخاتمات
امت کے لئے ہدیہ
خاتمہ، عرض مؤلف
منکرین معراج کے شبہات

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# آپ کی دُعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے، اس لئے آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک بے اثر رہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائیگا اگر آپ مقدمات سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں بھی رفع ہو جائینگی غرض آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں برآنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں سہارا دعوی ہے کہ اگر قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزار ہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلےٰ درجہ کی کاغذ ولایتی سفید چکنا ۲۴ پونڈ والہ

قیمت صرف آٹھ آنے — حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## کیا آپ کو رسول کریم کی زیارت

کا شوق ہے اور آپ مولائے کائنات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا مولوی حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ عالیہ علمائے ہند کی لکھی ہوئی کتاب **روایۃ المرسلین** منگا کر پڑھیئے اس کتاب میں درود شریف کے فضائل اس کا ثواب اور اس کے وہ طریقے بتلائے گئے ہیں جس سے زیارت حبیب الٰہ یقینی ہے اور مولانا موصوف کے سب مجرب ہیں قیمت ۸/ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو عورت کا ہو مرد کا ہو فرنگی کا ہو ہندی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو دوست سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے **تسخیر القلوب** منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن گئے۔ احباب کو سحر کر نا نرمی و مرکھو مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے۔ یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب و مجرب اعمال و وظائف درج ہیں لکھائی چھپائی بہترین قیمت صرف آٹھ آنے ملنے کا پتہ

# ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہے

کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے اس کا لوگوں پر اثر ہو اس کی بات دُر رہے اور اس کے الفاظ ضایع نہوں یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب آدمی بات کرنے کے فن سے واقف ہو ورنہ آپ کی گفتگو کا کوئی بھی اثر نہیں ہوگا یہ وہ فن ہے جس کی آدمی کو ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں جادو بیانی ہو آپ کی گفتگو لوگوں کو سحر کرلے اور آپ کی گفتگو لوگوں کو سحر کرلے اور آپ کی بات اس درجہ شیریں ہو کہ آپ کے منہ سے جو نکلا ہوا لفظ جادو کا اثر رکھتا ہو تو پھر آپ کو **فن خطابت** مطالعہ میں رکھنی چاہیئے یہی وہ کتاب ہے جس سے بالکل دیہاتی گنوار آج شہر کے دبان آور لوگوں کو نچا رہے ہیں اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الفاظ طلسم ہو گئے ہر مجلس اور ہر محفل کے لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی کو زبردست بھی محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کرسکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اس طرح آپ اپنی قوت بیانی سے بڑے بڑے کام کرلیں گے معمولاً بھی یہ کتاب آپ کو اپنے گھر اپنے اعزا اور اپنے احباب میں حد درجہ ہر دلعزیز کر دیگی۔

قیمت فی جلد آٹھ آنے

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# دنیا تمہاری مٹھی میں آجائے گی

اگر تم مصیبت اور پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اگر تم اس چارہ ساز کی غیبی قوتوں سے ناامید نہیں ہوئے ہو تو ہمت نہ ہارو، میدان عمل میں ڈٹے رہو کامیابی تمہارے قدم چومے گی پریشانی راحت سے بدل جائیگی بے اطمینانی سکون سے مبدل ہوگی بشرطیکہ تم **آیۃ الکرسی** کا عامل بن جاؤ یہ آیت اسم اعظم ہے اور اس کا زبردست عامل آسمان کی پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کرسکتا ہے آیت الکرسی کے عامل کی بدولت ہزاروں بہادر تندرست ہو گئے غریب امیر بنگئے آیت الکرسی کے عامل کی کوئی مشکل اگلی نہیں بتی غرضکہ آیت الکرسی کا عامل جو چاہے گا وہ ہو گا اگر تم آیۃ الکرسی شریف کے عامل بننا چاہتے ہو تو پہلے اسم اعظم کے فضائل سے واقفیت حاصل کرو جو صحیح حدیثوں سے نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد آیت الکرسی کی تفسیر پڑھو تاکہ تم پر اسم اعظم کی بندگی اور عظمت ظاہر ہو اور اس کے بعد آیت الکرسی کے نہایت صحیح اور مجرب اور زود اثر وظائف کے عامل بنجاؤ جس کے پڑھنے کے نہایت سہل طریقے

## عطائے قدسی فی تفسیر و اعمال آیت الکرسی

میں نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں آیۃ الکرسی کا عامل تمام عمر اطمینان سے زندگی بسر کرسکتا ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت آٹھ آنے ۸/

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔

# جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب تمسک نہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی دنیاوی تمکن کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقراء کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت ہے اور انہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچتی ہے ان میں علی الخصوص حضرت تاج العارفین **مخدوم جہانیاں جہاں گشت** کے وظائف واوراد بہت ہی مجرب ہیں اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ چلے آتے ہیں حضرت مولانا عرشی شاہ کاکہ انہوں نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو شائع کر دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا عرشی صاحب کو یہ گنجینہ اسی سلسلہ سے ملا ہے۔

عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از سید امیر علی صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت شاہ سید باز علی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت فتح محمد صاحب از حضرت سید نامی احمد شاہ ثانی از حضرت شاہ عبد الکبیر صاحب از حضرت سید نا مخدوم جلال الدین صاحب جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد و وظائف جہاں جہانگشت** ہے اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اوراد اوراد وظیفہ اور نقش ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے، محبت الٰہی، محبت رسول، ایمان کی حفاظت گناہوں کی معافی عذاب قبر سے نجات شیطان کو مغلوب کرنا۔ صلوٰۃ التسبیح، تسخیر و محبت۔ استخارہ ہر حاجت پوری ہو، دشمن کو مغلوب کرنا۔ نصیبہ کی یاوری قرض ادا ہونے کے لئے رزق کی گنجائش کے لئے اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت و تندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے مخصوص امراض کے خاتمہ کے لئے سان درد سر لرزہ، بخار، ہر قسم کا درد ہچکی، آشوب چشم طاعون مرگی زہر کا اثر چوہے گیدڑ کی حفاظت کے نقش وظیفے اس کے علاوہ سورہ منزل کے وظیفے، بچہ پیدا ہونے کے دشمن کو مغلوب کرنے کے لڑکے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے گنجائش رزق کیمیتی کی حفاظت جن بھوت سے حفاظت مصیبتوں سے آزادی دشمنوں کو برباد کرنا۔ گم شدہ کو حاضر کرنا، محبت و تسخیر پانچوں وقت کی نماز کے وظیفے، نماز قضا عمری کے وظیفے پہر ختم خواجگان نقشبند دعائے حیدری اسم اعظم کا وظیفہ جو انسانی کوششوں سے بالاتر ہو اس کتاب میں موجود ہے ہمیں مولانا عرشی کے لئے دعائے خیر کرنی چاہیئے کہ انہوں نے ان اوراد صدریہ کو عام کر دیا۔

۱۰۸ صفحہ کی کتاب قیمت دس آنے۔ **حمیدیہ پریس۔ دہلی**

# دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اسکا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یونہی جو خدا سے مانگو وہ قبول کرتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضروری درجہ مستجاب تک پہنچتی ہیں دعائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے یہ کتابی تقطیع کا ضخیم نسخہ ہے اور حسب ذیل مضامین ہیں:۔

(۱) **صلوٰۃ الرسول** اسکے ترجمہ پہنچانے کی دعائیں سب کی سب قرآن شریف سے لی گئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نے رقم فرمایا ہے اس میں شنبہ سے لیکر جمعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و اثرات کا مفصل بیان ہے عربی خطبہ بہت جلی اور مضاف ہے ۴۲ صفحہ

(۲) **مناجات مقبول** یہ بھی ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اول مولانا اشرف علی صاحب کا دیباچہ ہے اور بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں سات روز کے لئے ہیں اور یہ مناجاتیں بھی قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں بہت موثر اور درد انگیز بیان ہے رات کو عشاء کے بعد یہ دعائیں پڑھی جائیں تو ان شاء اللہ فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں مولانا نے نظر ثانی کر کے اب حال میں چھپوائی ہے

(۳) **ہفت احزاب** آنکہ خود فرمودہ مولوی فارسی میں مناجات ہے اور مولانا رومؒ کی تصنیف ہے اس میں شنبہ سے جمعہ تک کی دعائیں ہیں ضخامت ۱۶۰ صفحے۔

(۴) **تتمہ دعائے مقبول** ۴۰ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مقدمہ ترجمہ اوران کے اوقات بھی مولانا نے درج فرمائے ہیں اس میں کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب مجرب ہیں مختصر فہرست دعاؤں کی یہ ہے صبح و شام کی دعا، ادائے قرض کی دعا طلوع آفتاب کی دعا، اذان مغرب کی دعا گھر میں آنے کی دعا سونے کے وقت کی دعا، خوابی سے بچنے کی دعا وحشت و خوف سے بچنے کی دعا ضو فہ کی دعائیں، صبح کی نماز کی دعا، مسجد میں جانے کی دعا ہر نماز کے بعد کی دعا کسی کے ہاں روزہ افطار کرنے کی دعا کھانے کے بعد کی دعا دعوت کھانے کی دعا دعائے استخارہ دعائے حفظ القرآن دعائے ختم دلہن دعائے جماع دعائے رخصتی دعائے سفر دعائے سواری۔ دعائے سفر دریا، دعائے داخلہ شہر، ریل پر چلنے کی دعا مصیبت سے بچنے کی دعا صدمہ سے نجات کی دعا ظالم سے بچنے کی دعا، دفع بھوت کی دعا قضائے حاجت کی دعا ۴۷ دعائیں ہیں۔

(۵) **حزب البحر** حزب البحر بہت سے اکابرین نے قلمبند کئے لیکن جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھے ہیں وہ بہت ہی قبول ہیں اور یہ اعمال حضرت کے صدہا مریدین کے مجرب ہیں دعائے مقبول ان پانچوں کتابوں کا مجموعہ اور مجلد ہے علیحدہ کوئی کتاب نہیں ملسکتی

**قیمت صرف ۱۲ر علاوہ محصول**

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# روحانیت کا بادشاہ

یعنی سوانح حیات و ملفوظات حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی مصنفہ مولوی زاہد القادری نبیرہ حضرت غوث الاعظم ۲۴۰ صفحہ کی کتاب ہے اور اس میں حسب ذیل سیاحات ہیں اول مقدمہ معجزات انبیاء کرام۔ کرامات اولیا کا انکار قانون فطرت کی تعریف۔ معجزات و خرق عادات پر یقین کرنا عقل انور وحی کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اسلامی معتقدات حقیقت معجزات و کرامات۔ معجزات و کرامات کا فرق۔ زمزمہ وحدت، نغمہ وحدت، نعت شریف۔ ترانہ عقیدت۔ غوث پاک کے فضائل و مناقب حضور پاک کی زندگی کے حالات۔ حضور کے اوصاف خصوصی۔ نسب نامہ، حضور کے شیوخ طریقت حضور کے اسمار شریف اولاد وفات غوث پاک کی ہدایت کرنے کا طریقہ۔ حضور کی مقدس تعلیمات و ہدایات تعلیم التوحید، تعلیم الشریعت۔ تعلیم المعاش، تعلیم الطریقت، تعلیم التصوف کرامات غوث پاک قصیدہ غوثیہ۔ صلوٰۃ الاکسار بہت شستہ زبان ہے قیمت ۶ر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# مسلمانوں کا ایمان خطرہ میں ہے

کیونکہ دن بدن مسلمان اپنے مذہب سے ناواقف ہوتے جاتے ہیں جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ عربی میں باقاعدہ علوم دین کو حاصل نہیں کیا جاتا لوگوں میں نہ اتنی قابلیت ہے کہ بڑی بڑی مذہبی کتابیں پڑھیں نہ علماء کی صحبت میسر آتی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جن باتوں سے مسلمانوں کا بچہ بچہ واقف تھا آج ان سے وہ لوگ بھی آگاہ نہیں جو اپنے آپ کو تعلیم یافتہ اور کھا پڑھا سمجھتے ہیں ہم نے مسلمانوں کی اس تباہی کو دیکھکر نئی روشنی کے مطابق نہایت شستہ زبان میں ایک بڑی ضخیم کتاب

## فلاح دین و دنیا

کے نام سے شائع کی ہے یہ کتاب تمام دینی اور دنیاوی مسائل اور ضروریات پر حاوی ہے یہ نہایت مکمل اور مذہبی انسائیکلو پیڈیا ہے اس میں تمام دینی و مذہبی باتیں درج ہیں جن کی زندگی میں روزمرہ ہر ایک مسلمان کو ضرورت پیش آتی ہے یہ کتاب عربی اور فارسی کی نہایت مستند لاتعداد کتابوں سے سالہا سال میں تیار ہوئی ہے یہ ایک زبردست عالم کی تصنیف ہے جس میں تمام مسائل نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں یہ کتاب جس کے پاس ہوگی اسے یہ معلوم ہوگا کہ گویا ایک زبردست عالم اس کے گھر میں موجود ہے یہ دین کے تمام معاملات میں بھی کارآمد ہے اور دنیا کی تمام باتوں کے لئے مشیر ہے۔

### فلاح دین و دنیا کی طویل فہرست مضامین سے چند مضامین حسب ذیل ہیں

**باب اول عقائد اہلسنت والجماعت** عرش کرسی لوح و قلم آسمان زمین فرشتے حضرت جبرئیل میکائیل و اسرافیل و عزرائیل احکام قرآن قبر نکیرین سجین علیین بچوں سے سوال نکیرین جنوں سے سوال قبر شہیدوں سے سوال قبر قیامت حضرت امام مہدی و دجال حضرت عیسیٰ کا نزول یاجوج ماجوج مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب دابۃ الارض علامت صغریٰ علامت کبریٰ حشر نشر لغت دنشر لوائے حمد شفاعت حساب کتاب میزان جانوروں کا حساب دس جانور جنت میں جائینگے پل صراط حوض کوثر آنحضرت کا گنہگاروں کی شفاعت کرنا حافظ قرآن کی شفاعت دوزخ جنت پیغمبر آنحضرت کی فضیلت ہجرت شریف آپ کی مبارک زندگی کے حالات وفات ازواج مطہرات زمانہ خلافت اولیاء اللہ کا ذکر بیعت پیر طریقت آداب مرید انبیاء و صالحین سے استعانت حیات اور موت۔

**باب دوم عبادات** وضو غسل پانی کے مسائل تیمم مسح موزہ ناپاک چیز پاک کرنا نماز کے اوقات آداب مسجد اذان نماز میں فرض نماز میں واجب نماز باجماعت مفسدات نماز نماز مسافر ریل میں نماز جمعہ کی نماز عیدین کی نماز نوافل نماز اشراق نماز چاشت نماز فی الزوال نماز تہجد تراویح اعتکاف جنازہ کی نماز فضائل ماہ رمضان روزے کے مسائل چاندی سونے کی زکوٰۃ تجارتی مال کی زکوٰۃ جانوروں کی زکوٰۃ حج شرائط حج۔

**باب سوم عربی مہینوں کی وجہ تسمیہ اور ان کے وظائف** محرم الحرام میں اعمال و وظائف اسمائے بزرگان دین تاریخ رحلت و ولادت ماہ صفر اور اس کے اعمال و وظائف اسمائے بزرگان دین مع تاریخ رحلت و ولادت ماہ صفر اور اس کے اعمال و وظائف اسی طرح بارہ مہینوں کی خصوصیات اور تمام ضروری باتیں بیان کی گئی ہیں۔

**باب چہارم حلال و حرام جانور** ذبح شکار اس باب میں نہایت تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے۔

**باب پنجم حقوق** حقوق اللہ حقوق آنحضرت حقوق صحابہ حقوق اہلبیت حقوق پیران طریقت حقوق والدین حقوق اقربا حقوق استاد حقوق بادشاہ حقوق آقا حقوق غلام حقوق امیر غرض یہ کہ اسی طرح دنیا میں ایک انسان پر جتنے حقوق ہیں وہ سب بیان کئے گئے ہیں۔

**باب ششم معاشرت** آداب دعوت کھانا کھانے کے آداب پانی پینے کے آداب سونے کے آداب حضور کا لباس حضور کا حلیہ مبارک ریشمی سوتی اونی کپڑوں کے مسائل کپڑوں کی آرائش کے مسائل غرضیکہ اسی طرح کی معاشرت کے متعلق ہر چیز کا بیان۔

**باب ہفتم حیات و ممات** پیدائش عقیقہ ختنہ بسم اللہ شادی بیاہ نکاح سہرا دودھیاں ولیمہ جن سے نکاح حرام ہے طلاق عدت انتقال تجہیز و تکفین تقسیم وصیت نماز جنازہ دفن میت پکی قبر قبر پرستی فاتحہ خیرات عرس وغیرہ وغیرہ

**باب ہشتم ضروری نصائح** اس باب میں تمام ضروری نصائح اور ہدایات درج ہیں اس کے علاوہ تمام زہریلے جانوروں کے کاٹے کا علاج اور ہر مرض کے نسخے درج کئے گئے ہیں اس کے بعد دوسرے ابواب میں قرآن شریف کی فضیلت اور اس کے اعمال درج ہیں پھر ایک باب میں بیان دلائل اسعاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج اور سنا جاتیں اور وہ تمام باتیں جو مولود شریف کے لئے نہایت ضروری ہیں درج کی گئی ہیں۔ سب سے اخیر باب میں حضرت خواجہ دوسرا غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجزی سنجری العزیز کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں

**اس سے زیادہ جامع اور مفید کتاب آجتک اردو میں شائع نہیں ہوئی ایک مسلمان کیلئے جتنی چھوٹی بڑی باتیں جاننی ضروری ہیں وہ سب اس میں موجود ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ ٹائیٹل نہایت خوشنما ہفت رنگ ناپسند ہونے پر کتاب واپس بھیجدیجئے ضخامت ۷۰۰ صفحات۔ کاغذ ولایتی قیمت تین روپے آٹھ آنے (بہ)**

**ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی۔**

# مرنے سے پہلے مرنے کے بعد

اگر انسان اپنی گذشتہ زندگی کا جائزہ لے تو اس کو رنجیدہ و شرمسار ہونا پڑے کیونکہ زندگی کا شاید ہی کوئی لمحہ ایسا ہوگا جو معصیت سے مبرا ہو پھر ایسے پر مصائب راہ سے آخر کٹھن سفر کیونکر گذر یگا یہ ایک مشکل سوال ہے جس کا جواب اور تسلی جواب کسی اور مذہب میں نہیں ملیگا عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع کی صلیب ہمکی نجات کی پوری کفیل ہوچکا حالانکہ دنیا میں یہی ایک بے گناہ کے بدلے دوسرے سے مواخذہ نہیں ہوتا نہ دوسرے کی سعی و قربانی اس کی تلافی کرتی ہے ہندو کہتے ہیں جیسے کرم کئے دوسرے جون میں ویسی ہی صورت تضیب ہوگی ان کے ہاں گناہوں سے نجات ہی ناممکن ہے۔

قربان جائیے اسلام کے پیمان امت کے دانا اور سچے دل کی معذرت خواہی گناہ سے یکسر صاف کر دیتی ہے اور خدا کی رحمت سپرد ہن جاتی ہے بشرطیکہ خلوص دل سے توبہ کرلی جائے

**توبہ کیا ہے** اس سے بہت کم لوگ واقف ہوں گے توبہ کی حقیقت توبہ کیصورت جب تک نہ معلوم ہو انسان صحیح معنوں میں توبہ ہی کیا کر سکتا ہے۔

## موت کا وقت مقرر نہیں

ممکن ہے اسکی نوبت آج ہی آجائے اسلئے آج ہی ضرورت ہے کہ توبہ کی حقیقت معلوم کرکے موت کے وقت سکون حاصل کرلیا جائے اس لئے آپ آج ہی حمیدیہ پریس دہلی سے کتاب

**توبہ** منگا کر پڑھیئے اور اس پر عمل کیجئے توبہ پڑھنے کے بعد انسان کامل انسان ہوجاتا ہے توبہ پڑھنے کے بعد انسان گناہوں سے اس درجہ دور ہوجاتا ہے کہ گویا اس میں گناہ کرنے کی قدرت ہی باقی نہیں رہی کتاب کیا ہے ایک جادو ہے جسکا اثر محسوس کئے بغیر رہتا ہی نہیں اس لئے ہر بالغ انسان کے لئے اسکا مطالعہ اشد ضروری ہے اس کتاب کی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔ مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات دیباچہ توبہ توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ۔ توبہ کی حقیقت توبہ کی فضیلت توبہ کا ثواب توبہ کے متعلق سرور عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر، قبولیت توبہ حکایات توبہ، ترک گناہ۔ حقیقت گناہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہ کی لعنت گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ کبیرہ بجا تا ہے جوش رحمت توبہ کے شرائط گناہوں سے بارگاہ الٰہی میں سربسجود، دامت توبہ۔ گناہوں سے بچنے کا مؤثر علاج گناہ سے بچنے کی مناجات اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی۔ پڑھو استغفار عبادت دل، بیموا امید، عبد و معبود میں راز و نیاز گرفتہ ہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری مواخذہ سے بیفکری گناہ کے نقصانات فیشہ واقع مرض گناہ۔ توبہ سے بچپنی گناہگار کی مناجات توبہ کرو اور خدا سے ڈرو فارسی کے فتوے فارسی کی مناجات توبہ عربی کی مناجات توبہ۔ اشک ندامت، محاسبہ حرام و حلال، اشعار توبہ۔ مغفرت کا آسان طریقہ مناجات مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم نفس کی جذبات خدا کی رحمت میں شریر بہنوں کی توبہ ادعیہ قرآنی متعلقہ توبہ اس کے علاوہ بہت سی نظمیں اور مناجاتیں درمیان میں حسب ضرورت برمحل موجود ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد گناہوں سے ازخود نفرت ہوجاتی ہے قابل مصنف نے انداز بیان ہی موثر رکھا ہے ضخامت ۱۱۲ صفحات کاغذ دلایتی سفید چکنا بہت موٹا قیمت صرف دس آنے

**قیمت دس آنے۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔**

کیا ہوتا ہے یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر شخص بیچین ہے اور وہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کس طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لوں دوسری اقوام سے کہہ بیٹھے کہ مرنے کے بعد وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اسکے رسول بتاتا ہے اور مسلمان اس کا یقین کرلیں کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ ہزار ہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتائے ہیں جو مرنے کے بعد ان پر گذرے ہیں یہ سب کتاب

**حیات بعد الموت** میں مفصل درج کردیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے گذرنے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہوجائے ہی وہ کتاب ہے جو آج صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ اپنے بالکل یقینی اور آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو منگائیے یہ کتاب حضرت مولانا مولوی عبدالتواب صاحب فاضل دیوبندی کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں: فلسفہ روح انسانی دین دونیا جسم و روح حقیقت روح انسانی روح انسانی کا دخول عہد میثاق روح حیوانی اور روح انسانی تناسخ جادو گرون حقیقت موت عبادت سکرات موت تلقین مومن ہو یا کافر جسم فانی سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات حضرت ادریس کی وفات حضرت سلیمان کی وفات رسول کریم کا وصال ایمان و کفر میکی و بدی نیک و بد ملک الموت اور مومن علیین ابرار و مقربین بدانجام بری روحیں سجین کفار کی ارواح منافق سے سوال مومن کی نیک روح نیک عمل عذاب و ثواب عالم برزخ قبر کا عذاب و ثواب تجہیز و تکفین غسل میت غسل کا پانی کفن میت کی تفصیل نماز جنازہ کامل نماز جنازہ کی امامت جنازہ کے ساتھ چلنا دفن میت اور قبر توبہ و استغفار دروود و فاتحہ ایصال ثواب تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان زیارت قبور تعزیت و تسلی کہنا کہلانا نجات اخروی میت کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے

**دوسرے حصہ میں ۳۳ صحابہ** کرام و صوفیائے عظام اور اولیا کے رویائے صادقہ اور جنرات و روح جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے عزیزوں احباب عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے پیشرو و احباء کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۲ ر پتہ حمیدیہ پریس دہلی

**خبر بھی ہے کل کیا ہونیوالا ہے** بیدار ہوجاؤ اے نیند کے متوالو اور ہوشیار ہوجاؤ وہ دن سر پہ آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی وہ دن نزدیک آگیا جس کے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ خشیت الٰہی سے لرزاں ہوگا تم سوتے ہو نہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہوچکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ جلد پوری ہونے والی ہیں اس لئے آج ہی

**قیامت کا پروگرام** منگا کر پڑھ لو اور یقین کرلو اس راستہ سے تم گزر رہے ہو اس کا اختتام بہت نزدیک ہے اس کے ساتھ ہی اپنا پروگرام بھی مرتب کرلو یہ کتاب حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی لکھی ہوئی ہے قیمت ۴ ر

پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

# بیدار ہو جاؤ

اے غفلت کے متوالو اے سونے والو آنکھیں ملو ہوشیار ہو جاؤ تم کہاں ہو

## خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

وہ دن سر پہ آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی وہ وقت نزدیک آگیا ہے جس کے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے اور وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ ذرہ خشیت سے لرزاں ہوگا تم سوتے ہو تمہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بہت جلد پوری ہونے والی ہیں آج ہی **قیامت کا پروگرام** منگا لو جب تم اس کو پڑھ لو اور سمجھ لو اور یقین کر لو کہ جس منزل سے تم گزر رہے ہو اس کا ختم کتنا نزدیک ہے اور پھر اپنا پروگرام بناؤ اپنے حالات پر نظر کرو اپنے افعال کا جائزہ لو اپنی معصیتوں کا حساب کرو اپنے نظام زندگی کو ایماندارانہ غرض ہر چیز پر تبصرہ کرنے کے بعد فیصلہ کرو لیکن نہیں یہ کام تم نہیں کر سکتے ہو کہ تم اپنی فرد گذاشتوں کا محاسبہ کر سکیں ہم کہ کر اپنے مطالعہ کا قیاس کر سکتے ہیں جبکہ ہر لڑکے سے بڑا گناہ کو کرتے وقت ہم گناہ ہی نہیں تصور کرتے

**اگر یہ یقینی ہے کہ مرنا ضرور پڑے گا اور مرنے کے بعد ہر بات کا حساب دینا ہوگا تو ساتھ ہی**

## تعزیرات دوزخ

پڑھ لو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی تو معلوم ہوتا رہے کہ اس فعل میں یہ سزا ملیگی حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا جزائے جنت میں نصیب کرے اور یہاں بھی انکی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنا دی ہے ہر گناہ کی یاد کاش بھی بتلا دی ہے۔ تعزیرات دوزخ میں حسب ذیل گناہوں کی تفصیلی سزا ہے:-

شرک۔ ریا۔ سوء ظن بالعبد۔ غضب۔ کینہ۔ حسد۔ تکبر۔ خود بینی۔ بدعت۔ علم بے عمل۔ تقدیر و زمانہ۔ اہل اللہ سے عداوت اور صحابہ سے بغض۔ بد عہدی اور امانت میں خیانت۔ مخش اور لغو کلام کی کثرت۔ قرآن اور حدیث سے استغنا۔ بول و براز سے غفلت۔ وضو اور غسل اور حیض کی فرد گذاشتیں۔ نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی۔ سفر اور بد فالی۔ غیر شرعی زینت و ملکہ ماتم۔ نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام۔ زکوۃ صدقہ فطرہ سوال اور بخل۔ روزہ کی فرد گذاشتیں۔ حج اور اس کے متعلقات۔ جانوروں سے بدسلوکی۔ ناموں میں تفاخر۔ بیع اور شراء اور حرام کمائی۔ سود اور اس کے متعلقات۔ قرض اور اسکے متعلقات مال یتیم۔ حقوق ہمسایہ فخر اور اونچے مکان بنوانا۔ زمین غصب کرنا۔ جھوٹی جھوٹی قسم کی گواہی زنا اور اس کے متعلقات۔ بسم کی آبرو ریزی۔ منافقت تجسس اور جھوٹا خواب میاں بیوی کو لڑانا۔ ملاکرنا۔ اسی طرح ۷۰ مضامین ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان ہے قیمت **قیامت کا پروگرام** ۴ اور **تعزیرات دوزخ** کی قیمت عہ

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# علامہ شبلی کی کتابیں

سب سے زیادہ سستی کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں، جس سے پوچھیے یہی جواب ملیگا کہ

## حمیدیہ پریس دہلی سے

**سیرۃ النبی** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات کے متعلق بہت سے رطب و یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن اس کتاب کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام روایتوں سے قطع نظر کر لی گئی ہے اور صرف وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن کی صحت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے تاریخ و سیر سے بھی وہی واقعات لے گئے ہیں جن کی صحت و درایت کمزور رشکوں نہ ہو۔

حصہ اول۔ از ولادت تا ختم سلسلہ غزوات مع مقدمہ اصلی قیمت چہار روپے رعایتی للعہ

حصہ دوم۔ از ۹ھ تا وفات جملہ مفصل و مکمل حالات اصلی قیمت صرر رعایتی ۱۲

**الفاروق** یعنی حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت صحابہ کی فتوحات طریقہ حکومت عراق و شام و مصر و ایران کی فتح کے واقعات حضرت عمر کی سیاست اخلاق زہد عدل اور اسلام کی عملی تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف ضخامت ۱۲ ۳ صفحات قیمت دو روپے رعایتی ۱۲ر

**المامون** یعنی خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد سلطنت کے حالات مولانا شبلی مرحوم کی یہ پہلی تصنیف ہے جس میں ممد و مرج نے تاریخ اسلام کے پر فخر عہد کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات شگفتہ کئے ہیں جن سے دولت عباسیہ کے عروج و کمال کے زمانہ کا مرقع انکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ضخامت ۴ ۲ صفحے قیمت عہ رعایتی ۸

**الغزالی** امام غزالی کی سوانح عمری ادوار کی فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق اور تصوف میں ان کے مجددانہ کارنامے علمائے اسلام میں امام غزالی کی اہمیت سے کوئی شخص ناواقف نہیں ہے مگر ان کے حالات خیالات اور تحقیقات سے کم لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان ان کو پڑھکر فائدہ اٹھائیں ضخامت ۱۲۸ صفحے قیمت اصلی عہ رعایتی صرف ۸ر

**سیرۃ النعمان** امام ابو حنیفہؒ کی سوانحعمری ادوار کے اجتہادات اور مسائل فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے حالات فقہ حنفی کی خصوصیات علم حدیث علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی قانون پر تبصرہ ضخامت ۴ ۴ صفحات اصلی قیمت عہ رعایتی ۸

**مولینا روم** اسلام کے مشہور صوفی متکلم جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری فضائل و مناقب ان کے تصوف اور مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ قیمت عہ رعایتی ۸ر

**سفرنامہ** روم و مصر و شام ۱۹۱۰ء میں علامہ شبلی مرحوم نے جو سفر کیا تھا اس کے حالات و واقعات یہ سفرنامہ بہت مقبول ہو چکا ہے اردو میں ممالک اسلامیہ کا یہ پہلا سفرنامہ ہے جس میں ٹرکی مصر اور شام کے علمی تعلیمی تمدنی حالات قیمت عہ رعایتی ۱۰ر مقالات شبلی عہ رعایتی ۸ر آغاز اسلام ۸ رعایتی ۳ر حیات سعدی ۸ رر رعایتی ۳ر حیات حافظ ۸ رعایتی ۳ر

**تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

تاریخ عروج اسلام کے دو مایۂ ناز فرزند

# ہارون اور مامون

وہ جن کے زمانہ میں ستارۂ اسلام نصف النہار پر تھا۔ وہ جنہوں نے اس قوم کو ترقی تمدن اور انسانیت کا درس دیا۔ جو آج ہم کو وحشی اور نامہذب بتلاتی ہے وہ جن کے زمانہ میں آج کے عقلائے فرنگ اور فرزندان یورپ ایک مچھیرے کی حیثیت رکھتے تھے وہ جن کے غلاموں نے بادشاہی کی اور جن کے دبدبہ و سطوت کے آگے کرۂ زمین لرزاں تھی وہ اسی اسلام پارسی سے ہوئے اسلام کی زندہ تصویریں تھیں ان کی سوانح حیات آج بھی غلام مسلمانوں کے خون میں حریت کا جوش پیدا کر دیتی ہیں تاریخ عالم عروج کے ولولہ انگیز واقعات میں فسانے نہیں ہیں جن کے متعلق قیاس آرائی کا شبہ ہو ان دونوں کتابوں کو منگا کر پڑھیے تو سہی موجودہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائینگی کہ ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہیں۔ پھر یہ کتابیں لکھی ہوئی اس جید فاضل کی ہیں جس کا نام **علامہ شبلی** تھا جو تاریخ دانی میں ہندوستان کی مایۂ ناز شخصیت ہے اب عوام کی دلچسپی اور خریدکی آسانی کے لئے نہایت قیمت پر حمیدیہ پریس دہلی سے ملتی ہیں الہارون کی اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ ضخامت ۲۰۰ صفحہ المامون اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۵ر ۱۵۲ صفحے ضخامت


## مختصر فہرست مضامین الہارون


مقدمہ۔ الہارون سلسلہ آصفیہ میں داخل ہونا۔ خلیفہ ہارون رشید۔ خلیفہ مامون رشید کی پولیٹکل تقریر۔ آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی خلیفہ ہارون رشید کی سوانح عمری۔ عرب کا زمانہ جاہلیت۔ عرب کی شاعری ایک عرب سردار سنی عثمان کی رقت۔ آنحضرت صلعم کا عربوں سے وحشیانہ رسموں کا ترک کرانا۔ حجر اسود و کعبہ کے بتوں کا ذکر۔ خلفائے راشدین حضرت ابوبکرؓ حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ حضرت علی کا خلیفہ مقرر ہونا۔ قرآن شریف کا منزل من اللہ ہونا۔ حضرت علی کا شہید ہونا۔ بنی امیہ کی خلافت اور امام حسینؓ قتل خلفائے راشدین کی سادگی کی ایک حکایت علوم و فنون کی ترقی مسلمانوں کی سلطنت کی وسعت امویوں کا قتل ہونا۔ ابومسلم کا قتل ہونا خلیفہ مہدی کی خلافت ہارون رشید کی تخت نشینی اور یحییٰ کا وزیر اعظم ہونا سلطنت کی شان و شوکت چھوٹا وزیر یحییٰ کے عاقلانہ نصیحتیں جعفر کی مروت و فیاضی۔ ہارون رشید کو اپنی رعایا کا کس قدر خیال تھا ابوہبیدام کی گرفتاری اور رہائی۔ لیلےٰ خواہر لیسہ کریٹ اور قبرس کا فتح ہونا۔ ہارون رشید کا خط بنام نقفور۔ شاہ یونان سے جنگ ہونا اور اس کا شرمناک خراج ادا کرنا یونانیوں کی بدعہدی اور ان کی تباہی ہارون رشید کے برامکہ سے بگڑنے ناراض ہو جانے کے اسباب جعفر اور عباسہ کی شادی اسمٰعیل اور خلیفہ کی گفتگو۔ عباسہ کا قتل جعفر برمکہ کا قتل خلیفہ کے بچپن کے دانت اور بال یحییٰ برمکی کی دعا کعبہ شریف میں عبدالرحمٰن عباسی کی حیرت انگیز بیان ہارون رشید کا بذات خود میدان جنگ میں جانا امین اور مامون ہارون رشید کا سلطنت کو بیٹوں پر تقسیم کرنا۔ عمانی شاعر اصمعی کی روایت۔ زبیدہ خاتون کی شکایت ہارون رشید کا موت کے لئے تیار ہونا خلیفہ ہارون رشید کی وفات ہارون رشید کی وصیت۔ مامون کی غصہ۔ فضل بن ربیع پر اس کے وزیر کی نصیحت امین کا معاہدہ منسوخ کر دینا امین کی مامون پر فوج کشی اور امین کا قتل ہونا خلیفہ ہارون رشید کے خزانہ کی تعداد۔ زبیدہ خاتون۔ زبیدہ خاتون کا فیض ابتک جاری ہے۔ زبیدہ خاتون کا انتظام خانہ داری۔ الف لیلہ پر محققانہ رائے۔ ہارون رشید سے جنیہ کی ملاقات۔ ہارون رشید کی معاملت اہل نصفت یہودی۔ نجومی۔ مرغ اور مرغی کا لطیفہ۔ ابونواس کی ڈاڑھی کا لطیفہ۔ ابونواس کی حاضر جوابی۔ حمید طوسی کی حاضر جوابی۔ اسحاق مغنی کی حاضر جوابی کا صلہ سفیان اور فضیل کی حکایت۔ قاضی ابویوسف۔ خلیفہ ہارون رشید کے حنفی ہونے کا فتویٰ خانہ کعبہ میں ہارون رشید اور ایک عرب کی بیخوف گفتگو ہارون رشید کی عربی زنجبہ۔ خلیفہ کو نیند نہ آنا اور جعفر کی گفتگو الحکم ندیم اور ہارون رشید کی حکایت۔ طبیب اور مچھلی۔ ہارون رشید کی نرم دلی عربوں کی ذہانت اور خلیفہ کی فراست۔ امین کا چال چلن۔ خلیفہ کا اپنی رعایا سے سلوک۔ خلیفہ ہارون رشید کے حالات اطوار۔ ہارون رشید کے جانشین۔ خلافت کا سلطنت عثمانیہ میں منتقل ہونا۔ ہارون رشید کی سلطنت کی سالانہ آمدنی۔ ہارون رشید کی فوج کی تعداد فہرست خلفائے راشدین


## مختصر فہرست مضامین المامون یہ ہے


دیباچہ سرسید احمد خاں مرحوم۔ مامون کی ولادت اور تعلیم و تربیت۔ مامون کی ولیعہدی ۱۹۳ھ دستاویز جو امین نے لکھی۔ مامون کی دستاویز۔ مامون اور امین کی مخالفت مامون پر فوجکشی۔ اہواز بصرہ۔ بحرین عمان وغیرہ کا محاصرہ۔ امین کا قتل۔ مامون کی خلافت ابن طبا طبا کا خروج۔ سرخمہ کا قتل اور بغداد کی بغاوت حضرت علی رضا کی ولیعہدی ابراہیم بن مہدی کی تخت نشینی۔ مامون کا عراق روانہ ہونا ذوالریاستین کا قتل حضرت علی رضا کی وفات۔ ابراہیم کی معزولی طاہر کا خراسان کی حکومت پر مقرر ہونا۔ عبدالرحمن بن احمد کی بغاوت ذوالیمینین طاہر کا وفات پانا افریقہ اور منصور بن نصیر کی بغاوت۔ نصر بن شبث کا گرفتار ہونا ابن عائشہ اور مالک کا قتل۔ ابراہیم کی گرفتاری۔ مصر و اسکندریہ کی بغاوتیں زریق کی بغاوت۔ بابک خرمی کی بغاوت فتوحات ملکی۔ جزیرہ صقلیہ کی فتح روم پر حملے مامون کی وفات مامون کی حلیہ۔ مامون کی اولاد ذکور۔ حصہ دوم بغداد۔ وسعت سلطنت و خروج ملک کی آبادی امن و امان۔ ذوق علمی۔ رصد خانہ پیمائش زمین۔ مامون کا فضل و کمال۔ علمی مجلسیں وغیرہ مامون کے عام اخلاق و عادات۔ مامون کا مذہب معاصر سلطنتیں۔

اراکین و باسادر ملکی عہدے۔

مامون کے عہد کے اہل کمال

الخ



قیمت رعایتی ۸ر

قیمت رعایتی ۱۲ر ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

# سب سے بڑا قرآن شریف

جو ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر میں عدیم النظیر ہے صرف حمیدیہ پریس دہلی میں ملتا ہے اور اب دوبارہ اس چھپنا ناممکن ہے کیونکہ اتنا سرمایہ کون لگاتا ہے جو یہ قرآن شریف چھپوائے یہ تو اسلامیہ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ مرحوم نے ۱۹۱۲ء میں چھپوایا تھا اور اس کی ہمت تھی تو آج یہ تاریخی قرآن عوام تک پہنچ گیا پہلے اس کا ہدیہ تیس روپے تھا لیکن اب کمپنی مذکور کے دوستار کے امتثار سے اس کو اس قدر کم ہدیہ پر دلوا دیا کہ آج مجلد چرمی پشتہ صرف آٹھ روپے میں مل جاتا ہے یہ اتفاقی صورت اور آخری چانس ہے نہ آئندہ کوئی چھپوائے گا اور نہ اس کی لاگت ہی ایسی ہو سکتی ہے جو آٹھ روپے کو مل جائے بہرحال اس نعمت غیر مترقبہ کو لوٹ لیجئے جس قدر جلد لوٹنا چاہیں یہ سب ذیل صفات کا مجموعہ ہے

**کتابت** اس قدر جلی کہ بینے خود پانچ گز کے فاصلہ سے پڑھ لیا اور ذرا بھی دقت نہیں ہوئی تحریر استاذ الاعظم مولوی عبدالغنی صاحب کی ہے۔

**طباعت** اس قدر سیاہ چمکدار دیدہ زیب کہ باوجود کہنہ سالی کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی چھپا ہے یہ بہت بڑی بات ہے ایسی چھپائی نایاب ہے۔

**صحت** یوں مواہیر تو جس قدر چاہے لگا دی جائیں لیکن حقیقت میں صحت بس اسی قرآن کی ہے کوئی اعراب کم بیش تو کجا بال برابر بھی بیجا نہیں۔

**ترجمہ** دہلی کی ایک معتمد جماعت جس میں احناف و اہلحدیث دونوں شامل تھے اس کی مترجم ہے اور باعتبار سلاست زبان مرزا حیرت صاحب مرحوم کے مصحح تھے

**تفسیر** جلالین۔ ابن کثیر خازن اور علامہ عبدہ مصری کی تفاسیر کا نچوڑ اس قدر عام فہم کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں اس کو بآسانی سمجھ لیا ہے بسیط اس درجہ کہ اگر فقط تفسیر چھاپ لی جاتی تو دس روپے سے کم میں ہدیہ نہ ہوتی تفسیر و ترجمہ کا قلم بھی اس قدر جلی ہے جیسی درسی کتابیں ہوتی ہیں۔

**کاغذ** سفید ولایتی بھی ہے اور دیسی خاصی سی سفید کاغذ گو آب تاب میں چہارم ہے لیکن اپنی پرانہ سالی کی وجہ سے کمزور ہے خاصی چونکہ دیسی ہے اسلئے دیسا ہی کرا کے دارہے جیسا روزانہ ل تھا ھل یک دونوں کا برابر مجلد چرمی پشتہ آٹھ روپے علاوہ محصولڈاک۔ محصولڈاک سفید قرآن شریف کا سوا تین روپے اور خاصی قرآن شریف کا دو روپے پانچ آنے ریل کے ذریعہ کرایہ کم از کم دو جلدیں منگائیے کیونکہ ریل کے کرایہ کے عہ ہر یہاں ایک بار سل پر مزدج ہو جاتا ہے۔

**منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی**

# مسلمانوں کے کمانڈر انچیف

وہ جنہوں نے کفر و اسلام میں فرق کیا وہ جن کی ہیبت سے روم کا قیصر ایران کا کسریٰ لرزہ براندام تھے وہ جن کے عدل و انصاف کا شہرہ انسانوں میں نہیں فرشتوں میں ہے وہ جن کا فیصلہ خدا کو بھی پسند تھا اور جن کا قرآن شاہد ہے وہ جو اتنی بڑی پوزیشن کے باوجود بیواؤں کی خبر گیری یتیموں کی دلجوئی اپنی بیوی بچوں سے زیادہ کرتے تھے۔

## وہ حضرت عمر فاروق تھے

آج ہر ہائی سکول کالج اور لٹریچر کے کارنامے پڑھنے والے ذرا اس اسلامی کمانڈر انچیف کے حالات بھی پڑھ لیں جو اتنا بڑا عہدہ رکھنے کے باوجود جب بیت المقدس پہنچتا ہے تو اس طرح کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور خود پیادہ پا پکڑے۔

# الفاروق

اس عکس ہستی کی تالیف ہے جو علامہ شبلی جیسے مستند مورخ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس میں اسلام کی تاریخی اور سیاسی جملہ واقعات مذکور ہیں حضرت عمر کی نسب نامہ از بچپن سے اسلام لانے تک کے کل واقعات کی تشریح جو عمر رضؓ کے وجود سے متعلق ہیں اس کے ضمن میں رسول کریم کے اور جملہ صحابہ اور زمانہ اسلام اور کیفیت ہجرت کی تفصیل رسول خدا کی وفات حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت حضرت عمر کے کارنامے حضرت عمر کی خلافت اسلامی قانون کا اجرا مشرق و مغرب جنوب و شمال غرض تمام دنیا کی طاقتوں پر اسلامی تفوق اسلامی فوجوں کی چڑھائی شاہان ایران۔ اور قیصر و شاہان مصر و سندھ سے مٹھی بھر عربوں کی خوفناک لڑائیاں فتوحات کے بعد حضرت عمر کا نظام سلطنت قانون سیاست دور بین مورخوں کی رائے حضرت عمر کی شان میں غرضکہ اس کتاب کے پڑھنے سے حضرت عمر کے واقعات کے ساتھ اور تمام صحابہ کے کارنامے کی تفصیل ضخامت ۲۵۶ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲/

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# معرکہ آرا تحائف

سفر میں حضر میں بہت آسانی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے لئے اگر آپ کو حمائل شریف کی ضرورت ہے تو معمولی سستی حمائل شریف منگا لیجئے یہ حمائل باعتبار فن کتابت عربی کی خوشنما کتابت کی بہترین مظہر ہے اس کا انداز تحریر ہیرو قی ہے جو پڑھنے میں بہت آسان ہوتا ہے اعراب بالکل صحیح حروف کشادہ الگ الگ، چھپائی بہت صاف کاغذ باریک ولایتی چکنا بہت مضبوط ہدیہ مجلد پارچہ جلد بندی صرف بارہ آنے اس سے سستی اس سے ابھی اس سے زیادہ صحیح اس سے بہتر کبھی ہوئی تھی نہ ہوگی اس سے بہتر صاف چھپی ہوئی اس سے عمدہ کاغذ کی حمائل کم از کم دس سال سے بازار کے اندر نہیں آئی۔

اس کا اصلی ہدیہ مجلد پارچہ ایک روپیہ چار آنے ہے یہ صرف حمیدیہ پریس ہی کا کام ہے کہ وہ حتی الامکان قرآن شریف کو تقریباً بلا نفع ہی ہدیہ کرتا ہے

ہدیہ رعایتی فی جلد ۱۲ درجن جلدیں منگائیں تو سات روپے کی۔ **منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی۔**

# حیرت نما قرآن شریف

## سب سے بڑی تفسیر الا ۲۶ + ۲۰ تقطیع والا دلی کی سلیس زبان کے ترجمہ والا

۱۳۴۹ھ کی رعایت کا حیرت خیز مظاہرہ ہدیہ بجائے سات روپے کے صرف ۳ روپے ۴ آنے

بڑی تقطیع کے قرآنوں میں اس کے برابر توضیح کیا اس سے ڈیوڑھی قیمت پر معنی قرآن شریف ہی جبکہ آجکل نہ مل سکتا ہو تو یہ مترجم بالتفسیر کامل قرآن شریف ہدیہ کرنا حمیدیہ پریس دہلی کی وہ خصوصیت ہے جس سے دہلی کے تاجران قرآن شریف اگر خفا ہو جائیں تو یقیناً ان کا فعلہ حق بجانب ہوگا اور ان کا یہ خیال کسی درجہ میں بھی غیر وقیع نہیں ہو سکتا کہ اتنا اچھا قرآن جب ان داموں میں مل جائے تو جھوٹی تقطیع کے قرآن شریف کون لے گا۔

قرآن شریف کی اشاعت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اگر میں کم نفع لیکر یا بعض اوقات بلا نفع قرآن شریف ہدیہ کر دیتا ہوں تو اس میں تاجران کو تجارتی اصول مدنظر نہیں رکھنے چاہئیں آخر رسالہ مولوی ہی تو اسی شان سے شایع کرتا ہوں کہ عہ رسالانہ چندہ ۵ میں عہ سالانہ لاگت کا پرچہ دیتا ہوں۔

اب ناظرین اس قرآن شریف کے منگانے میں ذرا بھی تامل نہ کریں کیونکہ ۳ روپے ۴ آنے ہدیہ میں اس قرآن شریف کے نہ کاغذ کی قیمت ہے نہ چھپائی کی اور کتابت کی کیونکہ عہ کی تو فقط جلد ہی بنتی ہے۔

**خوبیاں** کیا کیا بتاؤں مجمع خوبی ہے بڑی تقطیع سے کاغذ موٹا مضبوط ہے کتابت منشی محمد قاسم صاحب کی ہے جن کی نظیر نہ عراب میں نہ ایران میں ترجمہ کی زبان بالکل ایسی ہے جیسی دہلی کے قدیم شرفا کی زبان تھی کہ بچہ بچہ در سے راس کماری تک جن کو ذرا سی بھی اردو آتی ہو وہ گویا اردو میں قرآن شریف پڑھ رہا ہے ابتداء میں ایک مقدمہ بھی ہے جس میں فہرست مضامین قرآن شریف ہے اور ہر مضمون کے متعلق قرآن پاک کی آیات کا حوالہ معہ نمبر صفحات ہے بعض مضامین یہ ہیں مکمل قرآن شریف دیکھنے سے معلوم ہوں گے۔

اصلاح عقائد۔ احیائے موتی اور قیامت کا ذکر و دوزخ کے حالات۔ جنت کے حالات۔ فرشتوں کے حالات۔ آنحضرت کا نبی برحق ہونا قرآن مجید کی حقیقت نصائح و مواعظ قرآنی دعائیں مسائل نماز مسائل زکوٰۃ و صدقات مسائل حج، مسائل روزہ، نکاح، طلاق، لعان، ایلا و ظہار، قسم اور کفارہ میراث و وصیت، بیع و تجارت حلال و حرام، والدین و لڑکے کے حقوق، حقوق زوجین۔ غیر اقوام کے ساتھ معاملہ آسمان و زمین انسان کی پیدائش آدم و حوا۔ ابلیس، ہابیل و قابیل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے فرداً فرداً حالات سب سے اخیر میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جامع و مبسوط حالات۔

اس کا مقدمہ موجودہ قرآن شریف کے مقدمات سے بالکل انوکھا ہے یعنی مذکورہ مضامین کے تحت میں صرف آیات و صفحات کا حوالہ آپ آپ وہی آیت نکال لیجئے اور اس کی تفسیر سے تمام حالات معلوم کر لیجئے شبہ کی گنجائش نہیں کہ کوئی بات موضوع نظر آئے۔

میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس مختلف ترجمہ کے قرآن شریف پہلے سے موجود ہیں تب بھی اس کا نہ ہونا بڑی کمی رکھتا ہے اور اس حالت میں کہ اس کا ہدیہ پہلے سے تقریباً نصف ہے اس وقت اس کا نہ خریدنا اگر مالی مجبوری سے ہو تو لاچاری ہے ورنہ کوئی وجہ بھی مانع نہ ہونی چاہیئے ہدیہ مجلد جلد کی تصرف ہے قرآن شریف پچھلے سال سات روپے میں اور سال ماقبل آٹھ روپے کے حساب سے میں نے سینکڑوں ہدیہ کئے ہیں اس دفعہ بہت کافی کوشش اور صرفہ کے بعد کہ قیمت پر حاصل کئے ہیں ویسا ہی رعایتی اعلان کر دیا اشتہار میں خرچ نہ ہو تو میرا تو یہ جی چاہتا ہے کہ قرآن شریف بلا نفع ہدیہ کیا کروں

**ضروری گذارش** جب تک میرے پاس یہ قرآن شریف ہیں اسی وقت تک موجودہ ہدیہ پر دینے کا ذمہ دار ہوں جب میرے پاس ختم ہو جائیں گے تو پھر جس نرخ سے حاصل کروں گا وہ قیمت لوں گا اس لئے جلدی منگانا بہتر ہے ہدیہ مجلد چرمی سیاتین روپے۔ محصول عہ

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی پوسٹ بکس نمبر ۶۰

---

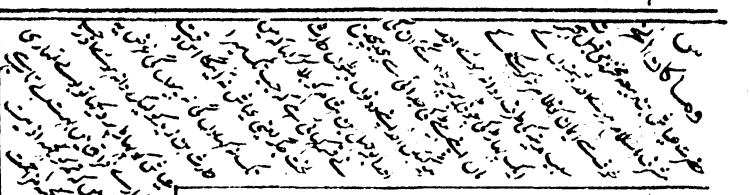
## سورۂ کہف

اس صورت کی اتنی فضیلت وارد ہوئی ہے کہ ہر مسلمان کو اس کا یاد کرنا ضروری ہے اس لئے ہم نے اس کا ترجمہ اور تفسیر مختصر طور پر لکھ دی ہے ظاہر ہے کہ اس کے پڑھنے سے ہر شخص کو ثواب ہوگا اور اس کے ساتھ ہی ہمارے اخبار کو بھی ثواب ہوگا اس لئے ہر شخص کو اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ ایڈیٹر

## الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا

۳۲۲

سب تعریف اس اللہ کو جس نے اپنے بندے (محمد صلعم) پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی کجی نہیں کی



والمحصنٰت النساء ۱۴۹

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ

اور مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جو شخص


عاشقان الٰہی کے لئے سب سے بڑی تفسیر والی حمائل شریف مترجمہ ومفسرہ مولانا عاشق الٰہی

تفسیر وترجمہ مصدقہ حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ قدس سرہ

# ۴۲ خوبیوں والی حمائل شریف مترجم

یہ حمائل شریف اپنی خوبیوں کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے اور آج تک کامل تفسیر والی اتنی جگہ نہیں چھپی تمام تفسیر باوجود گنجان ہونے کے بہت صاف چھپی ہے اور بہت آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے اس میں حسب ذیل خوبیاں ہیں:- (۱) یہ نو سطری مسائل ہے اس لئے متن کی قلم خوب جلی ہے (۲) ترجمہ مولوی فاضل علامہ حضرت عاشق الٰہی صاحب کا ہے جو مدرسہ دیوبند کے ایک فاضل مولوی ہیں (۳) اس کی تفسیر مسائل قلمی لباب النقول بخاری شریف جلالین شریف بیضاوی شریف موضح القرآن فتح الرحمٰن عزیزی مظہر العجائب برکات التنزیل الفاق ابن کثیر سے ماخوذ ہے اور آپ کے حواشے مع صفحات درج ہیں (۴) اس کے علاوہ خازن اور روح المعانی سے بھی لیا گیا ہے (۵) آیات قرآنی کا سمجھنا چونکہ اسباب نزول پر موقوف ہے اس لئے تمام آیتوں کا شان نزول درج ہے (۶) حاشیہ پر علاوہ تفسیر کے فوائد بھی ہیں (۷) خاص آیات اور تلاوت سورہ کے اجر وثواب کی احادیث بھی لکھی ہیں اس سے مقاصد براری کا فائدہ بھی ہوتا ہے (۱۰) سورتوں کی ترتیب بموجب مصحف ہے لیکن تنزیل جدا ہے اسکی ترتیب (۱۱) سورتوں کے نام کی وجہ تسمیہ بتلائی گئی ہے (۱۲) ربع، نصف، ثلث کا نشان متن میں آیت کے اوپر بھی ہے (۱۳) جن خاص سورتوں کے خاص موقعوں پر جن کا پڑھنا مسنون ہے ان کا ذکر (۱۴) قرآن شریف کے غلط لہجہ اور رکاکت پڑھنے کی تنبیہ (۱۵) چونکہ طاعت کا اجر علم ہونے سے تلاوت تک رغبت بڑھتی ہے اس لئے تلاوت کے فضائل بالتشریح درج ہیں (۱۶) قرآن مجید میں ۲۵ نبی کا صراحتہً ذکر ہے ان کے مفصل حالات شروع میں ہیں (۱۷) نبی آخر الزماں حضرت رسول کریم کے حالات بالتفصیل (۱۸) ازواج رسول ﷺ کے حالات (۱۹) صحابہ کرام کے حالات اور ان کے درجات (۲۰) فرشتے جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے نام اور کام (۲۱) ہاروت ماروت کا قصہ (۲۲) جنہوں نے فرشتوں کے نام اور ان کے کام (۲۳) کفار کے نام جن کا ذکر قرآن میں ہے ان کے حالات (۲۴) قبائل کے نام وحالات جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے (۲۵) القاب انبیاء والقاب کفار جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۶) دنیاوی مکان اور مقامات جن کا قرآن میں ذکر ہے (۲۷) اخروی مکان ومقامات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۸) وہ ستارے جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے (۲۹) پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۳۰) بتوں کے جن کا قرآن میں ذکر ہے (۳۱) رموز قرآن اور ان کی وجہ تسمیہ (۳۲) سجدہ تلاوت کی بحث اور اس کے مسائل (۳۳) ضخامت ایک ہزار صفحات کے قریب ہے (۳۴) آخر میں حضرت مولانا مولوی محمود حسن قبلہ کی تصدیق صحت ترجمہ تفسیر درج ہے (۳۵) تحفہ حضرت چشتیہ صابریہ صفحہ حالات وسن وفات (۳۶) صحت کے بڑے حافظ ضامن ہیں جن کا مقدمہ میں ذکر ہے (۳۷) تقطیع مولوی کے صفحہ کی نصف ہے (۳۸) بہت کمیاب ہے دہلی میں صرف دفتر رسالہ مولوی میں ملتی ہے (۳۹) کاغذ سفید چکنا ولائتی ہے (۴۰) جلد نقرئی کار ہے (۴۱) حواشی باوجود باریک ہونے کے بہت صاف چھپے ہوئے ہیں (۴۲) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بہت سستی ہے اور رمضان المبارک کی رعایت ہی پر صرف ہدیہ کی جارہی ہے جو لاگت سے بھی کم ہے

ضخامت مع مقدمہ وشجرہ ایک ہزار میں صفحہ۔ ہدیہ رعایتی صرف مجلد چرمی للعہ محصول ۱۱ر

منیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے



اب بچوں کی عمر بے فائدہ ضائع نہ ہوگی کیونکہ

# خاتم القواعد

یعنی عربی کا بہترین جدید قاعدہ چھپکر شائع ہوگیا یوں تو بچوں کے واسطے علاوہ بغدادی قاعدہ کے اور بھی صدہا قاعدہ لکھے جا چکے ہیں لیکن ختم القواعد جس قدر آسان اور سریع الفہم بنایا گیا ہے وہ مصنف کی قابلیت کا صحیح نمونہ ہے یہ مصنف حقیقت میں دیرینہ تجربہ کار اور تجربہ سند علم ہیں جنہوں نے اپنے تیس سالہ تجربہ کے تمام آسانیاں جو پڑھانے میں ممکن نہیں سب اس میں بھر دی ہیں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ اگر اس قاعدہ کو بچہ کے ذہن نشین کر دیا جائے تو اس کے لئے قرآن شریف پڑھنا بالکل سہل ہو جاتا ہے اس کے جتنے چھوٹے بڑے اسباق ہیں سب کے سب قرآن پاک سے ماخوذ ہیں مصنف کا دعوے ہے کہ دو ماہ میں ہر بچہ اس قاعدہ کے ذریعہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے اگر غبی اور کند ذہن ہو تو تین مہینے بعد یہ قاعدہ ختم کر کے قرآن شریف بے تکان پڑھ لیگا اس قاعدہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں پڑھانے کی ترکیب بھی لکھی گئی ہے اور آخر میں نماز اور قرآن کی آسان صورتیں آیۃ الکرسی وغیرہ بھی ہیں تاکہ قاعدہ پڑھنے کے دوران میں ہی نماز سے بھی واقف ہو جائے یہ ۴۸ صفحہ کا قاعدہ ہے ۳۸ اسباق تعلیمی اور ۱۴ اسباق عبارتی ہیں قیمت معہ محصول ڈاک وغیرہ ایک روپے کے نو عدد اور بلا محصول ڈاک ایک روپے کے سولہ عدد ایک روپے سے کم کا وی پی روانہ نہ ہوگا ورنہ اور کسی کتاب کے ساتھ منگائیے۔

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# بچوں سے دشمنی کرنے والے

## ماں باپ اگر دیکھنا چاہیں تو ادھر دیکھیے

یوں تو کیسا ناز و نعم لیکن پڑھانے لگے جب کبھی وہ نیا قرآن شریف منگائینگے تو اس قدر سستا، کمزور کی غذ خراب چھپائی والا کہ بچے کی نگاہ و دماغ اور ذہن سب برباد ہو جاتے ہیں اور سبق یاد نہیں ہوتا اور آخر یاد ہو بھی تو کیونکر ادا ہو تو چھپائی صاف نہیں دوسرے کاغذ کمزور ذرا سی انگلی پر پسینہ آیا اور کاغذ بھیگا، اعراب دیکھے تو کہیں کے کہیں ایک تو غیر زبان پھر ننھی سی جان کو بھلا سمجھ پڑے ہے غلط پڑھے تو سر نشش اٹک اٹک کر پڑھے تو ہار بیٹھے۔

مانا کہ غریب ماں باپ زیادہ دام نہیں خرچ کر سکتے لیکن اگر انہیں اپنے بچوں کا خیال ہو تو سستا اور اچھا قرآن شریف تلاش تو کر سکتے ہیں دیکھیے

حمیدیہ پریس دہلی سے قرآن شریف منگا یا کیجئے وہاں بچوں کی ان سہولتوں کے لئے

# خوب قلہ قرآن مجید

ملتا ہے جس کا قلم اس سرخی سے بھی زیادہ جلی ہے اور اس میں حسب ذیل دس خوبیاں ہیں۔

## یہ قرآن شریف

۱۔ دیسی خاکی موٹے کاغذ پر چھپا ہوا ہے جو دیسی مل کا تیار شدہ ہے یہ کاغذ برسوں خراب نہیں ہوتا۔

۲۔ بہت جلی قلم کا لکھا ہوا ہے بارہ سطری یا تیرہ سطری ہے الفاظ حروف اعراب الگ الگ ہیں

۳۔ اعراب کے لحاظ سے یہ قرآن شریف بہت ممتاز ہے کیونکہ تمام اعراب ٹھیک حروف پر ہیں

۴۔ صحیح اس قدر ہے کہ بارہ خاص ماہر فن حضرات نے جانچ کیا ہے اعراب کی غلطی بھی نہیں ہے

۵۔ بارہ مہری ہے اور سب سے قدیم بارہ مہری یہی کہلاتا ہے۔

۶۔ ضخامت میں سستے قرآنوں سے ڈیوڑھا ہے اور اس کے ۲۸ صفحات ہیں۔

۷۔ دہلی کے اساتذ الاستاذ ماہر فن عربی مولوی عبدالغنی صاحب کا لکھا ہوا ہے۔

۸۔ یہ قرآن شریف وہی ہے جس میں دعائے ختم القرآن بہت بسیط اور مترجم ہے۔

۹۔ اس میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ نشان وقف اور رکوع اور دوسری علامتیں کیوں ہیں۔

۱۰۔ یہ قرآن شریف جس مکتب میں داخل ہوا ہر یہی منگایا گیا

**الغرض** یہ قرآن شریف عدیم النظیر ہے اور کثیر الشیوع مفت تقسیم کرنے والے بھی یہی قرآن شریف منگاتے ہیں کیونکہ اس کا کاغذ بہت مضبوط ہے اور ثواب جاریہ عرصہ تک ملتا ہے۔

ہدیہ مجلد جرمی پونے دو روپے مجلد پارچہ سوا روپیہ خرچہ ڈاک فی جلد ۱۳

# جمعیۃ عالیہ علمائے ہند کی نگرانی میں

پشاور کے جلسہ میں ایک نہایت سستا اور صحیح قرآن شریف چھاپنے کی منظوری ہوئی تھی وہ اب ہی دہلی

# میں سستا اور صحیح خوشخط قرآن شریف

بہت

## چھپ کر تیار ہوا اور ہزاروں ہدیہ ہو گیا

یہ ویسا ہی صحیح قرآن شریف ہے جس کی ضرورت اتنی بڑی عالموں کی جماعت نے محسوس کی کیونکہ سستے قرآن شریف صحیح نہیں چھپتے تھے اس لئے اس قرآن شریف میں ایک غلطی نکالنے والے کو طابع کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی تمغہ دینے کا اعلان ہوا لیکن آج تک کوئی نہ لے سکا اور اب تو اس کا نام ہی

# طلائی تمغہ والا قرآن شریف ہے

## سفید ولایتی کاغذ

ہے اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ ولایتی سیاہی کی چھپائی ہے

## ہر پارہ کے دونوں طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۸۰ بیلیں بنائی گئی ہیں جن سے رونق دوبالا ہو گئی ہے

## ابتدا میں علیحدہ مقدمۃ القرآن ہے

جس میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق بیشتر ہدایتیں ہیں اور رموز و نکات کا جامع بیان ہے ساتھ ہی تاریخ قرآن جمع ترتیب قرآن اور رسول کریم کی سوانحعمری ہے

# اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں

## مقبول ہے کیونکہ سب سے سستا قرآن شریف ہے

**پہلے** ایک جلد مجلد چرمی اعلیٰ نفیسہ منقش ڈیڑھ روپیہ عمر

ایک جلد مجلد پارچہ رنگین ولایتی خوشنما ایک روپیہ عمر

دس جلد مجلد پارچہ فی روپے ۲۵ جلد مجلد اکیس روپے اور سو جلد مجلد ۸۰ روپے

## حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے

---

# تفسیر فتح العزیز

## بستان التفاسیر یعنی اردو تفسیر

پارۂ تبارک الذی

مصنفہ عمدۃ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلماء قدوۃ الفضلاء حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ایسے شخص کی تصنیف کو کوئی تعریف لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے گیارہ بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے سورۂ تبارک الذی۔ سورۂ نون سورۂ معارج سورۂ نوح سورۂ جن سورۂ قیامت مدثر سورۂ مرسل سورۂ دھر سورۂ والمرسلات لڑکیوں اور عورتوں کے واسطے اس کا مطالعہ ضروری ہے چار سو صفحات سے زائد اور ۲۶۰ صفحات کلاں تقطیع مولوی سائز سے بڑی ہے

قیمت عمدہ جلد ۸ عمر

## حمیدیہ پریس سے منگائیے

# معجزنما متوسط قرآن شریف مترجم بزبان اردو

## مع تفسیر کامل اُردو

حرفوں کی خوشنمائی موتی کی آب سے زیادہ گویا ایک ماہر استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں ایسی بہترین چھپائی جو عکسی چھاپہ خانہ کو نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نکتہ کی ذمہ داری تمام طرز سجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم المصاحف کے مطابق ہے اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کل کوشش اور زر کثیر خرچ ہوا ہے اس قرآن شریف کا ترجمہ اول شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاص خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنے بتاتا ہے ترجمہ دوم حکیم الامۃ قرآن کے ظاہری و باطنی علوم کے ماہر حضرت مولینا اشرفعلی صاحب قادری تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے ہر دو ترجمے ان اغلاط اور خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند حضرات کے ترجموں میں موجود ہیں اور خوبی یہ کہ اس کے حاشیے پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر ابن جریر۔ درمنثور رخازن۔ مدارک۔ موضح القرآن از شاہ عبدالقادر ضحاک۔ سند حاکم۔ ابن مردویہ۔ ابن ابی حاتم سند بزار سند امام احمد۔ اسباب و شان نزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ اور تمام کتب احادیث (مثل بخاری ترمذی وغیرہ وغیرہ) کے خلاصے و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و سند کے ساتھ ایسی عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے جو آج تک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی اور نہ کسی نے اس قدر زر کثیر خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں تمام احکام قرآن و مسائل قرآن جملہ قصص و کل تاریخی واقعات ذکر اولین و آخرین اور قرآن کے جملہ ظاہری و باطنی اشارات اور شان نزول ربط آیات خواص قرآن ناسخ منسوخ کی کا مالتفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون درج ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے اور ایک خاص بات یہ کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پر اس مضمون کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوتا ہے اور نیز بحوالہ غرائب القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے ہر پارہ و ہر منزل جا بجا اور نقش و نگار سے ارسطہ ہر سلسلہ خط عجائب نگار سے تحریر ہے اس کی صحت ماہر حافظوں کی معرفت سجاوندی یہ قرآن کے دیگر قدیم و جدید نسخوں کے مطابق ہوئی ہے جملہ اوقاف سجاوندی کے مطابق ہیں نیز اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں۔

**حصہ اوّل** میں حضرت آدمؑ سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانح عمری اور ان کے حالات اور ان کی امتوں کے حالات میں اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریمؐ کی پیدائش سے لیکر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپؐ کے خلاف انجام دی تھیں اور آپؐ کے وہ تمام خطوط مع ترجمہ درج ہیں جو آپؐ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں۔

**حصہ دوم** میں فضائل قرآن و اسرار

**حصہ سوم** میں خاندان نقشبندیہ قادریہ سہروردیہ اور چشتیہ کے بزرگوں کے مخفی اعمال قرآن و خواص اور جملہ سورتوں اور آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذ ہیں و تعبیر خواب و ترکیب فال سند کے ساتھ درج ہیں۔

**حصہ چہارم** میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے ہر مضمون و آیت اشارہ میں مل سکتی ہے۔

**حصہ پنجم** میں قواعد قرأت قرآن کا بیان عربی و اردو ہر دو خط ہجد خوشخط۔ اور خوشخطی کے جملہ رموز کے مطابق ہیں کاغذ اول نمبر چکنا کریزدار ایک کوالٹی کا ہے جو نہایت آبدار ہے ۲۰ + ۲۶ ½ صفحات مع مضامین متعلقہ ۱۹۲۸ اس کے علاوہ یہ قرآن کا معاملہ ہے جس میں ہمارے اور آپ کے درمیان صرف ایمانداری کا واسطہ ہے بس ہے اگر مطابق اشتہار نہ ہو تو واپسی وی پی کارخانہ کے نام روانہ فرما کر اپنی قیمت مع محصول وصول فرمادیں اور اب تازہ ترین جہب کر تیار ہو گیا ہے۔

قیمت و محصول یہ کا فیذ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل ہے اول نمبر چکنا سفید دبیز کاغذ حاشیہ دار مجلد بانجرو پے۔

محصول ڈاک ایک قرآن شریف پر عہ ردو قرآن شریف پر عہ ر تین قرآن شریف پر عہ ر

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# معجزنما پنج سورہ

## مترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین مرحوم

اور خواص و فضائل و اعمال سورتہ ہائے قرآن و شان نزول اور ربط آیات تفسیر کامل از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی یہ عجیب و غریب پنجسورہ ہے آج تک اس شان کا پنجسورہ ہندوستان تو کیا دنیا بھر میں نہیں چھپا ۱۲۸ صفحے ضخامت اور تقطیع ۲۰ + ۲۶ چھپائی ایسی صاف کہ ایک ایک لفظ و زخشاں کاغذ نہایت سفید اور مضبوط و دبیز اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں:۔

| | | |
|---|---|---|
| سورہ یاسین | سورہ رحمن | سورہ فتح |
| سورہ واقعہ | سورہ ملک | سورہ مزمل |
| سورہ نوح | سورہ جن | سورہ کہف |
| سورہ خلق | سورہ والناس | ان سب |

سورتوں کا ترجمہ لفظی ہے اور تفسیر کامل ہے اور عملیات و وظائف بہت درج ہیں اس کے علاوہ ہفت ہیکل مع اسناد سلسلہ نام بزرگان چشتیہ سلسلہ نام بزرگان قادریہ ورد و کبیر مصنفہ حضرت غوث الاعظم کے تمام حواشی جسٹر ڈونیں اور بہت سے گنجینہ بیش بہا عملیات اس میں درج ہیں جلد پوری پارچہ کی ہے خوشنما اور مضبوط ہدیہ فی جلد ۱۲ ر تین منگائیں تو فی جلد ۱۱ ر دس منگائیں تو فی جلد دس آنے کو ملیگی۔

محصول ایک جلد پر ۵ ر

تین جلد دں پر ۹ ر

دس جلد پر ایک روپیہ عہ ر

**حمیدیہ پریس بولٹن مارکیٹ دہلی**

# امیر المومنین محی الملت والدین سلطان العلوم حضور نظام

کا خاص اپنی تلاوت کے لئے منتخب کردہ اور پسندیدہ

# پانچ ترجمہ والا قرآن مجید معہ احسن التفاسیر کامل

یہ وہ قرآن شریف ہے کہ ہندوستان تو ہندوستان اسلامی دنیا میں بھی کسی جگہ آج تک اتنی خوبیوں کے ساتھ ایسا قرآن مجید نہیں چھپا جیسا کہ سالہا سال کی محنت اور مسلسل کوششوں کے بعد بیشمار خرچوں کے ساتھ شایع ہوا ہے اس قرآن پاک کو مشہور علمائے ہند اور بزرگان دین نے بے حد پسند فرمایا ہے ایک مسلمان کے لئے سب سے بڑی نعمت متدین کتاب کلام الٰہی ہے اور اگرچہ مسلمان مذہب اور احکام مذہب سے بہت بے بہرہ ہیں بہت بے بضاعتی برت رہے ہیں لیکن کلام مجید کی عزت و عظمت دلوں میں باقی ہے اور ایک غریب مسلمان گھرانے میں بھی دو چار قرآن شریف ضرور موجود ہوں گے لہذا تھوڑے سے ہدیہ پر آپ کو ایک بہترین کلام مجید میسر آجائے تو ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کو اس کے حاصل کرنے میں بالکل تامل نہیں کرنا چاہیے کیا زندگی کے ہزارہا مصارف کے ساتھ سب سے زیادہ متبرک اور گرانمایہ نعمت کے لئے عمر میں ایک دفعہ کچھ خرچ کر دینا آپ کے لئے گراں ہے؟ اگر نہیں تو پھر ممالک محروسہ سرکار عالی کے مسلمان بھائیوں کو خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کو عموماً اس قرآن شریف کو ضرور لینا چاہیے کیونکہ دلی کے درویش مسعود پر اعلیحضرت نے اس قرآن شریف کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنی تلاوت کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمالیا ہے آیندہ طالبان الٰہی صرف اسی قرآن پاک بالتفسیر مطالعہ فرمائینگے کیونکہ اس میں عام فہم نادر بسیط تفسیر ہے۔

**سب سے بڑی خوبی یہ ہے** کہ اس کے حاشیہ پر اردو کی بہترین تفسیر احسن التفاسیر کامل ہے جو نہایت مستند عام فہم مقبول عام ہے اور تمام قرآنی لمحات و لطائف احادیث در روایات و مسائل مستنبط کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے اس تفسیر کا ہدیہ تیس روپے تک ہو چکا ہے اور اس وقت بالکل ناپید ہے اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کی شرح اس کے شرح الفاظ سے جو قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر مذکور ہوئے ہیں نہایت خلاصہ اور دلچسپ پیرایہ میں کی گئی ہے معتبر اور مستند احادیث شریف اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات اور ناموس الثبوت تفاسیر ابن جریر ابن کثیر معالم التنزیل وغیرہ وغیرہ سے نکات و لطائف انتخاب کر کے جمع کئے ہیں کہ پڑھنے والے کے سامنے سے تاریکی کا پردہ خود بخود اٹھتا چلا جاتا ہے اور ہر روایت کی صحت کا التزام حد سے زیادہ شان نزول کی روایت بدرجہ اتم محکم اور متشابہ آیتوں کی توضیح ناسخ و منسوخ آیات کی تصریح از حقیقت اس طرح درج ہے کہ خطرات بشبہات کا شائبہ تک باقی نہیں رہتا ہر زبان کس قدر سلیس اور شستہ کہ بچے اور عورتیں تک پڑھکر اچھی طرح سمجھ سکتیں ہیں تفسیر ہی ایسی بے نظیر چیز ہے کہ اس کو پڑھکر کلام الٰہی کے تمام مضامین و مطالب آپ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں اور ایک عالم کی طرح آیتوں کے مضامین سے آگاہ ہو جائینگے اس ہولناک اور پر خطر فتنہ ارتداد کے زمانہ میں آپکا فرض ہے کہ اس تفسیر کو پڑھیں اور ہر نو مسلم و ناواقف مسلمان کو پڑھکر سنائیں ہر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات ایک بڑے سے بڑے عالم کی طرح دے سکیں گے اس کلام مجید میں حسب ذیل پانچ نہایت معتبر ترجمے ہیں پہلا ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ دوسرا ترجمہ فارسی از حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی تیسرا ترجمہ اردو لفظی از حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی چوتھا ترجمہ اردو بامحاورہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی پانچواں ترجمہ اردو بامحاورہ از حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث تھانوی مدظلہ العالی۔

**دیگر خصوصیات** (۱) ہر مقام پر بسم اللہ شریف نہایت خوشخط اور جاگانہ شان سے لکھی ہے جس سے کمال کتابت ظاہر ہے (۲) قرآن شریف کے مضامین کی فہرست مضامین میں شروع میں دی گئی ہے تاکہ دقت گرفانی میں وقت نہ ضایع ہو (۳) تفسیر قرآن کی فہرست مضامین بھی درج ہے تاکہ آپ کو مضامین کی تلاش میں دقت نہ پڑے (۴) اعمال اور وظائف قرآنی ہیں (۵) تمام سورتوں کے تعبیر خواب ہیں (۶) تمام سورتوں کے تعویذ القرآن درج ہیں (۷) مسائل القرآن (۸) فضائل القرآن (۹) آداب القرآن (۱۰) رموز اوقاف (۱۱) وہ مضامین جن سے غلطی اعراب سے کفر لازم آتا ہے (۱۲) حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری مبارک بھی شامل ہے (۱۳) کاغذ مصری جس پر مصر کے نہایت قیمتی کلام مجید شایع ہوتے ہیں اور جو صرف کلام مجید ہی کے لئے مخصوص ہے۔

## اب آپ خود فیصلہ کیجئے اور مہربانی کر کے بتلائیے

کہ اس شان کا قرآن اتنی خوبیوں والا قرآن جس کے حاشیہ پر احسن التفاسیر پوری ہو اور تفسیر بھی وہ جس کا ہدیہ تیس روپے ماہوار رہا ہو اور اب وہ بھی نایاب اور عنقا ہو ایک دو نہیں پورے پانچ ترجمہ اور وہ بھی ایسے اولوالعزم محدثین کے جنکے ثانی آجتک پیدا نہیں ہوئے پھر کاغذ بھی مصری یعنی خاص قرآن پیپر جو مصر میں قرآن شریف کے لئے مخصوص ہے (یہ کاغذ گلابی مائل مارکجی ہوتا ہے) اتنی ہمہ گیریوں کے لحاظ سے اس کا ہدیہ کیا ہونا چاہیے۔

**اس قرآن شریف کا ہدیہ** ڈیڑھ سال قبل جب یہ پہلی مرتبہ پریس سے آیا ہے تو تیس روپے تھا اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا جس کی بہت زیادہ مانگ ہوئی اور ایک ہی سال میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا جب دوسرا ایڈیشن چھپا تو چونکہ پتھر چسپیدہ موجود تھے اس لئے صاحب طبع مجبور کر کے سب سے پہلے میں نے ہدیہ کم کرایا اور رفتہ رفتہ کم کراتے کراتے آپ کو منجیب رعایتی ہدیہ بتلاتا ہوں کہ مجلد جرمی اعلیٰ کا ہدیہ صرف ساڑھے بارہ روپے ہے اب بھی ہم میں سے صاحب استطاعت حضرات نہ لیں تو سوائے مذہبی جمود کے اور کیا کہا جا سکتا ہے غیر محصول ڈاک پر خروج ہوتا ہے

**منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے**

اکتالیس خوبیوں اور الاکھیس گہری معجزہ نما

# نئی شان کا قرآن مجید

## جس کی ہر مسلمان کو ضرورت ہے

مقدمہ میں ایسی خوبیاں کہ جن کا مطالعہ مسلمین اسلام اندسچائی کے متلاشیوں کے لئے بیحد ضروری ہے اور خوشخط روشن صاف چھپائی نفیس کاغذ تقطیع متوسط ۱۱ انچ صحیح اور مستند حکیم الامۃ مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی مظلہ العالی کا سلیس عام فہم ترجمہ اور حاشیہ پر موضح القرآن کا خلاصہ اس کلام مجید میں جو بیل اکتالیس سے زائد ایسی خصوصیات ہیں جو دوسری جگہ نہیں مل سکتیں۔

(۱) ہر پارہ کے شروع میں مقامات مقدسہ کا نقشہ مع حالات دیا گیا ہے چنانچہ کل نہایت اعلیٰ قسم کے تیس نقشے فن مصوری کا نمونہ ہیں۔

(۲) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو نیز فہرست رکوعات کو آیات قرآنی جس کے ساتھ نزول کے اعتبار سے سورتوں کی ترتیب درج ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پہلے کونسی سورت نازل ہوئی (۳) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۴) حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ (۵) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کی تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ حاشیہ پر

(۶) ہر سورۃ کے متعلق نقش و تعویذ جو اولیاء اللہ کے معمولات ہیں (۷) تعبیر نامہ خواب (۸) فضائل قرآن پاک (۹) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے (۱۰) قرآنی مسائل (۱۱) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۱۲) ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ ربط (۱۳) تلاوت قرآن کا طریقہ اور قرات کے اصول جسکے سمجھنے کے بعد غلطی نہیں ہو سکتی (۱۴) چند ایسے مقامات کا ذکر جہاں کا املا اور ہے اور تلفظ اور جو خاصکر مبتدی قرآن خوانوں اور بچوں کے لئے مفید ہے (۱۵) پیغمبروں کی دعائیں (۱۶) ان انبیاء کرام کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۱۷) ان پرندوں کے حالات جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۱) اخروی مقامات کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۱) اخروی مقامات کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۲) ان ستاروں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۳) ان بتوں کا حال جن کا ذکر قرآن میں ہے (۲۵) رسوم اوقاف (۲۶) وہ خاص درود شریف جو اولیاء اللہ سے منقول ہے (۲۷) قرآن مجید کو دیگر الہامی اور غیر الہامی مختلف ادیان و مذاہب کی کتب پر فوقیت کا مطابق ثبوت (۲۸) وہ مقامات جہاں اعراب کی تبدیلی سے کفر لازم آتا ہے (۲۹) بسم اللہ شریف ہر جگہ نئی شان سے لکھی گئی ہے (۳۰) سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ملک کے مشہور و نامور استاد منشی عبدالغنی صاحب مولوی خلف الرشید جناب منشی ممتاز علی صاحب نے رقم مہاجر کی نے اسے بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ لکھا ہے (۳۱) دہلی کے اکثر علماء فضلا حفاظ و قراء نے اسکے تصحیح میں حصہ لیا ہے جن کی ۲۵ مہریں ثبت ہیں (۳۲) ان انبیاء کے القاب کا بیان جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے (۳۳) اس امر کا ثبوت کہ کلام مجید ملک عرب میں رسول عربی پر کیوں نازل ہوا (۳۴) قرآن کے ظاہری و باطنی آداب (۳۵) آنحضرتؐ کی سوانح عمری (۳۶) قرآن کے عملیات (۳۷) قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا ثبوت (۳۸) قرآن سمجھکر پڑھنے کے احکام اور فضیلت (۳۹) قرآن کے نقش انسان کے عامل ہونے کی ترکیب (۴۰) قرآن کتنے دن میں ختم کرنا چاہیئے (۴۱) عرب کے اس تاریخی حال کا بیان جس کا قرآن کے نزول سے تعلق ہے۔

**قیمت مجلد جرمی رعایتی رسول نمبر ۳ ہے**

**ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی**

# رسول کی دعائیں

اس کے بتائے ہوئے طریقوں سے ہر دعا بہت جلد مقبول ہو جائے گی اللہ اللہ! دعا ہی ایک ایسی بابرکت عبادت ہے کہ عاجز و بیکس بندہ اس کے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں شرف باریابی حاصل کر کے جو چاہے مراد مانگتا ہے وہ پوری ہوتی ہے لہذا ہم نے بڑی محنت و جانفشانی اور زر کثیر صرف کر کے یہ دعاؤں کا مجموعہ طبع کیا ہے تاکہ ہمارے بے استطاعت اور کم علم بھائی اسے پڑھکر حسب مراد مانگیں اور اپنے دلی مقاصد میں کامیاب ہو کر ہمیں دعا میں یاد رکھیں اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول کی دعائیں اور احادیث نبوی صلعم اور آثار سلف اور بزرگان دین کے مستند و مجرب معلومات سے پر اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شک و شبہ ہوا اور نہ ہوگا کیونکہ اس میں ایسی دعائیں درج ہیں جنھیں خود باری تعالیٰ نے اپنے مقرب رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو جناب ساقی کوثر نے خود مانگیں اور صحابہ اور اپنی ازواج مطہرات اور مقدس بیٹیوں کو تلقین فرمائیں اور وہ دعائیں بھی درج ہیں جو کاملین اور اولیاء اللہ و صلحاء امت نے اپنے خاص مریدوں کو تلقین کی ہیں پس خدا کی اپنے مقدس رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں اور حضور صلعم کے صحابہ کو بتلائے ہوئے سینہ بسینہ وظائف اور بزرگان دین کے خاص وظائف اپنے اندر اثر و قبولیت نہ رکھیں نعوذ باللہ منہا ان کا اثر ضرور ان کا مقبول ہونا یقینی ہے اس کتاب کی نام نہاد خوبیاں تو آپ کو دیکھنے سے معلوم ہوں گی مگر آپ کی رہنمائی کے لئے مختصر فہرست لکھی گئی ہے فضیلت دعا بوکر۔ قرآن شریف و احادیث رسول سے اس کا ثبوت آداب دعا۔ آنحضرت کی دعائیں بی بی عائشہ صدیقہؓ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت بریدہؓ حضرت قبیصہؓ حضرت ابودرداؓ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت خضرؑ وغیرہ اور دیگر بزرگان کی دعائیں اور دعا مانگنے کے طریقے درج ہیں آیات و احادیث اور عربی دعاؤں پر صحیح اعراب اور ان کے مقابل عام فہم سلیس اردو ترجمہ۔ قیمت ۸

پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

# بارگاہ نبوت کے نذرانے

**میلاد نامہ** بالکل آپ ٹوڈیٹ مولود شریف ہیں میں رسول اکرم کے صحیح حالات نہایت صاف اور شستہ زبان میں لکھے گئی ہیں جو لوگ خیر انام کے حالات مستند تاریخی اور مذہبی حیثیت سے پڑھنا چاہتے ہیں تو میلاد نامہ ضرور پڑھیئے حضرت خواجہ حسن نظامی قبلہ مدظلہ کی تصنیف ہے بڑی دلکش کتاب ہے قیمت صرف ایک روپیہ

**سیرۃ الحبیب** ایک مولوی اور فاضل دیوبندی کی لکھی ہوئی سیرت رسول ہے یہ بھی رسول اکرم کا ایک معجزہ ہے کہ دیوبندی کے زاہد خشک نے سیرۃ رسول پر قلم اٹھایا اور تو ہے متاثر دماغ نے واللہ اس والہانہ انداز میں حالات قدس اقلبند کئے ہیں کہ لکھنے والے ایک صوفی صافی عاشق نبی کا دھوکہ ہوتا ہے استشناد کا تو پوچھنا کیا ہے قدم قدم پر صحاح ستہ کا حوالہ منگا کر پڑھیئے اور فخر دو عالم کے تصرف کو دیکھئے قیمت ۱۲ر

**آمنہ کا لال** فخر موجودات سرور عالم کی مختصر سوانح عمری بچوں اور عورتوں کے لئے نزدۃ العلماء کے ایک فاضل کی لکھی ہوئی کتاب ہے اس کا نام "فخر کائنات" ہے اس فخر کائنات کی یہ بھی شان ہے کہ ہر فرقہ کے عالم اب میلاد رسول کے پڑھوانے کے قائل ہو گئے یہ کتاب بھی ایک ایسے ہی عالم کی لکھی ہوئی ہے جو رسول اللہ کی تاریخی اہمیت کے بڑے قائل تھے لیکن کتاب لکھتے لکھتے عاشق رسول ہو گئے قیمت صرف ۸ر

**برگزیدہ نبی** ایک پروفیسر کی لکھی ہوئی سوانح عمری جو بحیثیت عبارت بالکل جدید لائف ہے یہ بھی ایک ایسے فاضل کی تصنیف ہے جو رسول اکرم کے حالات پڑھتے پڑھتے اور لکھتے لکھتے فنافی الرسول ہو گئے اور آپ ایڈوکیٹ جنٹلمین تھے کیا کہنے ملا ہو گئے خدا آپ کی یہ خدمت مقبول کرے عجیب کتاب لکھی ہے قیمت ۱۲ر

**رسالت نامہ** یہ تو ان کی لکھی ہوئی کتاب ہے جن کو عشق نبوی وراثت میں ملا ہے یہ تو ان کی تصنیف ہے جن کی قلبی گداز کی نسل بنسل چلی آتی ہے یہ جگر گوشہ پاک سید زاہد القادری کی تصنیف ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ ہو تھوڑا ہے ایک ایک حرف عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہے کتاب کیا ہے داستان محبت کا خزینہ ہے قیمت ایکر وپیہ۔

**محمد کی سرکار** کہاں ہیں وہ لوگ جو بعد وصال معجزات کے قائل نہیں کیا یہ رسول اکرم کا کھلا ہوا معجزہ نہیں کہ مذہب اسلام سے بیگانہ جنگجو زندگی کا دیوانہ ایک سکھ بھائی عاشق رسول ہو گیا اور عاشق بھی ایسا جس نے صاحبہ صوفی صافی کے پوشر یا دجدان کو زبردستی چھین لیا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ کتاب ایسے سپاہی کی لکھی ہوئی ہے جس کا کام فقط لڑنا اور مرنا ایسے انگریزی داں کی لکھی ہوئی ہے جو خدا کی ہستی سے قائل تھا اب کیا ہے وہ صرف عاشق رسول اور محبت رسالت کا شیدائی قیمت ۸ر

ملنے کا پتہ:- **مینیجر رسالہ مولوی - دہلی**

## غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نادر کتاب

# تاریخ مدینہ منورہ

## معہ فوٹو شہر مدینہ و روضہ حضور و نقشہ مسجد نبوی

کون مسلمان ہے جسے آقائے نامدار حبیب کردگار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مقدس یعنی مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہیں ہے یقیناً ہر مسلمان کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہٰذا ہم نے بصرف کثیر اس کتاب کو برادران اسلام کے لئے تیار کیا ہے بیشمار تاریخ کی مستند کتابوں کی ورق گردانی کے بعد مدینہ طیبہ کے صحیح صحیح حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا مفصل ذکر موجود ہے غرض یہ کہ آجتک کے تمام حالات درج ہیں آخری حالات غدار شریف اور ابن سعود کی حکمرانیوں کے ہیں قیمت صرف ایک روپیہ

### فہرست مضامین تاریخ مدینہ منورہ

عرض حال، قرآن شریف میں ذکر یثرب قرآن شریف میں ذکر مدینہ احادیث نبوی اور فضیلت مدینہ مدینہ منورہ کی خصوصیات مکہ افضل ہے یا مدینہ مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ یثرب میں آفتاب رسالت حضور کو یثرب کی دعوت ہجرت یثرب میں قریش کی مزاحمت راہ یثرب میں مشہور مقامات حضور کی رحلت سے یثرب کو مدینۃ النبی بننا قیام مدینہ کے مشہور واقعات اذان کی ابتدا مواخات انصار و مہاجرین ولادت حضرت عبداللہ بن زبیر چار رکعت نماز تحویل قبلہ غزوہ بدر غزوہ بنی قینقاع نکاح خیر النساء فاطمہ زہرہ غزوہ احد غزوہ مریسیہ واقعہ فی غزوہ احزاب بنو قریظہ کا خاتمہ حضرت زینب سے نکاح صلح حدیبیہ بیعت رضوان بادشاہوں کو دعوت اسلام خالد و عمرو بن العاص کا ایمان لانا فتح خیبر حضرت صفیہ سے نکاح فتح مکہ جنگ حنین غزوہ تبوک، عیش و عشرت مدینہ میں مکمل صحابہ کا ابتلا سرپانی۔ خرصیت حج اور بت پرستی کا خاتمہ وفود کی آمد رخت عنیہ وداعی حجۃ الوداع۔ الوداعی خطبہ جانکاہ مفارقت مدینہ کی مصیبت کا سب سے بڑا دن خلیفہ اول کا انتخاب مدینہ منورہ دارالخلافہ حضرت عمر کی خلافت مدینہ منورہ کی بحیرتی کا مدینہ حضرت علی کی خلافت مدینہ عہد مدینہ قضومی میں مدینہ حضرت حسنین میں مدینہ عہد حضرت امام زین العابدین میں۔ مدینہ کے باشندے بازار آبرسانی مکہ کا راستہ مدینہ سے مدینہ کے دروازے بازار بیرون شہر فصیل بروج نقشہ مسجد نبوی عہد رسول عہد خلفائے راشدین اور عہد ہائے نبی امیہ عہد بنی عباس میں مسجد نبوی کے آثار قابل زیارت مقامات تعمیر حجرہ منورہ اور غلاف تربت پاک۔ یاران نبی کے مزارات نبی کے جسد مبارک نکالنے والوں کی برہادی حبشہ البقیع ترک سلاطین کی خدمت مدینہ میں برقی روشنی حجاز ریلوے کا آغاز خلفائے راشدین دائرہ الطہار کے مزارات کے لفظی مدینہ کی اور زیارات اہل مدینہ کی حسن سیرت و صورت، اخلاق عورتوں کی محنت مدینہ میں حنفی مذہب کا خطبہ مدینہ میں مروجہ زبان آخر میں شریف بے شرف کی قساوت ترکوں کا اخراج مدینہ پر کافروں کی چیرہ دستی آخر میں عجیبوں کی چیرہ دستی قہاشکنی وغیرہ وغیرہ:

قیمت ایکر وپیہ - حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# بے کس و مظلوم عورت

کے حقوق کی حفاظت کا اگر کسی نے بیڑا اٹھایا ہے تو وہ اسلام ہے اور یہ زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ بین اور واضح حقیقت ہے جسے کلام الٰہی اور ارشادات رسالت پناہی کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے

## اسلام اور عورت

میں مختلف آیات و احادیث نقل کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے دنیائے انسانی میں عورت کا کیا درجہ رکھا ہے مرد پر عورت کے حقوق کیا کیا ہیں اور کس طرح وہ انسانی دنیا کی تکمیل میں مرد کے برابر کا حصہ لیتی ہے ضمناً یہ بات بھی معرض بیان میں آگئی ہے کہ دوسرے مذاہب نے عورت کی کیا حیثیت مقرر کی ہے نیز یہ کہ مذہب سے الگ ہو کر بھی جن قوموں نے عورت کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے وہ بھی مردوں کی خود غرضی کی وجہ سے عورتوں کو اس بلندی تک نہ پہنچا سکے کہ جہاں اسلام نے اسے پہنچا دیا ہے کتاب حد سے زیادہ دلچسپ اور فاضل مصنف نے انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیکر ایک ایک آیت اور ایک ایک حدیث ڈھونڈی ہے اور بہرحال سب کو ایک بہت ہی دلفریب طریقہ پر سجا دیا ہے یہ طاقت قلم ہے ڈاکٹر سعید احمد صاحب ہی کے قلم میں ہے کہ وہ خشک سے خشک مضامین کو بھی ایسے اسلوب سے بیان کرجاتے ہیں کہ وہ روکھے پھیکے معلوم ہونے کے بجائے بحد دلکش اور دلاویز ہو جاتے ہیں اور یہ کتاب ڈاکٹر صاحب موصوف کے شاہکاروں میں سے ہے عورت کے متعلق اتنی زیادہ مفید اور اتنی صحیح معلومات اور کسی کتاب میں آپ نہیں مل سکتی اور ہر مسلم و غیر مسلم اس کتاب سے استفید ہو سکتا ہے۔ قیمت ۱۰ر

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# عبد اور معبود کے تعلقات

اپنے مالک اور اپنے خالق کے حضور میں انتہائی عاجزی کے ساتھ گڑگڑانا یوں بھی بہت بھلی نشین قلب کا باعث ہوتا ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح گڑگڑانے کی اصلیت اور حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا عجیب و غریب حکمتیں پوشیدہ ہیں تو ظاہر ہے کہ عبادتوں کا لطف دوبالا بڑھ جائیگا طوطے کی طرح چند لفظ رٹ کر زبان سے ادا کر دینے میں بھی اگرچہ ایک راحت اور لذت ہے لیکن اگر عبادتوں کا اصلی مقصد اور مفہوم بھی معلوم ہو تو یقیناً وہ بہت زیادہ پر کیف اور مسرت بخش بن جائینگی۔

## اسلام اور عبادت

کے نام سے جو مشہور و معروف کتاب جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے لکھی ہے اس میں نماز روزہ حج زکوٰۃ کے اصلی مقاصد بتائے گئے ہیں اور بہت ہی مدلل طریقہ پر یہ بتایا گیا ہے کہ عبادت الٰہی کے ان سے بہتر طریقے اور کوئی نہیں ہو سکتے کیونکہ جہاں ان کے ذریعہ سے ایک طرف عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں اور بندہ اپنے آقا کے حضور میں جا کھڑا ہوتا ہے وہاں ساتھ ہی ان سے عبادت کرنے والے کو طرح طرح کے مادی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی دوسری کتابوں کی طرح اس کتاب میں بھی وہی خصوصیت موجود ہے کہ بالکل خشک اور پھیکے مضمون کو حد سے زیادہ دلچسپ بنا دیا گیا ہے اس کتاب کو پڑھکر ناممکن ہے کہ نماز اور روزے میں دوگنا اور چوگنا لطف آنے لگے، قیمت ۸ر

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# محبت کی ایک نگاہ

ایک انسان کی زندگی میں کیسے کیسے انقلاب پیدا کر سکتی ہے اور خونخوار وحشی درندوں کو کس آسانی سے رام کر سکتی ہے اس کا حال اگر معلوم کرنا ہو تو ڈاکٹر سعید احمد صاحب کا دلچسپ اور دلکش تبلیغی فسانہ

## پتھر سے ہیرا

ملاحظہ فرمائیے جو اپنی ادبی خوبیوں کے لحاظ سے بھی معدن ادب کا ایک درخشندہ ہیرا ہے یہ سچا تبلیغی قصہ آپ کو بتائیگا کہ اس دنیائے انسانی میں ایک عورت کی سچی ہمدردی اور محبت بھری گفتگو کیسے کچھ جادو کر سکتی ہے یہ قصہ آپ کو اس بات کی بھی یقین دلا دیگا کہ بچوں کی صحیح تربیت کا طریقہ کیا ہے قصہ اس قدر دلاویز ہے کہ کتاب شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر اسے چھوڑنے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے افسانے جس قدر موثر اور دلچسپ انداز میں لکھے ہوتے ہیں ان سے اگر کوئی اثر پذیر نہ ہو تو اسے پتھر کہیے ورنہ اس سے اثر قبول کرنے والے تو ہیرا بن جاتے ہیں ۱۱۲ صفحہ اور قیمت ۱۴ر

**حمیدیہ پریس دہلی**

# عورت نے کمال کر دیا

## سچا واقعہ ہے

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے دھرم پور میں پورے پندرہ آریہ پنڈتوں سے مباحثہ کیا اور بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور ڈاکٹر صاحب نے تبلیغ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو القلم جناب مولانا حمن الدین صاحب خاموش ایرایانی نے بطرز افسانہ دو صفحات میں لکھ ڈالا سارا مباحثہ قلمبند ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پانی اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کے مطالعہ کے بعد بارہ سال کا بچہ اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے لڑکیں اور عورتوں کے مطالعہ کے لئے تو لکھی ہی گئی ہیں ۲ سال کے اندر اس کے تین ایڈیشن چھپی اور اب جبکہ شدھی وغیرہ کا زور شور نہیں ہے پھر بھی یہ کتاب بے تحاشا فروخت ہوتی ہے جلد منگائیے ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا قیمت صرف ۱۲

**حمیدیہ پریس دہلی**

# قیامت خیز تاریخی تبلیغی افسانہ

ہندوستان کے سب سے بڑے تاریخی فسانہ نگار مولوی عبد الحلیم شرر کا لکھا ہوا

## فلورا فلورڈا

یہ وہی معرکۃ الآرا افسانہ ہے جس نے عیسائی دنیا میں تلاطم برپا کر دیا تھا جس طرح یہاں کے آریوں کا سب سے بڑا مذہبی کارنامہ مسلمانوں کو تحلیف پہنچانا ہے اسی طرح شام و فلسطین کے عیسائی مسلمانوں کے درپے آزار رہے ہیں اس کتاب میں عیسائیوں کی تبلیغ اور ان کی سیاہ کاریوں کی پول کھولی گئی ہے اور ان کے کلیسہ کے اندرونی ناپاک حالات کا شاہکار کرایا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عیسائی راہب اور کلیسہ کی راہبائیں کس طرح بھولی بھالی کنواری لڑکیوں اور بے زبان چڑیوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر ان کی عصمت ریزیاں کرتے ہیں اور بہت سی نہیں جو حضرت مریم کے نام پر کنواری رہنے کا عہد کرکے داخل کلیسہ ہوتی ہیں کیسی بے باکی سے ننھے نومولود بچوں کو اپنے فحشی ناموس پر قربان کرتی ہیں اور کس طرح مردوں کو اپنے گیسوؤں میں پھانستی ہیں تبلیغی افسانہ بھی ہے اور تاریخی بھی اور حسن و خوبی کی چاشنی بھی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت مجلد عمدہ

**حمیدیہ پریس دہلی**

# شب عروسی سے پہلے اور شب عروسی کے بعد

وہ نوجوان جن کی شب عروسی قریب ہے اور وہ نوجوان جو شب عروسی کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ شادی کا سچا لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں نیچے لکھی ہوئی کتابیں مطالعہ میں رکھیں ان کتابوں میں مواصلت کی جائز اور صحت بخش تعلیم ہے بغیر مواصلت کی کمزوریاں دور کرنے کے مجرب اور عملی طریقے ہیں فضول اور لغو کتابوں سے نوجوانوں کے بچانے کے لئے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں پانچ سال کی عمر میں جو تجارب حاصل نہیں ہو سکتے وہ ان کتابوں سے ایک ہفتہ میں حاصل ہو جاتے ہیں۔

## دولھا دولھن

یہ حسن نئے شادی شدہ نوجوانوں کو اپنی بیویوں سے حقیقی لذت حاصل کرنا سکھائیگی اور ناتجربہ کاروں کو نا تجربہ سے جو نقصان پہنچ جاتے ہیں ان سے بچائے گی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مواصلت میں غیر معمولی لذت پیدا ہو جائے گی باغ حسن کی گلچینی کا سلیقہ آجائے گا اس کتاب کی مجرب اور علمی تدابیر معلوم ہونے کے بعد نامرد عنین اور مادہ اور دوسری فضول دواؤں کی ضرورت نہ ہوگی ڈاکٹروں اور حکیموں کے مشورہ کی بھی حاجت نہیں ہوگی یہ اردو میں لاجواب مہذب کتاب ہے اس کتاب کے دو سو کے قریب مضامین ہیں جن میں سے چند درج کئے جاتے ہیں قیمت سوا روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب دولھا دولھن

| | | |
|---|---|---|
| حفظان صحت کے طریقے | انگلچینی کی ہدایتیں | حمل سے بچنے کی صورتیں |
| جوش جوانی | شراب محبت کو دو آتشہ کرنا | مواصلت کو دیر تک قائم رکھنا |
| ہم آغوشی کے اصول | خوباں سے بھیڑ چھاڑ | قوت باہ کے لئے |
| لذت وصال | چھیڑ چھاڑ کے نئے انداز | علمی تدابیر |
| مواصلت کے ادوات | مواصلت کے قدیم طریقے | عیاشوں کی مواصلت |
| نوجوانوں کی خودغرضی | مواصلت کے جدید طریقے | ہوس پرستی کا خمار |
| عورت کے لئے دام محبت | مواصلت بعد کی ہدایتیں | بیچلی کے اسباب |

بازار حسن کی خریداری
بدچلن عورتوں سے
جسمانی عیوب
بیش چوہر کی حفاظت
شادی اور تندرستی
مجردوں کی دنیاوی حالت
شادی فرض ہے

## عیش و نشاط

اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کے لئے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد عیش و لطف کیف عذر ستی تندرست اولاد لائق اولاد عورت کی محبت اور شادی کی لذتیں چند دن کے مطالعہ کے بعد حاصل کی جاتی ہیں مصنف کا دعوی ہے کہ اس سے بہتر کتاب آج تک کسی مشرقی زبان میں نہیں شائع ہوئی اس کتاب میں پونے دو سو کے قریب مضامین ہیں جن میں چند مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے جو یہ ہے قیمت صرف سوا روپیہ عیر

مختصر فہرست مضامین کتاب عیش و نشاط

| | | |
|---|---|---|
| محبت کا رشتہ | گھر اور گھر کی ملکہ | ناتجربہ کاروں کی مواصلت |
| زندگی کا نیا گلشن | ملکہ حسن اور محبت | مواصلت میں بیوی کے |
| عورت کے احساسات | عورت کے دلی تقاضے | جذبات |
| اختلاط باہمی کی دلکشی | حسن آغوش محبت میں | باہمی مواصلت کے نتائج |
| مرد کے جذبات کی لہریں | آغوش محبت اور مواصلت | عالم کیف میں کیا کرنا |
| بیوی کا محبوبہ بنانا | مواصلت کے ادوات | چاہیئے |

باغ حسن کی پہلی بار
لئے شادی شدہ کو مشورے
تندرست اولاد
پیدا کرنا۔
خوبصورت و بدصورت
اولاد

## مرد عورت

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد اپنی بیوی کی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کر سکیں گے آخر عمر تک زوجین تندرست رہیں گے اس کتاب میں عورت کے صنفی تعلق کے وہ تجارب ہیں جن سے شادی اسی سال کے بوڑھے بھی ناواقف ہیں اس کتاب کے ڈیڑھ سو کے قریب مضامین ہیں ان میں سے کچھ کی فہرست دیجاتی ہے جو حسب ذیل ہے۔ قیمت ایک روپیہ

مختصر فہرست مضامین کتاب مرد عورت

| | | |
|---|---|---|
| تمنائے وصال | نسوانی جذبات میں لہریں | عورت میں آرائش کا جذبہ |
| ناکمل مباشرت | عیش پرستی کا خیال | عورت کی فطری خواہش |
| عورت کو آمادہ کرنا | حسن و عشق | محبت کیونکر حاصل ہو |
| مرد کے شہوانی جذبات | مجامعت کی بہترین تدبیریں | عشقی لذت کیونکر حاصل ہو |
| کیفیت قائم رکھنی | جدید طرز مجامعت | جدید قدابیر |

عورت کی حیا آرائشیں
غیر فطری خواہش مرد کی
جذبات ہیجان کا
انسداد
یورپ کا طرز مجامعت

## زن و شوہر

یہ کتاب شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کو راحتوں سے لبریز کر دیگی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد ایک پرانے تجربہ کار کی طرح اسقدر عورتوں کی فطرت سے آگاہ ہو جاتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بھوکا ننگا رکھکر بھی خوش رکھ سکتے ہیں مختصر فہرست ملاحظہ ہو۔ قیمت صرف ایک روپیہ

مختصر فہرست مضامین زن و شوہر

| | | |
|---|---|---|
| شریک زندگی | عورت کے جذبات | تیز خواہش کی عورتیں |
| زوجین میں اختلاط | کا مطالعہ | عورت کا جذبہ |
| بیوی کی اصلاح | عورت اور محبت | عورت کے ہر جذبہ کی |
| کے طریقے | عورت پر تعریف کا اثر | تفصیل |

اولاد حسب منشا
عورت کا قلب
عورت کیا ہے
اگر عورتیں نہ ہوتیں

## میاں بیوی

یہ کتاب دراصل بے تکلف احباب کے لئے لکھی گئی تھی اس کتاب میں زن و شوہر کے تمام تعلقات پر بحث کی گئی ہے اور ان تعلقات پر باہمی رنجشیں ڈالی گئی ہیں جسے لوگ اپنی بے وقوفی سے تہذیب سمجھتے ہیں اس کتاب کا پڑھنے والا اپنی بیوی سے محبوبہ کی طرح لطف اٹھا سکتا ہے قیمت صرف ایک روپیہ

فہرست مضامین کتاب میاں بیوی

| | | |
|---|---|---|
| بنیاد خیال | فطرت کا سنہرا تعاقد | انسان زبوں کی داستان |
| عملی زندگی کا آغاز | عورت کا تقاضائے | بیوی محبوبہ کیونکر بنتی ہے |
| پہلی رات | شباب | میاں بیوی میں نمکدانی |
| جذبات کی فراوانی | لطف و دلچسپی کا اظہار | بذلہ سنجی اور جذبہ بانی |

دنیا کی سب سے قیمتی
شے

**کتابوں کی قیمت صرف ایک ہی دفعہ میں منگائیں تو للعہ علاوہ محصول۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

جدید مایہ ناز طباعت میں ۱۵ فوٹو اور بڑھ گئے ہیں

# عورت

جدید ڈیزائن کی قیمت بھی باوجود ۱۵ نادر تصاویر صرف دو روپے

## عورت کی زندگی اور ہر قسم کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہے

اُردو زبان میں آج تک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحہ کی ضخامت ہے اور ۳ رنگین تصاویر چھپالیس فوٹو بلاک ۹۸ قلمی تصویریں ہیں کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس کی مختصر مضامین سے کیجیے ان تمام عنوانوں اور اس قدر کثیر صرفہ کے بعد اس کی قیمت صرف دو روپے ہے جو تصاویر کی قیمت بھی نہیں۔

### تصاویر

علاوہ دنیا کی تین حسین ترین عورتوں کے رنگین فوٹو کے عجب ذیل ۴۶ فوٹو رنگین چھپے ہوئے ہیں۔

۱۔ عہد شباب کا دلچسپ مشغلہ
۲۔ زندگی سے بیزاری
۳۔ انتظار کی آخری گھڑیاں
۴۔ پیکِ جمال
۵۔ ریاست سکم کی عورت
۶۔ عراق کی عورت
۷۔ برما کی عورت
۸۔ ہانگ کانگ کی عورت
۹۔ نیوزی لینڈ کی عورت
۱۰۔ مصر کی عورت
۱۱۔ حبشی عورت
۱۲۔ یورپ کی عورت
۱۳۔ جزائر غرب الہند کی عورت
۱۴۔ نیوگنی عورت
۱۵۔ اسپین کی عورت
۱۶۔ چین کی عورت
۱۷۔ سوئیڈن کی عورت
۱۸۔ ملایا کی عورت
۱۹۔ ساحل سمندر کی عورت
۲۰۔ پرتگال کی عورت
۲۱۔ لیتھونیا کی عورت
۲۲۔ ہنگوریا کی عورت
۲۳۔ اٹلی کی عورت
۲۴۔ منگولیا کی عورت
۲۵۔ زمانہ حال کی انگلش عورت
۲۶۔ لمبے بالوں والی عورت
۲۷۔ سیام کی عورت
۲۸۔ رائھو ریا کی عورت
۲۹۔ برلن کی دوشیزہ
۳۰۔ ساڑھے پندرہ لاکھ کی تصویر
۳۱۔ لیپ لینڈ کی عورت
۳۲۔ ٹیونس کی عورت
۳۳۔ مارواڑ کی عورت
۳۴۔ کوہستانی دوشیزہ
۳۵۔ فرانس کی دوشیزہ
۳۶۔ سلوی کی عورت
۳۷۔ بلوچستانی عورت
۳۸۔ ترکی عورت
۳۹۔ بجلی کی شعاع سے علاج
۴۰۔ لندن کی سہ جہین عورتیں
۴۱۔ مصری رقاصہ
۴۲۔ ہندوستانی رقاصہ
۴۳۔ برنٹ کے تودے پر رقص
۴۴۔ فرانس کی رقاصہ
۴۵۔ برس کی رقاصہ
۴۶۔ اٹلی کی رقاصہ

### قلمی تصاویر

زلف و بچاں کے نمونے ۱۲ تصویریں
عورت اپنے گھر میں ۱۲ "
عمر کے ساتھ لباس ۱۲ "
ہندوستانی وزش ۱۲ "
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲ "
عورت کی ذہنیت ۱۲ "
مغربی فیشن کی عورت ۱۲ "
مغربی وزش ۱۲ "
اور متفرق ۳ تصویریں

### مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات
اور ادبی نبذہ۔ دیباچہ
عورت کیا ہے۔ عورت کی تربیت
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی شادی
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داریاں
کوک شاستروں میں کیا ہوتا ہے
سنسکرت کی کوک شاستر

### پہلا باب

فلسفی زندگی
عورت کی نیز دست قابلیت
عورت کی بیچیدہ زندگی
طلسمی ساز کو چھیڑنے کی ضرورت
عورت دنیا کی بہشت زار
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی تسخیر کا مجرب عمل
دنیائے نسائیت کا مکمل نمونہ
مکمل زندگی کی مسرت آگینی
معصوم دل پر نقش اولین
تربیت اولاد کا مقدم فرض
بادۂ شفقت کا خمار
عورت کی پیشانی کا جھومر
محبت شعاری کا نقش اولین
خوش مزاجی کا طلسمی تعویذ
خوش مزاجی سب سے بڑی تسخیر ہے
ناکام ازدواجی زندگی
ایثار و قربانی کی زندہ مورت
نیچ تعلیم میں فرحت انبساط
خوبصورت چہرہ پر حیا کا نقاب
شان عذوداری کا پر کیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے مدارج

### دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
موہنی صورت سے دشمنی
عورت کی معصومیت
عورت صورت کی خواہش پوری کر سکتی ہے
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کوک شاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دست اعانت
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے قدموں پر عزت کا تاج
عورت دنیا کی بدترین دوزخ ہے
صنفی معلومات کی ضرورت
عورت کو تابع میں لانے کی گیارہ تدبیریں
جاذبیت اور دلکشی کا نمونہ عورت
جذبہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب اور موہنی کے چلتے ٹوٹکے
خانہ بربادی کا المناک منظر
کامیابی کے گلشن میں ناکامی
شان محبوبیت میں چار چاند
ایک مشہور خلاصہ کا زاویہ نگاہ
ہنسی شرم اور جھوٹی شرم
قبل از وقت اخلاقی نشو و نما
عورتوں کی پارلیمنٹ
خرمن محبت کے نئے شرارے
دامن نسائیت پر بدنما داغ
زخم دلوں کے لئے مرہم کافوری
نظام آفرینش کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہتر زمانہ
روزانہ غسل کی عادت
نہال تمنا کی بے ثمری

### تیسرا باب

مجسمہ دلپذیر پوشان شباب
عہد شباب کی سحر کاریاں
منزل شباب میں خارزار
حریم حسن سے چہرہ چھاڑ
خارجی چیزوں کی لطف اندوزی
عاقبت اندیشی کا فرض
شمع حسن کے خاکوس
کامیاب زندگی

### چوتھا باب

جرعہ کش وصلت کا مقصد
اظہار محبت و حظ نفسانی
عضو نسوانی سے ناواقفیت
جنس مخالف کی ہم آغوشی
محراب جمال کی صفائی
صدف عصمت میں آب نیساں
اتحاد تناسل کی ضرورت
باغ وابستہ کی گلچینی
مذموم عادات کا دفعیہ
تخل محبت کی تیج کنی
نسوانی زندگی کا سب سے اہم مسئلہ
فوائض کاگر انبار پشتارہ
بچوں کے لئے کھیل کود
مناظر فطرت کی پر کیف اثر
صحبت جسمانی کا اثر
زندگی کا نیا دور
سرزد رواں کی بار آوری
شاہراہ شباب کے نشیب و فراز
بادہ شباب کی مدہوشیاں
معصوم ہستیوں سے لطف اندوزی۔
خرید ارجال کی عزت
سسرال والوں کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کا تلاطم
سائغ مواصلت میں بادۂ محبت
پر سرور بادۂ مواصلت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عیش کا پر کیف راستہ
ایوان عصمت کا سنہرا نغانہ
اعضائے نسوانی کا استراح
پیکر ناز کی مجبوریاں
حصار عصمت کی تسخیر۔

### اس کتاب میں

اسی قسم کے دس باب ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزارہا وسائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج بچہ کی پرورش برتہہ کنٹرول بچہ پیدا ہونے کے سامان غرضکہ کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں عورت مرد کی لطف اندوزی تشنہ رہ جائے۔

**ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۴۷**

**قیمت صرف دو روپے**

**منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# عربی کوک شاستر جو عربی زبان میں سلطان خاں ٹرکی کیلئے لکھی گئی تھی
## اردو اب اردو میں تیار ہے اسکے دو حصے ہیں

اب تک اردو زبان میں یہ بالکل اچھوتی کتاب ہے صدیوں سے نابید تھی امرا و رؤسا کہانے میں قبول کرتے تھے اور چونکہ عربی میں تھی اس لئے خاص فنی علم اور صاحب ثروت فضلا و اطبا ہی اس سے لطف اندوز ہوتے تھے اسکا مطالعہ کمزوروں کے لئے اکسیر اور بے اولادوں کے لئے مژدہ اولاد ہے اور مقوی باہ مجرب نسخوں اور طلسموں کا نادر و نایاب مجموعہ ہے نسخے نہایت آسان ہیں اور سب تیر بہدف پہلے حصہ کا نام

**لطف شباب** ہے اور اس کی قیمت اب ایک روپیہ عہ رہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:-

| | | | |
|---|---|---|---|
| مزاج اصلیل و خصیتین | جماع کی مدت صحیحہ | مقوی باہ جوارشات سفوف | حصول مراد اور مباشرت کا طریقہ |
| کثرت مباشرت اور اسراف باہ | طریق مباشرت | نسخہ مجربہ خانہ شاہی | اساک کے لئے طلسم |
| ضرر جماع کی اصلاحی تدابیر | ادویہ مقوی باہ | حکایات عجیبہ | عضو کو دراز اور سخت کرنیوالی |
| عدم جماع سے نقصان | قوت باہ کو بڑھکر بڑھکی ہو | نسخہ مجون سر مرزا بادشاہ | خاص فرہبی کا نسخہ اور دوا کی طرح سختی پیدا ہو |
| جماع کے بعد کمان و مانڈگی | زیادتی باہ کے نسخے | مقوی باہ حوبگ نسخے | آخری مجرب نسخہ جو بہت طویل کرتا ہے۔ ملذذ دواؤں کے |
| علاج نقصان جماع | مقوی باہ رومن | ۴۴ بے نظیر اور آسان مقوی | نسخے معین حمل دوائیں عورت |
| منافع باہ و جماع | نامردی و سستی کا علاج | باہ اغذیہ۔ قوت باہ زیادہ | کے منزل ہونیکی دوائیں۔ |
| اوقات جماع | مقوی باہ مالش | کرنے والی دوا میں اسباب | بیٹا پیدا ہونے کی ترکیب |
| جماع کے مضر اوقات | نامردوں کو بشارت | نقصان عضو خاص قاطع | اطبا یونان کے پوشیدہ و بیحد |
| جماع کے بہترین اوقات | مقوی باہ طلا و ضماد | باہ اور مانع شہوت ادویہ | خاص نسخے |

**قیمت ایک روپیہ**

# مرقع حسن و شباب اردو

یہ عربی کوک شاستر کا دوسرا حصہ ہے جس میں عورتوں کے اقسام اور حالات کے متعلق ضروری معلومات ہے عورتوں کے حسن و جمال کو دوبالا کرنے والی دوائیں ان کے مخصوص امراض کا علاج اور تمام عمر جوان اور خوبصورت رہنے کی تدابیر اور علاج **قیمت ایک روپیہ۔ مختصر فہرست مضامین**

| | | | |
|---|---|---|---|
| شباب اور لذت اندوزیاں | بہار افزا و گل بدامن افسانے | عورت کے سن کے لحاظ سے | عورت کو بیتاب کرنیوالی دوائیں |
| عورت کی دیدہ زیب رعنائیاں | خلاف وضع فطری طرز عمل | عیش و سرور کا زمانہ | عورت میں جوش شباب |
| عورتیں کیف شباب کی قلت | اصول و تدابیر پسندیدہ | نیند لانے اور بیہوش کرنیکی تدبیر | جوش نفس اور جذبہ مردانگی |
| دلکشی خوبصورتی میں چار چاند | شاہدان طناز | عورت کی خوبیاں | فروکرنے کا طریقہ |
| لگے زیبا کی زیب و زینت | صنف نازک میں احساس | مختلف ملکوں کی عورتیں | جوہر حیات کا غلط استعمال |
| رعنائیوں میں اضافہ | محرک جذبات کی تدابیر | عمر کے لحاظ سے عورتوں کی اقسام | فطری طریقہ کی نعمتیں |
| پنجہ خورشید کی رنگین شعاعیں | ہم آغوشی کے اوقات | عورت کے منزل ہونے کی | صہبائے عیش کی جرعہ نوشی |
| ریاض حسن میں بہار خزاں کا | کنار محبت میں لذت فزا ادائیں | علامتیں | بیٹیوں کو ماؤں کی نصیحت |
| دلبالہ۔ قصر رعنائیوں کے | بارگاہ حسن میں قابل پذیرائی | فاحشہ عورت کی علامت | مباس و مباشرت نیز |
| رخنہ کا سد باب | نیاز مندیاں حسن رعنا | بال اگانے اور دھاڑی کرنے کی | عیش و مباشرت کی مقدار |
| سفینہ عیش کے ساحلوں کی | کی دل آویزیوں کا امتحان | دوائیں ایک حسین کیلئے کرنے کی | دورانی آلہ تناسل |
| جذر و مد سے حفاظت | محبت کی درخواست | حامل رکھنے کا نابالغہ کو نافع | نسخہ بڑے قوت باہ و سختی |
| سرمایہ راحت کے قوی کی | پیار کی باتیں طالب | بنانے والی دوائیں لذت | مضرت و عدم مضرت |
| دیکھ بھال | مطلوب میں ناز و نیاز | وصل کے اسباب و طریقے | مباشرت کا حقیقی فیصلہ |
| جوہر حیات کی فراوانی | نسوانی خصوصیات | حریم حسن کی تنگی | عورت کے ناموافق مزاج کا |
| آتش شوق میں غرہ سازی | بلحاظ فطری جذبہ | جماع کے طریقے | عملی نوٹ |

**غرضکہ** پوری کتاب ایسے ہی شوق افزا اور سکون و مہیج جذبات مضامین سے بھری پڑی ہے اور اس قدر کام کی باتیں اور کام کے نسخے اس میں موجود ہیں کہ کوئی دوسری کتاب اس کے مقابلہ کی نہیں **قیمت حصہ دوم ایکروپیہ کامل دو روپے**

**دونوں کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے**

# بہتر
## نامور حسین عورتیں
## دنیا بھر کی نامور شجاع عورتوں کے

دلچسپ حالات یہ تمام مصالات ہندوستان کے بہترین تاریخی فسانہ نگار مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی کے لکھے ہوئے ہیں جن کی دلچسپ اور دلنواز تحریر نے ایک عالم میں شہرت حاصل کرلی ہے اس میں سب قسم کی خواتین ہیں وہ بھی ہیں جو علم و فن میں یگانہ تھیں وہ بھی ہیں جو بہادری اور جانبازی میں یکتا تھیں وہ بھی ہیں جن کے سحر آفرین حسن نے دنیا میں تلاطم برپا کردیا راج کو تاراج اور جنگل کو منگل بنادیا اور وہ بھی ہیں جن کی وفا نے اپنے خاوندوں کے ساتھ چتا میں اپنی جانوں کو فنا کردیا ۷۵ رانوں کا لطف ایک روپیہ آٹھ آنے میں بالکل مفت ہے قیمت عہ محصول ۵

# ۱۲۰
## سال تک زندہ رہنا چاہیں تو

آج ایک کتاب "مفتاح الصحت" منگا کر اس کے پروگرام پر عمل کرنا شروع کردیجئے یہ کتاب دہلی کے سب سے بڑے حکیم کی لکھی ہوئی ہے اس میں حرارت غریزی اور مروح حیات کی بقا کے لئے بہت سی اغذیہ اور ترکیب خوراک بتائی گئی ہیں جس سے زندگی میں اضافہ ہوتا ہے ایک ہی قسم کی غذا ایک وقت میں خون پیدا کرتی ہے اور دوسرے وقت میں بلغم یہ کتاب بتاتی ہے کہ اس غذا سے صرف خون ہی پیدا کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے ہر جگہ چھوٹے چھوٹے نسخے لکھے گئے ہیں جن کی دوائیں ہر شہر اور دیہات میں مل سکتی ہیں غرضکہ حکیم اہل خانصاحب کا انسانوں پر بڑا احسان ہے کہ یہ کتاب عالم وجود میں لائی تندرستی اگر ہر شخص کو عزیز ہے تو یہ کتاب بھی ہر شخص کو عزیز از جان ہونی چاہیئے

قیمت ۱۰

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# مطالعہ کی عیاشیاں

## اور دلچسپی کے ساتھ پڑھنے کے علاوہ ہر چیز سے سبق ملے گا

## دلہن کی ڈائری

بالتصویر یعنی سہاگ کی آٹھ راتیں، ایک شوخ اور طرار دلہن کی آپ بیتی، شب زفاف کا پر کیف سماں، اچھوتے پھولوں کی مہک، کچھ خوف، کچھ شرم، کچھ ہراس، کچھ گدگداہٹ، دولہا میاں کی بہیت یا باغبان عشرت کی گلچینی، بے صبری کے جذبات بیتابی کے مظاہرے، بے بسی کے آنسو، سسکی کے پسینے، دامن عصمت کے تار ہائے نازک کا جھول، چہرہ پر ناطلسمی انگیزیں پر شگفتہ، ایک ایک واقعہ لاثانی، پر شرر بار، توبہ شکن، سخت مہیج، اور جان لیوا اور لطف یہ کہ لکھ بھی ایک ہیکر حسن کا ایک الھڑ پر شباب دلہن کی شب نامچہ، اور اپنی دوشیزہ سہیلی کے نام خطوں کی صورت میں جس سے شرارت بھی ٹپکتی ہے اور شوخی بھی یہ کتاب دلہن اور میاں بیوی کے لئے سبق آموز دستور العمل یہ کتاب بیحد مقبول ہے چند ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا قیمت سوا روپیہ علیحدہ مختصر فہرست مضامین یہ ہیں:-

| پہلی رات | دوسری رات | تیسری رات | چوتھی رات |
|---|---|---|---|
| کائنات حسن میں محبت کی تجلی | اچھوتے حسن پر محبت کی نظر | حسن و شباب کی بہار و بہار | بہار عیش و عشرت |
| پانچویں رات | چھٹی رات | ساتویں رات | آٹھویں رات |
| دلہن کا تحفہ عروس کی آمد میں | قلب نازک پر بوسہ کی | جذبات عشق میں بڑی چند یا | کہانی کا پہلا پہلو مطلب علیحدہ |

## بہار عروس

دلہن کی ڈائری کی جواب اس غنچہ ناز کی طرف سے جو نقطہ ملنے سے پہلے نازک کلی تھی اب نوشگفتہ پھول ہے جب شمع شب تھی اب چراغ انجمن ہے جب سلمیٰ سمٹائی مجالی شرمائی نخچیر تھی اب تیز طراز آفت کی پرکالہ فتنہ ناز اس نے اپنی سہیلی کے خطوں کے جواب اس عریانی اور بیحجابی سے لکھے ہیں کہ پڑھتے پڑھتے جذبات بے قابو ہو جاتے ہیں اور جہاں سنجیدگی سے لکھا ہے گویا فلسفہ کا دریا بہا دیا ہے اس کی قیمت بھی عمدہ ہے

### مختصر فہرست مضامین

| | |
|---|---|
| دولہا، دلہن اور شب | شوخ پھولی کی چھیڑ چھاڑ |
| لطف دلہن، لطف پیکر | وہ نا سفتہ گفتہ کلی |
| حسن حجاب کا تکمیل | پھولی ہوئی دزدہ عیش |
| پہلی درباگدگری | فجر بیداری کی خاص گھڑی |
| جاں نواز چٹکیاں | خلوت کدہ میں داخلہ |
| بھولے خیالات میں ٹیس | چاند کی کی شرمائی فکر |
| نیستی کے وقت ادائیں | پریشان دولہا کا ناکام عمل |
| پھولیوں کی یاد | محبت کی شیریں باتیں |
| قلب نازک کی دھڑکن | خلوت گاہ میں زیور کی جھنکار |
| نقاب عروس پر پہلا دست | لطیف گوئی اور نصیحت |
| تشفی دست غائبی | تیر وقت کی گذاری |
| پر اسرار نیاں | حرف مطلب زبان پر آیا |
| شامل پیغام محبت | اور ہاں ہاں انکار نہ |
| عروس کے شیریں خیال | مجبوری کی خاکوشی |
| پہلا عروس ردق ہوتی | ارتباط و لطف کی پہلا |

| | |
|---|---|
| محبوبیوں کا چھٹ مٹ | |
| شب گزشتہ کی تفتیش | |
| جہالت کی باتیں | |
| دعوت میں اور ہم | |
| دوسری شب زینت و سجل | |
| خلوت کدہ میں شبنم آمیز فکر | |
| لڑے پھولوں کی قدر | |
| محبت میں نصیحت | |
| چھیڑ چھاڑ | |
| دولہا دلہن کا موثق عہد | |
| دن دوبدی رات چوگنی | |
| محبت ایک دو سترکی | |
| جو پائے الفت | |
| ازدواجی زندگی کے ہزار ہا | |
| کامیاب لیکچر اس کتاب | |
| میں ہیں قیمت سوا روپیہ | |

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

## عروس و نوشہ

زن و شوہر کے تعلقات پر نہایت مفید دلچسپ اور پر از معلومات کتاب ہے جس کا مطالعہ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد عورت اور مرد دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے اس کتاب میں جو راز بتائے گئے ہیں اس سے واقف ہو کر میاں بیوی عیش و راحت سے زندگی بسر کر سکیں گے اور شادی کا حقیقی لطف آجائیگا بیوی محبوبہ نظر آئے گی اور آپکا گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کر کے ختم کئے بغیر ہاتھ سے نہیں چھوٹتی اس کتاب میں ۸۰ عنوان میں مختصر فہرست مضامین درج ذیل ہے، قیمت سوا روپیہ علیحدہ

عروس و دوشیزہ کا بہترین مصرف ہے، نظرت کا فیض عام، ہدیہ نظرت کا احساس اہل دل کے جذبات میں تلاطم، خواہش دل، محبت کی شعاعیں، شباب کی نورانیت، میں اطمینان کا روشن چہرہ، کیف شباب کی شورشیں، صنف نازک اور نظرت کا مطالعہ، امنگوں میں ضبط تحمل، جوش شباب کا صحیح مصرف جوش جوانی و تعین زمانی، شباب کے سوالوں سے دو دو باتیں جوش جوانی کا امتزاج و اعتدال، جوشیلے متاہل اور غیر متاہل کو مشورہ فنا فی الذات نہ ہو، فقط بیوی محبت کی حق دار ہے، تعشق، نفسانیت، شباب کی بہاریں، شوہر کا دل کیونکر قبضہ میں آتا ہے، پیکر جمال کی رعنائی بڑھانے والے اوصاف، نسوانی خوبیوں کا متعلقین پر اثر، امور خانہ داری اور سلیقہ خوش اخلاقی اور حسن انتظامی کے نتائج عروس کے ضروری اوصاف، نوشہ کا عروس کے ساتھ برتاؤ، عروس و نوشہ کا التفات، اہل ذوق سے دو دو باتیں، سادگی کی برکتیں حسن کی بے تکلفی، شادی سے بیزاری، دنیا کی رونق جوانی کی معجز بیانی، چاندنی رات، پیرہنی کی درگاہ، بہار صحرا، تقاضائے محبت، خلش حسن دوشیزہ اور زاہد عجز آفرینش، نظارہ جمال، انتباہ نفس، پرہیزگاری عصمت شعاری، سادگی اور عزت عصمت کا روشن تاج انجمن حسن سے واپسی، نہال حسن میں نازک کلیاں، راز مناجات قلب، معصیہ غنچہ، محبت سے لبریز دل کا جواب، غنچہ نورس کی دستبرد، عفاریت کی پیش قدمی نہال تمنا کی پرورش، راز کی باتیں، محبت کی بدگمانی جذبات محبت میں تحریک سیاں بیوی کی دلچسپ گفتگو، عروس کی خوشی پر ایک نگاہ سرشار، دانی نکاح کی سرتیں، شادی کے بعد کیا ہوتا ہے دلہن کا انجام بینی، شادی کے بعد کیا ہوتا ہے، حسن کنار شوخ میں، رخصت کا دردانگیز وقت سسرال میں شب دل حسینوں کی جھلیں حسن آغوش محبت میں تاثر حسن کی گلچینی تخایہ میں واردات شب قیمت ۱۲ر

حمیدیہ پریس دہلی۔

## بیوی کے ستانے ہوئے

اگر چاہتے ہیں کہ بیوی کی دلدادہ اور مطیع ہو کر رہے تو ان کو سب سے پہلے **بیوی کے فرائض** سنگار کر کسی طرح اس کو پڑھا دینی چاہیے یہ کتاب نہیں جادو ہے اور مسلمان میاں بیوی کے لئے تو تسخیر کا عمل ہے کیونکہ اس میں جا بجا رسول اللہ کے اقوال اور حضور کے اسوۂ حسنہ سے میاں بیوی کے فرائض کی تعین کیا گیا ہے پیرایہ اس درجہ آسان اور عمل خیز ہے کہ بلا ارادہ اپنا اثر پیدا کر دیتا ہے اس کے مطالعہ سے ازدواجی تعلقات خوشگوار ہو جائینگے چند مضامین یہ ہیں:- ازدواجی تعلقات کی ابتداء، مزاجدانی محبت خدمت احترام جذبات رشتہ داروں سے برتاؤ، راز داری، آپس میں تبادلہ خیال اپنی اصلاح، لطافت شعاری گھر کی سجاوٹ، سلیقہ بھال اخلاص کی حالت پردہ عفت، بچوں کی پرورش بیوی کیسی ہونی چاہیے سگھڑ بیوی حسن تدبیر سلیقہ شعاری قیمت ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

# ازدواجی مسرتوں کا راز

صرف اس میں پوشیدہ ہے کہ عورت شادی کے متعلق تمام امور سے اچھی طرح واقف ہو جائے ہندوستان کی خواتین کی بہترین صنفی تعلیم کیلئے ہم نے ایک بالکل نئی اور دلفریب کتاب **شب ناز عروسی** کے نام سے شائع کی ہے یہ وہ وحید دہن کی ڈائری ہے جس میں پیکر نسوانی اور ازدواجی زندگی کا کوئی ایسا پہلو راز نہیں جو رنگین خطوط کے پردہ میں ظاہر نہ کیا گیا ہو یہ کتاب صدہا کتابوں کی ورق گردانی کے بعد لکھی گئی ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ہندوستانی مستورات کے لئے اس قسم کی صنفی طبی معاشرتی اور اخلاقی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی کتابچا ایک حرف رنگینی اور معلومات میں ڈوبا ہوا ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بغیر کسی مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی گیارہ اعلیٰ درجہ کی تصویریں ہیں کاغذ سفید ولایتی چکنا ضخامت ۱۶۰ صفحات کتابت وطباعت اعلیٰ درجہ کی۔

**قیمت صرف ایک روپیہ۔ مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے**


**مقدمہ**
عزم واستقلال کی دستگیری
ہمت مرداں مدد خدا
شب ناز کا مقصد
دوسری کتابوں سے موازنہ
شب ناز کی امتیازی خصوصیت
اصلاح معاشرت
ریاض عصمت کی گلچینی
حفظان صحت صنفی نادیہ نگاہ سے
رحم مادری میں زندگی کی تشکیل
ازدواجی زندگی کی مسرتیں
شادی کا فلسفہ
سہاگن کا سہاگ
رشیدہ کی دردناک سرگذشت

**ب ۱**
قفس میں پرواز گلستان کی حسرت

**ب ۲**
جنس لطیف اور صنفی تعلیم
صنفی تعلیمات کی شدید ضرورت
صنفی معلومات کا ذریعہ
سہیلیوں سے افشائے راز
شب عروسی کا ہولناک نظارہ
خوف وہراس کا نقش
بازاری کتابوں کی مطالعہ
شب عروسی
صنفی معلومات کا بہترین ذریعہ
شب ناز یا صنفیات کا درس

**ب ۳**
بیکار نسواں کی رعنائیاں
ملی قدرت اور محبت کی تصویر
عورت مرد کی تخلیق
گلزار نسیم شباب کی آبیاریاں
نوجوان دلوں کی ولولہ خیزی
عضو نسوانی کا مقصد
عصمت کا پوشیدہ خزانہ
راز مواصلت کا افشا
گلزار عصمت کی گلچینی
ہم آغوشیوں کی لذت
رحم مادری میں نئی زندگی

**ب ۴**
باغ جمال کی خوشہ چینی
عیش ومسرت کی رات
نوشاہ کا مکان
حجلہ عروسی
شبستان عیش میں تخلیہ
آغوش میں حسن کی تڑپ
شب عروسی کا پہلا بوسہ
لب نازک پر بوسوں کے نشان
بحر محبت کی طغیانی
دلنوازیوں کی ترالی شان
لہرائے نازک کی پہلی لرزش
شاہ حسن کی دلنوازی
اثمار شباب کی رنگینیاں
حسن کی نیازمندی
خزینہ عصمت کی تلاش
نئی دلہن کی پریشانی
محبت بھی پہلا پہلا تقش
بادہ محبت کا سرور
محبت کی معراج
موہنی منتر
شب عروسی میں مسرتوں کی بارش
وعدۂ شوق
گلچینی حسن کی اجازت
کیف وصال
دست شوق کی پردہ دری

**ب ۵**
شب عروسی کی پرکیف یاد
شب عروسی کی صبح
آنے والے واقعات کا انظار
شب ناز کا صحیح مقصد
محبت کی گدگدی
شریک زندگی اور تعلیم
زندگی کا تلخ تجربہ
رشیدہ کی سرگذشت
دولہن کا بھائی
ازدواجی زندگی کے دو تجربے
نخچیر طائر عصمت کا خیال
محبت کی ادا شناسی
محبت کے آنسو

**ب ۶**
اغلا وامتیاز کی لعنت
بزرگوں کی مداخلت
جذبۂ شوق کی فراوانی
محبت کی غلط فہمیاں
تلون کی زندہ مورت
شکایتوں کا بارنیہ دفتر
قید سے آزادی کی خواہش
ازدواجی ڈرامے کا ایک المناک انجام
پند پیروانا۔

**ب ۷**
نخل محبت کی بارآوری
مواصلت کی لذتوں کا راز
خزینہ عصمت کا راستہ
نئے راستہ کا انکشاف
عورت کا مادہ تولید

**ب ۸**
بغیر مواصلت کے اولاد
نسیم شوق کی اٹکھیلیاں
ضروری باتوں کا انکشاف
جوہر زندگانی اور ذوق مواصلت
سرور وصال کو قیام
حسن کی رعنائیاں
طالب ومطلب بستر عیش پر
ہم بستری کی حقیقی لذت
مواصلت کے عریاں نظارے
مواصلت کے غیر قدرتی طریقے
بستر عروسی پر محبت کی جنگ
ایوان عصمت کی اندرونی صفائی
ازدواجی مسرتوں کا بہترین وقت
راہ شوق کی درمیانی منزلیں
سحر عریاں کی سحر طرازی

**ب ۹**
شوہر کی تسخیر
پرستار جمال کی خدمت
دلنوازی کا ثمرہ
شوہر کا دام مٹھی میں
ایک پیچیدہ سوال
تسخیر شوہر کے رموز ونکات
تجربہ کار باپ کی بیٹی کو نصیحت
حسن کی دیوی اور مسرت کا الہام
جنس لطیف کی ذمہ داری
شوہر پر مکمل قبضہ
محبت کی شرط اولین
عورت کی نئی شان
تسخیر کا زبردست عمل
بیوی کی سچی تعریف
محبوبہ کی مزاج شناسی
شوہر کی مزاج شناسی
شوہر کے پر معنی اشارے
ایک سبق آموز داستان
خودداری کا دلپذیر نمونہ
محرم راز کی رازداری

**ب ۱۰**
عصمت کا آبگینہ
محبت کی چھیڑ چھاڑ
نسوانی شباب کا ساز
وصل کی تدبیر
محبوبہ طالب کی آغوش میں
عصمت کا سرمایہ ہر خزانہ
قبر شوہر پر لطف اندوزی
بادشاہ شہر مندگی
باغ عصمت میں شیر کا قدم

**ب ۱۱**
دنیا کی واہ واہ
شوہر کی گاڑھی کمائی
محبوبہ کے لئے پھولوں کا گہنا
محبت کی بخشش قرار خزانہ
قسمت کی نیرنگیاں
گھر تھیٹر سینما کا لطف
عبرت کا دلدوز مرقعہ

**ب ۱۲**
تعویذ حب کی جستجو
شاہ صاحب کی کرامت
سندیافتہ درویش
جرعہ کشی وصال سے توبہ
پریوں کا سایہ
عورتوں کی عورتوں سے مواصلت
تعلیم یافتہ لڑکیاں اور غیر فطرتی طریقے

**ب ۱۳**
روزانہ زندگی پروگرام
راتوں کو خلش شوق
خزانہ عصمت پر ہر
محبوبہ طناز کا نیا بہانہ
نسوانی دنیا میں ایک خاص شکایت
مے شباب کی بدمستی
جنس لطیف کی باہمی مواصلت
شوہر کی ہم آغوشی

**ب ۱۴**
میکے کے دلفریب تصور
ازدواجی زندگی کا ساز
قیامت کی چھوٹی بہن
ازدواجی مسرتوں کی انحصار
سخت کلامی کا تیر
جنس لطیف کی قدر وقیمت


**قیمت ایک روپیہ**

# شباب جاودانی کی جستجو

ہو تو **لذت شباب** کا مطالعہ کیجئے جو عراقی اور عربی کوک شاستر ہے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن کی ملکہ سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیئے گلزار شباب کس طرح دلفگاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر مرد سے اور مرد اگر عورت سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں مستیاں شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے تاجداران بنگال اودھ رام پور کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول بیمثل تجربات ہیں جو مسلمانوں کو لاکھوں روپے خرچ کرنے پر بھی اور کہیں دستیاب نہیں ہوتے لذت شباب کے مطالعہ میں عمر خضر اور شباب جاودانی کا راز پوشیدہ ہے ضخامت تقریباً ڈیڑھ سو صفحات آٹھ بہترین بلاک کی تصاویر اور قیمت **ایک روپیہ** فہرست مضامین حسب ذیل ہے


لذت شباب پر ایک نظر
شباب کی قدر و قیمت
کنت شباب کی پامالی
رہ نوردان شباب کی مجبوریاں
لذت شباب کی خصوصیت
لذت شباب اور صنفی مباحث
باغ مواصلت کی عطر بیز ہوائیں
دربار مرشد آباد کے نسخے
مشاہیر بنگال کی نادر ایجادیں
لذت شباب کے نسخوں کی خصوصیات
آلہ عیش کی استواری
حریم عصمت کی نگہداشت
نخل تمنا کے پر کیف ثمار
چشمہ سحر طراز کی سرمستیاں
اسباب عیش کی فراہمی
حکایات نسواں
میری دلی تمنا

## پہلا باب

غرضہ شباب کی رہ نوردی
عرصہ شباب کی تعریف
پرورش اولاد کی قابلیت
جذبہ شوق کی خلش
نفسانی جذبات کی بیداری
صنف نازک کے صنفی جذبات
بچے نفسانی خواہشات کے دام میں
عہد شباب کی علامتیں
نوعمر لڑکیوں سے مواصلت
انیس تندگی کی جستجو
قصر شباب کا بنیادی پتھر

## دوسرا باب

موسم کا تعلق صحت سے
پنجہ خورشید کی رہائی
چادروں کا جوہر اور ایجادات
مست شباب کی سرخوشی
موسمی شکایات
ناک سے جریان خون
پان کی شربت سے نشاط
ضعف دل رفع ریشکی کیسر
موسم گرما کے وبائی امراض
موسم برنگال کی بہار آفرینی
پوشیدہ دشمنوں کا ہجوم
صفائی کا خیال
شباب کو متلاطم کرنیکے نسخے
معجون حیات تازگی

## تیسرا باب

اوراق شباب کی شیرازہ بندی
دست سرمائی بیمایگیاں
مواصلت کی باہمی لذت
موسم سرما کا لاجواب تحفہ
مرشد آباد کا نسخہ معجون
قاضی بنگال کا علمیہ
سیب کا مربہ خوش حلوہ
نوجوانوں کو فریب زندگی
شباب کے لئے مایہ نشاط
ایرانی اور اقوات وصل
عرب اور محبوبہ سے مواصلت
گلزار شباب کی شادابی

## چوتھا باب

بادہ شباب کے سرمستان
مسابقہ قدموں کی لغزش
غیر فطری طریقوں کی وبا
یونان اور مردوں سے مواصلت
پیشواؤں کی دسیسہ کاریاں
مردوں کی مردوں سے مواصلت
وزیر جنگ کا عاشقانہ حفظ
ڈرامہ نگاری امرد پرستی
کلیب امان کا عشرتکدہ
شیطانی طبقہ کا وجود دنیا میں
بدچلنی کی پہلی درسگاہ
کارخانوں میں برہنہ عورتیں

## پانچواں باب

مستان شباب کی آب بیتی
انشاء پرداز کی بچپن کی داستان
امریکن گرجو یٹ کی فتح اور
جذبات نسوانی میں آرتھاٹ
ملکہ کیتھرائن اور عورتوں سے مواصلت
عورتوں کی عورتوں سے شادی
عورت مرد کے جامہ میں
تمکیں خواہشات کے مصنوعی ذرائع
روسی خاتون کی داستان ہوس پرستی
امریکن خاتون کی بیتیار مصنوعی آلہ کی ساخت
خاتون پروفیسر کی زن پرستی

## چھٹا باب

گنہوں کی یاد آئش
اعضائے تناسل کی اہمیت
نخل شباب اور ہاتھ کی تنبیہ
حضور حویت کے باریک نشے
آلہ تلذذ کی بربادی
جوہر حیات کی بربادی
غیر فطری مواصلت
نوجوانوں کو انتباہ

## ساتواں باب

مواصلت کے ممنوع اوقات
مواصلت کیلئے بہترین حالت
ہیلتھ زم کا علاج
ماہرین طب کی امداد
نامردوں کو پیام مسرت
آلہ عیش کی تقویت
گمشدہ قوت کی بحالی
دوائے نشاط افزا
حیرت انگیز طلا
حریم جمال کے نقائص
معجون جلالی
کم خرچ بالانشین نسخہ
آلہ سرور کے لئے اکسیر
کلید در حسن کی حفاظت
مایوس نوجوانوں کو تحفہ
ضماد قوت افزا
دولت شباب کی لوٹ
باہ کے لئے سفوف جیریں
مایوسوں کیلئے طلسمی علاج

## آٹھواں باب

ملاکان محبت کا جسمانی اتصال
بادہ وصال کی لذت
ارسطو اور جسمانی حیات
صنف لطیف اور نفسانی فوائد
ایرانی محبوبہ کی قسم خیز ادائیں
اعرابی اور اس کی بیوی
صحرائے عرب کی ایک زنانہ
صنف لطیف اور قوت ضبط
مواصلت کا بہترین وقت
اہل عرب اور داد مواصلت
دیوان حسن کی نگہداشت
شاستر اور آداب مواصلت
مواصلت کیلئے بہترین حالت
جسم رعنا کے چھ طریقے
مواصلت کے مختلف طریقے

## نواں باب

بادہ وصال کی لذت
لذت وصال میں اضافہ
ضمیر کا فیصلہ
مواصلت کے آسن
نشاط کی مختصر گھڑیاں
دربار مرشد آباد کا نسخہ
دوسرا نادر نسخہ
جذبات تعیش میں ہیجان
درد لیٹنا کامل کا علمیہ
معجون عشرت انگیز
آخری تاجدار اودھ کا مجرب نسخہ
شاہی نسخوں کی تیاری
شاہ اودھ کی استعمال کردہ معجون

مادہ تولید کے لئے اکسیر
عیش و عشرت کی گولیاں
عیش و سرور کی فراوانی
گاجر کا پر کیف حلوہ
فقیری علیہ
کوڑیوں میں اشرفیوں کا فائدہ
گرمی وصال میں غیر معمولی قوت

## وسواں باب

نورکامرانی کی جھلک
ایوان حسن کی صفائی
جرعہ کشی مواصلت کے بعد
رحم کی تقویت
بہترین فرزجہ
حریم حسن کی اندرونی مرمت
تحفہ دوشیزگی
رحم کی اصلاح
نسوانی امراض کی خرابی
نخل تمنا کی بارآوری
ایوان حسن کی فراخی
صنف نازک اور وصل کی لذت
پیکر جمال کی لذت میں اضافہ
سفوف سرور افزا
لطف اندوزیوں کا طریقہ
ایوان حسن کی توصیف
بال گرانے کی آسان طریقہ

## گیارہواں باب

چشمہ کاغذی کے دو جام
لذتوں کا پوشیدہ خزانہ
قدرتی جوڑے حشر
اشارہ شیریں اور کیف وصال
اشارہ شیریں اور صنف نازک کے تاثرات
دست شوخ کی گستاخیاں
انار پستان کی تعریف

## بارہواں باب

نرگس بیمار کی حفاظت
چشمہ عنبریں اور ایجادیں
عصمت
نبی رحمانی کی ڈاکٹری
سرمہ اصفہانی
مجرب انجن
نرگس بیمار
آشوب چشم کی قسمیں
طبیب روحانی کا نسخہ
لکھنوی ماہر طب کا علاج
چشم سیاہ کی سفیدی
ناخنہ کا علاج
سفوف مقوی بصر
تقویت باصرہ کیلئے شربت
نیم کے پھولوں کا سرمہ

## تیرہواں باب

لوازم شباب
رخسار صاف عقد ثریا
لبھاؤں کا مجرب علاج
چہرہ کا رنگ دلفریب
درد دندان کی چمک
درد دندان کے لئے عرق
مسوڑھوں سے خون
زلف پیچاں کی درازی
روغن سر شف
حسن کی دو بہاریں
سفید بالوں کی سیاہی
کاست گداز کی رعنائیاں
خارہی کا علاج
جسم رعنا کی عطریت
خوشبودار گولیاں
خاتمہ

# گھر کا مولوی

## منادا ور داعیین کو بشارت

ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لئے پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ ہر قوموں سے اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اور اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب خواہزادہ صوفی شاہ رحیم الدین صاحب مرحوم دہلوی نے

## آثار سعید

کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شایع ہو چکی ہیں اس کتاب میں داعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس تمام امراض روحانی حرص حسد۔ حب دنیا بکبر حوا۔ چوری تہمت۔ بدگمانی بخل۔ طمع۔ ظلم۔ غصہ۔ غمازی۔ زبان۔ زنا۔ لواطت وغیرہ سود۔ سوال ریا۔ شان وشوکت جتانے والے کا بیان۔ شرک شراب غیبت۔ بخش۔ فضول خرچی کینہ۔ مزامیر۔ مسافق۔ نفاق۔ نوحہ۔ خوبپسندی۔ حق العباد وغیرہ لکھا ہے ساتھ ہی اخلاق حمیدہ کی ترغیب۔ احسان۔ اکل حلال۔ امانت۔ آنکھ۔ ایمان تسبیح۔ صلوٰۃ التسبیح۔ تواضع۔ توبہ۔ تحمل توکل تہجد۔ جمعہ۔ خوف۔ حج فضائل و مسائل قربانی وغیرہ ترغیب زیارت مدینہ منورہ۔ اسلام۔ اسلام میں تاخیر قدمی۔ امر بالمعروف۔ اعتقاد۔ استغفار۔ اخلاص۔ رجا۔ رضا۔ فضائل درود شریف و بسم اللہ شریف و اوراد رجب۔ ربیع الاول روزہ رمضان شریف ذکر اذکار۔ استخارہ۔ انفاق۔ پیشینگوئیاں سرکار دو عالم و پیشہ تجارت خلق نیک و بد۔ زہد و سخاوت مع چار یار و طریقت سنت دعا کے آداب شعبان کے ماہ کے فضائل و شب برات۔ شکر و صبر صراط مستقیم۔ صدق۔ ضد نیکی و بدی۔ جنت و دوزخ۔ علم عمل۔ عدل عیادت۔ فقر و فکر۔ نافع۔ قرض حسنہ کلمہ طیبہ اور پانچوں کلمے کہاں کام کہانے کے فوائد لڑکوں کی تربیت۔ محبت باری تعالےٰ بنفی۔ مراقبہ۔ نماز و نماز کے مسائل وضو و مسواک کے فوائد وقت ہدایت۔ ہمدردی و ہمبستری کا طریقہ یاری و دوستی غرضکہ ایک سو سات بیان ہیں جو آیات قرآن مجید و احادیث سے مزین ہیں اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا ہے جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے صفحات ۱۰۸۰ تقطیع ۲۲ - ۲۹ کی اور ضخامت جلد دوم ۱۰۸۴ ہیں۔ قیمت ہر دو جلد دو روپے

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# خاموش تبلیغ

## مصنفہ حضرت العلامہ مولینا مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جائیداد مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کر چکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام حالات و واقعات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم۔ انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ دہلی کی شستہ اردو اور روزمرہ کے بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کی ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت صرف دس آنے

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# فردوس آسیہ

یعنی جہاد اہم مستند و تاریخی سوانحات کا مجموعہ

یہ کتاب حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرؤف محدث دہلوی کی تصنیف ہے اور بعثت نبوی سے لیکر شہادت امام علیہ السلام تک کے حالات بشرح و بسط بیان کئے ہوئے ہیں کتاب کیا ہے عشق و محبت نبوی و صحابہ رسول کی الفت کا مرقعہ ہے اور واقعات کی سچائی کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے کیونکہ از اول تا آخر احادیث سے مستنبط ہے ابتدا میں صنو صلعم کی پیدائش۔ بعثت۔ تبلیغ اسلام۔ ہجرت۔ غزوات۔ وغیرہ کا اجمالاً تذکرہ ہے اس کے بعد سوانحات خلفائے راشدین بہت کافی شرح کے ساتھ ہیں بطور الخصوص خلیفہ ثالث حضرت عثمان کی شہادت اور شیعہ سنی اور خوارج کا خروج بہت مفصل ہے نیز بحیثیت کی ریشہ دوانی اور سیاسیات اسلام میں ان کا دخل بالوضاحت ہے آخر میں سید ناحسین علیہ السلام کی شہادت بالاختصار اور امام الصابرین سید الشہدا حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعات بالتفصیل درج ہیں الحاصل واقعات شہادت تو اس الم افزا پیرایہ میں ہیں کہ ایک ایک سطر پڑھتے ہی دہل ہو جاتی ہے حقیقت میں یہ کتاب اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس کا ماخذ صحیح احادیث ہیں ایک روایت اور ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو کسی طریق اور کسی درجہ میں بھی موضوع قرار دیا جا سکے ضخامت ۲۰۸ صفحات قیمت بدیہ

پتہ:۔ حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی

# بغیر استاد کی مدد کے انگریزی سکھانے والی کتابیں قیمت مکمل سیٹ ۵

## مصنفہ جناب ماسٹر ذاکر حسین صاحب جعفری دھلوی

۱- **آئینہ انگریزی** جلد اول یعنی مخزن الفوائد ۱۲۸ صفحے اس میں اردو نام و عبارت کو انگریزی میں لکھنے اور انگریزی سے ترجمہ کرنے جملے لکھنے ہجے کرنے تلفظ کے فقرے انگریزی اردو بول چال کے کئی سو فقرے ایکسرسائز اور فقرے قاعدوں کے ساتھ اور ۳۰ حکایتیں انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لئے درج ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ایسا مبتدی بھی جو انگریزی کی الف بے سے واقف نہیں بغیر استاد کی مدد کے قلیل عرصہ میں بہت خاصی استعداد حاصل کر سکتا ہے قیمت ۶ ر

۲- **مخزن المحاورات** یعنی آئینہ دوم ۱۲۱ صفحے اس میں ایکسرسائز و سوالات انگریزی محاورے اور جملے مثلیں معہ ترجمہ اردو ۱۵۰ اردو مصدر معہ ترجمہ انگریزی بہ ترتیب حروف تہجی اور تین چار ہزار کے قریب ایسے ناموں اور چیزوں کی انگریزی جن سے کام پڑتا ہے درج ہیں قیمت ۶ ر

۳- **ہادی الترکیب** آئینہ جلد سوم ۲۵ صفحے اس میں ڈکٹیشن لکھنے کے انگریزی پڑھنے لفظوں کے صحیح ہجے کرنے اور صحیح تلفظ اور پارسنگ کے تمام قواعد عبارات سے آغاز تک مثالیں اور نمونے دیکھائے ہیں قیمت ۶ ر

۴- **انگریزی بولنا** آئینہ جلد چہارم اس میں تین ہزار بول چال کے فقرے معہ ترجمہ اردو مخزن الفوائد کے تمام اردو جملوں کا ترجمہ قیمت ۶ ر

۵- **اردو سے انگریزی ڈکشنری** یعنی آئینہ جلد پنجم ۱۵۰ صفحے اس میں سات ہزار پانسو ایسے اردو لغت جو اکثر تحریروں اور تقریروں میں آتے ہیں بہ ترتیب حروف تہجی اردو خط میں لکھے ہیں اور ان کے آگے ان کی انگریزی خط میں ۴ سو انگریزی لغت جو اردو میں مستعمل ہیں جن کی اصل سے واقفیت ضروری ہے۔ کئی سو ایسے انگریزی محققات انگریزی بھی جو عموماً تحریر میں آتے ہیں درج ہیں قیمت ۷ ر

۶- **کامل القواعد** یعنی آئینہ جلد ششم دو تہائی ۲۳۰ صفحے اس میں صرف و نحو کے تمام و کمال جو ترجمہ کرنے اور انشا پردازی سے متعلق ہیں نہایت خوبی اور وضاحت سے درج ہیں ضخامت ۱۶۰ صفحے قیمت ۱۰ ر

۷- **کامل القواعد** یعنی آئینہ جلد ہفتم ۹۳ صفحے نوٹ تیم اس میں بلندی کو پار رنگ کر انجوبی سمجھایا ہے قیمت ۵ ر

**مینوئل گریمر کا ترجمہ** ۱۹۱۲ء کی نو ترمیم کا یعنی آئینہ ہشتم کا پہلا جزو اس میں تمام ارتھاگرافی اور ایٹی مولوجی وغیرہ کا ترجمہ ہے قیمت ۵ ر

(دوسرا جزو) اس میں تمام سنٹیکس کے قاعدوں اور نوٹوں مثالوں اور پارسن اور کریکٹ کے فقروں کا ترجمہ ہے اور تمام کریکٹ کے فقروں کو کریکٹ کر کے بھی دکھایا ہے قیمت ۷ ر

(تیسرا جزو) قیمت ۷۰ ر

۹- **انگریزی خط و کتابت** یعنی آئینہ جلد نہم ہر قسم کی چٹھیاں اور عرضیاں درخواستیں نوٹس اور ہر قسم کی تحریروں کے کامل قاعدے اور نمونے معہ ترجمہ اردو قیمت ۴ ر

۱۰- **ضمیمہ مخزن الفوائد** یعنی آئینہ انگریزی جلد دہم ۱۲۵ صفحے اس میں آئینہ جلد اول یعنی مخزن الفوائد سے علاوہ ترجمہ کرنے کے ۴۰ اعلیٰ قاعدے سمجھا کر ترجمہ کے واسطے واسطے ایک ہزار فقرے اور بہت سی عبارتیں دی ہیں طبع جدید میں علاوہ ترمیم کے انشا پردازی اور جواب مضمون وغیرہ کے متعلق بہت سے قواعد اور نمونے زیادہ کئے گئے ہیں اور کئی سو نمبر یعنی مرادف و ہم معنی الفاظ کا نرخ بتلایا گیا ہے قیمت ۶ ر

۱۱- **آئینہ جلد یازدہم مخزن الحکایات** یعنی ۲۰ انگریزی کہانیاں معہ اردو معنی و تلفظ قیمت ۵ ر

۱۲- **آئینہ جلد دوازدہم** یعنی ضمیمہ مخزن المحاورات آئینہ جلد دوم سے علاوہ ڈھائی ہزار محاورے اور آٹھ سو مخصوص بری پوزیشنوں کے استعمال کے فقرے معہ ترجمہ درج ہیں قیمت ۶ ر

۱۳- **انگریزی خوشنویسی** یعنی آئینہ حصہ سیزدہم جس میں انگریزی لکھنے اور خوشنویسی کے تمام قواعد معلموں اور تصویروں کے درج ہیں قیمت ۱ ر

۱۴- **آئینہ تاریخ ہند** تاریخ ہند کا پورا خلاصہ بڑے کاغذ پر چھپا ہوا ہے دیوار پر بطور نقشہ ٹنگایا جا سکتا ہے قیمت ۱ ر

**یہ تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# طب و حکمت کی کتابیں

وہ لوگ جو باقاعدہ طبی مدارس میں تعلیم پا چکے ہیں اور وہ لوگ جو علاج سے شوق رکھتے ہیں ان کو تعلیم کا باقاعدہ تعلیم کا موقعہ نہیں ملتا یہ کتابیں منگائیں۔

**مخزن مرکبات و مفردات** مفردات بہ خواص الادویہ حصہ اول یہ مخزن طبیبوں عطاروں اور رہبوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے ساتویں بار چھپی ہے اس کے ۴ حصے ہیں اول حصہ میں تمام ادویہ کے نام اردو فارسی عربی یونانی ہندی زبانوں میں ایک دوسرے کے مقابل متعدد جدولوں میں بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں اور ہر دوا کی ماہیت خاصیت رنگ ذائقہ اس کی اصلاح اس کا بدل خوراک اور اس کے افعال و خواص تحریر کئے گئے ہیں آخر میں مجرب نسخے اور شربتے بنانے ادویہ منحل کرنے اور ہر قسم کے پانی تیار کرنے کا بیان ہے ایکی مرتبہ اس میں اڑھائی سو دواؤں کے نام بڑھائے ہیں قیمت عہ

**مخزن المفردات و مرکبات انگریزی** دوسرا حصہ ہے اس میں یونانی دواؤں کے انگریزی نام اور انگریزی دواؤں کے یونانی نام اور ان کے افعال و خواص و ماہیت در رنگ و ذائقہ اور نیز یہ کہ کس دوا سے مل کر بنتے ہیں اور کہاں کہاں وہ پیدا ہوتی ہیں درج ہیں ڈاکٹروں اور انگریزی دوا فروشوں کے لئے نہایت کارآمد ہے قیمت ۱۲ ر

**مخزن مفردات و مرکبات** حصہ سوم اس میں درختوں اور بوٹیوں کی شکلیں دکھائی ہیں اور ہر ایک بوٹی کا نام مدراسی لاطینی گجراتی مرہٹی بنگلہ عربی فارسی وغیرہ مختلف زبانوں میں درج کیا ہے اب ہر شخص اس کتاب کے ذریعہ سے ہر جڑی بوٹی کو بخوبی شناخت کر سکتا ہے قیمت عہ

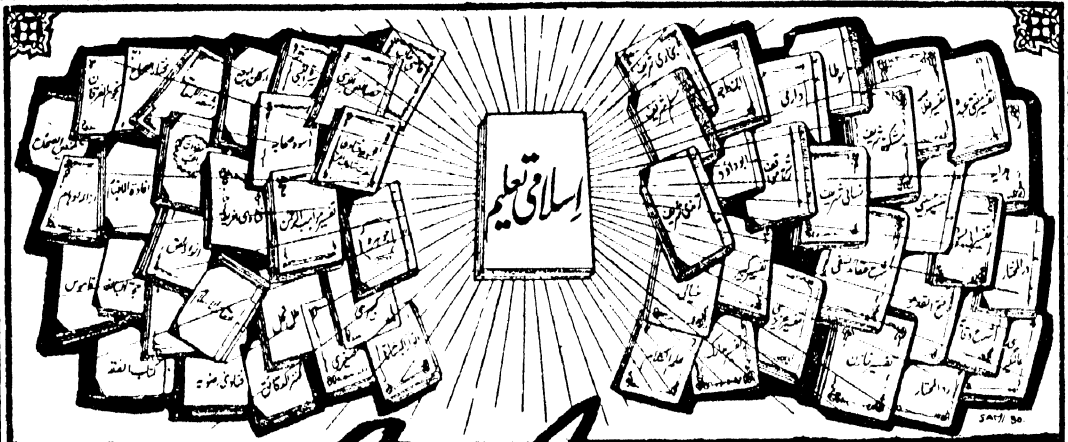
**مخزن المفردات** حصہ چہارم یہ حصہ اول کا ضمیمہ ہے اس میں مرکبات کے صحیح نسخے ہر قسم کے علاج اور کشتہ جات ۸ ر

مصنفہ عالی جناب حکیم محمود خاں صاحب

**زندگی کی بہار** والد ماجد حکیم اجمل خاں صاحب خوش مزاج حضرات کے لئے عجیب و غریب چیز ہے عورتوں اور مردوں کے اقسام و علامات طریقہ عیش و عشرت اور علاج عہ ۴ ر

**تریاق استمنا** اس میں مجامعت اور نامردوں کے حالات امراض اسباب اور علاج درج ہیں قیمت ۸ ر

ملنے کا پتہ:- **حمیدیہ پریس۔ دہلی**




# اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے۔ ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے۔ حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

## اسلامی تعلیم

میں ملیگی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں۔ پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے۔ اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوی سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ ضخامت قریباً پانسو صفحات۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ قیمت مجلد چرمی تین روپے (۳؍) مجلد پارچہ ڈھائی روپے (۲؍) فہرست مضامین پڑھیئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے:۔

**کتاب العقائد**
عقائد کی تعریف۔ عقائد کا کلام کیوں کہتے ہیں۔ کلام کی تاریخ۔ معتزلہ اشاعرہ کا ذکر۔ فلسفہ کا کلام میں آمیزش کرنا۔ ماتریدی اور علم الکلام۔ امتیاز عقائد حقہ و باطلہ۔
خدا کا ثبوت۔ اس کی ذات صفات۔ خدا کی تعریف اور انکار عقائد۔ رسولوں کی تعداد کا ذکر۔ رسولوں میں افضل کون ہے۔ آنحضرت کی فضیلت اور خصوصیات۔ آنحضرت کے باقی خصائص۔ معراج کا تفصیلی ذکر۔ اعتراضات اور اس کے جواب۔ جسمانی معراج کا ثبوت۔ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ صحابہ و صحابیات کا ذکر۔

خدا عرش پر ہے اس کا مطلب۔ مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت۔ خدا کی صفات کا عقیدہ۔ رسول کی تعریف اور انکار عقائد۔ رسولوں میں افضل کون ہے۔ آنحضرت کی فضیلت اور خصوصیات۔ آنحضرت کے باقی خصائص۔ معراج کا تفصیلی ذکر۔ اعتراضات اور اس کے جواب۔ جسمانی معراج کا ثبوت۔ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ صحابہ و صحابیات کا ذکر۔

آنحضرت کو خدا نے غیب کی باتیں بتائیں۔ سب سے پہلے نبی کون تھے۔ نبی اور رسول میں فرق۔ اولیاء اللہ کی تعریف کرامات کا ثبوت۔
کتب الہیہ۔ یہود و نصاریٰ کس نبی کی امت ہیں۔ خدا کا کلام قدیم ہے یا حادث۔ قرآن کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت۔ قرآن شریف کس طرح نازل ہوا۔

قرآن کی ترتیب لوح محفوظ کیوافق ہے۔ قرآن کی سات قرأت۔ قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے یا تحریف۔ قرآن تاحیامکن ہے۔ قرآن میں ناسخ و منسوخ۔ حروف مقطعات محکم متشابہات۔
دین کے احکام قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے ثابت ہوتے ہیں۔ قیاس و اجتہاد کے شعوار۔ علم فقہ کی تعریف۔ اس کی ابتدا۔ صحابہ کے بعد فقہ کی تدوین۔

سحابہ میں کون فقیہ تھے؟ مدون مسائل فقہ کے ذریعہ فرشتے اور ان کی خصلت۔ شیطان کون تھا؟ جنوں کی حقیقت۔ کفر و ایمان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی۔ موجودہ تمام فرقوں کی تاریخ۔
قضاء و قدر۔ خدا گناہ معاف کرتا ہے یا نہیں۔ انسان کی موت کس کے بقبضہ ہے۔ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔

عذاب قبر حشر، منکر نکیر۔ راحت، بادی۔ الصال ثواب فاتحہ۔ قیامت کی علامتیں اور ان کی تفصیل۔ ظہور مہدی، خروج دجال۔ حضرت عیسیٰ کا نزول۔ یاجوج ماجوج۔ حضرت عیسیٰ کی وفات۔ مغرب سے طلوع آفتاب۔ حشر فرع اور جسم و روح کا ہوگا۔ حساب و کتاب۔ میزان۔ پل صراط۔ گناہ۔ میزان، حوض کوثر، صراط۔

آنحضرت کی شفاعت۔ علماء اور شہداء کی شفاعت کریگے۔ جنت و دوزخ کا حال۔ جنت اور دوزخ دونوں موجود ہیں۔ امامت نصب بامت سیاسی۔ خلفائے راشدین کی خلافت عشرہ بشرہ صحابہ کی توہین۔ شیعوں کے امام امام مہدی غائب ہیں۔ احکام اسلام کا مدار قرآن و احادیث پر ہے۔

**کتاب الطہارت**
فقہی اصطلاحات

MAULVI REGD L 1866

باب الوضو۔ فرائض وسنن ومستحبات وضو۔ سنن اور صفت مفصل مسواک وداعے کے احکام مستحبات وضو۔ بیان۔ تحیۃ الوضو اور مکروہات وضو میں کن کن عبادتوں کے لئے وضو شرط ہے کن کاموں کے لئے وضو مستحب ہے کن وضو توڑنے والی چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے کن سے نہیں ٹوٹتا۔ جن سے غسل واجب ہوتا ہے کے مسائل

کیا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ دو وضو پر پانچ نمازوں کے پڑھنے کا حکم بیان غسل موجب فرض

مرض میں غسل کا طریقہ

غسل کی سنتیں

وہ اسباب جن سے غسل فرض ہو احتلام کے مسائل

غسل کن کن موقعوں پر سنت ہے غسل کب مستحب ہے

جمعہ غسل جو فرض ہوا ہے کیا ادا ہوتا ہے قرآن مجید و تورات و انجیل کا چھونا کس پاکی سے ہو حکم ناپاکی کا حکم جاری پانی سے وضو و غسل کرنا چاہیے حوض دہ در دہ کا حکم

حوض اور تالاب کے مسائل

ناپاک چیزوں سے پانی بھر ہوا نا کنویں کی پاکی اور ناپاکی کے مسائل کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ پانی کے جانور دل سے کنویں کا پاک کرنا۔ انسان وحیوان کا جھوٹا کھرا ہوا پانی سے غسل و وضو کا حکم تیمم اس کے فرائض اس کی ترکیب اور کن چیزوں سے ہوتا ہے۔

پانی کی تین قسمیں جو جائز ہے

نجاست نجاست کی دو قسمیں جو پاک کی جائے

نجاست غلیظہ کی کامیں کیسے پاک ہوتی ہے

نجاست خفیفہ کا حکم

حوض وقت سے کم ہو تو ناپاک کا حکم

حوض کا پانی کتنا ہو تو ناپاک نہیں ہوتا

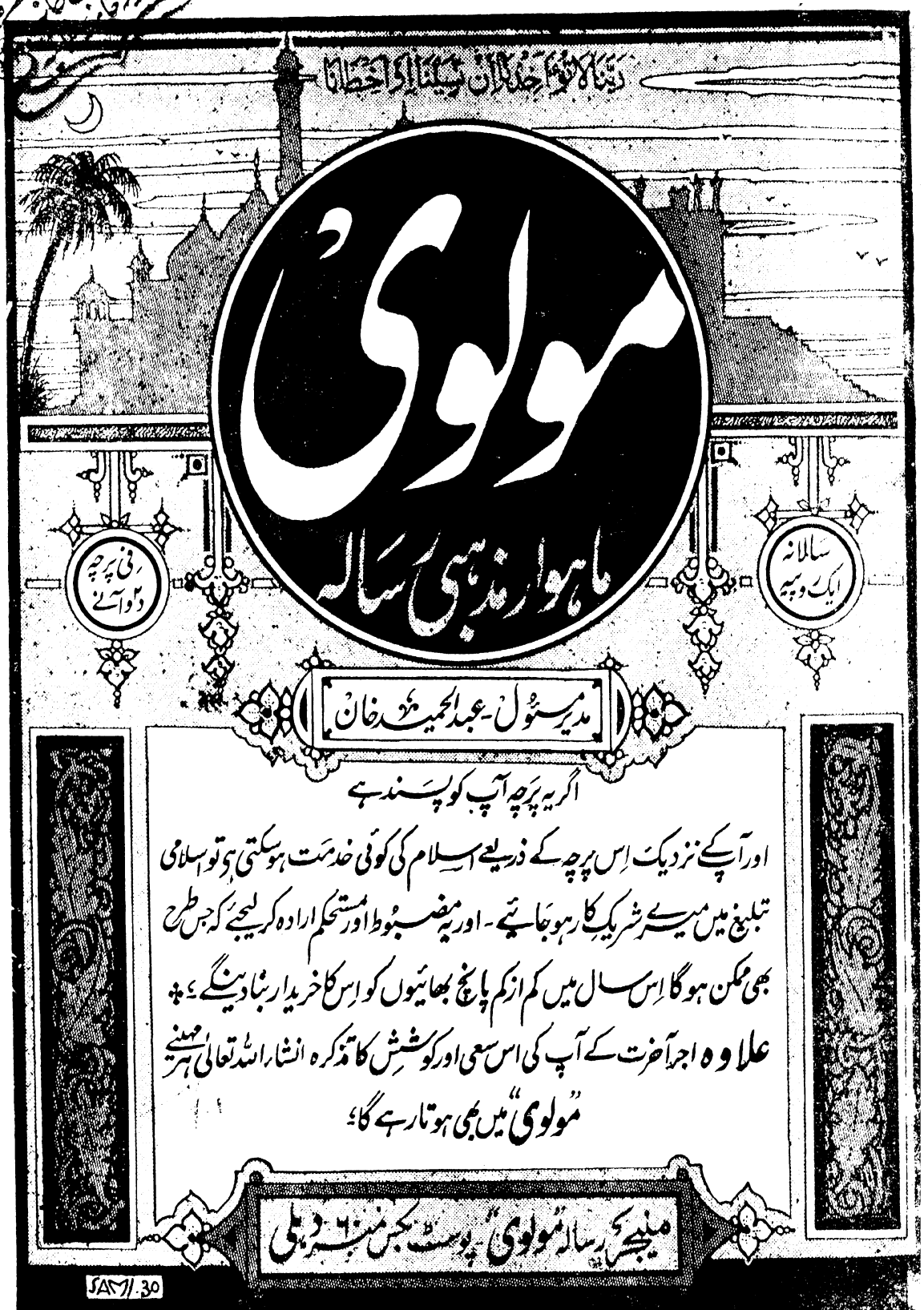
کنوئیں میں نجاست پڑنے کے وقت پانی کا حکم

کنوئیں میں کبوتر وغیرہ گر کر مرجائے تو کیا حکم ہے

کنوئیں میں بلی گر کر مرجائے تو کیا حکم ہے

کنوئیں میں چوہا

BABUSSANI 1349




انتباہ :- آپکا نمبر خریداری آپکے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہوسکتی ہے نہ ہوگی ۔ منیجر

# تماشائے اہل کرم دیکھیئے

کس زبان سے شکریہ ادا ہو اس قادر قیوم اور کارساز حقیقی کا، جو اپنی ادنیٰ ترین مخلوق سے وہ وہ کام لے لیتا ہے جس کے وہ نہ اہل ہوتے ہیں نہ قابل اعتنا، کون کہہ سکتا تھا کہ ایک ہیچ مرز و ناکارہ انسان کی خدمات فضل ایزدی سے اس درجہ مقبول ہونگی، اور رسالہ مولوی کی شہرت پشاور سے راس کماری اور کراچی سے آسام و برما تک عام و عالمگیر ہو جائے گی،

صدہا برادران شریک حلقہ مولوی میری اس خدمت کو سراہتے ہیں، اور خصوصاً رسول نمبر کی کامیاب اشاعت کا سہرا میرے سر باندھتے ہیں، مجھے ہنسی آتی ہے، کیونکہ من آنم کہ من دانم، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نیکیوں اپنی کوششوں کو قصداً نظر انداز کر کے میرا دل بڑھاتے ہیں، فجزاہم اللہ تعالیٰ

حضرات! مولوی کی کامیابی، مولوی کی افزونی اشاعت، اور مولوی کی مقبولیت عام سب آپ معاونین کا صدقہ ہے، پرچہ آپ کا ہے، کوشش آپ کی ہے، روپیہ آپ کا ہے اور شہرت آپکی ہے، میں تو صرف خدمتگزاری کے لئے کمربستہ ہوں اس لئے ستائش کے مستحق اور سراہنے کے قابل وہ خریداران و معاونین مولوی ہی ہیں، جو اس پرچہ کے اصلی مالک ہیں،

آپ روپیہ دیتے ہیں، آپ خریدار فراہم کرتے ہیں، آپ کتابیں خریدتے ہیں، میں اس کو مولوی کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں، اور حسب ضرورت اپنی اصلاح پوری کر لیتا ہوں اور ماہانہ آپ کو رپورٹ سنا دیتا ہوں

## اس مہینے کی رپورٹ یہ ہے

بارہ ہزار رسول نمبر چھپا جس پر تقریباً ۵ ہزار روپے سمعہ اخراجات روانگی خرچ ہوئے، اٹھائیس سو آدمیوں کا چندہ ختم ہو چکا تھا ان کو وی پی گئے ان میں سے ۸ سو ۹ سو بھائیوں نے بے دردی سے وی پی واپس کر کے ۳ فی وی پی کا اپنے پرچہ کو نقصان دیا اللہ ان کا بھلا کرے اور کیا کہوں ایک مہینہ پہلے خطوط کے ذریعہ سب کو وی پی کی اطلاع دیدی تھی اور یہ بھی بہ منت لکھدیا تھا کہ آئندہ اگر اس کار خیر میں شریک نہ ہوں تو وی پی رکوا دیجے، کیا عرض کروں یہ واپسی وی پی کا ایسا گھن لگا ہوا ہے کہ کسی طرح پنپنے نہیں دیتا،

اب ڈیڑھ ہزار رسول نمبر بچا ہوا ہے، اس کے لئے خریدار فراہم کرنے اسی مہینے میں ضروری ہیں، ورنہ پندرہ سو روپے کا نقصان ہوگا، اور یہ گڑھا بہت ہی مشکل سے پورا ہوگا، پندرہ سو روپے کا قرض بھی تقریباً باقی ہے، باقی خدا کے فضل سے کتابوں کے ذریعہ پورا ہو چکا ہے، ذرا سی مستعدی کی ضرورت ہے، خدا را کمر ہمت باندھیئے اور دو چار چہ جس قدر ممکن ہو آج ہی سے خریدار فراہم کرنے شروع کر دیجے، رسول نمبر ختم ہونے کے بعد مولوی کے پورے بارہ ہزار خریدار ہو جائیں گے اور یہ معاونین مولوی کا وہ کارنامہ ہوگا، جس سے اغیار دنیا حیرت میں رہ جائینگی کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے اردو زبان میں کسی پرچہ کی اتنی اشاعت نہیں ہے

ڈھائی سو خاص بھائیوں کے نام خریداروں کی فراہمی کے لئے میں نے جو ابی خطوط روانہ کئے ہیں، ان سے چونکہ توقعات بہت زیادہ ہیں اس لئے امید ہے کہ وہ بہت جلد خریداروں کے نام پر کر کے منی آرڈر بھیجدیں گے، جب آپ لوگ ہی اس پرچہ کے اصلی مالک ہیں تو آپ کو ہی یہ کام کرنا ہے، میں تو یہاں کا کام چھوڑ کر باہر نہیں جا سکتا، ورنہ یہ کام بھی میں خود ہی کر لیتا، جو بھائی اس ضروری تگ و دو میں سامی ہونگے ان کے نام نامی حسب دستور مولوی کے صفحات میں آویزاں ہونگے،

ربیع الثانی کا پرچہ اسی وجہ سے لیٹ ہو گیا، کہ روپیہ کا انتظام جلد نہ ہو سکا اور اگر یہ پندرہ سو خریدار اس ماہ میں پورے نہ ہوئے تو جمادی الاول کا پرچہ بھی وقت پر نکالنا ناممکن ہو جائیگا،

خریداروں کا چندہ وصول کر کے منی آرڈر بھیجدیا کیجے اس طرح ایک خاصی رقم بچ جاتی ہے اور خریدار موعود کی بجائے یقینی ہوتے ہیں، یہ تھی آپ کے پرچہ کی رپورٹ جو میں نے پیش کی،

اب ذرا ان بااستثنا افراد کی فہرست بھی دیکھ لیجے جن کی کوشش سے مولوی کو یہ چار چاند لگے ہیں،

## سب سے زیادہ مستحق ستائش

اس مہینے کے خریدار فراہم کرنے والوں میں جن حضرات نے جنہوں نے ۲۵ سے زائد خریدار دیئے اور بعض نے میں تک جن کی تفصیل آگے ملے گی، خدا تعالیٰ ایسی ہی مدد فرمائے جیسی وہ خدا کے مقبول دین کی مدد فرماتے ہیں، جو یہ ہیں،

(۱) مولوی حاجی مظفر حسین صاحب کمپوڈر الک (۲) مولوی نعمت اللہ صاحب انسپکٹر سکولز تنا دیلی (۳) بابو محمد حنیف صاحب بلاسپور (۴) مولوی اشتیاق علی صاحب بہرائچ (۵) بابو سید رحمان علی صاحب کینال جہانسی (۶) ایس محمد اسماعیل صاحب اینڈ سنز بریلی (۷) جناب دوست علی صاحب چنیوٹی شوفیکٹری بہاولپور (۸) جناب بابو مولوی مہتاب علی خاں صاحب کنٹرولر سرن پور (۹) مولوی محمد حسین صاحب تلین (۱۰) مولوی قمرالدین صاحب پنشنر رہنگیر، (۱۱) مولوی عبدالرحیم صاحب موٹر ٹریننگ گورکھپور (۱۲) قاضی شہر محبوب شاہ صاحب بمبئی (۱۳) بابو سید حبیب الدین صاحب نقوی سابنہر لیک (۱۴) مولوی سید محمد یٰسین صاحب سیند ہوا اندور

ان حضرات نے اس مہینے میں کئی کئی دفعہ خریدار فراہم کئے ہیں، جو اسی طرح درج ہیں، یعنی جس طرح انہوں نے جتنے خریدار دیئے ہیں اتنے ہی لکھے گئے ہیں، مجموعی طور پر اندراج نہیں ہے،

## تفصیل

| نام | تعداد | نام | تعداد |
|---|---|---|---|
| جناب احمد خانصاحب ایس ایس جی فس آفیسر | ۴ | جناب محمد انوار الحسن صاحب ادھوپور | ۱ |
| " قاضی عرجی صاحب دامن | ۳ | " منشی عبدالقادر صاحب کرم پور ترنگلہ | ۲ |
| " قاضی ابوبکر صاحب کمیشنل آڈیٹر | ۲ | " محمد بخش صاحب خدا بخش صاحب پانی | ۳ |
| " ممتاز علی بیگ صاحب کمیشنری | ۳ | " منیر الدین صاحب نرنر لال گڑھ | ۳ |
| " عبدالجبار بیگ صاحب ناگپور | ۱ | " ماسٹر غیاث الدین صاحب گلانہ | ۴ |

# تماشائے اہل کرم دیکھیے

کس زبان سے شکریہ ادا ہو اس قادر قیوم اور کارساز حقیقی کا، جو اپنی ادنیٰ ترین مخلوق سے وہ وہ کام لے لیتا ہے جس کے وہ نہ اہل ہوتے ہیں نہ قابل اعتنا، کون کہہ سکتا تھا کہ ایک ہیچ مبرز ذناکارہ انسان کی خدمات فضل ایزدی سے اس درجہ مقبول ہونگی، اور رسالہ مولوی کی شہرت پشاور سے راس کماری اور کراچی سے آسام و برما تک عام و عالمگیر ہو جائے گی،

صدہا برادران شریک حلقہ مولوی میری اس خدمت کو سراہتے ہیں، اور خصوصاً رسول نمبر کی کامیاب اشاعت کا سہرا میرے سر باندھتے ہیں، مجھے سنجی آتی ہے، کیونکہ من آنم کہ من دانم، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نیکیوں اپنی کوششوں کو قصداً نظر انداز کئے میرا دل بڑھاتے ہیں، فجزاہم اللہ تعالیٰ

حضرات! مولوی کی کامیابی، مولوی کی افزونی اشاعت، اور مولوی کی مقبولیت عام سب آپ معاونین کا صدقہ ہے، پرچہ آپ کا ہے، کوشش آپ کی ہے، روپیہ آپ کا ہے اور شہرت آپکی ہے، میں تو صرف خدمتگزاری کے لئے کمربستہ ہوں اس لئے ستایش کے مستحق اور سراہنے کے قابل وہ خریداران و معاونین مولوی ہی ہیں، جو اس پرچہ کے اصلی مالک ہیں،

آپ روپیہ دیتے ہیں، آپ خریدار فراہم کرتے ہیں، آپ کتابیں خریدتے ہیں، میں اس کو مولوی کی شکل میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں، اور حسب ضرورت اپنی احتیاج پوری کر لیتا ہوں اور ماہانہ آپ کو رپورٹ سنا دیتا ہوں

## اس مہینے کی رپورٹ یہ ہے

بارہ ہزار رسول نمبر چھپا تھا جس پر تقریباً ۵ ہزار روپے سمعہ اخراجات روانگی خرچ ہوئے، اٹھائیس سو آدمیوں کا چندہ ختم ہو چکا تھا ان کو وی پی گئے ان میں سے ۸ سو ۹ سو بھائیوں نے بے دردی سے وی پی واپس کر کے ۳ فی وی پی کا اپنے پرچہ کو نقصان دیا اللہ ان کا بھلا کرے اور کیا کہوں ایک مہینہ پہلے خطوط کے ذریعہ سب کو وی پی کی اطلاع دیدی تھی اور یہ بھی بہ منت لکھدیا تھا کہ آیندہ اگر اس کار خیر میں شریک نہ ہوں تو وی پی رکوا دیجے، کیا عرض کروں یہ واپسی وی پی کا ایسا گھن لگا ہوا ہے کہ کسی طرح پنپنے نہیں دیتا،

اب ڈیڑھ ہزار رسول نمبر بچا ہوا ہے، اس کے لئے خریدار فراہم کرنے اسی مہینے میں ضروری ہیں، ورنہ پندرہ سو روپے کا نقصان ہوگا، اور یہ گڑھا بہت ہی مشکل سے پورا ہوگا، پندرہ سو روپے کا قرض بھی تقریباً باقی ہے، باقی خدا کے فضل سے کتابوں کے ذریعہ پورا ہو چکا ہے، ذرا سی مستعدی کی ضرورت ہے، خدارا کمر ہمت باندھیئے اور دو چار چہ جس قدر ممکن ہو آج ہی سے خریدار فراہم کرنے شروع کر دیجے، رسول نمبر ختم ہونے کے بعد مولوی کے پورے بارہ ہزار خریدار ہو جائیں گے اور یہ معاونین مولوی کا وہ کارنامہ ہوگا، جس سے اخباری دنیا حیرت میں رہ جائیگی کیونکہ جہاں تک مجھے علم ہے اردو زبان میں کسی پرچہ کی اتنی اشاعت نہیں ہے

ڈھائی سو خاص بھائیوں کے نام خریداروں کی فراہمی کے لئے میں نے دو اڑھائی خطوط بھیجے ہیں، ان سے چونکہ توقعات بہت زیادہ ہیں اس لئے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد خریداروں کے نام پرچہ کے منی آرڈر بھیجدیں گے، جب آپ لوگ ہی اس پرچہ کے اصلی مالک ہیں تو آپ کو ہی یہ کام کرنا ہے، میں تو یہاں کا کام چھوڑ کر باہر نہیں جا سکتا، ورنہ یہ کام بھی میں خود ہی کر لیتا، جو بھائی اس ضروری مہم و دوڑ میں سامی ہونگے ان کے نام نامی حسب دستور مولوی کے صفحات میں آویزاں ہونگے،

ربیع الثانی کا پرچہ اسی وجہ سے لیٹ ہو گیا، کہ روپیہ کا انتظام جلد نہ ہو سکا اور اگر یہ پندرہ سو خریدار اس ماہ میں پورے نہ ہوئے تو جمادی الاول کا پرچہ بھی وقت پر نکالنا ناممکن ہو جائیگا،

خریداروں کا چندہ وصول کر کے منی آرڈر بھیجدیا کیجے اس طرح ایک خاصی رقم بچ جاتی ہے اور خریدار موعود کی بجائے یقینی ہوتے ہیں، یہ تھی آپ کے پرچہ کی رپورٹ جو میں نے پیش کی،

اب ذرا ان باہمت افراد کی فہرست بھی دیکھ لیجے جن کی کوشش سے مولوی کو یہ چار چاند لگے ہیں،

## سب سے زیادہ مستحق ستایش

اس مہینے کے خریدار فراہم کرنے والوں میں جن فیاض حضرات نے بیس سے زائد خریدار دیئے اور بعض نے میں تک ان کی تفصیل آگے ملے گی، خدا انکی ایسی ہی مدد فرمائے جیسی وہ خدا کے مقبول دین کی مدد فرماتے ہیں، جو یہ ہیں،

(۱) مولوی حاجی مظفر حسین صاحب کمپوڈر آنریری (۲) مولوی نعمت اللہ صاحب انسپکٹر سکولز تناولی (۳) بابو محمد حنیف صاحب بلاسپور (۴) مولوی استیاق علی صاحب بجنور اڈیشہ (۵) بابو سید رحمان علی صاحب کینال جہانسی (۶) ایس محمد اسماعیل صاحب اینڈ سنز بریلی (۷) جناب دوست علی صاحب چنیوٹی سٹوفیکٹری بہاولپور (۸) بابو مولوی مہتاب علی خاں صاحب کمپوڈر سرون پور (۹) مولوی محمد حسین صاحب حسین (۱۰) مولوی قمر الدین صاحب پنشنر رہنگیر (۱۱) مولوی عبد الرحیم صاحب موٹر ڈرائیور گورکھپور (۱۲) قاضی شہر محبوب شاہ صاحب بمبئی (۱۳) بابو سید حبیب الدین صاحب نقوی سابنہ لیک (۱۴) مولوی سید محمد یٰسین صاحب سیند ہوا اندور

ان حضرات نے اس مہینے میں کئی کئی دفعہ خریدار فراہم کئے ہیں، جو اسی طرح درج ہیں، یعنی جس طرح انہوں نے جتنے خریدار دیئے ہیں اتنے ہی لکھے گئے ہیں، مجموعی طور پر اندراج نہیں ہے،

## تفصیل

| نام | تعداد | نام | تعداد |
|---|---|---|---|
| جناب احمد خانصاحب سب اسسٹنٹ فنانس آفیسر | ۴ | جناب محمد انوار الحسن صاحب لاہور | ۱ |
| " قاضی عرجی صاحب دامن | ۳ | " منشی عبد القادر صاحب کرم پور بنگلہ | ۲ |
| " قاضی ہوبکر صاحب کمیسلا اڈیشہ | ۲ | " محمد حسین صاحب خدا بخش صاحب پالی | ۲ |
| " منادلی بیگ صاحب کمپوڈر | ۳ | " نسیم الدین صاحب نرنر لال گڑھ | ۳ |
| " عبد الباری بیگ صاحب ناگپور | ۱ | " منشی غیاث الدین صاحب گلاؤٹھی | ۴ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| جناب عبدالرزاق صاحب پولیس بلیا | ۲ |
| " امام حسین صاحب ہیڈ ماسٹر تہیگاؤں | ۲ |
| " اخلاق احمد صاحب اصلاحی نبارس | ۲ |
| " منیجر موڈرٹرمینگ اسکول گورکھپور | ۳ |
| " مولوی محبوب علی صاحب پرگی | ۲ |
| " قادر مصطفےٰ صاحب انڈرسن پیٹھ | ۳ |
| " جمال الدین صاحب ورکشاپ لاہور | ۲ |
| " محمد حسین صاحب امین نہر غازی پور | ۲ |
| " ظہیر احمد صاحب دوباری | ۳ |
| " چودہری غلام احمد صاحب کھنڈ | ۳ |
| " منتی اکبر خانصاحب پوتھپہ | ۲ |
| " نیر باز صاحب سکنہ دگھوال بالا | ۳ |
| " ایم ان ممتاز صاحب فارسٹر سناوڈ | ۳ |
| " ابراہیم حسن صاحب باسرگاؤں | ۵ |
| " حامد حسین صاحب محمود آباد | ۲ |
| " سید غلام قاسم صاحب کرہل | ۳ |
| " عبدالرزاق صاحب دمرہ | ۵ |
| " شیخ احمد صاحب خیراتی دہولیہ | ۳ |
| " غیاث الدین صاحب کلکتہ | ۲ |
| " میر زانور بیگ صاحب جبل پور | ۱ |
| " ابرار الحق صاحب ہبدرک بالاسور | ۲ |
| " شیخ محمد اسماعیل صاحب دارجیلنگ | ۳ |
| " ڈاکٹر عزیز الرحمن صاحب اندور | ۲ |
| " محمد حنیف صاحب ہرسود | ۲ |
| " فضل کریم صاحب ملاول چک | ۲ |
| " بابو اکبر صاحب سلیمان کے فیروزپور | ۲ |
| " فیاض حسین خانصاحب پرٹاسٹر بدلاپور | ۵ |
| " حاجی مولوی مظفر حسین صاحب کہڑ | ۱۲ |
| " مولوی نعمت اللہ صاحب تناولی | ۵ |
| " سید محمد بشیر احمد صاحب خورشید سوہور | ۲ |
| مولوی عبدالخالق صاحب کنگن کشمیر | ۳ |
| جناب عبدالواحد صاحب الہ گام | ۵ |
| " منتی کرم الٰہی صاحب جہلم | ۵ |
| " غلام مرتضیٰ صاحب بیاور میرٹھ | ۱ |
| " عبدالمجید صاحب پدری جہلم | ۲ |
| " شیخ چونے صاحب راحت گڑھ | ۴ |
| " مولوی فیاض الحق صاحب صلاح پور | ۲ |
| " محمد حسیب خاں صاحب مرجا گڑھ | ۲ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| مولوی سید حسین صاحب ہنگولی | ۲ |
| " محمود خاں حاجی امراؤ خان مندسور | ۳ |
| " وزیر الدین صاحب پنکار آگرہ | ۲ |
| " شاہ محمد طہ صاحب نانڈیڑ | ۲ |
| " وی عبدالرحمن صاحب بجواڑہ | ۳ |
| " محمود خانصاحب لالہ موسیٰ | ۲ |
| " محمد حبیب صاحب فرسرسون پور | ۱ |
| " محمد رفیع صاحب شاہ پور الہ آباد | ۱ |
| " ولی محمد صاحب ڈیڈوانہ | ۲ |
| " مولوی شیخ محمد صدیق صاحب لاہور | ۸ |
| " منتی غلام رسول صاحب تھیمبڑی | ۲ |
| " وی عبدالحمید صاحب ناسک | ۲ |
| " عبدالرشید صاحب چوک بازار تہرا | ۴ |
| " قاضی محمد صاحب ریوڈنڈہ | ۱ |
| " ابوالبرکات صاحب چہرہ سارن | ۲ |
| " خواجہ فضیلت حسین صاحب رانچی | ۳ |
| " غلام حسین صاحب گورنمنٹ پریس | ۱ |
| " خضر محمد خاں صاحب گونڈہ | ۳ |
| " مولوی مظفر میر صاحب برہان پور | ۳ |
| " محمد سلیمان خانصاحب دوافانہ بیڑ | ۲ |
| " نائک محمد قاسم صاحب حیدرآباد دکن | ۳ |
| " محمد نظیر اللہ صاحب صدیقی | ۲ |
| " فضل داد خانصاحب تہرا | ۳ |
| " محمد حسین صاحب فائرمین مچھر | ۳ |
| " منتی عبدالرزاق صاحب بھوپال | ۲ |
| " محمد اختر حسین صاحب کلکتہ | ۳ |
| " عبدالمجید صاحب نہتوٹ جہلم | ۱ |
| " میر جلال الدین صاحب اندرابی گڑھی | ۴ |
| " مائہ عصمت اللہ صاحب ٹیلر فیروزپور | ۲ |
| " عبدالواحد صاحب اور میر پیر بھی | ۲ |
| " کے، ایچ، بیگم صاحب نلیل آباد | ۷ |
| " سید عبدالحق صاحب ہیلتھ آفیسر ان بازار | ۵ |
| " میر حسن سید عمر صاحب گوا | ۲ |
| " منتی فخر الدین قمر الدین بانسواڑہ | ۳ |
| محمد صادق علی صاحب حیدرآباد دکن | ۱ |
| بابو محمد حنیف صاحب بلاسپور | ۶ |
| عبدالعزیز صاحب خانکی گوجرانوالہ | ۱ |
| عطا محمد صاحب سیڈ محرر دہار | ۲ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| " احمد صاحب حسن صاحب پانویل | ۱ |
| " بی بی میر حسن صاحب پارچہ فروش بالا | ۲ |
| " عبدالوہاب شیخ مراد صاحب سناوڈ | ۳ |
| " محمد عبدالقیوم تاجر پرچون فازی پور | ۱ |
| " اے احمد صاحب سرائے میمو | ۱ |
| " حافظ عبدالکریم صاحب رہتک | ۱ |
| " پٹیل عبدالرزاق صاحب کاڈور | ۱ |
| " محمد ابراہیم صاحب الہ آباد عدالت اجیر | ۱ |
| " مولوی محمد شریف صاحب گوجرہ نندی | ۲ |
| " مولوی حاجی علی صاحب افسر دوم بریلی | ۲ |
| " ایم فخر الحسن صاحب منیجر پرتاب گڑھ | ۲ |
| " محمد فخر الدین صاحب آستانہ غازی پور | ۱ |
| " غلام محی الدین صاحب پیشکار بدایوں | ۲ |
| " محمد اسماعیل صاحب مدرس کمالپور | ۲ |
| " مولوی محمد بوٹا صاحب حک ۱۲۴ المتان | ۲ |
| " سید عبداللطیف صاحب رانی پیٹ | ۲ |
| " مولوی اشتیاق علی صاحب بھرگین | ۵ |
| " مقصود حسین صاحب آزاد ہنڈیا | ۱ |
| " مسلم علی صاحب طالب علم غلام شاہ | ۱ |
| " عبدالشکور شیخ کریم صاحب چنہ واڑہ | ۳ |
| " منیجر موڈرٹرمینگ سکول گورکھپور | ۴ |
| " منتی احمد حمید صاحب دفتر ہرصار | ۲ |
| " شاہ فرید عطا صاحب ادتیا | ۳ |
| " شیخ عبدالحق صاحب سیہا بہدری | ۲ |
| " میر زا محمد علی صاحب آغائی لے بریلی | ۲ |
| " غلام علی صاحب وثیقہ نویس گھوڑیواہی | ۳ |
| " ولایت احمد صاحب قصبہ سانڈی | ۲ |
| " عبدالحفیظ صاحب پرگی ٹانڈوڑ | ۳ |
| " معین الدین خاں صاحب شاہ جہانپور | ۳ |
| " عبدالسبحان صاحب کھرڑال پور | ۳ |
| " مستری رحیم بخش صاحب پگیڈ | ۲ |
| " ایم نیاز احمد صاحب بیجربا تہری | ۳ |
| " مولوی محبوب الرحمن صاحب ڈہاکہ | ۲ |
| " مولوی ولایت شاہ صاحب لڈسر | ۳ |
| " بابو ابراہیم حسن صاحب سوگاؤں دربھنگہ | ۴ |
| " منظور احسن صاحب جہانسی | ۱ |
| " محمد سعود الرحمن صاحب ہزارہ | ۲ |
| " حافظ عظیم الدین صاحب سہارنپور | ۱ |

| نام | تعداد |
|---|---|
| " ولایت احمد صاحب سانڈی | ۲ |
| " عبدالقادر صاحب گورکھپور | ۴ |
| " بابو سید رحمان علی صاحب کنٹریکٹر جہانسی | ۱۰ |
| " سید حبیب اللہ صاحب نلدرگ | ۴ |
| " محمد ناصر صاحب فازی پور | ۳ |
| " محمد منور صاحب پڑواری ہنڈواڑہ | ۱ |
| " محمد حبیب محمد یوسف صاحب بلیا | ۳ |
| " حکیم محمد احمد صاحب ہوشیارپور | ۱ |
| " محمد خانصاحب جبل پور | ۲ |
| " محمد شفیع صاحب مینیجر وار گلبرگہ | ۳ |
| " وزیر حسین صاحب پرتاب گڑھ | ۳ |
| " ظہیر حسین صاحب فتحپور تال رتوی | ۱ |
| " عبدالغنی صاحب بنارس سٹی | ۳ |
| " حافظ علی صاحب فازی پور | ۳ |
| " غلام نبی صاحب کلاک منشگری | ۱ |
| " عبدالعزیز صاحب فازی پور | ۲ |
| " عبدالرزاق صاحب فازی پور | ۲ |
| " ایس محمد اسماعیل صاحب اینڈ برادرس | ۱۰ |
| " محمد سعید صاحب برکھوری | ۳ |
| " میر زا عبدالعزیز صاحب پشاور | ۲ |
| " ایم طاہر ایچ مدنی صاحب بمبئی | ۲ |
| " محمد غلام حق صاحب کرائے پرسرائے | ۳ |
| " مولوی افضال حسین صاحب باران | ۳ |
| " قاضی الٰہی بخش صاحب آبادپور | ۱ |
| " حاجی مولوی محمد بشیر مہراجگنج | ۳ |
| " عبدالرحیم صاحب سیدپور بتیری | ۲ |
| " زہیر الدین احمد صاحب اناؤ | ۲ |
| " مولوی مفتاح احمد صاحب صدیقی | ۳ |
| " حافظ قمر الدین صاحب سیالی | ۳ |
| " محمد حبیب اللہ صاحب فتح آباد | ۳ |
| " منیجر صادق نشر فیکٹری بہاولپور | ۸ |
| " جناب محمد ابراہیم صاحب گلہ | ۳ |
| " محمد یسالارہ صاحب دیوریا | ۳ |
| " محمد انشقاق صاحب بریلوی شاہم | ۱ |
| " عبدالحفیظ صاحب پٹنہ | ۱ |
| " قاضی شیخ محمد صاحب ریواڈنڈہ | ۲ |
| " عبدالمجید صاحب کمپنڈر دوسوہا | ۱ |

ابھی بہت باقی ہیں

# مسلمانوں کے فرقہ وارانہ اختلافات اب بالکل ختم ہو جائیں گے

کیونکہ

# اُردو صحیح بخاری شریف کامل

چھپ کر شائع ہو گئی

آپس کے اختلافات مذہبی جنہوں نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں احادیث کا ذخیرہ نہیں، تنہا مولویوں کے ہاتھ میں عوام کی لگام ہے وہ جس طرف چاہتے ہیں ان کو لے جاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ سب کا مرکز احادیث ہی ہیں ان غریب جاہلوں کو کیا خبر کہ یہ حدیثیں جن کو سنکر بھائی بھائی کا دشمن بن رہا ہے حدیث ہیں بھی یا نہیں، یا ان پیٹ کے پجاریوں نے از خود اپنے اقوال رسول کریم سے منسوب کر دئے ہیں۔

یہ تو متفقہ علمائے کرام کا مانا ہوا ہے کہ بخاری شریف کا مرتبہ کتب احادیث اور کتب علوم دینی میں وہی ہے جو قرآن شریف کا مرتبہ دیگر منزل من اللہ کتب وصحائف میں ہے اور ہمارے لئے قرآن شریف کے بعد اہم ترین دینی کتاب صرف صحیح بخاری ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس پر آج اسلام اور قوانین معاشرت اسلام کا انحصار ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کو پڑھے سمجھے اور مانے بغیر ایک مسلمان اسلام سے عاری رہ جاتا ہے۔

بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے اور عربی پڑھنے والے ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہی یا نہیں اسی لئے کروڑوں اردو خواں مسلمانوں کی قسمتیں چند عربی داں مولویوں کے ہاتھ میں تھیں اب جبکہ بخاری شریف اردو زبان میں آگئی ہے ہر اردو پڑھے ہوئے مسلمان کے لئے آسان ہے کہ وہ اپنی ہر ضرورت کے لئے خود حدیث قدسی سے استفادہ کرلے اور فرقہ واری کے قضیئے سے الگ ہو کر خالص مسلمان بنا رہے نہ کسی سے لڑنے کی ضرورت نہ اپنے مولوی صاحب کے قول کو دوسرے فرقہ کے مولوی صاحب کے قول پر فوقیت دینے کی حاجت، سب مسلمان، صرف مسلمان رہ جائیں گے یہ ستر بہتر فرقے نیست نابود ہو کر صرف ایک ہی فرقہ رہ جائے گا جس کا نام مسلم ہوگا۔

بخاری شریف اتنی بڑی کتاب ہے کہ اسلام کے تمام قوانین اس میں موجود ہیں کوئی بات ایسی نہیں جس کے لئے مذہبی حکم کی ضرورت پیش آئے اور اس میں نہیں ملے خدا کے فضل سے اب علمی افلاس کی ظلمت اس ترجمہ سے دور ہو گئی جس طرح قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھکر جاہل مسلمان بھی قرآن شریف سے واقف ہو گئے اسی طرح اردو کی بخاری پڑھکر وہ مولویوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کی عربی سے بے مائیگی کو مدنظر رکھکر اور اس لئے بھی کہ کتاب بہت ضخیم نہ ہو جائے عربی متن نہیں لیا گیا ہے نیز ردو قدح میں بھی صرف صحابی راویوں کا حوالہ دیا گیا ہے البتہ حدیث کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ جگہ جگہ فوسین میں تشریح بھی ہے تاکہ کوئی عامی سے عامی بھائی بھی مطلب حدیث میں تشنہ نہ رہ جائے اور کہ اردو جاننے والے بھائی بھی آسانی سے سمجھ لیں۔

ترتیب وغیرہ بعینہ وہی ہے جو اصل بخاری کی ہے، مزید اضافہ یہ ہے کہ تمام احادیث پر نمبر لگا دیئے گئے ہیں۔ زبان اس قدر عام فہم ہے کہ ہندوستان کے ہر طبقہ اور ہر حصہ میں بآسانی پڑھی اور سمجھی جا سکتی ہے۔

اس کتاب کی تین جلدیں ہیں اول جلد ۸۰۸ صفحات کی ہے اس میں دو ہزار پانسو حدیثیں ہیں اور دوسری جلد کے ۳۶۸ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار دو سو حدیثیں ہیں تیسری جلد کے ۳۵۲ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار چار سو اٹھہ حدیثیں ہیں مولوی کے صفحہ سے دگنی تقطیع ہے اور وزن پانچسیر کے قریب ہے تینوں جلدوں کو ایک ساتھ چمڑے کی جلد میں مجلد کرا لیا گیا ہے۔

اس کا ہدیہ بیس روپے بلا جلد کا مقرر ہے لیکن حمیدیہ پریس اسی وقت کسی کتاب کو مشتہر کرتا ہے جب وہ ناظرین مولوی کے لئے آسانی سے قابل خرید ہو، چنانچہ خدا کے فضل سے ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ آپ مجلد چرمی کامل دس روپے میں منگا سکتے ہیں دو روپے محصول ڈاک علاوہ ہیں۔

ہدیہ مجلد چرمی دس روپے — **منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی** — ہدیہ مجلد چرمی دس روپے

واحدی صاحب کا منجن

# اکسیر دندان

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑھوں کی ہر تکلیف کو دور کرتا ہے حتیٰ کہ ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑھوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے یعنی

## پائیریا کا بہترین علاج

ہے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اپنے تین چار دانت نکلوا دیجئے مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان ملنا شروع کیا۔ الحمد للہ حضرت خواجہ صاحب کو دانتوں کی اب کوئی تکلیف نہیں ہے

### تعریف کے خطوط

اکسیر دندان منجن کا اشتہار دیتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے لیکن ساٹھ ساٹھ اور بیٹھ بیٹھ شیشیاں اس کی ایک ایک دن میں جانے لگی ہیں جو ایک دفعہ ایک شیشی منگا لیتا ہے وہ پھر بار بار چھ چھ دفعہ اور بعض اوقات بارہ بارہ کی فرمائش بھیجتا ہے بیشمار خطوط منجن اکسیر دندان کی تعریف کے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں جنمیں سے صرف دو اس وقت درج ذیل کرتا ہوں **افسر کمانڈنگ وتیا** "منجن اکسیر دندان کی بابت لکھتے ہیں کہ:۔ "میں نے ایک شیشی منجن اکسیر دندان کی اپنی والدہ صاحبہ کو استعمال کرائی ہے جو بائیرریا کے مرض میں مبتلا ہیں میری حیرت کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا جب مجھے بتایا گیا کہ منجن اکسیر دندان سے والدہ صاحبہ کے دانتوں کو بہت فائدہ پہنچا اور اب ان کو کافی صحت ہو گئی ہے یعنے والدہ صاحبہ کے علاج میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا اور قریب قریب تمام مشہور دیسی اور ولایتی منجن اور پیٹنٹوں کا تجربہ کر لیا تھا مگر ایک منجن اور پیٹ کا یہ اثر نہ دیکھا جو منجن اکسیر دندان میں ہے۔ والدہ صاحبہ نے عرصہ کے بعد منجن اکسیر دندان کی برکت سے گوشت بھی کھایا ورنہ ڈاکٹروں اور ڈاکٹروں سے زیادہ دانتوں کی تکلیف سے انہیں اپنی اس روز مرہ کی غذا سے قطعی محروم کر دیا تھا میں منجن اکسیر دندان کی تعریف الفاظ میں نہیں کر سکتا **واحدی** صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اس نعمت کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا اور حکیم اجمل خاں صاحب کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان پر رحمتیں نازل کرے جنہوں نے ایسا اچھا نسخہ واحدی صاحب کو بتایا تھا دو شیشیاں منجن اکسیر دندان کی اور عنایت فرمائیے **ممتاز محمد خاں شکوہ آباد** ضلع مین پوری سے لکھتے ہیں میں آپ کے منجن اکسیر دندان کا خریدار پچھلے موسم سرما سے یا اس سے کچھ قبل سے ہوں رسالہ نیرنگ خیال میں غالباً آپ کا اشتہار ایک مرتبہ دیکھا تھا چونکہ اشتہاری ادویہ کا اعتبار آجکل دنیا سے اٹھ چکا ہے اسلئے پہلے تو یہی خیال ہوا کہ یہ بھی اشتہار اسی طرح کا ہے جیسے کہ اور اشتہارات ہوتے ہیں مگر ایک مرتبہ منگانے کا مصمم ارادہ کیا اور منگوا کر استعمال کیا گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی ہی شیشی کے استعمال سے وہ تکلیف جو سخت پریشان کئے ہوئے تھی بالکل کم ہو گئی۔ دوسری تیسری بار منگانا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ دانت اس قدر مضبوط ہو گئے کہ نہایت سہولت سے کھانا وغیرہ کھا لیا گیا ورنہ اس سے پیشتر درد کی وجہ سے کسی وقت چین نہ تھا کھانا تو درکنار یہ نسخہ اس قدر مفید ثابت ہوا کہ جس کی میں تعریف نہیں کر سکتا۔ آپ کا یہ فرمانا بالکل درست ہے کہ ایک یا دو مرتبہ کا استعمال ہمیشہ کے لئے مفید نہیں ہوتا اس کو روزمرہ بطور منجن استعمال میں رہنا چاہیئے میں اپنے ہاں یہ ہی منجن ہر دانت کی تکلیف والے کو استعمال کراتا ہوں چونکہ دانت کی احتیاط اور ان کی حفاظت نہایت ضروری ہے اس لئے اس طرف توجہ رکھنا سب سے مقدم ہے اور اس کے لئے اس منجن اکسیر دندان سے بہتر مجھے کوئی منجن اب تک دستیاب نہیں ہوا کہ خرچ بالانشین بھی منجن ہے۔

**نواب قاضی عزیز الدین احمد صاحب سی۔ آئی۔ ای** بھی منجن اکسیر دندان کے بہت مداح ہیں۔

منجن اکسیر دندان کی ایک شیشی آٹھ آنے میں (۸/) بھیجی جاتی ہے جس پر محصول ڈاک ۴ لگتا ہے اور دو شیشیوں کا محصول ۵/ ہوتا ہے دو شیشیوں کے بجائے ٹین کے بکس میں منجن منگانے سے بہت کفایت ہوتی ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ کم از کم تین شیشیو کا منجن منگایا جائے ایک یا دو شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہیئے

**ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ نمبر (۱۷) کوچہ چیلاں۔ دہلی**

ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھیئ لنا من امرنا رشدا

# مولوی دہلی

جلد ۱۱ | بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۴

## خطبہ

الحمد للہ رب العالمین اولا وآخرا وظاہرا وباطنا علی دخلقہ رعدد کلماتہ وزینۃ عرشہ ورضا نفسہ وعدد کل شفع ووتر ورطب ویابس ما خلق ربنا وذراعہ وبراء ایل اذا اسماء من الذی خلق فسوی وقدر فھدی واماتہ واحیی واضحک وابکی واعز واذل وارخی واطعم واسقی واسعد واشقی ومنع واعطی الذی بکلمتہ قامت السموات السبع الشداد بھا بست الرواسی والارتاد واستقرت الارض المھاد ثم الصلوۃ علی نبیہ محمد ن المصطفی الذی من اتبع ماجاء بہ ھتدی ومن عدل عنہ ضل وارتدی النبی صادق المصدوق الزاھد فی الدنیا الطالب الراغب فی الرفیق الاعلی المجتبی خلقہ المنتخب من بریتہ الذی جاء الحق بمجیئہ وزھق الباطل بظھورہ واشرقت الارض بنورہ ثم الصلوۃ الی یوم القیامۃ والبرکات۔

حمد وثنا کروں اس خدائے بزرگ وبرتر کی جو وحدہ لاشریک لہ ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جس کو کسی قسم کا زوال وفنا نہیں ہے جو اول وآخر ہے اور جو ظاہر وباطن ہے جو سب کا خالق اور سب کا معبود ہے اور درود وسلام بھیجو حضرت حق جل مجدہ کے اس نبی الرحمۃ اور رسول منظم پر جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مامور بنا کر مبعوث فرمایا اور قیامت تک کے لئے آپ کی شریعت کو تمام مخلوق کے لئے واجب العمل بنا دیا۔

امابعد برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع مسلمانوں کا موجودہ افتراق ہے جس نے ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی ہستی کو خطرہ میں ڈال دیا ہے اتحاد واتفاق کا وعظ کہتے کہتے لوگوں کی زبانیں تھک گئیں اور مضمون لکھتے لکھتے قلم گھس گئے مگر وہ حقیقت جس کا نام اتحاد ہے نگاہوں سے اوجھل ہی ہے اور آجتک اس عنقا کا سراغ نہ لگنا تھا نہ لگا۔

حضرات آپ کہیں گے کہ آخر جب وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جو مطلوب ہے تو پھر روز روز اتحاد واتفاق کا وعظ کہنے سے کیا فائدہ واقعی جب کیفیت یہ ہے کہ پورے پچاس سال ہو گئے اتحاد کا راگ الاپتے ہوئے مگر شاہد مقصود کا پتہ نہیں ملتا تو ایسی حالت میں عقل ظاہر میں یہی کہتی ہے کہ اس قصہ کو چھوڑ دو۔

مگر برادران اسلام! دل کی صدائیں پر کان لگاؤ تو معلوم ہوگا کہ وہ اس حالت پر خون کے آنسو بہا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ خواہ کچھ ہو جب تک زبان میں قوت گویائی اور قلم میں طاقت روانی ہے اس وقت تک اس فرض کو ادا کرتے

مگر مصیبت یہ ہے کہ ہر طرف سے اتحاد واتفاق ہی کی صدائیں تو آرہی ہیں اور نتیجہ ان صداؤں کا یہ محسوس ہو رہا ہے کہ روز بروز اور زیادہ افتراق وانشقاق قوم میں پھیلتا جاتا ہے اور ملت مرحومہ کی کشتی کے تختے ایک ایک کر کے نکلے جا رہے ہیں اور سمندر کی خوفناک طوفانی لہریں اسلامی بیڑے کو ڈبونے پر تلی ہوئی ہیں۔

برادران اسلام! آپ کہیں گے کہ یہ حالت کیوں ہے کہ اتفاق کے وعظ سے نااتفاقی پھیلتی ہے اور برعکس نتیجہ کیوں نکلتا ہے تو حضرات اس کی اصلی اور حقیقی وجہ وعظ کہنے والوں اور لکچر دینے والوں کا عدم خلوص ہے ان کے اندر سچائی اور خلوص کا شائبہ بھی نہیں ہے اور ان کی زبانیں ان کے دل کی ترجمان نہیں ہیں بلکہ دل ریاکاری کے کھوٹ سے معمور ہیں اور روحیں بے ایمانی کی گندگی سے ملوث ہیں اس لئے زبان سے لاکھ جملہ دار الفاظ نکلیں شرر بیانی سے کام لیا کریں مگر ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا اغراض کے بندے مسلمانوں کو اپنی غرضوں کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دینا چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ اتحاد واتفاق کے وعظ میں کوئی اثر ہے اور نہ تنظیم کی پکار میں کوئی کشش اور کینہ کر اثر اور جذب وکشش ہو سکتی ہے جبکہ تنظیم واتحاد کے مواعظ کا یہ حال ہو کہ میں تنظیم کی آواز بلند کروں تو دوسرا اس کی مخالفت کرتا ہے اور دوسرا تنظیم کی آواز بلند کرے تو میں مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہوں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جب سنگھٹن کا زور تھا تو غریب ڈاکٹر کچلو نے ہر خیال کے مسلمان رہنماؤں کو بلا کر ایک آل پارٹیز کانفرنس کی تھی اور ایک آل انڈیا تنظیم کمیٹی قائم کی تھی بلاشبہ وہ وقت تنظیم کی تحریک کا بہترین وقت تھا اور فضا اس تحریک کی سازگار اور مناسب بھی تھی لوگوں کے اندر سنگھٹن کی تحریک نے تنظیم کے لئے بہت کچھ مواد پیدا کر دیا تھا جوش وخروش بھی تھا اور صلاحیت واستعداد بھی تھی مگر آپ نے دیکھا کہ جن زبانوں سے سب سے پہلے پوری سختی کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت میں صدائیں بلند ہوئیں وہ علی برادران کی تھیں انہوں نے اپنی عظیم الشان قوت پروپیگنڈا سے اس تحریک تنظیم کو ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے دیا اور غریب ڈاکٹر کچلو نے جو چندا بٹیں ادھر ادھر سے جمع کر کے ایک عمارت کی بنیاد رکھی تھی اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور جبتک جڑ بنیاد سے اس تنظیم کے درخت کو اکھاڑ کر پھینک نہیں دیا اس وقت تک دم نہیں لیا اور چین سے نہیں بیٹھے اور ہر اس شخص کے پیچھے پڑ گئے جس نے تنظیم کا نام لیا یا اس کے لئے کچھ کام کرنے کا ارادہ کیا ان کو قوم وملک کا دشمن بتلا کر ان کو بدنام کیا اور ان پر طرح طرح کے الزام لگائے اور اس قدر کام میں روڑے اٹکائے کہ تنظیم کی گاڑی کا ایک قدم بھی چلنا دشوار اور محال

ہوگیا۔

لیکن آج وہی علی برادران ہیں کہ تنظیم کا شور بلند کر رہے ہیں، اور اسی زبان سے جس تنظیم کی شدید ترین مخالفت کی تھی اور اس تنظیم کو سینکڑوں گالیاں دیں تھیں اور ہزاروں الزام لگائے تھے اب خود اسی زبان سے تنظیم تنظیم کی رٹ لگا رہے ہیں اور جو ان کا ساتھ نہیں دیتے ان کو مسلمان کش بیدین غدار اور خدا معلوم کیا کیا الزام لگا رہے ہیں اور بے تحاشا گالیوں کی بھرمار کر رہے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دورنگی کیوں پہلے کیوں مخالفت کی اور اب اسی چیز کی حمایت کیوں کر رہے ہیں جس کی اڑی چوٹی کا زور لگا کر مخالفت کر چکے ہیں۔

برادران اسلام! اس سوال کا مختصر جواب تو دو لفظوں میں یہ دیا جا سکتا ہے کہ وہی عدم خلوص اور سچائی و صداقت کا فقدان اس دورنگی کا باعث حقیقی ہے اگر آپ تفصیل پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ ہے کہ آج سے چار سال قبل تنظیم کی تحریک ڈاکٹر کچلو نے شروع کی تھی اور علی برادران یہ کیونکر دیکھ سکتے تھے کہ کوئی تحریک شروع ہو اور اسکی کامیابی کا سہرا علی برادران کے سر نہ ہے اور ڈاکٹر کچلو کے سر بندھ جائے چونکہ تحریک ڈاکٹر کچلو کی شروع کی ہوئی تھی اس لئے علی برادران یہ نہ دیکھ سکے کہ وہ کامیاب ہوں اور انہوں نے اسکی سخت مخالفت کی

جب کچلو غریب ان کی مخالفت سے عاجز آکر اور تھک کر بیٹھ گیا تو یہ اٹھے اور وہی راگ الاپنے لگے جو کچلو نے چھیڑا تھا کچلو نے حکام رس اور سرکار پرست طبقہ کو ساتھ ملایا تو اس غریب پر سرکار پرستی کا الزام لگا دیا گیا مگر اب خود انھیں سرکار پرستوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں اور ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔

اصل یہ ہے کہ وہی خلوص اور سچائی کا فقدان اور کمی یہ سب کچھ کرا رہی ہے مسلمانوں کی یہ بدبختی اور بدقسمتی ہے کہ ان کے رہنما ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے اور ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے کی فکر ہر وقت ان کو دامنگیر رہتی ہے اور جو کام یہی شروع کرتے ہیں اس میں قوم و ملت کا مفاد پیچھے رہتا ہے اور اپنی ذاتی وجاہت اور ذاتی عزو جاہ کا خیال مقدم رہتا ہے اپنی اغراض ملعونہ کی قربان گاہ پر جب چاہتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں قوم کو بھینٹ چڑھا دیتے ہیں اور صرف ذاتی اغراض بلکہ اپنی ضد اور ہٹ پر قوم کے بڑے سے بڑے مفاد کے گلے پر انتہائی بے دردی و بیرحمی کے ساتھ چھری پھیر دیتے ہیں جب ہمارے رہنماؤں کا یہ عالم ہو جب وہ اس قدر خودغرض اور بندۂ نفس ہوا ہوں اور جب خلوص و نیک نیتی کا اس قدر فقدان ہو تو اتحاد و اتفاق اور نظم و تنظیم کی صدائیں کیا کارگر ہوں اور ان کا عام مسلمانوں پر کیا اثر مفید پڑ سکتا ہے۔

لحقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا انتشار اور ان کی بدنظمی کی ساری ذمہ داری رہنماؤں اور عالموں کے گردن پر ہے غریب عوام بالکل بے قصور ہیں وہ کیا کریں اور کس کا کہنا مانیں بھلا بتلائیے کہ جب آج وہ علی برادران کی زبان سے تنظیم کی مخالفت کا وعظ سنیں گے اور کل پھر انہی کی زبان سے اس کی حمایت کا لکچر سنیں گے تو سوائے اس کے حیران ہوں اور ان عمداً

کو اس کان سے سنکر اس کان اڑا دیں اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ لیڈر اور عالم آپس میں دست و گریبان ہیں ایک دوسرے کو بے ایمان اور غدار بتلاتے ہیں ایک دوسرے پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں تو وہ کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ تنظیم مسلمین کی سچا جذبہ ان کے اندر کام کر رہا ہے ذرا سوچئے اور خیال کیجئے کہ جو رہنما آپس میں جوتی پیزار کرتے ہوں اور جن لیڈروں کے درمیان آپس ہی میں چوٹیوں میں دال بٹتی ہو اور جو آپس میں اس قدر ایک دوسرے سے عداوت و دشمنی رکھتے ہوں کہ صورت دیکھنے کے بھی روادار نہ ہوں اور ہمیشہ باہم ایک دوسرے کی مخالفت کرتے رہتے ہوں اور برا بھلا کہتے رہتے ہوں ان کے اتحاد و اتفاق کے وعظ کو کس طرح کوئی اپنے دل میں جگہ دے سکتا ہے جب واعظوں اور لکچراروں کا حال یہ ہوگا کہ قول فعل سے غیر مرتبط اور وعظ عمل سے متضاد تو ایسے وعظ و لکچر کا کیا اثر ہو سکتا ہے اور یہی اصلی اور حقیقی وجہ ہے کہ تنظیم و اتحاد کا برسوں سے شور سنتے چلے آتے ہیں مگر نہ کوئی تنظیم ملت قائم ہوتا ہے اور نہ تنظیم امت کی کوئی صورت نکلتی ہے اور نکلے تو کیونکر جبکہ خلوص و صداقت کا فقدان ہے اور جس گوشہ پر نظر جاتی ہے اس گرامی جنس کا قحط ہی نظر آتا ہے۔

ایک وہ زمانہ بھی تھا کہ ادھر زبان سے الفاظ نکلے ادھر دلوں کے اندر پیوست ہو گئے کیوں محض اس لئے کہ باعمل زبانوں سے وہ الفاظ نکلتے تھے اور ہر غرض و ہوس کی پکار ہوا کرتی تھی ذاتی اغراض ذاتی خودغرضیاں اور باہمی عناد و خصومت کا کوئی شائبہ نہ ہوتا تھا جو کچھ زبان سے نکلتا تھا وہی دل میں ہوتا تھا زبان دل کے سچے خیالات و جذبات کی سچی ترجمان ہوا کرتی تھی اور قول فعل و عمل کے عین مطابق ہوتا تھا دل میں قوم و ملت کا سچا درد ہوتا تھا اس لئے ذاتیات کبھی حائل نہیں ہوا کرتی تھیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ الفاظ تیر و نشتر کی طرح دل میں اترتے تھے اور رگ جان میں اپنی جگہ بنا لیتے تھے اور ناممکن تھا کہ بے اثر رہیں۔

برخلاف اس کے آج ہماری بدقسمتی سے یہ حالت ہے کہ گھنٹوں فصیح و بلیغ تقریریں ہوتی ہیں شاندار الفاظ اور فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے جاتے ہیں اور جہاں تک الفاظ و فقروں کی تعلق ہے سحر و اعجاز کر دکھایا جاتا ہے سامعین محو حیرت ہو جاتے ہیں اور ہر طرف سے واہ واہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوتے ہیں مگر افسوس کہ یہ سب کچھ کانوں کی دنیا میں ہوتا ہے اور دلوں کی بستی جس طرح سونی پڑی تھی اسی طرح سونی پڑی رہتی ہے اور روح کی کھیتی جس طرح پہلے سوکھی پڑی ہوئی تھی اسی طرح اب بھی سوکھی پڑی رہتی ہے زبان سے فصاحت و بلاغت کے جو دریا بہائے جاتے ہیں ان سے نہ تو روح کی سوکھی کھیتی سیراب ہوتی ہے اور نہ دل کی بستی سیراب ہوتی ہے اور ہر جلسہ برخاست ہوا ادھر جو کچھ سنا تھا اس کا خمار اترا کوئی اثر کوئی تاثر اور کوئی جذب و کشش باقی نہ رہا جیسے تھے ویسے ہی واپس گھر سے محفل و وعظ و تقریر میں گئے تھے ویسے ہی نامراد و ناکام خالی دامن گھر واپس آگئے آیتیں بھی سنیں اور حدیثیں بھی سنیں اللہ کے احکام بھی بتلائے گئے اور رسول کے ارشادات بھی سنائے گئے اور نہایت بلند آہنگی کے ساتھ بتلائے اور سنائے گئے مگر لوگوں کی تشنگی میں کوئی فرق نہ آیا ان کے درد کا کوئی علاج اور ان کے

دیکھ کی کوئی دوا نہ ملی۔

برادران اسلام۔ سوچو اور غور کرو کہ یہ بے اثری کا عالم کیوں ہے لوگ محافل وعظ و مجالس تقریر میں اس ارادے اور قصد سے جاتے ہیں کہ اچھی اچھی باتیں سنینگے اور ان سے کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھائینگے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ باتیں تو ایسی ہی بیان کی جاتی ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ اگر مسلمانوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم آپس کے جھگڑے چھوڑ دو اور باہم متحد اور متفق ہو جاؤ تو یہ بُری بات ہے یقیناً یہ نہایت عمدہ بات ہے مگر کوئی اس پر عمل نہیں کرتا کسی بڑی بات کا اثر نہیں پڑتا اور رتی بھر نہ تو تنا تفاقی میں کمی واقع ہوتی ہے اور نہ اتحاد میں ترقی و اضافہ ہوتا ہے۔

یہ کیوں اور یہ کس کا قصور ہے عوام کا یا رہنماؤں اور لیڈروں اور عالموں اور واعظوں کا اگر کہا جائے کہ عوام کا قصور ہے کہ وہ ہدایت و سعادت کا وعظ سنتے ہیں مگر اس کان سے سنتے اور اس کان سے اڑا دیتے ہیں صلاح و فلاح کا لکچر سنایا جاتا ہے مگر اس پر عمل نہیں کرتے اور اللہ و رسول کے احکام بتلائے جاتے ہیں مگر ان کی پروا نہیں کی جاتی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی حالت ایسی کیوں ہو گئی اور کیوں وہ علما اور رہنما کے وعظ و تلقین پر عمل نہیں کرتے اس کا صاف اور واضح جواب یہ ہے کہ آجتک کوئی صدا جس میں خلوص نہو اور کوئی قول جس میں سچائی نہو کبھی کسی دل میں اثر انداز نہیں ہوئی جس صدا کے پیچھے اخلاص نہیں ہوتا وہ صدا حلق سے نکل دلوں میں نہیں بلکہ ہوا میں اپنا نشین بناتی ہے اور اس کے لئے دل میں نہیں بلکہ خلاء بسیط میں جگہ ہوتی ہے اور جس قول کی پشت پر عمل کی قوت نہیں ہوتی وہ ایک قلب میں بھی عمل کی گرمی نہیں پیدا کر سکتا اس نے حقیقت صرف اس قدر ہے کہ عوام کا نہیں بلکہ لیڈروں اور رہنماؤں کا نہیں بلکہ علماء کا قصور ہے عوام تو پیاسے ہوتے ہیں ان کی پیاس سچی ہوتی ہے مگر رہنما اور علماء ان کو پانی کی بجائے سراب کی طرف اور کنوئیں کی بجائے گڑھے کی طرف دھکا دیتے ہیں عوام کیونکر ان لوگوں کی باتیں ان جن کے اعمال ان کے اقوال کی تکذیب کر دیتے ہیں اور جن کی زبان ان کے دل کے یکسر خلاف ہوتی ہو وہ دیکھتے ہیں کہ مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی ہم سے تو کہتے ہیں کہ متفق ہو جاؤ اختلافات کو مٹا دو اور اتحاد و اتفاق اختیار کرو مگر خود ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ ساری دنیا سے ہمہ وقت لڑتے رہتے ہیں اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ برسر پیکار نہوں ضرور کسی نہ کسی کو نشانہ سب و شتم بنائے رہتے ہیں کبھی ڈاکٹر کچلو کو گالیاں دیتے ہیں کبھی ڈاکٹر انصاری کو کبھی مولانا ظفر علی کے دشمن ہیں کبھی مولانا ابوالکلام آزاد کے کبھی راجہ محمود آباد کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے ہیں اور کبھی ان کی ہجو بیان کرتے ہیں کبھی خواجہ حسن نظامی صاحب کے ہاتھ چومتے ہیں کبھی ان کے خلاف ایک طوفان اٹھا لیتے ہیں کبھی سر شفیع اور سر ذوالفقار علی کو سرکار پرست بتلا کر ان کو برا بھلا کہتے ہیں اور کبھی ان کی تعریف کے پل باندھ دیتے ہیں کبھی ڈاکٹر اقبال کو مرحوم کہنے لگتے ہیں اور کبھی ان کی ثنا و صفت میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں کبھی گاندھی جی کو پیغمبر کہہ دیتے ہیں اور کبھی شیطان بتلانے لگتے ہیں کبھی انگریزی راج پر ہندو راج کو ترجیح دینے لگتے ہیں اور کبھی کانگریس سے علیحدہ رہنے کا مشورہ دینے لگتے ہیں کبھی ماں بہن کی ہندو کے ہاتھ سے بیحرمتی ہو جانے کے متعلق کہنے ہیں کہ میں اسکو گوارا کر لوں گا اور کبھی کہتے ہیں کہ ہندو کے ساتھ مل کر ملک کی آزادی ہی حاصل نہ کرو غرضکہ جب عوام عمل اور قول کے اس تضاد اور اس عدم مطابقت کو دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں ان کے اقوال اور ان کے وعظ و ارشاد کے لئے کوئی جگہ نہیں نکلتی وہ دیکھتے ہیں کہ یہی حضرات جو ہم کو اتفاق و اتحاد اور نظم و تنظیم کا درس بالجہر دیتے ہیں ان کی یہ حالت ہے کہ جلسوں کی صدارت پر لڑتے ہیں ایک انجمن کی دو انجمنیں بنا دیتے ہیں اور ہندوستان کی انجمنوں کے اندر اس قدر افتراق ڈال دیا ہے کہ سب جگہ کشمکشی کی حالت میں مبتلا کر دم توڑ رہی ہیں ایک جمعیت العلماء کی دو ٹکڑے ہیں اور محض اس لئے کہ ان کو صدر کیوں نہیں بنایا گیا ایک مسلم لیگ کی دو مسلم لیگیں بنا دیں محض اس وجہ سے کہ ان کی بات نہیں مانی ایک خلافت کمیٹی کی دو خلافت کمیٹیاں بنوا دیں اور دوسری نے اپنا نام نیشنلسٹ مسلم پارٹی رکھ لیا محض اسلئے کہ یہ غریب ہاں میں ہاں نہیں ملاتے تھے غرض یہ کہ ان کے اپنے اعمال کا یہ زبوں و زار حال ہے کہ ایک دوسرے کی صورت بھی نہیں دیکھ سکتے اور شب و روز گالیاں اور دشنام دہی سے ان کو کام ہے اور عوام سے یہ کہتے ہیں کہ تم متحد ہو جاؤ کیا یہ ممکن ہے کہ بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی کر سکے اور کیا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جن لوگوں کی عملی حالت یہ ہے ان کے اقوال دل میں اثر کر سکیں گے ہرگز نہیں۔

اس لئے اے برادران اسلام! ہمیں اس مرض مہلک کا علاج خود کرنا پڑے گا اور علاج سے پہلے ان لیڈروں اور رہنماؤں سے کہہ دینا چاہیئے کہ پہلے تم اپنے اختلافات دور کر دو اپنے اندر تنظیم پیدا کرو اور اپنے اندر جو جماعت بندیاں قائم کر لی ہیں ان کو ختم کر دو تب ہم تمہاری بات سنیں گے اور جب تک تمہاری یہ حالت ہے کہ تم آپس میں جوتی بیزار لڑتے رہو گے اس وقت تک ہم ایک بات بھی تمہاری نہیں سنیں گے یہ کیا خدا کا غضب ہے کہ تم آپس میں اس طرح لڑتے ہو جیسے دو خونخوار درندے آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔

جب ان لوگوں سے پیچھا چھٹ جائے تو اپنی حالت پر غور کرو اور دیکھو کہ اب تمہیں کیا کرنا چاہیئے

برادران اسلام! اب اصلاح و تنظیم مسلمین کی صرف یہی ایک صورت باقی رہ گئی ہے کہ دور رنگی زندگی کے رہنماؤں اور لیڈروں پر دو حرفہ بھیجکر عوام خود اپنی اصلاح کی فکر کریں اور بغیر لیڈروں کے اپنا کام شروع کریں لیڈروں سے کوئی واسطہ اور تعلق نہ رکھیں ان کی کسی بات پر دھیان نہ دیں اچھی بری بات پر شور و غوغا کریں اور جو اچھی بات معلوم ہو اس پر عمل کریں اور جو بری بات ہو اس سے اجتناب و احتراز اختیار کریں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالی جواد کریم علیہ ملک بر رؤف رحیم

## خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ وصلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔ اما بعد۔

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو اس مدنی آفتاب پر جس نے ہمارے دلوں کو نور ایمان سے منور فرمایا راہ ہدایت دکھائی۔ بغض و عداوت اور دشمنی کا بیج دلوں سے نکال پھینکنے کا حکم دیا اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ منظم و مرتب زندگی بسر کرنے کا حکم دیا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب پر خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ پر جو اول سے تا بآخر صداقت و اخلاص تھے اور سراپا محبت و الفت تھے تمام مسلمانوں سے بالکل حقیقی بھائیوں کی سی محبت رکھتے تھے کبھی ذاتی اغراض میں الجھ کر آپس میں نہیں لڑے ایک دوسرے کے معاون اور مشیر اور مددگار تھے یہی وجہ ہے کہ جو لفظ ان کی زبان سے نکلتا تھا قانون کی طرح لوگ اس کو مانتے تھے اور دل میں جگہ دیکر فوراً اس پر عمل کرتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہ السلام پر جو بیکر محبت و شفقت علی المسلمین تھے اور جن کے دل صداقت و اخلاص سے معمور اور غرض پرستی سے مفقود تھے اور جو مسلمانوں کے اندر سچے دل سے نظم و اتحاد دیکھنے کے آرزومند تھے یہ نہیں کہ دل خود غرضیوں سے معمور اور زبان پر تنظیم کا شور۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سردار خواتین جنت پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات ام المومنین حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر جو مائوں کی طرح تمام مسلمانوں پر شفیق اور مہربان تھیں اور جس طرح مائیں اپنے سب بچوں میں اتحاد و اتفاق دیکھنے کی قدرتی خواہش رکھتی ہیں اسی طرح بلکہ ان سے بہت زائد امہات المومنین مسلمانوں کے اندر اتحاد و اتفاق اور تنظیم دیکھنے کی خواہش رکھتی تھیں اور صدق و اخلاص کی دولت سے مالا مال تھیں یہی وجہ تھی کہ چند لفظوں میں صدیوں کی عادت دلوں سے مٹا دیتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محترم چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ اصحاب خصوصاً بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت عبدالرحمن اور حضرت ابوعبیدہ پر کہ یہ سب مسلمانوں کے سچے بہی خواہ تھے صدق و اخلاص ان کے قلوب و ارواح معمور تھے اور خود غرضی سے ان کے دل و دماغ اور روح کو کبھی کوئی واسطہ نہیں ہوا یہی وجہ تھی کہ زبان سے ادھر الفاظ نکلے اور سیدھے دل میں اتر گئے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہلبیت حضرت امام زین العابدین امام باقر و امام جعفر علیہ السلام و بقیہ ائمہ و از روہم پر جو سب کے سب مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے خواہاں اور ان کو منظم و منسلک دیکھنے کے خواہشمند تھے ان کے دل اور اندرونی زبانیں متحد تھیں صدق و خلوص ان کے ہمرکاب تھے اسلامی اخوت و محبت ان کے رفیق حال تھی اس لئے مسلمانوں کی تنظیم و اتحاد اور ان کی فلاح کے لئے جو کچھ ان کی زبان سے نکلتا تھا وہ بس خون کی طرح رگوں میں دوڑ جاتا تھا اور حرکت کرنے لگتا تھا۔

اور سلام بھیجو ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی اور امام حنبل پر جنھوں نے اسلامی احکام اتحاد و اتفاق کے متعلق فقہ کی کتابوں میں مدون کر دیئے۔

اور سلام بھیجو حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم پر جنہوں نے اپنی ساری زندگی مسلمانوں کی حقیقی صلاح و فلاح کے لئے وقف کر رکھی تھی اور چونکہ ان کا دل صدق و خلوص اور تقویٰ و طہارت سے معمور تھا اس لئے ان کو مسلمانوں کی اصلاح میں بیحد کامیابی ہوئی وہ جو کچھ کہتے تھے مسلمان اس کو قبول کرتے تھے اور درود و سلام بھیجو حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری پر جن کی کوششوں سے ہندوستان میں اسلام پھیلا ان کے اقوال و اعمال میں مطابقت تھی جو کفر کی آغوش سے اسلام کے سایہ میں انسانوں کو لے آتی تھی۔

اور درود و سلام بھیجو شاہان اسلام پر جن کی کوششوں سے مسلمان اس قدر منظم و متحد رہے کہ آدھی دنیا انہوں نے فتح کر لی اور ناممکن تھا اگر ان کے قلوب طاقت اخلاص سے معمور نہ ہوتے تو وہ مسلمانوں کو اس قدر منظم کر سکتے۔

اے اللہ تمام امرائے اسلام و علمائے اسلام و رہنمایان اسلام کو صداقت و اخلاص کی قوت سے مالا مال فرما دے تاکہ ان کے اقوال عوام کے قلوب پر اثر کریں اور عامۃ المسلمین متحد و متفق ہو جائیں۔

اور اے اللہ عامہ مسلمانوں کے اختلافات اور تمام مسلمانوں کی نااتفاقیاں دور فرما دے اور ان کو اللہ اور اس کے رسول کی رسی مل مضبوط باندھ دے ان کے بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع کر دے اور ان کی منتشر قوتوں کو ایک مرکز پر جمع فرما دے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واعظم واکبر۔


## عورت نے کمال کر دیا

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے دہرم پور میں پورے پندرہ آریہ پنڈتوں سے مباحثہ کیا اور بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی ڈاکٹر صاحبہ تبلیغ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو الا قلم جناب مولانا حسن الدین صاحب خاموش ایرانی نے بطرز افسانہ دو سو صفحات میں لکھ ڈالا سارا مباحثہ قلمبند ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اور کہانا پانی اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کے مطالعہ کے بعد بارہ سال کا بچہ اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے لڑکیوں اور عورتوں کے مطالعہ کے لئے تو لکھی ہی گئی ہے دو سال کے اندر دس مرتبہ چھپی ہے اب جبکہ شادی وغیرہ کا زور شور نہیں ہے پھر بھی یہ کتاب بے تحاشا فروخت ہوتی ہے جلد منگائیے ورنہ جدید ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

قیمت صرف بارہ آنے ۱۲؍

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# شذرات

## مسلمانوں کا مذہبی انتشار

مسلمانوں کی اکثر جو حالت ہے وہ اس قدر ناگفتہ یہ ہے کہ اس پر کچھ لکھنا حد درجہ تکلیف دہ ہے کیونکہ زبوں و زار حالت پر کچھ لکھنا دل کو تکلیف میں مبتلا کرنے کے سوا اور کوئی معنی نہیں رکھتا بھلا ایسا کون مسلمان ہے جو مسلمانوں کی کتاب حیات کے ہر اک ورق کو شکستہ و بوسیدہ دیکھے اور اس کا دل نہ دکھے لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو اس حالت سے نکالنے کے لئے اس کے سوا کوئی دوسرا چارہ ہی نہیں کہ ان کو ان کی صحیح حالت اور کیفیت سے آگاہ اور مطلع کیا جائے کیونکہ اصلی اور حقیقی مصیبت تو یہی ہے کہ مسلمان اپنی اس زبوں و زار حالت سے آگاہ ہی نہیں اور اگر کسی قدر آگاہ ہیں تو اس آگاہی سے کوئی خاص فائدہ نہیں کیونکہ ان کو کچھ احساس ندامت نہیں رہا اور جس حالت میں وہ ہیں اس پر قانع ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں اس لئے صبر و شکر کے ساتھ زندگی گذارتے رہتے ہیں اور کوئی فکر اس حالت سے نکلنے کی نہیں کرتے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی کا کوئی ایک گوشہ بھی ایسا نہیں ہے جو وقف انتشار نہ ہو اور خزاں رسیدہ پتوں کی طرح شیرازہ اور پراگندہ نہ ہو۔ مثلاً مذہبی زندگی ہی کو لیجئے جو اسلامی نقطہ نظر سے سب سے مقدم ہے اس کی کیفیت کیا ہے خدا نے ایک رسول بھیجا اس کے ذریعہ ایک قرآن اتارا اور قرآن میں حکم دیا کہ تمام مسلمان ایک ہی خدا کو پوجیں وحدت قائم رکھنے کے لئے ایک قبلہ مقرر کیا کہ سب اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں ایک مہینہ مقرر کیا کہ سب اس مہینہ میں روزہ رکھیں ایک دوسرا مہینہ مقرر فرمایا کہ سب اس میں معینہ تاریخ پر حج کریں زکوٰۃ کا ایک ہی طریقہ مقرر کیا کہ اسی کے مطابق ہر ایک صاحب نصاب اور صاحب استطاعت زکوٰۃ ادا کرے اور سب کا نام مسلمان رکھا تاکہ سب اسی نام سے پکارے جائیں

لیکن اس کے باوجود آج حالت کیا ہے کیا ہم نے اپنی اس وحدت کو قائم رکھا ہے جو خدا اور اس کے رسول نے قائم فرمادی تھی اور کیا جس خدا نے رسی کو تھامے رہنے کا حکم ہم کو دیا گیا تھا وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے کیونکہ نہ تو ہم نے وحدت قائم رکھی ہے اور نہ آج ہمارے ہاتھ میں وہ خدا کی رسی ہے جو ہم کو ایک رشتہ میں منسلک رکھنے کی ضامن تھی اور ہم وحدت کے حصار سے نکل کر اس قدر پراگندہ ہو گئے ہیں کہ اب کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کبھی ہم اس قدر متحد و منظم تھے کہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت شمار ہوتے تھے۔

اب کیفیت یہ ہے کہ گو قبلہ ایک ہے مگر نمازیں بیسیوں طریقہ سے پڑھی جاتی ہے اور گو خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا تھا مگر ہم نے اپنی اپنی پسند کے بیسیوں نام رکھ لئے ہیں کوئی سنی ہے کوئی شیعہ کوئی وہابی ہے کوئی اہلحدیث کوئی احمدی ہے اور کوئی قادیانی اور یہ سب اپنے کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر سمجھتے ہیں اور بالکل اسی طرح جس طرح غیر مسلم کو باطل پرست کہتے ہیں اسی طرح یہ جملہ فرقے ایک دوسرے کو باطل پرست کہتے ہیں اور ہمیشہ نہایت ہی معمولی و غیر مفید مسائل میں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان رہتے ہیں کہیں امن بالجہر پر جھگڑا کہیں رفع یدین پر لڑائی کہیں محفل میلاد میں قیام موعود قیام قضیہ اس کے علاوہ کوئی فرقہ دوسرے فرقہ کے پیچھے نماز کو جائز قرار نہیں دیتا مقلد کے پیچھے غیر مقلد کو نماز پڑھنے سے انکار وہابی کے پیچھے بدعتی نماز نہیں پڑھتا۔ مسجدیں الگ الگ ہیں مدرسے علیحدہ علیحدہ ہیں اسکول جدا جدا ہیں۔ غرضکہ انتشار کی ہر اک علامت موجود اور وحدت و اتحاد کی ہر اک علامت مفقود ہے تکفیر و تفسیق کا بازار گرم ہے ہر طبقہ یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج ثابت کرنے مباحثے ہوتے ہیں تو اسی قسم کے مناظرے ہوتے ہیں تو اسی وضع کے اور جلسے ہوتے ہیں تو ایسے ہی۔

یہ حالت اور یہ کیفیت کس درجہ اثر انگیز ہے اور کس قدر نوحہ خوانی کے لائق مگر مسلمان ہیں کہ ان کے کان نہیں ہوتے اور زندگی کا حقیر سے حقیر لمحہ بھی اس کام کے لئے نہیں دیا جاتا کہ اس زبوں و زار حالت کی اصلاح کی جائے نمازیں پڑھتے ہیں مگر فحش و منکر سے کوئی باز نہیں رہتا روزے رکھتے ہیں مگر تقویٰ کوئی اختیار نہیں کرتا۔ حج کرتے ہیں مگر گناہوں سے کوئی نہیں بچتا زکوٰۃ بھی کچھ نہ کچھ ادا کرتے ہیں مگر مستحقین محروم ہی رہتے ہیں۔

اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہے کہ مذہبی شیرازہ قائم نہیں رہا اور صحیح قسم کی مذہبیت باقی نہیں رہی۔ عمل کی قوت تو مذہب کے نام پر آپس میں لڑنے میں صرف ہو جاتی ہے نتائج حسنہ کیونکر برآمد ہوں وہ نماز جو رفع یدین اور آمین بالجہر پر لٹھ چلوا دیتی ہے کس طرح فحش اور منکر سے روک سکتی ہے اور وہ روزہ کس طرح لوگوں کو متقی بنا سکتا ہے جس میں رفث و جہالت کو ترک نہ کیا جائے۔

بہرحال مسلمانوں کے اندر مذہبی انتشار کی حد ہو چکی ہے اور اگر اب بھی اس طرف توجہ نہ دی گئی تو مسلمانوں کا بس اللہ ہی حافظ ہے۔

## مسلمانوں کا قومی انتشار

یہ دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان صرف مذہبی انتشار ہی میں مبتلا ہیں اور ان کا قومی و سیاسی شیرازہ بندھا ہوا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دین کی طرح دنیا بھی وقف صدا بتلا ہے اور جس طرح ان کی مذہبی زندگی انتشار و پراگندگی کا دوسرا نام ہے اس طرح ان کی دنیوی زندگی بھی برگ خزاں دیدہ کی طرح دوش انتشار پر سوار ہے ان کے سامنے نہ کوئی منزل ہے نہ راستہ نہ عمل ہے نہ حرکت اور اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ ان کی سرے سے نہ کوئی قومی زندگی ہے اور نہ سیاسی نصب العین اور نہ کوئی قومی و سیاسی مرکز ہے جس کے گرد جمع ہوں اور کچھ حرکت کر کے اپنی زندگی کا ثبوت دیں۔ قومی و سیاسی انتشار کا یہ عالم ہے کہ بجائے ایک مرکزی انجمن کے جس کو سب جانتے ہوں اور سب اس کو اپنا نمائندہ جماعت تسلیم کرتے ہوں تقریباً ہر اک فرقہ کی ایک انجمن ہے اور ان انجمنوں میں باہمی کشمکش مثلاً شیعوں کی الگ ایک جماعت ہے جس کا

نام شیعہ کانفرنس ہے اہلحدیث کی اہلحدیث کانفرنس ہے احمدیوں کی انجمن احمدیہ ہے اور بہرلاہوریوں کی الگ اور قادیان والوں کی الگ شیعوں کی الگ حنفیوں کی الگ بریلویوں کی الگ اور قادیان والوں کی الگ کشمیریوں کی الگ قریشیوں کی الگ پھر ہر ایک بڑی شہر میں متعدد انجمنیں ہیں جو ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں رکھتیں۔

اب آل انڈیا جماعتوں کو لیجئے جو کہتی ہیں کہ ہم سات کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ ہیں ایک مسلم لیگ ہے جس کے قواعد وضوابط بادا آدم کے وقت کے ہیں یہ اپنے آپ کو سارے مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت کہتی ہو مگر اس کا حال یہ ہے کہ اس کا کوئی عام انتخاب نہیں ہوتا جس دن وہ قائم ہوئی تھی اس دن اس کی کونسل کے جو ممبر بن گئے تھے وہی آجتک خانہ پری کرتے چلے جاتے ہیں اور جس جلسہ میں جس قسم کے لوگوں کی زیادہ تعداد ہوتی ہے اسی خیال اور قسم کے لوگ نامزد کر دیئے جاتے ہیں۔

پھر اس لیگ کا اس کے سوا اور کوئی کام اور کوئی دھندا نہیں ہے کہ سال میں ایک دفعہ اس کا اجلاس ہو جائے جس میں سو سوا سو تعلیم یافتہ آدمی جمع ہو کر چند ریزولیشن پاس کر دیں اور بس اس پر یہ جماعت واحد نمائندہ جماعت بننے کی دعی ہے ابھی دو سال بھی نہیں ہوئے کہ اس میں اختلاف ہوا اور سر شفیع نے دوسری مسلم لیگ بنا ڈالی اور ڈیڑھ سال تک خوب آپس میں جوتی پیزار چلی۔

اب دوسری جماعت خلافت کمیٹی کی ہے اس کی اگرچہ نظام بظاہر جمہوری ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ علی برادران کمیٹی ہے مولانا شوکت علی اس کے کرتا دھرتا ہیں انہی کا اس پر قبضہ ہے اور بالکل خانگی اور ذاتی جائداد کی طرح اس پر قابض ہیں جو کوئی اعتراض کرتا ہے اس کو وہ کمیٹی سے نکالدیتے ہیں اور نہ صرف اشخاص و افراد کو بلکہ صوبہ کی کمیٹیوں کو بھی خارج کر دیتے ہیں چنانچہ آجکل خلافت کمیٹی سے تمام پرانے لیڈر اور کارکن نکالدیئے گئے ہیں بنگال و پنجاب کی خلافت کمیٹیوں کو ناجائز قرار دیدیا گیا ہے اور ان کی بجائے اپنی پسند کی کمیٹی بٹھائی گئی ہے اور خلافت فنڈ سے علی برادران کے سارے خاندان کی تقریباً پرورش ہو رہی ہے۔

اس خلافت کمیٹی کے خلاف سخت شورش پھیلی ہوئی ہے مگر چونکہ مستحکم قبضہ شوکت علی صاحب کا ہے اس لئے کچھ بنائے نہیں بنتی اس کا بھی سال میں ایک دفعہ اجلاس ہوتا ہے اور علی برادران کے من مانے ریزولیشن پاس ہو جاتے ہیں کیونکہ مخالفین اور معترضین کو گھسنے ہی نہیں دیا جاتا کہ کچھ اعتراض کر سکیں۔

اس کے بعد جمعیت العلماء ہے اس غریب کی عجیب حالت ہے جب تک علی برادران کے ہمنوا رہی اس وقت تک جمعیت العلما واحد ترجمان سچی علمائے کرام کی مگر اس کی بدقسمتی کہ بعض باتوں میں علی برادران کے ہاں میں ہاں نہ ملا سکی اور بس اجلاس کی صدارت جس کے لئے علی برادران کی پارٹی نے مولانا محمد علی کے لئے کوشش کی تھی ان کی بجائے اجمیر کے مولانا معین الدین کو دیدی اس لئے وہ بھی مردود بارگاہ علی برادران ہو گئی اور علی برادران نے جھٹ ایک دوسری جمعیت العلما کی بنیاد ڈال دی اور اس طرح ایک کی دو جمعیۃ العلما میں بن گئیں

اس غریب جماعت کا قصور صرف اس قدر تھا کہ وہ حرف بحرف علی برادران سے متفق نہ تھی۔

اس کے علاوہ دو سال ہوئے ایک اور جماعت بنالی گئی ہے جس کا نام آل پارٹیز مسلم کانفرنس رکھ لیا گیا ہے اس نے یہ صورت اختیار کی ہے کہ ہر ایک جماعت کے خیالات پر حاوی ناممکن العمل چند ریزولیشن پاس کر لئے تھے اور صرف پہلا ہی اجلاس اس کا آجتک ہوا ہے اس کے بعد پھر کوئی جلسہ نہیں ہوا۔ مگر مسلم لیگ اور خلافت کمیٹی کی طرح یہ بھی تمام مسلمانوں کی واحد نمائندہ اپنے آپ کو کہتی ہے بلکہ سب سے زیادہ دعوی نمائندگی کا کرتی ہے۔

اب ذرا للہ دیکھئے مسلم لیگ ورجہ نوآبادیات کی حامی ہے اور مسلمانوں کی نمائندگی کی مدعی ہے اور خلافت کمیٹی کامل آزادی کی دعویدار ہے اور مسلمانوں کی تنہا نمائندگی کا دعوی کرتی ہے اسی طرح آل پارٹیز کانفرنس بھی ہے حالانکہ مسلم لیگ نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

یہ سب جماعتیں عقائد و آراء میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی ہیں اور مطلق ایک دوسرے سے تعاون نہیں کرتیں اور مسلمانوں کو اپنے اپنے خیال کے مطابق مشورہ دیتی رہتی ہیں اور یہ مشورے ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان آجتک کوئی ایک فیصلہ نہیں کر سکے کہ ان کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے اور کونسی راہ عمل ان کے لئے مفید و سودمند ہے۔

## مسلمانوں کا سیاسی انتشار

اوپر کے تذکرہ میں بتلایا گیا ہے کہ سعد ال انڈیا جماعتیں ہیں اور سب کے اصول و افکار متضاد و مخالف ہیں اور مسلمانوں کو ہر ایک جماعت اپنی سمت کھینچنے کی کوشش کرتی ہے چنانچہ اس کشمکش سے عجیب و غریب کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔

اب ذرا اس کشمکش کی تفصیل سنئے کیونکہ یہ بہت ہی مزے دار ہے اور ساتھ ہی مسلمانوں کی بدبختی کا ایسا مرقع ہے کہ اس پر جس قدر ماتم کیا جائے وہ کم ہے۔

حالت یہ ہے کہ پہلے نہرو رپورٹ پر ایک ہنگامہ برپا ہوا مسلسل سال بھر تک یہ ہنگامہ برپا رہا ایک جماعت اس کی موید تھی اور دوسری مخالف ایک سال تک تمام مخالفین یہ کہتے رہے کہ ہم تو مکمل آزادی کے خواہاں ہیں اور یہ درجۂ نوآبادیات کا دستور ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے جب تک مکمل آزادی کا دستور نہ بنے گا اور مسلمانوں کے مطالبات اس میں درج نہ کئے جائینگے ہم نہرو رپورٹ کو قبول نہ کرینگے ہاں اگر نہرو رپورٹ کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے اور مکمل آزادی کا ریزولیشن کانگرس پاس کرے تو ہم کانگریس میں شریک ہو جائینگے چنانچہ ایک سال کے بعد کانگریس نے نہرو رپورٹ کو مسترد کر دیا ہے اور مکمل آزادی کا ریزولیشن بھی اپنی حماقت یا عقلمندی سے پاس کر دیتی ہے۔

بظاہر ہونا یہ چاہیئے تھا کہ نہرو رپورٹ کے جو مخالف تھے وہ کانگرس میں شریک ہو جاتے مگر ایسا نہیں ہوا اب انہوں نے یہ کہنا شروع کیا

کہ جب تک کانگریس ہمارے مطالبات نہیں مانتی ہم کانگریس میں شریک نہوں گے بلکہ گول میز کانفرنس میں شریک ہو کر وہاں اپنے مطالبات پیش کرینگے اور اگر وہاں بھی ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو پھر ہم حکومت سے لڑیں گے ہم نہ حکومت کے ساتھ ہیں نہ ہندوؤں کے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ایک جماعت مسلمانوں کی کانگریس میں پہلے سے تھی نہرو رپورٹ کو مسترد کر دینے اور آزادی کامل کا ریزولیوشن پاس کرنے سے اس کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اس نے کانگریس کے حق میں پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کچھ عرصہ کے بعد جمعیت العلماء کا اجلاس امروہہ میں ہوا اس میں باوجود مولانا محمد علی کی اور ان کی پارٹی کی مخالفت کے کانگریس کی تائید کا ریزولیوشن پاس ہو گیا اس سے حامیان کانگریس کے ہاتھ اور مضبوط ہو گئے

اب ایک طرف سے کانگریس کی تائید میں پروپیگنڈا ہونے لگا اور دوسری طرف سے اس کے خلاف ایک جماعت کہتی تھی کانگریس میں مسلمانوں کو شریک ہو جانا چاہیئے اور دوسری جماعت عدم شرکت پر زور دیتی رہی اور یہ کشمکش آجتک جاری ہے مخالفین کانگرس حامیان کانگرس کو ہندو پرست کہتے رہے اور حامیان کانگریس ان کو سرکار پرست کہتے رہے اور طرفین سے ایک دوسرے پر الزام لگائے جاتے رہے اس کیفیت کا جو اثر مسلمانوں پر پڑ سکتا تھا وہ پڑا دونوں جماعتیں پوری طاقت کے ساتھ ایک دوسرے کے بالمقابل صف ارا ہو گئیں اور جنگ کا میدان گرم ہو گیا دونوں جماعتوں کی یہ کوشش رہی کہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملائیں اور اپنا خیال و ہم عمل بنا لیں۔

کچھ عرصہ سے یہ دنگل برابر رہا یہانتک کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ شایع ہو گئی کانگریسی مسلمانوں کی خوش قسمتی کہیئے کہ اس رپورٹ میں مسلمانوں کے اتنے مطالبات بھی تسلیم نہ کئے گئے جس قدر نہرو رپورٹ میں تسلیم کئے گئے تھے اس سے کانگریسی مسلمانوں کو اپنے حق میں پروپیگنڈا کرنے کا اور بھی موقع مل گیا اور کانگریس اور اس کی تحریک کے حق میں خوب پروپیگنڈا کیا گیا۔

## دوسری منزل

پہلی منزل تو یہ تھی جس کا ذکر اوپر کیا گیا یعنی کانگریس کے خلاف اور موافق پروپیگنڈا اور دونوں فریق نے بھی کھول کر موافق و مخالف جدوجہد کی اس کے بعد دوسری منزل کا اس طرح آغاز ہوا کہ ہر ایک فریق نے اپنی کامیابی کا اعلان کرنا شروع کر دیا مخالفین کانگریس نے بڑی بلند آہنگی کے ساتھ دعوی کیا کہ مسلمان کانگرس اور اس کی تحریک سے الگ ہیں اور صرف گنتی کے چند آدمی شریک ہیں دوسری طرف حامیان کانگریس نے اس دعوی کی تردید پر زور طریقہ پر کرنی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ مسلمانوں کی اکثریت کانگریس کے شریک ہو یعنی اب جھگڑا اس بات پر نہیں ہے کہ مسلمان کانگریس میں شریک ہوں یا نہ ہوں بلکہ فریقین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ عام مسلمان ہر ایک فریق کے ساتھ ہیں یعنی مخالفین کانگریس کے نزدیک کسی طور پر مسلمان کانگریس سے بالکل علیحدہ ہیں اور مطلق شریک نہیں ہیں اور حامیان کانگریس کے نزدیک یقینی طور پر مسلمان کانگریس میں شریک ہو چکے ہیں۔

یہ کس قدر مشکل مسئلہ ہے کہ پوری ایک قوم کے متعلق جس کی تعداد سات کرور ہے دو پارٹیاں بالکل متضاد دعوی کر رہی ہیں ایک پارٹی کہتی ہے کہ مسلمان ہمارے ساتھ ہیں اور دوسری کہتی ہے کہ نہیں تمہارے ساتھ نہیں ہو گویا مسلمانوں کی قوم کی حالت اس وقت اس مشہور مصرعہ کے مطابق ہے

بیکارم و با کارم چوں مدبہ کتاب اندر

سرحدی فریق کے یہ دعوے گویا یہ معنی رکھتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں ایک چیز سفید بھی ہے اور سیاہ بھی اور ایک ہی وقت میں سیاہی بھی اور سفیدی بھی نور بھی ہے اور ظلمت بھی یا بالفاظ دیگر وہ عقلمند بھی ہیں اور بیوقوف بھی کیونکہ مسلمان جس فریق کے ساتھ ہیں اس کو نزدیک عقلمند ہیں اور جس فریق کے ساتھ . . . . . میں ان کے نزدیک بیوقوف غرض یہ کہ ان پارٹیوں نے مسلمانوں کو عجیب مشکل میں ڈال دیا ہے گویا خود ان کی کوئی زبان نہیں اور نہ دماغ ہے وہ نہیں کہہ سکتے کہ کس کے ساتھ ہیں اور کس کے ساتھ نہیں ہیں ہر اک ان کو اپنے ساتھ کہہ رہا ہے گروہ بیچارے خود کچھ نہیں کہتے۔

جو فریق یہ کہہ رہا ہے کہ مسلمان کانگریس میں شریک نہیں وہ تو صرف زبان سے کہہ رہا ہے اور اپنے دعوے پر زبانی دلیل دیتا ہے مگر جو فریق کہتا ہے کہ مسلمان کانگریس کے ساتھ ہیں وہ صوبہ سرحد کی مثال پیش کرتا ہے کہ دیکھئے اس صوبہ کی ۹۳ فی صدی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور مسلمان ہی وہاں کانگریس کی جدوجہد میں شریک ہیں سوا سو مسلمان ہی وہاں مارے گئے ہیں اور سینکڑوں مسلمان اس وقت جیل خانوں میں ہیں اور مارشل لا بھی مسلمانوں ہی کے خلاف نافذ کیا گیا ہے مخالفین کہتے ہیں کہ ہاں یہ تو صحیح ہے مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سادہ لوح اور جوشیلے ہیں ان کو بھڑکا دیا گیا ہے۔

سرحدی صوبہ کے بعد پنجاب کا نمبر ہے جہاں سے سینکڑوں مسلمان جیل خانوں میں جا چکے ہیں اسی طرح بنگال میں ہزاروں مسلمان رضاکار ہیں بمبئی میں بھی ہزاروں مسلمان شریک ہیں غرض یہ کہ حامیان کانگریس کے نزدیک مسلمان کثرت سے کانگریس میں شریک ہیں۔

اب فرمائیے کہ ایک غیر جانبدار شخص کیونکر فیصلہ کرے کہ مسلمانان ہند کا اس وقت طرز عمل کیا ہے اور اگر وہ صحیح حالت معلوم کرنی چاہے تو کیونکر معلوم کرے جبکہ دونوں طرف سے برابر کے دعوے ہو رہے ہیں کیا یہ مسلمانوں کے سیاسی انتشار کی کھلی ہوئی علامت نہیں ہے اور کیا اس سے زیادہ کسی قوم کی توہین اور ہو سکتی ہے کہ اس کے متعلق یقین کے ساتھ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا طرز عمل کیا ہے اور اس کی پوزیشن کس قسم کی ہے۔

## مہلک تعطل

اس باہمی اختلاف اور باہمی کشمکش کا نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مسلمانان ہند پر ایک جمود اور تعطل کی حالت طاری ہو گیا ہے اور آجکل ان کی کیفیت ایک تماشائی سے زیادہ نہیں ہے ملک میں ایک ہیجانی صورت حال پیدا ہو رہی ہے کانگریس نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کر رکھی ہے جس سے سارا ملک متاثر نظر آرہا ہے کانگریس اور حکومت کے درمیان جنگ سی ہو رہی ہے کانگریس اس کوشش میں ہے کہ سول نافرمانی کے ذریعہ حکومت کو مجبور کر دے کہ وہ اس کے مطالبات تسلیم کرے اور کم از کم دو سیٹیں دینے پر مجبور ہو جائے اور حکومت اس کوشش میں ہے کہ کانگریس کی اس تحریک

کو جلد سے جلد کچل کر رکھ دے اور کانگریس جہانتک اس تحریک کو پہنچانا چاہتی ہے وہاں نہ پہنچنے دیا جائے غرضکہ اس وقت دونوں فریق ایکدوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں ہیں۔

کانگرس کی تحریک کے سلسلہ میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہیں ایک مخالف دوسرے موافق جو موافق ہے وہ تو کانگرس کے ساتھ ہے یہ دوسری بات ہے کہ یہ جماعت کتنی بڑی ہے اور اپنے دعوے کے مطابق اکثریت میں ہے یا اقلیت میں ہے لیکن وہ فریق جو مخالف ہے اس کا طرز عمل سخت تعجب انگیز ہے یعنی وہ تو یہ کہتی ہے کہ کانگرس میں شریک نہ ہو مگر مسلمانوں کے سامنے کوئی لائحہ عمل اور کوئی پروگرام پیش کرکے ان کے جمود اور تعطل کو دور نہیں کرتی۔

چاہیئے یہ کہ اگر کوئی جماعت کانگریس کی تحریک کے مخالف ہو تو اس کے دو ہی فرض ہیں اول یہ کہ کانگریس کی تحریک کی پوری قوت کے ساتھ مخالفت کرے اور اس تحریک کو ناکام بنانے کے لئے اپنی پوری طاقت اور تمام ذرائع صرف کردے کیونکہ ایمانداری کے ساتھ اگر کوئی اس تحریک کو اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے مضر سمجھتا ہے تو اس کے ساتھ اس پر واجب ہے کہ اپنے ملک اور قوم کو اس سے محفوظ رکھنے کے لئے کانگریس کا مقابلہ کرے اور اسکی چلائی ہوئی مضرت رساں تحریک کا سر کچلنے کی سرتوڑ کوشش کرے اور اگر تنہا ایسی کوشش نہیں کرتا تو ایسے لوگوں اور جماعتوں اور طاقتوں کے ساتھ مل کر اور ان سے اتحاد کرکے کانگریس کا مقابلہ کرے جو کانگریس کی تحریک کو کچلنے میں مشغول ہیں مثلاً ان مسلمانوں کو جو کانگریس کے مخالف ہیں یہ چاہیئے کہ وہ حکومت سے اتحاد کرکے اس کے ساتھ مل کر اور اپنی پوری طاقت صرف کرکے کانگریس کا مقابلہ کریں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ اپنے اس دعوی میں سچے نہیں ہیں کہ کانگرس کی تحریک ملک اور مسلمانوں کے لئے مضر ہے بلکہ وہ منافق ہیں کہ زبان سے تو کانگرس کی مخالفت کا دعوی کرتے ہیں اور عمل کچھ بھی نہیں اور اس وقت مخالفین کانگرس کا طرز عمل یہی ہے کہ وہ جہانتک زبان کا تعلق ہے کانگریس کے مخالف اور اسکی تحریک کو مضر اور مہلک کہتے ہیں مگر اپنے ملک اور قوم کو اس مضرت سے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش نہیں کرتے یہ کھلی ہوئی بزدلی اور منافقت ہے اس کے مقابلہ پر وہ لوگ زیادہ قابل تعریف ہیں جو کانگریس کے حامی ہیں اور اس کے ساتھ شریک ہو کر کام کر رہے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ غلطی پر ہوں اور ان کی رائے صحیح نہ ہو مگر جس بات کو وہ صحیح سمجھتے ہیں اس پر عمل کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں جو مصائب اور مشکلات آتی ہیں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں جیلخانوں میں جارہے ہیں مگر اپنے کام سے باز نہیں آتے۔

یہی طرز عمل ان لوگوں کو بھی اختیار کرنا چاہیئے جو کانگریس کے مخالف ہیں اور مردانہ وار کانگریس کا مقابلہ کرنا چاہیئے خواہ کسی قسم کی مشکلات پیش آئیں اور واقعہ تو یہ ہے کہ مخالفین کانگریس کے لئے جیل وغیرہ کا تو کوئی خوف ہی نہیں زیادہ سے زیادہ بدنامی ہوگی تو اس کو اپنے عقیدہ اور رائے کے لئے برداشت کرنا چاہیئے آخر اپنی رائے اور عقیدہ کے لئے کچھ نہ کچھ تو قربانی کرنی ہی پڑے گی لیکن اگر اتنی ہمت اور اتنی جرأت بھی نہیں تو عام مسلمان یہ سمجھنے میں بالکل حق بجانب ہوں گے کہ یہ حضرات بزدل اور منافق ہیں ان کا قول ان کے عمل کے خلاف ہے اس لئے ان کی بات سننا فضول ہے۔

دوسری راہ ان حضرات کے لئے جو کانگریس کے مخالف ہیں یہ ہے کہ اگر کانگریس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے تو علیحدہ مسلمانوں کے لئے کوئی لائحہ عمل بنا کر پیش کریں اور ان کو عمل کے میدان میں گامزن کریں مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ حضرات اس قسم کی جد وجہد بھی نہیں کر رہے اور مسلمانوں کو جمود اور تعطل میں ڈالے ہوئے ہیں اب اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ نہ تو وہ کانگریس کے مقابل صف آرا ہیں اور نہ اپنی تنظیم و ترتیب کا کوئی کام کرتے ہیں ان کی حالت بالکل ایک تماشائی کی سی ہے جو دور سے کھڑا تماشا دیکھ رہا ہو۔

یقیناً یہ کیفیت بالکل لغو و مہمل ہے اور نہ صرف لغو بلکہ سخت مضرت رساں اور مہلک ہے اس کا نتیجہ صرف ایک ہی نکل سکتا ہے اور وہ یہ کہ قوا رعمل مضمحل ہو جائیں اور مسلمان عملی زندگی بسر کرنے کے ناقابل ہو جائیں بہرحال کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے۔

## ورکنگ کمیٹی کے ممبران کی گرفتاری

۲۵ اگست کو دہلی کی حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی ناجائز قرار دیدی گئی اسی وقت یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ یہ اعلان ممبران ورکنگ کمیٹی کی گرفتاری کا پیش خیمہ ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ اس اعلان کے بعد ممبران ورکنگ کمیٹی اپنا جلسہ منعقد کریں اور گرفتاری سے اپنے آپ کو بچائیں۔

چنانچہ ۲۷-اگست کو حسب اعلان سابق ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۳ بجے ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر منعقد ہوا اور منعقد ہوتے ہی وہ لیڈی ممبران ورکنگ کمیٹی کے سوا باقی تمام حاضر اوقت ممبران گرفتار کرلئے گئے گرفتاریوں کی تفصیل یہ ہے کہ تین بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے کہ تمام ممبران ڈاکٹر انصاری صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوئے یہ سب حضرات برلا ہاؤس میں جمع تھے اور چونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ گرفتار کرلئے جائینگے اس لئے انہوں نے اپنی کارروائی جو انکو کرنی تھی برلا ہاؤس میں جمع ہوکر کرلی تھی ڈاکٹر انصاری صاحب کے ہاں محض ضابطہ پوری کے لئے اور اپنے آپ کو گرفتار کرانے کی غرض سے آئے تھے

جونہی یہ حضرات برلا ہاؤس سے چار موٹروں پر چلے خفیہ پولیس جو جا بجا کھڑی تھی دوڑنے لگی اور فوراً اطلاع دیجئی کہ سب ممبران ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کی طرف روانہ ہوئے فوراً پولیس پہنچ گئی اور اس نے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کا محاصرہ کرلیا فوج کا بھی مظاہرہ کیا گیا ٹھیک ساڑھے تین بجے سینیر سپرنٹنڈنٹ پولیس معہ دیگر افسران کے کوٹھی میں داخل ہوئے اور جاکر ڈاکٹر صاحب کو کوٹھی کی تلاشی کا وارنٹ دکھایا اور تلاشی شروع کردی لیڈیوں نے یہی اپنا کام یعنی چاء نوشی کا منخلہ اختیار کیا کیونکہ اصلی کام تو وہ بے ضابطہ برلا ہاؤس میں کرچکے تھے۔

تلاشی کے بعد سینیر سپرنٹنڈنٹ نے ان حضرات کو مخاطب کرکے کہا کہ اس لئے ان حضرات کو گرفتار کرلیا اس عرصہ میں ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کے سامنے عورتوں اور مردوں کا کثیر مجمع جمع ہوگیا تھا اور وہ نعرے لگا رہا تھا غرض کہ ساڑھے چار بجے ڈاکٹر انصاری مسٹر پٹیل پنڈت مالویہ ڈاکٹر بی سی رائے

مسٹر دیپ نرائن سنگھ مسٹر متھرا داس ٹریکم جی۔ چودھری افضل حق۔ لالہ دنی چند انبالہ۔ سردار منگل سنگھ اور مسٹر راجا راؤ سکرٹری کو چار موٹروں پر بٹھلا کر جیل کی طرف پولیس لیگئی۔

یہ تو گرفتاری کی تفصیل تھی اب اس واقعہ پر رائے زنی رہجاتی ہے جسکے متعلق صاف طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جب ایک قسم کی جنگ چھڑی ہوئی ہے تو حکومت کو مطعون نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے کیوں ورکنگ کمیٹی کو ان لافل قرار دیا اور کیوں ممبران کو گرفتار کیا جب کانگریس اور اس کے لیڈر کھلا کھلا قوانین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور اس کی تعلیم بھی لوگوں کو دے رہے ہیں اور تمام ملک کو حکومت کے خلاف برانگیختہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تو یقیناً حکومت کو بھی جو اپنے وجود کو قائم رکھنا چاہتی ہے یہ حق پہنچتا ہے کہ اس کے امکان میں جو کچھ ہو وہ کر گذرے اس لئے حکومت کے اس طرز عمل کے خلاف کسی کو شکایت کا کوئی موقع نہیں ہے اب صورت حال یہ ہے کہ جو جس سے بن پڑے وہ کر گزرے۔

اس لئے ہم حکومت کے اس اقدام کے خلاف کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ خواہ کوئی سی حکومت بھی ہوتی اس کو بھی اپنی حفاظت کے لئے یہی کرنا پڑتا۔

مگر اس کا ایک پہلو ضرور قابل بحث ہے اور وہ یہ کہ کیا حکومت کا یہ اقدام مطلوبہ نتائج پیدا کر سکتا ہے یعنی کانگریس نے جو تحریک شروع کر رکھی ہے کیا اس کو ان گرفتاریوں سے نقصان پہنچے گا۔ ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی برا اثر نہیں پہنچیگا کیونکہ اس تحریک کے اصلی محرک مہاتما گاندھی ہیں اور انھیں کا سب سے زیادہ ملک پر اثر ہے جب ان کی گرفتاری سے تحریک نہ رکی تو ان لوگوں کی گرفتاری سے کیونکر رک سکتی ہے اس کے برخلاف تحریک کو ان کی گرفتاری سے مدد ملیگی کیونکہ یہ تو کوئی نہیں دیکھیگا کہ یہ لوگ ورکنگ کمیٹی کیا کر رہی تھی اور حکومت کے پاس اس کے سوا چارہ ہی کیا رہ گیا تھا کہ ان کو ان کی سرگرمیوں سے علیحدہ کر لیا جائے بلکہ عوام پر یہ اثر ہوگا کہ دیکھو خواہ مخواہ حکومت اس قدر تشدد پر اتر آئی ہے کہ ابوالکلام جی اور ڈاکٹر انصاری جیسے معتدل لیڈروں کو بھی گرفتار کر رہی ہے۔

دوسرا نقطۂ نظر جس کے پیش نظر ہم کو ان گرفتاریوں سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا یہ ہے کہ ملک میں عدم تشدد کی فضا کو قائم رکھنے میں لیڈروں کا بہت بڑا ہاتھ ہے اب ملک میں کوئی آل انڈیا کانگرسی لیڈر باقی نہیں رہا جس کا سارے ملک پر اثر ہو اور جس کی آواز سارے ملک کے ہر اک حصہ میں پہنچکر اثر انداز ہو سکے اگر خدانخواستہ تشدد کی طرف رجحان پیدا ہوا تو اس کو روکنے والا سوائے حکومت کی قوت کے اور کوئی نہ ہوگا ہمارے نزدیک تو ان کا جیل سے باہر رہنا اس قدر خطرناک نہیں جس قدر جیل کے اندر رہنا ان کا اس حیثیت سے خطرناک ہے کہ عدم تشدد کی فضا کو قائم رکھنے میں وہ کچھ مدد نہیں دے سکتے۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت سے گلہ شکوہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جب دو فریق میں جنگ ہو رہی ہے تو کسی فریق سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ زیادتی کر رہا ہے حکومت اس وقت کانگریس کے مقابلہ میں ایک فریق ہے اور کانگریس کا جس قدر بس چل رہا ہے وہ حکومت کو شکست دینے کی کوشش کر رہی ہے پھر آخر حکومت کیوں نہ یہ کوشش کرے کہ کانگریس کو نیچا دکھائے اس لئے ورکنگ کمیٹی ناجائز قرار دیجائے یا آل انڈیا کانگریس کمیٹی یا ہندوستان بھر کی تمام کانگریس کمیٹیاں ناجائز قرار دیدی جائیں اور جو کوئی بھی کانگریس کا نام لے اسی کو گرفتار کر لیا جائے تب بھی حکومت سے شکوہ شکایت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اب جس حکومت کے خلاف بھی ایسی کارروائی کرینگے وہ ایسا ہی سلوک بھی کرے گی آخر اس سے یہ توقع کس طرح کی جاسکتی ہے کہ وہ رعایت کرے گی۔ رعایت کیوں کرے جب آپ بھی کوئی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

البتہ دیکھنا یہ ہے کہ ملک حکومت کے اس اقدام کا کیا جواب دیتا ہے۔

## مصالحت کی مساعی

تقریباً دو مہینے سے حکومت اور کانگریس کے درمیان مصالحت کی کوششیں ہو رہی ہیں سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ دو جنگجو جماعتوں کے درمیان مصالحت کرادی جائے اور رسول انفرمائی کی تحریک بند ہو اور کوئی سمجھوتہ کی شکل نکل آئے اگرچہ دونوں صلح کے بینا مبروں نے شروع ہی میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ وہ بالکل ذاتی حیثیت سے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں مگر عوام کا خیال یہ ہے کہ نیکدل وائسرائے چونکہ انتہائی خواہشمند ہیں کہ موجودہ کشمکش ختم ہو اور گول میز کانفرنس کامیاب ہو اس لئے یہ دونوں حضرات انہی کے اشارے سے اس مشن پر کمربستہ ہوئے ہیں لیکن خواہ عوام کا خیال اور انکی قیاس آرائی صحیح ہو یا غلط لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وائسرائے کی پوری ہمدردی اس صلح مشن کے ساتھ ہے اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ مصالحت کی کوئی صورت نکلے۔

ڈاکٹر سپرو اور مسٹر جیکر پہلے مہاتما گاندھی کے پاس گئے وہاں ان سے گفتگو کی اور ان سے ایک خط لیکر پنڈت موتی لال و پنڈت جواہر لال نہرو کے پاس گئے اس کے بعد یہ کوشش کی کہ مہاتما جی سے دونوں پنڈت صاحبان پروداجیل میں مل لیں تاکہ اس اہم مسئلہ پر تبادلہ خیالات کا ہر سہ لیڈران کو موقع مل جائے چنانچہ یہ بھی ہوگیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مہاتما جی نے وائسرائے کے نام ایک خط تحریر فرمایا جسکو لیکر دونوں حضرات شملہ پہنچے اور وائسرائے سے ملاقات کی اور وائسرائے کے بعد ان کی کونسل سے گفتگو کی اور اب پھر دونوں پنڈتوں سے گفتگو کرنے کے لئے الہ آباد روانہ ہوگئے اور تازہ ترین اطلاع موصول ہوئی ہے کہ دونوں پنجابی ممبران صلح ہردو پنڈت صاحبان سے مل لئے ہیں اور اب مہاتما گاندھی سے ملنے کے لئے پھر یروڈا جا رہے ہیں گویا یہ آخری کوشش ہوا گر اس دفعہ مصالحت کی کوئی صورت نکلی تو خیر ورنہ اس تحریک مصالحت کو ختم کر دیا جائے گا اور سر سپرو اور مسٹر جیکر ایک بیان شائع کر دیں گے کہ کیا ہوا اور کیونکر ہوا اور کس طرح یہ سلسلہ ختم ہوا۔

ابتداءً مصالحت کی امید ظاہر کی گئی کہ ضرور ہو جائیگی پھر کچھ مایوسی کا اظہار ہونے لگا اور اب پھر امید کامیابی کا اظہار کیا جا رہا ہے دیکھئے پردۂ راز سے کیا شگوفہ کھلتا ہے۔

جہاں تک عوام کا تعلق ہے ان کی دلی خواہش ہے کہ مصالحت ہو جائے اسلئے

کہ سارا ملک سخت مصائب و آلام میں مبتلا ہو گیا ہے تجارت درہم برہم ہو گئی ہے لیکن اسی کے ساتھ ملک کی یہ خواہش بھی ہے کہ اس قدر قربانیاں رائیگاں نہ جائیں اور باعزت صلح ہو اور پارلیمنٹ صلح اسی وقت ہو سکتی ہے جب طرفین کے اندر اس کی خواہش ہو اور یہ جذبہ کارفرما ہو کر فریق مخالف کو نیچا دکھانا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اب صورت حال اس قسم کی پیدا ہو گئی ہے کہ حکومت ہند اس مناسب اور جائز ہندوستانی مطالبہ کو تسلیم کرلے کہ ہندوستان ڈومینین اسٹیٹس کا حقدار ہے اور گول میز کانفرنس میں ڈومینین اسٹیٹس ہی کے دستور پر بحث ہوگی اور موجودہ حکومت برطانیہ اس دستور کی پارلیمنٹ میں تائید کریگی۔

مہاتما گاندھی کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے کیونکہ ملک اب درجہ نوآبادیات سے کم پر کسی طرح راضی نہیں ہو سکتا اور مہاتما جی کے امکان میں یہ نہیں ہے کہ ڈومینین اسٹیٹس سے کم پر کانگرس کو راضی کر سکیں۔ یہ کہنا کہ وائسرائے اور ہوم گورنمنٹ کے اختیار میں کچھ نہیں سب کچھ پارلیمنٹ کے اختیار میں ہے کوئی معنے نہیں رکھتا کیونکہ کانگریس کا مطالبہ یہ نہیں ہے کہ وائسرائے اور ہوم گورنمنٹ ڈومینین اسٹیٹس دینے کا وعدہ کرے بلکہ اس کا مطالبہ صرف اس قدر ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے آگے اس مطالبہ کی تائید کریں اگر پارلیمنٹ منظور نہ کرے گی تو اس کی ذمہ داری وائسرائے اور موجودہ ہوم گورنمنٹ پر نہ ہوگی۔

بہرحال یہ تو ہر ایک انسانیت دوست دامن پسند شہری کی خواہش ہے کہ مصالحت اور مفاہمت ہو جائے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک محب وطن ہندوستانی یہ ضرور چاہتا ہے کہ مصالحت ہو تو باعزت ہو اور ملک کا وقار اور اس کی عزت برقرار رہے اور اس کا مفاد محفوظ ہو جائے اور اس کا مستقبل شاندار ہو۔

مگر بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال مفاہمت و مصالحت کی کوئی امید نہیں ہے گو نیکدل وائسرائے دل سے چاہتے ہیں کہ مصالحت ہو جائے مگر ایک طرف ہندوستان کی سول سروس دوسری طرف انگلستان کے لبرل اور کنسرویٹو ہرگز اس امر کے حق میں نہیں ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ انصاف کریں یہ دونوں جماعتیں کچھ بھی نہیں دینا چاہتیں اور سائمن رپورٹ سے ایک انچ آگے قدم نہیں بڑھانا چاہتیں۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں کس طرح کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے جس پر خود دار ہندوستان بھی رضامند ہو اور اگر کوئی صورت مفاہمت کی نہیں نکلتی تو مزید مشکلات کا پیدا ہونا لازمی ہے۔

## تشدد اور عدم تشدد

مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کی موجودہ تحریک عدم تشدد کے اصول پر چلائی ہے ان کی تحریک کا بنیادی اصول عدم تشدد ہے اور جس قدر اس پر مہاتما جی نے زور دیا ہے کبھی کسی بات پر نہیں دیا گرفتاری کے وقت ان کا پیغام صرف ایک ہی تھا اور وہ یہ کہ عدم تشدد پر کاربند رہکر سب کچھ کر سکتے ہو۔

اس اصول پر کانگریس نے کہاں تک عمل کیا اس کی جدوجہد سے ثابت ہو سکتا ہے بحقیقت اب دوست دشمن سب تسلیم کرتے ہیں کہ کانگریس نے سختی کے ساتھ عدم تشدد کی پابندی کی ہے اور اس کی تحریک بحیثیت مجموعی عدم تشدد رہی ہے اگرچہ ملک کے بعض حصص میں تشدد نے سر اٹھایا مگر کانگریس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا اس کو سب نے تسلیم کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کانگریس منافقت اختیار کرتی یعنی زبان سے عدم تشدد کا وعظ کہتی اور عمل سے تشدد کی طرف اشارتی تو ایک طرف تو سارا ہندوستان بدامنی اور تشدد کا جہنم بنجاتا اور دوسری طرف کانگریس کی تحریک ہرگز اس درجہ تک ترقی نہ کر سکتی جس درجہ تک اس نے کی۔

مہاتما جی نے تحریک کے شروع کرنے سے قبل اس تحریک کے شروع کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی بیان کی تھی کہ اگر میں اس تحریک کو شروع نہ کروں گا تو تشدد پسند پارٹی جس کی طاقت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اپنا عمل شروع کر دے گی اس لئے ملک کو تشدد کی تحریک سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ عدم تشدد کی تحریک شروع کی جائے اور تشدد پسند پارٹی سے اپیل کی تھی کہ ان کو ایک دفعہ اور مہلت دی جائے کہ وہ عدم تشدد کی تحریک کی موفریت کو آزمائیں اگر اس دفعہ بھی ان کی تحریک ناکام رہی تو پھر وہ علیحدہ ہو جائینگے چنانچہ ان کی اپیل پر اس پارٹی کی طرف سے ان کو یقین دلایا گیا تھا کہ تین سال تک ان کو مہلت دی جاتی ہے اس عرصہ میں وہ اپنے اصول کو آزما کر دیکھ لیں اور مہاتما جی نے لکھا تھا کہ تین سال کی مدت میرے لئے کافی ہے اور میں اجمی طرح اپنی عدم تشدد کی اسکیم کو آزما سکتا ہوں۔

ابتدا میں لیڈا کانگ میں اس پارٹی کے کچھ لوگوں نے تشدد اختیار کیا اس کے بعد ہمارے ملک میں ان کے ساتھ کام کرنا ہا گولیاں وغیرہ جا بجا چلیں تو وہ کسی منظم تشدد پارٹی کی جدوجہد کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اتفاقی حادثات تھے کبھی پبلک کی زیادتی ہوگی اور کبھی پولیس کی جلوسوں وغیرہ کے مواقع پر اس قسم کے واقعات رونما ہو ہی جاتے ہیں یعنی کبھی پبلک کی وجہ سے اس قدر مشتعل ہو جاتی ہے کہ آپے سے باہر ہو جاتی ہے اور کبھی پولیس جلد بازی سے تشدد شروع کر دیتی ہے لیکن ایسے واقعات کو منظم تشدد کی سازش سے منسوب نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ وقتی جوش و ہیجان کا نتیجہ ہوتے ہیں ہاں ہم بھول گئے شولاپور میں بھی ایسے واقعات رونما ہوئے جن پر افسوس کرنا چاہیئے مگر وہ بھی وقتی جوش و خروش میں ہوئے

بہرحال اب تک جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے ہر ایک دوست دشمن کو ماننا پڑیگا کہ سول نافرمانی کی تحریک پر امن رہی ہے خواہ یہ تحریک صحیح ہو یا غلط مصر ہو یا مفید اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں ہے کہنا صرف اس قدر ہے کہ یہ تحریک بحیثیت مجموعی عدم تشدد کے اصول پر چلی ہے۔

لیکن اب ہمیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نوجوانوں کا رجحان پھر تشدد کی طرف مائل ہو رہا ہے جا بجا بموں کی برآمدگی اور بعض جگہ ان کا پھٹ جانا اس امر کا ثبوت ہے کہ تشدد پسند پارٹی یا اشخاص از سر نو تشدد کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں خصوصاً کلکتہ میں پولیس کمشنر مسٹر ٹیگرٹ پر جو حملہ ہوا جس میں خوش قسمتی سے وہ بچ گئے اور ڈھاکہ میں وائسرائے پولیس پر جو حملے ریوالور سے کئے گئے جو دونوں نشانہ پر بیٹھے اور بدقسمتی سے دونوں حملے کامیاب ہوئے اور مسٹر لومین انسپکٹر جنرل پولیس اس منحوس حادثہ سے جانبر نہ ہو سکے ان ناشدنی حوادث سے ہوا کا رخ اچھی طرح پہچانا جا سکتا ہے خصوصاً ورکنگ کمیٹی کے ناجائز قرار دیئے جانے اور اس کے ممبران کی گرفتاری کے فوراً بعد اس قسم کے قاتلانہ حملے اس امر کا کھلا ثبوت ہیں کہ نوجوانوں کے اندر تشدد کی ضلالت و گمراہی پھر عود کر رہی ہے۔

معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ممبران ورکنگ کمیٹی کی گرفتاری سے یہ زیادہ متاثر ہوئے ہیں مگر ہم نوجوانوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ ان کا یہ جوش قطعاً بے محل ہے اگر لیڈران کی گرفتاریوں سے متاثر ہو کر نوجوان تشدد پر آمادہ ہوتے ہیں تو ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مہاتما جی کی تحریک کی بنیاد ہی گرفتاریوں پر ہے اگر حکومت گرفتاریاں نہ کرے تو تحریک چند ہفتے بھی نہیں چل سکتی اس لئے گرفتاریوں پر تو خوش ہونا چاہیئے نہ کہ غصہ اور جوش میں آکر وہ طریقہ اختیار کر لینا جو اس تحریک کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے۔

اس کے علاوہ جب ایک دفعہ تشدد پسندوں نے وعدہ کر لیا کہ وہ مہاتما جی کو اپنی تحریک چلانے کا کافی موقع دیں گے تو اس کی خلاف ورزی کسی طرح صحیح نہیں کہی جا سکتی ایسے نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے وعدہ پر قائم رہیں اور کانگریس کے راستہ میں اپنے تشدد سے موانع و مشکلات نہ پیدا کریں فرض کیجئے ان کا اعتقاد عدم تشدد کی تحریک پر نہیں ہے مگر ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ملک کی اکثریت عدم تشدد کو پسند کرتی اور پر امن ذرائع پر اعتماد رکھتی ہے چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کانگریس کو حد سے زیادہ کامیابی ہو رہی ہے جب کیفیت یہ ہے تو اصولاً ملک کی اکثریت کے جذبات کا تشدد پسندوں کو خیال رکھنا چاہیئے اور اپنی سرگرمیوں کو کم از کم اپنے وعدہ کے مطابق تین سال کے لئے ضرور ملتوی کر دینا چاہیئے۔

ہمارا یہ مشورہ اتنا صرف اسی وعدہ کی بنا پر ہے جو تشدد کے مؤیدین نے مہاتما جی سے کیا لیکن ہماری اپنی حقیقی رائے یہ ہے کہ تشدد کسی صورت میں بھی ہمارے مقصد کے لئے مفید نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ نوجوان ہمیشہ کے لئے اپنے دل سے اس خیال کو نکال دیں اور پر امن ذرائع حصول مقصد کے لئے اختیار کریں ہم جوشیلے نوجوانوں سے پوچھتے ہیں کہ سال میں دس پانچ افسران کے قتل کر دینے سے آزادی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے اول تو ایک بم کے سلسلہ میں بیسیوں نوجوان گرفتار ہو جاتے ہیں ان میں اکثر بے گناہ بھی ہوتے ہیں اور ساری زندگی ان کی تباہ ہو جاتی ہے اور اس سے بڑا اثر عوام پر پڑتا ہے

اس کے علاوہ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جو قوم لاکھوں آدمی اپنے جنگ عظیم میں کٹوا سکتی ہے اور لاکھوں اشرفیاں خرچ کر سکتی ہے کیا وہ چند افسران کے قتل سے مرعوب ہو کر ہندوستان کی حکومت سے دست بردار ہو جائیگی خدا کے لئے بتلاؤ کہ دس پانچ افسران کو قتل کر کے کس طرح ہم انگریزوں کے ہاتھ سے حکومت چھین سکتے ہیں یہ بالکل ناممکن ہے اس لئے یہ تشدد لغو و مہمل ہو جاتا ہے اور اس سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

## جانکاہ حادثہ

میرے عزیز و مخلص بھائی نقائی اڈیٹر رسالہ پیشوا کے بڑے بھائی سید شریف الدین صاحب خوشنویس نے ۲ ربیع الثانی کو عالم جاودانی کی راہ اختیار فرمائی۔ مرحوم اپنے وطن کے ممتاز کارکن تھے اور قومی کاموں میں ہمیشہ سرگرمی سے حصہ لیتے تھے خدا تعالیٰ غریق رحمت خاص فرمائے۔

پس ماندگان میں سب سے زیادہ مرحوم کی والدہ محترمہ قابل ہمدردی ہیں جو ان کے فراق میں خون کے آنسو رو رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو صبر عطا فرمائے ناظرین سے بھی التجا ہے کہ خاتون محترم کے صبر و سکون کی دعا فرمائیں اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

برادرم نقائی صاحب کی افسردگی بالکل بجا ہے کیونکہ ان کے گھر کا سب سے معزز ممبر ان سے علیحدہ ہو گیا لیکن اگر کوئی مدد ممکن ہوتا تو ان کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار تھے سوائے تلقین صبر کے اور کیا ممکن ہے جو کچھ ہوا بہر حال ہونا تھا اب اگر انہوں نے اس صدمہ کو بھلانے کی کوشش نہ کی تو خود ان کی صحت اور کاروبار پر اس کا ضرور اثر پڑے گا دعا ہے کہ خداوند کریم ان کے دل سے جلد تر یہ صدمہ محو فرما دے۔


## نظام المشائخ کا رسول نمبر

نظام المشائخ اس وقت ہندوستان کا سب سے پرانا مذہبی رسالہ ہے ۲۲ سال سے کمال وضعداری کے ساتھ اپنی تمام خصوصیتوں کے نہایت پابندی وقت سے نکل رہا ہے کبھی اس کے خریداروں اور ناظرین کو اس امر کی شکایت نہیں پیدا ہوئی کہ وہ وقت پر نہیں پہنچا پھر اسی کے ساتھ اس کی دیگر خصوصیات میں کبھی کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

رسائل اور اخبارات جو اب عام طور پر رسول نمبر نکالتے ہیں اس کی اولیت کا فخر نظام المشائخ ہی کو حاصل ہے سب سے پہلے اس بدعت حسنہ کی ابتدا اسی نے کی اور اب عام مقبولیت اس کو حاصل ہو گئی ہے اس طرح اس رسالہ نے اپنے لئے ایک ایسا افخر مخصوص کر لیا ہے جس میں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں وہ موجد ہے اور دوسرے الفاظ میں سرچشمہ ہے اور بلا تصنع صداقت ہے کہ آج جس قدر رسائل اور اخبارات رسول نمبر نکالتے ہیں اور ان سے جس قدر لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا اس سے لوگ مستفید ہوتے ہیں اور استفاضہ کرتے ہیں ان سب کے ثواب کے برابر مالک و اڈیٹر نظام المشائخ کو ثواب ملتا ہے اس خوش نصیبی پر جس قدر فخر کوئی کرے وہ کم ہے صدقہ جاریہ کے معنی بھی ہیں کہ ہمیشہ اس کے فیض کا سلسلہ جاری رہے رسول نمبر کی ابتدا کر کے نظام المشائخ نے صدقہ جاریہ کی ایک ایسی صورت قائم کر دی ہے جس سے لاکھوں انسان ہر سال سرکار دو عالم کے اسوۂ حسنہ سے استفادہ کر سکتے ہیں اور اپنی دینی اور دنیاوی زندگی کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

حسب دستور امسال بھی نظام المشائخ کا رسول نمبر نکلا ہے رسول نمبر کی اس قدر کثرت ہو گئی ہے کہ مشکل ہی سے کوئی مذہبی یا غیر مذہبی رسالہ ہوگا جو میلاد مبارک کے موقع پر خاص نمبر نہ نکالتا ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ابتدا میں نظام المشائخ اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا آج بھی باوجود رسول نمبروں کی کثرت کے وحدت و یکتائی ہی کی شان کا مالک ہے ملا واحدی صاحب جو اس رسالہ کے مالک اور اڈیٹر ہیں انہوں نے اپنے رسالہ کے لئے ایک ایسی راہ اختیار کی ہے جو سب سے جدا اور سب سے ممتاز ہے یعنی اس کی ترتیب وغیرہ میں ایک ایسا سلیقہ صرف کیا جاتا ہے جو باوجود سادگی کے حسن کی شان پیدا کر دیتا ہے۔

مضامین کا انتخاب تو ملا واحدی صاحب کا خاص وصف اور حصہ ہے اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس باب میں ان کا کوئی مثیل و شریک اور سہیم نہیں ہے وہ ہمیشہ مضامین کا انتخاب رسالہ کی نوعیت و حیثیت کو پیش نظر رکھ کر کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس رسالہ کے ناظرین کی اکثریت کے ذوق

واستعداد کو مدنظر رکھکر مضامین کو منتخب کرتے اور رسالہ کو مرتب فرماتے ہیں اس لحاظ سے نظام المشائخ کی ترتیب میں ایک خاص حسن پیدا ہو جاتا ہے جس میں وحدت یکجائی کی شان جلوہ گر ہوتی ہے۔

پیش نظر جولائی و اگست ۳۰ء کا رسول نمبر ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے۔ مضامین کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے اس سے آپ اندازہ کرلیں گے کہ ذہبی رسائل میں نظام المشائخ کا درجہ کیا ہے یقین کے ساتھ آپ کہہ سکیں گے کہ وہ عام سطح سے بلند ہے اور اس کے ناظرین بھی اگرچہ مذہبی قسم کے ہیں مگر پست اور سطحی قسم کے مذہبی نہیں ہیں جو محض مولود خوانوں کے قصوں سے خوش ہو جائیں بلکہ وہ ہر اک مضمون میں کچھ نہ کچھ ٹھوس معلومات بھی چاہتے ہیں اور اصلاح حیات کے لئے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نور و روشنی کے طالبگار رہتے ہیں چنانچہ نظام المشائخ کے مضامین یہ خوبی بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے اور اس خاص رسول نمبر میں بھی ہر اک مضمون میں یہ بات آپ کو نظر آئے گی۔

البتہ اس دفعہ حکیم ناصر نذیر صاحب فراق کا مضمون بے تکا سا ہے اس کو رسول نمبر کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے۔ حکیم صاحب موصوف کے مضامین کی خوبی زبان کی پاکیزگی و شستگی اور بیان کی حلاوت و دلپذیری ہے اور اسی لحاظ سے وہ عام طور پر پسند کئے جاتے ہیں یہ مضمون بھی اس اعتبار سے دلچسپی ہے مگر رسول نمبر کے لئے ہرگز موزوں نہیں کیونکہ یہ حضرت علی کے مناقب میں ہے نہ کہ رسول اللہ کے متعلق۔

نظام المشائخ کا رسول نمبر ایک سو باون صفحات پر مشتمل ہے اور نظم و نثر کے ۲۹ مضامین ہیں اور ہر ایک مضمون کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ

گر شئہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

سالانہ چندہ تین روپے دفتر نظام المشائخ کوچہ چیلان دہلی سے منگایا جاسکتا ہے۔

## عصمت

رسالہ عصمت کے نام سے نسوانی دنیا اچھی طرح واقف ہے۔ تہذیب نسواں کے بعد سب سے پرانا نسوانی رسالہ یہی ہے مولانا راشد الخیری کی سرپرستی میں ۲۳ سال سے شائع ہو رہا ہے۔

اس وقت اس کا سالانہ نمبر سامنے ہے جو رازق الخیری صاحب اڈیٹر عصمت کی محنت و قابلیت اور اہلیت کا اچھا نمونہ ہے اچھے اچھے مضامین اور نظیں حاصل کی گئی ہیں اور رسالہ کی ترتیب و غیرہ بھی سلیقہ شعاری کی مظہر ہے کتابت و طباعت اور کاغذ بہت دیدہ زیب ہے رسالہ متعدد عمدہ تصاویر سے بھی مزین ہے اور تقریباً دو صفحہ پر ختم ہوا ہے قیمت قبل ادا کی سالانہ چندہ پانچ روپے اور قیمت دو کا چندہ بیرے سالانہ ہے۔ دفتر عصمت کوچہ چیلان دہلی، بتہ ہے


باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دہلی سے ضرور

# زنانہ دستہ منگا کر پڑھائیں

جس کو ہر طرح کی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اسکے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گزار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گجرا ہے جس کو الگ الگ دستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچیوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدے بتائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب کی مرتبہ تیسری بار بڑی تحسین پر شایع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں ایکبار تہ ۲۲ تحسین پر شایع کیا ہے۔

۱۔ بسم اللہ کی کتاب
۲۔ کہانیوں کی کتاب
۳۔ کھیل کی کتاب
۴۔ لکھنے کی کتاب
۵۔ نماز کی کتاب
۶۔ کھانا پکانے کی کتاب
۷۔ تندرستی کی کتاب
۸۔ تہذیب کی کتاب
۹۔ پروے کی کتاب
۱۰۔ دلہن کا اصلی جہیز

جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اس کو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اس کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں مثلاً کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے لئے پوری واقفیت حاصل کرلیں قیمت فی جلد مجموعہ ایکدرجن مجلد ۴ روپیہ

کپڑا عمدہ ملنے کا پتہ **حمیدیہ پریس۔ دہلی**



# کتاب المرقوم

## یعنی شرح اردو مثنوی مولینا روم

(از طوطی ہند حضرت علامہ مولوی عبدالرحمن صاحب چغتائی دہلوی)

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے یہی کتاب ہے جو تشنہ کام طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت عالموں کو اس کی ضرورت فاضلوں لیکچراروں فقیروں اڈیٹروں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر وقت ہر گھڑی اسکی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطالب نکالتا ہے پس ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کو ہم لے ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل سے جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوایا ہے جو اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا مثنوی کا ہر شعر چلی قلم سے۔ بعض بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا گیا ہے۔ مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی گئی ہے ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب کی گئی ہے۔ ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے۔ ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی، اور ہر شعر کی مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالہ دیئے گئے ہیں ضخامت بڑی تقطیع ۵۰۰ صفحات۔

قیمت مجلد صرف پونے دو روپے ۱۲ آنہ

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# کتاب الاسلام

## کتاب الصلوٰۃ

(بسلسلہ گذشتہ)

### نماز کے بعد ذکر و دعا

نماز کے بعد ذکر و دعا میں مشغول ہونا سنت ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نماز کے بعد ہمیشہ ذکر و فکر میں مشغول ہوتے تھے اور اگر وقت کم ہوتا تھا تو ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھتے تھے اور اکثر کلمہ تہجید بھی پڑھتے تھے۔ (مشارق الانوار)

حضرت امام صالح جزاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالےٰ کی تقدیس و تمجید کا بیان کرنا اور ذکر و فکر میں مشغول ہونا تزکیہ قلب اور طہارت روح کے لئے بہترین علاج ہے جو اشخاص مصروف رہتے ہیں اور جن کے پاس وقت کم ہے اگر وہ فرصت کے اوقات میں دو چار منٹ کے لئے بھی ذکر و فکر میں مشغول رہیں تو چند روز میں ان کی روح زیور طہارت سے آراستہ ہو جائے گی اور ان کا قلب برائیوں سے پاک ہو جائے گا اور جن اشخاص کو ذکر و فکر کی عادت نہیں ہوتی وہ چند روز تک ایک بار محسوس کرتے ہیں اور ان کی طبیعت پریشان ہوتی ہے لیکن جب ان کو عادت ہو جائے اور وہ اس کے فائدے محسوس کرتے ہیں تو ان کو لطف آنے لگتا ہے اور اس کے ترک کرنے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے میں اس بحث میں ایک مثال بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں آپ دیکھتے ہیں کہ جو لباس اکثر استعمال کیا جاتا ہے وہ چند روز میں کثیف ہو جاتا ہے اور اس کی کثافت ناگوار معلوم ہوتی ہے بہرحال جب اس لباس کو دھویا جاتا ہے تو وہ صاف ہو جاتا ہے اور اس کی خوبصورتی جاذب توجہ ہوتی ہے بالکل یہی مثال روح اور قلب کی ہے جب انسان دنیوی کاروبار میں مشغول ہوتا ہے اور اسکی زبان اور اس کے دیگر اعضائے جسم سے غلطیاں ہو جاتی ہیں تو اس کا روحانی لباس کثیف ہو جاتا ہے اس کثافت کو دور کرنے کے لئے بہترین طریقہ ذکر و فکر ہے۔

امام شیخ عبدہ اپنی تصنیف فضیلت الصلوٰۃ کے دوسرے باب میں لکھتے ہیں کہ جن فرائض کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان میں مختصر دعا پڑھنا بہتر ہے کیونکہ سنتوں میں تاخیر ہونے کا اندیشہ ہے اور تاخیر بڑا فاصلہ ہونے سے ثواب میں کمی آجاتی ہے اور جب نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور امام سلام پھیرنے کے بعد ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتا ہے اور دعا میں تاخیر کرتا ہے تو مقتدیوں کو تکلیف ہوتی ہے پس جو اذکار طویلہ معمولات میں داخل ہیں وہ ظہر اور مغرب اور عشا کے وقت سنتوں کے بعد پڑھے جائیں اور سنتوں سے پہلے مختصر دعا پڑھنی چاہیئے۔

جن اشخاص کی یہ آرزو ہے کہ چند روز میں ان کا قلب آئینے کی طرح ہو جائے اور ان کی روح طہارت کے نور سے منور ہو جائے ان کو چاہیئے کہ ہر نماز کے بعد تقدیس و تمجید بیان کریں، حدیث کی کتابوں میں نماز کے بعد ذکر و دعا کی عظیم الشان فضیلت ثابت ہے، کنز المعارف میں لکھا ہے کہ ہر نمازی مسلمان کو یہ چاہیئے کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر ضرور پڑھے ان کلمات کے پڑھنے سے دل کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی ہے اور بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میں اپنے زمانہ طالبعلمی میں ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا کرتا تھا مجھے اس ذکر پاک کی برکت کا یہ تجربہ ہوا کہ ۱۶ برس کی عمر میں میرا قلب روشن ہو گیا اور میری روح منور ہو گئی۔ میری یہ حالت تھی کہ اگر میں کسی محفل میں شریک ہونے کا ارادہ کرتا تو میری روح مجھے منع کرتی اور مجھے یہ آواز سنائی دیتی کہ اے عبدالقادر تو اس محفل میں مشغول ہونے کے لئے نہیں ہوا تیرا کام اس سے بلند ہے میں اس آواز کو سنکر خاموش ہو جاتا اور کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتا یہ بھی مجھے مشاہدہ ہوا میں جو کچھ رات کو خواب میں دیکھتا وہ صبح کو ظاہر ہو جاتا مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک دفعہ رات کو یہ خواب میں دیکھا کہ میں ایک حجرے میں بیٹھا ہوا ہوں اور ایک کتاب پڑھ رہا ہوں دفعتہً ایک شخص آیا اور اس نے مجھے کھجوروں عنایت کیں۔ صبح کو اتفاق سے میں ایک حدیث کی کتاب پڑھ رہا تھا میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک مشقی تاجر میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا سیدی! میں آپ کے لئے مدینہ سے کھجوریں لایا ہوں میں نے شکریہ کے ساتھ ان کو قبول کیا یہ میں نے صرف ایک خواب کا تذکرہ کیا ہے میں اس قسم کے بہت سے معاملات دیکھا کرتا تھا اور ذکر و فکر کی برکتوں کا قائل تھا۔

یہ برکتیں آج بھی حاصل ہو سکتی ہیں بشرطیکہ ہمارے کاموں میں صدق و اخلاص شامل ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ہمیشہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں نے حضور سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ کیا میں اس دعا کو پڑھا کروں؟ حضور نے فرمایا بیشک یہ ایک نعمت ہے اگر تم پڑھو گے تو بیشمار فائدے حاصل ہوں گے۔

اور حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ جب حضور سرور عالم میرے غریب خانہ میں رونق افروز تھے تو ایک دن چند فقرائے مہاجرین حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! مالدار آدمیوں کے لئے بڑی آسانیاں ہیں حضور نے پوچھا کیا

جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کرسکتے کیونکہ ہمارے پاس مال وزر نہیں حضور نے فرمایا میں تمہیں ایسی بات بتلاتا ہوں جس پر عمل کرکے تم بھی اجر وثواب حاصل کرسکتے ہو وہ یہ کہ تم ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو اور ایک دفعہ یہ کہا کرو رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ حضور سرور عالم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا ایک منزل پر پہنچکر حضور نے وضو کیا اور مجھ سے فرمایا اے معاذ! میں تجھے محبوب رکھتا ہوں اور ایک چیز بتاتا ہوں اگر تجھ سے ہوسکے تو ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کر اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے ایک دن ذکر وفکر کی فضیلت بیان کی اور چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ارشاد فرمایا میں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں وہ یہ کہ سر روز فجر اور مغرب کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرو اس کے پڑھنے سے تمہارے دل منور ہوجائینگے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اس کے فضائل میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے پڑھنے سے دس دس نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کا پڑھنے والا بہت سی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ایک دن مسجد میں جلوہ افروز تھے اور ہم سے باتیں کررہے تھے اتنے میں طائف سے ایک قافلہ آیا اس میں دو آدمی قبیلہ بنو سعد کے تھے جو حضور سے غیر معمولی تعلقات رکھتے تھے ان میں سے ایک آدمی نے پوچھا یا حضرت! ہم تجارت پیشہ ہیں ہمارے پاس کام بہت اور وقت کم ہے اگر حضور ہمیں ایسی دعا تلقین فرمائیں جو ہم آسانی کے ساتھ پڑھ سکیں تو یہ امر باعث ممنونیت ہے۔ حضور نے فرمایا میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جس کے پڑھنے میں کم وقت صرف ہوتا ہے اور اس کا اجر وثواب زیادہ ہوتا ہے وہ یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اگر تم روزانہ ہر نماز کے بعد اس دعا کو پڑھو گے تو تمہارے دل منور ہوجائینگے اور تمہارے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائینگی اور دس گناہ معاف ہوں گے اور تمہارے درجہ بلند کئے جائینگے اور اس کا پڑھنے والا بہت سی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضور سرور عالم سے یہ کہا کہ یا حضرت! میرا دل اکثر پریشان رہتا ہے اور نیک کاموں کی طرف توجہ کم ہوتی ہے اور نماز کے وقت طبیعت سست ہوجاتی ہے میں چاہتی ہوں کہ حضور مجھے کوئی ایسی دعا تلقین فرمائیں جو میرے لئے مفید ہو، حضور نے فرمایا دل کی پریشانی کے لئے خدا کی یاد سے بہتر کوئی علاج نہیں اور نیک کاموں کی طرف التفات نہ ہونا ایک شیطانی تساہل ہے جب کبھی طبیعت پریشان ہو تو خدا کو یاد کرو اور جب نیک کاموں کو جی نہ چاہے تو یہ خیال کرو کہ ہر انسانی زندگی کا انجام موت ہے جو شخص پیدا ہوا ہے وہ ناپید ضرور ہوگا اور اس دنیا کا قیام ابدی نہیں بلکہ عارضی ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ مرنا ضروری ہے اور مرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں جب فنا کی آندھی چلتی ہے تو زندگی کی شمع بجھ جاتی ہے غرض ہر انسان کے لئے سفر آخرت ضروری ہے اس سفر کے لئے سامان بھی ضروری ہے اور یہ تم دیکھتے ہو کہ جب کوئی آدمی سفر میں جاتا ہے تو کس قدر اہتمام کرتا ہے اور اس کے اہتمام کرتے کہ سفر میں تکلیف نہ ہو پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ عارضی قیام کی آسانیوں کے لئے تو حیرت انگیز کوشش کی جائے اور دار آخرت کے لئے کچھ بھی ذخیرہ نہ جمع کیا جائے بہر حال اگر تم ان باتوں کو سامنے رکھو گی تو کاہلی دور ہوجائے گی اور امور حسنہ کی طرف توجہ ہوگی اب اگر تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھا کرو تو بالغ اجر وثواب ہو۔

## قرآن مجید کی تلاوت

فرائض نماز کی بحث میں یہ مسئلہ بیان کیا جاچکا ہے کہ نماز میں کم از کم قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے اور واجبات کی بحث میں یہ لکھا جاچکا ہے کہ سورۂ الحمد پڑھنا واجب ہے اور فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں اور نفل اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ کوئی دوسری سورت ملانا واجب ہے اب تلاوت کے مفصل احکام ومسائل لکھے جاتے ہیں حالت نماز میں تلاوت قرآن کے لئے اتنی آواز ضروری ہے کہ اگر قوت سامعہ کو زور نہ ہو اور شور وغل نہ ہو تو کم از کم اپنی آواز خود سن سکے اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔ اور فجر اور مغرب اور عشا کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ اور عیدین اور تراویح اور قمر رمضان کی سب رکعتوں میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشا کی تیسری اور چوتھی رکعت اور ظہر اور عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

اور جہر کے یہ معنے ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ جو پہلی صف میں ہیں آسانی کے ساتھ سن سکیں یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لئے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ جسے کہ خود سن سکے۔ اور نماز میں قرآن مجید اس طرح پڑھنا کہ فقط آس پاس کے دو ایک آدمی سن سکیں اور باقی محروم رہیں جہر نہیں ہے بلکہ آہستہ ہے۔ اور اسقدر زور سے پڑھنا کہ سننے والے پریشان ہوجائیں مکروہ ہے۔

اور اگر کوئی شخص آہستہ پڑھ رہا تھا اور چند منٹ کے بعد دوسرا آدمی شامل ہوگیا تو جو باقی ہے اسے جہر سے پڑھنے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ ضروری نہیں۔

اور اگر کوئی شخص دن کے وقت نوافل پڑھتے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے

. . . . . .

ہاں اگر رات کے وقت نوافل پڑھے تو اسے اختیار ہے خواہ وہ زور سے پڑھے یا آہستہ ہاں اگر رات کے وقت جماعت سے نوافل پڑھے تو جہر واجب ہے۔ اور جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے کہ اگر صحیح وقت میں پڑھ رہا ہو تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

اور جہری نمازیں بصورت قضا اگرچہ دن میں ہوں اگرچہ امام کے ساتھ پڑھی جارہی ہیں تو امام پر جہر واجب ہے اور آہستہ پڑھنے کی نمازیں اگر قضا پڑھی جارہی ہیں تو آہستہ پڑھنا واجب ہے اگرچہ رات کا وقت ہو۔

اگر کوئی شخص چار رکعت والی فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت پڑھنا بھول گیا

تو پہلی دو رکعتوں میں پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک رکعت میں بھول گیا تو تیسری یا چوتھی میں پڑھنا واجب ہے اور اگر مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں بھول گیا تو تیسری میں پڑھے یہ تاکید اس لئے ہے کہ سورت کا پڑھنا واجب ہے۔

اور کوئی شخص سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملانا بھول گیا اور یہ غلطی رکوع میں یاد آئی تو فوراً کھڑا ہو جائے اور سورت ملائے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی شخص فرض کی پہلی رکعتوں میں سورہ فاتحہ بھول گیا تو پچھلی رکعتوں میں اسکی قضا نہیں اور اگر یہ بات اس کو رکوع سے پہلے یاد آئی تو فاتحہ پڑھکر پھر کوئی دوسری سورت پڑھے اور اگر یہ غلطی رکوع میں یاد آئے تو فوراً کھڑا ہو جائے اور سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے پھر رکوع کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کریگا تو نماز نہ ہوگی۔ اور قرآن شریف کی ایک آیت کا حفظ کرنا واجب ہے اور بقدر ضرورت فقہ کے مسائل کا جاننا فرض عین ہے اور ضرورت سے زائد سیکھنا باعث اجر عظیم ہے۔

اور اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور اسے اطمینان حاصل ہو تو سنت طریقہ یہ ہے کہ فجر اور ظہر میں سورۂ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشاء میں اس سے چھوٹی سورتیں پڑھے اور مغرب کی نماز میں وقت زیادہ نہیں ہوتا اس لئے چھوٹی سورتیں پڑھے یہ اطمینان و سکون کا پروگرام ہے اگر فرصت نہ ہو یا جلدی ہو تو جو مناسب سمجھے پڑھے۔ اور اگر پریشان ہو یا اضطراری حالت ہو تو بقدر مناسب سورتیں پڑھے۔ اور مجبوری کی حالت میں مثلاً وقت کے ختم ہو جانے یا ریل کے روانہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بقدر مناسب تلاوت کرے۔

اور اگر ایسی اضطراری حالت ہو کہ واجبات کی تکمیل ہی ممکن نہیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ مثلاً فجر کی نماز کا وقت اتنا تنگ ہے کہ صرف ایک آیت پڑھ سکتا ہے تو ایک آیت پڑھکر ہی نماز ختم کرنی چاہیئے پھر جب آفتاب بلند ہو جائے تو اس کا اعادہ ضروری ہے۔ اور اگر کوئی شخص فجر کی سنتیں پڑھ رہا ہے اور وقت تنگ ہے یعنی جماعت جانے کا خوف ہے تو ایسی صورت میں صرف ایک دفعہ تسبیح پڑھکر نماز ختم کرے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور امام کو چاہیئے کہ وہ ہر نماز میں مقتدیوں کی آسانی کو مدنظر رکھے اور اس قدر طویل سورتیں نہ پڑھے کہ سننے والے پریشان ہو جائیں اور ان کے کام میں ہرج واقع ہو۔ اور فرض نمازوں میں نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ قرأت کریں اور تراویح میں متوسط حالت میں پڑھے اور رات کے نوافل میں جلدی پڑھنے کی اجازت ہے اور کسی حالت میں بھی اس قدر جلد پڑھنا جائز نہیں کہ سامعین سمجھ بھی نہ سکیں کہ از کم تلاوت کا انداز ایسا ہونا چاہیئے کہ سامعین آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں۔ بعض حافظوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اس قدر جلد پڑھتے ہیں کہ سننے والے سمجھنے سے محروم رہ جاتے ہیں اور مطالب پر غور کرنا یا مخارج کو ادا کرنا تو بڑی چیز ہے ان کی قرأت میں سوائے لعلون اور تعلمون کے اور کوئی لفظ سمجھ ہی میں نہیں آتا اس پر ستم یہ ہے کہ اس طالبانہ طرز تلاوت کو ایک کمال سمجھا جاتا ہے اور اس پر فخر کیا جاتا ہے ایسے بے وقوف پڑھنے والوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس طرح قرآن مجید پڑھنا قطعاً حرام ہے اور اس کا گناہ ان کے ذمہ ہے اور فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری رکعت کے طویل کرنا مسنون ہے۔

اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اگر فجر کی نماز کے علاوہ اور نمازوں میں بھی پہلی رکعت بہ نسبت دوسری رکعت کے ذرا طویل ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں یہی حکم جمعہ اور عیدین کے متعلق ہے اور طوالت اس قدر نہ ہو کہ سامعین کے لئے باعث تکلیف ہو۔

اور سنت اور نفل نمازوں میں دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھنی چاہئیں۔ اور دوسری رکعت کی قرأت کو بہ نسبت پہلی رکعت کے طویل کرنا مکروہ ہے۔

اور پانچوں نمازوں کے لئے سورتوں کا معین کر لینا کہ فلاں نماز میں فلاں سورت پڑھی جائے گی مکروہ ہے اور جو سورتیں حدیثوں میں وارد ہیں ان کو کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے۔

اور دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورۃ پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو کچھ حرج نہیں مثلاً پہلی رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی اور دوسری رکعت میں بھی بلا قصد وہی سورت شروع کر دی یا اس کے سوا کوئی دوسری سورت یاد نہیں آتی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اور اگر کسی شخص نے فرض نماز کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں اور درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں مگر بلا ضرورت ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

اور فرض نماز کی ایک رکعت میں دو سورتیں نہیں پڑھنی چاہئیں ہاں اگر منفرد ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی شخص نے ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھیں اور درمیان میں ایک سورت چھوڑ دی مثلاً اول سورۃ قارعہ پڑھی پھر اور درمیان میں سورۂ کافرون چھوڑ دی تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

یہ واضح رہے کہ یہ جتنے مسائل لکھے گئے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ عبادت میں ایک سلیقہ پیدا ہو اور پڑھنے والوں کو ایک ترتیب معلوم ہو اگر کوئی شخص ناواقفیت کی وجہ سے غلطی کرے تو اس کو نرمی کے ساتھ سمجھا دینا چاہیئے اس سے بحث اور مناظرہ کرنے اور اس کو ناراض کرنے کی ضرورت نہیں یہ ظاہر ہے کہ ان مسائل میں استحباب اور کراہت کا ذکر ہے جن سے ایک آرائش مقصود ہے اگر کوئی شخص چیزوں کی پابندی نہیں کرتا تب بھی اس کی نماز ہو جاتی ہے مدعا یہ ہے کہ ان مسائل کی وجہ سے اختلاف کا طوفان برپا کرنا اور ایک دوسرے کو جاہل اور بیوقوف کہنا اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔ بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ چند مسائل یاد کر کے خواہ مخواہ مناظرہ شروع کر دیتے ہیں اور اپنی فضیلت کا اعتراف کرانا چاہتے ہیں یہ ایک احمقانہ طرز عمل ہے اس سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے۔


مومنز انگلش ٹیچنگ ٹیبلٹ المعروف
سونے کی چڑیا
اس سے بہتر آجتک کوئی کتاب نہیں چھپی شرطیہ ڈیڑھ ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ
منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

(ترجمہ) اور آپ کے لئے وہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہئیں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ آخرت میں ان کو اصلا بہرہ نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی۔ یقیناً جتنے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہماری ان کو مہلت دینا ان کے لئے بہتر ہے ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ جرم میں ان کو اور ترقی ہو جائے اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے متمیز نہ فرما دیں اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے لیکن ہاں جس کو خود چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو منتخب فرما لیتے ہیں پس اب اللہ پر اور ان کے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور پرہیزگاری کہو تو پھر تم کو اجر عظیم ملے اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو دی ہے کہ یہ بات ان کے لئے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کی بہت ہی بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنائے جاویں گے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور آخیر میں آسمان و زمین اللہ ہی کا رہ جاوے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں"

اہل کفر اور اہل نفاق جب اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں کی مخالفت میں تقریریں کرتے تھے یا تخریبی کارروائیاں کرتے تھے تو بلحاظ بشریت کے حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہایت رنج و غم محسوس ہوتا تھا اور حضور اقدس آزردہ خاطر اور غمگین ہو جاتے تھے رب قدوس جل مجدہ کو اپنے محبوب رسول کا رنج و غم گوارا نہیں تھا اس لئے ارشاد ہوا کہ اے مقدس رسول! جو لوگ کفر کی معاونت میں سرگرم رہتے ہیں تم کو ان کی تخریبی کارروائیوں کی وجہ سے آزردہ خاطر اور غمگین نہیں ہونا چاہیئے وہ اللہ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اللہ یہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہو اور جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ لوگ خدا کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے اور ان کے لئے تکلیف دہ عذاب ہے اور جو لوگ منکر اسلام ہیں وہ یہ نہ خیال کریں کہ یہ جو ہم نے دنیا میں ان کو مہلت اور فارغ البالی دے رکھی ہے یہ ان کے حق میں بہتر ہے ہم نے فقط اس لئے ان کو مہلت دے رکھی ہے تاکہ اور گناہ بڑھتے جائیں اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے اور اے مسلمانو! ایسا نہیں ہے کہ مومنوں کو اسی حالت میں چھوڑے رکھے جس پر تم اب ہو وہ ناپاک کو پاک سے جدا کر کے رہے گا اور اللہ ایسا بھی نہیں ہے کہ غیب کی باتوں پر تم کو مطلع کرے لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کام کے لئے انتخاب کر لیتا ہے اور اگر تم ان کی معاونت چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیزگاری بھی اختیار کرو تو اس کے بدلے میں تم کو بڑا ثواب ملے گا اور جو مال و زر اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دے رکھا ہے جو لوگ اس میں بخل کرتے ہیں وہ یہ خیال کریں کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ ان کے حق میں برا ہے کیونکہ عنقریب قیامت کے دن جس چیز پر وہ بخل کرتے تھے اس چیز کا انھیں طوق پہنایا جائیگا اور زمین اور آسمان کا مالک اللہ ہی ہے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاۗءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں ہم ان کے کہے ہوئے کو لکھ رہے ہیں اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب یہ ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں کئے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں"

ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے بسند معتبر اس آیت کا سبب نزول یہ بیان کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں مال وزر خرچ کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے اپاہجوں کی اعانت کرنے اور یتیم اور مفلوک الحال اور درماندہ اشخاص کی دستگیری کرنے کی ترغیب دلاتے رہتے تھے اور بخل کی مذمت کرتے تھے۔ علما یہود کو یہ بات سخت ناگوار گذری کیونکہ وہ سب حد درجہ کے بخیل اور نفس پرست اور خود غرض اور بے رحم اور سنگدل تھے ایک دن ایک یہودی عالم فخاص ابن اشعث نے غیظ و غضب کی حالت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مخاطب کرکے کہا کہ ہم اللہ کے محتاج نہیں ہیں بلکہ اللہ ہمارا محتاج ہے کیونکہ وہ ہمارا مال وزر ہم سے مانگتا رہتا ہے اور جس شخص کو اللہ نے کچھ نہیں دیا ہم اس کو کیوں دیں اور جس شخص کو اللہ نے خود جان بوجھکر غریب مفلوک الحال، درماندہ اور اپاہج بنایا ہے ہم اس کی کیوں اعانت و دستگیری کریں کیا ہمارے ذمہ اللہ کا کچھ قرضہ ہے جو ہم اس کی راہ میں اپنا مال خرچ کریں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابن اشعث یہودی کی باتیں سُنکر اظہار افسوس کیا اور فرمایا کہ تم نے حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں جو کچھ گستاخانہ الفاظ کہے ہیں عنقریب ان کا بدلہ تم کو مل جائیگا میں تم کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حق تعالےٰ نے دیدہ و دانستہ جان بوجھکر کسی کو امیر اور کسی کو غریب بنایا ہے کسی کو حکومت دیدی ہے اور کسی کو مفلسی دی ہے کسی کو صحت دی ہے اور کسی کو اپاہج بنایا ہے یہ سلسلہ کہ امیروں اور رئیسوں اور طاقت وروں کے ایثار کا امتحان ہوجائے اور یہ معلوم ہوجائے کہ حق تعالےٰ کی نعمتیں حاصل کرنے کے بعد کون شخص اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور کون بغاوت کرتا ہے اور اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ اگر حق تعالیٰ چاہتا تو اپنے سب بندوں کو یکساں حالت میں پیدا کرسکتا تھا اگر اس کو منظور ہوتا تو وہ سب کو مالدار طاقتور خوبصورت اور فرمانبردار بنا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اپنے بندوں کو طرح طرح کی نعمتیں دیکر اور ایک حد تک اختیار دیکر دنیا کی آزمائشی اور امتحانی منزل میں بھیجا ہے تاکہ سعادت و شقاوت ظاہر ہوجائے تم یہ کہتے ہو کہ کیا ہمارے ذمہ خدا کا کچھ قرضہ ہے جو ہم اس کی راہ میں خرچ کریں اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالےٰ کے ذمہ تمہارا کچھ قرضہ ہے جو تم اس سے رزق، اولاد، مال بارش، ہوا، صحت، عافیت اور طاقت مانگتے ہو؟ اگر وہ تمہاری آنکھوں کی روشنی ضایع کردے یا تمہارے سینے میں زخم پیدا کردے اور تم سے طاقت اور صحت چھین لے اور تمہاری زراعت کا ہوں میں بارش نہ کرے اور تم کو اپنے چاند سورج سے فائدہ نہ پہنچائے اور تم کو اولاد عطا نہ کرے اور تمہارا مال و زر تباہ کردے تو کیا تم حق تعالےٰ پر استغاثہ کردگے اور دعویٰ کردگے اور کیا تمہاری جد وجہد کچھ کامیاب ہوسکتی ہے؟

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تقریر سنکر ابن اشعث بہت متاثر ہوا لیکن چند لمحوں کے بعد اس نے کہا کہ میں تو خدا کو مفلس اور محتاج ہی خیال کرتا ہوں اگر وہ محتاج نہ ہوتا تو ہم سے قرض کیوں مانگتا حضرت صدیق نے یہ سنتے ہی بڑے زور سے ایک طمانچہ اس کمبخت کے مارا اور فرمایا بالکل اظہر اگر ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو میں اسی وقت تجھکو قتل کردیتا

وہ یہودی فوراً حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میں اپنی قوم میں ایک باعظمت شخص ہوں اور ابوبکر نے میرے طمانچہ مارا ہے حضور نے صدیق اکبر کو طلب کیا اور سبب دریافت فرمایا انہوں نے از اول تا آخر تمام واقعہ بیان کیا یہودی نے کہا کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں محض غلط ہے انہوں نے بلا وجہ میرے طمانچہ مارا ہے اس موقع پر حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صدیق کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا کہ فی الحقیقت یہودی نے سرزہ سرائی کی ہے اور ہم نے اس کا کہنا سن لیا ہے اور ہم ان سب باتوں کا اور انبیاء کے قتل کرنے کا (جس کا ارتکاب ان کے اگلے بزرگوں نے کیا ہے) اور جس کو یہ بھی بنظر استحسان دیکھتے ہیں، ہم قیامت کے دن مزا چکھائینگے وہ دن ایسا ہوگا کہ خود انسان کے اعضا اس کے خلاف اس کی بدکاریوں اور بداعمالیوں کے متعلق شہادت دینگے اور اس دن نہ مال وزر کام آئیگا نہ اثر و اقتدار کام آئیگا نہ حکومت و سلطنت کام آئے گی نہ شہرت و عزت کام آئیگی نہ احباب و اقارب ساتھ دینگے نہ اہل و عیال کام آئینگے ہاں اگر کوئی چیز کام آنے والی ہے تو وہ ایمان اور عمل صالح ہے خوش نصیب ہے وہ جو مومن ہے اور پرہیزگار ہے۔

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهِدَ إِلَيْنَا أَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُولٍ حَتَّىٰ يَأْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ ۗ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٨٣﴾ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿١٨٤﴾

(ترجمہ) وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر دینا (خداوندی) کا ظاہر نہ کرے کہ اس کو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجئے کہ بالیقین بہت سے پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لیکر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو سو تم نے اس کو کیوں قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو۔ سو یہ لوگ اگر آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے ہیں تکذیب کی جاچکی ہے جو معجزات لیکر آئے تھے اور صحیفے لیکر اور روشن کتاب لیکر۔

انبیاء بنی اسرائیل میں سے بعض نبیوں کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا ہے کہ جب وہ کوئی چیز بہ نیت قربانی کسی مقام پر رکھتے تھے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے تھے کہ اس کو قبول فرمالیا جائے تو اس وقت ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوتی تھی اور اس چیز کو جلا دیتی تھی اور یہ قبولیت کی ایک واضح ترین نشانی تھی حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب علمائے یہود سے کہا کہ تم نفس کی خواہشوں کا اتباع نہ کرو بلکہ اسلام قبول کرو اور اسلامی احکام پر عمل کرو تو انہوں نے یہ کہا کہ ہم کو تو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ جس نبی سے وہ آگ کا معجزہ ظاہر نہ ہو اس کی نبوت کو تسلیم نہ کیا جائے اور اس کے حکموں کی تعمیل نہ کی جائے۔

علمائے یہود کی طرف سے یہ ایک لغو عذر تھا وہ بارہا حضور سرور عالم کے معجزات دیکھ چکے تھے اور سمجھتے تھے کہ حضور اکرم واقعی نبی ہیں لیکن ازراہ عناد حضور کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے تھے پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنی طبعی و فطری جعل سازی کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ جس نبی سے آگ کا معجزہ صادر نہ ہو اسکی نبوت کو تسلیم نہ کیا جائے ہم نے تورات میں ہرگز ان کو ایسا حکم نہیں دیا وہ محض جھوٹے ہیں اور وہ رسول عربی سے بہت سے معجزے دیکھ چکے ہیں لیکن ازراہ بغض و عناد ایمان نہیں لاتے اور اگر ان کو آگ کا معجزہ دکھلایا جائے تب بھی وہ ایمان نہیں لائینگے اور اگر ان کا یہ قول صحیح ہے کہ وہ آگ کا معجزہ دیکھکر فوراً ایمان لے آتے ہیں تو اس سوال کا جواب کیا ہے کہ جن نبیوں کو آگ کا معجزہ دیا گیا تھا انہوں نے ان کی نبوت کو کیوں تسلیم نہیں کیا اور ان کو کیوں اذیت پہنچائی حقیقت یہ ہے کہ وہ نہایت جھوٹے اور منافق اور جلد باز ہیں اور وہ ہرگز ایمان نہیں لائینگے ان کا قول یہ ہے کہ بیشک اللہ نے ہم سے عہد کیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں تاوقتیکہ اس سے یہ معجزہ صادر نہو کہ وہ اللہ کی راہ میں قربانی پیش کرے اور قربانی پیش کرنے کے بعد اس کی دعا سے آسمان سے آگ آکر اس کو جلادے یہ قول نہایت لغو ہے۔

اے رسول عربی ان سے کہدو کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول تمہارے پاس معجزے لیکر آئے تھے تم نے کیوں انہیں قتل کیا اور کیوں ان کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا۔ اے رسول عربی! اگر اس بات کو سنکر وہ تم کو جھٹلائیں تو کچھ پریشانی کی بات نہیں ہے بیشک تم سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں جو معجزے اور صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ چند نامعقول اشخاص کے جھٹلانے سے نبی کی عظمت و صداقت میں کچھ فرق نہیں آسکتا اگر چند باطل پرست تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو ان کی گستاخانہ باتوں کو سنکر تم کچھ غم نہ کرو ہر زمانہ میں اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا گیا ہے۔ یہود یہ کہتے ہیں کہ ہم آگ کا معجزہ دیکھکر ایمان لے آئینگے لیکن یہ قول بالکل لغو ہے تم سے پہلے ہم نے یحییٰ پیغمبر اور زکریا پیغمبر کو آگ کا معجزہ دیا تھا لیکن ان یہودیوں نے معجزہ دیکھنے کے بعد ان کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور نہایت سنگدل اور بے رحمی کے ساتھ ان کو قتل کر دیا یہ نہایت سنگدل بے رحم جلد باز بد باطن اور نفس پرست ہیں ان کے قول و فعل کا اعتبار نہیں۔

---


# جب نفسی نفسی کا شور برپا ہوگا

جب کوئی کسی کا ساتھ نہ دے گا اس وقت ہر مسلمان سردار دو جہان کے قدموں میں لوٹ کر اپنی شفاعت کے لئے متمنی ہوگا لیکن یہ تمنا صرف وہی پوری کر سکیں گے جو عاشق رسول ہیں آپ بھی مسلمان ہیں اور آپ کو بھی پیارے نبی سے بہت محبت ہوگی اگر آپ اپنے مولیٰ محبوب کے حالات پڑھکر اپنے ایمان کو تازگی بخشنا چاہتے ہیں تو اردو زبان کی سب سے مستند کتاب

# رسالت نامہ

پڑھئے اسلامی تاریخ نہیں ہے سوانح رسول بھی ہے یہ میلاد نامہ بھی ہے اس میں آپ کے وہ تمام حالات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے گئے ہیں خود پڑھئے عورتوں کو پڑھائیے بچوں کو سنائیے زبان نہایت شستہ و رسالت نامہ کی مختصر فہرست مضامین کا کچھ حصہ نیچے درج کیا جاتا ہے قیمت عہ عہ اسلام کی ابتدا۔ عرب کی جہالت۔ رسول عربی کی جادہ افروز ہونا۔ رضاعت مدینہ کا پہلا شام کا پہلا سفر نبوت سے پہلے حضور کی عزمت آفتاب رسالت کا طلوع دعوت اسلام ہلاکت ان اسلام۔ اسلام کی پہلی ہجرت۔ رسول عربی کے ساتھ کافروں کی سلوک ہجرت ہجرت کی پہلا سال۔ مدینہ میں وحشہ یہودیوں کا مسلمان ہونا۔ اذان کی ابتدا۔ ہجرت کا دوسرا سال۔ تحویل قبلہ۔ آغاز اسلام۔ بدر کی لڑائی حضرت فاطمہ۔ زہرا کی شادی فرضیت صوم عید الفطر۔ ہجرت کا تیسرا سال۔ احد کی لڑائی۔ شہدائے احد۔ ہجرت کا چوتھا سال واقعہ رجیعہ۔ ہجرت کا پانچواں سال۔ واقعہ رجیع احزاب کی لڑائی وغیرہ وغیرہ مفصل بیان ہے۔ قیمت ایک روپیہ

پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی


---


# مدنی سردار کی روح بے چین تھی

یزید ناپاک نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں بے یار و مددگار پاکر مظالم شروع کئے تو اس وقت سردار دو عالم روح بے چین تھی سردار کی روح کو بے چین کرنے والے واقعات کو اگر آپ پڑھنا چاہیں تو

# کربلا نامہ

پڑھئے اس میں شہادت کے سچے واقعات نہایت تحقیق و تصدیق کے بعد درج کئے ہیں ابتدا سے لیکر انتہا تک اس دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یزید کی تخت نشینی۔ حضرت امام حسین کو زہر دیا جانا ترک وطن امام مظلوم کی روانگی۔ کوفیوں کی شرارت۔ ظالموں کا معصوموں تک کو چن چن کر جام شہادت پلانا۔ اہلبیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردانگیز تاریخ ہے ہر شعر اور ہر جملہ درد اور سوز میں ڈوبا ہوا ہے زبان نہایت شستہ اور صاف اور سلیس واقعات نہایت صاف و ستھرے ہوئے الفاظ میں نہایت تفصیل سے درج کئے گئے ہیں اور نہایت مستند اور مدلل واقعات کی صحت کا سخت التزام کیا گیا ہے کوئی ایسی روایت لینے سے احتراز کیا گیا ہے جس میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش ہو لکھائی چھپائی نہایت عمدہ

قیمت بارہ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# صحیح بخاری شریف اردو

## پارہ اول

(بسلسلہ گذشتہ)

**باب الوحی** (۴۷) ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آپ کے سامنے ایک مرد آیا اور اس نے (آپ سے) پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور (آخرت میں) اللہ کے ملنے پر اور اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور قیامت کا یقین کرو (پھر) اس شخص نے کہا کہ اسلام کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ مفروضہ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو (پھر) اس شخص نے کہا کہ احسان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت (اس خشوع اور خلوص سے) کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر (یہ حالت) نہ (نصیب ہو) کہ تم اس کو دیکھتے ہو تو (یہ خیال رہے کہ) وہ تمہیں دیکھتا ہے (پھر) اس شخص نے کہا کہ قیامت کب ہوگی (اس کے جواب میں) آپ نے فرمایا کہ جس سے یہ بات پوچھی جا رہی ہے (وہ خود بھی) سائل سے زیادہ (اس بات کو) نہیں جانتا (بلکہ واقعی میں دونوں برابر ہیں) اور میں تم کو اس کی علامتیں بتائے دیتا ہوں جب لونڈی اپنے سردار کو جنے اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے عمارتوں میں رہنے لگیں (تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے (اور قیامت کا علم تو) ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ عندہ علم الساعۃ پوری آیت کی تلاوت فرمائی اس کے بعد وہ شخص پیچھے پھرا تو آپ نے (صحابہ سے) فرمایا کہ اس کو میرے پاس واپس لاؤ (چنانچہ لوگ اس کے واپس لانے کو گئے) مگر (وہاں) کسی کو نہ دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل تھے لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم کرنے کو آئے تھے (ابوعبداللہ کہتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو ایمان کا جزو قرار دیا)

**باب** (اس باب میں امام بخاری نے کوئی عنوان نہیں قائم کیا لہٰذا اس باب کی حدیث کو باب سابق سے متعلق سمجھنا چاہیئے)

(۴۸) عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوسفیان ابن حرب نے بیان کیا کہ ان سے ہرقل نے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم تو تم نے کہا کہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں اور ایمان (کی حالت) اسی طرح ہے یہاں تک کہ وہ کامل ہو جائے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی بعد اس کے کہ ان کے دین میں داخل ہو جائے تو ان کے دین کو برا جانکر مرتد بھی ہو جاتا ہے تو تم نے کہا کہ نہیں اور ایمان (کی حالت) اسی طرح ہے جبکہ اس کی بشاشت دلوں میں مل جائے کہ (پھر) کوئی شخص اس سے ناخوش نہیں ہو سکتا۔

**باب** (اس شخص کی فضیلت کا بیان) جو اپنے دین کے سبب سے (بری باتوں) سے علیحدہ ہو جائے۔

(۴۹) نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی) ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان میں شبہ کی چیزیں ہیں کہ جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو شخص (شبہوں کی) چیزوں (میں) مبتلا ہو جائے (تو وہ) مثل چالور کے ہے جو سلطانی چراگاہ کے قریب چرتا ہے قریب ہے کہ اس میں گر جائے (اے لوگو آگاہ رہو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں خبردار ہو جاؤ کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

**باب** خمس کا ادا کرنا ایمان سے ہے۔

(۵۰) ابوجمرہ کہتے ہیں کہ میں ابن عباس کے ساتھ بیٹھتا تھا تو وہ مجھے اپنے تخت پر بٹھا لیتے تھے (ایک مرتبہ) انہوں نے (مجھ سے) کہا کہ تم میرے پاس رہو میں تمہیں اپنے مال سے کچھ حصہ دیدوں گا (چنانچہ میں دو مہینے ان کے پاس رہا بعد ازاں انہوں نے (ایک روز مجھ سے) کہا کہ (قبیلہ) عبدالقیس کے لوگ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان سے) کہا کہ (تم) کون قوم ہو یا (یہ پوچھا کہ تم) کون جماعت ہو وہ بولے کہ (ہم) ربیعہ (کے خاندان سے ہیں) آپ نے فرمایا کہ مرحبا بالقوم یا بجائے بالقوم کے) بالوفد (فرمایا) بغیر خزایا ولا ندامی پھر ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم سوا ماہ حرام کے (کسی اور زمانہ میں) آپ کے پاس نہیں آ سکتے (اس لیئے کہ) ہمارے اور آپ کے درمیان میں یہ قبیلہ کفار مضر کا رہتا ہے (ان سے ہمیں اندیشہ ہے) لہٰذا آپ ہم کو کوئی ٹھیک بات بتا دیجئے کہ ہم اپنے پیچھے والوں کو اس کی اطلاع کر دیں اور ہم سب اس (پر عمل کرنے) سے جنت میں داخل ہو جائیں اور ان لوگوں نے آپ سے پینے کی چیزوں کی بابت (بھی) پوچھا کہ (کون سی حلال ہیں اور کونسی حرام) تو آپ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا ان کو حکم دیا صرف اللہ پر ایمان لانے کا (یہ کہکر) آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ صرف اللہ پر ایمان لانا کس طرح ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد خدا کے رسول ہیں اور (ان کو حکم دیا) نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا اور رمضان کے روزے رکھنے کا اور (حکم دیا) اس بات کا کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ (بیت المال میں) دیدیا کرو اور چار چیزوں میں (بنانے) سے ان کو منع کیا حنتم سے اور دبا سے اور نقیر سے اور مزفت سے اور کہا کہ (ان

عباس مرفت کی جگہ) مقیر کہا کرتے تھے) اور آپ نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد کر لو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی اطلاع دو۔

باب جو (حدیث میں) آیا ہے کہ اعمال (کے نتیجے) نیت اور خیال کے موافق (ہوتے) ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی (یہ بھی ہمارے موافق ہے) کیونکہ اعمال میں ایمان اور وضو اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور صوم اور (تمام) (احکام شرعیہ) داخل ہو گئے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ قل کل یعمل علےٰ شاکلتہ (یعنی علےٰ نیتہ اور آدمی کا اپنی بی بی پر خرچ کرنا اور اگر وہ ثواب سمجھے تو صدقہ ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیکن (اب صرف) جہاد و نیت باقی ہے۔

(۵۱) عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال (کے نتیجے) نیت کے موافق (ہوتے) ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ نیت کرے لہٰذا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی تو (خدا کے ہاں) اس کی ہجرت اسی رکام کے لئے (لکھی جاتی) ہے جسکے لئے اس نے ہجرت کی ہو۔

(۵۲) ابو مسعود نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب مرد اپنی بی بی پر ثواب سمجھکر خرچ کرے تو وہ اس کے حق میں صدقہ کا حکم رکھتا ہے۔

(۵۳) سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اُن سے) فرمایا کہ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو کچھ خرچ کرو گے (قلیل یا کثیر) اس کا ثواب تمہیں ضرور دیا جائیگا یہاں تک کہ جو (لقمہ) تم اپنی بی بی کے منہ میں رکھو (اس کا بھی ثواب ملے گا)

باب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اللہ اور اسکے رسول اور ائمہ مسلمین کے لئے خالص رہنا دین ہے اور اللہ پاک کا قول اذا نصحوا للہ ورسولہ (بھی ہمارے مقصود کی دلیل ہے)

(۵۴) جریر بن عبد اللہ بجلی کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کے (اقرار) پر بیعت کی۔

(۵۵) زیاد بن علاقہ کہتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبد اللہ سے سنا جس دن مغیرہ بن شعبہ مرے وہ کھڑے ہو گئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے خوف اور وقار اور آہستگی کو اپنے اوپر لازم رکھو یہاں تک کہ امیر تمہارے پاس آجائے اس لئے کہ امیر تمہارے پاس ابھی آتا ہے پھر کہا کہ تم لوگ اپنے امیر (متوفی) کے لئے (خدا سے) معافی مانگو کیونکہ وہ (خود بھی اپنے بجلوں کے قصور) معاف کر دینے کو پسند کرتے تھے پھر کہا کہ اما بعد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں تو آپ نے مجھے مسلمان رہنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی شرط کرائی پس اسی پر میں نے آپ سے بیعت کی قسم اس مسجد کے پروردگار کی بیشک میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں اس کے بعد انہوں نے استغفار کیا اور منبر سے اتر آئے۔

---

# کتاب العلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب علم کی فضیلت کے بیان میں اور اللہ بزرگ و برتر کا فرمانا یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات واللہ بما تعملون خبیر اور اللہ تعالےٰ کا فرمانا رب زدنی علما (علم کی فضیلت کی دلیل ہے)

باب جس شخص سے کوئی علم (کا مسئلہ) پوچھا جائے اور وہ کسی بات میں مشغول ہو تو (اس کو چاہئے کہ) بات کو پورا کرے تب سائل کو جواب دے۔

(۵۶) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) اس حالت میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں لوگوں سے (کچھ) بیان کر رہے تھے کہ ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی بات) بیان کرتے رہے اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کا کہنا سن (تو) لیا مگر (چونکہ) اس کی بات آپ کو بُری معلوم ہوئی اس سبب سے آپ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں یہاں تک کہ جب آپ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا کہ کہاں ہے (میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد یہ لفظ تھے) قیامت کا پوچھنے والا سائل نے کہا یا رسول اللہ میں (یہاں) ہوں آپ نے فرمایا جس وقت امانت ضایع کر دی جائے تو تو قیامت کی انتظار کرنا اس نے پوچھا کہ امانت کا ضایع کرنا کس طرح ہوگا آپ نے فرمایا جب کام ناقابل کے سپرد کیا جائے تو تو قیامت کا انتظار کرنا۔

باب جو شخص علم (کے بیان کرنے) میں اپنی آواز بلند کرے (تو وہ گنہگار نہیں)

(۵۷) عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ ہم سے ایک سفر میں جو ہم نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں کیا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپ ہم سے اس حال میں ملے کہ نماز میں ہم نے دیر کر لی تھی اور ہم وضو کر رہے تھے تو (جلدی کے مارے) ہم اپنے پیروں پر پانی لگانے لگے (کیونکہ دھونے میں دیر ہوتی) پس آپ نے اپنی بلند آواز سے دو مرتبہ فرمایا کہ (پیروں کے) ایڑیوں کو آگ کے (عذاب) سے جلانے والی ہے

باب محدث کا حدیث بیان کرتے وقت حدثنا اور اخبرنا اور انبانا کہنا (سلف سے ثابت ہے) اور ہم سے حمیدی نے کہا کہ ابن عیینہ کے نزدیک حدثنا اور اخبرنا اور انبانا اور سمعت (سب کے مواقع استعمال) ایک ہی تھے اور ابن مسعود نے کہا کہ حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق اور شقیق نے عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا کہ سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کلمۃ کذا اور حذیفہ نے کہا ہے کہ حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثین اور ابو العالیہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یروی عن ربہ اور انس نے کہا کہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرویہ عن ربہ اور ابو ہریرہ نے کہا ہے کہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرویہ عن ربکم تبارک وتعالیٰ۔

وغیرہ

# شاہ جیلان کی نرالی شان

(از جناب مولانا شیخ محمد یاسین صاحب قدوائی قادری خیرآبادی)

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ واولیاءہ اجمعین۔ اما بعد

**تمہید** برادران اسلام! چونکہ بوجب حدیث ذکر اولیاء اللہ تنزل الرحمۃ کے جہاں اور جس جگہ فکر اولیاء اللہ کا ہوتا ہے وہاں پروردگار عالم کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اس لئے آج اس وقت میں ایک ایسی بزرگ اور برتر ہستی کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں جس کا اگر ہر گروہ اولیاء اللہ کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا وہ ذات پاک حضرت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر غوث الاعظم قطب ربانی محبوب سبحانی شہید محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آگی ہے ؎

زبان بہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا — کہ میری نطق نے بوسے مری زبان کیلئے

ہاں یہی وہ ذات گرامی ہے کہ جس کی دنیا میں تشریف آوری سے بہت پہلے بہت سے اولیاء کرام و صوفیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی ہے کہ ایک جوان عجمی ظاہر ہوگا جو بغداد میں وعظ کہیگا اور قطب زمانہ ہوگا اور فرمائیگا کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل اولیاء اللہ پس تمام اولیائے زمانہ اس کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں گے۔

بدہ دست یکے از مہتران ایدل بدست شاہ جیلانی — کہ دست او بود اندر حقیقت دست یزدانی

نشان شان بجوئی بیان سر مکنونی — بصورت مثل پیغمبر بسیرت مرتضیٰ ثانی

امیر دستگیر غوث الاعظم قطب ربانی — حبیب سید عالم زہے محبوب سبحانی

کہ میگوید ترا در حسن و صورت یوسف ثانی — کہ او محبوب یعقوب است تو محبوب سبحانی

نیاز اندر جناب پاک آواز قدسیاں باید — کہ آید جبرئیل از بہر کار و بار دربانی

**ولادت غوث پاک** برادران اسلام! آپ کا نام عبد القادر اور خطاب محی الدین اور کنیت ابو محمد ہے اور القاب آپ کے غوث الاعظم غوث صمدانی قطب ربانی پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی ہیں۔ اور آپ بسلسلہ نسب و نسب پدری و مادری حسنی الحسینی سید ہیں آپ کے والد ماجد کا نام مبارک سید ابو صالح موسیٰ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام پاک ام الخیر فاطمہ ثانی رضی اللہ عنہا تھا۔

آپ ۲۹ شعبان المعظم ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ کو اتوار کا دن گذر جانے کے بعد رمضان کی چاند رات کی صبح صادق کے وقت پیر کے دن گویا رمضان المبارک کی یکم تاریخ کو قصبہ جیلان میں پیدا ہوئے اور اسی دن روزہ رکھ لیا آپ کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ صاحبہ کی عمر ۶۰ سال اور والد ماجد کی اسی سے بھی زیادہ تھی آپ کی پیدائش کے سال میں قصبہ جیلان کی جتنی عورتیں حاملہ تھیں سبھوں کے لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوئے اور جتنے لڑکے پیدا ہوئے آپ کی برکت سے سب ولی اللہ ہوئے آپ اپنی مادر مشفقہ کے بطن مبارک ہی میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے اور جب وہ جھینک آنے پر الحمد للہ فرماتیں تو آپ بطن مبارک ہی سے یرحمک اللہ جواب دیا کرتے تھے ؎

مرحبا اے سرو بستان رسول — مرحبا اے گلدستۂ شاخ بتول

مرحبا اے سرگروہ اولیا — مرحبا اے افتخار اصفیا

مرحبا اے جان شرع مصطفےٰ — مرحبا اے یادگار مرتضےٰ

مرحبا اے قدر عنائے جمال — حق نے کیا کچھ آپ کو بخشا کمال

حامی دین نبی محترم — معدن حلم و حیا ابر کرم

آپ ہی کا ہے یہ اوج و اعتلا — دوش ارباب ولا ہیں زیر پا

اے شہ گردوں حشم خورشید جاہ — غوث الاعظم محی دین عالم پناہ

مرتبے تیری مے سے ہے سارا جہاں — عام ہے تیرا کرم اے شاہ شہاں

رحم سے مجھ پر بھی کر اپنی نگاہ — اے خدا کے دوست اے عالم کے شاہ

**ایام طفلی میں آثار بزرگی** برادران اسلام! معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور غوث رحمۃ اللہ علیہ کی ایام شیر خوارگی میں جب کبھی رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو آپ برابر روزہ رکھتے رہے ایک دفعہ رمضان شریف کے رویت ہلال میں اختلاف ہوا تو آپ ہی کے روزہ رکھنے سے سند لی گئی جب آپ ذرا بڑے ہوئے اور اپنے ہمجولی بچوں کے ساتھ قصد فرماتے تو نہایت آواز آتی کہ الی یا صبارک یعنی اے مبارک کہاں جاتے ہو ہماری طرف متوجہ ہو کہ ہم ہی تمہارے بہترین یار ہیں آپ اس غیبی آواز سنکر ڈر کے اور اپنی والدہ مشفقہ کی گود میں چھپ رہتے تھے بعد حصول مراتب تفرد و درویشی یہ آواز آپ کو اکثر خلوت میں سنائی دیتی رہی۔

ایک بار آپ نے اپنی دو سالہ عمر میں ایک بیل کے پکڑنے کا قصد فرمایا بیل نے بحکم خدا فصاحت سے کہا ما لھذا خلقت ولا بھذا امرت یا حضرت نہ آپ میرے پکڑنے کے لئے پیدا کئے گئے اور نہ آپ کو اس کا حکم دیا گیا آپ بیل کی یہ تقریر سنکر اپنی والدہ کی گود میں چھپ رہے۔ اسی طرح آپ ایک بار اپنے صحن خانہ میں تشریف فرما تھے کہ غیب سے ندا ہوئی کہ اے عبد القادر عاشق چاہتے ہو یا معشوقی آپ کے والدہ صاحبہ سے مشورہ لیا والدہ صاحبہ نے از راہ شفقت فرمایا کہ بیٹا عاشق ہونا مشکل ہے معشوقی منظور کرلے آپ نے کہا اے مادر مہربان خدا کی مرضی میں رائے دینا مناسب نہیں جو کچھ وہ عطا فرمائے وہ قبول کرنا چاہیئے آپ کی والدہ صاحبہ اس بات سے بہت خوش ہوئیں اور دونوں درجوں کے حصول کی دعا دی یہ دعا قبول ہوئی اور ضدا نے آپ کو عاشقی اور معشوقی دونوں درجوں سے سرفراز فرمایا اسی واقعہ سے آپ محبوب سبحانی ہوگئے۔

**آغاز تعلیم** جب حضور محبوب سبحانی کی عمر پانچ سال ہوگئی تو آپ کے والد صاحب آپ کو خاص قصبہ جیلان کے عالم و فاضل عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور کہا کہ آپ میرے اس نونظر کو بسم اللہ شروع کرا دیجئے علامہ موصوف نے آپ سے کہا کہ یہاں پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپ نے حکم کی تعمیل کی اور پوری بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورہ فاتحہ

الحمد پڑھی پھر الم سے شروع کر کے اٹھارہ پارہ زبانی سنا دیئے علامہ ممدوح نے کہا اور پڑھیئے آپ نے فرمایا کہ بس اسی قدر یاد ہے کیونکہ میری والدہ صاحبہ کو قرآن شریف اسی قدر یاد تھا ایام حمل میں وہ پڑھا کرتی تھیں تو میں نے بھی یاد کر لئے آپ جب مدرسہ میں پڑھنے کے واسطے تشریف لیجایا کرتے تو غیب سے آواز آتی افسحوا لولی اللہ اے لڑکو ولی اللہ کے واسطے جگہ خالی کر دو اسی واقعہ سے آپ کو اپنا ولی اللہ ہونا معلوم ہوا۔ کیا خوب کسی نے آپ کی شان میں کہا ہے کہ ؎

اے نور چشم مصطفےٰ محبوب سبحانی لقب — خورشید برج ہاشمی عالی نسب والا حسب
اے مظہر ذات خداحق سے نہیں ہے تو جدا — تیری رضا حق کی رضا تیری طلب حق کی طلب
گو اور ہیں دلبر بہت لیکن کہاں یہ دلبری — کیا کیا تری دلداریاں کرتا ہے ہر دم تیرا رب

## حصول تعلیم کے واسطے بغداد کا سفر راہ میں سچائی اور محبوبیت کی جھلک

برادران ملت باقریب اٹھارہ سال تک حضور غوث پاک محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے قصبہ جیلان میں تعلیم حاصل کرتے رہے آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو چکا تھا نانا صاحب کی سرپرستی میں جو کچھ تعلیم ہوئی وہ ہوئی اس کے بعد آپ بموجب حدیث شریف اطلبوا العلم ولو کان بالصین طلب علم میں بغداد شریف جانے کا قصد فرمایا جب آپ کی والدہ ماجدہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اسی دینار جو آپ کے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ کے ترکہ سے ملے تھے لائیں آپ نے ان دیناروں میں سے چالیس دینار اپنے بھائی کے واسطے جن کا اسم گرامی ابو عبداللہ احمد رحمتہ اللہ علیہ ہے) چھوڑ دیئے اور چالیس دینار خود زاد راہ کے واسطے لئے جن کو آپ کی والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا نے آپ کی عبا کی بغل میں سی دیئے اور دعائے خیر دیکر رخصت کیا اور چلتے وقت فرمایا کہ بیٹا تیرا خدا حافظ ہے اب کے بچھڑے قیامت میں ملیں گے مگر میری ایک نصیحت یاد رکھنا وہ یہ کہ کبھی کسی حالت میں جھوٹ مت بولنا آپ اس نصیحت کو بگوش ہوش سنکر ایک قافلے کے ساتھ جو بغداد جاتا تھا روانہ ہوئے راہ میں جب قافلہ ہمدان کے جنگل سے گذرا تو اس قافلہ پر ساٹھ ڈاکوؤں نے حملہ کیا سب کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا آپ سے ایک ڈاکو نے مالیت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے صاف اور سچائی کے ساتھ کہدیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں اس نے تلاش کئے تو نہیں ملے تو آپ کو اپنے سردار کے پاس پکڑ لے گیا آپ نے وہاں بھی کہدیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں اور میری بغل میں سلے ہوئے ہیں وہ سردار متعجب ہوا اور کہا جبکہ تمہارے دینار ہم کو تلاش سے بھی نہ ملے تو تم نے کیوں بتا دیئے کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم سبھوں کا مال چھین لیتے ہیں آپ نے فرمایا جانتا ہوں اور بچشم خود دیکھا بھی ہے مگر چونکہ میری والدہ صاحبہ نے چلتے وقت نصیحت کی تھی کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا اس لئے جھوٹ نہیں بولا۔ تعزافوں کا سردار آپ کی تقریر سے آنکھوں سے آنسو بہا کر کہنے لگا کہ تم نے اپنی ماں کا عہد نہ توڑا اور افسوس کہ میں مدت دراز سے اپنے رب کا عہد توڑے ہوئے ہوں اس کے بعد وہ قزاق آپ کے قدموں پر گر پڑا اور بیعت توبہ کی اس کے بعد تمام قزاقوں نے بھی آپکے دست حق پرست پر توبہ کی اور سبھوں کا مال و اسباب واپس کر دیا اور ہمیشہ کے واسطے قزاقی سے توبہ کر لی یہ پہلی بیعت آپ کے ہاتھ پر ہوئی کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

سچ کہو ہمیشہ سچ — ہے بھلے مانسوں کا پیشہ سچ
سچ ہے دنیا میں نیکیوں کی جڑ — سچ نہ ہو تو جہاں جائے اجڑ

اس کے بعد آپ نے بغداد میں پہنچکر متعدد اساتذہ سے قرآن کو جو جیلان میں ہی حفظ کر چکے تھے قرأت تجوید کے ساتھ پڑھا پھر فقہ و اصول فقہ و تفسیر و حدیث ادب وغیرہ علوم تمام و کمال حاصل کئے آپ کے تمامی اساتذہ کے اسمائے گرامی اگرچہ اس وقت میرے پیش نظر ہیں مگر بخوف طوالت ترک کرتا ہوں کیونکہ اوڈیٹر رسالہ ہونا کی فرمائش ہے کہ اختصار کو مدنظر رکھنا۔

## عوام شریعت کے بعد علم طریقت کی طلب

برادران اسلام! جب حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ علوم شریعت سے فراغت حاصل کر چکے تو علم طریقت کی طرف قدم بڑھایا خلوت نشینی اختیار کی آبادی کو چھوڑ کر جنگل میں قیام کیا اور بڑی سختی کے ساتھ ریاضت اور مجاہدات میں مشغول ہو گئے ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں میں پھرتے رہے اور جنگل میں جو پھل مباح ملے انھیں پر گذر کیا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی روزانہ ایک پیر پر کھڑے ہو کر ایک قرآن پاک ختم کرتے رہے۔

## پیر طریقت سے بیعت کے اسباب

اسی عرصہ میں مجاہدات میں جبکہ آپ گیارہ سال تک برج عجمی میں قیام پذیر رہے تھے ایک بار عہد کیا کہ جب تک خود اللہ پاک اپنے ہاتھ سے مجکو نہ کھلائے گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا چالیس دن کے بعد ایک شخص کھانا پانی آپ کے سامنے رکھ جاتا گیا اگرچہ آپ کے نفس نے بہت زور کیا مگر آپ نے عہد نہ توڑا آپ کے باطن سے بھوک بھوک کی صدا بلند ہوئی مگر آپ نے پرواہ نہ کی اسی اثنا میں حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے پیر طریقت ہونا مقدر ہو چکے تھے تشریف لائے اور کہا اے عبدالقادر یہ آواز کیسی ہے آپ نے کہا میرے نفس کی آواز ہے جو بھوک سے دیوانہ ہو رہا ہے مگر میری روح مولا تعالےٰ کے خیال میں لگی ہوئی ہے اور سکون و قرار میں ہے۔

اس پر حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو مگر آپ نہ گئے پھر حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ حکم خداوندی ہے کہ تم شیخ ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ کے پاس جاؤ اس حکم سے آپ شیخ رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے و مواظبت میں کھڑے رہے آپ کو اندر لے گئے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا اور پانی پلایا۔ حضرت شیخ کے ہاتھ سے جو لقمہ آپ کے شکم میں جاتا تھا آپ کی باطنی نورانیت کو برابر ترقی دیتا تھا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت طریقت کی حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ ذکر و شغل تعلیم و تلقین کئے ان پر کاربند ہو کر تھوڑے عرصہ میں خرقہ خلافت سے سرفرازی حاصل کی اس کے بعد آپ کے باطنی نورانیت میں اور بھی ترقی ہو گئی پھر آپ کو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خلعت غوثیت مرحمت ہوا۔

## محی الدین لقب پانیکی وجہ

ایک بار آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو محی الدین لقب کیونکر ملا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار میں سفر سے واپس ہو کر بغداد کے کنارہ پر پہنچا وہاں ایک ضعیف و نحیف شخص کو پڑا ہوا دیکھا مگر اس کا چہرہ پر رونق تھا اس نے مجکو السلام علیکم کہا میں نے جواب دیا پھر اس نے مجکو پاس بلایا میں گیا تو مجھ سے کہا کہ آپ مجکو اٹھا کر بٹھلا دیں میں نے اٹھا کر بٹھلا دیا اور پوچھا کہ تم کون بزرگ ہو اس نے جواب دیا کہ آپ کے جد امجد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام ہوں ناپاکوں اور گمراہوں نے میری یہ حالت کر دی الحمد للہ کہ آپ کے ذریعہ سے میں پھر زندہ ہوں گا کیونکہ آپ محی الدین (یعنی دین کو زندہ کرنے والے) ہیں پھر میں اسے وہیں چھوڑ کر شہر میں چلا آیا چونکہ جمعہ کا دن تھا مسجد گیا وضو کیا دو رکعت نماز نفل پڑھکر جو سلام پھیرا تو ایک مجمع کو اپنے گرد پایا سب میرے ہاتھ پاؤں چومتے تھے اور مجکو محی الدین کے لقب سے مخاطب کرتے تھے اس سے پہلے یہ میرا لقب نہ تھا۔

## وعظ و نصائح کی ابتدا

۱۲ شوال ۵۱۱ھ یوم شنبہ کو وقت شب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ اے بیٹے کلام کیوں نہیں کرتے حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں عجمی ہوں فصحائے عرب کے سامنے کیونکر زبان کھول سکتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اچھا منہ کھولو حضور غوث رحمۃ اللہ علیہ نے منہ کھولا تو جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سات بار آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی بلا پس و چون کا رستہ کی طرف ساتھ حکمت اور بہترین صورت کے پڑھکر حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حلق میں پھونک دیا اس وقت آپ کا سن مبارک ۴۰ سال ایک ماہ اور ۱۶ یوم کا تھا آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ برکت حاصل کر کے اسی روز بغداد میں ظہر کی نماز کے بعد منبر پر تشریف لے آئے اور صرف چند کلمات ارشاد فرمائے جن کو سنکر سامعین کو وجد و حال ہو گیا اور آپ کے وعظ کی تمام شہر میں دھوم مچ گئی اس کے بعد آپ ہمیشہ وعظ و تلقین فرماتے رہے آپ کی محفل وعظ میں ہر طبقہ اور ہر درجہ و رتبہ کے لوگ شریک ہو کر فیضیاب ہوتے تھے یہانتک کہ اجنہ اور ملائکہ از ارواح انبیاء علیہم السلام کی بھی شرکت ہوتی تھی کافر و مشرک فاسق و فاجر ملحد و دہریے سب ہی ہوتے تھے اور آپ کی تقریر کا اس قدر گہرا اثر لوگوں پر ہوتا تھا کہ آپ کی محفل وعظ جب برخاست ہوتی تھی تو اس میں بہت سے بیہوش اور مردوں کے جنازے نکلتے تھے۔

## حضور غوث پاک کا وصال

جب اسی طرح وعظ و تلقین اور نصائح پند کرتے ہوئے آپ کی عمر شریف ۹۳ سال کی ہو گئی تو جناب اللہ آپ کو پیغام وصال پہنچا آپ نے لبیک فرمایا اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان مبارک سے فرماتے باختلاف روایت ۱۱ یا ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو دوشنبہ دن گذر کر رات کو بعد نماز عشاء کے اپنے اس حبیب سے کہ جسکے آپ محبوب تھے واصل ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کے جنازہ کے ساتھ خلقت کا اس قدر ازدحام تھا کہ ان کو دفن کرنا مشکل ہو گیا اسی وجہ سے رات کو آپ کے مدرسہ میں دفن کرنے کا فرض ادا کیا گیا۔

قطعہ تاریخ وفات یہ ہے۔

| | |
|---|---|
| جناب غوث الاعظم قطب عالم | کہ نورش تافت از سہ تابہا ہی |
| سنینش کامل و عاشق تو لد | وصالش دل بمعشوقا الٰہی |
| ۴۷۱ھ | ۵۶۱ھ |

برادران اسلام! یہ ہے مختصر سوانح عمری حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی جس کو میں نے محض تعارف کے واسطے پیش کیا اور نہ سال گذشتہ کے ماہ ربیع الثانی میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح حیات بذریعہ اسی رسالہ موسومہ پیش کر چکا ہوں اب میں اس مختصر سوانح عمری کے بعد آپ کے دیگر حالات عرض کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ حضرات ان حالات و واقعات سے دلچسپی حاصل کرینگے اس کے بعد میں آپ کے چند پند و نصائح و اقوال جو آپنے مجالس وعظ و دیگر مواقع پر ہر طبقہ و درجہ کے حضرات و اشخاص کو جدا جدا مخاطب کر کے ارشاد فرمائے ہیں بیان کرتا ہوں لیکن اس قبل ایک غزل آپ کی شان میں سناتا ہوں جو کسی نے خوب لکھی ہے ؎

| | |
|---|---|
| نبی جی کا ہے تم پر پیار یا محبوب سبحانی | علی کے ہو دل و دلدار یا محبوب سبحانی |
| جرا غان دو دمان اہلبیت مصطفےٰ تم ہو | منور تم سے ہے گھر بار یا محبوب سبحانی |
| گل باغ علی ہو ثمرۂ نخل حسینی ہو | حسن کے تم ہو برخوردار یا محبوب سبحانی |
| زمرد ہو حسن کے لعل ہو کان حسینی کے | علی کے ہو در شہوار یا محبوب سبحانی |
| مقالی المحبا سات الوصال کی رسا سکر | مذاق رند ہے سرشار یا محبوب سبحانی |

## حضور غوث پاک کے پند و نصائح و مواعظ حسنہ و اقوال

برادران اسلام!

زمانہ نبوت کو گذرے ہوئے سارے چار سو برس سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جیسے آفتاب ہدایت کی ہدایات کے انوار کی چاندنی پھیکی پڑنے لگی تھی اسلام کے آثار اغیار و اجانب کی خانہ جنگیوں اور ریشہ دوانیوں سے قریب قریب برباد ہو چلے تھے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنی رحمت خاص سے ایک دوسرے ماہتاب ہدایت کو کہ جن کو زمانہ حضرت پیران پیر دستگیر غوث الاعظم کے لقب سے یاد کرتا ہے خلق کی ہدایت کے واسطے بھیجا جنھوں نے بحکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلق کی ہدایت کا بیڑا اٹھایا اور بڑی محنت و جانفشانی سے تقریباً چالیس سال تک وعظ و نصائح سے کام لیتے رہے جس کی وجہ سے اسلام میں از سر نو جان تازہ آگئی اور کفر و شرک الحاد و بدعت کی کالی آندھیاں دور ہو کر نور اسلام چمکنے لگا کیا خوب کسی نے کہا ہے ؎

| | |
|---|---|
| جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا | کوئی پردے سے کیا نکلا کہ ہر جانب اجالا تھا |

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال اور مواعظ حسنہ و پند و نصائح و تعلیم و تلقین تو میں کیا بیان کر سکتا ہوں اور میں کیا بلکہ میرا گمان غالب ہے کہ آجتک کسی نے بھی نہ بیان کیا ہوگا اس لئے میں آپ کے چند کلمات و نصائح عرض کرتا ہوں۔

## فقر سے پہلے حصول علم ضروری ہے

چنانچہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار

ارشاد فرمایا کہ لوگو علم پڑھو پھر گوشہ نشین ہو کیونکہ جو شخص بدون علم کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس کے تمام کام بجائے سدھرنے کے الٹے بگڑ جاتے ہیں (اس لئے) پہلے اپنے ساتھ میں شریعت الٰہی کا چراغ لے لو پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالےٰ اس کے علم کو وسیع کر دیتا ہے اور وہ علم جو اسے حاصل نہ تھا (یعنی علم لدنی) سکھلا دیتا ہے تم اسباب اور تمام خلق سے منقطع ہو جاؤ وہ تمہارے دل کو مضبوط اور عبادت و پرہیزگاری کی طرف اس کا خیال کر دیگا تم ماسوا اللہ سے جدا رہو اور اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈرتے رہو خدا تعالےٰ سے نیک نیت رکھو چالیس روز تک اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہو گے تو تمہارے دل سے زبان کی راہ چشمے پھوٹ نکلیں گے اور تمہارا دل اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح محبت الٰہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتش محبت دیکھ کر تمہارا نفس تمہاری خواہش تمہارے شیطان، تمہاری طبیعت تمہارے ساتھ اور وجود سے لپٹنے لگے گا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام سر سے اس کی ندا ہو گی کہ میں تمہارا رب ہوں تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ مجھے پہچان کے اور میرے ماسوا کو بھول جا تجھ سے ہی علاقہ رکھ اور سب علاقہ توڑ دے میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر میرے علم سے میرا القرب حاصل کر پھر جب لقا تمام ہو جائے گی تو تمہیں حاصل ہو گا جو کچھ کہ حاصل ہو گا الہام ہو گا اور حجاب زائل ہو جائینگے اور کدورت دور ہو جائے گی اور نفس بھی ساکن ہو جائے گا اطمینان کر لیا ہو نے لگیں گے خطاب ہو گا کہ فرعون نفس و خواہش کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس لے آؤ میں انھیں ولایت کروں گا اور جا کر ان سے کہنا کہ تم میری پیروی کرو میں تمہیں نیک راہ بتاتا ہوں۔

## علم حاصل کرنیکی تاکید

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے غلام علم پڑھ اور اخلاص لا تاکہ تو نفاق کے چلن لے اور قید سے خلاصی پائے علم اللہ عزوجل کے لئے طالب کر نہ مخلوق اور دنیا کے لئے علم الٰہی طلب کرنے کی علامت امر و نہی کے وقت خوف کرنا اور ڈرنا ہے اے جاہل اللہ عزوجل کے لئے علم پڑھ اور اس پر عمل کر وہ تجھے ادب دیگا علم زندگی ہے اور جہالت موت ہے۔

## عالموں کی صحبت میں بیٹھنے کی تاکید

اے جاہلو! عالموں سے ملو اور ان کی خدمت کرو اور ان سے علم پڑھو علم علماء سے ہی حاصل کیا جاتا ہے علماء کے ساتھ نیک ادب ملحوظ رکھو ان پر اعتراض کرنے سے بچو اور ان سے فائدہ حاصل کرنیکی غرض سے ان کی صحبت کو لازم پکڑو تاکہ تم کو ان کے علوم سے فائدہ پہنچے۔

## واعظوں سے خطاب

اے واعظ نہیں افسوس! تو اس مقام پر چڑھ کر بیٹھتا ہے جو مقام ان خدا کا مقام ہے لوگوں کو وعظ سناتا ہے پہلے تو اپنے نفس کو وعظ سنا کیا تو نجات پا گیا ہے اور نہی سے رکا ہے یقیناً تو نجات نہ پائے گا اور نہ وہ نجات پائیگا واعظ معلم اور مؤدب ہے اور بچے والے بچوں کی طرح علم حاصل نہیں کر سکتا جب تک خفگی اور دل آزاری اور تر مروتی سے کام نہ لیا جائے ایسے بہت کم ہیں جو محض خدا کے عزوجل کی عنایت سے بغیر اس کے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

## اہل علم لوگوں سے خطاب

اے اہل علم کے مدعی تجھ پر افسوس! کہ علم کا تو دعویٰ کرتا ہے اور جاہلوں کی سی خوشی کرتا ہے اور انہیں کی طرح غصہ میں آتا ہے دنیا اور خلق کو اپنی طرف متوجہ ہونے پر خوش ہوتا ہے تیرے دل کو سخت کرنے اور حکمت کو فراموش کرنے کا موجب ہے مومن کی خوشی صرف اللہ عزوجل کی محبت میں ہے وہ اس کے غیر کے ساتھ۔ اے عالم اپنے علم کو دنیا داروں کے نزدیک معزز عزت والے کو ذلیل کے عوض فروخت مت کر عزت والا تیرا علم ہے اور ذلیل دنیا کا مال ہے جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔

## فقرائے تخاطب

اے فقیر تو غنی بننے کی تمنا مت کر کیا عجب ہے کہ وہ تیری بربادی کا موجب ہو اور اے مبتلا مرض تو تندرستی کی آرزو مت کر شاید وہ تیری ہلاکت کا سبب ہو صاحب عقل بن اپنے تئیں کو محفوظ رکھ تیرا انجام محمود ہو گا قناعت کر اسی پر جو تجھ کو حاصل ہے اور اس پر زیادتی کا خواہاں مت ہو جو چیز حق تعالیٰ تیرے مانگنے پر دے گا وہ مکدر ہو گی میں اس کو آزما چکا ہوں البتہ اگر بندہ کو قلب کے اعتبار سے مانگنے کا حکم ہو تو وہ سوال میں کچھ مضائقہ نہیں (کہ حکم کے وقت جو مانگے گا اس میں برکت دی جائے گی اور گندگیاں اس سے دور کر دی جاویں گی اور مناسب ہے کہ عفو جرائم و عافیت دارین اور دین و دنیا و آخرت میں دائمی معافی تیرا سوال اکثر اوقات فقط اسی سوال پر قناعت کر اپنی جوانی اور اپنی قوت اور اپنے مال کے گھمنڈ میں اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق پر تکبر مت کر ورنہ وہ تجھ کو گرفتار کرے گا۔ اور پکڑے گا ان کا سا پکڑنا جنکو پہلے پکڑ چکا ہے پس اسکی پکڑ سخت دردناک ہے تجھ پر افسوس ہے کہ تیری زبان تو مسلمان ہے مگر تیرا قلب مسلمان نہیں تیرا قول مسلمان ہے مگر فعل مسلمان نہیں تو اپنی جبلت میں مسلمان ہے مگر سلوت میں مسلمان نہیں (اے فقیر ذرا اپنی حالت پر ٹھنڈے دل سے غور کر) کیا تجھکو معلوم نہیں کہ جب تو نماز پڑھے گا روزہ بھی رکھیگا اور سارے نیک کام کریگا مگر ان تمام اعمال سے اللہ تعالےٰ کی ذات مقصود نہ سمجھے گا تو منافق ٹھہرے گا اور اللہ عزوجل سے دور رہے گا اب اللہ کی جناب میں اپنے تمام افعال و اقوال جنمیں مقاصد سے توبہ کر فلاح پانے والے وہی لوگ ہیں جن کے اعمال میں مخلوق کی خوشنودی نہ ہو ایسے ہی لوگ صاحب یقین اہل توحید اور مخلص ہیں۔

## زاہدوں عابدوں سے خطاب

اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے زاہد! اور اے عابد!! اخلاص پیدا کر ورنہ (عمل کی فضول) مشقت مت اٹھاؤ۔ روزہ نماز اور موٹا جھوٹا کھانا اور پہننا نیت و اخلاص کے بغیر بلکہ نفسانیت اور خواہش نفس کی شمولیت میں تم کو بیمار معلوم ہونے تم پر افسوس۔ اللہ والوں کے عمل قلبی حیثیت سے کچھ اور ہی ہوتے ہیں وہ شریعت کی مصاحبت اور اس کی حدود کو محفوظ رکھکر تقدیر کے ساتھ لگے رہتے ہیں ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی چھپے بھی اور کھلے بھی خالق کے ساتھ بھی اور مخلوق کے ساتھ۔ ہر بزرگ کی بزرگی اور ہر حقدار کا حق لحوظ رکھتے ہیں کتاب اللہ کا حق کتاب اللہ کو دیتے ہیں اور سنت نبویہ کا حق سنت نبویہ کو اور ان کے قلوب میں

جو حق تعالیٰ کا علم ہے اس کا حق اس کو دیتے ہیں اہل و عیال کے حقوق اہل و عیال کو دیتے ہیں نفس کا حق نفس کو قلب کا حق قلب کو اور مخلوق کے حقوق مخلوق کو وہ شان تسلیم و تصرف اور قید و رہائی اور داد و ستد میں مشغول ہیں کہ قلوب اور باطن اور نفوس پر شرعی سزائیں قائم کرتے اور مخلوق کے محتسب بنتے ہیں۔

## صوفیوں سے خطاب

آپ نے صوفیاء کرام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ حلال کھانے سے اپنی صفائی کرو یقیناً حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے گی اپنے نوالہ اپنے کپڑے اور اپنے دل کو صاف کرو کہ (صوفی) صافی بنو گے۔ تصوف لفظ صفا سے مشتق ہے (صوف سے نہیں ہے پس) اے وہ شخص جس نے (صوفی بننے کے لئے اصوف (یعنی کمبل کا لباس) پہن رکھا ہے (سن) جو اپنے تصوف میں سچا صوفی ہے اس کا قلب مولا کے سوا تمام چیزوں سے صاف ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی رنگ میں رنگ کر (کپڑوں متغیر کرنے (اور ریاکاری کی ریشمیں کر کر کے (چہروں کو زرد بنانے اور (پیروں کی صورت بنا کر (کندھوں کو سکوڑنے اور (واعظ و مقرر بنکر) بزرگوں کی حکایتیں بیان کرنے میں زبان چلانے اور (کثرت سے ورد و وظائف اختیار کر کے (تسبیح و تہلیل میں انگلیاں (اور تسبیحیں) ہلانے سے حاصل نہیں ہوتی ہاں حق تعالیٰ کی طلب میں سچا بننے دنیا سے بے رغبت ہو جانے مخلوق کو قلب سے باہر نکالنے اور مولا کے سوا سب سے خالی ہو جانے سے حاصل ہوا کرتی ہے۔

## مریدوں سے خطاب

ایک بار آپ نے مجلس وعظ میں اپنے مریدوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اے مریدو میں تو وعظ کہہ رہا ہوں مگر تم بھاگ رہے ہو اور عمل نہیں کرتے میرا نام سارے ملک میں گونگا (رکھ چھوڑا ہے) کیونکہ میں دیوانہ اور گونگا اور بے زبان بنا رہتا تھا مگر مجھ کو راست نہ آیا (اور آخر کار) تقدیر نے مجھکو تمہاری طرف نکال کر چھوڑا میں تو (گمنامی و خلوت کے) تہ خانوں میں تھا مگر مقدر نے مجھکو باہر نکالا اور سند پر لا بٹھایا جھوٹ مت بول تیرے دل دو نہیں ہیں دل تو ایک ہی ہے جس چیز سے بھی بسر نہ ہو گیا پس دوسری چیز کی اس میں گنجائش نہ رہے گی حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے کسی شخص کے لئے بھی اس کے پیٹ میں دو دل نہیں رکھے ایک دل خالق اور مخلوق دونوں سے محبت کرے یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک قلب میں دنیا بھی ہو اور آخرت بھی یہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں جب قلب تو خالق کے لئے ہو اور چہرہ مخلوق کی طرف یہ ہو سکتا ہے مخلوق کی مصلحتوں اور ان پر شفقت کی خاطر ان کی طرف توجہ ہو تو بیشک جائز (مگر دل کا مخلوق سے لگانا کسی طرح بھی جائز نہیں) جو خدا سے ناواقف وہ ریا اور نفاق کیا ہے اور جو اس سے واقف ہوتا ہے وہ ایسا نہیں کیا کرتا۔ احمق تو حق تعالیٰ کی نافرمانی کیا کرتا ہے اور عاقل اس کی اطاعت کیا کرتا ہے دنیا جمع کرنے کا حریص ریا و نفاق برتتا ہے اور جس کی آرزو کوتاہ ہو جاتی ہے وہ ایسا نہیں کرتا بندہ مومن فرائض ادا کر کے حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا اور نوافل کے ذریعہ سے اس کا محبوب بنتا رہتا ہے اور اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جن کے لئے نوافل کا وجود ہی نہیں ہے بلکہ فرائض کے ادا کرنے کے بعد وہ نوافل پورے کرتے اور کہتے ہیں کہ چونکہ ہم کو ان کے ادا کرنے کی قدرت حاصل ہے لہٰذا وہ بھی ہم پر فرض ہی ہیں عمر بھر طاعات میں مشغول رہنا ہم پر فرض ہے غرض وہ کسی نفل کو بھی اپنے لئے (عملاً) نفل نہیں سمجھتے۔

ایک دوسری مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ صاحبزادے! تو کچھ بھی نہیں نہ تیرا اسلام ہی صحیح ہوا جو بنیاد ہے اور جس پر تعمیر ہوتی ہے اور نہ تیری شہادت (توحید و رسالت ہی) تام ہوئی تو کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ یعنی کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے مگر جھوٹ کہتا ہے کیونکہ معبودوں کا ایک بڑا گروہ تیرے قلب میں موجود ہے اپنے بادشاہ اور اپنے میر محلہ سے تیرا ڈرنا تیرے معبود بنے ہوئے ہیں تیرا نفع اور نقصان اور عطا اور منع میں مخلوق پر نظر پڑنا تیرے معبود بنے ہوئے ہیں تجھ پر افسوس کہ جب تو کچھ کہتا ہے تو اپنی بات کی تیج کرتا ہے لا الہ کلی نفی ہے اور الا اللہ کلی اثبات ہے کہ معبودیت صرف اللہ ہی کے لئے ہے کسی غیر کے لئے نہیں پس جس وقت بھی تیرے قلب نے اللہ عزوجل کے سوا کسی سے اعتماد کیا تو معبودیت کو حق تعالیٰ کے لئے مخصوص کرنے میں تو جھوٹا بن گیا اور وہی تیرا معبود بنا جس پر تو نے اعتماد کیا ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں (محض زبانی کلمہ تو منافق بھی پڑھ لیتے ہیں) قلب ہی ہے جسکے ساتھ ایمان کا تعلق ہے وہی موحد ہے وہی مخلص وہی متقی وہی پرہیزگار وہی زاہد وہی صاحب یقین وہی عارف وہی عامل اور وہی سردار باقی سب اس کے لشکر اور ماتحت ہیں جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو پہلے اپنے قلب سے کہہ اس کے بعد زبان سے اور اسی پر عمل کر اور اسی پر اعتماد کر اس کے سوا کسی پر بھی بھروسہ مت کر اور اپنے ظاہر کو شریعت کے ساتھ مشغول رکھ اور باطن کو حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ۔

## بادشاہوں وغیرہ سے خطاب

ایک مجلس وعظ میں جو کہ ۱۳۴۵ھ کو منعقد ہوئی تھی ارشاد فرمایا کہ اکثر بادشاہ اس زمانہ کے اللہ تعالیٰ کے مال اور اس کے بندوں کے متعلق ظالم اور خائن بنے ہوئے ہیں۔ بار الٰہا منافقوں کی شوکت توڑ دے اور ان کو ذلیل فرما یا ان کو تو بہ کی توفیق بخش اور ظالموں کا قلع قمع فرما اور زمین کو ان سے پاک کر دے یا ان کی اصلاح فرما۔ آمین۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے بادشاہو! اور اے خلاصوں! اے ملاحو! اور اے منصفو! اور اے متاقفو! اور اے مخلصو! (خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ) دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت نامتناہی وقت تک ہے (پس دنیا کے جھگڑوں میں پھنسکر آخرت کو دل سے فراموش نہ کرو اور ظلم و ستم سے باز آؤ) اپنے مجاہدہ اور زہد سے حق تعالیٰ کے سوا سب کو چھوڑ دو (اے بادشاہ وقت) اپنے رب کے غیر سے اپنے قلب کو پاک و صاف بنا (اور) سچ اس سے کہ کوئی تجھکو ٹکا کر نہ کہے یا تیرے مولا سے کوئی چیز تجھکو روک نہ لے اور ٹھہر جا۔

ایک بار آپ کے ہمعصر بغداد کے عباسی خلیفہ المقتفی بامر اللہ نے جب ابوالوفا یحییٰ بن سعید کو جو نہایت ظالم شخص تھا قاضی بنا دیا تو جب آپ کو خبر ہوئی تو ایک مجمع کثیر کے اندر جس میں خود خلیفہ موجود تھا آپ نے منبر پر چڑھکر خلیفہ سے مخاطب ہو کر علی الاعلان کہا کہ اے خلیفہ (تو نے ایک بہت بڑے

ظالم شخص کو قاضی مقرر کیا ہے کل قیامت کے دن خالق اکبر کی طرف سے تجھ سے اس کے متعلق سوال ہوگا تو کیا جواب دیگا جو خالق اکبر اپنی مخلوق پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہے آپ کی اس پر رعب و جلال تقریر سنکر خلیفہ کانپنے لگا اور زار زار رونے لگا اور اسی وقت قاضی مذکور کی معزولی کا حکم صادر فرمایا۔

## منافقوں سے خطاب

اے منافقو! اور اے مدعیو! اے جھوٹو! میں تمہاری ہوس کا قائل نہیں ہوں (کیونکہ باتیں بنانا اور کام کچھ نہ کرنا ہوس ہے طلب نہیں ہے) میں تمہارے چہروں سے شرماتا نہیں ہوں (کہ لحاظ کے سبب تم کو بداعمال نہ کہہ سکوں) اور میں تم سے کیوں شرماؤں جبکہ تم اپنے حق تعالیٰ سے نہیں شرماتے اس کے روبرو بیحیائی کرتے ہو اور اس کی نظر اور اس کے ان فرشتوں کی نظر کو جو تم پر مقرر ہیں (آدمیوں کی نظر سے بھی) حقیر سمجھتے ہو (کہ خلوتوں میں معصیت کرتے ہو حالانکہ خدا اور اس کے مقرر فرشتے دیکھتے اور تمہارے اعمال لکھتے رہتے ہیں) میرے پاس صدق ہے اس سے میں ہر کافر و کاذب اور منافق کا سر قلم کرتا ہوں جو نہ توبہ کرتا ہے اور نہ اپنی توبہ اور معذرت کے ہاتھوں سے اپنے رب کی طرف واپس ہوتا ہے۔

## عام مسلمانوں سے خطاب

صاحبو! اللہ عزوجل کا شکر کرو اس کے انعامات پر اور ان کو اسی کی طرف سے سمجھو کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ جو کچھ بھی نعمت تمہارے شامل حال ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اے خدا کی نعمتوں میں کر دیکھ لینے والو تمہاری شکر گذاری کیا ہو گئی اے وہ شخص جو اس کی نعمتوں کو خود کی طرف سے سمجھتا ہے (تجھے کیا ہو گیا ہے) کبھی تو تم اس کی نعمتوں کو غیر کی طرف سے سمجھتے ہو اور کبھی اپنے آپ کو ان کا مستحق سمجھکر اس کے منتظر رہتے ہو جو تمہارے پاس نہیں ہے اور کبھی ان نعمتوں سے اس کی معصیتوں پر اعانت حاصل کرنے لگتے ہو (یہ تمہارا کیا حال ہے)

(صاحبو!) جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جسکے لئے خیر کا کوئی دروازہ کھولا جائے تو اسے چاہیئے کہ اس کو غنیمت سمجھے کیونکہ یہ نہیں جانتا کہ کب بند کر دیا جائیگا۔ صاحبو! خوش ہو اور غنیمت سمجھو زندگی کے دروازے کو جب تک وہ کھلا ہوا ہے۔ غنیمت سمجھو اپنے دیندار بھائیوں یعنی واعظوں اور مولویوں اور سچے رہنماؤں اور حق کی طرف نصیحت کرنے والوں کی (دک ٹوک کے دروازہ کو کہ وہ ابھی تمہارے واسطے کھلا ہوا ہے (دیر نہ پھر کوئی بھی تو تمہاری بداعمالیوں سے روکنے یا نصیحت کرنے والا نہیں ملیگا اور نہ اس وقت کسی کی نصیحت تمہارے کام آسکتی ہے) لوگو بنا لو جو کچھ توڑ چکے ہو و سو جس کو بخس کر چکے ہو۔ سنوار لو جسکو بگاڑ چکے ہو اور صاف کر لو جس کو مکدر کر چکے ہو

صاحبو! تقدیر کی موافقت کرو اور عبد القادر کی بات مانو جو تقدیر کی موافقت میں کوشاں ہے تقدیر کے ساتھ میری موافقت ہی نے مجھکو قادر کی طرف آگے بڑھایا ہے نزول تقدیر کے وقت حق تعالیٰ شانہ پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی، موت ہے توحید کی اور موت ہے توکل اور اخلاص کی۔ ایمان والا قلب لفظ کیوں اور کس طرح کو نہیں جانتا وہ نہیں جانتا کہ "بلکہ" کیا ہے اس کا قول تو صرف ہاں ہے (کہ حکم تقدیری کی موافقت کرتا ہے اور چون و چرا رائے زنی نہیں کرتا) نفس کی عادت ہی ہے کہ خلاف اور نزاع کرے پس جو شخص اس کی پرستش چاہے وہ اس کو اتنا مجاہدہ میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر ہو جائے نفس تو شہر ہی شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا اور مطمئنہ ہو جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجا لانے اور گناہوں کے چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے۔

صاحبو! آؤ ہم سب اللہ عزوجل اور اس کے فعل اور تقدیر کے سامنے جھکیں اور اپنے ظاہری اور باطنی سروں کو جھکا دیں تقدیر کی موافقت کریں اور اسکے ہم رکاب بنکر چلیں کہ وہ بادشاہ کی اچھی ہوئی ہے ہمیں اس کے بھیجنے والے کی وجہ سے اس کی عزت کرنی چاہیئے پس جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے تو وہ ہم کو اپنے ساتھ اٹھا کر قادر (خلاق) تک لیجائے گی اور اس جگہ فلاح اللہ سچے ہی کی ہے اس کے دریائے علم سے پینا اور اس کے خوان فضل سے کھانا اور اس کے انس سے مانوس ہونا اور اسکی رحمت میں چھپنا تجھکو مبارک اور خوشگوار ہوگا یہ ایک ایک بات لاکھوں میں فرد ہے

صاحبو! حق تعالیٰ کی قدرت کو کمزور نہ سمجھو ورنہ کافروں میں شامل ہو جاؤ گے حکم (شریعت) پر عمل کرتے رہو تاکہ یہ عمل تم کو علم (لدنی) سے جا ملائے پس جب تمہارے پاس علم متحقق ہو جائے گا تب تم کو خدا کی قدرت نظر آئے گی (شریعت) کی اتباع کرو یہانتک کہ متبوع ہو جاؤ۔ خدمت کرو کہ مخدوم ہو خالق کو پہچانو اور اس کے حضور با ادب ہو جب تک تمہارے قلوب اس سے دور رہیں گے اس وقت تک تم بے ادب کہلاؤ گے اور جب وہ قریب ہو جائینگے تو با ادب ہو جاؤ گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت سے نصیحت حاصل کرو اور آپ کے ارشاد کو قبول کرو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جن کو وہ تمہارے لئے غذا بناتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل مجھ سے محبت فرماتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ جب (نیک) اعمال میں کوتاہی کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو (بطور سزا کے) فکر میں مبتلا کر دیتا ہے ان چیزوں کی فکر میں جو اس کے مقسوم میں نہیں اس کو مبتلا کرتا ہے اہل و عیال کی فکریں بیوی بچوں کی تکلیف میں مبتلا کے اندر منافع کی کمی میں اولاد کے نافرمان بجانے میں اور بی بی کے ساتھ باہم نفرت ہو جانے میں وہ جدھر بھی جاتا ہے ٹھوکر کھاتا ہے یہ سب سزا ہے حق تعالیٰ کی اطاعت میں کمی کرنے کی اور اس کو چھوڑ کر دنیا اور مخلوق کے ساتھ مشغول ہو جانے کی۔

صاحبو! میرا کہنا مانو! میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں جس حالت میں ہوں یکسو ہوں اپنے وجود سے اور تم سے میں اس سے الگ ہوں کہ سیر کرتا رہتا ہوں احوال خداوندی کی جو میرے اور تمہارے اندر وقوع میں آتے ہیں مجھکو متہم مت کرو کیونکہ میں تمہارے واسطے وہی چاہتا ہوں جو اپنے نفس کے واسطے چاہتا ہوں (کیونکہ) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اس وقت تک) مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا کہ جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے واسطے وہی نہ چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہو۔ ارشاد ہے ہمارے سوا کا

ہمارے حاکم کا ہمارے سپہ سالار کا ہمارے سفیر کا ہمارے شفیع کا اور اس پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو زمانہ (حضرت آدم علیہ السلام) سے لیکر قیامت تک کے سارے پیغمبروں اور نبیوں کا سردار ہے۔

صاحبو! اللہ کو پہچانو اور اس سے جاہل نہ رہو اطاعت کرو اللہ کی اور اس کی معصیت نکرو اس کی موافقت کرو مخالفت نہ کرو اس کی قضا پر رضا اختیار کرو اور اس سے منازعت نہ کرو اور معرفت حاصل کرو حق تعالیٰ کی اسکی صنعت سے وہی پیدا کرنے والا رزق دینے والا سب کے اول اور سب کے بعد اور ظاہر و باطن وہی قدیم اور ازل ہے دائم اور ابد ہی ہے کہ سکنے والا ہے جو کچھ ہو چکا ہے جو کرے اس سے باز پرس نہ ہوگی اور لوگوں سے باز پرس ہوگی وہی تونگر بنانے والا وہی فقیر بنانے والا وہی نفع پہنچانے والا زندہ کرنے والا مارنے والا سزا دینے والا وہی ڈرکے قابل ہے اور وہی امید کے لائق ہے اس سے ڈرو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرو اس سے آرزو رکھو اور کسی سے آرزو مت رکھو گھومتے رہو اس کی قدرت اور حکمت کے ساتھ یہانتک کہ قدرت غالب آجائے حکمت پر مودب ہو قرآن مجید کے ساتھ یہانتک کہ وہ حالت پیدا ہو جائے جو آڑے نہ آئے تمہارے اور اس کے درمیان کہ تم محفوظ ہو جاؤ حدود شریعت کی مخالفت سے جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں۔ لحاظ معنی نہ کہ باعتبار صورت (کیونکہ صورۃً اتباع شرع کبھی ساقط نہیں ہوتی) اس مرتبہ پر نہیں پہنچا مگر کوئی کوئی صالحین میں سے جو چیز شریعت کے دائرہ سے باہر ہے اس کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں اور اس کو وہی جان سکتا ہے جو اس میں داخل ہو گیا ہے باقی محض تعریف سے تو اس کو پہچان نہیں سکتا اپنے جملہ معاملات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کر بستہ ہو جاؤ آپ کے حکم اور ممانعت اور اتباع کے تحت میں رہو یہانتک کہ فرشتہ تم کو آپ کی طرف بلائے پس اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن طلب کرو اور آپ کے پاس پہنچ جاؤ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حق تعالیٰ کی اطاعت کی پس بیشک اس نے خدا کو یاد رکھا اگرچہ اس کی نماز روزہ اور تلاوت قرآن مجید قلیل ہو اور جس نے اس کی نافرمانی کی بیشک اس نے بھلا دیا اپنے رب کو، اگرچہ اس کی نماز روزہ اور تلاوت قرآن مجید ۔ ۔ ۔

کوئی صالحین میں سے جو چیز شریعت کے دائرہ سے باہر ہے اس کی نہیں کوئی ضرورت نہیں اور اس کو وہی جان سکتا ہے جو اس میں داخل ہو گیا ہو باقی محض تعریف سے تو اسکو پہچان نہیں سکتا اپنے جملہ معاملات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کمربستہ ہو جاؤ آپ کے حکم اور مخالفت اور اتباع کے تحت میں رہو یہانتک کہ فرشتہ تم کو آپ کی طرف بلائے پس اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن طلب کرو اور آپ کے پاس پہنچ جاؤ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے حق تعالیٰ کی اطاعت کی پس بیشک اس نے خدا کو یاد کیا اگرچہ اس کی نماز روزہ اور تلاوت قرآن مجید قلیل ہو اور جس نے اس کی نافرمانی کی بیشک اس نے بھلا دیا (اپنے رب کو) اگرچہ اس کی نماز روزہ اور تلاوت قرآن کثرت سے ہو مومن اپنے رب کا مطیع اس کی موافقت رکھنے والا اور اس کے ساتھ صبر کرنے والا ہوتا ہے کہ اپنی لذتوں اپنے کلام اپنے کھانے اور پہننے اور سارے تصرفات میں توقف کرتا ہے (کہ اجازت اور خوشنودی خدا کے معلوم کئے ہوئے بغیر اسکے استعمال کی جرأت نہیں کرتا اور اسی کا نام اطاعت ہے) اور منافق اپنی تمام حالتوں میں ان چیزوں کے اندر بے پروا بنا رہتا ہے۔

صاحبو! تقوٰی چھوڑ بیٹھنے سے توبہ کرو تقوٰی دوا ہے اور اس کا چھوڑنا مرض ہے توبہ کرو کہ توبہ دوا ہے اور گناہ مرض ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو بتادوں کہ کیا چیز تمہاری دوا ہے اور کیا چیز تمہارا مرض ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت ضرور فرمائیے آپ نے فرمایا کہ تمہارا مرض تو گناہ ہے اور ان کی دوا توبہ ہے۔

صاحبو! اللہ والوں کے قدموں پر چلو کہ تمہاری فکر (صرف) کھانے پینے، پہننے نکاح کرنے اور دنیا جمع کرنے کے متعلق نہو کیونکہ اہل اللہ کی فکر بس عبادت کرنا اور عادت کا چھوڑنا ہے اللہ کا دروازہ ڈھونڈو اور وہیں خیمہ گاڑ دو حق تعالیٰ کے دروازے سے تکلیف کے سبب بھاگو نہیں کہ بلاؤ آفات اور امراض اپنے اور حق تعالیٰ کے درمیان پردہ ڈالتی ہے اور اپنی جملہ مخلوق کی رضامندی کے لئے خدا کا غصہ اپنے اوپر لینا ہے اگر اس کو علم اور یقین (یعنی ایمان) ہوتا کہ وہ عنقریب مرنے والا ہے اور حق تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونے والا اور اپنے جملہ حرکات و افعال کا حساب دینے والا ہے تو وہ بہت کچھ اپنی بداعمالیوں سے رک جاتا ہو۔

اے قوم! خدائے عزوجل سے حیا و شرم کرو اپنے وقت کو غفلت میں ضائع نکر اس مال کے جمع کرنے میں جسکو تم نہ کھاؤ گے اور ان امیدوں میں جن کو تم نہ حاصل کر سکو گے اور ان بناؤ میں جنہیں نہ بسو گے مشغول نہ ہو یہ سب چیزیں تمہارے لئے خدائے عزوجل کے مقام میں حجاب ہیں۔ تم ایسے غافل ہو گئے ہو گویا تم کو مرنا نہیں اور نہ قیامت کے دن اٹھایا جانا اور نہ خدا کے حضور میں حساب دینا اور نہ بعد صراط پر گذرنا ہے تم میں یہ صفتیں بھی ہوں اور پھر اسلام و ایمان کا دعوٰی چہ معنی دارد۔

اے گناہوں پر اصرار کرنے والو! عنقریب ہی تم اندھے اور بہرے اور گونگے اور لنگڑے اور فقیر ہو جاؤ گے خلقت کے دل تم پر سخت ہو جائینگے تمہارے مال خساروں اور تاوانوں اور چوروں کے نظر ہو جائینگے عقلمند بنو (اور) اپنے خدائے عزوجل کی طرف رجوع لاؤ اپنے مالوں سے شرک نہ کرو اور ان پر بھروسہ نہ رکھو انہیں کے ساتھ نہ رہو ان کو اپنے دلوں سے نکال ڈالو اور خود مرت کے منتظر رہو اپنی حرص کو کم اور امیدوں کو تازہ کر دینا چاہئے جو جاتی ہے اور عمریں فنا ہو جاتی ہیں اور آفت تم سے قریب ہے تم پر فرشتے نگراں مقرر ہیں (جو خفیہ پولیس کی طرح تمہارے قدم قدم کی نگرانی اور تمہاری ساری حرکتیں قلمبند کرتے رہتے ہیں) تم حق تعالیٰ کی سلطنت ہی حرارت میں ہو (کہ کہیں جا نہیں سکتے) اور تم کو کچھ خبر نہیں (کہ کھلم کھلا بغاوت کا کیا حشر ہو گا) سنبھل رہو اپنے دلوں کی آنکھیں کھولو اللہ عزوجل کے حضور میں بے ادبی نہ کرو۔

صاحبو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں عنقریب تم اس کو یاد کرو گے اور پشیمان ہو گے میری بات سنو کہ میں پیغمبر اور خداوند تعالیٰ کا نائب ہوں بارگاہ میں اس نیابت کے متعلق عفو اور عافیت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں میں جس امر میں مشغول ہوں اس میں میری مدد فرما انبیاء و مرسلین کو تو تو نے اپنے پاس بلا لیا اور مجھ کو (ان کا جانشین بنا کر) صف اول میں کھڑا کر دیا کہ تیری مخلوق کی ایذائیں برداشت کرتا رہوں پس میں تجھ سے عفو اور عافیت کا خواستگار ہوں مجھے انسان و جنات ہر قسم کے شیطانوں اور جملہ مخلوقات کے شر سے محفوظ رکھ آمین

**معذرت** معزز برادران اسلام! چونکہ مجھکو ایک اتفاقیہ سفر درپیش ہو گیا ہے اور انشاء اللہ آج ہی دو بجے کی گاڑی سے روانہ ہو جاؤں گا اس وجہ سے میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اسی قدر مواعظ حسنہ و کلمات طیبات پر اکتفا کرتا ہوں اگر مجلہ ایڈیٹر صاحب رسالہ مولوی اجازت دیں گے تو اگلے ماہ میں میں آپ کی تعلیم و تلقین و ذکر و شغل۔ ورد و وظائف و کرامات و دیگر مختلف باتیں پیش کروں گا اور نہ بار زندہ صحبت باقی است بشرط زندگی۔ و تندرستی و صحت و فرصت اگر خدا نے چاہا تو آئندہ سال کے ماہ ربیع الثانی میں پھر تحفہ ذکر حضرت غوث پاک آپ کی خدمت میں پیش کروں گا اس وقت یہ ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ اس ماہ ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو آپ کی نیاز قریب تر قریب تمام ہندوستان ہر سلسلہ و خاندان کے مسلمان دلانے میں اس لئے ترکیب فاتحہ و نیاز جو مجھکو پہنچی ہو اس کو عرض کر دوں۔

**ترکیب فاتحہ گیارہویں شریف** برادران اسلام! ترکیب نیاز کیا رہویں شریف یہ ہے:۔

درود شریف:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَاٰلِہٖ مَدِّ مَلْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِکَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اول گیارہ بار آیت الکرسی مع بسم اللہ ایک بار۔ الحمد مع بسم اللہ ۳ بار قل ہو اللہ ۳ بار قل ہو اللہ مع بسم اللہ ۳ بار قل اعوذ برب الفلق مع بسم اللہ ۳ بار قل اعوذ برب الناس مع بسم اللہ ۳ بار الہٰکم التکاثر مع بسم اللہ ۳ بار درود شریف اوپر والا گیارہ بار پڑھکر اس طرح اللہ پاک سے دعا کرے کہ یا اللہ اس فاتحہ اور نیاز کا ثواب میری طرف سے یا فلاں شخص کی طرف سے بروح پرفتوح حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے ان کے صدقہ میں حضرت پیران پیر دستگیر غوث الاعظم محبوب سبحانی قندیل صمدانی شاہ محی الدین ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ و آپکے والدین و مرشد پاک و دونوں ہمشیرگان و آپکے اساتذہ اہل سلسلہ الجلیل و جملہ صاحبزادگان و آپکے یا ان طریقت کی ارواح پاک کو ثواب پہنچے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

# زہد

(از جناب واعظ حیدرآباد دکن)

زہد کے متعلق حضور کے ارشادات کامل دلسوزی سے ظاہر ہو رہے ہیں ان میں حقیقی خیر خواہی اور سچی نصیحت ہے دنیا میں خوشی اور آخرت میں مدارج کمال حاصل کرنا چاہتے ہو تو آؤ ان انمول نصیحتوں کو سنو اور ان کو آویزۂ گوش بناؤ یہ وہ چیدہ مواعظ حسنہ ہیں جو گوش حق نیوش میں درخشاں آویزوں کا کام دیں گے اور تم کو دنیا کی فکروں اور زمانہ کی کشمکش سے نجات دلا کر آسودگی اور آرام کی زندگی کا لطف بخشیں گے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت سنو قال سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ دلنی علی عمل اذا عملتہ احبنی اللہ و احبنی الناس یعنی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتلیئے کہ جب میں اس پر عمل کروں تو مجھے خدائے کریم بھی دوست رکھے اور تمام آدمی بھی دوست رکھیں۔

فقال ازھد فی الدنیا یحبک اللہ وازھد مافی ایدی الناس یحبک الناس (ترجمہ) دنیا میں زہد اختیار کرو اللہ تم کو دوست رکھیگا اور جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس کی خواہش نہ کرو لوگ بھی تم کو محبوب جانینگے۔

یہ ہدایت اس مقدس زبان سے نکلی ہے جس کی شان میں بارگاہ الٰہی کا صاف نامہ ہے کہ ان ھو الا وحی یوحیٰ کہ ارشادات نبوت سوا وحی الٰہی کے کچھ نہیں ہو سکتے وہ جو کچھ فرماتے تھے بتقاضائے خواہش نفس نہیں فرماتے تھے بلکہ شمع نبوت سے جو روشنی نکلتی تھی وہ انوار الٰہی کی روشنی ہوتی تھی اور یہ وہ قول تھا جس کے قائل کے عمل میں اور قول میں سرمو فرق نہ تھا یہ وہ قول ہے جو دل سے نکلا ہے اور نہایت دلسوزی سے نکلا ہے آپ دنیا سے سوا اس مقدار کے جو انسان کے جسم اور روح کے باہمی تعلق کو قائم رکھنے کے لئے بطور غذا ضروری ہو نہیں لیتے تھے اور لباس وہی ہوتا جو جسم کو سردی و گرمی سے بچانے کے لئے ناگزیر ہو اور ستر عورت کے لئے یا سردی سے بچانے کے لئے ضروری نہیں ہے یہ تو آرائش اور اظہار شان و شوکت کے لئے ہوتا ہے اور زہد و ورع کے منافی ہے ہم ضرورت کے خیال سے لباس نہیں پہنتے بلکہ آرائش اور شان قائم کرنے کے لئے لباس تجویز کرتے ہیں اور ہم نے ان امور کو ضروریات زندگی میں داخل کر لیا ہے جو زندگی کے لئے ضروری نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا کی مال و دولت کیسی ہی وسیع مقدار میں ہمیں کیوں نہ ملے ہماری ضروریات کو پوری نہیں کر سکتی اس کا راز یہی ہے کہ ہم نے غیر ضروری چیزوں کو ضروریات زندگی قرار دے لیا ہے اسکا نتیجہ ہے کہ ہم پریشان ہیں اور ہمارے غربا و قریب پریشان ہیں اور ہر شخص ماتم کر رہا ہے کہ ہماری ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں نہ کسی کی مدد کر سکتے ہیں نہ کسی کے کام آسکتے ہیں اپنی ہی مجبوریوں کا دفتر کھولے بیٹھے ہیں اور جو حقیقت میں ضرورتیں رکھتے ہیں ستر عورت کے لئے بھی لباس کے محتاج ہیں ان کی احتیاج کو پوری کرنا ہم سے نہیں ہو سکتا وہ سردی سے اکڑے جاتے ہیں اور تکلیف اٹھا رہے ہیں اور ہم اس فکر میں ہیں کہ گرم رضائی اور نرم توشک میں تو رات گذر جاتی ہے مگر صبح کی سردی کا مقابلہ کرنے کے لئے اوورکوٹ کی ضرورت ہے اور یہ کسی طرح پوری نہیں ہوتی کیا کہیں بڑی تکلیف ہے ہماری ان خود غرضیوں اور تن آسانیوں کو دیکھو اور حقیقی صورت پر نظر ڈالو اور ہماری ضرورت سے زیادہ آرام و آسائش کا محاسبہ کرو جب ہم اس قدر نفس پروری میں مبتلا ہیں اور آدمیوں کی احتیاج کا ہمارے دل پر کوئی اثر نہیں ہے تو آدمی ہم کو اچھی نظر سے کس طرح دیکھ سکتے ہیں اور ہم سے کیونکر محبت کر سکتے ہیں اور خدا اپنے احکام اور اپنی ہدایتوں کے خلاف تمہارا عمل دیکھکر تم سے کیونکر خوش ہو سکتا ہے اور کس طرح تم کو دوست رکھ سکتا ہے۔ تمہارا پڑوسی بھوکا ہے اس کو پیٹ بھر روٹی نہیں ملتی ہے اور تم میوہ خوری میں روپیہ خرچ کرتے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ کیا کریں ہماری آمدنی کفاف نہیں کرتی۔ ہمارا حساب دیکھو کچھ بچتا ہی نہیں اب کسی کی خدمت کیا کریں ادھر مالداروں کو اس نصیحت سے تن پروری سے روکا ہے تو ادھر غریبوں کے لئے بھی اس نصیحت میں بڑا عمدہ سبق موجود ہے کہ دنیا سے پریشر کر داد لوگوں کی دولت پر نظر نہ ڈالو اور کسی کے دست نگر نہ بنو ضروریات زندگی بہت کم ہیں اگر دنیا سے اتنا ہی لو جو تم کو حقیقت میں زندگی قائم رکھنے کے لئے لابدی ہے تو لوگ تم کو دیکھکر نہ گھبرائینگے نہ تم سے نفرت کرینگے جو کچھ ان کے پاس ہے اس پر تمہاری نظر نہ ہوگی تو وہ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور ضرورت سائل سوال سہمکر جو تم کو دیکھتے ہی طرح طرح کی بداخلاقیاں اور بے توجہیاں کرنے لگتے ہیں اس سے دور رہیں گے اور اسی طرح باہمی ربط و ضبط و محبت پیدا ہو جائیگی اور یہ جو مالداروں اور غریبوں میں نفرت اور بے تعلقی بڑھتی جاتی ہے یکقلم کافور ہو جائیگی مگر ہمنے دنیا میں دنیا کی ضرورتوں سے کہیں زیادہ ضروریات پیدا کر لئے ہیں نہ ہم سے یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی ضرورتوں کو محدود کریں نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں ایک روایت میں بجائے وازھد مافی ایدی الناس یحبک الناس کے وانبذ الی الناس مافی یدیک من الحطام محبوب آیا ہے کہ تمہارے پاس جو مال دنیا ہے لوگوں کو دیکر دو تم سے محبت کرینگے اگر ہر مسلمان اس پر عمل کرے تو مسلمانوں کی اخوت و ہمدردی اور اتفاق کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج جائے اور ایک دوسرے کی الفت و محبت دنیا کی مشکلات کو آسان کر دے یہی حال تھا خلفائے راشدین کا یہی حال تھا قرون اولیٰ کے مومنین کا کہ ایک دوسرے پر فدا تھے دنیا ان کی نظر میں ہیچ تھی۔ مال کی نہایت جھوٹی مقدار پر قناعت کرتے تھے اور اس کے ساتھ ہی محنت اور کوشش کا یہ حال تھا کہ دنیا کو فتح کرنے میں جانیں لڑا دیتے تھے اور پھر دنیا حاصل کر کے اس سے اپنے کھانے کے لئے جو اور ستو سے زیادہ نہ رکھتے اور سب کچھ مسلمانوں کی خدمت اور غریبوں کی حاجت براری میں صرف کر دیتے سلاطین شام و روم و ایران کی دولت ان کے قدموں میں تھی لیکن ان کے شہنشاہ کی عبا میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے کیا تم کہہ سکتے ہو کہ وہ اپنے لباس میں

کمی کرکے روپیہ جمع کرتے تھے کیا تم بتا سکتے ہو کہ انہوں نے ایک بڑی دولت جو دنیا میں کمائی تھی اپنے پسماندوں کے لئے چھوڑی تھی وہ خود اپنے نفس کے لئے دنیا نہیں پیدا کرتے تھے وہ اپنی قوم کے لئے پیدا کرتے تھے اور انھیں کی ضرورتوں میں لگاتے تھے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ بڑے مالدار تھے ان کی مالداری خلافت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ وہ اسلام کے پہلے ہی کثرت دولت سے غنی تھے مگر اسلام کی تعلیم نے ان کی دولت میں اسلام کے غریبوں کا حصہ لگا دیا اسلام کی خدمت میں ان کی دولت کا بڑا حصہ کام آیا ایک روز جبکہ وہ خلافت کی مسند پر متمکن تھے ان کے لئے دسترخوان چنا گیا ابھی آپ نے خاصہ نوش فرمانا شروع نہیں کیا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف فرما ہوئے اور آپ کے دسترخوان پر شہد اور مچھلی کا سالن دیکھکر آب دیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ افسوس حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا چھوڑے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور میں ان کے جانشین کے دسترخوان پر ان کی سنت کے خلاف متعدد سالن دیکھ رہا ہوں حضرت عثمان نے فرمایا کہ علی تم نے جلدی کی تم نے یہ معلوم نہ کیا کہ متعدد سالن دسترخوان پر کس طرح آگئے اس کا انتظام ہمارے پاس ہوا ہے یا اس کا سبب کچھ اور ہے نمک اور روٹی میرے لئے لائی گئی تھی شہد ایک دوست نے تحفہ بھیجا ہے جو ابھی آیا اور دسترخوان پر رکھدیا گیا مچھلی تحفۃً آئی چونکہ وہ مجھے بہت مرغوب ہے میری بیوی جلدی سے اس کو بھون لائی کہ میرے کھانے میں آئے ایک دسترخوان پر متعدد چیزیں ہونا خلاف سنت نبوی نہیں ہے سنت کے خلاف یہ ہے کہ ایک شخص متعدد سالن ایک وقت کھائے اسی گفتگو میں ایک سائل آیا اور حضرت عثمانؓ نے مچھلی اس کو دیدی اور دوسرے سائل کو شہد عنایت فرمایا اور صرف نمک سے روٹی کھائی۔ بھائیو وہ زمانہ ایک زمانہ تھا کہ نمک ہی سالن میں شمار کیا جاتا تھا اور یہ جائز نہ تھا کہ نمک کے ساتھ اور کوئی سالن کھانے میں شریک ہو یہی عہد مبارک تھا کہ تو ھل فی الدنیا کی بضعت لوگوں کے دلوں میں خمیر ہو گئی تھی آج نمک تو کیا شہد دلی بھی غذا نہیں سمجھی جاتی اور اس میں پیٹ نہیں بھرا جا سکتا دہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تمام خلفاء میں زیادہ دولتمند اور صاحب ثروت تھے ان کی غذا کی یہ حالت تھی کہ نمک کے ساتھ کوئی دوسری چیز نہ کھاتے تھے کہ دو سالن روٹی کے ساتھ کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک وقت کا کھانا مختلف لذتوں کے ساتھ قیامت کی جوابدہی کو مشکل کر دیتا ہے اب بھی بعض لوگ ایسے ہیں کہ غنا میں لباس میں تھوڑے پر قناعت کرتے ہیں مگر اس قناعت کی صفت نے ان کو اس قدر پست ہمت کر دیا ہے کہ ان سے کسب کی تکلیفیں برداشت نہیں ہو سکتی ہیں اور اپنے نفس کو تھوڑے پر قانع کرکے وہ دوسرے نفوس کی خدمت و ہمدردی میں کمی نہیں کرتے ایسی قناعت بھی فائدہ بخش نہیں ہوتی خدا نے مال دنیا کے پیدا کرنے سے منع نہیں کیا ہے بلکہ اس سے محبت کرنے سے روکا ہے اب غلط فہمی سے دنیا کا مال پیدا کرنے کو لوگوں نے دنیا طلبی قرار دے لی ہے حالانکہ حقیقت نفس الامری یہ نہیں ہے دنیا کو حاصل کرکے اس سے ایک مختصر اور قلیل حصہ اپنے لئے اور درحقیقت اپنی قوم کے لئے مخصوص کر دینا چاہیئے اگر تم نے خود دنیا کے تھوڑے مال پر گذر کرنے کی عادت کر لی اور اس کے ساتھ ہی دنیا کا پیدا کرنا چھوڑ دیا تو تم نے اپنے بنی نوع کی خدمت سے روگردانی کی اور دنیا میں مفلس رہے اگر تمام مسلمان اسی اصول پر چلیں تو سب کے سب مفلس رہیں یہ مسلمانوں کی ذلت کی صورت ہے اور یہ منشا اسلام کی تعلیم کا نہیں ہے مال و دولت دنیا سے عزت قوم ہے۔ افراد قوم صاحب ثروت ہوں تو قوم کو بھی باوقار سمجھا جاتا ہے گو وہ کسی کو اپنے مال سے فائدہ نہ پہنچاتے ہوں اور اگر ان کی دولت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے تو پھر ہر فرد قوم کی عزت و وقار کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور اس کے برابر معزز و محترم دوسری قوم کا کوئی رئیس ملک اور بادشاہ وقت بھی نہیں رہتا مذہب اسلام مسلمانوں کو مالدار اور فیاضی کی خاص شان میں رکھنا چاہتا ہے یا تو مسلمان دنیا کی محبت میں منہمک ہو رہے ہیں یا اس کو بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں اور یہ دونوں صورتیں ان کی ذلت کا باعث ہو رہی ہیں جب تک مسلمان سچے اصول اسلام پر چلتے رہے دنیا کو حاصل کرتے رہے اور پھر دنیا سے متنفر بھی رہے قدرے قلیل اپنے نفس کے لئے صرف کرتے تھے تو تمام پیداوار انسانوں کی خدمت میں لگا دیتے تھے ان کی قناعت کاہلی کے سبب نہ تھی اپنی کاہلی کو پردہ میں رکھنے کے لئے وہ قناعت کا خوبصورت پیرایہ نہیں اختیار کرتے تھے وہ اولوالعزم تھے باہمت تھے محنتی تھے ہمت و جوانمردی دکھاتے تھے دنیا کو فتح کرتے تھے اور اپنے لوگوں میں لگا دیتے تھے اور خود سد رمق پر بسر کرتے تھے یہ ہے قناعت اور یہ ہے ضرورت کے موافق دنیا کو کام میں لانا دنیا سے نفرت کرنے کی تعلیم اس لئے ہے کہ انسان فیاضی کی شان دکھائے نہ کہ کاہل بنجائے آپ اس نکتہ پر غور کریں کہ جو چیز ہمارے ہاتھ میں نہیں ہوتی اور جس پر تصرف کا ہمیں اختیار نہیں ہوتا اس کو ہم کسی کو کیا دے سکتے ہیں اور اگر یہ کہیں کہ ہم نے دنیا چھوڑی تو یہ قول ہمارا کب صحیح ہو سکتا ہے جو چیز تمہارے قبض و تصرف میں نہیں جس پر ہم کو کچھ اختیار نہیں یہ کہنا کہ ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے کس قدر مضحکہ خیز بات ہے چھوڑنا تو اس وقت سمجھا جائیگا کہ تم پہلے اس کو اپنے قبضہ میں لاؤ اور پھر اس کو کسی کے حوالہ کر دو اور خود اپنے نفس پر اس کو صرف نکر داسلام نے مسلمانوں کی حقیقی فیاضی کا اسی عمل سے ثبوت مانگا ہے دنیا کی محبت اور نفرت کا اسی سے امتیاز ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے ہاتھ میں آئے اور پھر تم اس سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھاؤ اور لوگوں کو دو اگر یہی منشاء دنیا کی مذمتوں کا نہیں ہے اور اس سے قطع تعلق کرنا اور افلاس میں گذارنا تعلیم اسلام کا مقصود ہوتا تو سلف الصالحین اور بزرگان قرن اولی دنیا کو اس جد و جہد سے حاصل نہ کرتے اور خود ادنی غذا اور کم قیمت لباس پر بسر نہ کرتے اور باقی تمام کمائی مسلمانوں اور اسلام کی خدمات میں نہ دیدیتے اب مسلمان محنت سے جی چرانے لگے ہیں ان کی طبیعت میں کاہلی پیدا ہو گئی ہے کام کرنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ دنیا طلبی کرکے دنیا کے کتے بننے کی ضرورت نہیں ہے کوئی انھیں سمجھائے کہ تمہارے بہت سے بھائی بھوکے مر رہے ہیں تم دنیا کے کتے نہیں بننا چاہتے تو بہت اچھا ہے دنیا کے شیر بنو محنت کرکے مال و دولت پیدا کرو اور ان غریبوں کو کھلاؤ اور اگر حقیقت میں تم کو دنیا سے نفرت ہے تو نفرت کے تو یہ معنی ہیں کہ تم اپنے پاس سے اس کو نکال دو جو چیز تمہارے پاس ہے کس طرح سمجھنا چاہیئے کہ تم اس سے نفرت رکھتے ہو یا اس کے حاصل کرنے میں نفرت مانع ہے یا تمہاری کاہلی خدا ہی مسلمانوں کی سمجھ درست کرے اور ان کو نفرت دنیا کے اصلی معنی سمجھائے اور وہ دنیا کو کام میں لانا اور دین کو درست کرنا سیکھیں آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انسان کی دنیا طلبی اور حب جاہ کا نتیجہ بجز دہوکے اور کچھ نہیں ہے بڑی ہے

بڑی حیثیت سے آدمی کو لے لیجئے اور اس کی زندگی کا مطالعہ کیجئے وہ جس چیز کو آرام و آسائش سمجھ رہا ہے اس کی حقیقت کیا ہے وہ غذا میں جو کچھ بھی استعمال کرتا ہے اس کی مقدار پاؤ بھر سے زیادہ نہیں ہوگی اگر اس نے ہمدردی انسان نہیں کی تو اس کی تمام آمدنی یا تو دفن ہو جاتی ہے یا بیہودہ شان کے اظہار میں صرف ہو جاتی ہے اس لئے یہ دونوں چیزیں وبال آخرت ہیں ان کیفیتوں کو قائم رکھنے کے لئے وہ تمام مصیبتوں کا شکار رہتا ہے اس کی زندگی فکروں اور پریشانیوں میں بسر ہوتی ہے اور وہ حالت ایک خیال ہی ہے جس کو وہ شان و شوکت سے تعبیر کرتا ہے اس خیالی کیفیت کے نہ حاصل ہونے سے وہ رنج و قلق کو محسوس کرتا ہے اور بیچین اور بے اسیمہ رہتا ہے وہ کیفیت جس کی تعبیر "لطف" سے ہوتی ہے وہ ایک خیالی کیفیت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ دنیا اور اس کی حقیقت پر اور اس کی لذتوں کی ماہیت پر غور کریں تو سب ہیچ معلوم ہوتے ہیں یاد رکھو کہ جسمانی اور قلبی آرام جس چیز میں ہے تم اس سے دور ہو۔ تم سمجھتے ہو کہ دنیوی تکلفات سے لطف اٹھانے کا موقع حاصل ہو تو تمہاری زندگی آسودگی میں گذرے گی میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہی غلطی ہے جس میں انسان الجھا ہوا ہے آرام اور آسودگی اور ہی چیز ہے جس کو زینت دنیا نے چھپا دیا ہے اور جو سمجھانے سے بھی سمجھ میں نہیں آتی میں آپ کو آرام و آسائش قلبی و جسدی کا راز حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سناتا ہوں وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول الزھد فی الدنیا یریح القلب والجسد یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دنیا سے پرہیز کرنا دل کو اور جسم کو راحت دیتا ہے ہم جو کچھ کوشش کرتے ہیں اور دنیا کو حاصل کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں اسی لئے کہ جب ہم دولت دنیا حاصل کر لیں تو ہمارے جسم کو آرام پہنچے گا اور ہمارا دل مطمئن ہو جائیگا اور ہم کو ایک مسرور راحت حاصل ہوگی اس ایک خیال کی وجہ سے ہم کو بہت سی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں اور پھر بھی ہم اس نتیجہ کو نہیں پہنچتے جس کیلئے یہ تمام تکلیفیں برداشت کیں درحقیقت جس سرور و راحت کے ہم طالب ہیں اس کے پانے کا راستہ ہی دوسرا ہے جس کی طرف ہمارا خیال نہیں جاتا اس راز کو سرور دو عالم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ ہم پر فاش فرماتے ہیں۔ پیغمبر صادق ہیں دنیا بدل جائیگی مگر حضور کے ارشادات صداقت سے نہیں ہٹ سکتے تمام کلے بجڑ جائینگے مگر یہ ارشاد دلوں پر اس صداقت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا کہ تم دنیا کو حاصل کرنے میں آرام سمجھتے ہو غلط دنیا کو چھوڑ دینے میں آرام ہے اور اس میں ایک راحت ہے جس سے دل اور جسم دونوں آسودہ ہو جاتے ہیں۔ انسان کے جسم میں ایک عمل جاری ہے جو اس کو تحلیل کرتا رہتا ہے اور جسم کے بقا کے لئے ضرور ہے کہ اس کا بدل پہنچتا رہے جسم کے تحلیل شدہ اجزا کا بدل غذا ہے اور وہ اسی وقت بدل ما یتحلل ہو سکتی ہے جبکہ اس کا ہضم درست ہو۔ کلی غذا جلد ہضم ہوتی ہے اور جب تک کہ غذا اچھی طرح ہضم نہ ہو جائے اس میں بدل ما یتحلل بننے کی صلاحیت نہیں پیدا ہوتی اس اصول کی بنا پر یہی غذا کا معمولی اور سادہ ہونا زیادہ مفید ہے جسم کو قوت اور دل کو خوشی اسی وقت حاصل ہوگی جبکہ غذا سریع الہضم ہو اور تم سمجھتے ہو کہ لذت اور قوت مرغن غذاؤں میں ہے تم حرص کر کے کھاتے ہو مگر ہضم نہیں کر سکتے ہو طبیعت میں گرانی پیدا ہوتی ہے غذا بدل ما یتحلل نہیں ہوتی بستی زیادہ ہوتی جاتی ہے دل میں افسردگی پیدا ہوتی ہے کتنا حکیمانہ قول ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ الزھد فی الدنیا یریح القلب والجسد دنیا سے قلیل شئے پر اکتفا کرنا اور حرص میں نہ پڑنا جسم اور دل کو راحت پہنچاتا ہے وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول ازھد الناس من ترک فضل زینۃ الدنیا واثر ما یبقی علی ما یفنی ولم یعد غدا فی ایامہ وعد نفسہ فی الموتی یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دنیا میں سب سے زیادہ زاہد وہ ہے جس نے زینت دنیا کی زیادتی کو ترک کیا اور فنا ہونے والی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دی اور اختیار کیا اور آنے والے دن کو اپنی زندگی کے دنوں میں شمار نہ کیا بلکہ اپنے نفس کو کل مرنے والا سمجھا اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان زینت دنیا سے متمتع ہو سکتا ہے لیکن زینت دنیا میں زیادتی نہ کرنی چاہیئے اسلام نے دنیا کو بالکل چھوڑ دینے کا سبق نہیں دیا ہے اس نے دنیا کی نعمتوں کو برتنے کی اجازت دی ہے البتہ وہ تم کو حرص اور خود غرضی سے روکتا ہے ہمدردی انسانی سکھاتا ہے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دیکھو تمہاری زندگی ناپائیدار ہے اس قدر بے اطمینانی کی زندگی ہے کہ یہ اخیر تک نہیں کہ جو سانس ہم لے رہے ہیں آخری ہے یا اس کے بعد اور بھی ہم سانس لے سکتے ہیں اور ایسی غیر اطمینانی زندگی میں تم کیا امید کر سکتے ہو کہ تم کل تک جیو گے اور کل جو صبح طلوع کرے گی اس وقت تم دنیا میں سانس لینے کی قوت رکھو گے اس لئے اپنی زندگی کے دنوں میں سے کل کے دن کو شمار مت کرو اور اپنے نفس کو موت کا خوف دلاتے رہو وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا اراد اللہ بعبد خیرا زھدہ فی الدنیا وفقہ لعمل الحکمۃ یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب دیکھو تم اس شخص کو جو دنیا میں زہد سے بسر کرتا ہے تو اس کی نزدیکی اور قربت اختیار کرو کیونکہ وہ تمہارے دل پر حکمت کا القا کرتا ہے یعنی حکمت کی تعلیم دیتا ہے زہد و پرہیزگاری ایسی عمدہ چیز ہے کہ جس کو یہ نعمت نصیب ہوتی ہے اس کو حکمت کی بیش بہا دولت بھی مل جاتی ہے خدا وند کریم ارشاد فرماتا ہے کہ ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جس کو حکمت دیگئی بے شک اس کو بے انتہا بھلائی دیگئی ہے" حکمت تمام نعمتوں اور تمام دولتوں سے زیادہ عزت دینے والی چیز ہے۔ حکیم بادشاہوں کا محتاج نہیں رہتا اور بادشاہ حکیموں کا محتاج ہے وہ دولت کیا کہ ہے جس کے آگے بادشاہوں کی کوئی ہستی نہیں ہے زہد و اتقا سے انسان عزت کی انتہائی منزل پر پہنچ جاتا ہے اور دین میں جس قدر مدارج ہیں وہ سب زاہد کے درجہ عالی کے سامنے پست ہو جاتے ہیں انسان کے لئے دنیا میں سب سے بڑی عزت اور سب سے بڑا مرتبہ یہی ہے کہ دنیا میں زاہدانہ زندگی بسر کرے اور تمام مراتب سے بالا مرتبہ پر پہنچ جائے وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر الرزق والعیش ما یکفی یعنی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اچھا رزق اور اچھی زندگی وہی ہے جو ضروریات سے زائد نہ ہو۔ حقیقت میں وہ رزق جو انسان اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری سمجھتا ہے اگر قدرت کی مقررہ ضرورتوں کے موافق ہو تو اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ حلال اور جائز طریقہ سے حاصل ہو سکتا ہے اور حرام اس میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک خدا کا ماننے والا اس قدر قلیل مقدار پر جو زندگی کے لئے قانون قدرت کے موافق ضروری ہے قناعت کرتا ہے تو پھر کسی ناجائز صورت اور ظالمانہ طریقہ سے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ روٹی کا ٹکڑا جو حلال ہو کون کہہ سکتا ہے کہ اس روغندار غذا سے جو حرام ہے بہتر نہیں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کس قدر بلیغ ہے اور کس عمدہ پیرایہ میں آپ نے اس کو ادا فرمایا ہے کہ اچھا رزق وہی ہے جو ہماری ضرورت اصلی کے موافق ہو کیونکہ وہ حلال ہوتا ہے اکل حلال کی فضیلت بہت زیادہ ہے تمام عبادتیں تمام خیراتیں نتیجہ بخش اور فائدہ رساں اسی شخص کے لئے ہوتی ہیں جو اکل حلال سے اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔

# سرور کائنات کے جواہر ریزے

(از جناب مولانا حاجی محمد خلیل صاحب انصاری مہتمم سرکار جاورہ سنٹرل انڈیا)

(۱) ایمان دار آدمی کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اس کا ہر ایک کام اس کے لئے فائدہ مند ہے اور یہ بات سوائے مومن کے کسی کو میسر نہیں ہو سکتی جب خوشی ملتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور شکر کرنا بھی اس کے لئے مفید ہے اور اگر دکھ پہنچتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کے لئے اچھا ہے۔

(۲) اگر کسی بیگانہ عورت پر ناواقفیت ایک نظر پڑ جائے تو پہلی نظر قابل درگذر ہے مگر دوسری دفعہ قصداً دیکھنا ناجائز ہے۔

(۳) اپنے اہل و عیال کے گذارہ کے لئے ایک نظر خرچ کیا جائے تو اس کا اجر اس دینار سے زیادہ ہے جو جہاد میں یا غلام آزاد کرانے میں یا مسکین کو صدقہ دینے میں خرچ کیا گیا۔

(۴) ایک ایماندار کے دوسرے ایماندار پر چھ حق ہیں (۱) جب بیمار پڑے تو اسکی بیمار پرسی کرے (۲) مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ ہو (۳) دعوت کرے تو قبول کرے (۴) ملاقات ہو تو سلام علیک کرے (۵) چھینکے تو اس کے الحمد للہ کہنے پر یرحمک اللہ کہے (۶) غائب ہو یا حاضر ہر حالت میں اسکی خیر خواہی کرے۔

(۵) ایک شخص کا کھانا دو کو اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کفایت کرتا ہے

(۶) اگر کوئی اپنی رسیاں لے پھر پہاڑ پر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لادے پھر اس کو بازار میں فروخت کرے تاکہ خدا اس کی وجہ سے اس کی آبرو رکھے دوسری روایت میں ہے کہ اس کی قسمت سے اپنا کام چلائے یہ اس کے حق میں سوال کرنے سے بہتر ہے کہ کوئی اسکو دے یا نہ دے۔

(۷) ابوہریرہؓ سے مسلم میں روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ارشاد باری ہے اے آدم کے فرزند مال کو خرچ کیا کر تو میں تجھکو غنی کروں گا یہ حدیث قدسی ہے حدیث قدسی ہے حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں کہ حضرت اس طرح فرمائیں کہ خدا نے یوں فرمایا قرآن شریف اور حدیث قدسی میں صرف اس قدر فرق ہے کہ قرآن کے الفاظ اور مضمون دونوں خدا کے ہیں حدیث قدسی کا مضمون من جانب اللہ ہوتا ہے اور الفاظ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۸) انکساری دعفت جزو ایمان ہے۔

(۹) اکیلے بیٹھنا اس سے بہتر ہے کہ بروں کی صحبت میں بیٹھا جائے اور اچھوں کی صحبت اس سے بہتر ہے کہ تنہا بیٹھا جائے اور طالبعلم کے ساتھ بیٹھ کر ناس سے اچھا ہے کہ چپ رہا جائے اور چپ رہنا بہت اچھا ہے اس سے کہ بری باتیں کی جائیں۔

(۱۰) بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں ان کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (۱) کسی کو یہ معلوم نہیں کہ کل کیا ہوگا (۲) کوئی نہیں جانتا کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی (۳) کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا۔ (۴) کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا (۵) کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی۔

(۱۱) پہلوان وہ نہیں ہے کہ لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ در اصل پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

(۱۲) جو آدمی عفو اور درگذر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو آدمی خدا کی خوشنودی اور رضا کے لئے کسی کی تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔

(۱۳) جب تک کوئی سختی نہ اٹھائی جائے آدمی پورے طور پر حلیم نہیں بنتا اور جب تک تجربہ حاصل نہ ہو جائے حکیم نہیں بنتا۔

(۱۴) جو شخص اپنے ہمسائے کو نقصان پہنچائے گا اس کو خدا تعالیٰ ضرر پہنچائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو مشکل میں ڈالے گا۔

(۱۵) جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور داخلہ کے وقت اللہ کا نام لے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہدیتا ہے کہ چلو یہاں تو تمہارے لئے نہ رات گذارنے کا مقام ہے نہ کھانے کے لئے کوئی چیز میسر آسکتی ہے۔

(۱۶) جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے ہمسایہ کے ساتھ نیک برتاؤ کرے اور نیک بات کہے یا چپ رہے۔

(۱۷) جو شخص لوگوں کا مال اس نیت سے قرض لیتا ہے کہ وہ مال ہی ہضم کر جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے مال کو بھی تباہ کر دیتا ہے اور نیز اس کو ادائے قرض کی بھی توفیق نہیں دیتا۔

(۱۸) حضور سرور عالمؐ سے لوگوں نے پوچھا کہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے لوگ اکثر دوزخ میں جائینگے فرمایا زبان اور شرم گاہ پھر انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کے باعث اکثر لوگ وارث جنت ہوں گے فرمایا خدا خوف اور خوش خلقی۔

(۱۹) خدا کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے جو شخص غصہ کے گھونٹ پی لیتا ہے وہ یقیناً نہایت ہی افضل کام کرتا ہے۔

(۲۰) خدا اس شخص پر لعنت کرے جو قصداً کسی اجنبی عورت کو دیکھتا ہے اور اس عورت پر بھی لعنت ہو جو اپنے دکھانے پر راضی ہو۔

(۲۱) سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت میں لیجاتی ہے جو انسان سچ بولتا ہے اور سچ کہنے کا قصد رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقوں کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ جھوٹ گناہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور گناہ انسان کو دوزخ میں لیجاتے ہیں جو شخص جھوٹ اختیار کرتا ہے اور جھوٹ بولنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار جھوٹوں میں ہوتا ہے۔

(۲۲) سب سے زیادہ اللہ پاک اور اس کے بندوں میں جو قربت ہوتی ہے وہ شب کے آخر حصہ میں ہوتی ہے۔

(۲۳) سنت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ جبکہ وہ

رخصت ہونے لگے تو اس کی تعظیم و تکریم کے لحاظ سے اپنے مکان کے باہر کے دروازے تک پہنچائے۔

(۲۴) سب سے برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا چاہیئے جسکے کھانے کے لئے دولتمند تو بلائے جائیں اور محتاج مسکین چھوڑ دیئے جائیں اور جس نے دعوت کے قبول کرنے سے انکار کیا اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی۔

(۲۵) سب سے اچھی خیرات وہ ہے جو دائیں ہاتھ سے دی جائے اور بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو۔

(۲۶) عورت پردہ کی چیز ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے۔

(۲۷) کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے چار خوبیوں پر نظر کی جاتی ہے عورت کا مال۔ اس کی نسبی شرافت اس کا حسن اور اس کا دین پس تجھے لازم ہے کہ تو دین والی عورت کو حاصل کرے ورنہ تیرے کاموں کا انجام بربادی ہے۔

(۲۸) مصافحہ کیا کرو کہ اس سے دل کا کینہ جاتا رہتا ہے اور آپس میں تحفہ تحائف بھیجا کرو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور بخل دور ہوتا ہے۔

(۲۹) مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں میں گھومتا پھرے اور ایک ایک لقمہ کے لئے یا دو کھجوروں کے لئے در بدر مارا مارا پھرے بلکہ اصل مسکین تو وہ ہے جو اس قدر تو لگر نہیں کہ وہ بے نیاز ہو جائے اور نیز کسی کو اس کی حالت مسکینی کی خبر بھی نہ ہو جب ایسے آدمی کی خبر ملے تو اسے خیر خیرات دو کیونکہ وہ لوگوں سے مانگنے کو کھڑا نہیں ہوتا۔

(۳۰) میری ساری امت امن و عافیت میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو اپنے پوشیدہ عیب یا گناہ خواہ مخواہ دوسروں پر ظاہر کرتے ہیں۔

(۳۱) مسلمانو خدا تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

(۳۲) مہمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اتنی دیر تک قیام کرے کہ اس کا میزبان تنگ ہو جائے

(۳۳) نامحرم کا دیکھنا آنکھ کا زنا ہے اور نامحرم کا پکڑنا ہاتھوں کا زنا ہے اور پاؤں کا زنا نامحرم کے پاس چل کر جانے کا نام ہے

(۳۴) وہ ہم میں سے نہیں بلکہ باغی و سرکش ہے جو جب کبھی بولتا ہے جھوٹ بولتا ہے جب کبھی وعدہ کرتا ہے وعدہ شکنی کرتا ہے اور جب کوئی امانت اس کے پاس رکھی جاتی ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔

(۳۵) وہ جو خدا کی مخلوق اور اپنی اولاد سے ہمدردی نہیں کرتا خدا کی رحمت سے محروم رہے گا۔

(۳۶) وہ بات کہو جو حق ہے چاہے لوگ اس سے ناراض ہو جائیں۔

(۳۷) جو بہترین دروازہ سے بہشت میں داخل ہونے کا آرزومند ہے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کو خوش رکھے۔

(۳۸) وہ آدمی ہم میں سے نہیں جو ظلم و تعدی میں دوسروں کو مدد کے لئے بلاتا ہے وہ بھی ہم میں سے نہیں جو بے انصافی میں اپنے خاندان کی طرف لوٹتا ہے اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو جور و تشدد پر تلے ہوئے خاندان کی حمایت میں مرجاتا ہے۔

(۳۹) ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہر ہفتہ میں ایکدن تو غسل کیا کرے اور غسل میں اپنا سر و بدن دھویا کرے

(۴۰) ہر عورت کو چاہیئے کہ وہ خیرات کیا کرے کیونکہ عورات میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں جہنم کا ایندھن اس لئے ہیں کہ عورتیں شکوہ و شکایات اکثر کرتی ہیں اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔

(۴۱) ہر شب جمعہ اور دوشنبہ کے دن اللہ تعالےٰ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں پس اللہ تعالےٰ اس دن ہر شخص کے گناہ بخشدیتا ہے مگر جس نے ذرہ بھر بھی شرک کیا ہو اس کی بخشش نہیں ہوتی نیز جن دو مسلمانوں میں آپس میں عداوت ہوتی ہے اللہ تعالےٰ انہیں اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے جب تک کہ وہ باہم صلح نہ کرلیں۔

(مالک ابوداؤد)


# معلم الاطفال

اس وقت اردو کی حفاظت ہر مسلمان کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جس قدر اسلام کی کیونکہ اگر آج ضد خواستہ برادران وطن اپنی اس کوشش میں جو وہ اردو کو نیست و نابود کرنے کے لئے کر رہے ہیں کامیاب ہو جائیں تو پھر مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت جو مذہب سے اردو ہی کے واسطے سے واقف ہے قطعاً اسلامی تعلیم سے علیحدہ ہو جائے لیکن اردو کی حفاظت صرف اسی صورت سے ہو سکتی ہے کہ اردو رسم الخط کی ان مشکلات کو دور کر دیا جائے جو ابتدائی اردو پڑھنے والوں کو پیش آتی ہیں۔ مولانا مولوی محمد عبدالہادی خاں صاحب مولوی فاضل منشی فاضل شاعر ہندی پروفیسر اردو کمرشیل کالج دہلی مستحق صد آفریں و تحسین ہیں کہ انہوں نے اس مرحلہ کو

# اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے نام

## خدائے پاک کا پیغام

(از آقائی ملا محمد الواحدی صاحب مدیر نظام المشائخ)

رسول خاصلے اللہ علیہ وسلم کے نام پاک پر جان دینے والے اور راہ خدا میں بلا تکلف اپنا سر کٹانے والے مسلمان جنہیں عشق رسولؐ کا دعوٰی ہے رسول کی ذات اور رسول کے نام سے تو بیحد محبت کرتے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر اس مقصد عظیم سے کچھ بہت زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے جس کے لئے سرور انبیا مالک ہر دو سرا رسول خاصلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تھے ہم میں سے ہر شخص اپنی زبان سے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والا ہے مگر خدا کو واحد اور محمد صلعم کو اس کا رسول اور پیغامبر تسلیم کر لینے کے بعد کیا اور کسی بات کی ضرورت انہیں رہتی اگر ہم بادشاہ وقت کو اپنا بادشاہ اور اس کے نائب کو نائب السلطان تسلیم کر لیں تو بہر اس کے بعد ہمیں یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ اسی سلطان اور اسی نائب کے احکام اور قوانین کی عدول حکمی کریں؟ کسی کو اپنا مالک اور اپنا آقا تسلیم کرنے کے معنی تو یہ ہیں کہ ہم نے اپنی مرضی اور اپنی خوشی کو اس کی مرضی اور خوشی پر قربان کر دیا اور اب ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ اس بارگاہ سے جو حکم بھی ملے اسے بسر و چشم بجا لائیں اور کبھی یہ خیال بھی دل میں نہ آئے کہ ایسا حکم کیوں دیا گیا ہے یا یہ کہ یہ کام اگر اس وقت نہیں اور کسی وقت کر لیتے تو اچھا تھا یہ عشق کیا ہے اور یہ اطاعت کس قسم کی ہے کہ ہماری زبان تو دن رات حمد و نعت کے ترانے گایا کرتی ہے مگر ہمارے دل میں اس وقت بھی یہی ہوتا ہے کہ لوگ ہماری خوش گلوئی اور خاقفیت موسیقی کی داد دیں ایسے لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ سے کیا فائدہ ہے کہ زبان تو خدا کو ایک کہے اور دل میں خدا سے زیادہ خوف بعض انسانوں کا موجود ہو اور لبوں سے تو محمد کا نام ادا ہو مگر دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانوں پر زید عمر بکر کے احکام کو یا خود اپنی خواہشوں کو ترجیح دیتا رہے دربار خداوندی سے ہمیں روز روز تازہ بتازہ احکام نہیں ملا کرتے کہ جن سے ہم تنگ آ جائیں خدا کا برگزیدہ نبی جتنے پیغام ہمارے نام لایا تھا وہ سب ایک جگہ ایک کتاب کی صورت میں موجود ہیں اور ان میں کبھی کوئی تبدیلی نہ ہوگی ہم ایک دفعہ ان تمام احکام پر نظر ڈال کر اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ آیا وہ اچھے اور قابل قبول ہیں یا برے اور ناقابل تسلیم اگر ہمارا دل انہیں پسند کرتا ہے اور اگر ہم اس تعلیم پر ایمان لے آئے ہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہم نے اپنی تمام زندگی کے لئے ان اصولوں کو پسند کر لیا ہے اور ہم کبھی احکام خدا اور فرمان رسولؐ سے سرتابی نہیں کریں گے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ الذین اٰمنوا کی فہرست میں اپنا نام لکھا دینے کے بعد آپ صرف زبان کے یا ہاتھ پیروں کے مومن رہ جاتے ہیں اور آپ کا دل جب چاہتا ہے آپ سے ان احکام کی نافرمانی کرا دیتا ہے۔

خدا کا آخری آقا صدا اپنے رب کے جو پیغام مومنین اور مسلمین کے لئے لایا تھا ان میں سے خاص خاص یہ ہیں۔

انما المومنون اخوۃ یعنی تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں خدا انصاف کیجئے اور گریبانوں میں منہ ڈالئے کیا آپ کسی مومن کو بھی اپنا بھائی سمجھتے ہیں رات دن آپ میں آپس میں لات مکا اور جوتم پیزار رہتی ہے اور کوئی ایک کسی دوسرے کو نہیں دیکھ سکتا۔ کیا بھائیوں کے ساتھ یہی برتاؤ ہونا چاہیئے اور کیا خدا کے اس پیغام کی آپ کے دل میں کوئی عزت ہے جب آپ آپس میں لڑتے ہیں یا ایک دوسرے کو حقیر و ذلیل خیال کرتے ہیں تو اس کے معنی کیا یہ نہیں ہیں کہ آپ خدا کے نہیں بلکہ اپنے نفس کے بندے اور غلام ہیں آپ کے پاس پیغام آیا تھا کہ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم مومنوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں خود ہی سوچ لیجئے کہ آیا آپ کی نظریں نیچی رہتی ہیں یا بالائے بام اور آپ کی شرمگاہیں محفوظ ہیں یا غیر محفوظ۔ اگر آپ براہ راست ہیں تو آپ کس کے بندے ہوئے خدا کے یا اپنے نفس کے؟

حکم آیا تھا کہ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو واپس دو آج کتنے لا الہ الا اللہ کہنے والے اس حکم کی تعمیل کیا کرتے ہیں کیا یہی خدا کی اطاعت اور رسول کی فرمانبرداری ہے۔

حکم ہوا تھا کہ کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین یعنی انصاف پر کھڑے ہو جانے والے اللہ کے لئے گواہ بنو خواہ اپنے یا اپنے والدین اور رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ گواہی دینی پڑے مگر اس حکم پر ایمان رکھنے والے مومنین اور مسلمین کا طرز عمل کیا ہے؟ عدالتوں اور کچہریوں میں جا کر دیکھ لیجئے جہاں خود ہی جھوٹی گواہیاں نہیں دی جاتیں بلکہ روپیہ خرچ کر کے دوسروں سے بھی دلوائی جاتی ہیں۔ کیا زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا اس عدول حکمی کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔

وہی رسول جس کے عشق کی غزلیں کی غزلیں آپ کی زبان پر چڑھی ہوئی ہیں آپ کے پاس یہ پیغام لایا تھا کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین یعنی تم کھاؤ اور پیو اور بیجا صرف کرنے سے بچو اللہ بیجا صرف کرنے والوں کو دوست رکھتا۔"

فرمائیے کچھ آپ کو اللہ کی دوستی کی پروا ہے؟ بیٹے اور بیٹی کی شادی میں آپ نے کیا کچھ نہیں کیا اور اپنے پاس نہ تھا تو قرض اور ادھار کر کس کس طرح نہیں لٹایا۔ تھیٹر۔ اور سینما، پان اور سگریٹ، طوائفیں اور بھانڈ، زرافت

اور حریر ادریس۔ امان تفریح و آرائش کیوں آپ کی ضروریات زندگی میں داخل ہو گئے ہیں اور کیوں آپ کو ان کے بغیر چین نہیں پڑتا۔ نام و نمود کی خاطر کیوں آپ ہزاروں لاکھوں لٹایا کرتے ہیں اس حد تک نافرمانی کرنے کے بعد بھی یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ خدا ہمیں دوست رکھیگا۔

آپ ممکن ہے کہ بھول گئے ہوں مگر پیغام یہ آیا تھا کہ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالا فخورا الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتٰھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکٰفرین عذابا مھینا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ، قرابت داروں، یتیموں، حاجتمندوں، اجنبی ہمسایوں اور ہم نشینوں اور مسافروں سے اور جو تمہارے تصرف میں ہیں ان سے اچھا برتاؤ کرو بیشک خدا اترانے والے اور فخر کرنے والے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو لوگ بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بخل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں اور جو کچھ خدا نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ناشکر گزاروں کے لئے ہم نے ذلت دینے والا عذاب تیار کیا ہے ذرا سوچ تو لیجئے کہ ان سب میں سے کس کس کے ساتھ آپ کا برتاؤ اچھا ہے۔ شاید والدین کو اور ہم نشینوں کو آپ سے شکایت نہ ہو مگر اور رشتہ دار، یتیم، حاجتمند اور ہمسائے اور مسافر تو آپ کی ایک عنایت یا مہربانی کی نگاہ کے لئے ترستے کہیں دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں پیٹ میں بھرتے ہیں اور طرح طرح کے قیمتی لباس زیب تن کرتے وقت کبھی آپ کو اپنے پڑوس کی بیواؤں کا یا ان کے یتیم بچوں کا کچھ خیال آتا ہے غریبوں کے لاکھوں کروروں بچے مفلسی اور ناداری کی وجہ سے علم نہیں حاصل کر سکتے جس سے ان کے دین و دنیا دونوں درست ہو سکیں غور کیجئے کہ ان بچوں کے جاہل رہنے یا فاقہ کشی کرنے کا عذاب کس پر ہوگا آپ پر ان کی خبر گیری فرض تھی مگر آپ سمجھتے ہیں کہ زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر آپ تمام فرائض سے سبکدوش ہو گئے۔

آپ کے پروردگار نے آپ کے نام حکم بھیجا تھا کہ ادفع بالتی ھی احسن یعنی برائی کا جواب نیکی سے دو، مگر آپ نے اپنا اصول کیا مقرر کیا ہے یہ کیا قیامت ہے کہ برائی کا جواب بھلائی سے دینا تو درکنار آپ تو بھلائی کا جواب بھی بھلائی سے نہیں دینا چاہتے۔ آپ نے تو اپنا اصول یہ بنایا ہے کہ بھلائی کا جواب برائی سے دینا چاہیئے اب خدا غور کیجئے کہ یہ خدا کا حکم ہے یا آپ کے نفس کا جبکہ آپ ہر کام میں اپنے نفس اور اپنی خواہشات کی فرمانبرداری کر رہے ہیں تو خود ہی انصاف سے کہئے کہ آپ کو کیا حق ہے کہ آپ اپنے آپ کو مومن یا مسلمان کہیں اور خدا کے محبوب پیغامبر سے اپنے آپ کو منسوب کریں اگر آپ نے اسلام کو دنیا کا بہترین مذہب سمجھکر اپنے لئے قبول کیا ہے تو پھر خدا اور رسول کے احکام ماننے میں ہچر مچر کیسی اللہ تو کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف دیا ہی نہیں کرتا پھر آپ اس کی راہ کی ذرا ذرا سی تکلیفوں اور دقتوں کو اپنی وسعت سے زیادہ کیوں سمجھ رہے ہیں ایک مرتبہ ہمت کر کے خدا کے آخری پیغام کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیجئے پھر آپ صحیح معنوں میں یا ایہا الذین اٰمنوا کے مخاطب بنجائیں گے۔


# کاغذ پہ کھدیا ہی کلیجہ نکال کر

## محبت کے دو عمل

عمل ۱ صرف مسلمان ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کیلئے منا نہیں

عمل ۲۔ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے۔

کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر موخطا نہ گئے جب تلاش بھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست تحلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب میرے غریب خانہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ آپ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں۔ **عمل ۱** اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ صرف رعایتی تین روپے

**عمل ۲** یہ ایک آیت قرآنی اسم چند بیجو الفاظ کے کا عمل ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس بار پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے۔

**عمل ۳ برائے ترقی روزگار** برائے ترقی رزق عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایکدو یہ چار آنے نذرانہ ہے ایک روپے چار کے میں اس آدمی پر لٹنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔ ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطرہ ہے نہ زوجہ کا نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت جو صاحب عمل ۱ و ۲ و ۳ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا اگر بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف۔ لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔

ان عملیات کی تصدیق کے میرے پاس سینکڑوں خطوط موجود ہیں ان کا شایع کرنا لوگ پسند نہیں کرینگے۔ جو صاحب اطمینان کرنا چاہیں وہ اطمینان کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ **فضل شاہ عامل۔ دہلی**

# سانپ کے کاٹے کا عمل

برادران اسلام! یہ عمل میرے پاس ایکمدت سے تجربہ سے بے انتہا مجرب ثابت ہوا۔ ایکبڑے عامل سے کثیر خدمت کے صلہ میں دستیاب ہوا انتہا عمل شریف نہایت آسان اور اسلام کے مطابق ہے خواہ مریض کیسا ہی بے ہوش ہو اور حالت یاسین کن ہو اور کیسے ہی زہریلے سانپ نے کاٹا ہو پانچ منٹ میں مریض تندرست ہو جاتا ہے لہذا میں اسکو رفاہ عام کی غرض سے مشتہر کرتا ہوں اور ہدیہ بقدر صرف اشتہار لیتا ہوں یعنی صرف ایکدو پیسہ چار کے۔ امید ہے کہ برادران اسلام کثرت سے اس عمل کو طلب کر کے برادران بنی نوع انسان کی جانوں کو بچائینگے۔ ملنے کا پتہ:۔ **سید لطف اللہ نمبر ۲۷۳۔ دہلی**

# موجودہ فیشن اور اسلام

(از جناب مولوی سید علیم الدین صاحب نحوی)

ہندوستان کے موجودہ دور تمدن نے مسلم قوت متخیلہ میں وہ طوفان پرور جوش نمو برانگیختہ کیا ہے جس کی گوناگون کیفیات سرابی جذبات سے متموج نظر آتی ہیں سحاب مغرب سے بصد انداز کوندنے والی باصرہ نواز برق تہذیب کے جلوۂ عریاں نے دل و دماغ کے دیدۂ حیران کو اپنی سحر طرازیوں سے مسحور کر رہا ہے رعنائی جمال بے محابانے عقل و ہوش پر خنجر عشوۂ صد ناز سے وہ ضرب کاری لگائی ہے کہ لذت در داور حلاوت زخم سے عالم دارفتگی ہے سر و پا سر نیچی ہے اور دین و ایمان سے بیگانگی ہے اس بادۂ نوشید کے متوالے اپنی بوالعجب دہن میں کسی موعود ذہنی ساقی ارتقا کے فراق اور جام جہد للبقا کی کیمیائی جستجو میں تجلیات عاقبت اندیشی سے قطع نظر کر کے محسوسات انجام بینی کو ٹھکرا کر عالم خمار کے لڑکھڑاتے ہوئے پاؤں سے اس قدر تیز گام ہو گئے ہیں کہ ہر ہر قدم پر سکے بل گرنے کا خطرہ پیش ہوتا ہے۔

فی الحقیقت اس نئی روشنی سے وہ پرانی تاریکی مستولی ہو گئی ہے جس نے چودہ صدی پہلے طبائع سے حق و ناحق کا امتیاز محو کر دیا تھا تاریخ سے باخبر اس پر آشوب زمانہ کی حالت کا تطابق اگر اس دور جہالت دوہر سے کرنا چاہیں گے تو جہاں تک مذہب کا تعلق ہے وہی خود رائی و تمرد، وہی سودائے ایالت و بزرگی وہی خود ساختہ رہنمائی و مقتدائی وہی زعم باطل و اعتماد غلط اور وہی نفسانیات و خواہشات کی بزرگی نہایت دلکش و فصیح الفاظ میں مضمر، اور شستہ اور برجستہ جملوں کے زرین ملبوس میں نظر افروز ثابت پائینگے۔

نئی تعلیم و تعلم، جدید تمدن و معاشرت اور نوع بنوع اقتضایات زمانہ نے مذہبی احساسات و جذبات کو نادانوں کے خود ساختہ نظریات فلسفہ کے طاؤس پاؤں سے پامال کرانا شروع کر دیا ہے کیا یہی وہ محیر العقول ہیولا جس نے حیوان واقعی سے سعی ارتقا کے بعد شرف انسانیت کو اپنا ممنون منت بنایا ہے۔

اس کا ہی یہ لازمی نتیجہ ہے کہ آجکل عام طور پر قوم۔ مذہب اور ملک کا بزعم خود وہ مصلح اور ریفارمر ہے جو قوم کی ایک ایک برائی پر ہزار ہزار گالیاں دے خوب دل کھول کر بے جھجک قوم و ملت کی اہانت و تذلیل کرے ان کی طرز روش پر سفیہانہ اور سوقیانہ حملے کرے ان کے افعال پر دانستہ نکتہ چینی کرے لیکن خود جذبہ عمل اصلاحی سے ناآشنا ہو بکار زار عمل سے عمدہ پالیسی کے ساتھ گریزپا ہو نجر عمل سے آزاد ہو۔ قوم کی موجودہ ناگفتنی حالت کے مداوے اور معالجے سے جس کا خود نوحہ خواں اور دشنام دہ ہے کوئی دلچسپی نہ رکھتا ہو بلکہ حصول اقتدار کے لئے نفاق و شقاق استوار کرنے کے لئے اتفاق و اتحاد کا زبانی حامی ہو۔ اور ان افعال قبیحہ سے قوم کو تباہ و برباد کرنا رہے"

اس دور روشن کا دوسرا کارنامہ خود ساختہ فلسفہ کی ارزانی ہے چنانچہ وہ قائدین علم سے اتنا ہی بعد رکھتے ہوں جتنا عمل سے مگر ہر قائد کو دنیا کا سب سے بڑا اللامفر کہنیکا ادعا ملکہ فلسفہ ان کا خانہ زاد ان کی نقل و حرکت اختراعی فلسفہ کی مرہون احسان جو لفظ مئہ سے نکلے وہ بحر فلسفہ کے گرداب میں ڈہلا ہوا۔ جو قدم اٹھے دام فلسفہ میں وابستہ، اگر بس چلے تو اسلام کا نام فلسفہ رکھنے کے تمنائی، باوجودیکہ فلسفہ تو کجا عقل سلیم سے کوسوں دور جذبات فطری سے کورے نہی دماغ اور جہل مرکب، ایسی خراست و ذکاوت کے دہنی جو قوم و ملت کے لئے زہر ہلاہل کا کام دیسکے۔ اس فلسفہ کے عالم و عامل جو ملک کے لئے سم قاتل ہو۔

اور سب سے زبردست اور عظیم الشان تاثر اس ترقی یافتہ آزاد زمانہ کا مذہبی معتقدات سے روگردانی ہے اس لئے وہ رہبر زور قلم اور قوت گویائی کی ساری سے کہنے کو مذہب کا سچا خیر اندیش۔ ملت کا مخلص شیدائی قوم کا نیک نہاد بہی خواہ ملک کا بہبود ریفارمر ہے۔ لیکن فی نفسہ ان خیالات پارینہ، اس اولڈ فیشن سے جدت طراز سیمونی طبیعت کو تجلی یافتہ دل و دماغ کو (جن میں فلسفہ نفسانیات اور آزادی جذبات کی حکمت پالیسی نے ہولناکیوں کی ایک دل لبھانے والی فردوس نما دنیا آباد کر رکھی ہے) کوئی تعلق و سروکار نہیں البتہ حصول اغراض کے لئے ہر قسم کی پابندی کے لئے مضطرب اور ہر وہ اصول جو مطلب برآری کے لئے ان کے نکتہ نظر سے مفید ہو قابل صد عمل ہے اس فیض عام سے نئے پرانے ہر قسم کے خود غرض اور بنے ہوئے مقتدا مستفیض ہیں۔

آج قوم کی افراط و تفریط کا یہ خونی منظر اس امر کا پرزور مقتضی ہے کہ وہ بیدار ہونے والے افراد جن کو خالق حقیقی نے معصلحانہ دل و دماغ اور ان میں مودت و مصلحت کا فطری جوش شرف انسانیت کا جوہر، عقل سلیم، فکر رسا اور مخلصانہ ہمدردی عطا فرمائی ہے کارزار عمل میں بیدریغ اتر آئیں اور وہ اسوہ حسنہ موثر و دلچسپ پیرایہ میں پیش کریں جس کو سرور دو عالم فخر کائنات غایت موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسلام کے لئے منتخب فرمایا ہے اور جس کا محبت و موانست کا گنجینہ ترقی و کامیابی کا سرچشمہ شرافت و لطافت کا مخزن ہونا خدائے قدوس نے اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرمایا ہے۔ آج ملک و قوم کو نیک نہاد عاملوں کی سخت ضرورت ہے مخلص اور خود راہ پر چلنے والے راہنماؤں کی اشد احتیاج ہے سچے درد سے مضطرب دل رکھنے والے ہمدردوں کی بے حد محتاجی ہے تاکہ ان کا وجود عمل اور مخلصانہ سعی ان گمراہ کن خود غرض مرثیہ خواں مرثیہ خواں اور دشنام دہ مدعیوں سے نجات دلوائے اور جو بھولے بھالے سیدھے سادے صلاحیت رکھنے والے افسانوں کو قعر ذلت میں گرنے سے بچائیں ان کی طبیعتوں کے زخم خوردہ احساس کو مندمل کر کے حقیقی مسرت سے لطف اندوز کر سکیں گمراہی سے صراط مستقیم کی طرف تعاطیی قوت کی کشش سے جذب کر لیں فلاح و بہبود کی وہ بہترین اور سہل الحصول راہیں عملی صورت میں پیش کریں جن پر چلکر موجودہ نکبت و فلاکت سے استخلاص پا سکیں انسانیت کی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے علم و حکمت کے نایاب و نادر جواہرات سے کاسۂ دل و دماغ کو پر کر لیں۔ آئینۂ ایمان کو کدورات

عالم کے گرد و غبار سے خواہشات و نفسانیات کے مجبور کرنے کے باوجود محفوظ رکھ سکیں حتیٰ کہ ان رشد و ہدایت یافتہ قلبوں میں بہشکا دینے والے کیمیائے نظارے اور سیمیائے جلو یکا کوئی تاثر پذیر نہ ہو سکے۔

درحقیقت قوم کی اصلاح مذہب و ملت کا فروغ میدان عمل میں باقاعدہ سرگرم کار ہونے سے ہو سکتا ہے اور یہی وہ واحد ذریعہ ہے جس سے نازنین ارتقا بدن آغوش اسلام میں زینت بخش ہو سکتی ہے۔

اگرچہ اسلام فلسفیانہ مذہب ہے اس کا ہر اصول حکمت و فلسفہ کا راز ہے اور اس کا ہر طریقہ فطرتی اور عقل سلیم سے بعید نہیں ہے اور یہی وہ دلربا مسلک ہے جس کو بلا قید مذہب و ملت دنیا کے ہر طبقے کے منصف مزاج انسانوں نے عقلی و نقلی ہر آئینوں تحقیقات و تجربات کے مشاہدوں کے بعد اس کی حقانیت و صداقت پر نور اعتراف کیا ہے یہی وہ ملت ہے جس کی پابندی سے مسرت دائمی اور راحت ابدی حاصل ہو سکتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا کہ اسلام کے اصولوں کی بنیاد ہر انسان کی عقل کے مطابق ہے جسکے جو سمجھ میں آجائے وہ صحیح ہے دراصل یہی وہ خطرناک غلط خیال اور گمراہ کرنے والا خیال ہے جس کی بدولت نئے فلسفی کمزوری طبائع سے منزل مقصود تک نہ پہنچ سکے اور کوتاہی ادراک نے بہکا دیا۔

ذرا نظر اٹھا کر دیکھا جائے تو نظام کائنات کا اصلی اور اسباب کی تکمیل کا طریقہ اول نگاہ میں ہر کارے و ہر مرد سے پیش نظر ہیگا اور یہ وہ اصل کلیہ ہے جس سے انحراف قطعی ناممکن ہے لیکن ناسمجھی اور کم فہمی کی کیا شکایت کہ ہر شخص اپنے کو مذہبی معاملات میں تفہیم مسائل ملی میں مجتہد العصر اور امام الوقت سمجھے ہوئے حالانکہ یہ بات کوئی ذی ہوش ماننے کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتا کہ ہر انسان بادشاہ سے لیکر تمام مدارج درمیانی حتیٰ کہ ایک ادنیٰ درجہ کا سپاہی بھی ہو سکتا ہے بلکہ عام طور پر یہ عہدہ اور ہر کام کے لئے وہی انسان منتخب و مامور ہوتا ہے جس میں اس کام کی صلاحیت اہلیت و قابلیت موزونیت ہوتی ہے اگر بخلاف اس کے کوئی کام انجام دینا چاہے تو اس کی تکمیل ناقابل تسلیم متصور ہوگی جس کی مثالیں روزمرہ کے عینی مشاہدات ہیں ہر انسان کی عقل و تمیز ایسی کیونکر ہو سکتی ہے جس میں مدارج کا فرق نہ ہو یہی نہیں بلکہ ہر درجہ میں بھی مدارج و تفوق ہوتے ہیں چنانچہ ہر درجہ کے ہم مرتبہ افراد بھی باہم دگر کم و بیش مقبولیت حاصل کرتے ہیں ایک ہم پیشہ و ہم مرتبہ اپنے فہم و عقل کے بدولت قوت و طاقت کے سبب سے اپنے دوسرے ساتھی سے اپنی ایک ہی منزل میں غیر معمولی امتیاز حاصل کر لیتا ہے ایک کو اگر اعلیٰ درجہ حاصل ہو تو دوسرے کو اس کا سب سے ادنیٰ درجہ میسر آتا ہے۔ لہٰذا یہ مسلم ہے کہ تمام انسانوں میں کوئی انسان ایک دوسرے کا ہم رتبہ نہیں ہو سکتا نہ ہر شعبہ میں ہر انسان کامیابی حاصل کر سکتا ہے نہ ہر انسان ہر قسم کا کام بحسن و خوبی انجام دے سکتا ہے اور ہر انسان میں ہر شعبہ و ہر کام کے لئے خاص اور مخصوص قابلیت ہونی چاہیئے ایسی نادر اور اہم ترین صورت میں یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے ہر تعلیم یافتہ انسان مذہبی پیشوا بنجائے یا بغیر مذہبی تعلیم کے عالم کا درجہ حاصل کر لے اور ہر عالم اپنے کو مذہبی معالج سمجھے اور ہر مسئلہ اس کی عقل کے مطابق ہو یہ تو ایک خداداد انعام ہے جو ہر شخص کو نہیں مل سکتا ہے ہر استعداد، قابلیت، مافوق الفطرت امتیاز ہونے کی صورت میں کامیابی کیونکر ممکن ہے اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ جب کوئی نااہل کسی کام میں دخیل ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنی نالائقی کے سبب پستی کی طرف لجانے پر مجبور ہوتا ہے۔

اس کے بعد کوئی سلیم الفطرت انسان اس کی جرأت نہیں کر سکتا ہے کہ اس میں مذہبی مہارت کاملہ نہ ہونے کی صورت میں رہبری کا بیڑا اٹھا کر اپنے کو انجام کار ذلیل کرے۔

اب رہے وہ حضرات جو پیشہ کے طور پر اس حربہ کو استعمال فرماتے ہیں ان کو لازم ہے کہ وہ اپنے دل سے موت اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اور جس کا معمولی سا خیال جسم میں ارتعاش پیدا کر دیتا ہے صفحۂ دل سے حرف غلط کی طرح نہ مٹائیں، وہ وقت جلد سے جلد آنے والا ہے جب یہ سب ننگ و ذخم کرنی پڑے گی اور نہایت اضطراب و پریشانی کے عالم میں موت کو لبیک کہنا پڑے گا۔ ایسی حالت میں طمانیت قلب حاصل کرنے کی جد و جہد کیوں نہ کی جائے عزت و رزق دینا انسانی اختیارات سے بالاتر ہے یہ صرف اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں جو مرنے کے بعد محاسبہ کرنے والا ہے جب یہ سب کچھ اس خدائے برحق کے اختیار میں ہے تو پھر کیوں غلط راستہ اختیار کر کے خسارالدنیا والآخرہ کی وعید کے مستوجب بننے کی کوشش کرتے ہیں اور کیا خدا سے زیادہ کوئی رحیم و کریم بالاتفاق کہا جائے گا کہ نہیں تو اس سے وہ سب کچھ آپ کیوں نہ مانگیں جو اس بے کنے بن سے حاصل ہو رہا ہے کیونکہ جو چیز آپ کو حاصل ہے وہ متعدد ہے اور وہ ضرور ملیگی ثانیاً عام طور پر فقدان تعلیم کو قوم کی تباہی اور بربادی کا باعث بتلایا جاتا ہے اور عدم تعلیم کو اس حالت کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہم نے کبھی اپنے فرصت کے لمحات اس کی تلافی کے اسباب پر غور کرنے کے لئے بھی صرف کئے ہیں اور کبھی اس راز کو معلوم کرنا چاہا ہے کہ اس کا تدارک موجودہ حالت میں کیونکر ہو سکتا ہے اور کیا ہم نے قوم کو دولت علم سے متمول بنانے کے لئے ایک عملی قدم بھی بڑھایا ہے اگر نہیں تو کیا یہ ممکن ہے کہ صرف مرثیہ خوانی سے سخت و سست کہنے سے ذلت و پستی کا اظہار کرنے سے غیرت و حمیت کا جوش دلانے سے قوم کو استفادہ حاصل ہو سکتا ہے اگر نہیں ہو سکتا اور یقیناً نہیں ہو سکتا تو کیا ہمیں کوئی راہ عمل جس سے قوم کی حالت سنبھل کر سدھر جائے تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے ادبار کی ستم ظریفی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ ہمارے روشن خیال حضرات حامیان تمدن موجودہ اپنی رو میں قوم کو جاہل سمجھکر آپ خود فلسفی بنے جاتے ہیں ہر مذہبی اصول کو توڑ مروڑ کے اپنے جذبات ناقصہ کی مدد سے من گھڑت طریقہ اختیار کر کے فلسفہ کی رٹ لگاتے ہوئے پیش کرتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم قوم کو جاہل سمجھنے کے باوجود اپنی جہالت کا یہ بیدریغ ثبوت دے رہے ہیں کہ ان کے سامنے وہ بات کہتے ہیں جسکو ان کے فہم سے بالاتر سمجھتے ہیں حالانکہ ہمارے سمجھانے اور قابل عمل بنانے کا احسن و معقول قاعدہ یہ ہے کہ اس کو اس طبقہ کے جذبات حسیات، قابلیت و استعداد کا پورا اور صحیح اندازہ کر کے ان الفاظ میں پیش کیا جائے جسکو وہ بآسانی ذہن نشین کر سکیں اور اس کے اثر سے متاثر ہو کر ذوق و شوق کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں وہ کہ مخاطب

کو ایسے طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کی جائے جس کو وہ سمجھنے سے قاصر و معذور ہو کون دانشمند یہ باور کر سکتا ہے کہ انداز تفہیم مخاطب کی سمجھ سے بعید ہونے کے باوجود مصلح کی جد و جہد کامیابی حاصل کر سکے گی دوسری بات یہ ہے کہ یہ بنے بنائے رنگروٹ فلسفی اسلام کو فلسفیانہ مذہب مانتے ہوئے بھی اس سعی لاحاصل اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ جب مسائل اسلام کا فلسفہ بیان کرینگے تو غیر مسلم طرز معاشرت بطور تائید۔ دلیل پیش کرینگے غیر مسلم فلاسفروں کے اقوال و افعال بطور حجت و برہان لائینگے۔ غیر اقوام کے تمدن و تہذیب سے استمدادی طریقہ پر خدمت اسلام کرینگے" ارد گھٹنا پھوٹے آنکھ" تعجب کی کوئی حد نہیں رہتی جب ان کے اقوال متضاد کی یہ رنگینی سامنے ہوتی ہے وہ اس کے معترف بھی ہوتے ہیں کہ اسلام کسی ملت کا محتاج نہیں اور مستغنی عن المدد ہے لیکن خواہشمند اسکے ہیں کہ تقلید اسلام کو پرانا فیشن کہکر خیر باد کہدیں اور موجودہ دور کے اپٹوڈیٹ جنٹلمین بنجائیں اور دنیا و تہذیب خاسرہ کو اپنے وجود سے فائز کریں۔

یعنی لفافی ہوسنائی کے فریب خوردہ مسلمان بنجائیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ غرض انسان کو اندھا بنا دیتی ہے اور غرضمند ایسی اندھا دھند کارروائی سے روشن آنکھوں والوں کو کوردیدہ نہیں بنا سکتے آپ جو جی چاہے کہدیجئے لیکن اس کے متوقع نہ ہوجئے کہ آپ کا طرز عمل بیوقوفی سے سب کے لئے قابل قبول ہوگا سب کی عقلیں معدوم تصور نہ کیجئے۔

فی الحقیقت یہی وہ کیدالعصر ہے جس سے وہ افراد جو قوم و مذہب کی خدمت کا اپنے آپ کو ذمہ دار تصور کرتے ہیں اس دام تزویر میں اوالجھ گئے ہیں اسلامی تعلیم سے تاوقتیکہ اسوۂ حسنہ سے بیخبری تمدن و تہذیب سے لاعلمی معاشرت مذہبی سے بیگانگی کا یہ لازمی اور یقینی نتیجہ ہے اگر ان حضرات کو حقیقی طور پر خدمت قوم و ملت کا ذمہ دارانہ احساس ہے اور اس کو اپنا فرض اخوت سمجھتے ہیں تو ساتھ ہی اس کے یہ بھی لازمی اور ضروری ہے کہ وہ مذہبی معلومات کا حصہ حاصل کریں پہلے خود اعلیٰ درجہ کے مسلمان بنجائیں اس کے بعد اس وادی پر خار کی طرف قدم اٹھائیں ان نادرۂ روزگار مبارک ہستیوں کے فلسفہ حیات کو اعمانی نظر سے دیکھیں جن کی حقانی کوششوں نے کامیابی کا شاداب سہرا باندھا ہے ان کے زرین اقوال و افعال اور ان کے نظریہ تبلیغ کو پیش نظر رکھیں جنہوں نے باغ اسلام کو سرسبز کیا ان کی لطافت روحانی اور صداقت ایمانی کی لاجواب تجلی اپنے قلب و ضمیر پر منعکس کریں تاکہ روشنی انوار صداقت ہدایت مسخن اور استدلالات متیقن ہو کر ملک و قوم کو ارتقائی قوت عطا کرے

یاد رکھیئے مسلمانوں کو عروج و ظل عافیت اگر حاصل ہو سکتا ہے تو صرف قرآن مجید کے فلسفہ سے مسلمان اگر بام ترقی پر ممکن ہو سکتے ہیں تو صرف شریعت حقہ کی پالیسی پر کاربند ہو کر مسلمان اگر زندہ قوم مانے جا سکتے ہیں تو صرف ملی اصولوں پر پرستاری اور مصمم عمل کرنے پر جب تک مسلمان اسلامی صراط مستقیم سے علیحدہ ہیں کوئی ترقی کوئی عظمت حاصل نہیں کر سکتے۔ مسلمان جب تک سچے مسلمان نہ بنجائیں ان کا وقار قائم نہیں ہو سکتا اور نہ وہ فلاحیت حاصل کر سکتے ہیں اگر ہندوستان کی اسلامی آبادی چند ایسے باکیزہ و مطہر نقوش منظر عام پر آئے تو آج اس اسوۂ حسنہ کی بدولت جس نے عرب کے ظلمتکدہ کو منور کر کے چار دانگ میں ممتاز کر دیا تھا وہی ضیا باری ہونے لگے اور اسلام کا سراج منیر دہریت کے کثیف ابر سے نکل کر دنیا اسلام کو مجلی کر دے۔

اٹھو اٹھو ابھی وقت ہے کہ یہ گم کردہ راہ تہوطوی سی جد و جہد معمولی کوشش و سعی سے پھر طریق اسلام پر رغبت و خوشدلی سے آجائینگے آخر یہ جمود یہ غفلت تا کے۔ کب بیدار ہوگے۔ کب تک اٹھو گے۔ وہ کونسا مبارک وقت ہوگا جب اس منحوس تساہل و کہالت کا خاتمہ ہوگا۔ دیکھو تمہاری خاموشی سے نااہل لوگ مذہب کے پردہ میں نادان دوستی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ مسلمان ہی برباد نہیں ہو رہے ہیں بلکہ اسلام پر حرف آرہا ہے۔

سنو سنو، آخر یہ ذمہ داری کس کے سر ہے اس کا مواخذہ کون بھگتے گا کون جوابدہ ہوگا۔ اگر قوم و ملک مذہب و ملت کی صلاح و فلاح کے لئے نہیں اٹھتے نہ اٹھو لیکن اپنی نازنین روح اور عزیز ترین جان کو اس ہولناک دعیہ کے مستوجب مرنے سے بچاؤ۔ جانتے ہو اس وقت کون مدعی ہوگا اور کون منصف ہوگا۔ کیا اتنی قوت ہے کہ اس ہیبت آفریں دن کو جس کا خیال باعث ارتعاش ہوتا ہے جوابدہی سے بچ سکوگے۔

آؤ۔ اے ہدایت یافتہ۔ متین صداقت۔ منور قلب والے سچے مسلمانوں آؤ آؤ اور قوم و مذہب کو اس گرداب طوفان پرور سے بچاؤ۔ جس طرح کہ تمہارون اولے میں تمہارے سلف صالحین نے سرگرم عمل ہو کر اسلام کی بھی خدمت انجام دی ہے۔

---


# مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی غلط خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جسکے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرضکہ آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے

قیمت ہر سہ حصص عہ — منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے

# فلسفہ ایمان بالغیب

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری میرٹھی)

اسلام میں اصل الاصول تین چیزیں ہیں عقائد۔ عبادات۔ اور اخلاق۔ عقائد پر نجات منحصر ہے۔ اور عبادت و اخلاق حصول سعادت و تکمیل انسانی کا ذریعہ ہیں اگر ایک مسلمان کے عقائد درست ہیں یعنی جس طرح اسلام نے تعلیم کئے ہیں اسی طرح مانتا ہے مگر نیک اعمال سے اس کا دامن عمل خالی ہے۔ معصیت اور نافرمانی سے نامۂ اعمال سیاہ ہے تو اس کو احکام الٰہی کی سزا تو ملے گی لیکن آخر کار جنت کا حقدار ضرور ہے لیکن اگر ایک مسلمان کے سر سے عقائد ہی درست نہیں خوش عقیدگی اور حد سے متجاوز ظن کی وجہ سے اسکے عقائد گندے اور خلاف اسلام ہوں تو وہ اگرچہ اپنے زمانہ کا شبلی ہی کیوں نہ ہو لیکن اسکی نجات اور بخشش ہرگز نہ ہوگی آپ دیکھتے نہیں کہ یہود و نصاریٰ اور ہنود وغیرہ کتنے ایسے رفاہ عام کے کام نفس کشی اور مجاہدے کرتے ہیں جن سے ان کی ہمدردی نوع انسانی اور حصول معرفت الٰہی کی تڑپ کا یقین ہوتا ہے ان کی نہ ہیت بظاہر اعلیٰ معلوم ہوتی ہے اور ان کے اخلاق و عادات اپنے اندر جاذبیت رکھتے ہیں لیکن ان کی یہ تمام سخاوتیں ہمدردیاں نفس کشیاں اور مجاہدے وغیرہ سب بیکار اور بیہیچ فضول اور اکارت کیوں؟ صرف اسلئے کہ ان کی خاکی اور روحانی زندگی میں وہ اصلی روح اور اسپرٹ ہی نہیں جو منزل مقصود تک ان کو پہنچائے اور ان کے اعمال پر ثمرات مرتب ہوں غرض نجات عقائد کی درستگی پر منحصر ہے۔

معلوم ہوا کہ عقائد کی درستگی کتنی اہم بالشان چیز ہے اور اسی پر مسلمانوں کی نظر نہیں اور نہ ہی کوئی خاص اہتمام یہی وجہ ہے کہ ان کا اسلام مردہ اور ایمان بے روح ہے بدعقیدگی میں ایک عام ابتلا ہو رہا ہے اور اسلامی تعلیمات پر مطلق نظر نہیں

## ایمان کی تعریف

اسلام میں بعض عبادات تو ایسی ہیں جن کا تعلق ہمارے اجسام و اموال سے ہے اور بعض احکام وہ ہیں جو ہمارے قلب سے متعلق ہیں یعنی ان پر دل سے یقین کرکے ایمان لایا جائے اس دل کے یقین یا تصدیق قلبی کو عقیدہ کہتے ہیں جس قدر احکام قرآن مقدس میں خدا کی طرف سے بندوں کی ہدایت کیلئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے ان سب پر دل سے یقین کرنے کا نام ایمان ہے خواہ اجمالی طور پر یہ الفاظ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ کہکر اپنے ایمان کا اعلان کیا جائے یا تفصیلی طور پر ہر اس چیز پر یقین ہو جو آنحضرت صلعم خدا کی طرف سے لائے اور جن کا تعلق عقائد سے ہے یعنی وجود باری ثبوت کتاب۔ معاد۔ جنت۔ دوزخ ملائکہ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھنا ان تمام چیزوں کو اس صورت میں ماننا اور دل سے یقین کرنا جس میں اسلام نے تعلیم دی ہے ایمان کا مقصود اور عند اللہ مطلوب ہے یہی عقائد کی درستگی ہے جس پر نجات منحصر ہے۔

## ایک قابل غور نکتہ

جس طرح ظاہر اعمال یعنی اجسام و اموال سے متعلق احکام متفاوت ہیں بعض اس درجہ مطلوب ہیں کہ ان کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے یعنی ارکان اسلام۔ بعض اس درجہ مطلوب تو نہیں ہوتے اور ان کا انکار اسلام سے خارج نہیں کرتا مثلاً واجبات وغیرہ یعنی بعض احکام اصولی ہیں اور بعض فروعی اسی طرح عقائد میں بھی بعض عقیدے بطور ارکان کے ہیں جن کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور بعض بطور واجبات کے ہیں جن کا انکار اسلام سے خارج نہیں کرتا یعنی کچھ اصولی عقائد ہیں کچھ فروعی۔

افسوس کہ ملاؤں نے اس بات کو نہ سمجھا بلکہ بات بات پر ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے لگانے لگے محض معمولی معمولی اور فروعی اختلافات کی وجہ سے تکفیر و تضلیل کی تلواریں بے پاکر دیں کہیں مسئلہ قیام پر آستینیں چڑھ رہی ہیں کہیں مسئلہ قیام پر جوتوں میں دال بٹ رہی ہے کہیں رسول کی شہرت پر جوتم بیزار ہے کہیں گیارہویں پر جھگڑا ہے اور کہیں درود فاتحہ پر سر پھٹول ہو رہی ہے ان خدا کے بندوں کو یہ معلوم نہیں کہ ان امور کا نجات سے کوئی تعلق نہیں پھر کیوں ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل کی جائے اور وحدت اسلامیہ کو پامال کیا جائے۔

اصولی عقائد وہ ہیں جن کا پہلے ذکر کیا گیا اور جن کا ذکر ایمان مفصل میں ہے ان کے علاوہ تمام عقائد فروعی ہیں۔

## آمدم برسر مطلب

جب تک ایمان میں یقینی کیفیت پیدا نہ ہو انسان کبھی متقی اور پرہیزگار نہیں بن سکتا اور نہ ہی اخلاقی زندگی چمک سکتی ہے۔ اسلام کی تمام تر بنیاد فطری ذوق اور تصدیق قلبی پر ہے جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالیٰ الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ یعنی جس کتاب کے بھیجنے کا ہم نے پچھلی کتابوں میں وعدہ کیا تھا یعنی توراۃ و انجیل وغیرہ میں یہ کتاب وہی ہے اور اس کے احکام یا اس میں مطلق شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے ہو ضوحہ وسطوع برھانہ بحیث لا یرتاب فیہ العاقل بعد النظر الصحیح فی کونہ وحیا یعنی قرآن مقدس اپنی وضاحت مضامین کی بلندگی اور دلائل و براہین کے لحاظ سے نہایت مستحکم اور اسکے احکام یقینی ہیں اس میں کسی عاقل کو بعد نظر صحیح کے کلام نہیں ہو سکتا کہ یہ وحی الٰہی ہے۔ کلام الٰہی سے وہی شخص سعادت اندوز ہو سکتا ہے جو متقی ہے یعنی جس کے ایمان میں یقینی کیفیت ہو اور جس کا فہم شک و شبہ سے بالا تر ہو اگر یقین نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمارے ایمان میں یقینی کیفیت کیسے پیدا ہو۔ جبکہ یقین تجربہ اور مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے اور جن باتوں پر ایمان لانا حصول نجات کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے وہ تمام پردۂ غیب میں ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان چیزوں کا نجات سے کیا تعلق ہے کسی موجود چیز کو موجود کہنے میں یا مان لینے میں کونسی خوبی اور بہتری ہے۔

تیسرے یہ کہ ان کو پردۂ غیب میں کیا مصلحت اور حکمت ہے جبکہ ان کو غیب میں رکھنے کی وجہ سے مخلوق خدا گمراہ ہو رہی ہے اور اسلامی تعلیم کا انکار رد کے ابدی جہنم خرید رہی ہے۔ اگر امور غیبیات کا مشاہدہ عام ہوتا تو کوئی شخص گمراہ نہ ہوتا ان تینوں سوالوں کا جواب ذرا تفصیل طلب ہے اس لئے نمبر وار جواب دیا جائے گا۔

## علم اور معرفت الٰہی کے ذریعے

جاننا چاہیئے کہ قرآن کریم نے علم کی تین قسمیں بیان کی ہیں علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین۔

علم الیقین وہ ہے کہ کسی مطلوب چیز کا کسی واسطے کے ذریعہ پتہ لگا لیا جائے مثلاً دلوب کے آفتاب کے طلوع ہونے پر استدلال کرنا۔ یا دھوئیں سے آگ کے وجود پر استدلال کرنا آگ کو اور آفتاب کو اگرچہ دیکھا نہیں مگر دھوئیں اور دھوپ کو دیکھکر آگ اور آفتاب کے وجود کا یقین ہو گیا۔ یہ علم الیقین ہے اور اگر خود آگ کو ہی دیکھ لیا تو یہ عین الیقین ہے اور اگر آگ میں داخل بھی ہو گئے تو یہ حق الیقین ہے

علم الیقین کا ذریعہ عقل اور منقولات ہیں عاقل اور سعادت مند انسان کا فرض ہے کہ وہ مذہب کو معقول طریقوں سے آزمانے کے بعد قبول کرے ہر قسم کی ناجائز نکتہ چینیوں سے مترز رہے اور عقل و نقل کو اپنی اپنی حدود پر قائم رکھے کیونکہ نقل صحیح اور عقل کامل کا اتباع انسان کے فرائض اولین میں سے ہے اور انہی دونوں کی اطاعت پر انسانی کمالات اور مزید درجات کے حصول کا انحصار ہے اگر کوئی نااہل الہیات کے اس پہلے درجہ میں فیل ہو جائے تو وہ کبھی بھی مذہب سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا۔

عقل و نقل کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو عقل کی ایسی پابندی کی جائے کہ بالکل خیالات کا محکوم ہو جائے جو چیز اس کے عقل و ادراک میں نہ آئے اس کو واقع میں موجود ہی نہ سمجھے اور علی العموم ہر نقل کا انکار کر دے یا بیجا تاویل کرنے لگے جیسا کہ نیچریوں کا وطیرہ ہے اور نہ ہی نقل کا ایسا بندہ بنے کہ کسی بزرگ اور مذہبی مقتدا سے کوئی بات سن لے تو بے چون وچرا مان لے اور مذہب کو مجموعۂ خرافات بنا لے جیسا کہ عوام الناس جہلا کا شیوہ ہے۔

عقل کی حد سے زیادہ پابندی کا نتیجہ فلسفیت اور الحاد ہے اور نقل کی حد سے زیادہ محکومی کا نتیجہ شخصیت پرستی ہے جس نے یہود نصاریٰ کو شرک کی نجاست میں پھنسایا۔

عقل و نقل کی افراط و تفریط بے احتیاطی اور مرعیان عقل داہل نقل کے باہمی نزاع و پیکار و جنگ و جدل نے ہی اسلام کو فرقہ بندی میں منقسم کر کے امت محمدی کو ایک فتنہ عظیم میں مبتلا کر دیا بہت کم ہیں ایسے لوگ جن کو عقل و نقل میں تطابق اور توازن کی اہلیت ہے۔

علم الیقین کے حصول کا دوسرا ذریعہ سماع ہے مثلاً ہم نے مکہ معظمہ یا محمود غزنوی کو خود نہیں دیکھا صرف دیکھنے والوں سے ان چیزوں کا وجود سنا ہے لیکن محض سننے ہی سے ان چیزوں کا یقین ہے۔ تیسرا درجہ انسانی فطرت ہے۔

عین الیقین سے وہ علم مراد ہے جو صرف حواس خمسہ کے ذریعہ حاصل ہو مثلاً کسی چیز کو سونگھکر اس کی خوشبو یا بدبو معلوم کر لینا یا کسی چیز کو چکھ کر اس کے شیریں یا نمکین ہونے کی اطلاع پا لینا اور یا چھو کر کسی چیز کا گرم یا سرد ہونا معلوم کر لینا یہ تمام معلومات عین الیقین کی قسم سے ہیں۔

حق الیقین وہ ہے کہ جو معلومات انسان کے دل میں محض علمی طور پر ہوں وہ عملی رنگ اختیار کر لیں اس درجہ میں تمام معلومات جسم پر وارد ہو کر اپنا نقش و نگار جما لیتے ہیں اور انسان سراپا عمل بنجاتا ہے اور پھر وہ ان چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے جن کی علم الیقین والوں کو ہوا تک نہیں لگی۔

علم الہیات کا پہلا درجہ علم الیقین ہے جس کے کامل ہونے پر دیگر مدارج کا انحصار ہے اگر کوئی شخص درجہ اول کی تکمیل کئے بغیر مدارج اعلیٰ پر فائز ہونا چاہے تو ناممکن ہے کہ کامیابی حاصل کرے۔ چونکہ علم الیقین کے ذریعہ عین ہیں منقولات۔ سماع اور فطرت پس جب کسی چیز پر یہ تینوں چیزیں شہادت دیں تو بلاشبہ یقینی کیفیت پیدا ہو جائیگی اور شبہات زائل ہو جائیں گے۔


# کام شروع کرنے سے پہلے انجام معلوم کرو

ہر کام شروع کرنے سے پہلے مسنون طریقہ ہے کہ اس کا استخارہ کر لیا جائے تاکہ اگر اس کام کا انجام ٹھیک نہ ہو تو اسے ترک کر دیا جائے بزرگان دین نے عش اہل خیال سے کہ مسلمان نجومیوں اور رملوں اور جوگیوں اور کاہنوں کے پھندہ میں پھنسکر اپنے ایمان کو ضایع نہ کریں بزرگان دین نے اپنے ایسے صحیح طریقے لکھے ہیں کہ جس سے انسان کو اپنے کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے ان بزرگوں میں حضرت شیخ محی الدین اکبر ابن عربی بڑے پایہ کے صوفی عالم گزرے ہیں جنہوں نے ایک فالنامہ بنام استخارہ قرآنیہ لکھا تھا جس سے ہر کام انجام قرآن کی آیت سے معلوم ہو سکتا ہے ہم نے اس کا ترجمہ کر کے اس کے ساتھ فرعۃ الانبیاء یعنی فالنامہ پیغمبران اور فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ حضرت غوث الاعظم فالنامہ ابدال اور حافظ احمد فالنامہ مجولین شامل کر دیا ہے یہ تمام فالنامے ایسے صحیح ہیں کہ ان سے ہر ایک غیر معلومہ کام کا انجام معلوم ہو سکتا ہے اس تمام مجموعہ کا نام

## فالنامہ صدیقی

ہے ایسی اعلیٰ اور مستند کتاب فالنامہ کی اس سے پہلے شایع نہیں ہوئی قیمت صرف آٹھ آنے ہے

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس دہلی

# راہ راستی

(از جناب مولانا مولوی عبد الماجد صاحب)

خدا نے سچ بولنا دنیا میں سب سے زیادہ آسان کام رکھا بندوں نے اپنی شامت سے اسی کو سب سے زیادہ مشکل بنا دیا ہے۔ سچ کا تعلق صرف زبان ہی سے نہیں۔ دل و دماغ کان آنکھ ہاتھ پیر سب سے یکساں ہے۔ عقیدہ کی سچائی یہ ہے کہ ساری موجودات کا پیدا کرنے والا اور قائم رکھنے والا ایک ان دیکھی ذات کو سمجھے عمل کی سچائی یہ ہے کہ اپنے سارے کام اسی کے حکم اور مرضی کے موافق کرے۔

زبان کا سچ یہ ہے کہ انصاف کی بات کہے جھوٹ نہ بولے کسی کی بیجا شکایت نہ کرے اور بے وجہ لڑنے بھڑنے میں نہ لگ جائے کان کا سچ یہ ہے کہ نیکی و نصیحت کی باتیں سنے اور فضول اور نکمی گفتگوؤں کے سننے سے بچا رہے آنکھ کا سچ یہ ہے کہ کسی پر بری خواہش سے نظر نہ کرے ایسے تمام منظروں کے دیکھنے سے جو غصہ اللج، یا بدکاری کے جذبات پیدا کر سکتے ہیں باز رہے ہاتھ کا سچ یہ ہے کہ کمزوروں کو سہارا دے اپاہجوں کی مدد کرے اور بیچاروں کی دستگیری کرے۔ دل کا سچ یہ ہے کہ اپنے تئیں ہر طرح کے کھوٹ، کپٹ، زنگ اور آلائش سے پاک رکھے اور اپنے اندر خدا کی محبت اور اسی کے حکم سے اس کی مخلوق کی محبت کو جگہ دے۔

دنیا کا سب سے بڑا انسان آج قریب چودہ سو برس کے ہوئے جب دنیا میں آیا۔ وہ جس قوم کے درمیان پیدا ہوا وہ ہر طرح کی جہالت و بدکاری میں ڈوبی ہوئی تھی اس سچے شخص نے آن کر ان سے صرف یہ کہا کہ آؤ اور آسروں کو چھوڑ کر تم صرف خدائے واحد کو اپنا آسرا بنا لو اور اس کے سوا کسی میں ذرا بھی قدرت و طاقت نہ سمجھو۔ ان لوگوں نے اس کھلی ہوئی اور دنیا کی سب سے بڑی سچائی کے ماننے سے انکار کیا اور صرف انکار ہی پر بس نہیں کیا بلکہ اس سچے انسان کے جانی دشمن ہو گئے اور ہر طرح اسے تکلیف پہنچانے لگے اسے گالیاں دیں اسے سڑی اور دیوانہ بنایا اسے اور اسکے گنتی کے چند ساتھیوں کو مارا پیٹا اور ان پر کھانا بند کر دیا یہاں تک کہ اس کے قتل کی ساری تدبیریں اختیار کیں اور یہ شورش دو چار روز نہیں برس ہا برس قائم رہی لیکن آخر سچے خدا نے اپنے سچے بندہ کو فتح دی اور اس کے نام اور پیغام کا سچ ساری دنیا جہان پر روشن کر دیا۔

ایک اور سچے بندہ (ابراہیم نے) جب سچا بول زبان سے نکالا تو اسے دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا پھر جب ایک اور سچے بندہ (عیسیٰ) نے وہی سچی بات دوہرائی تو اس کو سولی پر لٹکا دیا گیا اسی طرح جتنے سچے بندے دنیا میں سچ لیکر آئے سب کو بڑی بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا کسی کو قتل کر دیا گیا کسی کو آرے سے چیر ڈالا گیا، کسی کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے کسی کو قید خانہ میں بند ہونا پڑا لیکن سچ کی بڑی پہچان یہ ہے کہ اسے ہرایا نہیں جا سکتا چنانچہ آخر کار انہیں سچ بولنے والوں کا بول بالا رہا۔

سچائی کسی خاص قوم یا ملک کی اکیلی جائداد نہیں سچ کی پکار ہر ملک ہر قوم ہر زمانہ میں کی جا چکی ہے اور کی جا رہی ہے خود ہندوستان میں بھی بڑے بڑے سچے مرد سچ کے دھنی پیدا ہو چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں ضرورت صرف اس کی ہے کہ ان کی پکار کو سنا جائے اور ان کی بات پر دھیان دیا جائے رامچندر جی۔ کرشن جی، گوتم بدھ، گرو نانک یہ سب سچ ہی کا سندیس لیکر آئے تھے اور سب کو سنا گئے پر کسی نے سنا اور کسی نے نہ سنا۔

سچ اور پریم کا چولی دامن کا ساتھ ہے جس کا دل جتنا زیادہ سچا ہوگا اتنا ہی اس میں محبت و الفت ہوگی دنیا کے سب سے بڑے سچے انسان نے اپنی خاص پہچان یہ بتائی کہ میں کسی ایک زمانہ یا ایک قوم یا ایک ملک کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے رحمت اور سلامتی بنکر آیا ہوں ہندوستان میں اس کے جتنے چاکر پیدا ہوئے مثلاً اجمیر میں خواجہ معین الدین یا دہلی میں نظام الدین ان سب کے منہ سے پریم رس ٹپکتا تھا ان کی باتوں میں مونہی تھی اور ان کی سہاگ میں پریت کے پھولوں کی مہک رہتی تھی۔

خدا کے ایک سچے بندے نے ایک مرتبہ سچے دل سے ایک جانور کی قربانی خدا کے نام پر کی اور وہ قبول ہو گئی اس کے ایک بھائی نے بھی اس کے جوڑ پر اپنی طرف سے قربانی کی۔ لیکن چونکہ وہ کھوٹے دل سے تھی اس لئے قبول نہ ہوئی وہ اپنی قربانی قبول نہ ہونے کو اپنی ہیٹی سمجھا اور اس بھائی سے لڑنے پر تیار ہو گیا اس سچے بھائی نے جواب میں کہا کہ تمہیں مارنے کا اختیار ہے مگر میں اس کے جواب میں ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا یہ جواب پا کر اس کو اور زیادہ جلن پیدا ہوئی اور اس نے غصہ میں آکر اپنے بے قصور بھائی کو قتل کر ڈالا یہ مثال اس کی تھی کہ ظالم کے مقابلہ میں آدمی ہاتھ نہ اٹھائے اور خاموشی کے ساتھ اپنی سچائی پر قائم رہے چاہے اس کی جان تک چلی جائے ہماری سچی اور پکی آسمانی کتاب میں یہ پورا حال درج ہے اور آج گاندھی جی شانتی یا عدم تشدد پر اتنا زور دے رہے ہیں وہ اسی مثال کی پیروی کر رہے ہیں۔

ہزاروں برس کے بعد خدا کے ایک سچے اور پیارے بندہ سے اس وقت کے ظالم بادشاہ نے کہا کہ میری اطاعت قبول کر لے اور میری حکومت کو تسلیم کرلے اس نیک بندہ کو خود بادشاہت کی ذرا بھی خواہش نہ تھی لیکن اس نے ایک ظالم حکومت کو ماننے سے انکار کر دیا اس پر طرح طرح کی سختیاں کی گئیں اس کے عزیزوں رشتہ داروں، دوستوں اور لڑکوں کو اسی کے سامنے مار ڈالا گیا اور آخر میں خود اس کو بھوکا پیاسا رکھکر بڑی ہی بیدردی اور سنگدلی کے ساتھ قتل کر دیا گیا اس نے یہ سب کچھ گوارا کیا لیکن ظالم حکومت کے آگے سر جھکانا گوارا نہ کیا اسی طرح قرآن حال کے سچے مسلمانوں نے بھی جابر حکومتوں کی ناانصافیوں سے ٹکر آکر ان کی اطاعت سے انکار کر دیا ہے اور ہر طرح کی تکلیفوں کا شکار ہو رہے ہیں وہ اپنے سامنے سچائی کے اسی بڑے اور پورے نمونہ کو رکھے ہوئے ہیں۔

سچ بولنے سے بھی کہیں زیادہ مشکل سچ کا سننا اور قبول کرنا ہے دنیا کی سب سے زیادہ سچی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو کوئی دنیا میں سچ لیکر آیا اور جس نے سچ کو مانا سو بھی لوگ خدا سے ڈرنے والے ہیں" خدا ہی کے ہاتھ میں ہے کہ وہ ہم سب کو سچ بولنے سچ برتنے اور سچ کے سننے کی توفیق نصیب کرے۔

# بیماری کا احساس

(جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب بلگرامی)

احساس تلاش اور جستجو کی بنیاد ہے اسی لئے علاج سے پیشتر ضروری ہے کہ بیمار کو اس کی بیماری کا احساس کرایا جائے اپنے روگ کو نہ جاننا ہی ایک بڑا روگ ہے انسان اپنے بدن کی بیماری اور دکھ کو تو دوسرے کہنے سے جلدی مان لیتا ہے لیکن روح کے دکھ اور میل تیاگنے پر اکثر وہ جھگڑا کرتا ہے حالانکہ یہی چیز زیادہ صبر اور توجہ سے سننے کی ہوتی ہے یہ کچھ روح کے پیار کی وجہ سے نہیں ہے کہ انسان اپنی روح کو میلا اور دکھی نہیں سننا چاہتا بلکہ دھوکہ میں پڑ کر وہ اپنی روح کو میلا ہی نہیں جانتا اور ایسے لوگ ہی کم نہیں ہوتے جو اس میل ہی کو ستھرائی اور پاکی جانتے ہیں۔

مذہبی پیشوائی کو یہ دھوکہ جلد لگتا ہے اور جب وہ دوسرے آدمیوں کو اپنی بڑائی کرتے دیکھتے ہیں تو کچھ ایسے اتر جاتے ہیں کہ انسان ہوتے ہوئے وہ اپنے کو انسانیت اور انسانی بھول چوک سے اونچا جاننے لگتے ہیں اسلامی عقیدہ میں تو صرف نبیوں اور پیغمبروں ہی کے لئے یہ بات مانی گئی ہے کہ ان کے دامن برائی اور خرابی سے پاک ہوتے ہیں اوروں کو یہ مرتبہ نہیں دیا گیا مگر اس زمانہ میں تو سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں نے اپنے لئے یہ حق بنا رکھا ہے وہ اپنے کو ایسے مرتبہ میں جانتے ہیں جہاں نہ تو ان کے کاموں پر گرفت ہو سکتی ہو اور نہ ان کی باتوں پر شک لایا جا سکتا ہے وہ یہی چاہتے ہیں کہ ان کے جھوٹ کو سچ ان کے فریب کو ایمانداری اور ان کی رایوں کو خدا کا حکم مانا جائے۔

یہ لوگ اپنے اندر غلطیوں کے سوچنے کی کوئی گنجائش نہیں پاتے ان کے دل کی سچائی کا چشمہ سوکھ گیا ہے اور خود اپنے کاموں کی جانچ پرتال کرتے رہنے کی نعمت ان سے چھین لی گئی ہے دین سے گذر کر دنیا کے کام بھی انہوں نے اپنی حکمرانی کے علاقہ میں لے رکھے ہیں ان ہی مذہبی پیشواؤں سے نکاح بیاہ کی تاریخیں مقرر کرائی جاتی ہیں کاروبار میں نا واقفیت کے باوجود ان سے مشورے چاہے جاتے ہیں حکم الٰہی کی بیڑی میں چاہے وہ سست ہوں مگر اپنی رایوں اور من مانی باتوں پر جم جانے میں انھیں پورا ملکہ حاصل ہے رسول اکرم صلعم نے تو فرمایا فاذا اھم بشیء من رائی فانا بشر مثلکم جب میں تمہیں اپنی ذاتی رائے بتاؤں تو تمہیں جیسا ایک انسان ہوں لیکن یہاں برابری ماننا تو کہاں اس کا خیال لانا بھی گناہ ہے۔

ایک حدیث میں کیسی حکیمانہ وہ باتیں کہی گئی ہیں انسان کی برباد کرنے والی خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوا الانصاف من نفسک انسان کا اپنے آپ سے انصاف کرنا گویا اپنے کو تولنا اپنے کاموں کی جانچ کرتے رہنا اپنے کو زندہ کرنا اور زندگی دینا ہے۔

جھوٹ کو سچ اور غلط کو صحیح سمجھ کر اپنی گرویدوں میں پرورش کرتے کرتے غلط اور صحیح کی قوت تمیز ہی ان کے اندر سے اٹھ گئی ہے ان میں یہ لوگ جانتے ہیں کہ دنیا ان کے جھوٹ کو سچ مان رہی ہے حالانکہ دنیا اب جاننے لگی ہے کہ یہ جھوٹ پھیلا رہے ہیں دنیا کا یہ علم آہستہ آہستہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔

اگر ایکبار بھی ہمارے مذہبی پیشواؤں کو اپنی ان بیماریوں کا احساس ہو جائے جو عام طور پر ان کے اندر بھی جاری ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان سے نجات پا کر نکل نہ کریں ان سے نجات پا کر وہ بے خطر اس واقعی عزت کے مستحق ہو سکتے ہیں جو دیندار اور مذہبی لوگوں کے لئے ہونی چاہیئے یہ عزت نہ تو اپنے خیال کر لینے سے ہوتی ہے اور نہ بے سود جد و جہد سے ہاتھ آتی ہے بلکہ خود بخود دلوں میں اپنی جگہ بناتی جاتی ہے یہی عزت پائدار اور مضبوط عزت ہے۔

یہ بات پورے طور پر ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ حضرات علماء اور مشائخ کی ساکھ بازار میں کچھ اکھڑ چکی ہے اور اکھڑی جاتی ہے۔ بہتوں کو اول تو اس کا اقرار نہیں اور اگر ہے تو اسے دوسروں کے الحاد، اہلی، بیدینی اور لامذہبی کے ذمہ ڈالا جاتا ہے حالانکہ وہ اگر استفت قلبک اپنے دل سے پوچھوں کی ہدایت پر عمل کریں تو انھیں اصلیت صاف نظر آجائیگی انسان کے لئے سب سے بڑی رہنمائی تو اسی کے دل میں ہے اور ضرور دل اپنی گہرائی سے ان کمزوریوں کی طرف آوازیں دیتا اور بھڑکتا ہے لیکن فرضی خیالات کی موٹی موٹی تہیں اس کی آواز کو دبا دیتی ہیں۔

دنیا سچائی اور سچے مذہب سے بے نیاز نہیں ہو سکتی اس کی بنیاد اسی سچائی پر قائم ہے اور اس کی بقا اسی پر منحصر ہے وہ کسی نہ کسی طرح اس تک ضرور پہنچتی یہ خیالات کا قائم کیا ہوا گھروندہ اور وہموں کا قلعہ جو اندر ہی اندر ۔۔۔ سے کھوکھلا ہو رہا ہے گر جائے گا اصلاح اور سیدھی راہ پر آجانے کی پکار اور بلاوے کو کرخت اور سخت جانکر بھاگنا نہ چاہیئے ہم آئندہ ظاہر کرینگے کہ یہ بظاہر عقیدت و احترام کرنے والے لوگ علماء و مشائخ کے متعلق کیا رائیں قائم کرتے اور کیا خیالات ظاہر کرتے ہیں برائیاں جو بھی جاتی ہیں اگر نہیں ہیں تو خدا کا شکر بجا لانا چاہیئے کہ اس نے ان سے محفوظ رکھا لیکن اگر ہیں تو ہمارے نہ ماننے سے وہ مٹ نہ جائینگی ان کا صحیح علاج ان کو مٹانا ہی ہے چھپانا نہیں ہے۔

علاج کی پہلی منزل احساس ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اگر احساس پیدا ہو جائے تو علاج دشوار نہیں نقص و عیب کی طرف توجہ دلانا عیب نہیں بلکہ خدمت ہے ہٹ صحیح میں مومن کو مومن کا آئینہ بتایا گیا ہے برائیوں کو خیر طلبی اور نیکوخواہی کے سامنے کر دینا دین کی علامت اور سچی محبت کی نشانی ہے رسول اکرمؐ نے فرمایا دین۔ خدا رسول عام مسلمان، مسلمانوں کے حاکم اور پیشواؤں کی خیر خواہی کا نام ہے۔

ہمارے پیشواؤں کو اگر زندہ رہنے اور مذہب کے نام پر زندہ رہنے کی خواہش ہے تو انھیں اپنی بیماریوں کا احساس ضرور ہونا چاہیئے ان حالتوں کو دیکھکر نئی نسل کے لوگ خود مذہب کو جو سرتاسر پاکیزگی کی واحد امید سمجھنے لگے ہیں تنہا اپنی ہی ذات کی بدنامی نہیں بلکہ اپنی نسبت سے مذہب کو بھی بدنام کرتا ہے اس بڑے جرم کا بھاری بوجھ اپنی گردن پر لینے سے ہر عقلمند کو گھبرانا چاہیئے احساس کیلئے یہ لازم نہیں ہے کہ آپ علانیہ اعتراف کریں بلکہ اپنی تنہائی کی جلوتوں اور خلوت کی نشستوں میں نفس کی بڑائی مداحوں اور چاپلوسوں کی جھوٹی تعریفوں سے الگ ہو کر اپنے کو اس ترازو میں تولئے جو آپکے سینوں میں موجود ہے آپ حقیقت کو پالیں گے بیماریوں اور بیماریوں کے علاج کا ایک ایک حرف دل پر نقش ہے اور اس کا کھلا ہوا بیان خدا کی کتاب میں ہے جو انسانوں کے لئے نور ہدایت ہے شقاوت ہے کیسی بڑی جہالت اور کیسی بڑی ٹھوکر ہے کہ جن کا دل بیماریوں سے بھرا ہو

# ہندو مسلم اتحاد

(حضرت قبلہ عبدالماجد دریابادی)

بعض دوستوں کا خیال ہے کہ مسلمان جبتک ہیں اور ہندو جبتک ہندو وہیں ہندوستان میں ان دونوں قوموں کے اندر اتحاد ممکن نہیں۔ قبل اس کے کہ اس خیال کی غلطی یا درستی پر بحث کی جائے بہتر ہوگا کہ اتحاد کا مفہوم سمجھ لیا جائے۔ اتحاد کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ دو مختلف چیزیں اپنی جداگانہ ہستی کو مٹا کر بالکل ایک ہوجائیں جس طرح پانی میں جب بہت سی شکر ڈالی جاتی ہے تو نہ خالص پانی باقی رہجاتا ہے نہ خالص شکر بلکہ دونوں کی جداگانہ ہستی مٹ کر ایک تیسری ہستی (شربت) تیار ہوجاتی ہے جو اپنے ان دونوں اجزائے ترکیبی سے الگ ایک خاص مزہ ایک خاص شکل اور ایک خاص تاثیر رکھتی ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کے نہ یہ معنی ہوسکتے ہیں نہ اس معنی میں اتحاد کو کوئی ذمہ دار شخص ممکن بتاتا ہے اور اس طرح کے اتحاد کو گاندھی جی چاہتے ہیں نہ مولانا محمد علی۔ اتحاد کے اس غلط مفہوم کو اس بحث میں سرے سے سامنے لانا ہی نہ چاہیئے۔

ہندو مسلم اتحاد کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ دونوں قومیں اپنے اپنے اصول پر اپنے اپنے عقیدوں پر اپنے اپنے طریقوں پر پوری مضبوطی و آزادی کے ساتھ قائم رہکر ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئیں ایک دوسرے کے حق میں دست اندازی نہ کریں اور جس طرح دو اچھے ہمسائے ایک دوسرے سے عقیدہ خیالات و طرز زندگی میں بالکل مختلف ہوکر بھی امن اور چین کے ساتھ بسر کرتے ہیں ٹھیک اسی طرح یہ دونوں قومیں بھی ایک دوسرے کے امن و سکون میں خلل انداز نہ ہوں بلکہ جو چیزیں اختلاف کی حدود سے باہر ہوں ان میں ایکدوسرے کے شریک ساتھی اور مددگار ہوں فرض کیجئے ایک مسلمان کے پڑوس میں ایک بچارہ اچھوت چمار رہتا ہے اور اس چمار کے ہاں شب میں یک بیک آگ لگ جاتی ہے تو کیا اس مسلمان پر یہ فرض نہ ہوگا کہ جہانتک اس کے امکان میں ہو آگ کے فرو کرنے اور اس پڑوسی کو مصیبت سے بچانے میں مدد دے بغیر اس امر کی بحث چھیڑے کہ اس چمار کے عقائد کیا ہیں ٹھیک یہی صورت ہندو مسلم اتحاد کی ہے۔

اسے کوئی غیرتمند مسلمان ایک لمحہ کے لئے گوارا نہیں کرسکتا کہ مسلمان اپنے عقائد کو سلام کرکے ہندوؤں میں جذب ہوجائیں اور اسی طرح کوئی پختہ ہندو بھی ہندو کا مسلمانوں میں جذب ہوجانا پسند نہ کرے گا جس چیز کو اس وقت کے سنجیدہ و ہوشمند رہبران ملک پکار پکار کر کہہ رہے ہیں صرف وہ اتحاد ہے جس کی رو سے ہر قوم اپنی قومیت کو پوری طرح قائم و برقرار رکھکر مشترک معاملات میں ایک دوسرے کا ساتھ دے سکے ایک دوسرے کے ساتھ سکھ میں شریک ہوسکے اور ایکدوسرے کے ساتھ بطور اچھے ہمسایہ کے صلح و ہمدردی کا برتاؤ رکھ سکے۔

کیا کسی گروہ کے نزدیک اس معنی میں بھی اتحاد ناممکن ہے کیا ایسے اتحاد کو ناممکن قرار دینے پر کوئی بھی دلیل عقلی یا نقلی پیش کی جاسکتی ہے کیا اس قسم کا اتحاد صدہا سال سے قائم ہوتا نہیں چلا آرہا ہے۔

اگر ذرا بھی غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندوؤں نے چند سو سال کی رہ میں اپنے عمل سے جس قدر اتحاد مسلمانوں کے ساتھ کرلیا ہے اس سے زیادہ کوئی قوم کسی دوسری قوم سے توقع نہیں رکھ سکتی۔

زبان کے لحاظ سے دیکھئے تو فارسی سے ہندوؤں کو کیا واسطہ تھا مسلمان اسکو اپنے ہمراہ لائے اور ہندوؤں نے اسے بے تکلف اختیار کرلیا اور ان کے ہاں فارسی کے ادیب شاعر لغت نویس مصنف سب ہی پیدا ہونے لگے یہانتک کہ ہندوستان میں فارسی محاورات کا سب سے زیادہ جامع لغت جو تیار کیا گیا یعنی بہار عجم وہ ایک ہندو ہی کی کاوش کا نتیجہ ہے بہت سے ہندوؤں نے عربی میں بھی کمال پیدا کیا پھر فارسی۔ عربی۔ ترکی سنسکرت ہندی وغیرہ کی آمیزش سے جو جدید زبان اردو پیدا ہوئی اس کی پیدائش و ترقی میں بھی ہندو صاحبان کا حصہ کچھ کم نہیں مسلمانوں کے مدرسوں میں ہندو اپنے بچوں کو تعلیم دلاتے تھے اور خوش رہتے تھے۔

لباس کو دیکھئے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے اثر سے اپنے قدیم لباس میں کتنی تبدیلیاں کردیں اور کہانتک مسلمانوں کے لائے ہوئے عربی ایرانی و ترکی لباس کو اختیار کرلیا غذا کو لیجئے کتنے نئی نئی قسم کے کھانے جن سے ہندی ذائقہ بالکل ناآشنا تھا محض مسلمانوں کی وجہ سے ہندوؤں میں رواج پاگئے مکانات و تعمیرات کی ساخت طرز مانوسنا اور عام رسوم معاشرت و تہذیب غرض جس حیثیت سے بھی دیکھا جائے ہندو زندگی مسلمانوں سے حد درجہ متاثر نظر آئیگی مسلمان فرمانرواؤں کے عہد حکومت میں بڑے بڑے فوجی اور ملکی عہدے ہندوؤں نے قبول کئے اور مسلمانوں کی حمایت میں سینہ سپر ہوکر خود اپنی قوم و مذہب کے لوگوں سے لڑے اور انتہا یہ ہوئی کہ بڑے بڑے ہندو راجاؤں اور سرداروں نے اپنی صاحبزادیوں کو مسلمان بادشاہوں کے ہاں بیاہ بھیجا۔ پس جو قوم مسلمانوں کے ساتھ اس حیرت انگیز حد تک اتحاد کا ثبوت اپنی زبان سے نہیں اپنے عمل کردار سے اور چند روز کے لئے نہیں سینکڑوں برس دے چکی ہو کیا اس سے یہ بدگمانی رکھنا کسی طرح بھی جائز ہوسکتا ہے کہ آئندہ وہ گزشتہ کے مقابلہ میں نہایت خفیف اتحاد و رواداری بھی گوارا نہ کرے گی؟

یہ صورت اتحاد ہندوؤں کی جانب سے رہی اب مسلمانوں کی تاریخ پر نظر کی جائے تو ان کا نمبر اس حیثیت سے کچھ بڑھا ہی ہوا نکلے گا۔

ہندوستان میں ان کی حیثیت ایک فاتح کی بھی اور آج مہذب و شائستہ قومیں فتح پانے کے بعد مفتوح قوموں کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ جائز سمجھتی ہیں اس کا ایک رخ تو دنیا نے اس وقت دیکھا جب جرمنی و آسٹریا کو برطانیہ فرانس و امریکہ کے مقابلہ میں شکست نصیب ہوئی اور دوسرا رخ وہ ہے جو ہمارے ملک ہندوستان میں انگریزی عملداری کے وقت سے برابر دیکھ رہے ہیں مسلمان بادشاہوں نے سینکڑوں سال ہندوستان پر حکومت کی اس بڑی مدت میں ظاہر ہے کہ ان میں اچھے بھی ہوئے اور بڑے بھی عادل بھی اور ظالم بھی ایسے بھی جنہوں نے اپنے باپ کے مقابلہ میں سرکشی اور فوج کشی کی اور ایسے بھی جو جانوروں تک کو مارنا بھی گناہ سمجھے یہ حیثیت مجموعی دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مفتوح ہندوؤں کے ساتھ فاتح مسلمانوں نے عموماً کس رواداری اور برابری کا برتاؤ کیا انھیں اپنی حکومت میں ذمہ داری اور بھروسہ کے بڑے بڑے عہدے دیئے

ان کے حقوق اپنے برابر تسلیم کئے ان کے رسم و رواج ایک بڑی حد تک خود اختیار کرلئے ان کے ہاں کی شادی وغمی کی تقریبوں میں آزادی و بے تکلفی کے ساتھ شرکت کی ان کے خاندانوں کی عزت و ناموس والیوں کے ڈولے اپنے ہاں اتارے اور تواد ان کے مندروں اور عبادت گاہوں کے خرچ کے لئے اپنے ہاں سے وظیفے اور روپے مقرر کردیئے۔ سینکڑوں برس کے اس باہمی میل جول ملا ملائی کی تاریخی شہادت سے الگ ہوکر اگر خالص مذہبی حیثیت سے دیکھا جائے تو کہیں اسلام میں اس کی روک ہے کہ غیر مذہب والوں سے آشتی و ہمسائیگی کے اچھے تعلقات رکھے جائیں کیا اسلام کا کوئی فریضہ کوئی شعار ایسا ہے جس کی بنا پر دوسری قوموں سے خواہ مخواہ ٹکر یا مقابلہ لازم آتا ہو۔

ہندوؤں کے عقائد اسلامی نقطۂ نظر سے جتنے بھی غلط ہوں جس حد تک بھی گمراہی یا کجروی پر مبنی ہوں یہ سب مان لینے کے بعد بھی کیا کسی مسلمان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ان سے جدال و قتال شروع کردے قرآن پاک میں رسول خدا صلعم کو ارشاد ہوتا ہے کہ منکرین اسلام سے صاف کہدو کہ تم جس کی عبادت کرتے ہو اس سے میں انکار ہے اور میں جس کی عبادت کرتا ہوں اس سے تم کو انکار ہے لکم دینکم ولی دین پس تمہارا دین و عقیدہ تمہارے ساتھ اور میرا دین و عقیدہ میرے ساتھ۔

کیا اس سے زیادہ رواداری کی تعلیم کسی اور مذہب نے دی ہے پھر اس سے بھی بڑھکر صاف و صریح ارشاد کہیں اور مل سکتا ہے کہ مذہب و عقیدہ لا اکراہ فی الدین کے بارہ میں جبر و زبردستی کا کیا کام ہدایت و گمراہی دونوں بالکل صاف سامنے موجود ہیں جس کا جی چاہتا ہے اختیار کرے اسلام کی ساری تعلیم اسی رواداری سے لبریز ہے کلام مجید کی آیات ایک دو نہیں بہت سی اسی تعلیم کی تائید میں پیش ہوسکتی ہیں

اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آیا اسلام کے عقائد عبادات و معاملات میں کوئی شے بھی ایسی ہے جو ہندوؤں کی دلآزاری و ناگواری کا باعث معقول طور پر بن سکتی ہے۔

اسلام کے اصل عقائد کیا ہیں؟ یہ کہ ساری دنیا جہان کا پیدا کرنے والا اور سنبھالنے والا ایک ان دیکھا خدا ہے جو بالکل اکیلا ہے کوئی شریک اور ساجھی کسی قسم کا بھی نہیں رکھتا اور وہ رحم والا ہے حکمت والا ہے قدرت والا ہے اور علم والا ہے اس کے بالکل سچے اور محفوظ کلام کا نام قرآن ہے جس میں ہر قسم کی ہدایت درج ہے اس کلام کا لانے والا اور خدا کا پیغام ساری دنیا کے سامنے پوری طرح پہنچانے والا اس کا سچا رسول تھا جس کی زندگی پاک و پاکیزہ ہی اسی طرح کے سچے رسول اس سے قبل ہر ملک اور ہر قوم کی ہدایت کے لئے آچکے ہیں جن میں سے صرف چند کے نام ہم کو معلوم ہیں اور ایک روز آخرت آنے والا ہے جب ہر شخص کو اپنے اپنے کردار کی جواب دہی کرنا ہوگی اور اس روز نیکوں کو انعام اور بدوں کو سزا ملیگی کیا ان سارے عقائد میں کوئی شے بھی ایسی ہے جو کسی ہندو یا کسی غیر مسلم کے لئے دلآزاری باعث اشتعال ہو۔

پھر کیا اسلامی عبادات میں اس کا کوئی پہلو نکلتا ہے کیا مؤذن کا کھڑے ہوکر یہ پکارنا کہ بڑی اونچی بلند و برتر ذات خدا کی ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کے رسول محمد ہیں اور لوگو ٹیک بات یعنی نماز کی طرف آؤ؟ کیا کسی مسلمان کا جسم کو صاف کرکے اور کپڑے ہوکر خدا کی تعریف کرنا اور تسبیح پڑھنا اور جسم کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جھکانا اور اٹھانا؟ کیا کسی مسلمان کا دن بھر اپنے تئیں کھانے پینے اور نفس کی خواہشوں سے روکے رہنا؟ کیا کسی مسلمان کا اپنی آمدنی میں سے چالیسواں حصہ یا زائد غریبوں بیکسوں ناداروں کو نکال کر دینا؟ کیا بہت سے مسلمانوں کا سفر کرکے دنیا کے اس حصہ میں جمع ہونا جہاں ایک بہت بڑے خدا پرست نے اپنے ہاتھ سے خدا کی یاد کے لئے ایک گھر بنایا تھا اور اس گھر بار اور اس کے قریب ایک خاص طریقہ پر یاد خدا کرنا غرض اذان و ضو نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج میں سے کوئی شے بھی اگر ایسی ہو جو غیر مسلموں کے لئے باعث ایذا و آزار ہو تو خدا کے لئے اسے بیان کیا جائے۔

پھر کیا اسلامی معاملات کیا نکاح طلاق وقف وراثت وغیرہ کے جو طریقے شریعت اسلامی نے بتائے ہیں وہ غیر اقوام سے تعلقات ہمسائیگی برقرار رکھنے میں خلل انداز ہوتے ہیں یا اسلام نے اخلاق، آداب، و حسن معاشرت سے متعلق جو ہدایات اپنے پیروؤں کو کی ہیں مثلاً سچ بولنا، چوری نہ کرنا۔ پاکباز رہنا انصاف کرنا شراب سے بچنا سود کا لین دین نہ کرنا جھوٹی شہادت نہ دینا والدین کی عزت کرنا۔ شوہر کا حکم ماننا بیوی کی خاطر کرنا اس قسم کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان صلح و امن، اتفاق و اتحاد کی راہ میں حارج ہیں۔

آج جو مسلمان بھائی ہندو مسلم اتحاد کا نام سنکر سر ہلاتے اور جیں بجبیں ہوتے ہیں اور اس اتحاد کے ناممکن ہونے کا زور و قوت کے ساتھ حکم لگاتے ہیں براہ کرم ذرا سکون قلب کے ساتھ ان گزارشوں پر غور کریں اور ارشاد فرمائیں کہ اسلامی عقائد میں اسلامی عبادات میں اسلامی معاملات میں اسلام کے احکام میں اسلام کی تعلیمات میں اسلام کے قانون میں آخر وہ کونسی شے ہے جو مسلم و غیر مسلم کے تعلقات ہمسائیگی، مصالحت و آشتی کو ناممکن بنائے ہوئے ہے؟ دوستی، باہمی الفت و محبت کا سوال ظاہر ہے کہ بالکل الگ ہے اس کا نہ کوئی دعویٰ کرتا ہے نہ وہ زیر بحث ہے گفتگو جو کچھ ہے وہ اتحاد کے ان حدود کے اندر ہے کہ مسلم و ہندو دونوں اپنے مذہب پر پوری مضبوطی کے ساتھ قائم رہکر بھی ایک دوسرے کے ساتھ اچھے ہمسایہ کی طرح اچھے رفیق سفر کی طرح خوشگوار و ہمدردانہ برتاؤ رکھ سکتے ہیں۔

یہ تھا کہ تو مذہب اسلام کی خصوصیات کا تھا ہندو مذہب کی خصوصیات کوئی ہندو صاحب ہی صحیح طور پر بیان کرسکتے ہیں تاہم جہاں تک ایک بیرونی شخص کو واقفیت ہوسکتی ہے بے تکلف کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح مذہب اسلام میں کوئی ایسی بات ذرہ برابر بھی نہیں موجود ہے جو دوسروں کے لئے اشتعال انگیز ہو اسی طرح ہندو مذہب بھی ایسے امور سے پاک ہے جو مسلمانوں کو ان سے مقابلہ و تصادم لازم کردیں۔

ایسی صورت میں اگر دونوں فریق آپس میں لڑ بیٹھتے ہیں اور اس کا ذمہ دار اپنے مذہبی اختلاف کو ٹھیراتے ہیں تو ظاہر ہے کہ مذہب کو ذمہ دار ٹھیرانا کسی معنی میں بھی درست نہ ہوگا نفاق و جنگ کی ذمہ داری ان چیزوں پر آتی ہے جو مذہب سے بالکل الگ ہیں یا زیادہ سے زیادہ ان چیزوں پر جنہیں غلطی سے کسی فریق نے یا دونوں فریقوں نے اپنے مذہب کا جزو سمجھ لیا ہے ان کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ نمبر کا موضوع ہوگی۔

# دعوت اتحاد

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری میرٹھی)

**تمہید** آج جبکہ چاروں طرف سے اسلام کے لئے سخت خطرات لاحق ہو رہے ہیں اور بہیانک انجام ڈرا رہے ہیں کہیں کفر و شرک اسلام کے پردے میں مستور ہو کر دین و ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے اور شرک توحید سمجھا جا رہا ہے کہیں حق پرستی اور خدا پرستی کی جگہ پیر پرستی اور قبہ پرستی وغیرہ جیسا پرستوں کا شیوع ہو رہا ہے اور اسلامی تعلیمات کو پامال کیا جا رہا ہے کہیں فتنہ لامذہبیت اور الحاد و دہریت کے ہلاکت آفریں انجاڈل جان بنے ہوئے ہیں۔

کہیں دیو استبداد امن کی دیوی بنکر صلح و آشتی کا خانہ ملکر فرزندان توحید و غازیان اسلام کو طرح طرح کے پر فریب مکروہ اور مصنوعی عشوے طرازیوں سے اپنی طرف مائل کر کے دین قیم کی حمایت اور امت مسلمہ کی شیرازہ بندی سے روکتا ہے اور اسلام کے رہے سہے شاہی اقتدار کو ہڑپ کرنیکی فکر میں ہے۔

کہیں سیل تجدد کے ریلے ہیں جو مسلمانوں کے پائے ثبات کو متزلزل کئے دیتے ہیں اور بعض کو بہائے لئے جاتے ہیں۔ لیلائے تہذیب نو کے مجنوں ہیں کہ بنائے دین حنیف چاک چاک کئے دشت الحاد اور خارستان تمدن مغربی کی خاک چھان رہے ہیں قدم قدم کانٹوں سے لہولہان ہیں۔ آبلہ پائی سے سکت قیام نہیں مگر یہ دیوانے ہیں کہ استانہ دار جہوم جہوم کر اظہار تعشق کر رہے ہیں حالانکہ یہ ہر جائی اپنا جان و مال لیلائے تجدد کو نظر کر چکے ہیں پھر نہ معلوم کس قانون عشق کی رو سے یہ وفا فی پر کمر بستہ ہیں۔

کہیں شدھی و سنگھٹن کا ازدہا منہ کھولے کھڑا ہے اور کہیں سیاسی پہلوان تعاون کی نقاب ڈالے ہوئے خم ٹھونک کر مقابلہ پر آمادہ ہیں۔ غرض

ہزار گونہ عذاب است جان مجنوں را

ساری دنیا کی مصیبتیں اور سارے جہان کے خطرے صرف ایک اسلام اور خواہیدہ مسلم کے لئے ہیں مگر خود متبعین اسلام کا یہ حال ہے کہ سارے خطروں سے مطمئن ہو کر ہنگامہ آرائی گروہ سازی۔ فرقہ بندی۔ نفاق پرستی اختلاف و افتراق اور بغض و عناد کے کریہہ اور شرمناک مظاہرے پیش کر کے اپنی قومی ہستی کو فنا کر رہے ہیں۔

خون کے آنسوؤں سے رونے کا مقام ہے کہ ایک خدا کی پرستش کرنے والے ایک رسول کی امت کہلانے والے ایک دستور العمل کا دم بھرنے والے اور ایک قبلہ کی جانب سجدہ کرنے والے مسلمان فرقے ہو گئے ایک فرقہ کا مسلمان دوسرے فرقہ والوں کو معمولی معمولی فروعی اختلاف کی وجہ سے کافر بے دین مرتد ملحد اور منافق کہنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ کرنے کی جگہ ہے کہ مسلمان محض جزئی اختلافات کے سبب باہم دست و گریبان۔ ایک دوسرے کی جان کا دشمن خون کا پیاسا۔ سخت مخالف خون بہانے پر تیار اور ایکدوسرے سے متنفر قطعاً ناآشنا اور غیر و اجنبی ہیں۔

سر پھوڑنے کی جگہ اور عبرت کا مقام ہے کہ مسلمان باہمی نفاق تحاسد و تباغض فرقہ بندی اور تحقیر و معاندت کی وجہ سے اپنی امارت و حکومت و جہانداری و سروری دولت و طاقت و اقبال و اجلال اور فائز المرامی و کامیابی ایک ایک کر کے اپنے ہاتھوں کھو چکے کل اندوختہ سلف کو ایک ساغر غفلت کے عوض نیچ چکے اور اب اپنی ہستی کو بھی نابود و معدوم دیکھنے کے متمنی ہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ مسلمان اس نازک پرخطر اور پرآشوب زمانہ میں ایک اور نیک ہو کر حفاظت اسلام و اشاعت دین کے لئے متحدہ محاذ قائم کرے اور باطل کی قوتوں کو پاش پاش کر دینے کے بجائے اسکے ہم خود ہی اپنی اجتماعی قوتوں کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔

غرض زمانہ کے حالات مقتضی ہوئے کہ میں اپنی استطاعت کے مطابق مسلمانوں کی فرقہ بندی اور پراگندی پر حزاں کریم سے روشنی ڈال کر اصلاح کی آواز بلند کروں سینہ کوبی کروں ماتم کروں اور پھوٹے پھوٹے جملوں ان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگاؤں اور ایک بھولا ہوا سبق یاد دلاؤں جسکو وہ فراموش کر چکے ہیں میری بے بضاعتی بے علمی اور کم مائیگی اگرچہ مجھے اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کی اجازت نہیں دیتی نیز یہ خیال بھی دامنگیر ہے کہ کہیں میری آواز نقار خانہ میں طوطی کی صدا ثابت نہ ہو لیکن اس خیال سے کہ شاید میری حقیر اور ناچیز آواز کسی فریب خوردہ مسلمان کے کان میں پہنچکر راہ راست پر لے آئے اور میرے لئے ذریعہ نجات ثابت ہو دل غمزدہ نے قلم عاجز رقم کو حرکت دینے پر مجبور اور آمادہ کر دیا بنا بر علیہ جملہ اہل علم اور ارباب ادب کی خدمت میں عرض رساں ہوں کہ وہ میری ٹوٹی پھوٹی اور پامال تحریر کو نہ دیکھیں بلکہ اصل مقصد پر نظر رکھیں اور اگر کہیں معنوی غلطی پائیں تو ناچیز کو بھی متنبہ کریں خندہ پیشانی سے اپنی غلطی کا اعتراف کروں گا۔

اے کاش میری آواز صدا بصحرا نہ ثابت ہو اگر اس ناچیز تحریر سے ایک مسلمان نے بھی رشتہ اخوت کو مضبوط پکڑ لیا تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور میں نے اپنا اصلاحی و تبلیغی فرض ادا کر دیا۔ و باللہ التوفیق۔

---

رہے متحد جنتی سنت مسلماں — اخوت کا قائم رہا عہد و پیماں
لرزتے رہے خوف سے اہل دوراں — بھلایا مگر جب پیمبر کا فرماں

طبیعت میں پیدا ہوئی خود پسندی
ہوئی منتشر آہ شیرازہ بندی

تو پھر قوم ملت پہ ادبار آیا — انہا سے اقبال و نصرت کا سایہ
بغاوت کے فتنوں نے محشر اٹھایا — قیامت کا دور فلک رنگ لایا

ہوا اے زمانہ نے رخ اپنا پھیرا
نحوست نے ارباب ملت کو گھیرا

ارباب بصیرت سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ جب کوئی قوم تفرقہ و

خاک مذلت پر گرتی ہے اور اپنے تاکردنی افعال کے سبب رو بہ انحطاط ہوتی ہے تو اس میں حسب ذیل عیوب و نقائص پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر اگر وہ قعر مذلت سے نکلنے کے لئے ہزار ہاتھ پیر مارے پھٹکارا نصیب نہیں ہوتا وہ خرابیاں ہیں۔

(۱) ملت واحد فرقوں میں منقسم ہو جاتی ہے اور جذبات نفاق و فرقہ بندی کو قائم رکھنے اور ترقی دینے کے لئے مذہبی کتاب کے منشا کو بدل کر اپنے اپنے مفاہیم کے قالب میں ڈھال لیا جاتا ہے۔

(۲) جدا جدا مسالک اور الگ الگ حلقے قائم ہو جاتے ہیں نئی نئی راہیں اختیار کر لی جاتی ہیں۔

(۳) لایعنی جھگڑوں اور فضول مباحث میں بدرجہ غایت انہماک ہونیکی وجہ سے اجتماعی قوتوں میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔

(۴) فیاضی۔ وسعت قلبی۔ فراخ حوصلگی تحمل و بردباری اور مسالمت و رواداری وغیرہ اوصاف حمیدہ سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے اور ان کی جگہ بخل۔ بداخلاقی۔ تنگ دلی گرم گفتاری اور تلخ کلامی وغیرہ اوصاف ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۵) مختلف جماعتوں کی ذہنیتوں میں تفاوت۔ مطامح نظر میں تضاد اور ان کے نصب العین متباین ہو جاتے ہیں۔

(۶) ایک جماعت دوسری جماعت کی تخریب و تدمیر کے درپے رہتی ہے ایک دوسرے کی نقصان رسانی اور بدخواہی عادت ثانیہ بنجاتی ہے اور جماعتیں آپس میں رقیبانہ چشمک رکھنے لگ جاتی ہیں۔

جب تک مسلمان ان خرابیوں سے محفوظ رہے ان کا قومی شیرازہ مجتمع رہا ان کی قومی آن بان قائم رہی دیگر اقوام میں ان کی دھاک بندھی رہی اور وہ برسر اقتدار رہے لیکن جب سے ان میں یہ خرابیاں پیدا ہوگئیں ان کی ہوا جاتی رہی اور وہ بتدریج تنزل کی گہرائیوں میں اترتے چلے گئے نوبت بایں جا رسید کہ اب ان کی قومی ہستی موہوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

مسلمانوں کو ان عیوب و نقائص سے دور کا تعلق بھی نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ قرآن شریف نے ان کی دائم کی نہایت شد و مد سے تمہید کی ہے اور ان کی قومیت کی بنیادوں کو مستحکم و پائدار کے قوی ترین رفع کا بوا سامان فراہم کر دیا ہے ... لیکن جوں جوں اسلامی تعلیمات سے بعد ہوتا گیا طبیعتوں میں خود پسندی اور خود رائی آتی گئی اور تعصب و فرقہ نیت گھر کرتی گئی جوں جوں مذکورہ بالا خرابیاں جڑ پکڑتی گئیں اور اخلاقی زندگی فنا ہوتی گئی حتیٰ کہ آج ہمارا طرۂ امتیاز ہی تفرق و شتت بن گیا ہے۔

اسلام نے عالمگیر انسانیت کے تصور کو ابھارا اور نسل کے تعصبات کو خوش اسلوبی سے مٹا کر دشمن و دوست کو ایک لائن میں لا کھڑا کیا۔ پر یم و محبت اور اخوت و مودت کی ہمہ گیر پر کیف فضا پیدا کر کے خانہ جنگیوں خونی عرضیوں اور لایعنی جھگڑوں کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام اپنے متبعین میں وسیع الشربی اور وسعت قلبی پیدا کر کے انسانی تخیل کو تعصبات ملکی۔ وطنی۔ علمی حسبی نسبی اور معاشرتی تنگ خیالیوں اور تنگ نظریوں سے بالاتر کر دیا اسلام اپنے ماننے والوں کے ادراک و جذبات کو ایک ارادوں کے قالب میں ڈھال کر انسان کو فضائل و مکارم اخلاق سے آراستہ کرتا ہے اور اس کی بہبود کو مبدل بہ ملکیت کرتا ہے۔ یہی وہ اعلیٰ تعلیم ہے جسکو مسلمان فراموش کر کے مسلمان اس حال کو پہنچے۔

مسلمان آجکل جس دور افتراق و اختلال سے گزر رہے ہیں وہ چونکہ منافئے اسلام اور تباہی خیز ہے اس لئے میں اس کے خلاف قلم اٹھانے پر مجبور ہوا ہوں مگر قبل اسکے کہ میں اس اہم موضوع پر کچھ خامہ فرسائی کروں اختلاف کے اقسام بیان کر دینے ضروری ہیں کیونکہ علی الاطلاق اتحاد کے محمود و مطلوب اور اختلاف کے مذموم و متروک ہونے میں زور قلم دکھایا جاتا ہے جس میں ایک عام ابتلا ہو رہا ہے حالانکہ یہ طرز بیان کسی طرح جائز اور مناسب نہیں یہاں پر حضرت مولانا مولوی محمد شفیع صاحب واعظ مظلہم کے رسالہ "احکام الائتلاف فی احکام الاختلاف" کا ضروری اقتباس درج کر دینا کافی سمجھتا ہوں دیکھو نا۔

## اختلاف کے اقسام

اختلاف حقیقی فی امر الدین کی دو قسمیں ہیں ایک اختلاف فی الفروع اور دوسرے اختلاف فی الاصول پھر اختلاف فی الفروع کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اختلاف عن دلیل اور اختلاف لا عن دلیل یعنی ایک تو یہ کہ دلیل سے ہو اور دوسرا یہ کہ بلا دلیل ہو۔ اسی طرح اختلاف فی الاصول کی بھی دو قسمیں ہیں اختلاف فی الکفر و الایمان اور اختلاف فی البدعۃ و السنۃ۔

جو اختلاف کسی ایسے امر دینی میں ہو جو فروع میں سے ہے اور دلیل سے ہو خواہ دلیل نص ہو یا اپنا اجتہاد ہو۔ یہی وہ اختلاف ہے جو امت مرحومہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر اب تک چلا آرہا ہے اس اختلاف کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

(۱) ایک مسئلہ میں مختلف الدلالۃ نصوص ہیں اور سب جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی نسخ متفق علیہ ہے اس بنا پر ایک مجتہد نے ایک پر عمل کیا اور دوسرے کو خواہ کلیہ کے اقتضاء سے ترجیح دے کر یا دوسرے مجتہد نے اس کے برعکس کیا اس لئے اختلاف پیدا ہو گیا۔ فاتحہ خلف الامام کا تنازعہ فیہ مسئلہ اسی قبیل سے ہے۔

(۲) نصوص مختلف الدلالۃ میں سے ایک مجتہد کو ایک نص پہنچی دوسرے مجتہد کو دوسری اس وجہ سے باہم اختلاف ہو گیا۔

(۳) نصوص مختلفہ میں اوصاف رواۃ کے ترجیح دینے سے بھی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے مثلاً زیادہ ثقہ ہونا زیادہ حافظ ہونا اور زیادہ فقیہ ہونا وغیرہ۔

(۴) نصوص ظاہراً دلالت میں مختلف ہیں اور سب ثابت بھی ہیں مگر باہم جمع ہو سکتی ہیں پس ایک مجتہد نے کسی قاعدہ کلیہ کسی قرینہ اور یا ذوق اجتہاد سے ایک نص کے مدلول کو اصل حکم قرار دیا اور دوسری نص کو مؤول کر لیا دوسرے نے اس کے برعکس کیا بدیں وجہ باہم اختلاف ہو گیا مثلاً رفع یدین کے بارہ میں احادیث مختلفہ ثابت ہیں حنفیہ نے اس بنا پر کہ اصل نماز میں سکون ہے عدم رفع کو اصل قرار دیا اور رفع میں تاویل کی اور شافعیہ نے اس بنا پر کہ نماز عبادت وجودیہ ہے اندر رفع امر وجودی ہے اور عدم رفع امر عدمی ہے رفع کو اصل قرار دیا اور عدم رفع کو بیان جواز پر محمول کیا۔

(۵) اجماع کے بعض افراد کی بعض کے نزدیک حجت ہونا اور بعض کے نزدیک حجت نہ ہونا۔ (باقی آئندہ)

# بہنوں کی کانفرنس

(از جناب ڈاکٹر سید احمد صاحب سنیدر یلوی)

اے ہے آپا! اس نگوڑی کانگریس کے مارے تو ناک میں دم ہو گیا بھلا غضب خدا کا اب یہ موٹا ٹاٹ کون پہنے اور گرمی کے دنوں میں تو اور بھی مصیبت ہو جاتی ہے۔ سارا بدن گرمی دانوں سے چھلا پڑتا ہے۔ ایسی آزادی کو لیکر کیا کوئی چاٹیگا جس کی وجہ سے کھانے پینے کا بھی آرام جاتا رہے؟ وہ سال بھر میں ستر کروڑ چھوڑ ستر ارب روپیہ ہی ملک کا اگر بچ جائے تو فائدہ کیا جب ہمیں پہننے کو ٹاٹ اور کھانے کو ملے میں تو کہتی ہوں کہ اس سے وہ غلامی ہی اچھی جس میں بلا سے ملک کا ستر کروڑ روپیہ ولایت کو چلا جاتا تھا مگر ہمیں تنزیبیں اور ململیں تو پہننے کو مل جاتی تھیں"

حمیدہ نے ڈولی سے اترتے ہی ایک سانس میں یہ فقرے کہہ ڈالے اور اپنی کھدر کی ساری حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ جمیلہ کو دکھائی۔

جمیلہ۔ (مسکرا کر) اللہ کی شان! آپ ہی اب زاکت کا دم بھرنے لگیں کل تک تو کھدر کی اس قدر تعریف تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ گستوری بائی لیکچر دے رہی ہیں یا آج اس میں ایسے کیڑے پڑ گئے کہ اب وہ بدن میں چبھنے لگا ملک اور قوم کو آزاد کرانے میں میری بہن حلوے مانڈے کھانے کو تھوڑا ہی ملتے ہیں اگر تکلیفوں سے اس قدر گھبراتی ہو تو پھر آزادی کا نام ہی کیوں لیا تھا؟ ذرا آئرلینڈ اور مصر کی حالت پر تو نظر ڈالو اس دن تمہیں نے مجھے بتایا تھا کہ آئرلینڈ کو آزادی کے لئے کوشش کرتے دو سو برس ہو چکے اور ابتک بھی کامل طور پر آزاد نہیں ہو پایا ہے تم ذرا سے کھدر سے گھبرا گئیں حالانکہ کھدر اگر اچھا دھلا ہوا ہو تو گرمیوں میں سب کپڑوں سے ٹھنڈا رہتا ہے ذرا ان غریبوں کی حالت کا تو خیال کرو جو اس سڑی گرمی میں جیل خانوں کے اندر بند پڑے ہیں اور چکیاں پیا کرتے ہیں آخر وہ بھی تو ہمارے ہی بھائی اور ہماری ہی بہنیں ہیں اور صرف اس قصور پر سزائیں بھگت رہے ہیں کہ لوگوں کو بدیشی کپڑا خریدنے سے منع کرتے تھے ستر کروڑ روپے کا نام تم نے بہت آسانی سے لے دیا جیسے کہ یہ کوئی بہت معمولی سی رقم ہے لیکن ذرا اس بات پر بھی تو غور کرو کہ یہ رقم ان غریبوں کی جیب سے نکل کر جاتی ہے جن کی آمدنی کا اوسط دنیا بھر کی تمام مہذب قوموں میں سب سے کم ہے ہماری روزانہ آمدنی فی کس صرف چھ پیسے ہے حالانکہ امریکہ میں فی کس روزانہ آمدنی کا اوسط دو روپے ہے اور انگلستان میں اس سے کسی قدر کم اب ایسی صورت میں بھی کیا تم ستر کروڑ کی رقم کو ایسا ہی حقیر خیال کر سکتی ہو کہ "آؤ نہ ہلا سے جاتی رہے تو تو رہے" کہہ دو" اور پھر ایک کپڑے ہی پر کیا منحصر ہے دنیا بھر کی چیزیں سارے ولایت ہی سے آتی ہیں اور ایسے ایسے ستر کروڑ نہ معلوم کتنی جگہ خرچ ہو جاتے ہیں یہ اربوں روپیہ جو ہر سال ہم دوسرے ملکوں کو دیتے ہیں اگر ہمارے اپنے ملک میں رہا کرے تو ہماری فی کس آمدنی کا اوسط چھ پیسے سے بڑھکر وہ ہمیں آنوں تک تو ضرور ہی پہنچا جائیگا جس کے یہ معنے ہوئے کہ ہماری موجودہ آمدنی دوگنی ہو جائیگی کیا یہ کچھ کم فائدہ ہے؟ کیا جس چیز کی بدولت ہماری آمدنی دوگنی ہو جائے اسے تجارت کی نظر سے دیکھ سکتے ہیں رہا تنزیبوں اور ململوں کا ارمان تو میری بہن تم نے خود ہی تو معلوم ہے کہ ابھی تھوڑے دنوں پہلے تک یہ چیزیں ہندوستان سے بنکر دوسرے ملکوں کو جایا کرتی تھیں ہمارے جلاہے ان کے بننے سے عاری نہیں ہیں وہ تو مجبوری یہ ہو گئی ہے کہ ہاتھ کا اور مشین کا مقابلہ آپڑا ہے وہ غریب ہاتھوں سے بنکر مشین کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں لیکن اگر انھیں معلوم ہو جائے کہ ہندوستانیوں کے دلوں میں اب ہندوستان کی محبت اتنی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ سستے بدیشی کپڑے کو چھوڑ کر بھی دیسی ہی کپڑا استعمال کرنا چاہتے ہیں تو ابھی گھر گھر چرخے اور کرگھے کھڑے ہو جائیں گے اور پھر تنزیبیں ریک سے باریک کپڑا ملنے لگے گا اگر کھدر سے تمہارے بدن کو تکلیف ہوتی ہے تو یہ تکلیف صرف چند روز کے لئے ہے اور بغیر کچھ ہی تکلیف اٹھائے تو کبھی کسی کو کچھ بھی نہیں ملا کرتا اگر ہمت ہے تو تھوڑے دن کی تکلیف اٹھا لو میں تو کہہ چکی کہ ملک کو آزاد کرانا تو رسے اور بریانی کھانے کا نام نہیں ہے اس میں تو سراسر تکلیفیں اور مصیبتیں ہی ہیں۔

حمیدہ (ہنسکر) ہم تو یہی سمجھتے تھے کہ خوب حلوے مانڈے ملیں گے۔

جمیلہ۔ تمہاری غلطی تھی۔

حمیدہ۔ کیوں غلطی کیوں تھی؟ کیا ہمارے سینکڑوں بھائی صرف اسی لئے سے اس تحریک میں کیا شریک نہیں ہوتے ہیں کہ کسی قوم میں اپنی عزت بڑھانے اور لیڈر کہلانے کا شوق ہوتا ہے اور کسی قوم کی دولت پر بلا محنت کے قبضہ جانے کا۔

جمیلہ۔ میں مانتی ہوں کہ بعض طبیعتیں ایسی ناپاک ہی ضرور ہوتی ہیں لیکن ایسے لوگ ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں

حمیدہ۔ نہیں آپا یہ تو میں نہ مانونگی میرا خیال تو یہ ہے کہ زیادہ تعداد ایسے ہی لوگوں کی ہے جو صرف اپنی کسی ذاتی غرض کی وجہ سے تحریک میں شریک ہیں بہت سوں کا حال ہم پر کھل گیا ہے اور بہت سوں کا کھلنا باقی ہے۔

جمیلہ۔ یہ تم نے کیسے جان لیا۔

حمیدہ۔ یہ تو بالکل کھلی ہوئی اور صاف بات ہے میرا گھر نہیں معلوم ہے شہر کے بالکل سرے پر ہے جب میں چھوٹی سی تھی تو اس وقت تک ایسا ہوتا تھا کہ کبھی کبھی ہیڑیے رات کے وقت گھروں میں گھس آتے تھے اور آدمی کا یا بکری کا بچہ اٹھا لیجاتے تھے میں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ جہاں کسی نے شور مچایا کہ ہیڑیا آیا ہیڑیا آیا تو سارے کا سارا محلہ ایکدم سے لاٹھیاں لے لیکے نکل کھڑا ہوتا تھا اور کبھی کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا تھا کہ میرا گھر تو محفوظ ہے اس میں ہیڑیا نہ اسکیگا یا میرے گھر میں تو کوئی بچہ ہے ہی نہیں جسے بھیڑیا لیجائے بھیڑیے کو اس محلہ کے لئے ایک مشترکہ مصیبت سمجھا جاتا تھا اور ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اس مصیبت کو دور کرنے میں ہمارے لیڈر بھی اگر غلامی کو ایک مشترکہ مصیبت خیال کرتے اور سچے دل سے ان کی یہی آرزو ہوتی کہ اسے جس طرح سے بھی ہو سکے جلد سے جلد ملک سے دور کر دیں تو یہ الگ الگ اپنے حق بانٹنے اور نسلوں کی نشستوں کا فیصلہ کا خیال ان کے دل میں کیوں آیا کرتا اور ملک کو آزاد کرانے کے موقع پر ہندو اور مسلمان کا سوال کیوں پیدا ہوا کرتا اس کے تو صرف یہی معنی ہیں کہ نہ کوئی شخص غلامی کو لعنت اور مصیبت خیال کرتا ہے اور نہ کسی کا دل اسے ملک سے دور کرنے کے لیے بے چین ہے۔

جمیلہ۔ لیکن ابھی کچھ دیر تک یہی ضروری چیز ہے فرض کرو کہ سب نے ملکر ملک کو آزاد

کرایا تو پھر اس وقت ہی تو جھگڑا ہوتا پھرے گا اور اس وقت ہی تو آپس میں جوتم پیزار ہوگی۔

حمیدہ۔ ابھی تو میں صرف یہ کہہ رہی تھی کہ ہمارے لیڈروں کے دل میں ایک اکیلی یہی تمنا نہیں ہے کہ ملک آزاد ہو جائے کیونکہ اگر ان کے دل سے لگی ہوتی اور ان کی صرف یہی ایک آرزو ہوتی تو دل میں کسی دوسرے خیال کا آنا ممکن ہی نہ تھا اب یہی بات کہ پہلے سے سمجھوتا کر لینے کا خیال اچھا ہے یا بُرا اور معقول ہے یا نامعقول یہ بالکل ایک الگ مسئلہ ہے اور اس کے متعلق ہی میں تو یہی کہونگی کہ اس میں ذرا سی بھی سوءِ نیت نہیں ہے۔ جمیلہ۔ وہ کیسے۔

حمیدہ۔ آپا اب تم جان بوجھ کے بالکل انجان بنی جاتی ہو بھلا میں پوچھتی ہوں کہ اگر آج ہندوؤں کے خوش کرنے کے لئے مسلمانوں نے یا مسلمانوں کا دل رکھنے کو ہندوؤں نے ایک بہت ہی باقاعدہ لمبی چوڑی دستاویز لکھ دی اور کل کو جب ملک آزاد ہو گیا تو ہندوؤں نے یہ دیکھکر کہ ہم نہیں کر رہیں اس دستاویز کے اثنے سے صاف انکار کر دیا تو مسلمان کیا کر لینگے تمہیں معلوم ہے اور نہ معلوم ہو تو تاریخ کے صفحے الٹ کر دیکھ لو کہ قوموں اور ملکوں کی سیاست میں کوئی عہدنامہ اور کوئی دستاویز اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوتی جب تک کہ اس دستاویز کے منوانے کے لئے کوئی طاقت موجود نہ ہو ابھی کل پرسوں کی بات ہے کہ جرمنی کو فرانس پر حملہ کرنے کے لئے جب بلجیم کے ملک سے گذرنے کی ضرورت پڑی تو سارے عہدنامے اور میثاق رکھے رہ گئے اور جرمنی نے بیس دراتی ہوئی بلجیم میں گھسی چلی آئیں دو تو کہو کہ جرمنی کے خوف نے یورپ کی کئی ایک بڑی بڑی سلطنتوں کو اس کے خلاف متحد کر دیا اور اس طرح آخر میں شکست کھا کر جرمنی کو ہتھیار ڈالنے پڑے انہیں تو بلجیم غریب تو بالکل برباد ہی ہو چکا تھا سیاست میں بھائی بندی ملاحظہ مروت سب لفظی لفظ ہیں اور صرف طاقت ہی ایک ایسی چیز ہے جو کسی قوم کے حقوق دوسری قوموں سے تسلیم کرایا کرتی ہے اگر مسلمانوں میں طاقت ہے تو یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے حقوق ہندوؤں سے منوا لیں لیکن اگر ان میں طاقت نہیں ہے تو چاہے کتنے ہی موٹے کاغذ پر عہدنامہ لکھا جائے پڑھی وہ پھاڑ کر پھینک یا جائیگا میرے اس کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں طاقت ہے تو ان کے حقوق آج بھی محفوظ ہیں اور اب سے پچاس یا سو برس بعد بھی محفوظ رہیں گے لیکن اگر ان میں طاقت نہیں ہے تو معاہدہ اور مفاہمت سب بالکل لغو اور بیکار چیز ہے اور جو لیڈر اس پر اڑے ہوئے ہیں وہ یا تو اس قدر کم سمجھ ہیں کہ اتنی موٹی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی یا اس قسم کی کوشش سے ان کا مقصد یہ ہے کہ بغیر کچھ تکلیف اٹھائے شہرت اور عزت حاصل کر لیں۔

جمیلہ۔ تو تمہارے خیال میں اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ ہم پہلے سے اپنے حقوق منوا لیں

حمیدہ۔ آخر آپ بتائیے کہ وہ ضرورت کونسی ہے۔

جمیلہ۔ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر ہندوستان آزاد ہو گیا تو اس وقت ہندو ہمارے حق نہ دینگے

حمیدہ۔ یہ اندیشہ بالکل بجا ہے اور میں اسے تسلیم کرتی ہوں مگر خدا کے لئے یہ بھی تو مجھے بتا دو کہ اگر ہندوؤں نے اس وقت اپنا کام نکالنے کے لئے ہمیں فریب دیا اور جو کچھ بھی انکے لئے ہم نے ان کے سامنے پیش کر دیا اس پر بے تکلف دستخط کر دیئے لیکن کام نکل جانے کے بعد کل کو وہ مکر گئے تو اس وقت ہم کیا کر لینگے آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں ہماری تعداد تو کسی طرح چھ کروڑ کی بجائے سولہ کروڑ ہو نہیں سکتی نہ یہی گمان ہے کہ ہندوؤں کے بچے جو کچھ پڑھے لکھیں گے وہ ہمارے بچوں کو یاد ہو جائے رونا اسی کا ہے کہ جس قدر دولت ہندوؤں کے گھر میں جمع ہے وہ زمین کے نیچے ہی نیچے سفر کر کے ہمارے گھروں میں آجائے پھر ہمارے پاس اس وقت وہ کونسی قوت ہوگی جس سے ڈر کر ہندو ہمارے حق ہمیں دیدیں گے ہم بُرے یا اچھے اور کڑوے یا طاقتور جیسے کچھ بھی آج ہیں ایسے ہی اس وقت بھی ہوں گے اور اگر ہماری موجودہ قوت اپنے حقوق منوا لینے کے لئے کافی ہو تو پھر عہدنامے اور میثاق لکھانے کی کیا ضرورت ہے اپنے جتنے حقوق منوانے کی ہم میں طاقت ہے اور جتنے ہم آج ان سے منوا سکتے ہیں اتنے ہر وقت منوا سکیں گے خواہ وہ کاغذ پر لکھے ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔

جمیلہ۔ مگر بہن تم نے غور نہیں کیا ورنہ آجکل میں اور اس زمانہ کی حالت میں جو فرق ہے وہ تمہیں صاف نظر آجاتا ہے اگرچہ یہ ذرا ہی سی بات ہے لیکن تم جانتی ہو کہ سیاست میں تو صرف فائدہ کی خاطر بہت سی ناروا باتیں بھی جائز ہوتی جاتی ہیں اور دو سوں کی ہر گذر دی سے فائدہ اٹھا لینا اچھا خیال کیا جاتا ہے اس لئے میں کہتی ہوں کہ آجکل ہندوؤں کو ہماری مدد کی ضرورت ہے اور اس طرح گویا وہ ہم سے ایک حد تک دبے ہوئے ہیں جسکے یہ معنے ہیں کہ آجکل وہ ہمارے بہت سے ایسے حقوق بھی تسلیم کر لینے کو تیار ہو جائینگے جو معمولی حالات میں وہ ہرگز تسلیم نہ کرتے اتفاق سے ایک ایسا اچھا موقع ہمارے ہاتھ آگیا ہے اور ہمیں چاہیے کہ اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

حمیدہ۔ رہا یہ کہ اول تو آپا میں ایسی سیاست کو کہ جس کی بنیاد حق اور انصاف پر نہ ہو اور جس میں پڑوسی کی بے کسی اور بیچارگی سے فائدہ اٹھایا جائے نہایت ہی غلط سیاست خیال کرتی ہوں۔ یہ مغربی طریقہ سیاست ہے اور اسی غلط سیاست کا یہ نتیجہ ہے کہ یورپ میں آج کسی ایک قوم کو کسی دوسری قوم پر ذرا بھی اعتماد نہیں ہے اور اسی موقع سے فائدہ اٹھانے کی حکمت عملی کی بدولت وہاں روزمرہ آپس میں جوتم پیزار رہتی ہے دنیا میں ہمیشہ مرنجان مرنج کی حکمت عملی کامیاب رہی ہے اور آئندہ بھی جس حکمت عملی کی بدولت امن و سکون حاصل ہو سکتا ہے وہ یہی ہے کہ "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" اس کے علاوہ جس قوم کا بھی یہ اصول ہوگا کہ "دوسروں کو فنا کر کے زندہ رہو" اسے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ کامیابی حاصل ہو جائے لیکن اس کا نتیجہ یقینی طور پر تباہی اور بربادی ہے ہم اس وقت اگر دباؤ ڈال کر اگر اپنے جائز حق سے کچھ زیادہ ہندوؤں سے حاصل کو بھی لیں تو یہ ناممکن ہے۔ . . . . کہ ہندو اس سے بہت زیادہ کل کو ہم سے واپس نہ لے لیں لیکن اگر بفرض محال اس غلط سیاست کو صحیح بھی خیال کر لیا جائے تب بھی اگر آپ غور کرینگی تو معلوم ہو جائیگا کہ ہندوؤں سے اس موقع پر ایسی مراعات حاصل کرنا کہ جو وہ معمولی حالات میں ہرگز نہ دیتے ایک لاحاصل اور فضول کوشش ہے ظاہر ہے کہ ان مراعات کو حاصل کرنے یا ان حقوق کو تسلیم کرانے کی معمولی حالات میں ہم میں طاقت نہ تھی اس لئے ہم نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا کہ جب ہندو کسی قدر دبے ہوئے ہیں اب جس وقت معمولی حالات پیدا ہو جائینگے اور ہندو دبنگی کی غرض ہم سے اٹکی ہوئی نہ رہیگی اس وقت ہم پھر اس بات پر مجبور ہوں گے کہ جو رعایتیں یا حقوق ہم نے عارضی طور پر حاصل کر لئے تھے وہ واپس کر دیں کیونکہ ہم میں اتنی قوت اور اتنی طاقت ہی ہی نہیں کہ انہیں قائم رکھ سکیں ایسی صورت میں آپ خود ہی سوچئے کہ ہم خواہ مخواہ اچھے دل سے بُرے دل بھلی کیوں کریں حقیقت یہ ہے آپا کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ میل ملاپ اور اتفاق اور اتحاد کے ساتھ رہنے میں ہمارے لئے ہی سینکڑوں طرح کے فائدے ہیں اور ان کے لئے بھی اور ہماری آپس کی نااتفاقی انھیں بھی نقصان پہنچا رہی ہے اور

ہمیں بھی تباہ کر رہی ہے ہمارے وہ لیڈر کہ جو فی الحقیقت لیڈری کا مطلب حلوے اور مانڈے سمجھتے ہیں اور جو اپنی جان پر کوئی تکلیف اٹھا کر قوم کی خدمت کرنے کو بیوقوفی سے یہ خیال کیا کرتے ہیں انہوں نے اپنی شہرت اور اپنی لیڈری قائم کرنے کے لئے بآسانی ترکیب نکال لی ہے کہ ہمارے ہمدرد اور خیر خواہ بنکر ہمیں اس قسم کی غلط اور تباہ کرنے والی سیاست کی تعلیم دیتے رہتے ہیں تاکہ ان کا الو سیدھا رہے اور ان کے حلوے مانڈے میں فرق نہ آئے ورنہ میں سچ کہتی ہوں کہ اگر ہماری یہی کوششیں اور یہی وقت جو بیکار حقوق طلبی پر ضایع ہو رہا ہے اپنی قوم کی اصلاح اور اپنے بچوں کی تعلیم پر خرچ ہوتا تو اب تک ہم میں حقیقتاً وہ طاقت پیدا ہو گئی ہوتی کہ اگر ہم چاہتے تو اپنے حق سے بھی کچھ زیادہ ہندوؤں سے منوا لیتے اور بجائے اس کے کہ ہم ہندوؤں سے یہ درخواست کریں کہ جناب لارڈ مہربانی فرما کر ہمارے حقوق غصب نہ کیجئے ہندو ہم سے بہ استدعا کرتے کہ میاں صاحب ہمارے حق ہاں کیجئے۔

جمیلہ (کھسیانی سی ہو کر) اب بہنی میں کیا معلوم ہماری سمجھ میں تو یہ باتیں آتی نہیں ہر تو یہی دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے جو لیڈر کل تک آزادی آزادی پکار رہے تھے وہی آج ہم سے یہ کہہ رہے ہیں کہ اس تحریک میں ہندوؤں کا ساتھ نہ دو اور وہ کونسا نگوڑا کمیشن تھا جس کا بائیکاٹ کرنے کا انھوں نے ہمیں حکم دیا تھا اب اسی کمیشن کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ہمیں سب کچھ دیدیگا۔

حمیدہ۔ آپا یہ تو سب ٹھیک ہے بیشک مسلمانوں کے بعض ایسے لیڈر جو پہلے آزادی طلب کرنے میں سب سے آگے تھے اب تحریک کی مخالفت کر رہے ہیں مگر ایسے رہنماؤں کی تعداد بہت ہی کم ہے اور جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیشواؤں کی بڑی تعداد کا خیال یہی ہے کہ کمیشن سے ہمیں کچھ نہیں مل سکتا اور درحقیقت ہمیں کچھ ملا بھی نہیں تو کیوں ان دو چار لیڈروں کی باتوں پر توجہ نہ کرنی چاہیئے جو خدا جانے کس سبب سے عام رائے کے خلاف ہو گئے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دیکھکر کہ کمیشن نے ہماری ذرا سی بھی پروا نہیں کی اور ہمارے مطالبات بالکل پورے نہیں کئے اب ان کی بھی آنکھیں کھل جائیں اور وہ بھی صحیح راستہ پر آجائیں۔

جمیلہ۔ بہن یہ کمیشن کیا تھا اور اس سے ہمیں کس طرح کچھ مل سکتا تھا۔

حمیدہ۔ آپا آپ کو یاد نہیں رہا یہ وہی سائمن کمیشن ہے جو اس کام پر مقرر کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے حالات کی اچھی طرح تحقیقات کرکے حکومت کے سامنے ایک رپورٹ پیش کرے جس میں وہ یہ ظاہر کرے کہ اس ملک نے کس قدر ترقی کی ہے ہندوستانیوں کو اب کیا کیا حقوق ملنے چاہئیں۔ اس کمیشن کی رپورٹ اور سفارشیں اب شایع ہوئی ہیں اور اس رپورٹ نے بہت سے ایسے لوگوں کی بھی آنکھیں کھولدی ہیں جو یہ یقین کئے بیٹھے تھے کہ کمیشن مسلمانوں کے سامنے بہت کچھ رعایتیں کرے گا اور جو کچھ وہ مانگ رہے ہیں سب کچھ انھیں مل جائے گا

جمیلہ۔ تو کیا کمیشن نے مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں دیا؟

حمیدہ۔ (ہنسکر) آپا اگر برا اور چاہے جو کچھ بھی ہوں مگر بے وقوف نہیں ہیں بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ مسلمانوں کو خوش کرنے کے تیس کروڑ ہندوؤں کو اپنا دشمن بنا لیتے اس کے علاوہ جب تک کہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ بغیر کچھ دیئے ہوئے بھی کام چل رہا ہے اس وقت تک وہ کیوں کسی کو کچھ دیں میں سائمن کمیشن نے نہ مسلمانوں کو کچھ دیا نہ ہندوؤں کو بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو جو کچھ حقوق اس وقت ہمیں ملے ہیں اس میں سے بھی کچھ چھین لئے ہیں۔

جمیلہ۔ مگر بہن مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ مولانا شوکت علی صاحب کمیشن کی سفارشوں سے بالکل مطمئن ہیں اور انھیں مسلمانوں کے حق میں مفید بتلاتے ہیں۔

حمیدہ۔ آپا یہ ایک مثل ہے کہ "نانا کس نے ڈبو دی؟ خواجہ خضر نے" وہی مثل مولانا شوکت علی کی ہے ہندوستان بھر کے تمام مسلمان لیڈر اور مسلمانوں کی تمام انجمنیں وہ بھی کہ جو اب تک برابر حکومت کی طرفداری کر رہی تھیں سب ایک آواز سے چلا چلا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ان سفارشوں سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا ہے اور مسلمانوں کے مطالبات تمام کے تمام "ٹھکرا دیئے گئے لیکن خدا ہی جانے مولانا شوکت علی کو اس میں اطمینان کی کونسی صورت نظر آرہی ہے کہ پہلے تو وہ رپورٹ کی تعریف کرتے رہے اور اب یہ دیکھکر کہ چہ کردند کے چہ کردند مسلمان اس کے خلاف ہر طرح زبان سے ضرور اتنا کہتے ہیں کہ وہ کافی نہیں ہے اور اب یہ امید دلاتے ہیں کہ گول میز کانفرنس جو ولایت میں ہونے والی ہے اس میں مسلمانوں کو سب کچھ مل جائیگا۔

جمیلہ۔ لیکن بہن تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو کہ کمیشن نے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا ہے یہ صحیح ہے کہ جو کچھ ہم نے مانگا تھا وہ سب کا سب ہمیں نہیں ملا پھر بھی ہم یہ تو نہیں کہہ سکتیں کہ ہمیں کچھ بھی نہیں ملا ہے۔

حمیدہ۔ بمبئی والے مسٹر محمد علی جناح کا نام تو اکثر آپ نے اخباروں میں پڑھا ہوگا وہی جو مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے چودہ مطالبے پیش کئے تھے ان چودہ میں سے کوئی آدھا مطالبہ تو ضرور منظور ہو گیا ہی باقی ساڑھے تیرہ کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا گیا ہے اور اگر اسی کا نام ہمیں کچھ ملنا ہی تو یہ وہی مثل ہوگی کہ کسی شخص کو راستہ میں ایک چابک پڑا مل گیا تھا تو اسے اٹھا کر اور بہت ہی خوش ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ "رنگین بات تھوڑی، زین، لگام، اور گھوڑی، کوڑا تو ملا گیا" ہم بھی اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ اب رہی کیا گیا ہے آدھا مطالبہ تو منظور ہو ہی گیا باقی ساڑھے تیرہ امید ہے جو ہم نے مانگا تو گول میز کانفرنس میں منظور ہو جائینگے اصل یہ ہے آپا کہ جسے آپ کمیشن کا ہیں کچھ دینا سمجھے ہوئے ہیں وہ تو درحقیقت ہم سے کچھ اور لے لینا ہے۔

جمیلہ۔ وہ کیسے؟

حمیدہ۔ ہمارا سب سے بڑا مطالبہ یہ تھا کہ ہندوستان میں فیڈرل طرز کی حکومت ہو یعنی الگ الگ تمام صوبے اپنے اندرونی معاملات میں بالکل آزاد ہوں کہ جیسا چاہیں انتظام کریں اور صرف ایسے معاملات میں کہ جن کا تعلق سارے ہندوستان سے ہے وہ ہندوستان کی مرکزی حکومت کے ماتحت سمجھے جائیں اس میں فائدہ یہ تھا کہ پھر مسلمانوں کو ہندوؤں کی تعداد کی زیادتی سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔

جمیلہ۔ کیوں؟ اس طرح کیا ہندو یس کے بجائے نیو کردر ہو جاتے؟

حمیدہ۔ (ہنسکر) نہیں رہتے تو وہ ہمیں ہی کردر لیکن ان کی زیادتی ہمیں نقصان نہ پہنچا سکتی اور وہ کسی وقت میں بھی ہمیں نقصان پہنچانے کا ارادہ نہ کر سکتے بات یہ ہے ہندوستان میں کچھ صوبے تو ایسے ہیں جن میں ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے جیسے بمبئی مدراس یا صوبہ متحدہ وغیرہ اور بعض صوبے ایسے ہیں جہاں مسلمان ہندوؤں سے زیادہ ہیں جیسے سرحد کا صوبہ یا سندھ یا پنجاب وغیرہ۔ اب

اگر ہر ایک صوبہ کو اپنے اندرونی معاملات میں کامل اختیار رہتا تو جس وقت بھی ہندو بمبئی یا مدراس میں مسلمانوں پر کوئی زیادتی کرتے تو مسلمان بھی اس کے جواب میں سندھ یا پنجاب میں بالکل ویسی ہی زیادتی ہندوؤں کے ساتھ کر سکتے تھے اور یہ خوف کہ اگر ہم نے کچھ ظلم کیا تو دوسرے صوبوں میں ہمارے بھائیوں پر بھی ویسا ہی ظلم کیا جائیگا ہندوؤں کو بھی مسلمانوں کے ستانے سے باز رکھتا اور مسلمانوں کو بھی اس بات سے روکتا کہ وہ ہندوؤں پر کوئی زیادتی کریں لیکن صوبوں کے بالکل آزاد اور خود مختار نہ ہونے کی صورت میں وہ اپنی ہر کارروائی کے متعلق ہندوستان کی مرکزی حکومت سے منظوری حاصل کرنے پر مجبور ہیں ایسی صورت میں وہ قوم کہ جسے ہندوستان کی مرکزی حکومت میں اکثریت حاصل ہو اگر چاہے تو دوسری قوم کو بہت کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے مرکزی حکومت میں ظاہر ہے کہ کبھی کسی حالت میں بھی مسلمانوں کو اکثریت حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے اگر ہندو مسلمانوں کے تعلقات اچھے نہ ہوں تو ہندو تو کبھی اور مدراس میں بھی زیادتیوں کی منظوری مرکزی حکومت سے حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ وہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے لیکن اگر اس کے جواب میں اگر مسلمان بھی سندھ یا پنجاب میں اس قسم کی زیادتی کرنی چاہیں تو مرکزی حکومت اسے روک سکتی ہے اور اس طرح گویا بالکل صحیح معنوں میں ہندو راج قائم ہو سکتا ہے نہرو رپورٹ جس پر ہر طرف سے اس قدر لے دے ہوئی ہے اگرچہ اس میں مسلمانوں نے بہت سے نقص نکالے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے سوا اس میں اور کوئی خرابی نہ تھی کہ اس میں بھی صوبوں کو کامل خود مختاری نہیں دی گئی تھی یہی صورت اب سائمن کمیشن کی رپورٹ میں بھی موجود ہے بلکہ نہرو رپورٹ سے ایک خرابی اور زیادہ ہے اور وہ یہ کہ ہر صوبہ کے گورنر کو مخصوص اختیارات دیئے گئے ہیں کہ وہ جس وقت چاہے اپنے ان اختیارات سے کام لیکر اپنے حسب منشا قانون بنا لے اور صوبہ کی کونسل جس بات کا فیصلہ کرے اسے بلا تکلف ٹھکرا دے جسکے معنے یہ ہیں کہ نام کے لئے تو صوبہ میں کونسل موجود ہو اور یہ کہا جا سکے کہ ہندوستان کا انتظام خود ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے لیکن عملی طور پر اس کونسل کو اختیار کچھ نہ ہو اور ایک غیر مختار اور مطلق العنان بادشاہ کی طرح گورنر بے روک ٹوک اپنی من مانی کارروائیاں کرتا رہے۔

جمیلہ۔ تو اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ نہ مسلمانوں کو کچھ ملا نہ ہندوؤں کو اور صوبوں کے انگریز افسروں کے اختیارات بڑھ گئے اور ان کے ہاتھ اور بھی مضبوط ہو گئے۔

حمیدہ۔ جی ہاں آپا بھی تو ہوا ہے اور اس کے لئے عذر یہ پیش کیا ہے کہ چونکہ ہندو مسلمان آپس میں لڑتے رہتے ہیں اس لئے ہر صوبے کے تمام اختیارات ایک تیسرے فریق کے ہاتھ میں رہنے چاہئیں تاکہ نہ ہندو مسلمانوں کو ستا سکیں نہ مسلمان ہندوؤں کو۔

جمیلہ۔ یہ تو واقعی بہت بری بات ہے اچھا بہن اور کیا خرابی ہے۔؟

حمیدہ۔ آپا شاید آپ کو یاد ہو گا کہ اخباروں میں وقت تک لکھنؤ کے معاہدے کا ذکر آتا رہا ہے ہندو مسلمانوں نے ایک بحوتہ لکھنؤ میں کیا تھا اس کے مطابق یہ بات طے پائی تھی کہ اس صوبہ متحدہ میں جہاں مسلمان صرف چودہ فی صدی کی تعداد میں ہیں انہیں چودہ کی بجائے تیس فیصدی نشستیں کونسل میں دیدی جائیں اور بنگال اور پنجاب میں جہاں مسلمان زیادہ ہیں وہاں ان کی نشستیں کم کر کے ہندوؤں کے برابر کر دی جائیں اسی فیصلہ کی سفارش اب سائمن کمیشن نے بھی کی ہے۔

جمیلہ۔ تو اس میں برائی کیا ہے؟ ہماری کچھ نشستیں اگر ہندوؤں کو ملیں گی تو انکی بھی تو بہت سی نشستیں ہمارے قبضہ میں آجائینگی۔

حمیدہ۔ دہنسکی سیاسی معاملات کچھ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ ذرا سی الٹ پھیر میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ہیں اگر صوبہ متحدہ میں چودہ کی بجائے تیس نشستیں مل گئیں تو اس سے ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ چودہ ہوں یا تیس یا چالیس وہ بہرحال ہندوؤں کی نشستوں سے کہ ہیں ہمارے تیس آدمیوں کی رائیں ان کے ستر آدمیوں کی راؤں پر غالب نہیں آسکتیں گویا ہم تو چند فالتو نشستیں لیکر بھی اقلیت ہی میں رہے لیکن اس کے مقابلہ میں پنجاب اور بنگال میں اپنی نشستیں ہندوؤں کو دیکر ہم ان صوبوں میں بھی اپنی اکثریت کھو بیٹھے گئیں جسکے یہ معنے ہیں کہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں اکثریت ہندوؤں ہی کو حاصل رہے گی اور ہم ان صوبوں میں بھی اقلیت میں آجائینگے جہاں ہماری تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہے۔

جمیلہ۔ یہ تو واقعی سخت نقصان ہے۔

حمیدہ۔ اسی قسم کے نقصانات کو دیکھکر تو اب ہمارے ان لیڈروں کی بھی آنکھیں کچھ کھلی ہیں جو سائمن کمیشن سے بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے اور اب مجبور ہو کر انہوں نے بھی زبان سے اتنی بات نکالی ہے کہ کمیشن کی سفارشیں مسلمانوں کے حق میں بہت مضر ہیں۔

جمیلہ۔ لیکن بہن کمیشن نے سنا ہے کہ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو تو منظور کر لیا ہے کہ کونسلوں کی ممبری کے لئے ہندو ہندوؤں کو منتخب کریں اور مسلمان مسلمانوں کو۔

حمیدہ۔ جی ہاں یہی ایک مطالبہ ہے جسے منظوری کا فخر حاصل ہوا ہے لیکن آپ نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ یہ مطالبہ مسلمانوں کے حق میں مفید ہے یا مضر؟

جمیلہ۔ بہن میں کیا غور کرتی میری سمجھ میں تو اس قسم کی باتیں ذرا مشکل سے آتی ہیں مگر میں اتنا جانتی ہوں کہ اگر مسلمانوں کے لئے یہ مضر ہوتا تو مسلمان اسے مانگتے ہی کیوں۔

حمیدہ۔ آپا اصل یہ ہے کہ مسلمانوں کی جہالت اور تعلیم کی کمی نے انہیں بڑا نقصان پہنچایا ہے جداگانہ انتخاب کسی حالت میں اور کسی صورت میں بھی مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا مگر کونسل کی کرسیوں کے بھوکے بعض ایسے مسلمان کہ جن میں نہ قابلیت ہے اور نہ مخلصانہ تڑپ وہ چونکہ اچھی طرح اس بات سے واقف ہیں کہ انتخاب مشترکہ ہوئے تو مشکل ہی سے اپنے حق میں کوئی رائے مل سکے گی برابر اس قسم کے خیالات قوم میں پھیلاتے رہتے ہیں کہ اگر انتخابات مشترکہ ہوئے تو ہندو رائے دینے والے صرف انہی مسلمانوں کے حق میں رائے دیں گے جنہیں ہندوؤں سے نفرت نہیں ہے اور اس طرح مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچیگا۔

جمیلہ۔ مگر بہن یہ خیال صحیح ہی تو معلوم ہوتا ہے

حمیدہ۔ جی ہاں تھوڑا سا ظاہری دھوکہ اس میں ضرور ہے اس لئے وہ لوگ کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔ جمیلہ۔ دھوکہ کیا؟

حمیدہ۔ یہ تو آپ ہی جانتی ہیں کہ نہ تمام ہندو متعصب اور کینہ پرور ہیں اور نہ تمام مسلمان دونوں قوموں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف مذہبی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے کو برا نہیں سمجھتے اور ایسے بھی ہیں کہ جنھیں دوسرے فرقہ کے آدمیوں سے خاندانی سلسلے کی عداوت اور بغض ہو۔ انتخاب اگر مشترکہ ہوں یعنی کونسل کی ممبری کے لئے کسی شخص کو ہندو اور مسلمان دونوں ملکر منتخب کریں تو نہ تو ایسے ہندو کی دال گل سکتی ہے جو مسلمان کے دشمن ہوں اور نہ ایسے مسلمانوں کی کہ جنہیں ہندوؤں سے

نفرت اور عناد ہے اس قسم کے ہندوؤں کو مسلمانوں کی طرف سے کوئی رائے نہیں مل سکتی اور اس قسم کے مسلمانوں کی حمایت پر کوئی ہندو آمادہ نہیں ہو سکتا جب یہ حالت ہوگی تو کونسل تک صرف وہی ہندو اور وہی مسلمان پہنچ سکیں گے جنھیں محض مذہب کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے سے نفرت نہیں ہے یہ لوگ کونسل میں پہنچکر ملک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکتے ہیں کیونکہ ان کا سارا وقت اور ان کی تمام کوشش صرف ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے اور اپنے مخالف فرقے کو تباہ کرنے پر خرچ ہوا کرے گی۔ لیکن اس صورت میں کہ جب جداگانہ انتخاب ہوں اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے اور ہندوؤں کو مسلمانوں سے یہ کہنکا لگا ہوا ہو کہ وہ ہماری قوم کو نقصان پہنچائینگے تو ظاہر ہے کہ ہندو صرف انہی ہندوؤں کو کونسل میں بھیجیں گے جن کے متعلق انھیں کامل یقین ہو کہ یہ کسی صورت اور کسی حالت میں بھی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں رہ سکتے اور مسلمان بھی چھانٹ چھانٹ کر اپنے ایسے ہی نمایندے منتخب کرینگے جنھیں ہندوؤں کے نام سے نفرت ہو اس صورت حالات کا ایک بہت ہی برا نتیجہ تو تمام ملک کے حق میں یہ نکلیگا کہ قانون بنانے والی جماعتوں میں ہمارے سب سے زیادہ لائق اور اچھے لوگوں کے بجائے عام طور پر نالائق اور جھگڑالو آدمی پہنچا کرینگے اور جس ملک کا انتظام ایسے ہاتھوں میں ہو اسکی ترقی اور خوش حالی کا بس اللہ ہی حافظ ہے۔ دوسرا اس سے بھی زیادہ خراب نتیجہ جو مسلمانوں کے حق میں نکلے گا وہ یہ ہے کہ صوبوں کی کونسلوں میں تو خیر چاہے جو کچھ بھی ہو لیکن اسمبلی کے اندر جس کا تعلق تمام ہندوستان سے ہے ہمارے ہندو ہی زیادہ تعداد میں ہوں گے کیونکہ ملک میں ان کی اکثریت ہے اس لئے اگر وہاں بھی متعصب اور فتنہ انگیز ہندو پہنچ گئے تو ہر معاملہ میں مسلمانوں کو اپنی کثرت رائے سے شکست دیں گے اور ان کے مفاد کو نقصان پہنچایا کریں گے اور اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اسمبلی کے اندر برے ہندو کیوں نہ پہنچیں گے جبکہ جداگانہ انتخاب رائج ہو۔

جمیلہ۔ بہن یہ جو کچھ تم نے کہا یہ تو سب میری سمجھ میں آگیا اور اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی فائدہ درحقیقت اسی میں ہے کہ انتخابات الگ الگ نہوں تاکہ اسمبلی میں صرف وہی ہندو پہنچ سکیں کہ جنھیں خود مسلمانوں نے اچھا سمجھکر رائے دی ہو مگر بہن پھر یہ کیا بات ہے کہ مسلمانوں کے بہت سے لیڈر اسی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ انتخاب جداگانہ ہوں۔

حمیدہ۔ آپا اس کا سبب میں کیا بتاؤں۔ آپ کے بہنوئی کہتے تھے کہ مولانا محمد علی صاحب کے اخبار "ہمدرد" اور "کامریڈ" جداگانہ انتخابات کی برائیوں سے بھرے ہوئے رہتے تھے لیکن آج خدا جانے وہ اصول کس طرح بدل گئے کہ یہ دونوں بھائی ہی جداگانہ انتخاب کو ضروری سمجھنے لگے اگر مشترک انتخاب اچھی چیز ہے جیسا کہ کل تک وہ کہا کرتے تھے اور جداگانہ انتخاب مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ہے تو اب ان لوگوں کے متعلق کیا خیال کیا جائے کہ جو کل تک جداگانہ انتخاب کے سخت مخالف تھے اور اب اپنی کسی خصوصی مصلحت کی بنا پر اس کی حمایت کر رہے ہیں آپا آپ سوچئے تو سہی کہ یہ قوم کے ساتھ کس قسم کی ہمدردی اور محبت ہے کہ جس چیز کو ہم برا سمجھتے ہیں وہی اپنی قوم کے لئے تجویز کریں۔ اصل یہی ہے کہ جن لوگوں کو کونسل کی ممبری کا خواب بھی نہ آسکتا تھا ان کے لئے بھی اب ان فرقہ وارانہ فسادوں کی بدولت یہ ممکن ہو گیا ہے کہ ان کرسیوں پر جا بیٹھیں اور جبکہ ان کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے تو وہ کیسے خوشی سے گوارا کرلیں گے کہ ان کے کونسل میں پہنچنے کا دروازہ بند ہو جائے۔

جمیلہ۔ ہائے ہے بہن! ان لیڈری کے جھگڑوں سے بھی اللہ بچائے آدمی کیسے کیسے کام کر گزرتا ہے۔

حمیدہ۔ بھی ہاں سچ پوچھئے تو قوم کی ترقی اور قوم کی بربادی پورے طور پر انہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے ہر قوم کا بننا اور بگڑنا اسی بات پر منحصر ہے کہ اسکے لیڈر کیسے ہیں اگر ان لیڈروں کا مقصد یہ ہو کہ قوم کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر کے عزت اور سرو لغزیری حاصل کریں تو انکی ذات سے قوم کو بڑے بڑے فائدے پہنچتے ہیں لیکن اگر ان کا مقصد صرف اپنی اور اپنے پیٹ کی خدمت کرنا ہو تو ان سے زیادہ قوم کا دشمن کوئی نہیں ہو سکتا۔

جمیلہ۔ اچھا بہن اور مسلمانوں کے کون کون سے مطالبے کمیشن نے نامنظور کر دیئے؟

حمیدہ۔ آپا وہ ایک دو ہوں تو میں بتا دوں میں نے کہا نہیں کہ مسلمانوں کے چودہ مطالبات میں سے مشکل کوئی ادھا مطالبہ منظور ہوا ہو سرحد کے صوبہ ہی کے متعلق مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ وہاں بھی بالکل وہی طرز حکومت ہونا چاہیئے جو باقی تمام ہندوستان میں ہو مگر اسے نہیں مانا گیا سرحد کے صوبہ میں پچانوے فی صدی آبادی مسلمانوں کی ہے اور اس صوبہ کو اصلاحات نہ دینے کے یہ معنے ہیں کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی کو ان تمام فائدوں سے محروم رکھا جاتا ہے جو ہندوستان کے باقی صوبوں کو حاصل ہوں یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اسی ملک کے باقی تمام صوبے تو کئی حد تک آزاد ہو جائیں اور آزادی حاصل کر کے ترقی کریں اور سرحد کا صوبہ جہاں زیادہ تر مسلمان ہی بستے ہیں بدستور غلام رہے اور کسی قسم کی ترقی نہ کر سکے تمام ہندوستان کے لئے تو علیحدہ قانون ہو اور ایک صوبہ سرحد کے لئے دوسرا۔

جمیلہ۔ آخر یہ سرحد کو اصلاحات دینے میں اس قدر ہچر مچر کیوں ہے۔

حمیدہ۔ آپا مجھے اچھی طرح تو معلوم نہیں مگر سنتی ہوں کہ چونکہ وہاں کی آبادی زیادہ تر پٹھانوں کی ہے اور ان کے تعلقات اپنے سرحد پار کے بھائیوں سے زیادہ ہیں اسلئے حکومت انھیں اصلاحات دیتے ہوئے ڈرتی ہے کہ کہیں کسی وقت میں نقصان نہ پہنچا دیں۔

جمیلہ۔ یہ تو کچھ فضول ہی سی بات ہے بھلا وہ یا خود افغانستان کی حکومت کر ہی کیا سکتی ہے۔

حمیدہ۔ بس ایک بہانہ مقرر کر لیا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ دل پر ایک خیالی اور فرضی خوف طاری ہو گیا ہے پہلے تو ہندو بھی سرحد کو اصلاحات دیئے جانے سے بہت ڈرتے تھے لیکن اب کچھ عرصہ سے ان کا خوف دور ہو گیا ہے اور کانگریس نے اسے منظور کر لیا ہے کہ حکومت کا جو طرز تمام ملک میں رائج ہو وہی اس صوبہ میں بھی ہو لیکن سائمن کمیشن نے اب بھی اسے گوارا نہ کیا اور اس طرح مسلمانوں کا یہ سب سے زیادہ ضروری مطالبہ نامنظور ہو گیا۔

جمیلہ۔ اچھا سندھ کو بمبئی کے صوبہ سے الگ کر دینے کا بھی تو کچھ جھگڑا چل رہا تھا اس کا کیا حشر ہوا۔

حمیدہ۔ وہ بھی نامنظور ہے اب دیکھئے سندھ وہ دوسرا صوبہ ہے جہاں مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ اور غالباً چھتر فیصدی ہے سندھ کی اپنی زبان الگ ہے سندھ کے رسم و رواج اور طرز معاشرت سب الگ ہیں اور بہت کافی رقبہ بھی ہے لیکن اس تمام علاقہ کو جو بجائے خود ایک اچھا خاصہ بڑا صوبہ ہو بمبئی کے صوبہ میں شامل کر کے اس کی ترقی کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں بمبئی میں جہاں نوے فیصدی ہندو آباد ہیں اور اس کے ساتھ سندھ کے شامل ہو جانے سے مسلمانوں کو یہ سخت نقصان پہنچ رہا ہے کہ اپنے صوبہ میں چھتر فیصدی کی اکثریت رکھنے کے باوجود بمبئی کے مشترکہ صوبہ میں وہ انتہائی اقلیت میں آگئے ہیں اور ہندو اکثریت کے ماتحت اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں کانگریس نے مسلمانوں کے

اس جائز مطالبہ کو بھی منظور کر لیا تھا حتیٰ کہ اس نہرو رپورٹ میں بھی جو اس قدر بنام ہوئی یہ بات تسلیم کی گئی تھی کہ اگر سندھ کی آبادی کی اکثریت بمبئی سے اپنے صوبہ کو الگ کرنے کی خواہش کرے تو اسے الگ کر دیا جائے لیکن سائمن کمیشن کی سفارش میں اس کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے اور کمیشن کے خیال میں یہ بات کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی کہ ایک صوبہ کی آبادی کو جسکی اکثریت ہو زبردستی دوسرے صوبہ کے ماتحت کر کے اقلیت میں رہنے پر مجبور کر دیا جائے۔

جمیلہ۔ سندھ کے ہندو بھی شاید یہی چاہتے تھے کہ ان کا صوبہ بمبئی سے الگ ہو جائے

حمیدہ۔ جی ہاں اکثر ہندوؤں کی یہ رائے تھی اور ہندوؤں پر کیا موقوف ہے ہر شخص جو اس صوبہ کی بہتری کا خواہاں ہو گا یہی رائے دیگا کہ اسے الگ اور آزاد صوبہ بنا دیا جائے لیکن خدا جانے کیوں سائمن کمیشن کے سمجھ میں یہ بات نہ آئی۔

حمیدہ۔ بہر میں تو شروع شروع میں یہ سمجھتی تھی کہ جیسے اکثر حکومت کی ہر تجویز پر لوگ خواہ مخواہ کو بھی غل و شور مچانا شروع کر دیتے ہیں اسی طرح کمیشن کی رپورٹ پر بھی شور و غل مچایا جا رہا ہے اور درحقیقت وہ اس قدر خراب نہیں ہے لیکن اب تو میں دیکھتی ہوں کہ واقعی اس رپورٹ میں مسلمانوں کے مطالبات کی طرف سے انتہائی بے پروائی برتی گئی ہے اور لوگوں کی اس سے ناراضی بے سبب نہیں۔

حمیدہ۔ ہر گز نہیں کہیں بے سبب بھی اس قدر شور مچایا جاتا ہے اور پھر شور بھی ایسا عالمگیر کہ اس سرے سے اس سرے تک ہر شخص اسے برا کہہ رہا ہے اصل یہ ہے آپا کہ وہ نہرو رپورٹ جس سے اس قدر بیزاری کا اظہار کیا گیا تھا اس رپورٹ سے کہیں بہتر تھی اور اس میں مسلمانوں کے مطالبات کا اس سے بہت زیادہ لحاظ رکھا گیا تھا اگر مسلمانوں نے اس میں تھوڑی سی ضروری ترمیم کرا کے اسے اس وقت منظور کر لیا ہوتا تو شاید اس وقت کمیشن کی رپورٹ بھی اتنی خراب نہ ہوتی۔

جمیلہ۔ لیکن اب یہ تو بتاؤ کہ اب ہو گا کیا گول میز کانفرنس میں کچھ ہو گا یا وہاں بھی یونہی ٹال دیا جائے گا۔

حمیدہ۔ جو حالات اس وقت ہیں انھیں دیکھکر تو کچھ امید نہیں پڑتی۔

جمیلہ۔ کون سے حالات؟ اچھا میں سمجھی تم کانگریس والوں کی کوششوں کو کہہ رہی ہو۔

حمیدہ۔ جی نہیں، کانگریس والوں کا تو مجھے اس وقت خیال ہی نہ تھا اور کانگریس والوں کو جیلخانوں سے نکال کر کانفرنس میں شریک کئے بغیر تو کانفرنس کرنی ہی فضول ہو گی۔ ایسی غلطی تو غالباً حکومت ہرگز نہ کریگی کہ ملک کی قومی کانگریس کو ایسے نازک موقعہ پر کہ جب ملک کی آیندہ قسمت کا فیصلہ لکھا جاتا ہو بھول جائے اور شریک نہ کرے۔

جمیلہ۔ کیوں اگر حکومت انہیں شریک نہ کرے تو مضر کیا ہے؟

حمیدہ۔ آپا آپ بھی کیسی بچوں کی سی باتیں کرنے لگتی ہیں حکومت کے خلاف یہ ساری کارروائیاں کانگریس کے سوا اور کون کر رہا ہے جی حضور اور بجا حضور کہنے والوں کے لئے اتنے جھگڑے اور بکھیڑے کی ضرورت ہی کیا تھی وہ تو اس میں ہی خوش رہتے کہ ہندوستان کو کچھ دینے کی بجائے اس سے کچھ اور واپس لے لیا جائے کانفرنس تو انہی لوگوں کو اطمینان دلانے کے لئے کی گئی ہے کہ جو آزاد ہونے کیلئے بیچین ہیں۔

جمیلہ۔ اچھا خیر یہ کانگریس کا ذکر تو خواہ مخواہ بیچ میں آگیا تھا اسے تو جھوڑو اور تم یہ بتلاؤ کہ تمہارا مطلب ملک کے کن حالات سے تھا۔

حمیدہ۔ میں ہندو اور مسلمانوں کے آپس کے تعلقات کے متعلق کہہ رہی تھی

جمیلہ۔ اچھا تو ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات اچھے ہیں

حمیدہ۔ جی ہاں عام لوگوں کے تعلقات تو اچھے ہیں لیکن دونوں طرف کے لیڈر تو ہر وقت لڑنے کے لئے تیار بیٹھے رہتے ہیں سائمن کمیشن کی رپورٹ میں ساری قابلیت صرف ایک اسی بات کے ثابت کرنے کے لئے صرف کر دی گئی ہے کہ ہندوستان میں ہندو مسلمانوں کے تعلقات بہت ہی خراب ہیں اور ان کے درست ہونے کی بھی امید نہیں ہے اسی لئے تو کمیشن نے اسی قسم کی سفارشیں کی ہیں کہ تمام اختیارات کسی نہ کسی طرح گھیر گھونٹ کر انگریزافسروں کے ہاتھوں میں دیدیئے ہیں کیونکہ کمیشن کا خیال ہے کہ ہندو مسلمان لڑے بغیر نہیں رہ سکتے اس لئے ملک کا صحیح اور معقول انتظام نہیں ہو سکتا

جمیلہ۔ اچھا پھر تم کہنا کیا چاہتی تھیں تعلقات اگر خراب ہی ہیں تو کانفرنس پر اس کا کیا اثر پڑ سکتا ہے؟

حمیدہ۔ کانفرنس پر صرف اسی چیز کا تو اثر پڑے گا جس وقت تک دونوں فرقوں کے لیڈر یا نمایندے الگ الگ اپنے اپنے فرقوں کے لئے کچھ مانگیں گے۔ اس وقت تک نہایت آسانی کے ساتھ دونوں کو ٹالا جا سکتا ہے۔

جمیلہ۔ وہ کیسے؟

حمیدہ۔ فرض کیجئے مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں اسمبلی میں پچیس فیصدی کی بجائے جو ہماری آبادی کے لحاظ سے ہمارا حق ہے تینتیس فیصدی نشستیں دی جائیں جیسے کہ مسلمان ہمیشہ طلب کیا کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ آٹھ نشستیں ہندوؤں سے لی جائینگی اور انھیں نقصان پہنچے گا اس لئے ان کے نمایندے لازمی طور پر اس کی سخت مخالفت کرینگے۔ اور جب ہندوؤں کی طرف سے یہ مطالبہ ہو گا کہ ملک میں مشترک انتخاب کے طریقہ کو رواج دیا جائے تو اس کی مخالفت مسلمان نمایندے کرینگے ایسی حالت میں حکومت مسلمانوں سے ہی صاف کہدے گی کہ آپ کا مطالبہ قابل تسلیم نہیں ہے اور ہندوؤں سے بھی اور دونوں کو کچھ نہ ملنے کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو بھی کچھ نہ ملا۔

جمیلہ۔ تو تمہارے خیال میں کسی طرح کچھ مل بھی سکتا ہے۔

حمیدہ۔ اگر کانفرنس سے پہلے ہندو مسلمان آپس میں سمجھوتہ کر کے خود ایک دستور اساسی مرتب کر لیں اور پھر دونوں مل کر حکومت کو اس کے منظور کرنے پر مجبور کریں اور ہندوؤں کے حقوق کے لئے مسلمان اور مسلمانوں کے حقوق کے لئے ہندو کوشش کریں اور منوائیں تو اس صورت میں یہ ممکن ہے کہ یہ کانفرنس ہندوستان کے لئے مفید ثابت ہو اور کم سے کم ڈومین اسٹیٹس ضرور مل جائے اگرچہ کامل آزادی نہیں ہے لیکن اتنی آزادی ضرور ہے کہ اس کے بعد ہم اپنے ملک کی ترقی اور بہبودی کی بہت سی راہیں نکال سکتے ہیں

جمیلہ۔ ہے تو معقول بات، پھر یہ ہندو مسلمان ایسا کرتے کیوں نہیں؟

حمیدہ۔ کرے کون؟ عوام تو ان باتوں کو سمجھتے نہیں اور لیڈروں کی دونوں طرف یہ حالت ہے کہ زبان سے قوم پرستی اور وطن پرستی کے دعوے کرتے ہیں لیکن عام طور پر خود پرستی اور شکم پرستی کے سوا ان کے دلوں میں کوئی اور جذبہ موجود نہیں ہے۔

جمیلہ۔ پھر کام کیسے چلے؟

حمیدہ۔ عوام اگر ان باتوں کو سمجھ جائیں تو لیڈروں کو مجبور کر سکتے ہیں۔

# اکیاون خوبیوں والا قرآن مجید

## مرتبہ حکیم الامت شاہ محمد اشرف علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

### جس کا ہر مسلمان گھر میں ہونا بہت ہی ضروری ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا کہنا ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پہلے کسی سال میں ایسا قرآن شریف نہیں چھپا۔ یقین کیجئے کہ اس کو دیکھنے کے بعد ہر بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائینگے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا متوسط تعلیم کے قرانوں میں اس سے بہتر قرآن شریف میری نظر سے نہیں گزرا اگر آپ نے اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل اکیاون خوبیاں ہیں۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے جو بہت حد تک کافی ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوا ہے تاکہ ہر پارہ علیحدہ علیحدہ بھی ہو جائے (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین صاحب اردو کے بہترین خوشنویس کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زبر زیر پیش بالکل اپنے صحیح موقع پر لگے ہوئے ہیں یہ نہیں کہ ایک حرف کا اعراب دوسرے پر معلوم ہو (۸) صحت حضرت خاتم المحدثین علامہ احمد علی صاحب نے کی ہے (۹) ان کے علاوہ سات صاحب فن حفاظ نے اس کی مزید تصحیح کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی بھی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنی لفظ بلفظ معلوم ہو سکیں اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے (۱۱) تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست جو آیت چاہو فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی (۱۵) ہر سورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول رہے ہیں (۱۶) تعبیر نامہ خواب اور قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۷) فضائل القرآن (۱۸) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے (۱۹) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۲۰) ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ ربط (۲۱) تلاوت قرآن کا طریقہ اور تلاوت کے اصول (۲۲) حضرت خواجہ حسن نظامی کا مقدمۃ القرآن (۲۳) کلام الٰہی کی آیتوں پر عیسائی اعتراضات کا رد (۲۴) کلام الٰہی کی آیتوں پر کئے اعتراضات کی تردید (۲۵) کلام الٰہی کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الہامی کتاب اور منزل من اللہ ہے (۲۶) بہشت اور حور و غلمان اور دوزخ وغیرہ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۷) تخلیق عالم یعنی آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۸) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے ان کی کیونکر کایا پلٹی (۲۹) قرآن شریف ناظرہ پڑھنے کے اوصاف و برکات (۳۰) بامعنی قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۳۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر سعادت (۳۲) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کا حوالہ (۳۳) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا سورہ انفال اور سورہ توبہ میں ذکر ہے (۳۴) وفات سرور کائنات (۳۵) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر و یکجائی اور قرآن شریف کی پیشین گوئیوں کا پورا ہونا۔ (۳۵) فضائل تعوذ و بسم اللہ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے فضائل (۳۶) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۷) قرآن شریف پڑھانے اور پڑھوانے کے فضائل (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۹) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۴۰) خواص القرآن۔ اسرار القرآن فوائد القرآن (۴۱) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیئے از صحاح ستہ (۴۲) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر کا اندیشہ ہے (۴۳) خاص تعویذات قرآن شریف (۴۴) ہر مرض کی دوا قرآن شریف ہے (۴۵) تقطیع متوسط یعنی ۳۹ × ۲۲ کاغذ ۳۲ پونڈ وزن کا (۴۶) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ موجودہ دہلی کے کسی قرآن شریف کی چھپائی اس سے بہتر نہیں (۴۷) تصحیح کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے اب تک ایک غلطی کی اصلاح بھی نہیں ملی (۴۸) جلد نفری چرمی نہایت پختہ اور پائدار (۴۹) حنا ارغوانی ہے جو ٹنڈیوں کے زنگ سے کی جاتی ہے (۵۰) سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ دو ترجمے ہیں ۵۰ خوبیاں ہیں اور بہت سستا ہے

**جلد چرمی منقش جزبندی ہدیہ صرف چار روپے محصول ایک روپیہ کل پانچ روپے (صہ)**

**مقدمہ ۷۶ صفحے کل ضخامت ۹۵۰ صفحے**

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# بیدار ہو جاؤ

لے نیند کے متوالو اے سونے والو آنکھیں ملو ہوشیار ہو جاؤ تم کہاں ہو

## خبر بھی ہے کل کیا ہونیوالا ہے

وہ دن سر پر آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی وہ وقت نزدیک آ گیا جسکے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے اور وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا کائنات کا ہر ذرہ خشیت سے لرزاں ہوگا تم سوتے ہو تمہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ بہت حد تک پوری ہونیوالی ہیں

### آج ہی "قیامت کا پروگرام" منگا لو

جب تم اس کو پڑھ لو اور سمجھ لو اور یقین کر لو کہ جس منزل سے تم گزر رہے ہو اس کا ختم کتنا نزدیک ہے اور پھر اپنا پروگرام بناؤ اپنے حالات پر نظر کر کے اپنے افعال کا جائزہ لو اپنی معصیتوں کا حساب کر دا پنے تئیں نخوت ایذا دہی غرض ہر چیز پر تبصرہ کرنے کے بعد فیصلہ کرو، لیکن نہیں یہ بالکل ناممکن ہے کہ ہم تم اپنی فرد گناہوں کا محاسبہ کر سکیں ہم کیونکر اپنے مظالم کا قیاس کر سکتے ہیں جبکہ ہر بڑے سے بڑا گناہ کو کرتے وقت ہم گناہ ہی نہیں تصور کرتے اگر یہ یقینی ہے کہ

مرنا ضرور ہی پڑے گا اور مرنے کے بعد حساب کا بنا ہوگا تو ساتھ ہی

## تعزیرات دوزخ

پڑھو تاکہ ہر گناہ کرنے کے ساتھ یہ بھی تو معلوم ہوتا رہے کہ اس دفعہ میں یہ سزا ملیگی۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو صاحب جناب نے اور یہاں ہی انکی عمر دراز کرے کہ انہوں نے اعمال سیئہ کی فہرست بنادی ہے ہر گناہ کی پاداش بھی بتلادی ہے تعزیرات دوزخ میں جب ذیل گناہوں کی تفصیل و سزا ہے۔

شرک ریا سوء ظن بالله۔ غضب کینہ۔ حسد۔ تکبر خود بینی۔ بدعت علم بے عمل تقریر بروزانہ۔ اہل اللہ سے عداوت اور صحابہ سے بغض۔ بدعہدی اور امانت میں خیانت۔ فحش اور لغو کلام کی کثرت، قرآن اور درود سے استغنا۔ بول براز سے غفلت وضو غسل اور حیض کی فروگذاشتیں۔ نماز بے جماعت اور جمعہ سے بے پروائی۔ سفر اور بدفالی۔ خمیر شرعی زینت۔ ٹوکہ تاتم نوحہ سوگ اور قبروں کا احترام۔ زکوٰۃ صدقہ نفقہ سوال اور بخل۔ روزہ کی فروگذاشتیں۔ حج اور اس کے متعلقات۔ جانوروں سے بدسلوکی۔ ناپ تول میں تفاضر۔ بیع اور شرا اور حرام کمائی۔ سود اس کے متعلقات۔ رہن اور اس کے متعلقات۔ مال یتیم۔ حقوق ہمسایہ۔ فخر اور اونچے مکان بنوانا۔ زمین کو غصب کرنا۔ جھوٹ، جھوٹی قسم کی گواہی۔ زنا اور اس کے متعلقات مسلم کی آبرو ریزی۔ منافقت۔ تجسس اور جھوٹا خواب۔ میاں بیوی کو لڑوانا۔ حلالہ کرانا۔ اسی طرح ۷۲ مضامین ہیں اور آخر میں توبہ کا بیان

قیمت قیامت کا پروگرام ۴ر اور تعزیرات دوزخ کی قیمت عہ

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# علامہ شبلی کی کتابیں

سب سے زیادہ سستی کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں جس کو پوچھئے صرف

## یہی جواب ملے گا کہ حمیدیہ پریس دہلی سے

**سیرۃ النبی** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات کے متعلق بہت سے رطب یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن اس کتاب کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام روایتوں سے قطع نظر کر لی گئی ہے اور صرف وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن کی صحت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے تاریخ و سیر سے بھی وہی واقعات لئے ہیں جن کی صحت و درایت کمزور و مشکوک نہ ہو۔

حصہ اول (ولادت تا ختم سلسلہ غزوات) سنہ مقدمہ اصلی قیمت چھ روپے رعایتی للعہ

حصہ دوم۔ از سنہ ۹ھ تا وفات جملہ مفصل و مکمل حالات اصلی قیمت صر رعایتی ہے

**الفاروق** یعنی حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت صحابہ کی فتوحات طریقہ حکومت عدل اور اسلام کی علمی تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف ضخامت ۳۱۲ صفحات، قیمت دو روپے رعایتی صرف ۱۲ر

**المامون** یعنی خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد سلطنت کے حالات مولانا شبلی مرحوم کی یہ پہلی تصنیف ہے جس میں ممدوح نے تاریخ اسلام کے پر فخر عہد کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات تفصیل کئے ہیں جن سے دولت عباسیہ کے عروج و کمال کے زمانہ کا مرقع آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ضخامت ۲۴۴ صفحے قیمت عہ رعایتی صرف ۹ر

**الغزالی** امام غزالی کی سوانح عمری اور ان کا فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق اور تصوف میں ان کے مجتہدانہ کارنامے علمائے اسلام میں امام غزالی کی اہمیت سے کوئی شخص واقف نہیں مگر ان کے حالات خیالات اور تحقیقات سے کم لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان انکو پڑھیں ضخامت ۱۲۸ صفحے قیمت اصلی عا رعایتی صرف ۸ر

**سیرۃ النعمان** امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے حالات فقہ حنفی کی خصوصیات علم حدیث علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی قانون پر تبصرہ ضخامت ۱۴۴ صفحے اصلی قیمت عہ رعایتی ۸ر

**مولانا روم** اسلام کے مشہور صوفی سکالر جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری فضائل و مناقب ان کے تصوف کے اسرار علم کلام کے رموز اور مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ اور اس کے منتخب مضامین پر تبصرہ قیمت عہ رعایتی ۸ر

**سفرنامہ** روم و مصر و شام ۱۹۱۲ء علامہ شبلی مرحوم نے جو سفر کیا تھا اس کے حالات و واقعات یہ سفرنامہ بہت مقبول ہو چکا ہے اردو میں ممالک اسلامیہ کا یہ پہلا سفرنامہ ہے جس میں ٹرکی مصر اور شام کے علمی تعلیمی تمدنی حالات قیمت عہ رعایتی ۱۰ر

## مقالات شبلی - آغاز اسلام - حیات سعدی - حیات حافظ

قیمت رعایتی ۸ر رعایتی ۲ر رعایتی ۳ر رعایتی ۴ر

## تمام کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# مرنے سے پہلے

اگر انسان اپنی گزشتہ زندگی کا جائزہ لے تو اس کو مرنا دشوار ہو جائے کہ زندگی کا فانی ہی کوئی ایسا ہوگا جو معصیت سے بھرا ہو پھر ایسے پر مصائب راہ سے آخرت کے سفر کو نکر گذرنگا یہ ایسا مشکل سوال ہے جس کا جواب اور مطمئن جواب کسی اور مذہب میں نہیں ملیگا، عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع کی صلیب ان کی نجات کی پوری کفیل ہو حالانکہ دنیا میں بھی ایک گناہ کے بدلہ دوسرے سے مواخذہ نہیں ہوتا نہ دوسرے کی سعی و قربانی اس کی تلافی کرتی ہے ہندو کہتے ہیں کہ جیسے کرم کیجئے گا دوسرے جون میں ویسی ہی صورت نصیب ہوگی ان کے ہاں گناہوں سے نجات ہی ناممکن ہے۔

قربان جائیے اسلام کے یہاں ندامت کے دو آنسو اور سچے دل کی معذرت خواہی ہوں سے یکسر صاف کر دیتی ہے اور خدا کی رحمت سے بہت جاتی ہے بشرطیکہ خلوص دل سے توبہ کر لی جائے **توبہ کیا ہے** اس سے بہت کم لوگ واقف ہوں گے توبہ کی حقیقت توبہ کی صورت جبتک معلوم نہ ہو انسان صحیح معنوں میں توبہ ہی کیا کر سکتا ہے

## موت کا وقت مقرر نہیں

ممکن ہے اس کا وقت آج ہی آجائے اس لئے آج ہی ضرورت ہے کہ توبہ کی حقیقت معلوم کر کے موت کے وقت سکون حاصل کر لیا جائے اس لئے آپ آج ہی حمیدیہ پریس دہلی سے کتاب **توبہ** منگا کر پڑھیئے اور اس پر عمل کیجئے توبہ پڑھنے کے بعد انسان کامل انسان ہو جاتا ہے توبہ پڑھنے کے بعد انسان گناہوں سے اس درجہ دور ہو جاتا ہے گویا اس میں گناہ کرنے کی قدرت ہی باقی نہیں رہتی کتاب کیا ہے ایک جادو ہے جس کا اثر مسحور کئے بغیر رہتا ہی نہیں ہے اس لئے ہر بالغ انسان کے لئے اس کا مطالعہ اشد ضروری ہے اس کتاب کی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات مویا بہ توبہ، توبہ کے معنی اردو کے لغت مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت، توبہ کی فضیلت، توبہ کا ثواب، توبہ کے متعلق سرور عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے، تائب اور صابر، قبولیت توبہ حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہ کی لذت، گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے جوش رحمت توبہ کی شرائط، گناہوں سے بارگاہ الٰہی میں سجدہ، ندامت توبہ، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج، گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی، پر ملو استغفار، عبادت دلی، بیم و امید، عبادہ معبود ہیں راز و نیاز، گناہوں سے بیکسوں کی بربادی، فوری مواخذہ سے بے فکری گناہ کے نقصانات، نفع دافع مرض گناہ توبہ سے دلچسپی، گناہ ہگناہ کی نجات، توبہ کر اور خدا سے ملو، فارسی کے فتوے فارسی کی مناجات توبہ، عربی کی مناجات توبہ، اشک ندامت، محاسبہ حرام و حلال، اشعار توبہ، مغفرت کا آسان طریقہ، مناجات مولوی نذیر احمد صاحب نفسانی جذبات خدا کی رحمت، تین شریر بہنوں کی توبہ، ادعیہ قرآنی متعلقہ توبہ اس کے علاوہ بہت سی نقلیں اور مناجاتیں درمیان میں حسب ضرورت برمحل موجود ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد گناہوں سے از خود نفرت ہو جاتی ہے، قابل مصنف نے انداز بیان بہت ہی موثر رکھا ہے ضخامت ۱۱۲ صفحات کاغذ سفید موٹا طباعت خوبصورت قیمت دس آنے ۱۰ ار

**منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۱۰۶ دہلی**

# مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر شخص بیچین ہے اور روز اس کے درپے رہتا ہے کہ کسی طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لوں دوسری اقوام سے کہہ بجئے کہنے کے بعد ہی ہوتا ہے مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے اور مسلمان، یکا یقین کر لیں کہ جو کچھ خدا اور اسکے رسول نے بتایا ہے وہ عین الیقین ہے اسکے علاوہ ہزار ہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتائے ہیں جو مرنے کے بعد ان پر گذرے ہیں یہ کتاب

## حیات بعد الموت

میں مفصل درج کر دیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے یہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ اپنے بالکل یقینی آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو منگا بھیجئے یہ کتاب حضرت مولانا مولوی محمد عبدالحق صاحب فاضل دیوبندی کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں، فلسفہ انسانی، دین و دنیا جسم و روح حقیقت روح انسانی، روح انسانی کا دخول عہد میثاق، روح حیوانی اور روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عبادت سکرات موت، تلقین مومن سے ہے یا کافر جسم خاکی سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات حضرت ادریس کی وفات حضرت سلیمان کی وفات رسول کریم کا وصال ایمان و کفر نیکی و بدی، نیک روحیں، ملک الموت اور مومن، علیین، ابرار و مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، منافق سے سوال مومن کی نیک روح، نیک عمل، عذاب و ثواب، عالم برزخ، قبر کا عذاب و ثواب تجہیز و تکفین غسل میت غسل کا پانی کفن میت کی تفصیل نماز جنازہ کامل، نماز جنازہ کی امامت جنازہ کے ساتھ چلنا، دفن میت اور قبر، توبہ و استغفار درود و فاتحہ ایصال ثواب، تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان زیارت قبور، تعزیت دنیا کھانا کھلانا نجات اخروی میت کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے **دوسرے حصہ میں ۳۲ صحابہ** کرام و صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کے رویائے صادقہ و بشارات درج ہیں جنہوں نے حسب عدہ مرنے کے بعد اپنے مردہ رشتہ دار احباب عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب غریب نکات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے پیشرو اعزہ کی کیا کر رہے ہیں قیمت ہر دو حصہ صرف ۱۲ ار

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

## خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

بیدار ہو جاؤ اپنے بیٹے کے متوالو اور بے ہوش ہونے والو آنکھیں کھولو ہوشیار ہو جاؤ وہ دن سر پر آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی وہ دن نزدیک آگیا جس کے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے وہ ساعت نزدیک آگئی ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ خشیت الٰہی سے لرزاں ہوگا تم سوئے ہو تمہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکیں ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ جلد پوری ہونے والی ہیں اس لئے آج ہی **قیامت کا پروگرام** منگا کر پڑھو اور یقین کرو کہ جس راستہ سے تم گزر رہے ہو اس کا اختتام بہت نزدیک ہے اس کے ساتھ ہی اپنا پروگرام بھی مرتب کر لو یہ کتاب حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کی لکھی ہوئی ہے قیمت ۴ ار

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# جب جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا!

جب اچھے اور بروں میں امتیاز ہو جائے گا جب **امتازوا الیوم ایھا المجرمون** کا نعرہ جگر شگاف برائیوں اور بھلائیوں ظالموں اور عادلوں، نیکوکاروں اور گنہ گاروں مسلمانوں اور کافروں عالموں اور جاہلوں زاہدوں اور رندوں کو کانٹی کی طرح چھانٹ کر علیحدہ علیحدہ کرے گا جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور تنکے تنکے کا حساب ہوگا اس وقت یہ بات قابل خندہ ہوگی کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے یا ہم نے اس کو جرم ہی سمجھ کر نہیں کیا یا ہم کو کوئی بتانے والا نہیں تھا ہم میں مذہبی معلومات کی قدرت ہی نہیں تھی کیونکہ

## قانون سے ناواقفیت سزا کی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتی

مگر جب اس کا فضل ہو جائے اس کی رحمت سہارا ہو جائے لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں کہ سب کچھ کرتے ہیں اور نہیں واقفیت پیدا کرتے تو مذہبی معلومات سے ہمارے کتبخانہ خالی ہیں تو خاص مذہبی کتابوں سے ہمارے مطالعہ محروم ہیں تو سائل شرعیہ ہمارے حافظہ سے مفقود ہیں تو مذہبی احکام اے کاش ہم مسلمان ہو کر اسلام کے لئے کتنا کانٹا نہ چبھے ہیں ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر سے ہمیں شوق ہے تو صنفی کتابوں کی لذتوں سے، ناولوں سے بے سود بیہودہ افسانوں سے اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور وہ بھی ہر روز نہ ہو سکے دوسرے تیسرے دن یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے وقف ہیں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو ضرور کہ ادا مر واحکام سے واقف ہو جائیں مصروف مسلمانو جس پر تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لئے خدارا کچھ تو وقت نکالو بڑی بڑی ضخیم عربی کی کتابیں نہ پڑھو اردو اور غیر مانوس قابل تفہیم پرانی اردو کی کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ تو ایسی کتاب تو پڑھو جو سہل زبان کی ہو مختصر بھی ہو اور جامع بھی جس میں اسلامی قانون کا پورا ذخیرہ ہو احکام الٰہی کی پوری تفصیل ہو ایسی کتاب کا نام **اسلامی تعلیم** ہے جو صدہا عربی کی کتابوں کا عطر ہے جو ہزارہا پرانی مذہبی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زمانہ کی اردو زبان میں سب سے اہم مستند حنفی عقائد کا بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو آپ نے ایک دفعہ سمجھ کر پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہے گا جو آپ کے ذہن نشین نہ ہو جائے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جبری انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے

**اسلامی تعلیم ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اسکی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے قیمت مجلد جرمی تین روپے مجلد پارچہ ۲۸**


باب العقائد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ادلیۃ اللہ
کتب الٰہیہ
صحابہ کی تعلیم
فقہ صحابہ کون لوگ
تدوین مسائل
صحابہ نے اصول فقہ کے
کن قدر مسائل جاری کئے
فرشتے ملائکہ
کفر و ایمان
قضاء و قدر
قیامت نفخ صور
محشر حساب کتاب
جنت و دوزخ پل صراط
باب الطہارت
وضو کا بیان
غسل کا بیان
موجبات غسل و ناقض
چودہ پانی
تیمم کا بیان
تیمم کن سے ہو

سائل جماعت
نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز کو توڑ دینے والے
اسباب
نماز میں بھولنا
نماز کے ساتھ سے
گذرنا۔
مکروہات نماز
نماز توڑنے والی چیزیں
حیض و نفاس کے
احکام
کتاب الصلوٰۃ
اذان کا بیان
نمازوں کا بیان
عیدین کی نماز
سجدۂ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت
کسوف و خسوف

نماز استسقا
نماز خوف احکام مسجد
جنازہ کی نماز غسل
میت جنازہ کی روانگی
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
زراعت اور پھلوں کی
زکوٰۃ
احکام تعزیت
احکام شہید
کعبہ میں نماز پڑھنا
کتاب الصوم
روزہ توڑنے والی چیزیں
روزہ کی قضا مکروہ کفارہ
مکروہات روزہ
بیان سحری و افطاری
روزہ نہ رکھنے کی سزا
جائز معذرت روزہ
نفلی روزے
نذر کا بیان
احکام الاعتکاف
متفرق مسائل

کتاب الزکوٰۃ
چاندی سونے کی زکوٰۃ
جانوروں کی زکوٰۃ
اونٹ کی زکوٰۃ
بکریوں کی زکوٰۃ
زکوٰۃ کے مستحقین
صدقہ فطر صدقہ نفل
بھیک ناجائز ہے
کتاب الحج
احکام حج
میقات
احکام احرام
احرام محرمات و مکروہات
حرم میں داخلہ
طواف حرم و طواف
مروہ
طواف میں باتیں حرام ہیں
طواف کے مکروہات

طواف وسعی کے مباحات
منیٰ کی روانگی وغیرہ کا
وقوف مزدلفہ کی رات
وقوف منیٰ کے اعمال
حج کی مفید باتیں
حج قران و حج تمتع
حج کی قسم قربانی
احکام حج میں قصور
جرموں کی تفصیل
قربانی کا قصور
وقوف عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
رمی میں قصور
سعی میں قصور
پوشاک و جماع
خوشبو و تیل لگانا
بے سلے ہوئے کپڑے پہننا
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا
شکار کرنا۔

حرم کے جانور و نکوڈنا
احرام کے مسائل
ستر کے مسائل
حج فوت ہونے کا بیان
حج بدل حج نذر
خلاصہ حج و قربانی کے
ہر چھوٹے بڑے مسائل
**محرمات**
وہ عورتیں جن سے نکاح
حرام ہے، احکام ولی
مسائل کفالت
وکالت نکاح، ہر
اور نکاح کے تمام مسائل
**طلاق**
طلاق صریح طلاق
تفویض طلاق، طلاق
معلق، طلاق رجعی
طلاق رجعی احکام الطلاق
خلع، ظہار، کفارہ
ظہار الحکام لعان

عدت کا بیان سوگ
شوہر کی نامردی
پرورش اطفال نفقہ
حقوق بیوی حقوق شوہر
رسوم شادی، دعوت
ولیمہ پیدائش عقیقہ
**ذبائح**
جانوروں کا ذبح کرنا
حرام اور حلال جانور
شکار قربانی
وہ والی اشیا
مہمان نوازی
**لباس**
لباس کا بیان
چاندی سونے کے برتن
اور معاشرت کے تمام
ضروری مسائل
حقوق والدین
حقوق اولاد
حقوق انسان
سیاں بیوی کا حق

رشتہ داروں کا حق۔
یتیم کا حق
مسکین مسافر کا حق۔
ہمسایہ
مہمان۔ میزبان
احباب۔ مجلس
سیت قبر عرضکہ
تمام مخلوقات کے
حقوق جو ایک مسلمان
پر عائد ہوتے ہیں
سب کا کامل ذکر
اس کتاب میں ہے
ایک کامل و مکمل مولوی
ہے جو اپنے ہر ہمنشین
کو مسلمان اور سچا مومن
بنا دیتی ہے۔
قیمت مجلد جرمی تین روپے
مجلد پارچہ ۲۸
بلا جلد اب
نہیں ہے۔


**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے**

# آپ کی دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں بیشک بے اثر رہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا اگر آپ مقدمات سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانی بھی رفع ہو جائیگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں پانے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزارہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی، کاغذ ولایتی سفید چکنا ۴۰ پونڈ والا

قیمت صرف آٹھ آنے۔ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## کیا آپ کو رسول کریم کی زیارت

کا شوق ہے اور آپ مولائے کائنات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ عالیہ علمائے ہند کی لکھی ہوئی کتاب

منگا کر پڑھیے اس کتاب میں درود شریف کے فضائل، اس کا ثواب اور اس کے وہ طریقے بتلائے گئے ہیں جس سے زیارت حبیب اللہ یقینی ہے اور مولانا ممدوح کے سب مجرب ہیں۔ قیمت ۸ر

# کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی والی ہو کسی کا ہو، مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے

**تسخیر القلوب** منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اسکے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا، زن و مرد کو مطیع کرنا، آقا و افسر پر بنا بنایا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں صد ہا بسینہ مجرب اعمال و وظائف درج ہیں لکھائی چھپائی بہترین قیمت صرف آٹھ آنے ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

# ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہے

کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے اس کا لوگوں پر اثر ہو اس کی بات در رہے اور اس کے الفاظ ضایع نہ ہوں یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب آدمی بات کرنے کے فن سے واقف ہو ورنہ آپ کی گفتگو کا کوئی بھی اثر نہیں ہوگا یہ وہ فن ہے جس کی آدمی کو ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں جادو بیانی ہو آپ کی گفتگو لوگوں کو مسخر کر لے اور آپ کی بات اس درجہ شیریں ہو کہ آپ کے منہ سے ہر نکلا ہوا لفظ جادو کا اثر رکھتا ہو تو پھر آپ کو

**فن خطابت** معالعہ میں کرنی چاہیئے یہی وہ کتاب ہے جس سے باعمل دہقانی گنوار آج شہر کے زبان آور لوگوں کو نچا دکھا رہے ہیں اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الفاظ طلسم بنجائینگے ہر مجلس اور ہر محفل میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی عزیزوں ہی تک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اس طرح آپ اپنی قوت بیانی سے بڑے بڑے کام کر لیں گے مولا بھی یہ کتاب آپ کو اپنے گھر اپنے اعزا اور اپنے احباب میں صدر جلسہ ہر دلعزیز رکھے گی قیمت ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# دنیا تمہاری مٹھی میں آجائے گی

اگر تم مصیبت اور پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اگر تم اس چارہ سازی کی غیبی قوتوں سے ناامید نہیں ہوئے ہو، تو ہمت نہ ہارو، میدان عمل میں لگے بڑھو کامیابی تمہارے قدم چومے گی پریشانی راحت سے بدل جائیگی بے اطمینانی سکون سے مبدل ہو جائیگی بشرطیکہ تم **آیۃ الکرسی** کا عمل پڑھنا چاہتے ہو آیت الکرسی مہم اعظم ہے اور اس کا زبردست عامل آسمان کی پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کر سکتا ہے آیت الکرسی کے عمل کی بدولت ہزاروں بیمار تندرست ہو گئے، غریب امیر بنگئے آیت الکرسی کے عامل کی کوئی مشکل اٹکی نہیں رہتی غرضکہ آیت الکرسی کا عامل جو چاہے وہ ہوگا، اگر تم آیت الکرسی شریف کے عامل بننا چاہتے ہو تو پہلے اسم اعظم کے فضائل سے واقفیت حاصل کرو جو صحیح حدیثوں سے نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد آیت الکرسی کی تفسیر پڑھو تاکہ تم پر اسم اعظم کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور اس کے بعد آیت الکرسی کے نہایت صحیح اور مجرب اوراد و اثر وظائف کے عامل بن جاؤ جس کے پڑھنے کے نہایت سہل طریقے۔

## عطائے قدسی فی تفسیر و اعمال آیت الکرسی

میں نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں آیۃ الکرسی کا عامل تمام عمر اطمینان سے زندگی بسر کر سکتا ہے لکھائی چھپائی بہت اعلیٰ قیمت ۸ر

یہ سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# گھر کا مولوی

## منادا ور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لئے پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ تمام قوموں سے اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب خواہرزادہ صوفی شاہ رحیم الدین صاحب مرحوم دہلوی نے

## آثار سعید

کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شائع ہو چکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں تمام امراض روحانی حرص حسد۔ حب دنیا تکبر۔ چوری۔ تہمت۔ بدگمانی بخل۔ طمع۔ ظلم۔ غصہ۔ غیبت۔ زبان۔ زنا۔ لواطت وغیرہ۔ سود۔ سوال۔ ریاکاری وشوکت جتانے والے کا بیان۔ شرک۔ شراب۔ غیبت۔ مجوس۔ فضولخوجی۔ کینہ مزامیر۔ منافق۔ نفاق۔ نوحہ۔ خودپسندی حق العباد وغیرہ لکھا ہے ساتھ ہی اخلاق حمیدہ کی ترغیب احسان۔ اکل حلال۔ امانت۔ آنکھ۔ ایمان۔ تسبیح صلوۃ التسبیح۔ تواضع۔ توبہ۔ تحمل۔ توکل۔ تہجد۔ جمعہ۔ خوف۔ حج فضائل ومسائل قربانی وغیرہ وترغیب زیارت مدینہ منورہ اسلام۔ اسلام میں۔ امر بالمعروف اعتقاد۔ استغفار۔ اخلاص۔ رجا۔ رضا۔ فضائل درود شریف وبسملہ الحمد شریف دادا دادی حج۔ ربیع الاول روزہ رمضان شریف ذکر اذکار۔ استخارہ۔ اتفاق پیشینگوئیاں۔ سرکار دو عالم و پیشہ تجارت۔ خلق نیک و بد۔ زہد و سخاوت مع چار یار وطریقت سنت دعا کے آداب شعبان کے فضائل وشب برات شکر و صبر۔ صراط مستقیم۔ صدق۔ ضد۔ نیکی و بدی جنت و دوزخ۔ علم و عمل۔ عدل و عیادت۔ فکر و فکر۔ قانع۔ قرض حسنہ۔ کلمہ طیبہ اور پانچوں کلمے کہانا کہ کمانے کے فوائد لڑکوں کی تربیت۔ محبت باری تعالےٰ۔ متقی مراقبہ۔ نماز و نماز کے مسائل وضو نماز کے مسائل وضو و مسواک کے فوائد۔ وقت ہدایت۔ ہمدردی ہمسائے کا طریقہ یاری و دوستی غرضکہ ایک سو سات بیان ہیں جو آیات قرآن مجید واحادیث سے مزین اور حکایات صالحین سے بیان کو عام فہم کیا ہے جس سے لطف دوبالا ہو گیا ہے لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں پہلی جلد کے صفحات ۸۰ تقطیع ۲۲-۲۹ کاغذ ضخامت جلد دوم کی ۱۸۴ ہیں قیمت ہر دو جلد دو روپے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# جمعیتہ عالیہ علمائے ہند کی نگرانی میں

پشاور کے جلسہ میں ایک نجومیز سستا اور صحیح قرآن شریف چھاپنے کی منظور ہوئی تھی

دہلی میں لیا ہی

# بہت سستا اور صحیح خوشخط قرآن شریف

چھپ کر تیار ہوا اور ہزاروں ہدیہ ہو گیا

یہ ویسا ہی قرآن شریف ہے جس کی ضرورت اتنی بڑی عالموں کی جماعت کو محسوس ہوئی کیونکہ سستے قرآن شریف صحیح نہیں چھپتے تھے اس لئے اس قرآن شریف میں ایک غلطی نکالنے والے کو طابع کی طرف سے ایک اشرفی یا طلائی تمغہ دینے کا اعلان ہے لیکن آجتک کوئی نہ لے سکا اور اب تو اس کا نام ہی

# طلائی تمغہ والا قرآن شریف

ہے

## سفید ولایتی کاغذ

ہے اور بہت ہی صاف اور روشن سیاہ ولایتی سیاہی کی چھپائی ہے۔

## ہر پارہ کے دونوں طرف اور ہر منزل پر خوشنما بیلیں ہیں

پورے قرآن شریف میں ۶۸ بیلیں ہیں جن سے رونق دوبالا ہو گئی ہے

## ابتدا میں علیحدہ مقدمۃ القرآن ہے

جس میں تلاوت قرآن شریف کے متعلق بہتر ہدایتیں ہیں اور رموز و نکات کا جامع بیان ہے ساتھ ہی تاریخ قرآن جمع ترتیب قرآن اور رسول کریم کی سماع عمری ہے

## اب یہی قرآن شریف تمام مکتبوں میں مقبول ہے اور ہدیہ

ایک جلد مجلد چرمی اعلےٰ نقرہ منقش ڈیڑھ روپیہ عہ

ایک جلد مجلد پارچہ رنگین ولایتی خوشنما ایکروپیہ عہ

دس جلد مجلد چرمی پندرہ روپے اس میں رعایت کی گنجائش نہیں۔ دس جلد مجلد پارچہ نو روپے ۲۵ جلد مجلد اکیس روپے اور سو جلد مجلد ۸۰ روپے

## حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۶۰ دہلی سے منگائیے

# تبیان التفاسیر یعنی اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز بارکات تبارک الذی

مصنفہ عمدۃ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلماء قدوۃ الفضلا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے گیارہ بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے سورہ تبارک الذی۔ سورہ نون۔ سورہ حاقہ۔ سورہ معارج۔ سورہ نوح۔ سورہ جن۔ سورہ قیامت۔ سورہ مدثر سورہ مرسل سورہ دہر سورہ والمرسلات۔ لڑکوں اور عورتوں کے واسطے اس کا مطالعہ ضروری ہے چار سو صفحات سے زائد اور ۲۶ صفحات کلاں تقطیع مولوی سائز سے ڈیوڑھی۔ قیمت رعایتی عہ محصول ڈاک ۸

## حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں تو پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام ارداد و ظائف ہے یہی دنیاوی تھکن کا آخری زینہ ہے اور یہاں ہی سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں سنی المذہب فقراء کے پاس جس قدر خزینہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت ہے اور ان ہی سے ہزارہا مصیبت زدوں کی جان بچتی ہے ان میں علی الخصوص حضرت تاج العارفین

## مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کے وظائف و اوراد بہت ہی مجرب ہیں ابتک یہ اوراد سینہ بسینہ رہے خدا بھلا کرے حضرت مولانا عرشی شاہ کا کہ انہوں نے رفاہ عام کیلئے اس خزانہ کو طبع دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا عرشی صاحب کو یہ گنجینہ اسی سلسلہ سے ملا ہے عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از سید امیر علی صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت شاہ سید باز علی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت شیخ محمد صاحب از حضرت سید نامی احمد شاہ ثانی از سید عبد العزیز صاحب از حضرت شاہ عبد الکبیر صاحب از حضرت سید نا مخدوم جلال الدین صاحب جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام **اوراد و ظائف جہاں جہاں گشت** ہے اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اعداد اوراد و ظیفہ اور نقش دیئے ہیں اب ہر شخص کو ان کے عمل کی اجازت ہے، محبت الٰہی، محبت رسول، ایمان کی حفاظت، گھر بار کی سعادی عذاب قبر سے نجات، شیطان کو مغلوب کرنا، صلوٰۃ التسبیح، تسخیر و محبت، استخارہ ہر حاجت پوری ہو، دشمن کو مغلوب کرنا، نصیبہ کی یا دوری قرض ادا ہونے کے لئے رزق کی کشائش کے لئے اولاد پیدا ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت، مندرستی بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے مخصوص امراض کے فائدہ کے لئے مسان درد سر لرزہ بخار ہر قسم کا درد چیچک آشوب چشم طاعون مرگی زہر کا اثر ہو ہے گیدڑ کی حفاظت کے نقش وظیفے اسکے علاوہ سورہ مزمل کے وظیفے سے بچہ پیدا ہونے کے دشمن کو مقہور کرنے کے لڑکے پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے کشائش رزق کھیتی کی حفاظت جن بھوت سے حفاظت سیضوع سے آزادی دشمنوں کو برباد کرنا، گم شدہ کو حاضر کرنا محبت و تسخیر پانچوں وقت کی نماز کے وظیفے نماز قضا عمری کے وظیفے پر ختم خواجگان نقشبند دعائے حیدری، اسم اعظم کا وظیفہ جو انسانی کوششوں سے بالاتر اس کتاب میں موجود ہے ہمیں مولانا عرشی کے لئے دعائے خیر کرنی چاہیئے کہ انہوں نے ان اوراد صدریہ کو عام کر دیا ۱۰۸ صفحہ کی کتاب ہے قیمت ۱۰ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یونہی توجہ خدا سے مانگو وہ قبول کرتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا ان بزرگان دین سے منسوب ہیں وہ ضرور رد و حجاب تک پہنچتی ہیں دعائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے کتابی تقطیع کا ضخیم نسخہ ہے اور حسب ذیل مضامین ہیں۔

(۱) **صلوٰۃ الرسول** اللہ کے قریب پہنچانے کی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نے رقم فرمایا ہے ادب ہی کے اہتمام سے چھپی ہے اس میں شنبہ سے لیکر جمعہ تک ہر روز کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و اثرات کا مفصل بیان ہے عربی خط بہت جلی اور خوشنما ہے ۷۲ صفحہ

(۲) **مناجات مقبول** یہ بھی ۷۲ صفحہ کی کتاب ہے اول حضرت مولانا اشرف علی کا دیباچہ ہے اور بہت ہی مؤثر مناجاتیں ہیں سات، دفعہ کے لئے ہیں اور یہ مناجات بھی قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں بعد سوتے اور روانگی سفر ہر حاجات کو ہفتہ کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں مولانا نے نظر ثانی کر کے اب حال میں چھاپی ہے

(۳) **ہفت احزاب** آنکہ خود غفر و درود ہے مولوی فارسی میں مناجات ہے اور مولانا مدظلہ کی تصنیف ہے اس میں بھی شنبہ سے جمعہ تک کی دعائیں ہیں ضخامت ۶۰ صفحے۔

(۴) **تتمہ دعائے مقبول** ۴۰ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مقدمہ مترجمہ اور ان کے دعا کا ہی مولانا نے درج فرمائے ہیں اس میں کوئی ضرورت نہیں جس کی دعا نہ ہو اور جس مجرب میں مختصر فہرست دعاؤں کی ہو جیسے شادی کی دعا ادائے قرض کی دعا طلوع آفتاب کی دعا ذبح مطرب کی دعا گھر میں آگ کی دعا سونے کے وقت کی دعا بخوابی کی دعا وحشت و خبث سے بچنے کی دعا وضو کی دعائیں صبح کی نماز کی دعا مسجد میں جانے کی دعا ہر نماز کے بعد کی دعا کسی کے ہاں روزہ افطار کرنے کی دعا کھانے کے بعد کی دعا دعوت کھانے کی دعا دعائے استخارہ دعائے حفظ آفات قرآن دعائے خلوت و لہو، دعائے جماع دعائے رخصتی دعائے سفر و دعائے داخلہ شہر ریل پر چلنے کی دعا مصیبت سے بچنے کی دعا صدمہ سے نجات کی دعا قلق سے بچنے کی دعا دفع بہوت کی دعا قضائے حاجت کی دعا۔

(۵) **حزب البحر** بہت سے اکابرین سلسلہ کے ہیں لیکن جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے لکھے ہیں وہ بہت مقبول ہیں اور یہ اعمال حضرت کے صدہا مریدین کے مجرب ہیں دعائے مقبول ان پانچوں کتابوں کا مجموعہ اور مجلد ہے علیحدہ کوئی کتاب نہیں مل سکتی قیمت صرف ۱۲ر

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## روحانیت کا بادشاہ

یعنی سوانح حیات و ملفوظات حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی مصنفہ مولوی زاہد الراشدی نبیرہ حضرت غوث الاعظم یہ ۴۰ صفحہ کی کتاب ہے اداریس میں حسب ذیل بیانات ہیں اول مقدمہ معجزات انبیائے کرام، کرامات اولیا کا انکار، قانون فطرت کی تعریف معجزات و خرق عادات پر یقین کرنا، عقل انوار وحی کی معقل نہیں ہو سکتی اسلامی معتقدات حقیقت معجزات و کرامات، معجزات و کرامات کی فرق، رمز مرموز حدت، نغمہ وحدت نعت شریف ترانہ عقیدت غوث پاک کے فضائل و مناقب حضور پاک کی زندگی کے حالات حضور کے اوصاف خصوصی، نسب نامہ حضور کے شیوخ طریقت حضور کے اساتذہ شریف اولاد و فات غوث پاک کی زیارت کرنے کا طریقہ حضور کی مقدس تعلیمات و ہدایات، تعلیم اتباع شریعت، تعلیم المعارف، تعلیم الطریقت، تعلیم التصوف کرامات غوث پاک قصیدہ غوثیہ، صلوٰۃ الاسرار زبان نہایت شستہ۔ قیمت چھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے سب کتابیں ملتی ہیں



# لذتِ شباب



شباب جاودانی کی متلاشی ہو تو لذتِ شباب یعنی **ایرانی کوکشاستر** کا مطالعہ کیجیے اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں مرد کی ملکے سے کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزارِ شباب کس طرح تحفہ خزاں ہوتا ہے شباب کی روٹھی ہوئی دیوی کس طرح منتی ہے عورت اگر عورت سے اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پھری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذتِ شباب میں سرمستانِ شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لئے تاجداران بنگال اور دہ اور راجپوتانہ کے درباری طبیبوں کے سینکڑوں سہل الحصول صدی مجربات ہیں جو متلاشیوں کو لاکھوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی اور کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکتے "لذتِ شباب" کے مطالعہ سے عمر رفتہ اور شباب جاودانی کا راز پوشیدہ ہے ضخامت قریباً ڈیڑھ سو صفحات۔ آٹھ نہایت بہترین ہلاک کی تصاویر اور قیمت صرف ایک روپیہ (علاوہ) کتاب کی فہرست مضامین حسب ذیل ہے:۔

## فہرست تصاویر

احساسِ جسمانی کا کمال مناسب جوانی کی عمر
لمس کا مال
آنکھ اور معلومات حاصل کرنا
ورزش جوانی کا مقرب نتیجہ
زن و شوہر کے صحیح تعلقات
عالمِ خواب سے بیداری
صحت و حسن کی الفت باہمی

## فہرست مضامین

لذتِ شباب پر ایک نظر
شباب کی بے وقعتیت
لذتِ شباب کی پامالی
رہ نوردانِ شباب کی مجبوریاں
خلوتِ شباب پر ہوس کا تلاطم
میری کا پیچ کر شتیں
لذتِ شباب و منفی مباشرت
باغِ جوانی کے پھل چیریاں
مشتہیات بازاری اور ان کا نتیجہ
شہوت پرستی کی بیماریوں
آلاتِ تناسل کی ساخت
بچہ کی پیدائش کا طریقہ
عضو مخصوص کی بیماریاں
فطرتِ شباب کے خلاف مشاغل
معجون ہائے تازہ

## تیسرا باب

اوصافِ شباب کی شیرازہ بندی
دست سرما کی بیکیاں
مواصلت باہمی کی اصلی لذت
موسمِ سرما کا لاجواب تحفہ
دربار مرشد آباد کا نسخہ معجون
قاضی القضاۃ بنگال کا عطیہ
سیب کا سولہ خون حلوا
زندہ دگر نوجوانوں کو نوید زندگی
رہ نوردانِ شباب کیلئے مایہ نشاط
ایرانی زاویہ نگاہ اور اقسامِ مواصلت
یورپین عرب اور ہندوستانی اندازِ
گلزارِ شباب کی شادابی

## چوتھا باب

بادہ شباب کی سرمستیاں
مستانہ قدموں کی لغزش
غیر فطری طریقوں کی وبا
غیر فطری لذت کی تباہ کاریاں
اہلِ یونان اور مردوں سے مواصلت
قدیم بادشاہوں کی اخلاقی کمزوری
تاریخ جدید کے چند خاص واقعات
مذہبی پیشواؤں کی سیاہ کاری
فرانس میں مردوں کی مرد سے مباشرت
جرمنی کے وزیر خانہ کا ماشتعلہ خط
انسانیت کا سفینہ گرداب بلا میں
کتاب بتیا خانہ کی پوشیدہ تحریریں
انار پستاں کی تعریف
برطانوی ڈاکٹر مظفر کی امرد پسندی
طبیب امان کا عشرت کدہ
ناموراتِ شباب و راز و نیاز
دنیا میں شیطانی طبقہ کا وجود
بطلیخی کی پہلی درس گاہ
قید خانوں میں امرد پرستی
کارخانوں میں برہنہ عورتیں

## پانچواں باب

ستانِ شباب کی آپ بیتی
انشاء پردازِ کے بچپن کی داستان
امرتسر کی کیریکٹر کا دور عشق
سرین مصاحب کی نئی سرجری

## پراسرار عمل چھٹا باب

جذبات نسوانی میں ارتعاش
ملکہ کا بیتھران اور عورتوں سے مواصلت
عورتوں کی شہوانی عورتوں سے
عورت عورت کے جام میں
تسکین خواہشات کے مصنوعی ذرائع
روسی خاتون کی داستان ہوس
عورتوں میں جوش و رقابت
امرتسر خاتون کی ہمسایوں
مصنوعی آلہ کی ساخت
صنف نازک کے جذبات کا مذہبی
خاتون پروفیسر کی زن پرستی
ہیجان جذبات کے اسباب و حل
مسلمان قوم کا فرض

## ساتواں باب

گناہوں کی یاد داشت
بقائے تناسل کی اہمیت
نقل شباب اور بناوٹ کا نتیجہ
مستانہ قدموں کی لغزش
غیر فطری طریقوں کی وبا
غیر فطری جذبات

MAULVI DELHI REGD. NO. L. 1866



# شب ناپچہ عروسی



اس کتاب میں نہایت دلآویز اور پرکیف طریقہ پر ازدواجی زندگی کے تمام پوشیدہ امور نہایت وضاحت و صفائی کے ساتھ بیان کئے ہیں عورت کی ازدواجی سعادتوں کا ازصرف یہی بنیاد پوشیدہ ہے کہ وہ شادی کے متعلق تمام امور سے واقف ہو جائے۔ مصنف نے کتاب میں جگہ جگہ بیان ہر یوں کی زندگیاں پیش کی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ عورت کو شادی سے پیشتر اپنی آئندہ زندگی کے متعلق ذرا بھی علم نہیں ہوتا۔ اسی خیال کو پیش نظر رکھکر یہ کتاب صدہا مغربی کتابوں کی دقت گروانی کے بعد لکھی گئی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ عورتوں کی ازدواجی تعلیم کے لئے ہندوستان میں یہ اپنے قسم کی پہلی کتاب ہے۔ اپنی طرز طبی معاشرتی اور ازدواجی کتاب آج تک ہندوستان کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی کتاب کا ایک ایک حرف تجربہ کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔ شب ناپچہ عروسی پڑھنے کے بعد آپ کو معلوم ہوگا کہ ہماری قیمت کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ شب ناپچہ عروسی ہر ایک عورت کی خواہش ہے۔ بہترین مضامین، خوبصورت و دلچسپ عبارت، قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ۔ فہرست مضامین کتاب شب ناپچہ عروسی مع ذیل ہے:-

## فہرست تصاویر

شب عروسی کو شوہر کے نظر میں
شب ناپچہ کی تیاری کچھنے کی تیاری
شب عروسی کی تیاری
شب ناپچہ کا کمرہ جا بجا
شب عروسی کے بعد
برقی آرائش کے زیر سایہ شوہر کا مخمل
برقی شعاع کا استعمال مسہر
کی خوبصورتی کے لئے
بالوں کو خوشنما رنگ دینے کا برقی کنگھا
آرائش سے بے نیاز
گھنگھریالے بال بنانے کا برقی آلہ
بالوں کو خوشنما بنانے کے لئے برقی کنگھا

## مقدمہ

عزم و استقلال کی دستگیری
ہمت مرداں مدد خدا
شب ناپچہ کا مقصد
دوسری کتابوں سے موازنہ
شب ناپچہ کی امتیازی خصوصیت
اصلاح معاشرت
ریاض عصمت کی گل چینی
مقناطیسیت منفی زاویہ نگاہ سے
ہم ہادی میں ہی زندگی کی تشکیل
ازدواجی زندگی کی مسرتیں
شادی کا فلسفہ
مباگرن کا سہاگ
رشیدہ کی دردناک سرگذشت

## باب ۱

قفس میں پروازگاہ تنگی مسرت

## باب ۲

جنس لطیف اور تعلیم
صنفی معلومات کی شدید ضرورت
صنفی معلومات کا ذریعہ
سہیلیوں سے افشائے راز
شب عروسی کا دلکش نظارہ
خوف و ہراس کا نقش
بازاری کتابوں کا مطالعہ

## باب ۳

پکیزنسوانی کی رعنائیاں
الٰہی قدرت اور محبت کی تصویر
عورت اور رو کی تخلیق
گلزار دنیا میں شباب کی تجلیاں
نوجوان دلوں کی ولولہ خیزی
عضو نسوانی کا مقصد
عصمت کا پاکیزہ خزانہ
راز سوالات کا افشا
گلزار عصمت کی منہ بند کلی
ہم خوشیوں کی لذت
رحم مادری میں نئی زندگی

## باب ۴

باغ جمال کی خوشنما بینی
عیش و مسرت کی رات
نوشاہ کا مکان
مجلہ عروسی
شبستان عیش میں تخلیہ
قیامت کی گھڑی
نوواردِ بستر عیش پر
آغوش شوق میں حسن کی پہلی ترتیب
شب عروسی کا پہلا بوسہ
لب نازک پر بوسوں کے نشان
بحر محبت کی طغیانی
انوار یوں کی آرائی سامان
لب ہائے نازک کی پہلی لرزش
شادمان کی انوار سازی
اظہار شباب کی رنگینیاں
حسن کی نیاز مندی
خزینہ عصمت کی تلاش
نئی دلہن کی پریشانی
محبت کا پہلا نقش
بارہ محبت کا سرور
محبت کی معراج
موسیٰ منتر

شب عروسی میں سرتوڑ کی بازی
دعوہ شوق
گل چینی حسن کی اجازت
کیف وصال
دست شوق کی پہ دوری

## باب ۵

شب عروسی کی پرکیف یاد
شب عروسی کی صبح
آنیوالے واقعات کا انتظار
شب ناپچہ کا صحیح مقصد
محبت کی گرمجوشی
شریک زندگی اور تعلیم
زندگی کا تلخ تجربہ
رشید کی سرگذشت
سرگذشت سننے کا شوق
دولہن کا بیان
ازدواجی زندگی کے دو تجربے
نخچیر عصمت کا خیال
محبت کی اوشناسی
محبت کے آنسو

## باب ۶

دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی
چوتھی چالوں کی مہارت
اتحاد و اختیاط کی نعمت
بزرگوں کی مداخلت
جذبہ شوق کی ذواوانی
محبت کی غلط فہمیاں
مال آمرش دولہا
مال آمرش دولہن
آزادی کے لئے بیقراری
میکے اور سسرال کی دلچسپیاں
ازیں سو رانہ ازاں سو رانہ
خاندانی نزاع کی محرک شوخی
گب آزادی کی دوسری جنبش
تلون کی وظیفہ مورت
فکر کا جنوں کا پارینہ دفتر

## باب ۷

نخل محبت کی بار آوری
سوالات کی لذت کا راز
صدف حسن میں قطرہ وصال
جوہر زندگانی کی تعریف
خزینہ عصمت کا راستہ
اغوا شباب کا تعلق عمر سے
انسانی زندگی کا پہلا گہوارہ
قانون نے آزار کا انکشاف
عورت کا نادہ تولیہ
استقرار حمل کا بہترین زمانہ
بغیر موالات کے اولاد
قطرہ آب سے انسانی صورت
ماں کے خون کا چھاپا

## باب ۸

نیرنگ شوق کی آنکھ بچولیاں
سوہاگنوں کی ایک دلچسپی
ضروری باتوں کا انکشاف
جوہر پاکدامنی اور ذوق موالات
سرور وصال کی قیام
موالات و مجادلات زندگی
مخمور محبت پر بھروسہ فریق
سن کی نادانیاں
عارضی لذتوں کی تلخ تعبیر
طالب مطلوب بستہ عیش پر
ہمبستری کی حقیقی لذت
موالات کے دو پہلو
موالات کے خوشگوار طریقے
فیصلہ کن موالات کے نقصانات
منشائے موالات کی تکمیل
بستہ وصل پر محبت کی جنگ
شبستان محبت میں غور شیدہ
عصمت کی ملبوسگری

## باب ۹

شوہر کی تسخیر، پستانہ جمال کی خدمت
دلنوازی کا نمونہ
شوہر کا دل مٹھی میں
ایک چمیدہ سوال
تسخیر شوہر کے موثر طریقے
تجربہ شوہر کے باب کی بیوی کو نصیحت
لڑکیوں کیلئے بیش قیمت گوشوارہ
شوہر کی صحیح تعریف
حسن کی دلچسپی و مسرت کا انعام
عورت کی کتاب زندگی
جنس لطیف کی فرض داری
شوہر کا مکمل قبضہ
محبت کی شرط اولین
پرستار محبت کی سادگی
عورت کی نئی شان
تصویر کا دوسرا رخ
گھر کی حالت سے گھر کی ملکہ کا اندازہ
حقوق نسواں کا بے معنی راگ
سفید تہذیب کی سیاہ کاری
زن بد و شوہر نیک
گھر کی خیر و برکت
تخیر شوہر کا بہترین موقعہ
معمولہ کی مزاج شناسی
سیاں آغوش بیوی بنگلش
شوہر کی مزاج شناسی
شوہر کے نپٹنی اشارے
ایک چینی موزد داستان
چاند دیکھنا بادل چھپانا
خود داری کا لیذیر نمونہ
خوشنودی شوہر کا چھوتا خیال
محرم راز کی رازداری

## باب ۱۰

عصمت کا آبگینہ
پرلطف نوک جھونک
محبت کی چھیڑ چھاڑ
آغاز ہے انجام کا تصور
عورت کی تمنا و فطرت
گلزار زندگی میں شباب کی کلی
نسوانی شباب کا راز
بکر شباب کی طغیانی
عورت رہے تو آپ سے
عصمت بی بی کا پرلطف واقعہ
بیوی کی گمراہی۔ وصل کی تدبیر
مجرم بطالب کی آغوش میں
عصمت نسوانی کا راز
عصمت کا سرمایہ خزانہ
عورت کے لفظ لفظ کی توہین
تاریخ بند اکا ایک ورق
وفاداری شوہر کی تربیت پر
قبر شوہر پر لطیف اندوزی
مردہ شوہر کی ازدواجی
تاریخ ابتدا کا دوسرا ورق
بادشاہی شہزادگی
باعصمت خاتون اپنے میکے میں
باغ عصمت میں شیخ کا قدم
استقلال و قوت ارادی
دنیا میں نوش نصیب عورت

## باب ۱۱

اصلاح معاشرت اوطبقہ نسواں
دنیا کی واہ واہ شوہر کی گاڑھی کمائی
محبوبہ کے لئے پھولوں کا گہنا
رات میں جھگڑے سے واپسی
محبت کا نیش تو از خزینہ
زندگی کا اندھیرا شب عروسی کا چراغ
اصلان سوہر برقی گرتی تو پھر جائے
مسلمانوں میں عصمت کی تباہیاں
محبوبہ کی سلیقہ شعاری

## باب ۱۲

تخفیف مصارف کا بیجا طریقہ
گھریلو سلیقہ کا لطف
سلیقہ شعاری کی نئی مثال

معصوم دلوں پر دشمن دین
سیہ صاحب کے مکالمے شادی
عصمت کا مالہ و مدقعہ

## باب ۱۳

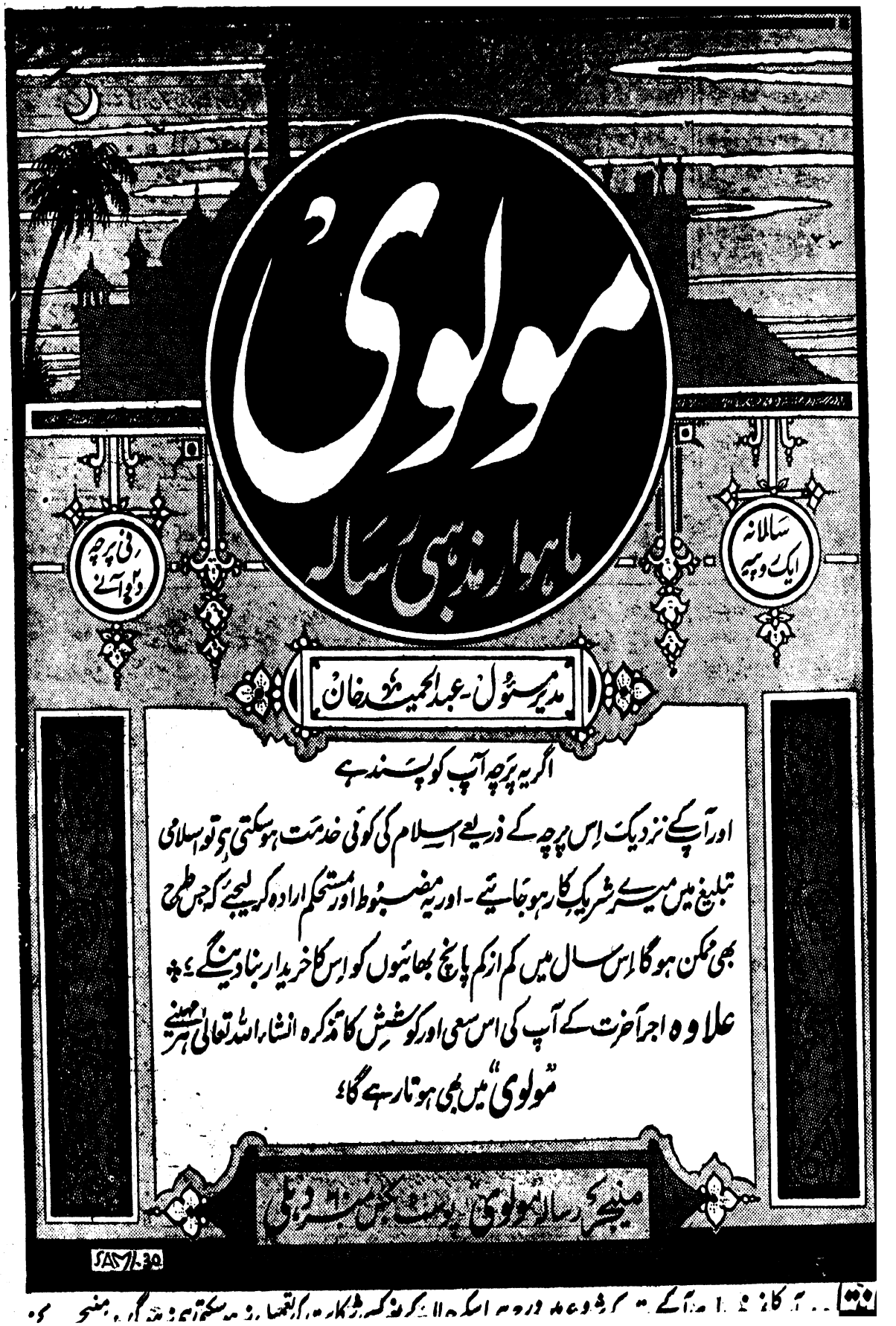
مقناطیس عصمت کی قوت جاذبہ سے
روزانہ زندگی کا پروگرام
راتوں کی خلش شوق کہانے کے
بعد مرہم عافیت جامۂ عصمت کے
بعد پانی کا گلاس
لطف اندوزیوں کے طریقے
خزانہ عصمت پر ہمیشہ قفل تسکین آرزو
اور مرہم عافیت باغ شباب کی تازگی
عورتوں کا عدم گناہ محرر بلنڈ کا
نیا بہانہ معمولات نسوانی اور دنیا
عصمت بچانے پر ٹیلیم ہرا استعمال

## باب ۱۴

خوشی پیام۔ میکے کا تصور
زندگی کی بہت بڑی آزمایش
ازدواجی زندگی کا راز
قیامت کی چھوٹی بہن
ازدواجی سرتوں کا اصل راحت جمیل
شادی سے کیا خاص فائدہ
ازدواجی مسرتوں کا انحصار
میکے اور سسرال کا فرق
سخت کلامی کا تیر جنس لطیف کی
قدر و قیمت ازدواجی امتحان کا
مبارک انجام

ملنے کا پتہ:- حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۶۲ دہلی

PRINTED AND PUBLISHED BY A. HAMID AT MAHBOOB-UL-MUTABA, DELHI.


مولوی
ماہوار مذہبی رسالہ
سالانہ ایک روپیہ
مدیر مسئول۔ عبدالحمید خان
اگر یہ پرچہ آپ کو پسند ہے
اور آپ کے نزدیک اس پرچہ کے ذریعے اسلام کی کوئی خدمت ہو سکتی ہے تو اسلامی تبلیغ میں میرے شریک کار ہو جائیے۔ اور یہ مضبوط اور مستحکم ارادہ کر لیجئے کہ جس طرح بھی ممکن ہوگا اس سال میں کم از کم پانچ بھائیوں کو اس کا خریدار بنا دینگے۔
علاوہ اجر آخرت کے آپ کی اس سعی اور کوشش کا تذکرہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر مہینے "مولوی" میں بھی ہوتا رہے گا۔
منیجر رسالہ "مولوی" بیت بجن سبزی منڈی

ربنا اغفر لنا ذنوبنا وانا اخطانا

# مولوی

جلد ۱۱ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ | نمبر ۵

## رشدیہ

### شاہ افغانستان کے زریں خیالات

اعلیحضرت محمد نادر شاہ

فرمانروائے افغانستان نے ملت افغان کی عظیم الشان مجلس شوریٰ کا دیدہ جرگہ کا افتتاح کرتے ہوئے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی ہے وہ صرف ملت افغان ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے بھی اور خصوصاً ہندوستانی مسلمانوں کے لئے اپنے اندر ایک درس رکھتی ہے اور اس قابل ہے کہ وہ اسے سرمہ بینائی بنائیں انہوں نے ایک عمیق النظر اور صحیح الفکر حکیم کی طرح فرعیات و سطحیات کو چھوڑ کر ان اصلی و اساسی خرابیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جنہوں نے اجکل قومی شیرازہ کو پراگندہ اور ان کی ملی طاقت کو بیہودہ بنا رکھا ہے انہوں نے سچ کہا کہ دنیا کا کام ایک زبردست قانون کے تحت چل رہا ہے جو کبھی اور کسی کے لئے نہیں بدلتا جو اس قانون کے ساتھ چلیں گے کامیاب و بامراد ہوں گے اور اس کی خلاف ورزی کرینگے وہ تباہ و برباد ہو جائینگے اس کلیہ میں کوئی استثنا نہیں ہے اور مسلمان یہ توقع نہیں کر سکتے کہ ان کے لئے اس میں کوئی ترمیم کی جائے گی اس ابتدائی حقیقت کو سمجھانے کے بعد انہوں نے قومی ترقی کے چند بنیادی لوازم بیان کئے جن میں پہلی چیز وحدت و اتفاق ہے انہوں نے فرمایا کہ

"کامیابی و سعادت اتفاق میں ہے اور بربادی و ذلت کا راز نفاق میں مضمر ہے" دونوں الفاظ حیات انسانی پر تریاق اور زہر کا اثر رکھتے ہیں ہم ایک سال کی مختصر مدت میں ان دونوں کا تجربہ کر چکے ہیں اور ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ نفاق کے ساتھ قہر الٰہی اترتا ہے اور اتفاق کے ساتھ رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے اتفاق اور نفاق کے یہ اثرات اس قدر نمایاں ہیں کہ ہر شخص ان سے واقف ہے"

ان الفاظ میں اعلیٰ حضرت نے اپنی تعلیم و تلقین کے لئے حجت کے طور پر افغانستان کے جس حیرت انگیز انقلاب کو پیش کیا ہے وہ حقیقتہً ایسی روشن اور واضح حجت ہے کہ اگر آنکھیں کھول کر اس سے سبق حاصل کیا جائے تو لاکھ تقریروں اور تحریروں سے زیادہ موثر ہوا ہی کچھ زیادہ نہیں گذرا ایک ہی سال ہوا ہے کہ افغانستان میں نفاق کی آگ بھڑکی مختلف افکار و آراء کے لوگوں میں تصادم ہوا اور اس سے آگ کی آن میں چالیس پچاس سال کی قائم شدہ اسلامی سلطنت کا رفیع و منیع قصر پیوند زمین ہو گیا۔ امیر عبدالرحمٰن خاں، حبیب اللہ خاں اور امان اللہ خاں نے نصف صدی کے اندر اس کی تعمیر میں جتنی محنتیں صرف کی تھیں سب چشم زدن میں ضایع ہو گئیں اور ایک ایسی مسلمان قوم جس نے صرف وسط ایشیا ہی میں اپنی ہیبت قائم کر لی تھی بلکہ سیاست عالم میں بھی ایک نمایاں جگہ پا لی تھی اور جس کے متعلق کہا جا رہا تھا کہ وسط مشرق سے ایک دوسرا جاپان طلوع ہو رہا ہے وہ دیکھتے دیکھتے ایسی تباہ ہوئی کہ اس کے سنبھلنے کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور یہی نہیں بلکہ قہر الٰہی نے تخت کابل پر ایک ایسے جابر تسلط کی شکل میں ظہور کیا جس کے غلبہ سے چند ہی مہینے میں افغان جیسی ضابط و متحمل قوم بھی چیخ اٹھی یہ نتائج تھے نفاق و اختلاف کے جن کو خود ہی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں اور اس کے بعد ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک امر کا بندہ غریب الوطن بے سروسامان مسافر صرف ضابطہ توکل کر کے ہزارہا میل کے فاصلہ سے عین اس وقت افغانستان پہنچا جبکہ خانہ جنگی اپنے پورے شباب پر تھی اور اس نے اگر چند مہینے کے اندر ملت کو متفق کر کے نہ صرف ان تمام مصائب کا خاتمہ کر دیا بلکہ سلطنت کی تعمیر کا کام بھی مکمل کر لیا اور افغانی قوم کی اس برباد شدہ طاقت اور عزت کو از سر نو بحال کر لیا جس کے بحال ہونے کی برسوں تک امید نہیں کی جا سکتی تھی یہ نتیجہ جن اسباب سے ظاہر ہوا ان میں سب سے بڑا سبب بلاشبہ اتفاق تھا کیونکہ اگر ملت افغان کو عین وقت پر ہوش نہ آجاتا اور وہ ایک شخص کی سیادت و قیادت پر متفق ہو کر یکجہتی کے ساتھ اپنے نقصان کی تلافی کے لئے جد و جہد نہ کرتی تو تنہا محمد نادر خاں اور ان کے تین بھائیوں کے لئے یہ ناممکن سے بھی کچھ زیادہ تھا کہ افغانستان جیسے ملک میں فتنہ و فساد کی عظیم الشان طاقتوں کا استیصال کر سکتے۔

عبرت و بصیرت کا اس سے زیادہ واضح درس اور کیا ہوگا۔ گرانقوس کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے جہنم کی طرف دوڑنے سے اتنی مہلت بھی نہ ملی کہ وہ ایک نظر اٹھا کر اس طرف دیکھتے اور اس سے کچھ سبق

حاصل کرتے۔ انہوں نے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ جب افغانستان میں ایک قوم اور آزاد قوم ہونے کے باعث نفاق کے نتائج اس قدر ہولناک ہوئے تو اس قوم کا اس آپس کی جنگ وجدل، اس باہمی کشمکش و مناقشہ و ملاحمہ اور اس کامل انتشار و پراگندگی کی بدولت کیا حشر ہوگا جو غیر قوم کی محکوم ہے ملک کی دوسری اقوام کے مقابلہ میں قلیل التعداد ہے اور ان تمام وسائل سے محروم ہے جن کی مدد سے آزاد افغانی قوم نے بروقت بیدار ہو کر اپنے مصائب کا اس قدر جلدی خاتمہ کر لیا۔

## شوریٰ اور مساوات

دوسری اہم چیز جس کی طرف اعلیٰ حضرت نے قومی سعادت کے اساسی لوازم میں سے اشارہ کیا ہے وہ شوریٰ اور مساوات ہے یعنی ہر کام کو باہمی مشورہ سے انجام دینا اور افراد قوم میں بالا و پست کا کوئی ایسا امتیاز نہ ہونا جو باہمی اور اجتماع میں مانع ہو اس سلسلہ میں اپنے گرانقدر خیالات بیان کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ:-

"جب تک مسلمان اس اساسی اصول پر کاربند رہے وہ تمام دنیا کے آقا تھے اور جب انہوں نے اس اصول کو ترک کر دیا تو اس پردہ تمام مصائب نازل ہوئے جن سے وہ آج دوچار ہیں دنیا کی تمام متمدن سلطنتوں نے آج اس اسلامی اصول کو ذریعہ ترقی قرار دیکر اس پر عمل شروع کر دیا ہے اور اسی اسلامی آزادی مساوات اور اسلامی جمہوریت پر اساس حکومت قائم کی ہے لیکن اسلامی حکومتوں نے مستبدانہ اور جابرانہ طریقے اختیار کرلئے اور ان کا عروج و اقبال ادبار و زوال سے بدل گیا حتیٰ کہ آج مسلمانوں کی فلاکت دنیا میں ان کی ذلت کا باعث بنی ہوئی ہے"

یہ ارشاد بلاشبہ ان خوش قسمت قوموں کے مقابلہ میں جن کے پاس اب تک اپنی حکومت موجود ہے ان بدقسمت قوموں پر زیادہ صادق آتا ہے جو اپنی حکومت کھو چکی ہیں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کی مسلمان قوم کا تو آج یہ حال ہے کہ اس کے لئے باہمی مشورہ سے کوئی کام کرنا تو درکنار ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھنا بھی محال ہے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بدنصیب قوم سے یہ صلاحیت ہی سلب کر لی گئی ہے کہ وہ مشاورت سے کوئی کام کر سکے کئی سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کا جو اجتماع شوریٰ کے نام سے ہوتا ہے وہ ایک جدید اختلاف اور نئے دھڑے بندی کا دروازہ کھول کر خبتہ ہوتا ہے۔ سر جوڑ کر جمع ہوتے ہیں اور سر پھوڑ کر اٹھتے ہیں ملکر چلنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہر چوراہے پر پہنچکر جدا جدا پگڈنڈیاں الگ ہو جاتی ہیں اور صرف یہی نہیں کہ اپنا الگ راستہ اختیار کر لیتی ہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی ان پر شیطان رجیم کی طرف سے یہ فرض بھی عائد ہو جاتا ہے کہ دوسرے راستوں پر چلنے والوں پر پتھر بھی پھینکتے رہیں شوریٰ کی روح ان کے اندر سے تقریباً فنا ہو چکی ہے ان سے تحمل رخصت ہوا، رواداری مکل گئی کسی کی رائے نہوں کرنا تو درکنار اسے سن لینا بھی ان کی فطرت سے بعید ہو گیا ان کے ہر ہر فرد نے یہ بات اصول موضوعہ کے طور پر تسلیم کر لی ہے کہ اس کی اپنی رائے کے سوا دنیا کے ہر شخص کی رائے غلط ہے دوسرے کی رائے کے ساتھ حق کا ہونا غیر ممکن ہے اور اس کے خلاف رائے رکھنے والا صرف غلطی ہی پر نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی خائن غدار بے ایمان اور دشمن دین و ملت بھی ہے اب ظاہر ہے کہ جس گروہ کے افراد کا یہ ایمان و اذعان ہو اس کے لئے کیونکر ممکن ہے کہ وہ شوریٰ کر سکے اور باہمی مشورہ سے کوئی ایک راہ عمل اور طریق کار طے کر کے اس پر چل سکے ایسے ناپاک خیالات کا تو قدرتی نتیجہ صرف یہ ہے کہ لوگ اپنی ساری قوتیں ایک دوسرے کو گالیاں دینے اور ایکدوسرے پر پتھر پھینکنے اور ایکدوسرے کو ذلیل و خوار کرنے میں صرف کر دیں اور یہی نتیجہ ہے جس کو آج ہم ہندوستان میں مشاہدہ کر رہے ہیں، اعلیٰ حضرت شاہ نے تو فرمایا ہے کہ عدم شوریٰ کا نتیجہ زوال و ادبار ہے مگر ہم ہندوستان کے مسلمانوں کو اب یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ نقیض شوریٰ کا انجام کیا ہے۔

## صلحاء و صادقین کی رہنمائی

تیسری چیز جس کی طرف پادشاہ اسلام نے توجہ دلائی ہے وہ ایک مخلص اور صادق رہنما کی ضرورت ہے انہوں نے فرمایا کہ

"جب عالم اسلام کے تنزل کا زمانہ آیا تو حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر کوئی شخص صاحب دیانت پیدا ہو جاتا تو خواہ اس کا تعلق امت کے کسی طبقہ سے ہو خود غرض لوگ اسے نیچے گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ یہی چیز دنیا اسلام کی تباہی کا باعث ہوئی ہے ملت کی ترقی کا راز قانون قدرت کی پابندی میں مضمر ہے اور ان قوانین کے اجراء کی ذمہ داری زیادہ تر ملت کے مقتدر دماغوں پر عائد ہوتی ہے اس کی شخصیت کا اثر تمام ملت پر پڑتا ہے اور اکثر معاملات کا انحصار اسی کی ذات پر منحصر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب کسی قوم کی قیادت کی باگ صادق انسانوں کے ہاتھ میں آجاتی ہے تو وہ اس کے بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع کر کے اسباب فلاکت کو دواعی سعادت میں تبدیل کر دیتے ہیں"

جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے وہ اس معاملہ بہت خوش قسمت ثابت ہوا کہ اسے اپنی قیادت و رہنمائی کے لئے محمد نادر خاں جیسا سچا مخلص اور صالح فرمانروا میسر آگیا جس نے سات برس کے اندر تمام ملک سے خانہ جنگی اور فتنہ و فساد کا استیصال کر کے اپنی قوم کو یقینی ہلاکت سے بچا لیا مگر ہندوستان کے مسلمان اس معاملہ میں بھی سخت بدقسمت ہیں نہ ان کی قیادت کی باگ ایسے صادق انسانوں کے ہاتھ میں ہے جو ان کے بکھرے ہوئے شیرازے کو مجتمع کر کے اسباب فلاکت دائمی سعادت میں تبدیل کر دیں اور نہ قوم میں وہ سمع و طاعت کا مادہ موجود ہے کہ کسی صادق انسان یا صادق انسانوں کی ایک جماعت کو تلاش کر کے اپنی قیادت کی باگیں اس کے ہاتھ میں دے قوم کے جتنے سربرآوردہ لوگ تھے خواہ اچھے تھے یا برے تھے۔ ان میں سے ایک ایک کو ذلیل کیا گیا ان کی ٹوپیاں اچھالی گئیں اور ساری قوم میں ایک فرد کو بھی اس قابل نہ چھوڑا گیا کہ وہ عزت کے ساتھ مسلمانوں کی رہنمائی کر سکے یا غیر مسلم قوموں کے سامنے مسلمانوں کی طرف سے زبان کھول سکے دوسری طرف خدا وہ لوگ جو ناموری و شہرت

کی بنا پر رہنمائی کے قابل ہو سکتے تھے انہوں نے بھی آپس میں لڑ لڑ کر ایک دوسرے کو گالیاں دیکر جتھے بندیاں کر کر کے خود اپنی عزت اور اپنے ساتھ اپنی قوم کی عزت کو برباد کیا اور ایسی ایسی شرمناک حرکات کیں جن سے مسلمان اور ان کے رہنما غیر قوموں کے سامنے اچھے خاصے مضحکہ کا سامان بن گئے نتیجہ یہ ہوا کہ بکھرے ہوئے شیرازے کا مجتمع ہونا تو الگ رہا جو تھوڑا بہت شیرازہ بندھا ہوا تھا وہ بھی بکھرتا چلا گیا اور جو کچھ دواعی سعادت رہے ہے تھے وہ سب اسباب فلاکت میں تبدیل ہونے لگے اس معاملہ میں اگر ہندوستان کے مسلمان اپنے ہمسایہ ملک افغانستان سے اور اتنی دور جانے میں زیادہ زحمت ہو تو اپنی ہمسایہ قوم ہنود سے سبق حاصل کریں تو ان کا اولین کام یہ ہونا چاہیئے کہ اپنے نفس کو اطاعت پر آمادہ کریں اور کسی صادق و مخلص فرد یا جماعت کی رہنمائی پر متفق ہو جائیں جس طرح ہندو مہاتما گاندھی اور کانگریس کی رہنمائی پر متفق ہو چکے ہیں اگر ان کا نفس سرکش ابھی اس کے لئے تیار نہیں ہے تو کم از کم اس کو اس حد تک تابو میں رکھنے کی کوشش کریں کہ اپنے ذی عزت اور سربرآوردہ لوگوں کو خواہ وہ کسی طبقہ و خیال کے ہوں گالیاں دینا چھوڑ دیں کیونکہ جو قوم اپنے عزت والوں کو بے عزت کرتی ہے وہ خود کبھی بے عزت ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی دوسری طرف قوم کے سربرآوردہ لوگوں کا بھی یہ فرض ہے کہ اپنی خود رائی کو گھٹانے اور اپنے اختلافات کو کم کرنے کی کوشش کریں اور اگر یہ ممکن نہیں ہے تو کم از کم اپنے طرز عمل میں سنجیدگی اور اپنے کلام میں تہذیب کو اختیار کریں اور اپنے مخالف رائے رکھنے والے طبقات کے ساتھ رواداری برتیں یہ صرف سطحی نصیحت کی باتیں نہیں ہیں بلکہ ہم یقین واثق کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کے عوام اور ان کے لیڈروں نے اپنے طرز عمل کو وہ بلا تو یہی ہندوستان جو مسلمانوں کی عزت کو اوج کمال پر دیکھ چکا ہے وہ ان کی ذلت کو انتہائی پستی و زوال میں دیکھے گا۔

## تنظیم کی حقیقت

یہ الفاظ لکھے جا رہے تھے کہ تازہ "معارف" موصول ہوا جس میں مولانا سید سلیمان ندوی نے بھی قریب قریب اسی موضوع پر بحث کی ہے اور مسلمانوں کو بتایا ہے کہ جس تنظیم کی رٹ وہ کئی سال سے لگا رہے ہیں اس کا مفہوم کیا ہے اور حقیقی تنظیم کیونکر ہو سکتی ہے مسلمانوں نے غالباً یہ سمجھ رکھا ہے کہ تنظیم نام ہے رضاکاروں کے جیش بھرتی کرنے اور ان کے سینے پر بلے لگانے کا یا کبھی کبھی تنظیم کے نام سے کوئی کالفرنس کر لینے کا یا تنظیم کے لئے دورے کر لینے کا۔ اسی طرح تنظیم اس کا نام بھی نہیں ہے کہ حکومت یا کانگریس میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو جائیں یا سول نافرمانی کی حمایت یا مخالفت کریں یا گول میز کانفرنس میں جائیں یا نہ جائیں ممکن ہے کہ تنظیم ان اشکال میں سے کوئی ایک شکل اختیار کرے مگر یہ تنظیم کی شکل یا صورت یا مظہر ہو سکتی ہے حقیقت نہیں ہو سکتی تنظیم کی حقیقت وہ ہے جس کو مولانا نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

"اصل یہ ہے کہ قوموں کے منتشر افراد میں جامعیت، یکجائی اور اتحاد پیدا ہونا ہے ان کی وحدت اعتقاد، وحدت خیال اور وحدت مقصد سے اگر اعتقاد، خیال، اور مقصد میں خواہ وہ سیاسی ہو یا قومی، معاشرتی ہو یا مذہبی کسی قسم کی وحدت اور جامعیت نہ ہو تو اس اعتقاد، خیال، اور مقصد کے اعمال میں اور مظاہر میں اتحاد و وحدت کا جلوہ کیونکر نظر آئے گا"

آگے چل کر مولانا فرماتے ہیں کہ:-

"ہر قوم کی ترقی اور تنزل کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کسی قوم کے تمام یا بیشتر افراد میں کسی ایک اعتقاد، خیال اور مقصد کے لئے ایسی وحدت پیدا ہو جاتی ہے جو شیرازہ بنکر منتشر افراد کو جکڑ کر اور ایکدوسرے سے ملا کر اس طرح سے ایک کر دے کہ ان کا جینا اور مرنا اسی کے لئے ہو تو وہ قوم اپنے میں ناقابل تسخیر قوت پاتی ہے اور ہر بڑی سے بڑی مشکل کے حس و خاشاک کو سیلاب بنکر بہا لیجاتی ہے۔ ذاتی اغراض، مالی حرص و طمع نفسانی اور خاندانی عزت و آبرو کی خواہش ہر چیز اس وحدت مقصد کی تیز آگ میں جلکر بھسم ہو جاتی ہے"

اس حقیقت کو واضح کرنے کے بعد مولانا نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ اگر اس قسم کی وحدت خیال و وحدت مقصد لوگوں میں پیدا ہو جائے تو اس کے بعد قوم کے اعمال میں تفاوت اور مختلف افراد قوم کی جد و جہد کے میدانوں میں اور دوڑ دھوپ کے راستوں میں اختلاف سے کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا بلکہ اس سے قوم کے کام اور اس کے مقاصد کی اور تکمیل ہوتی ہے اس کی مثال میں انہوں نے سلطنت کو پیش کیا ہے جسکے مختلف شعبے اور مختلف محکمے ہوتے ہیں ہزاروں لاکھوں کارکن ہوتے ہیں جن سب کے اعمال کم و بیش مختلف ہوتے ہیں مگر چونکہ اس تفاوت و اختلاف کے باوجود وہ سب ایک اقتدار اعلیٰ کے تابع ہوتے ہیں اور سب کی جد و جہد کا مرجع و مقصد ایک ہوتا ہے اسلئے ان کے اختلاف عمل اور تفاوت راہ سے کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی بلکہ یہی اختلاف و تفاوت سلطنت کے کام کی تکمیل کا ذریعہ اور اس کے مقاصد کے حصول کا وسیلہ بنجاتا ہے البتہ خرابی اس وقت واقع ہوتی ہے جب یہ اختلاف و تفاوت اعمال اور طریقوں سے متجاوز ہو کر اغراض و مقاصد تک پہنچ جاتا ہے اس صورت میں حکومت کا شیرازہ بکھرنے لگتا ہے طوائف الملوکیاں پیدا ہوتی ہیں ایک مٹ کر بیسیوں سلطنتیں بنجاتی ہیں اور ایک چٹان منتشر ہو کر ذروں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

پس اصلی رونا یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کے اعمال مختلف ہیں طریقے جدا ہیں انجمنیں کثیر ہیں اور راہیں متفاوت ہیں بلکہ اصلی رونا اس بات کا ہے کہ ان میں وحدت اعتقاد، وحدت خیال اور وحدت مقصد نہیں ہے اور نہ اس کا احساس ہے اگر وہ اس کی ضرورت محسوس کر لیں اور اپنا ایک مقصد متعین کر کے اس کی طرف مختلف راہوں سے دوڑیں، اس کے لئے مختلف طریقوں سے جد و جہد کریں اور اسکو مختلف جہتوں سے پورا کرنے کی کوشش کریں تو ایسے اختلاف و تفاوت سے کوئی پراگندگی نہ ہوگی اور جو انتشار اس وقت برپا ہے یکسر کافور ہو جائیگا۔

## مفاہمت کی گفت و شنید کا انجام

پچھلے نمبر میں اس کوشش

کا ذکر کیا گیا تھا جو کانگریس اور حکومت میں سمجھوتہ کرانے کے لئے سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر کی جانب سے کی جارہی تھی حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ مفاہمت کی کوئی امید نہیں ہے، اور افسوس ہے کہ واقعہ اسی صورت میں ظاہر ہوا اس طویل سعی و جہد میں جو گذشتہ ماہ جولائی کے اوائل سے لیکر ستمبر کے اواسط تک جاری رہی حکومت اور کانگریس کے درمیان دونوں فریقوں کے واسطے سے بہت کچھ نامہ و پیام ہوتے رہے مگر نتیجہ صرف یہ نکلا کہ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہٹے اور مفاہمت نہ ہوسکی نائب السلطنت نے اپنے ایک بیان میں وہ تمام خط و کتابت شائع کردی جو اس سلسلہ میں فریقین کے درمیان ان کے واسطے سے ہوئی تھی اس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کوشش کی ابتدا اخبار "ڈیلی ہیرالڈ" لندن کے نمائندے مسٹر سلوکومب کی تحریک پر ہوئی تھی جنہوں نے گذشتہ جون میں پنڈت موتی لال نہرو و منصرم صدر کانگریس سے ملکر وہ شرائط کی تھیں جن کی بنیاد پر حکومت اور کانگریس کے درمیان مفاہمت کی کوشش کی جاسکتی تھی اس میں پنڈت جی نے یہ طے کیا تھا کہ اگر برٹش گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا قبل از وقت یہ نہیں کرسکتی کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کیا سفارشات کرے گی یا برٹش پارلیمنٹ کا کیا رویہ ہوگا تو وہ کم از کم وہ غیر رسمی طور پر یہ اطمینان دلادے کہ وہ (یعنی حکومت ہند اور برطانوی حکومت) ہندوستان کو کامل ذمہ دار حکومت ایسی شرائط تحویل کے ساتھ جنکی ہندوستان کے مخصوص حالات اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ طویل ربط و تعلق کی بنا پر ضرورت ہے دے دینے جائینگی سفارش کریگی تو پنڈت جی اپنی ذاتی حیثیت سے اس وعدے کو گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو تک پہنچا دیں گے اور اس وعدے کے پیش اور قبول کئے جانے کے بعد یہ ممکن ہو جائے گا کہ ایک طرف سے سول نافرمانی اور دوسری طرف حکومت کی طرف سے جبر و تشدد کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور کانگریس ایسی نہج پر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں حصہ لے جو بعد میں طے ہوسکتی ہیں اس بنیاد پر سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر نے گذشتہ جولائی میں وائسرائے سے ملے اور اس قرر کے وعدے کے امکان پر گفتگو کی جواب میں وائسرائے نے ان کو کہا کہ میں پہلے سے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ پر غور کرنے کے بعد حکومت ہند کیا تجاویز پیش کرے گی یا راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کیا سفارشات کرے گی یا برٹش پارلیمنٹ کیا فیصلہ ہوگا البتہ میری اور میری حکومت اور برطانی حکومت کی یہ دلی خواہش ہے کہ ہم اپنی حد تک باشندگان ہند کو ملک کے انتظام میں اس قدر زیادہ سے زیادہ حصہ لینے میں مدد دیں جس کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل وہ ہو چکے ہیں اور صرف ان امور کو محفوظ رکھ لیں جن کی ذمہ داری وہ اس وقت تک نہیں لے سکتے اب رہا یہ سوال کہ وہ امور کیا ہوں گے اور ان کو محفوظ رکھنے کی کیا شکل ہوگی سو اس کا فیصلہ کرنا راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا کام ہے ... مجھے یقین ہے کہ ان کے معاملہ میں کوئی سمجھوتہ ہونا ناممکن نہیں ہے۔

اس کے بعد دونوں ثالث جولائی کے آخر میں گاندھی جی سے ملے اور انہوں نے بحث و تمحیص کے بعد پنڈت موتی لال نہرو اور جواہر لال نہرو کے نام ایک خط لکھا جس میں وہ شرائط بیان کیں جن پر ان کی رائے میں صلح ہوسکتی تھی اس میں انہوں نے فرمایا کہ اگر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا کام صرف یہ طے کرنے کی حد تک محدود ہو کہ کامل حکومت خود اختیاری کو زمانہ عبور میں کن شرائط کے ساتھ مشروط کیا جائے گا تو میں اس میں شرکت میں کوئی حرج نہیں سمجھتا اور اگر کانگریس راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے معاملہ میں مطمئن ہوگئی تو سول نافرمانی بند کردی جائے گی مگر غیر ملکی کپڑے اور شراب کی دکانوں پر پکٹنگ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک خود حکومت شراب اور غیر ملکی کپڑے کی تجارت بند نہ کردے گی نمک سازی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور حکومت کو نمک سازی کے خلاف تعزیری قوانین کا استعمال بند کرنا ہوگا نیز حکومت کے لئے لازم ہوگا کہ پر امن ستیہ گرہیوں کو جو تشدد کے مجرم نہیں ہیں رہا کردے قانون نمک، قانون مطابع اور قانون مالگذاری وغیرہ کے تحت جن لوگوں کی ضمانتیں اور جائدادیں ضبط کی ہیں انھیں واپس کردے جن لوگوں نے سول نافرمانی اور عدم تعاون کی تحریکوں میں ملازمتیں چھوڑی ہیں انھیں ان کی جگہ پر واپس لے اور جو خاص احکام وائسرائے نے سول نافرمانی کے زمانہ میں جاری کئے ہیں انھیں منسوخ کرے

اس کے بعد دونوں حضرات نینی جیل میں پنڈت موتی لال نہرو اور جواہر لال نہرو سے ملے اور انہوں نے ایک یادداشت ان کے حوالہ کی جس میں انہوں نے گاندھی جی اور دوسرے رفقاء سے مشورہ کئے بغیر اپنی قطعی شرائط پیش کرنے سے معذوری ظاہر کی اس کے بعد مسٹر جیکر اگست کی ابتدا میں گاندھی جی سے پھر ملے اور انہوں نے ایک نوٹ انھیں لکھوایا جس کے بنیادی نکات حسب ذیل تھے۔

(۱) ہندوستان کا کوئی دستور گاندھی جی کے لئے قابل قبول نہیں ہوسکتا جس میں ایک لمحہ ایسی نہ ہو جبکی رو سے ہندوستان کو اپنی خواہش پر برطانیہ سے علیحدہ ہونے کا حق حاصل ہو اور دوسری ایسی دفعہ جس میں ہندوستان کو گاندھی جی کے مشہور گیارہ نکات کے مطابق عمل کرنے کا حق ملتا ہو۔

(۲) گاندھی جی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں اس بات پر اصرار کریں گے کہ ہندوستان کو ایک آزاد محکمہ کے ذریعہ ان تمام مراعات کی جانچ کا حق حاصل ہوگا جو سابق میں انگریزوں کو دیئے گئے ہیں۔

اس کے بعد پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو اور ان کے ساتھ ڈاکٹر محمود یروداجیل میں منتقل کئے گئے جہاں ان لوگوں نے گاندھی جی مسٹر بھائی پٹیل مسٹر جے رام داس دولت رام اور مسز نائیڈو سے مشورہ کرکے اپنی آخری شرائط ایک خط کی صورت میں دونوں ثالثوں کے حوالہ کیں جن میں گاندھی جی کی شرائط مذکورہ بالا پر حسب ذیل دو نکات کا اور اضافہ کیا۔

(۱) ہندوستان کو ایک ایسی مکمل قومی حکومت ملنی چاہیئے جو اہل ملک کو جواب دہ ہو جسے دفاع کی قوتوں اور ملک کے معاشی مسائل پر کامل

اختیارات حاصل ہوں اور جو گاندھی جی کے گیارہ نکات پر پوری طرح حاوی ہو۔

(۲) مجوزہ کانفرنس کی ترکیب اور اس میں کانگریس کی نمایندگی کا سوال صرف اس وقت طے ہو سکتا ہے جب مذکورہ بالا دی قابل اطمینان طریقہ پر طے ہو جائیں۔

اس خط کو لیکر دونوں حضرات پھر وائسرائے سے ملے اور ان سے طویل ملاقاتیں کیں جن کے نتیجہ میں ان کو وائسرائے کی طرف سے ایک خط ملا جس میں وائسرائے اپنی اس بات پر قائم رہے جو انہوں نے اپنے ابتدائی خط میں لکھی تھی البتہ اس پر اتنا اضافہ کیا کہ کانفرنس میں شریک ہونے والوں کو تمام دستوری مسائل پر بحث کرنے کا غیر مقید حق حاصل ہوگا اور یہ کہ کانفرنس متفقہ طور پر جو مفاہمت کریگی وہی ان تجاویز کی بنیاد ہوگی جو بعد میں شاہی حکومت کے سامنے پیش کی جائینگی سول نافرمانی کے موقوف کر دینے کی صورت میں تمام ریڈی منس منسوخ کر دینے پر انہوں نے آمادگی ظاہر کی مگر قیدیوں کی رہائی کے متعلق کوئی قطعی وعدہ کرنے سے انکار کر دیا اور صرف اتنا وعدہ کیا کہ وہ صوبوں کی حکومتوں سے اس معاملہ میں فیاضانہ رویہ اختیار کرنے کی سفارش کریں گے نیز یہ اطمینان دلایا کہ وہ کانفرنس میں کانگریس کو کافی نمایندگی دلوانے کے لئے تیار ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ کانگریس کو اپنے نمایندوں کے نام خود پیش کرنے کی اجازت دیدیں اس خط کے علاوہ دونوں مدبروں اور وائسرائے کے درمیان جو طویل گفتگوئیں ہوئیں ان سے انہوں نے بعض ایسے امور اخذ کئے جن کی بنیاد پر ان کے نزدیک فریقین کا اتفاق ہو سکتا ہے۔

یہ امور مختصراً حسب ذیل ہیں:۔

(۱) کانفرنس میں ہندوستان حق انقطاع کا سوال اٹھانے کی خواہش کو وائسرائے ایک عام قانونی خواہش سمجھتے ہیں تاہم اگر گاندھی جی اس سوال کے اٹھانے پر اصرار کرینگے تو وائسرائے وزیر ہند کو اس کی اطلاع کر دینگے کہ وہ کانفرنس میں اس قسم کا سوال اٹھانا چاہتے ہیں

(۲) ایک آزاد حکومت کے ذریعہ ہندوستان کے مالی واجبات کی جانچ کرنے کے متعلق وائسرائے نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ایسی تجویز کے لئے گنجائش نہیں نکل سکتی جو تمام مقروضوں سے انکار کر دینے کی حد تک پہنچتی ہو البتہ مالی واجبات کی جانچ کے متعلق کانفرنس میں ہر شخص کو سوال اٹھانے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

(۳) قانون نمک کے متعلق وائسرائے کی پوزیشن یہ تھی کہ حکومت نمک کے محصول کو اٹھا کر آمدنی کا اتنا بڑا نقصان اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہے تاہم اگر مجلس مقننہ اس کو منسوخ کرنے کے ساتھ اس مالی نقصان کی تلافی کے متعلق کچھ دوسری تجاویز پیش کرے تو ان پر غور کیا جا سکتا ہے۔

(۴) اگر پکٹنگ ایسی صورت میں جاری رہے جو کسی طبقہ کے لئے پریشان کن اور باعث زحمت ہو تو حکومت اس کے خلاف قانونی وسائل اختیار کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

(۵) تحریک کے سلسلہ میں استعفیٰ دینے والوں کو ایسی صورت میں واپس لیا جا سکتا ہے کہ ان کی جگہ ابھی تک خالی ہوں اور ان لوگوں کی خاطر ان لوگوں کو علیحدہ نہ کرنا پڑے جو وقت پر گورنمنٹ کے کام آئے۔

(۶) جو مطابع ضبط کئے گئے ہیں وہ واپس کئے جا سکتے ہیں البتہ جرمانوں اور ضبط شدہ املاک کی واپسی میں دقتیں حائل ہیں۔

مذکورۂ بالا خط اور ان بنیادی نکات کو ثالثوں نے اگست کے آخر میں پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو کے سامنے اور ان کے بعد گاندھی جی اور ان کے رفقاء کے سامنے پیش کر دیا مگر چونکہ فریقین کے خیالات میں بنیادی اختلافات تھے اور کوئی ایسا مشترک میدان گفت و شنید سے ابتک پیدا نہ ہو سکا تھا جس پر دونوں فریق ایک دوسرے سے مل سکتے اس لئے یہ آخری ملاقاتیں صرف رسمی ثابت ہوئیں اور ستمبر کی ابتدا میں سعی مفاہمت کے اختتام کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔

## ناکامی کے بعد

ہم نے اس سعی مفاہمت کی یہ طویل روداد قارئین کرام کے سامنے اس لئے بیان کر دی کہ ہم یہاں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے اور نہ فی الواقع اس پر کوئی تبصرہ کرنے کی گنجائش ہے ایک عام ناقد اگر اس پر تنقید کرے گا تو لامحالہ وہ مفاہمت کی ناکامی کی ذمہ داری یا کانگریسی لیڈروں پر پڑیگا یا حکومت پر اور اپنے زعم و خیال کے مطابق دونوں میں سے کسی ایک کو خطاکار ٹھہرائے گا مگر اس قسم کا فیصلہ صادر کرنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہے ماوی واقعہ جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ صرف یہ ہے کہ اب فریقین کے درمیان کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی ہے۔

ایک طرف حکومت ہے جس کی جابرانہ قوتیں پہلے ہی سے کافی تیز تھیں پوری طرح سول نافرمانی کی تحریک کو کچلنے پر آمادہ ہو گئی ہے اور اس نے کانگریس کمیٹیوں کو ناجائز قرار دینے بے تحاشا گرفتاریاں عمل میں لانے قانون کے مخالفین پر گولیاں اور لاٹھیاں چلانے کا طویل سلسلہ شروع کر دیا ہے جس سے ملک اور اہل ملک کی تکالیف انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور دوسری طرف کانگریس اور اس کے فدا کار جماعت نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ آخر وقت تک قربانیاں دیتے جائینگی اور جو مقصد اس کے پیش نظر ہے اس کے حصول کی کوشش سے کسی تشدد اور کسی ظلم و ستم کے مقابلہ میں بھی باز نہ آئینگی ان دونوں قوی الارادہ اور شدید العمل فریقوں کے درمیان ملک ہے اور وہ تجارت کی کساد بازاری کاروبار کے فقدان صنعتوں اور کارخانوں کی بندش اور تمام معاش وسائل کے تعطل کے ایک طویل سلسلہ سے سخت نقصان اٹھا رہا ہے جب تک صلح کی گفت و شنید ہو رہی تھی تمام ملک اور خصوصاً ملک کا تجارت و صنعت پیشہ طبقہ اس کی طرف آس لگائے بیٹھا تھا اور یہ امید رکھتا تھا کہ صلح ہوتے ہی یہ سکون حرکت سے بدل جائے گا مگر اب ایک غیر معلوم مدت کے لئے یہ امیدیں ختم ہو چکی ہیں اور ملک کے لئے دو راہوں میں سے ایک راہ کے اختیار کرنے کا قطعی فیصلہ کر لینا ضروری ہے اگر وہ کانگریس اور اس کے مقاصد سے کامل ہمدردی رکھتا ہو اور اس نے ان مقاصد کو حاصل کرنے میں کانگریس کا ساتھ دینے کا عزم راسخ کر لیا ہے تو اسے آخر وقت تک اس بیکاری و کساد بازاری کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے خواہ اس کا انجام فاقوں کی مصیبت ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ کانگریس کے ساتھ دل سے ہمدردی نہیں رکھتا اور صرف

لیڈروں کے ذاتی اثر سے یا کسی اور سلبی جذبہ سے متاثر ہو کر اب تک یہ حالات برداشت کئے اور کر رہا ہے تو اسے اپنی اس نفسی کیفیت کا صاف اظہار کر دینا چاہیئے تاکہ کانگریس اپنی جنگ کے آخری میدان تک پیش قدمی کرنے سے پہلے حقیقت حال کو اچھی طرح سمجھ لے اور کسی غلط فہمی میں نہ رہے۔

## معاشی حالت کی خرابی

کانگریس اور حکومت کے تصادم سے ملک کی معاشی حالت پر جو اثر پڑ رہا ہے اس کا ایک جزوی اندازہ ان اعداد و شمار سے ہو سکتا ہے جو کلکتہ اور بمبئی کے چنگی خانوں سے تجارت درآمد و برآمد کے متعلق شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ اگست ۱۹۳۰ء میں بمبئی کی درآمد و برآمد بمقابلہ سال گذشتہ کے ۲ کروڑ ۲۱ لاکھ کم رہی ہے۔ اور ۱۹۳۰-۳۱ء کے مالی سال کے ابتدائی ۵ مہینوں میں بمقابلہ سال گذشتہ کے انہی مہینوں کے درآمد میں ۱۵ فیصدی اور برآمد میں ۲۳ فیصدی کی کمی رہی ہے یعنی درآمد بمقابلہ سال گذشتہ کے ۵ کروڑ ۶۲ لاکھ کم ہے اور برآمد ۷ کروڑ ۸ لاکھ اسی طرح کلکتہ میں ماہ اگست کی درآمد ماہ جولائی کی بہ نسبت ۹۱ لاکھ اور برآمد ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ کم رہی ہے اور اگست ۲۹ء کے مقابلہ میں درآمد کے اندر ۷ کروڑ ۵۹ لاکھ اور برآمد کے اندر ۹ کروڑ ۷۴ لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی ہے مجموعی طور پر تمام ہندوستان کی درآمد و برآمد اگست ۱۹۳۰ء میں صرف ۳۰ کروڑ ۳۹ لاکھ رہی حالانکہ اگست ۲۹ء میں ۴۷ کروڑ ۱۷ لاکھ تھی گویا اس میں ۱۷ کروڑ ۴۲ لاکھ کی کمی واقع ہوئی زیادہ تر نقصان برآمد میں ہوا ہے جو ۹ کروڑ ۴۴ لاکھ تک پہنچتا ہے اور کمتر نقصان درآمد میں ہے جو ۷ کروڑ ۵۹ لاکھ ہے درآمد کے اموال میں سے جس قسم کے مال میں سب سے زیادہ کمی واقع ہوئی ہے وہ سگریٹ سوتی کپڑا اور تانگہ ہیں سگریٹ کی درآمد ۲۹ء میں ۱۸ لاکھ کلی ہوئی تھی اور اگست ۳۰ء میں صرف ۵ لاکھ رہ گئی سوتی کپڑے اور تانگے کی درآمد میں ۳ کروڑ ۲۳ لاکھ کی کمی ہوئی لوہے اور فولاد میں ۴۲ لاکھ مشینوں اور ان کے سامان میں ۳۵ لاکھ اور ادنی مال میں ۲۱ لاکھ کی کمی واقع ہوئی یہ تو غیر ملکوں سے ہندوستان کی تجارت کا حال ہے اگر اس پر ان نقصانات کا اضافہ کیا جائے جو خود ہندوستان میں کارخانوں کے بند ہو جانے سے واقع ہو رہا ہے تو بلاشبہ یہ نقصان دوگنے نہیں تو ڈیڑھ گنے تک پہنچ جاتا ہے۔

اس کساد بازاری کا حکومت کے خزانہ پر جو زبردست اثر پڑ رہا ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے یہ معلوم کرنا کافی ہے کہ اگست ۱۹۳۰ء میں صرف بمبئی کے محصول خانے سے سال گذشتہ کے مقابلہ میں ۳۰ لاکھ کے قریب نقصان اٹھایا ہے اگست ۲۹ء میں جو محصول درآمد پر وصول کیا گیا تھا اس کی مقدار ۲۴۴۶۲۱۰ تھی اور اگست ۳۰ء میں جو محصول وصول کیا گیا وہ صرف ۲۸،۱۹،۳۱۰ تھا اسی طرح کلکتہ کے اسٹامپ ڈپارٹمنٹ نے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۲۹-۳۰ء کے مالی سال میں اسٹامپ کی آمد میں تجارت کی کساد بازاری کے سبب ۲۶،۴۳،۰۵۸ روپے کی کمی واقع ہوئی ہے ان اعداد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان خراب معاشی حالات سے جس قدر اہل ملک نقصان اٹھا رہے ہیں اسی قدر حکومت بھی اٹھا رہی ہے اور اگر اہل ملک کو معمولی حالات کے از سر نو بحال ہونے کی احتیاج ہے تو خود حکومت کو بھی ان سے کچھ کم احتیاج نہیں ہے۔

## گول میز کانفرنس

سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکر کی جانب سے سی مفاہمت کی ناکامی کا اعلان ہوتے ہی توقع کی جانے لگی تھی کہ حکومت اب ان لوگوں کی فہرست شائع کر دے گی جنہیں وہ ہندوستان اور ریاستوں کی جانب سے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں دعوت دینا چاہتی ہے چنانچہ اب سے دو ہفتہ قبل وہ فہرست شائع ہو گئی اور اس نے پبلک حلقوں میں اچھی خاصی ہل چل برپا کر دی جیسی کہ امید تھی اس فہرست میں خطاب یافتہ حضرات کی ایک بہت بڑی تعداد شامل ہے اور بقول ڈاکٹر عبداللہ سہروردی کے وائسرائے نے سروں خاں بہادروں کی ایک نمائش کا انتظام کیا ہے لیکن ہمیں یہ دیکھکر حیرت ہوئی کہ ہندوستان کے کسی طبقہ نے اس طریق پر تو اعتراض نہیں کیا جو راؤنڈ ٹیبل کے لئے نمایندے منتخب کرنے میں اختیار کیا ہے اور صرف اشخاص و افراد کے انتخاب پر اعتراض کرنے لگے اس میں شک نہیں کہ بعض ایسے اشخاص اس فہرست میں نظر آتے ہیں جن کو ہندوستان کے کسی طبقہ میں نمایاں حیثیت حاصل نہیں ہے اور اسی طرح وہ بعض ایسے ممتاز حضرات سے خالی ہے جو ایک طبقہ کے مسلمہ رہنماؤں میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن ہماری رائے میں اگر وہ تمام ان لوگوں پر مشتمل ہوتی جو ممتاز اور نمایندہ حیثیت رکھتے ہیں تب بھی وہ طریقہ بدستور قابل اعتراض رہتا جو وائسرائے نے نمایندوں کے انتخاب میں اختیار کیا ہے ہم نے اجتک یہ کہیں نہیں دیکھا کہ دو متنازع فریقوں کے درمیان گفت و شنید کے لئے نمایندوں کا انتخاب صرف ایک فریق کے سپرد کیا جاتا ہو جبکہ ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان نزاع ہے اور دونوں فریق ایک ایسی مجلس منعقد کر رہے ہیں جس میں باہمی گفتگو سے مصالحت کی کوئی صورت پیدا کرنی مقصود ہے تو لازم تھا کہ برطانیہ اور ہندوستان دونوں کو اپنے اپنے نمایندے خود منتخب کرنے کا حق دیا جاتا مگر یہاں یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ برطانیہ نے ہندوستان کو اس حق سے محروم کر دیا اور اپنے مقابل فریق کی طرف سے خود نمایندے منتخب کئے جن کے متعلق ہندوستان یہ کہنے میں یقیناً حق بجانب ہے کہ وہ نہ اس کے منتخب کردہ ہیں اور نہ ان کے طے کئے ہوئے سمجھوتہ کو قبول کرنے پر وہ کسی طرح آئین یا اخلاق حیثیت سے مجبور ہے اگر دنیا میں نصفیۂ نزاعات کا وہی طریقہ رائج ہو جائے جو برطانیہ ہندوستان کے معاملہ میں اختیار کیا ہے تو شاید سرے سے نزاعات اور ان کے ساتھ منازعین کا وجود ہی باقی نہ رہے کیونکہ ایک فریق چن چن کر اپنے مخالف فریق کی نمایندگی کے لئے من مانے آدمیوں کا انتخاب کر لیگا اور اس کے منتخب کئے ہوئے آدمی قریب قریب وہی باتیں مان لیں گے جو ان کے منتخب کرنے والے فریق

کے حق میں مفید ہوں گی۔

معلوم ہوتا ہے کہ اب سرکار عالیہ کے کچھ دن ہی ہرے آگئے ہیں اس لئے وہ جو حرکت بھی کرتی ہے وہ عقل و خرد کے عنصر سے خالی ہوتی ہے اگر اس میں تھوڑا بہت بھی تدبر ہوتا تو وہ ہندوستان کی مختلف پارٹیوں اور مختلف مفاد و مصالح کی نمایندگی کرنے والی جماعتوں کو گول میز کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتی زیادہ سے زیادہ وہ ہر جماعت کے لئے نمایندوں کی تعداد مقرر کر سکتی تھی تاکہ تمام جماعتوں کا تناسب متوازن رہے۔ ایسی صورت میں تمام جماعتیں مطمئن ہو جاتیں اور بجز اس گروہ کے جو سرے سے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس ہی کا مخالف ہے اور کوئی جماعت بے اطمینانی و ناراضگی کا اظہار نہ کرتی مگر وہ تو اصدھی کو کچھ اور منظور ہے جس کے سبب سے اس نے دائسرائے بہادر کو الٹی سیدھی اور ان سے وہ غلمندی سرزد ہوئی جس پر ہندو کی خبروں میں دو چار جماعتوں کی طرف سے احتجاج اور اظہار نارضامندی کی اطلاعات شایع ہوتی رہتی ہیں ظاہر ہے کہ وہ غلمند نہ ہوتی تو یہ دلچسپ ہنگامہ کیونکر برپا ہوتا۔

## ڈاکٹر مونجے اور گول میز کانفرنس

گول میز کانفرنس کے مدعوین میں سب سے زیادہ مضحکہ خیز اور عبرت انگیز پوزیشن ڈاکٹر مونجے کی ہے ڈاکٹر صاحب ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مہاتما گاندھی کی قیادت اور رہنمائی کو قبول کیا حکومت کے خلاف سول نافرمانی کی قوانین توڑے، نمک بنایا قانون جنگلات کے خلاف سنیہ گرہ کی اور ہر طریقہ سے اس کانگریس کے اتباع کا اعلان کیا جس نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے مقاطعہ کر رکھا ہے مگر جب ان کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی تو بے تکلف اس کو قبول کر لیا اور کانگریس، مہاتما گاندھی اور سول نافرمانی سب کو دور سے سلام عرض کیا پھر جب اس تلون اور کھلی ہوئی بے اصولی پر اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ سر تیج بہادر سپرو اور مسٹر جیکار اور دوسرے بڑے بڑے ہندو لیڈروں نے مجھے دعوت کے قبول کرنے پر مجبور کیا تھا اور مجھ سے باصرار کہا تھا کہ اگر آپ کانفرنس میں شرکت نہ فرمائیں گے تو ہندو مفاد کو برباد کر دیں گے گویا وہ ۲۳ کروڑ ہندو لیڈر جو کانفرنس میں مدعو کئے گئے ہیں سب کے سب ہندو قوم مفاد کی حفاظت سے عاجز تھے اور تنہا ڈاکٹر مونجے ہی ایک ایسی ہستی تھی جو اس قوم کے مفاد کو برباد و تباہی سے بچا سکتی تھی لیکن ان کے اس بیان کے شایع ہوتے ہی سر تیج بہادر سپرو نے صاف اعلان کر دیا کہ نہ ان کی ڈاکٹر مونجے سے ملاقات ہوئی نہ انھوں نے کانفرنس کی شرکت کے لئے ان سے کچھ کہا اور نہ ہندو مفاد کی حفاظت کے لئے ان سے کوئی التجا کی۔ اب دنیا حیران ہے کہ ہندو مہاسبھا کے اس ممتاز ترین لیڈر اور اس کے صدر کی اس عجیب و غریب پوزیشن کے متعلق کیا رائے ظاہر کرے جس میں وہ بیک وقت دو کشتیوں پر قدم رکھتے ہیں اور ۲۳ کروڑ انسانوں کے سامنے علی الاعلان جھوٹ بولتے ہیں۔

ایک طرف یہ گندم نمائی و جو فروشی ہے اور دوسری طرف اجناب کے جذبات کا یہ حال ہے کہ علانیہ اپنے لندن جانے کا مقصد یہ ظاہر فرما رہے ہیں کہ دنیا کے سامنے مسلمانوں کے قومی مطالبات کی نامعقولیت ثابت کریں گویا آپ کے نزدیک لندن کانفرنس ایک اکھاڑہ ہے جس میں آپ اپنے مسلمان ہم وطنوں کے ساتھ کشتی لڑ کر اہل برطانیہ اور تمام یورپ اور امریکہ کے باشندوں کو اپنا تماشہ دکھائیں گے اور ہندوستان کی ذلت میں جو کسر ابتک باقی رہ گئی ہے وہ بھی پوری کر دیں گے ان جذبات کے ساتھ آپ کو قوم پرستی کا بھی دعوی ہے اور افسوس یہ ہے کہ جس مہاسبھا کی قیادت کا آپ کو شرف حاصل ہے اس کو بھی آپ کی قوم پرستی کے دعوے سے انکار کی جرات نہیں ہے ہمیں مسرت ہے کہ ناگپور کے باشندوں نے ڈاکٹر مونجے کے اس فعل پر ناراضی کا اظہار کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس پر بھی حیرت ہے کہ جو ہندو اخبارات بعض مسلمان لیڈروں کو ملامت کرنے میں حد سے متجاوز ہو جاتے ہیں وہ ڈاکٹر مونجے کے معاملہ میں کیوں خاموش ہیں حالانکہ جن مسلمان لیڈروں نے اپنے سابق مسلک کو چھوڑ کر گول میز کانفرنس میں شرکت قبول کی ہے انہوں نے کبھی اپنے طرز عمل کے متعلق اپنے ملک اور اپنی قوم کو دھوکہ نہیں دیا اور نہ اس قسم کی منافقت برتی جس کے برتنے کا شرف ناگپور کے ڈاکٹر کو حاصل ہوا ہے مسلمانوں میں اب تک ہر شخص یک طرفہ ہے جو کانگریسی ہے وہ پورا کانگریسی ہے جو ساکت ہے وہ بالکل ساکت ہے اور جو کانگریس کا مخالف ہے وہ علانیہ مخالف ہے اس قسم کی دوغلی سیاست سے ابھی تک کسی مسلمان کا دامن آلودہ نہیں ہوا ہے جس پر ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو آفات منافقت سے محفوظ رکھے۔

## ایک جائز شکایت

الہ آباد کا مشہور اخبار لیڈر اپنے ایک تازہ مقالہ میں کانگریسی کارکنوں کے جارحانہ طرز عمل کی شکایت کرتا ہوا لکھتا ہے:-

"ہم نے کانگریس کے اس دعوے سے کبھی انکار نہیں کیا کہ وہ ملک کی طاقتور ترین سیاسی جماعت ہے اور نہ کبھی ہم نے اس میں شک و شبہ کا اظہار کیا ہے کہ اگر کانگریسی حکومت خود اختیاری کی کسی اسکیم میں اپنی موزوں جگہ حاصل کریں تو وہ ہلک معاملات اور عام پالیسی میں بہت اہم آواز حاصل کر لیں گے مگر یہ بات مشکل ہی سے مناسب ہو سکتی ہے کہ وہ ان لوگوں کے حب وطن کا حق تسلیم کرنے سے انکار کر دیں جو مقصد میں اُن سے اتفاق رکھنے کے باوجود ان کے طریق کار سے اختلاف رکھتے ہیں اور ان کی بلاواسطہ کارروائی میں شریک ہونے سے معذور ہیں لہذا ہم نے ان تجاویز کو رنج و حیرت کے ساتھ سنا جو بعض کانگریسی حلقوں میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی دعوت قبول کرنے والوں کی بیحرمتی کرنے اور ان کے خلاف مظاہرے کرنے کے متعلق پیش کی جا رہی ہیں۔"

ہمیں معلوم ہے کہ یہ شکایت صرف "لیڈر" ہی کو نہیں ہے بلکہ ان تمام اعتدال پسند یا غیر کانگریسی ارباب سیاست کو ہے جو اپنے حب وطن اور ملک کی بہی خواہی میں کسی طرح کانگریسی لیڈروں سے کم نہیں ہیں مگر

ایمانداری کے ساتھ کانگریس کے طریق کار سے اختلاف رکھتے ہیں ہمارے نزدیک ایسے لوگوں کے خلاف مظاہرے کرنا یا ان کو ٹوڈی سرکار پرست وفادارانِ ازلی اور ایسے ہی بیہودہ خطابات سے یاد کرنا اور اس طریق کار کے استعمال کرنے میں ان کی مزاحمت کرنا جس کو وہ دیانتداری کے ساتھ اپنی رائے میں صحیح اور ملک کے لئے مفید سمجھتے ہیں کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا اور اس معاملہ میں کانگریسی حضرات ہرگز حق بجانب نہیں کہے جاسکتے۔ اگر کانگریسیوں نے ملک کے لئے قربانیاں کی ہیں اگر وہ ملک کی آزادی کے واسطے سرفروشانہ جدوجہد کرتے ہیں تو وہ بلاشبہ قابل احترام ہیں اور اس کے مستحق ہیں کہ ملک انکی خدمات کی قدر کرے مگر ان خدمات کے معاوضہ میں ان کو یہ حق کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتا کہ وہ دوسرے اپنے ہی جیسے مہمان وطن اور ہی خواہان ملک کو سیاسی مسائل میں کانگریس کے خلاف رائے رکھنے اور کانگریس کی راہ سے الگ راہ چلنے کے حق سے محروم کریں۔ وہ دلائل سے ان رائے اور ان کے طریق کو غلط ثابت کرسکتے ہیں وہ افہام وتفہیم سے ان کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرسکتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ وہ اتنا ہی کرسکتے ہیں کہ اخلاقی اثر ڈال کر یا ان کے جذبات سے اپیل کرکے انھیں اپنی راہ پر لانے کی سعی کریں مگر اس جائز حد سے تجاوز کرکے اگر وہ غیر کانگریسی لیڈروں کو گالیاں دیں گے انھیں بے حرمت کرنے، ان کے خلاف مظاہرے کرینگے تو یقیناً ان کا یہ فعل ناجائز ہوگا اور غیر جانبدار دنیا یہ رائے قائم کرنے میں بالکل حق بجانب ہوگی کہ کانگریسی جماعت بھی ویسی ہی ایک مستبد اور جابر قوت ہے جیسی برطانوی حکومت ہے البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ حکومت کے وسائل جبر لاٹھیاں اور بندوقیں اور پولیس اور فوج ہیں اور کانگریس کے پاس ان قوتوں کے بجائے پکٹنگ اور مظاہرے اور سب وشتم کی قوتیں ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کا یہ طرز عمل سیاسی تدبر کے بھی منافی ہے کیونکہ اس سے ایک طرف وہ ان طبقوں میں اپنے خلاف تلخ جذبات پیدا کردیں گے جو ان سے طریق کار میں اختلاف رکھنے کے باوجود مقصد میں اتفاق رکھتے ہیں اور دوسری طرف ان طبقوں کو جھیڑ کر ایک اچھی خاصی خانہ جنگی کی بنیاد رکھدیں گے جو کانگریس کی پالیسی سے مطمئن نہیں ہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے دوسرے ذرائع استعمال کرنا چاہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ کانگریس کی رائے میں غلطی پر ہوں لیکن جبکہ کانگریس ان کو مطمئن کرنے سے پہلو تہی برت چکی ہے تو اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ان کی راہ میں مزاحمت کرکے انھیں اور زیادہ شکایت کا موقع دے۔

## مسٹر پکتھال کا ترجمۂ قرآن

ہم نے یہ بات بڑی مسرت کے ساتھ سنی کہ مسٹر محمد نارڈوک پکتھال ایک عرصہ سے قرآن مجید کا جو ترجمہ انگریزی زبان میں کررہے تھے وہ عنقریب پریس سے شایع ہونے والا ہے۔ مسٹر پکتھال ایک مخلص نومسلم ہونے کے ساتھ اسلام کے ایک اچھے محقق اور زبان عربی کے فاضل ہیں اور سالہا سال تک انہوں نے علوم دینیہ کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا ہے پھر وہ ایک انگریز ہونے کی وجہ سے ہم اہل مشرق کے مقابلہ میں اس امر کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں کہ اسلام کے کن مسائل کے متعلق ایک عام یورپین دماغ میں کس قسم کے شبہات پیدا ہوتے ہیں اور ان کو کس پہلو سے رفع کرنا چاہیئے اس لئے انگریزی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کے لئے درحقیقت ان سے زیادہ موزوں اور کوئی شخص نہیں ہوسکتا تھا لیکن انہوں نے اس متبرک کام کے لئے صرف اتنی ہی مشقت برداشت نہیں کی کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کیا اور ایک مختصر تفسیر تیار کی بلکہ خاص اس کام کے لئے مصر کا سفر کیا اور وہاں چھ مہینے تک مقیم رہکر علامہ شیخ مصطفےٰ المراغی سابق شیخ الشیوخ جامعہ ازہر اور شیخ محمد احمد الفمراوی اور ہز ایکسلنسی فواد سلیم بے مجازی جیسے فضلا کی نگرانی میں اس پر نظر ثانی کی اور ترجمہ وتفسیر کو صحیح اور مستند بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جس کی تصدیق علامہ مراغی نے اپنے ایک خط میں فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں مسٹر پکتھال کے ساتھ اعلیٰ حضرت فرمانروائے دکن بھی تمام عالم اسلامی کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے موصوف کو اس مقدس کام کے لئے کامل دو سال تک سالم تنخواہ پر رخصت عطا کی اور انھیں اجازت دی کہ جہاں چاہیں رہکر اس کام کو مکمل کریں اگر ریاست حیدرآباد سے ان کو یہ غیر معمولی امداد نہ ملتی تو غالباً کئی سال تک یہ ترجمہ تیار نہ ہوسکتا۔

## جمیت العلماء کی مالی امداد

ہمیں جمعیت علماء ہند کی جانب سے ایک اپیل موصول ہوا ہے جس میں جمعیت کی خدمات دینی اور وطنی کے سلسلہ میں اس کے پیش نظر کام کی تفصیلات بیان کرکے مسلمانوں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس کی مالی امداد کریں ہم اس اپیل کی دل سے تائید کرتے ہیں اور مولوی کے ناظرین سے بزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس آواز پر صرف لبیک کہیں جمعیۃ علماء ہند اس ملک میں مسلمانوں کے دینی رہنماؤں کی واحد جمعیت ہے اگرچہ چند روز سے ایک اور جماعت توسیع نظام العلماء کے نام سے قائم کردی گئی ہے لیکن وہ محض نفاق واختلاف اور آپس کی پھوٹ کا ایک شاخسانہ ہے اور اسی ذہنیت کا نتیجہ ہے جس نے بدقسمتی سے ہر اختلاف رائے کے بعد مسلمانوں کی ایک دو نئی جمعیتیں بنا دی ہیں ورنہ علماء کی اصلی جمعیت جس طرح پہلے یہی جمعیت العلماء تھی اسی طرح اب بھی ہے اور وہ جن اعلیٰ درجہ کے دینی مقاصد کے لئے قائم ہے ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کا فرض ہے اس کو قائم ودرقرار رکھتے اور اس کی خدمات کو فروغ دینے کے لئے فراخ حوصلگی کے ساتھ اس کی اعانت کریں۔ خصوصیت کے ساتھ یہ وقت اس کی زندگی میں اور بھی نازک ہے کہ اس کے سرگرم ناظم جناب مولانا احمد سعید صاحب قید فرنگ میں اسیر ہیں اور آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے فاضل صدر علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب بھی زیادہ عرصہ تک آزاد نہ رہ سکیں گے۔

اگر آپ کی خواہش ہے کہ ہندوستان بھر سے سستا اور صحیح قرآن شریف اور کتابیں ملیں تو حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے۔ منیجر

# کتاب الاسلام

## باب الصلوٰۃ

### قرآن مجید کی تلاوت کے متعلق چند ہدایات

قرآن مجید کی تلاوت کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ جب پڑھنے کا ارادہ کرے تو وضو کرلے اور پاک وصاف مقام پر بیٹھکر تلاوت کرے۔ اور شروع کرنے سے پہلے اعوذ اور بسم اللہ پڑھے۔ شروع تلاوت میں اعوذ پڑھنا واجب ہے۔ اور بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔

آج کل کے بعض حافظوں اور قاریوں جو اعوذ باللہ اور بسم اللہ ایجاد کی ہے مثلاً اعوذ باللہ العلی العظیم الرجیم الکریم اور بسم اللہ المجید العزیز الکریم۔ اسکی کوئی اصلیت نہیں معلوم نہیں یہ اضافہ کیوں کیا گیا ہے۔ اور اس تصنیف و تالیف سے کیا فائدہ مقصود ہے۔

اور گرمی کے موسم میں صبح کے وقت قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور سردی کے موسم میں رات کے اول حصے میں بہتر ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا جس نے صبح کے وقت قرآن مجید ختم کیا اللہ کے فرشتے شام تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جس نے رات کے اول حصے میں ختم کیا اللہ کے فرشتے صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

حدیث کی صحیح کتاب دارمی شریف میں یہ روایت درج ہے۔ حضرت امام صالح جزائری اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اگر تم زیادہ اجر و ثواب چاہتے ہو تو گرمی کے موسم میں صبح کے وقت اور سردی کے موسم میں رات کے شروع حصے میں قرآن مجید ختم کرو اجر میں بہت زیادہ ہے۔

اور تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ حضور سرور عالم فرماتے ہیں جس نے تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کیا اس نے کچھ نہیں سمجھا۔

اور لیٹ کر قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ دل متوجہ ہو۔ اسی طرح کام میں مشغول ہونے کی صورت میں بھی پڑھنا جائز ہے لیکن دل کا متوجہ ہونا ضروری ہے۔ اور قرآن مجید دیکھکر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔ اور غسل خانہ یا واقع نجاست میں قرآن پڑھنا ناجائز ہے۔ اور جب کسی جگہ بلند آواز سے قرآن مجید پڑھا جاوے تو حاضرین پر سننا فرض ہے بشرطیکہ وہ مشغول سننے کے لئے مقعد ہوئی ہو۔ ورنہ ایک شخص کا سننا کافی ہے۔ اور کسی مجلس میں یا ایک وقت بہت سے آدمیوں کا بلند آواز سے قرآن پڑھنا حرام ہے ایسا کرنا قرآن سے بے ادبی ہوتی ہے اگر چند اشخاص پڑھنے والے ہوں تو سب کو آہستہ پڑھنا چاہیئے۔

اور بازار اور شارع عام پر اور ایسے مقامات پر جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہیں سنیں گے تو اس بے اعتنائی کا گناہ پڑھنے والے پر ہوگا اور جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہو یا کوئی طالب علم سبق یاد کر رہا ہو وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ اور قرآن مجید کا سننا بہ نسبت پڑھنے کے زیادہ باعث اجر ہے۔

اور اگر قرآن شریف پڑھتے وقت کوئی قابل احترام شخص آجائے تو تلاوت کرتے ہوئے اسکی تعظیم کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی شخص قرآن مجید غلط پڑھ رہا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ اسکو غلطی سے آگاہ کردے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا نہ ہو۔

اور اگر کوئی شخص عارضی طور پر کسی سے قرآن شریف مانگ کر لائے اور اس میں کتابت کی غلطیاں ہوں تو اس پر واجب ہے کہ ان غلطیوں کی اصلاح کردے اور اگر زیادہ ہوں تو وقتاً فوقتاً صحیح کردے۔ اور اگر کوئی شخص روزانہ قرآن شریف پڑھتا ہے اور زیادہ منتظم میں پڑھتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ سب فرصت اس کے مطالب پر بھی غور کرے اور جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کو تفسیر میں دیکھ لے یا کسی جاننے والے سے پوچھ لے۔ اور مضامین قرآن پر غور کرنے سے نہ صرف معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ دل و دماغ میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اہل اللہ اس مقدس کتاب کو ذوق و شوق کے ساتھ پڑھتے تھے اور اس کے مطالب و معانی پر غور کرتے تھے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ اس کی تلاوت کے لئے بھی وقت نہیں ملتی اور اگر فرصت ملتی ہے تو اسکو پڑھنا اور اس کے معانی پر غور کرنا باعث تکلیف سمجھا جاتا ہے صبح سے شام تک ہزاروں اخبار و رسائل اور ہزاروں کتابیں پڑھی جاتی ہیں لیکن قرآن شریف کی تلاوت کیلئے فرصت نہیں ملتی اور اگر کبھی بیٹھے بیٹھے تو ایک پارہ پڑھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج نوے فی صدی آدمی مضامین قرآن سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ عقائد۔ اخلاق اور طہارت کے مسائل کس جگہ ہیں۔ اور بزرگوں کے قصے کیوں بیان کئے گئے ہیں اور ان میں عبرت و نصیحت کے کیا کیا پہلو ہیں۔ یہ ساری مصیبتیں اس لئے ہیں کہ قرآن کریم سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ اور اس کی عظمت سے واقفیت نہیں اگر آج مسلمانوں کو قرآن مجید سے دلچسپی پیدا ہوجائے اور وہ اس کے مضامین سے آگاہ ہوجائیں تو ان کی زندگی کے ہر شعبے میں ایک انقلاب پیدا ہوسکتا ہے

### قرأت میں غلطی ہونے کا بیان

اس بات پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اگر قرأت میں کوئی ایسی غلطی ہوجائے جس سے معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہوجاتی ہے ورنہ نہیں ہوتی۔ یعنی اعراب کی اگر ایسی غلطیاں ہوجائیں جس سے معنی بدل جاتے ہیں تو نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر معنی نہ بگڑتے ہوں تو فاسد نہیں۔

اور اگر کسی نے تشدید کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جیسے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین میں دی پر تشدید ہے اور اس تشدید کو نہ پڑھا جیسے الحمد للہ رب العالمین میں دوب پر تشدید ہے اور کسی نے تشدید کو نہ پڑھا تو نماز ہوجائے گی کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کسی نے تخفیف کی جگہ تشدید پڑھی مثلاً فمن اظلم من کذب علی اللہ

میں "ذ" کو "ز" کے ساتھ پڑھا تو نماز ہو جائے گی یعنی اس تغیر سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

اور اگر حرف زائد کرنے سے معنی فاسد نہ ہوں تو نماز ہو جائیگی اور اگر معنی فاسد ہوگی۔

اور کسی حرف کو دوسرے کلمے کے ساتھ وصل کر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی مثلاً۔ ایاك نعبد اسی طرح اگر کسی نے بے موقع وقف کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً۔ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت پر وقف کیا اور چند منٹ کے بعد یہ پڑھا اولئك هم خير البرية تو یہ باعث فساد نہیں لیکن ایسا کرنا بہت قبیح۔

اور اگر کسی نے کوئی کلمہ زیادہ کر دیا لیکن معنی فاسد نہیں ہوتے تو نماز ہو جائیگی اور اگر معنی فاسد ہو جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔

اور اگر کسی نے کسی کلمے کو چھوڑ دیا لیکن معنی فاسد نہ ہوئے جیسے جزاء سيئة سيئة مثلها میں سيئة پڑھا اور سيئة نہ پڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر کلمے کو چھوڑ دینے کی وجہ سے معنی فاسد ہو جائیں جیسے فمالهم لا يومنون میں لفظ "لا" نہ پڑھا تو نماز جاتی رہے گی یعنی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر کسی نے کوئی حرف کم کر دیا اور اس سے معنی فاسد ہو گئے مثلاً خلقنا میں "غ" کو چھوڑ دیا یا جَعَلْنَا کو بغیر جیم کے پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی فاسد نہ ہوں تو نماز ہو جائیگی۔

اور اگر کسی نے ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا اور معنی فاسد نہ ہوئے تو نماز نہ ہو جائے گی جیسے علیم کی جگہ حکیم اور اگر معنی فاسد ہو جائیں گے تو نماز نہ ہوگی مثلاً وهن علينا انا كنا فاعلين میں فاعلین کی جگہ غافلین پڑھا تو نماز نہیں ہوگی۔ اور حروف کی تقدیم و تاخیر میں بھی اگر معنی فاسد ہو جائیں گے تو نماز فاسد ہوگی اور اگر معنی فاسد نہ ہوں گے تو کوئی حرج نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے قل هو الله احد کی بجائے هو الله احد قل پڑھ دیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر کسی نے ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم کی بجائے ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی اس کو دوبارہ نماز پڑھنی چاہئے۔

اور اگر کسی نے ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ پڑھا اور اس سے وقف کیا تو نماز ہو جاوے گی مثلاً ایک شخص نے والعصر ان الانسان پڑھا اور کچھ دیر وقف کیا اور پھر ان الابرار لفی نعیم پڑھا تو نماز ہو جائے گی اور اگر وقف نہیں کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر کسی شخص نے کسی کلمے کو مکرر پڑھا اور معنی فاسد نہیں ہوتے تو نماز ہو جائے گی اور اگر معنی فاسد ہو گئے تو نماز نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک شخص نے رب العالمین یا مالك مالك يوم الدين پڑھا اور یہ خیال کیا کہ پروردگار عالم کا ایک رب ہے اور مالک یوم الدین کا ایک مالک ہے تو اس صورت میں معنی فاسد ہو گئے اور نماز نہیں ہوگی اور اگر کسی شخص نے تصحیح مخارج کی نیت سے دوبارہ پڑھا یا پڑھتے وقت کوئی ارادہ نہیں تھا تو ان سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی یعنی فاسد نہیں ہوگی۔

اور اگر کسی شخص نے ثین کی جگہ سین۔ اور قاف کی جگہ کاف پڑھا اور اس وجہ سے پڑھا حرف اس کی زبان سے ادا نہیں ہوتا یعنی باوجود کوشش کے وہ حرف ادا نہیں کر سکتا تو اس صورت میں وہ مجبور ہے اس کی نماز ہو جائے گی طبقات ابن سعد میں لکھا ہے کہ حضرت بلال کی زبان کس قدر موٹی تھی اور وہ ہمیشہ ثین کی جگہ سین اور قاف کی جگہ کاف پڑھتے تھے ان کی مجبوری کی وجہ سے ان پر اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

# امامت کے مسائل اور فضائل

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے ایک روز امامت کے فضائل اور مسائل بیان کئے اور ارشاد فرمایا تم میں امامت کا مستحق وہ ہے جو قرآن زیادہ جانتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن مالک بن نعیم ہمارے ہاں آئے، ظہر کی نماز کا وقت تھا جماعت تیار تھی ہم نے کہا آئیے، نماز پڑھائیے، کہا میں نماز نہیں پڑھاؤں گا، آپ اپنے آدمیوں میں سے کسی کو آگے کر دیجئے، ہم نے پوچھا کیوں؟ فرمایا میں نے حضور سرور عالم سے یہ سنا ہے کہ جو شخص کسی قوم کی ملاقات کو جائے تو ان کی امامت نہ کرے۔ جن سے ملاقات مقصود ہے ان ہی میں سے کوئی شخص امامت کرے، ہم نے اس مسئلہ کو یاد کر لیا اور دوسروں کے سامنے بیان کیا۔

اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دو شخصوں کی حالت قابل افسوس ہے، حق تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ایک شخص جو کسی گروہ کا امام ہے اور وہ لوگ کسی شرعی قباحت کی وجہ سے اسے حقیر سمجھتے ہیں اور اس کی امامت سے نفرت کرتے ہیں اور ایک وہ شخص جو کسی دنیاوی سبب سے اپنے مسلمان بھائی سے ترک تعلقات کرے اور اس سے ملنا جلنا چھوڑ دے۔

اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ کچھ آدمی مسجد میں جمع ہوں گے اور ایک دوسرے کو امامت کے لئے منتخب کریں گے لیکن کسی کو امام نہیں پائیں گے یعنی کسی میں امامت کی صلاحیت نہ ہوگی اور حضور نے فرمایا جب تم کسی کے گھر جاؤ تو اس کے گھر میں یا اس کی مملکت میں امامت نہ کرو اور اس کی مسند پر نہ بیٹھو ہاں اگر وہ اجازت دے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص کسی جماعت کو نماز پڑھائے تو اس کی آسانی کا لحاظ رکھے یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جماعت میں کمزور اور بیمار اور بوڑھے آدمی بھی شامل ہوتے ہیں اور زیادہ طویل قرأت سے ان کو تکلیف ہوتی ہے پس جہاں تک ہو سکے تخفیف کرے ہاں اگر تنہا نماز پڑھنے کا ارادہ ہے تو جتنا چاہے طول دے لیکن ہر حال میں توجہ اور اطمینان کی ضرورت ہے یعنی بے اعتنائی اور بے پرواہی سے نماز پڑھنا مناسب نہیں۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالمؐ نے فرمایا۔ میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور طویل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن مجھے یہ خیال آتا ہے کہ کہیں اس طوالت کی وجہ سے کاروباری آدمیوں کو اور ضعیفوں اور مریضوں کو ناگواری محسوس نہ ہو اور وہ برداشتہ خاطر نہ ہو جائیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میں طویل کرنے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن جب میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس وجہ سے کہ شاید اس کے رونے سے اس کی ماں کو رنج ہو اور وہ نماز کو مصیبت سمجھنے لگے۔

اس حدیث کی شرح میں امام شیخ تجدہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اماموں کے لئے شمع ہدایت ہے اور اس میں عبرت اور نصیحت کا درخشاں پہلو ہے جو اشخاص جذبات عامہ کا احساس نہیں رکھتے اور محض اپنی تسریف و توصیف کے خیال سے یا اپنی قابلیت ظاہر کرنے کے لئے قرأت میں طوالت پیدا کرتے ہیں وہ مقتدیوں پر احسان نہیں کرتے بلکہ ظلم کرتے ہیں۔ میں نے اکثر مشاہدہ کیا ہے کہ جو ائمہ ناعاقبت اندیشی کے ساتھ نماز پڑھاتے ہیں اور مقتدیوں کے آرام کا خیال نہیں رکھتے ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے والوں کی تعداد کم ہوتی ہے اور ان کے مقتدی گھر میں نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں پس سمجھدار ائمہ کو چاہیئے کہ وہ اس حدیث پر غور کریں اور عمل کریں

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا تین باتیں کسی سمجھدار مسلمان کیلئے جائز نہیں، اوّل یہ کہ اگر وہ امامت کرے تو ایسا ہرگز نہ کرے کہ صرف اپنے لئے دعا کرے اور مقتدیوں کو چھوڑ دے اگر اس نے ایسا کیا تو گویا مقتدیوں کی خیانت کی۔ دوم یہ کہ کسی کے گھر کے اندر بغیر اجازت نہ جھانکے اگر اس نے ایسا کیا تو گویا گھر والوں کی خیانت کی سوم یہ کہ جب پیشاب وغیرہ کی حاجت ہو تو نماز نہ پڑھے بلکہ احتیاج سے فارغ ہو کر نماز پڑھے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گویا نماز میں خیانت کی۔

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نے ایک دن نماز پڑھائی اور سلام پھیرنے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں تمہیں چاہیئے کہ میری متابعت کرو جب میں سجدہ کروں تو سجدہ کرو اور جب میں رکوع کروں تو رکوع کرو غرض کسی بات میں مجھ پر سبقت نہ کرو۔

## "امامت" کی شرطیں

جو شخص امامت کا فرض ادا کرتا ہے اس کے لئے چھ شرطیں ہیں مسلمان ہونا۔ بالغ ہونا عقلمند ہونا۔ مرد ہونا۔ قاری ہونا اور معذور نہ ہونا۔ اور عورتوں کی امامت کیلئے مرد کی ضرورت نہیں عورت بھی امام ہو سکتی ہے اور اگر کسی شخص کو چند عذر ہوں اور ایک شخص کو ایک عذر ہو تو ایک عذر والا اپنے سے زیادہ عذر والے کی امامت کر سکتا ہے اور اگر امام اور مقتدی دونوں معذور ہوں یعنی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے اور دوسرے کو قطرہ آنے کا تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔ اور ایک معذور دوسرے معذور کی اقتدا کر سکتا ہے۔ مثلاً فرض کیجئے ایک شخص کو قطرہ آنے کا مرض ہے اور دوسرے کو بھی یہی مرض تو وہ آپس میں ایک دوسرے کی امامت کر سکتے ہیں اور اگر ایک شخص کو ایک عذر ہے اور دوسرے کو دو عذر ہیں تو ایک عذر والا دو عذر والے کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ اور دو عذر رکھنے والا ایک عذر والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اور ایسے اشخاص جن کے عقیدے خراب ہیں اور جن کی بدعقیدگی حد کفر تک پہنچ گئی ہے مثلاً یہ عقیدہ رکھنے والا کہ حضرت صدیق اکبر یا فاروق اعظم یا عثمان غنی خلافت کے مستحق نہ تھے۔ زبردستی خلیفہ بن گئے یا ایسا شخص جو یہ کہتا ہے کہ اعمال کی جزاء و سزا صرف دنیا میں ملتی ہے اور ایسا شخص جو عذاب قبر سے انکار کرتا ہے ایسے اشخاص کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اور جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور سرور عالم ایک معمولی آدمی تھے، ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ اور اقتدا کے لئے بھی چند شرطیں ہیں۔ اقتدا کی نیت۔ امام اور مقتدی کا ایک مکان میں ہونا۔ اور مقتدی کا امام سے مقدم نہ ہونا۔ اور اگر کسی سوار نے پیادہ کی اقتدا کی یا کسی پیدل نے سوار کی اقتدا کی یا مقتدی اور امام دونوں سواریوں پر ہیں تو ان صورتوں میں اقتدا نہ ہوگی کیونکہ دونوں کے مکان مختلف ہیں۔ اور اگر دونوں ایک سواری پر ہوں تو پیچھے والا آگے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔ اور اگر امام اور مقتدی کے درمیان اتنا راستہ ہو کہ بیل گاڑی جا سکے تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اگر بیچ میں نہر ہو جس میں کشتی چل سکے تو اقتدا صحیح نہیں۔ اور اگر امام اور مقتدی کے درمیان عظیم الشان حوض ہے تو اقتدا صحیح نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر حوض کے آس پاس صفیں برابر متصل ہوں اور حوض مختصر ہو تو اقتدا صحیح ہے۔ اور اگر امام اور مقتدی کے بیچ میں ایک استہ ہو اور اس راستہ میں صفیں قائم ہو گئیں تو اقتدا صحیح ہے اسی طرح اگر نہر پل ہے اور اس پر صفیں متصل ہوں تو اقتدا صحیح ہوگی۔ اور اگر کسی میدان میں جماعت قائم ہوئی اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اس میں دو صفیں قائم ہو سکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں ہوگی۔ اور عیدگاہ میں خواہ کتنا ہی فاصلہ امام اور مقتدی کے درمیان ہو وہ مانع اقتدا نہیں۔ اور اگر دو کشتیاں آپس میں بندھی ہوں اور ایک پر امام اور دوسری پر مقتدی ہو تو اقتدا صحیح ہے اور اگر دونوں کشتیاں الگ الگ ہوں تو اقتدا صحیح نہیں ہوگی۔ اور امام اور مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو مثلاً ایک دروازہ ہے جس میں جالیاں لگی ہیں اور اس میں سے امام نظر آتا ہے یا فرض کیجئے کوئی میز یا کرسی حائل ہے تو یہ چیزیں مانع اقتدا نہیں اور جس مکان کی چھت مسجد سے بالکل متصل ہے اور بیچ میں راستہ نہیں ہے تو اس چھت پر سے اقتدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر بیچ میں راستہ ہو تو اقتدا صحیح نہیں اور اگر مسجد کے متصل کوئی دالان ہے تو اس میں مقتدی اقتدا کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ امام کا حال مخفی نہ ہو اور اگر مسجد سے باہر کوئی چبوترہ ہے اور امام مسجد میں ہے۔ تو مقتدی اس چبوترے پر اقتدا کر سکتا ہے جبکہ صفیں متصل ہوں اور اگر امام کو یہ خیال تھا کہ میں باوضو ہوں اور حقیقت میں وہ بے وضو تھا اور چند منٹ کے بعد اسے خیال آیا کہ میں بے وضو ہوں تو امام اور مقتدی کی نماز نہیں ہوئی۔ اور کسی عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا اس وقت مانع اقتدا ہے جبکہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو۔ اور اگر کسی مسجد میں جماعت ہو رہی ہے اور پہلی صف میں مرد ہیں اور ان کے بعد عورتوں کی صف تو عورتوں کے پیچھے جتنے مرد نماز پڑھ رہے ہیں ان کی نماز نہیں ہوگی اور اگر کسی مسجد میں بالاخانہ ہے اور اس پر عورتوں نے امام کی اقتدا کی اور بالاخانہ کے نیچے مردوں نے اسی کی اقتدا کی تو اگرچہ مرد عورتوں سے پیچھے ہوں لیکن ان کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر عورتوں کی صف نیچے ہو اور مرد بالاخانے پر ہوں تو ان میں جتنے مرد عورتوں کی صف سے پیچھے ہوں گے ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر ایک ہی صف میں ایک طرف مرد کھڑے ہوں اور دوسری طرف عورتیں تو صرف ایک مرد کی نماز نہیں ہوگی جو درمیان میں ہے باقی آدمیوں کی نماز ہو جائے گی۔

یہ احتیاط اس وجہ سے ضروری سمجھی گئی ہے کہ عورت اور مرد کے پاس ہونے کی وجہ سے خیالات میں انتشار واقع ہو جاتا ہے اور نتیجہ اچھا ظاہر نہیں ہوتا۔

# معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۖ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

(ترجمہ) ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا۔ اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں مگر صرف دھوکہ کا سودا ہے البتہ آگے کو آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں میں اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل کی آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں میں سے جو مشرک ہیں اور اگر صبر کرو گے اور پرہیز رکھو گے تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔"

اوپر کی آیت میں حق سبحانہ تعالیٰ نے علمائے یہود کی نفس پرستی کا ذکر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اے رسول عربی اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو آپ اس سے شکستہ خاطر نہ ہوں یہ ان کی قدیم عادت ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو جھٹلاتے رہے ہیں ان بدنصیبوں نے ہمارے ان پیغمبروں کو قتل کیا ہے جن کے ہاتھ پر معجزات ظاہر ہوئے اور جن کو ہم نے صحیفے دیئے تھے اور یہ علمائے یہود یہ متمردانہ حرکتیں اس وجہ سے کرتے رہے ہیں کہ ان کو دنیا کی رنگینیوں اور رعنائیوں نے مسخر کر رکھا ہے اور وہ فانی لذتوں پر مٹے ہوئے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر انسان کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے ہر ذی حیات کی حیات ختم ہونے والی ہے ہر شخص کسی نہ کسی دن موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور اے لوگو تم جو کچھ عمل کر رہے ہو ان کا بدلہ تم کو قیامت کے دن ملنے والا ہے اور یاد رکھو کہ جو شخص قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ بیشک اپنی مراد کو پہنچا اور دنیا کی چند روزہ زندگی دھوکے کی پونجی کے سوا کچھ نہیں اور اے مسلمانو! تم اپنی جانوں کے نقصان اور اپنے مالوں کی کمی میں آزمائے جاؤ گے یعنی جان و مال میں ضرور تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تم ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور نیز ان لوگوں سے جنہوں نے شرک اختیار کر رکھا ہے ضرور بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے اور اگر تم سب ان مصیبتوں پر صبر کرو گے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو گے تو بیشک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس آیت میں حق سبحانہ وتعالیٰ جل مجدہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے بیجا اعتراضات اور ان کی تکذیب اور ہر زہ سرائیوں پر صبر کا حکم دیا ہے معتبر احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ آقائے کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ آپ ہمیشہ ہر قسم کی گستاخیوں اور ہر زہ سرائیوں کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرتے تھے اور حضور کو مخالفین سے بسا اوقات تکالیف پہنچتی تھیں ان پر صبر فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں اس آیت کا سبب نزول یہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لئے جاتے تھے راستے میں ایک جگہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا مجمع دیکھکر آپ رک گئے اور آپ نے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کے متعلق ایک مؤثر تقریر کی اور فرمایا کہ ہمارا اور تمہارا خالق و مالک ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے وہ حی و قیوم ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں وہ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے اور ہر عیب سے پاک ہے وہ سب کچھ جانتا ہے سب کچھ دیکھتا اور سب کچھ سنتا ہے اس کا علم ہر شئے کو محیط ہے اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں وہ سب کا رازق اور تمام عالم کا پالنے والا ہے وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں اس کے ہم پر بیشمار احسانات ہیں اس نے ہم کو عقل و فہم آنکھ ناک دماغ کان ہاتھ پاؤں قلب اور صحت دی ہے اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ ہمارے فائدہ کے لئے ہوا چلاتا ہے آفتاب و ماہتاب کو طلوع و غروب کرتا ہے بارش کرتا ہے اور ہم پیاسوں کی ہزاروں نہریں بنائی ہیں وہ سب کو محیط ہے اس کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا کسی کو اس پر قابو نہیں اور کوئی شخص اس کے حکموں میں دخل نہیں دے سکتا نفع و ضرر اسی کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے بلند کرے اور جس کو چاہے ذلیل کرے وہ نہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا اور نہ اس کے بیوی ہے وہ ان جھگڑوں سے پاک ہے۔ وہ رحیم و کریم ہے وہ گناہوں کا بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے وہ اچھے کاموں سے خوش ہوتا ہے اور برے کاموں سے ناراض ہوتا ہے ہمارا سب کا یہ اولین فرض ہے کہ اس کی اطاعت قبول کریں اور اسکی نافرمانی سے اجتناب کریں اور اس کے احکام کو پیش نظر رکھیں۔ اے حاضرین میں تم سے کہتا ہوں کہ اسکی وفاداری کا عہد کرو اس کے احکام کو نہ ٹھکراؤ دنیا فانی ہے اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے سمجھدار وہ ہے جو اپنے اصلی وطن کو فراموش نہیں کرتا اور آنے والے سفر کے لئے تیاری کر رہا ہے میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ اس زندگی کے ختم ہونے کے بعد ایک دوسرا عالم آنے والا ہے پس اس کے لئے تیاری کرو اور راہ راست اختیار کرو اس تقریر کو سنکر ایک یہودی عالم اور ایک

عیسائی اور چند بت پرستوں نے کہا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں مگر ہماری مجالس میں اگر آپ ہمیں ایسی نصیحتیں نہ کیا کیجئے ہاں اگر ہم آپ کے مکان پر آئیں تو آپ کو حق حاصل ہے کہ آپ ہمیں سمجھائیں۔

یہ ایک نہایت دل شکن اور تلخ فقرہ تھا مگر حضور نے اس کو سن کر صبر کیا آپ کے صبر و استقلال کا یہ نتیجہ نکلا کہ اسی مجمع اور اسی مجلس میں سے چند اشخاص کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے امین! آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ حق ہے ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ سچے ہیں آپ ضرور ہماری مجالس میں اگر ہمیں نصیحت کیا کیجئے ہمیں آپ کی تقریر میں ایک خاص لطف محسوس ہوتا ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ آپ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہ اپنے رب کے حکم سے فرماتے ہیں اور ہمیں آپ کی باتوں میں صداقت نظر آتی ہے۔

انصاف پسند اشخاص اس گفتگو کو سنکر اہل کفر مشتعل ہو گئے اور جنگ کے آثار نمایاں ہو گئے حضور سرور عالم نے اس کو روک دیا اور امن قائم رکھنے کی ہدایت کی اس کے بعد حضور اقدس تشریف لیجانے لگے اس موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ آگے بڑھے اور کہا یا رسول اللہ میں یقین کرتا ہوں کہ بیشک آپ داعی حق ہیں آپ کی دعوت صدق و اخلاص پر مبنی ہے میں آپ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور اسلام قبول کرتا ہوں بعد ازاں حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کلمہ طیبہ پڑھا اور حضور کی معیت میں سعد بن عبادہ کے مکان تک گئے۔ تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صبر و استقلال ہی کا نتیجہ ہے کہ چشم زدن میں حضور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور آپ کا مقدس پیغام ساری دنیا میں پہنچ گیا وہ اشخاص جو حضور کے خونخوار دشمن تھے اور سخت مخالف تھے حضور کے غلام بن گئے اور جاں نثار رفیق بن گئے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مقامات جو حضور کے مخالفین کے مراکز تھے آج اسلام کے نور سے منور ہیں اس حقیقت سے کوئی انصاف پسند شخص انکار نہیں کر سکتا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس قدر صابر تھے اور اس قدر رحمدل تھے کہ آپ نے اپنے دشمنوں اور ستانے والوں سے کبھی کوئی انتقام نہیں لیا حتیٰ کہ ان کے حق میں بددعا بھی نہیں کی مشہور واقعہ ہے کہ جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے کے لئے طائف گئے تو وہاں کے شریر بت پرستوں نے آپ پر اس قدر پتھر برسائے کہ آپ لہولہان ہو گئے اور بیہوش ہو کر گر پڑے پھر جب حضور کو ہوش آیا تو ایک رفیق سفر نے کہا کہ یا رسول اللہ ان ظالموں نے آپ پر شدید ظلم کیا ہے آپ ان کے حق میں بددعا کیجئے حضور نے فرمایا اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون اے اللہ میری قوم کی خطائیں معاف کر دو مجھکو نہیں جانتے

اگر انسانی فطرت پر غور کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب انسان کو ایذا پہنچتی ہے تو اس کے دل میں رنج و غم ضرور پیدا ہوتا ہے اور اس کے دل کی کیفیت الفاظ کی صورت میں زبان سے ظاہر ہوتی ہے یعنی مظلوم کی زبان سے کچھ برے الفاظ ضرور نکل جاتے ہیں جو اس کے دل کی کیفیت کے ترجمان ہوتے ہیں لیکن اللہ اکبر حضور اکرم کس قدر صابر اور تحمل کی طرف اور رحمدل تھے کہ شدید تکالیف برداشت کرنے کے بعد بھی ظالموں کے حق میں کوئی بد جملہ نہیں کہا کیا اس واقعہ سے حضور کی عظیم الشان صداقت ظاہر نہیں ہوتی۔

ایک اور مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ بدر کی جنگ میں جب حضور کو شاندار فتح حاصل ہوئی تو آپ کے دشمنوں میں سے بہت سے اشخاص قید ہو کر حضور کی خدمت میں پیش ہوئے ان کو ایک خیمہ میں ڈال دیا گیا ان کی مشکیں سخت بندھی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے وہ کراہ رہے تھے تہجد کی نماز کے وقت جب حضور اس خیمے کے قریب مشغول عبادت ہوئے اور آپ نے قیدیوں کے کراہنے کی آواز سنی تو بیتابانہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ تم کو کیا تکلیف ہے سب نے کہا کہ ہماری مشکیں سخت بندھی ہوئی ہیں اور ہم کو سخت تکلیف محسوس ہو رہی ہے یہ بات سنکر حضور بے چین ہو گئے فوراً آپ نے سب کی مشکیں کھول دیں اور ان میں سے بعض کو ٹھنڈا پانی پلایا اس واقعہ سے حضور کے رحم و کرم اور صبر و استقلال کی عظیم و جلیل رفعت ثابت ہوتی ہے۔

فتح مکہ کے دن کا نظارہ حضور کی رحمدلی کا ایسا ثبوت ہے جس کی نظیر تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتی حضور نے جب مکہ فتح کر لیا تو وہ سب اشخاص گرفتار ہو کر حضور کی خدمت میں آئے جو بے انتہا ظالم متشدد اور مستبد تھے جنہوں نے آپ پر اور آپ کے رفیقوں پر بیحد ظلم کئے تھے آپ کو اور آپ کے خادموں کو وطن سے نکال دیا تھا آپ کے قتل پر انعام مقرر کیا تھا آپ کے خلاف قتل کی سازشیں کی تھیں ہجرت کے بعد آپ کا تعاقب کیا تھا اور جلاوطنی کی حالت میں بھی آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تھا جب وہ سب حضور کے سامنے لائے گئے تو حضور نے فرمایا میں ان سے انتقام نہیں لینا چاہتا میں ان کا قصور معاف کرتا ہوں ان کو آزاد کر دو اسا کر کیسا بے نظیر رحم و کرم تھا یہ تو صرف دو تین واقعے بیان کئے گئے ہیں اس قسم کے صدہا واقعات سیرو تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں اگر کسی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صبر و تحمل کی کیفیت دیکھنا منظور ہو تو وہ تاریخ کی کتابوں کا بنظر غائر مطالعہ کرے اسکو ہزاروں واقعات ایسے نظر آئینگے جن کو پڑھکر رونگٹے کھڑے ہو جاتی ہے اور دل کانپ جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضور اکرم کو ایک ایسا پاکیزہ قلب عطا فرمایا تھا جو رحم و کرم صبر و تحمل اور عزم و استقلال سے لبریز تھا بیشک حضور اقدس رحیم و کریم تھے یہی وجہ ہے کہ حضور کے مخالفوں کی گردنیں جھک گئیں مخالف جابروں کا اثر و اقتدار مٹ گیا اور باوجود اس کے کہ جب حضور نے توحید کا نعرہ بلند کیا تھا تو بظاہر حضور کا کوئی حامی و مددگار نہیں تھا حضور کے پاس مادی طاقت نہیں تھی لشکر نہیں تھا سامان حرب نہیں تھا حضور بالکل بے سر و سامان بے یار و مددگار تنہا تھے اور مخالفت کرنے والوں کا کچھ شمار نہ تھا وہ اثر و اقتدار رکھتے تھے مال و زر رکھتے تھے ان کو مادی ذرائع حاصل تھے لیکن پھر بھی حضور کامیاب ہوئے آپ کا مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور تمام مخالفت نیست و نابود ہو گئیں اگر منصفانہ نقطہ نظر سے غور کیا جائے تو حضور کی صداقت کا یہ ایک درخشاں ثبوت ہے کہ حضور باوجود بے سر و سامان ہونے کے اور باوجود بے یار و مددگار ہونے کے محض حق تعالیٰ کی تائید و حمایت سے بڑے بڑے رئیسوں بڑے بڑے سرداروں اور حیرت انگیز اثر و اقتدار کے مالکوں پر

غالب آگئے اور غالب آنے کے بعد بھی حضور نے کبھی سے انتقام نہیں لیا بلکہ زندگی کے آخری لمحے تک خطاکاروں، مجرموں اور قصوروں کو معافی دیتے رہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

(ترجمہ) اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دینا اور اس کو پوشیدہ مت کرنا سو ان لوگوں نے اس کو اپنی پس پشت پھینک دیا اور اس کے مقابلہ میں کہ حقیقت معاوضہ نے لیا سو بری چیز ہے جس کو وہ لے رہے ہیں۔ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔"

اب پھر حق تعالیٰ یہود و نصاریٰ کے حالات ذکر فرماتا ہے اور ان کا یہ مقولہ نقل فرمایا تھا کہ چونکہ ہم سے خدا نے عہد لیا ہے کہ جس نبی سے قربانی کا معجزہ ظاہر نہ ہو اس پر ایمان نہ لانا اسی وجہ سے ہم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان نہیں لاتے؟ اس نامعقول عذر کا ایک جواب تو اوپر ہو چکا کہ یہ محض افترا ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ تم حق سبحانہ و تعالیٰ کے عہد کا کونسا بہت بڑا خیال کیا کرتے ہو کیا یہ حقیقت نہیں ہو کہ تم سے ہم نے عہد لیا تھا کہ ہمارے احکام جو توراۃ و انجیل میں مذکور ہیں ان کو نہ چھپانا مگر تم برابر افراط تفریط کر رہے ہو اور ہمارے احکام میں تحریف و تغیر کر رہے ہو تمہارا معمول یہ ہے کہ تم ذرا سے دنیوی فائدے کی وجہ سے ہمارے احکام بدل دیتے ہو اور اپنی طرف سے آیتیں تصنیف کر کے ان کو ہماری طرف منسوب کر دیتے ہو تم نے ہمارے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے اور تم آخرت کے احتساب سے قطعاً غافل ہو پھر کیا یہی حق پسندی، انصاف پروری اور راستبازی ہے جس پر تم نازاں ہو؟ اے رسول عربی! تم ان کو وہ وقت یاد دلاؤ جب اللہ نے ان سے عہد لیا تھا کہ جو کتاب تم کو دی گئی ہے اس کو عام لوگوں کے آگے ضرور بیان کرنا اور اس کے کسی مضمون کو دنیوی غرض سے پوشیدہ نہ کرنا لیکن ان لوگوں نے اس عہد کی مطلق پروا نہیں کی اور ہمارے حکم کو پس پشت ڈال دیا اور اس کے بدلے میں دنیاوی فائدے حاصل کئے سو کیا ہی بری تجارت ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں اور یہ ایسے بدبخت ہیں کہ احکام الٰہی میں تحریف کر رہے ہیں اور اپنی بداعمالیوں پر خوش ہوتے ہیں اور انہوں نے نیک کام تو کیا کیے نہیں لیکن اس پر بھی یہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے اے رسول عربی تم ایسے لوگوں کی نسبت ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے حقیقت یہ ہے کہ ان کے لئے عذاب دردناک ہے اور زمین اور آسمان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

تاریخ الامم میں لکھا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل اور حضور کی بعثت کے بعد بھی علمائے یہود اور علمائے نصاریٰ کا یہ معمول تھا کہ وہ وقتاً فوقتاً توراۃ و انجیل میں تحریف کرتے رہتے تھے اور اپنے حسب منشا باتیں گھڑتے اور بڑھاتے تھے اور عوام پر یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم نائبان رسول ہیں ہم کو ہر طرح کا اختیار حاصل ہے ہم جو چاہیں سو کریں ہم پر اعتراض کرنا حرام ہے اور ہماری خوشنودی حاصل کرنا باعث نجات ہے اس اعلان کے بعد وہ عوام کے جذبات و خیالات پر قابو یافتہ ہو گئے تھے اگر کوئی دولتمند شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا تھا تو وہ بکثرت مال و زر لیکر اس کے لئے نامہ مغفرت لکھ دیتے تھے اور جب کوئی غریب آدمی اسی گناہ کا ارتکاب کرتا تھا تو اس کو سخت سزا دیتے تھے۔

جب حضور سرور عالم جلوہ افروز ہوئے اور منصب نبوت پر سرافراز ہوئے تو آپ نے اس نفس پرستی اور عیاری و مکاری کا راز افشا کیا اور سختی کے ساتھ علمائے یہود و نصاریٰ کو متنبہ کیا اور عذاب آخرت سے ڈرایا حضور کا یہ محتسبانہ طرز عمل ان کو سخت ناگوار گذرا اور انہوں نے اپنے اثر و اقتدار کو محفوظ رکھنے کے لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ حضور کی مخالفت کی اور افترا پردازی کی اور توراۃ و انجیل میں جو حضور اقدس کے خاص و محاسن درج تھے اور آپ کی تشریف آوری کے متعلق جو واضح بشارتیں تھیں ان کو مٹانا شروع کیا ان واقعات کے رونما ہونے پر حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے یہود و نصاریٰ ذرا اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ ہمارے احکام عام لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور کسی دنیوی فائدہ کی غرض سے پوشیدہ نہ کرنا لیکن تم نے اس عہد کو فراموش کر دیا اور تم دنیاوی فائدوں کی بنا پر افراط و تفریط اور تحریف و تغیر کر رہے ہو یہ بہت بری تجارت ہے جو تم نے شروع کی ہے تم کو ہمارے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔

تفسیر ابن ابی حاتم میں لکھا ہے کہ اس آیت میں جس عہد کا ذکر ہے وہ ایک خاص عہد و فاداری ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ نے اپنی امتوں سے لیا تھا۔

مونٹز انگلش ٹیچنگ میتھڈ المعروف سونکی چڑیا
شرطیہ ہائی ماہ میں انگریزی سکھا دینے والی کتاب ہے کثرت سے
فروخت ہونے سے قیمت صرف عہ
پتہ:- حمیدیہ پریس، دہلی

# صحیح بخاری اردو

## پارہ اوّل

**کتاب العلم**

(۵۸) ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت (ایسا ہے کہ اس کے پتے خزاں کے سبب سے) نہیں گرتے اور وہ مومن کی مثل ہے فحدثونی ماھی تو لوگ جنگلی درختوں (کے خیال) میں پڑ گئے عبداللہ (ابن عمر) کہتے ہیں میرے دل میں آگیا کہ وہ چھوارے کا درخت ہے مگر (میں بزرگوں کے سامنے بیٹھتا کرنے سے) شرما گیا بالآخر صحابہ نے عرض کیا کہ حدثنا ماھی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ وہ چھوارے کا درخت ہے

**باب** امام کا اپنے ساتھیوں کے سامنے ان کے علم کی آزمائش کرنے کے لیے مسئلہ کا پیش کرنا (اچھی بات ہے)

(۵۹) ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اس کا پتہ جھڑتا نہیں ہوتا اور وہ مسلمان کے مشابہ ہے تو تم مجھے بتاؤ کہ وہ کونسا درخت ہے ابن عمر کہتے ہیں کہ لوگ جنگل کے درختوں (کے خیال) میں پڑ گئے عبداللہ (ابن عمر) کہتے ہیں کہ میرے دل میں آگیا کہ وہ چھوارے کا درخت ہے مگر میں (کہتے ہوئے) شرما گیا بالآخر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہی ہمیں بتائیے کہ وہ کونسا درخت ہے آپ نے فرمایا کہ وہ چھوارے کا درخت ہے۔

**باب** (حدیث کا خود) پڑھنا اور (پڑھکر) محدث کو سنانا (بھی قابل اعتبار ہے) اور حسن (بصری) اور (سفیان) ثوری اور (امام) مالک نے (بھی خود) پڑھ لینا کافی سمجھا ہے اور (بعض محدثین نے عالم کے سامنے قرأت (کے کافی ہونے) میں ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے وہ جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم نماز پڑھیں آپ نے فرمایا ہاں پس وہ محدثین کہتے ہیں کہ (ضمام بن ثعلبہ کا) یہ (کہنا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا ہے (اور) ضمام نے اپنی قوم کو اس کی اطلاع کی اور قوم کے لوگوں نے اس کو کافی سمجھا اور (امام) مالک نے صحت سے استدلال کیا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو حاضرین کہتے ہیں کہ ہم کو فلاں شخص نے سنایا اور معلم کے سامنے کتاب پڑھی جاتی ہے تو پڑھنے والا کہتا ہے کہ مجھے فلاں شخص نے پڑھایا حسن بصری سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ عالم کے سامنے پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور سفیان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب محدث کے سامنے پڑھ چکا ہو تو حدثنی کہدینے میں کچھ حرج نہیں محمد بن سلام کہتے ہیں کہ میں نے ابو عاصم سے سنا وہ (امام) مالک اور سفیان سے نقل کرتے تھے کہ عالم کے سامنے (خود) پڑھنا اور عالم کا پڑھنا (دونوں) برابر ہیں۔

(۶۰) انس بن مالک کہتے ہیں کہ اس حالت میں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اونٹ پر (سوار) آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں (لاکر) بٹھلایا اور اس کے پیر باندھ دیئے پھر اس نے صحابہ سے کہا کہ تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں اور (اس وقت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو ہم لوگوں نے کہا کہ یہ گورے رنگ تکیہ لگائے ہوئے (جو بیٹھے ہیں انہی) کا نام نامی محمد ہے) پھر اس شخص نے آپ سے کہا کہ اے عبدالمطلب کے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے جواب دیتا ہوں پھر اس نے آپ سے کہا کہ میں آپ سے (کچھ) پوچھنے والا ہوں اور (پوچھنے میں) آپ پر سختی کروں گا آپ اپنے دل میں میرے اوپر ناخوش نہوں آپ نے فرمایا کہ جو تیری سمجھ میں آئے پوچھ چھو بولا کہ میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کی قسم دیتا ہوں (سچ بتائیے کہ) کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتائیے) کیا دن رات میں پانچ نمازوں کے پڑھنے کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتائیے) کیا اس مہینے (یعنی رمضان) کے روزے رکھنے کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (سچ بتائیے) کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ یہ صدقہ ہمارے مالداروں سے لیں اور اسے ہمارے فقیروں پر تقسیم کریں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بار خدایا ہاں اس کے بعد وہ شخص کہنے لگا کہ میں اس (شریعت) پر ایمان لایا جو آپ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کے ان لوگوں کا جو میرے پیچھے ہیں بھیجا ہوا ہوں اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں (قبیلہ) بنی سعد بن بکر کے بھائیوں میں سے۔

(۶۱) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (چونکہ) ہم کو قرآن میں اس امر کی ممانعت کردی گئی تھی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (مسائل دینیہ) پوچھیں (اس لئے ہم خود نہ پوچھتے تھے) اور ہم کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سمجھدار آدمی جنگلی رہنے والوں میں سے آئے اور وہ آپ سے یہ پوچھے اور ہم سنیں (ایک دن) ایک شخص جنگل کے رہنے والوں میں سے آیا اور اس نے (آپ سے) کہا کہ ہمارے پاس آپ کا قاصد پہنچا اور اس نے ہمیں اس بات کی اطلاع دی کہ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کو اللہ بزرگ و برتر نے پیغمبر بنایا ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس شخص نے کہا کہ آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر نے (پھر) اس نے کہا کہ زمین اور ستاروں کو کس نے پیدا کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر نے اس نے کہا کہ یہ پہاڑ دیکھ رہے ہیں جو زمین میں فائدے کس نے رکھے ہیں آپ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر نے یہ سنکر وہ کہنے لگا تو آپ کو (اسی کی قسم جس نے آسمان کو پیدا کیا اور زمین کو پیدا کیا (اور زمین میں)

پہاڑوں کو نصب کیا اور ان میں فائدے رکھے (سچ بتائیے) کیا اللہ نے آپکو پیغمبر بنایا ہے آپ نے فرمایا ہاں پھر اس نے کہا کہ آپ کے قاصد نے (ہم سے یہ بھی) کہا تھا کہ ہمارے اوپر پانچ نمازیں (فرض) ہیں اور ہمارے مالوں میں زکوٰۃ (فرض) ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا (پھر پوچھا) وہ بولا کہ (آپ کو) اسی کی قسم جس نے آپ کو پیغمبر بنایا (سچ بتائیے) کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا تو اس کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میں ان باتوں پر نہ کچھ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ (یہ سنکر صحابہ سے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے تو یقیناً بلاشبہ جنت میں داخل ہوگا۔

**باب** مناولہ کے بارہ میں کیا بیان کیا جاتا ہے اور علم کے جاننے والوں کی تحریر جو (دوسرے) شہروں میں بھیجی جائے (وہ ناقابل اعتبار ہے یا نہیں) اور انس نے کہا کہ عثمان نے مصاحف لکھوائے اور ان کو اطراف (وجوانب) میں بھیجا اور عبداللہ بن عمر اور یحییٰ بن سعید اور مالک نے (بھی) اس کو جائز سمجھا ہے اور بعض اہل حجاز نے مناولہ (کے قابل اعتبار ہونے) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے استدلال کیا ہے جب کہ آپ نے سردار لشکر کے لئے ایک تحریر (بطور دستور العمل کے) لکھی اور (ان سے) کہدیا کہ جبتک تم فلاں فلاں مقام پر نہ پہنچ جانا اس تحریر کو نہ پڑھنا پھر جب وہ اس مقام پر پہنچ گئے تو لوگوں کے سامنے اس کو پڑھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جو اس میں لکھا تھا (سب کو) سنا دیا۔

(۶۲) عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط ایک شخص کے ہاتھ بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کو دیدے (چنانچہ اس نے دیدیا اور بحرین کے حاکم نے اس کو کسریٰ (شاہ ایران) تک پہنچا دیا پھر جب کسریٰ نے اس کو پڑھا تو (اپنی بدبختی سے) اس کو چاک کر ڈالا (ابن شہاب جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ) میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ابن المسیب نے (اس کو اور بھی) یہ کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے خط کے چاک ہونے کو سنکر) ان لوگوں کو بددعا دی کہ وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

(۶۳) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط (شاہ روم یا شاہ ایران کو) لکھوانا یا لینے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ بے مہر کا خط نہیں پڑھتے لہٰذا آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا (انس کہتے ہیں) اس انگوٹھی کی سجاوٹ میرے دل میں ایسی کھپ گئی کہ گویا میں (اب بھی) آپ کے ہاتھ میں اسکی سفیدی کی طرف نظر کر رہا ہوں (شعبہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ) میں نے قتادہ سے کہا کہ یہ (آپ سے) کس نے کہا کہ اس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا وہ بولے انس نے (کہا)

**باب** (علم کی مجلس میں) جو شخص (میں) بیٹھ گیا جہاں مجلس ختم ہوا اور جو شخص حلقہ میں جگہ دیکھکر اس کے اندر بیٹھ گیا یہ دونوں (جملے) ہیں)

(۶۴) ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ (ایک دن) اس حالت میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ تین شخص آئے تو (ان میں سے) دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر اور ایک چلا گیا (ابو واقد) کہتے ہیں کہ وہ دونوں (کچھ دیر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہوتے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں گنجائش دیکھی اور وہ اس کے اندر بیٹھ گیا اور دوسرا سب کے پیچھے (جہاں مجلس ختم ہوئی تھی) بیٹھ گیا اور تیسرا تو واپس ہی چلا گیا پس جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (وعظ سے) فراغت پائی تو (صحابہ سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ کیا میں تمہیں تین آدمیوں کی حالت نہ بتاؤں کہ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرا شرمایا تو اللہ نے (بھی) اس سے حیا کی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے (بھی) اس سے اعراض فرمایا۔

**باب** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ بسا اوقات وہ شخص جسے (حدیث) پہنچائی جائے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے (کس طرح ہوا)

(۶۵) ابوبکرہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے کہ آپ اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھا آپ نے (صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ کون دن ہے تو ہم لوگ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ عنقریب آپ اس کے (اصلی) نام کے سوا کچھ اور (نام اس کا) بتائیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے ہم نے عرض کیا کہ کیوں نہیں (پھر) آپ نے پوچھا کہ یہ کون مہینہ ہے تو ہم نے (پھر) سکوت کیا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس کا نام بدل کر بتائیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے ہم نے عرض کیا ہاں (اس کے بعد) آپ نے فرمایا کہ یقیناً تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے آپس میں ایسے ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن میں تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں حرام (سمجھے جاتے) ہیں چاہیئے کہ حاضر غائب کو یہ خبر پہنچا دے اس لئے کہ شاید حاضر ایسے شخص کو (یہ حدیث) پہنچائے جو اس سے زیادہ اس کو یاد رکھے۔

**باب** (کسی بات کے) کہنے اور کرنے سے پہلے علم (اس کا ضروری) ہے بدلیل قول اللہ تعالیٰ برتر کے فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ اس لئے کہ اللہ نے علم سے ابتدا فرمائی اور علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں انہوں نے (انبیاء سے) علم کو میراث پایا ہے جس نے علم حاصل کر لیا اس نے بڑی دولت حاصل کی اور جو شخص کسی راستہ میں واسطے علم حاصل کرنے کے چلے تو اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور فرمایا ہے وما یعقلہا الا العالمون اور فرمایا ہے وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر اور فرمایا ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہے اور علم تو سیکھنے ہی سے آتا ہے اور ابو موسیٰ نے (ایک مرتبہ) کہا کہ اگر تم اس پر تلوار رکھدو اور انھوں نے اپنی گدی کی طرف اشارہ کیا پھر بھی اگر میں سمجھوں کہ اس سے پہلے کہ تم میرے اوپر (تلوار) چلاؤ ایک کلمہ جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہہ نکوں گا تو ضرور اسکو کہدوں گا اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کا فرمانا لیبلغ الشاھد الغائب (بھی علم کے ظاہر کرنے کا حکم دے رہا ہے) اور ابن عباس نے کہا ہے کہ کونوا ربانیین (میں ربانیین سے) حکما علماقہا (مراد ہیں) اور بیان کیا جاتا ہے کہ ربانی وہ شخص ہے جو لوگوں کو علم کی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑی بڑی باتوں سے پہلے تعلیم کرے۔

**باب** نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کے وعظ اور علم کے لئے وقت مقرر کرنا (ہر وقت ان کو اس طرف مشغول نہ رکھنا) تاکہ وہ گھبرا نہ جائیں (ثابت ہے)

(۶۶) ابن مسعود کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت کرنے کے لئے کچھ دن مقرر کر دئے تھے ہمارے پریشان ہو جانے کے خیال سے (ہر روز وعظ نہ فرماتے تھے۔)

(۶۷) انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (دین میں) آسانی کرو سختی نہ کرو اور (لوگوں) کو خوشخبری سناؤ اور (زیادہ ڈرا ڈرا کر انہیں) متنفر نہ کرو۔

**باب** جس شخص نے علم (حاصل کرنے) والوں کی تعلیم کیلئے کچھ دن مقرر کر دئے (اس نے خلاف نہیں کیا)

(۶۸) ابو وائل کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود لوگوں کو ہر پنجشنبہ کو وعظ سنایا کرتے تھے تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ سنایا کریں کہ اس سے مجھے یہ بات روکتی ہے کہ میں اس امر کو برا جانتا ہوں کہ تمہیں رنجیدہ کر دوں اور بیشک میں تمہاری نصیحت کے لئے اسی طرح وقت معین رکھتا ہوں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو نصیحت کے لئے وقت مقرر رکھتے تھے ہماری پریشانی کے خوف سے (ہر روز وعظ نہ کہتے تھے)

**باب** جس کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے

(۶۹) حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) معاویہ کو خطبہ پڑھتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہی ہے اور (یاد رکھو کہ) یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی جو شخص اس کا مخالف ہوگا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

**باب** علم میں سمجھ (بڑی چیز ہے)

(۷۰) مجاہد کہتے ہیں کہ میں مدینہ تک ابن عمر کے ہمراہ رہا میں نے ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا سوا ایک حدیث کے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے حضور میں ایک جمار (ایک خاص درخت) لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ اسکی کیفیت مسلمان کی کیفیت کے مثل ہے (ابن عمر کہتے ہیں) کہ میں نے چاہا کہ کہدوں کہ وہ چھوارے کا درخت ہے مگر میں سب سے چھوٹا تھا اس لئے چپ رہا (جب کسی نے نہ بتایا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود) فرمایا کہ وہ چھوارے کا درخت ہے۔

**باب** علم اور حکمت میں غبطہ کرنا (درست ہے) اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس سے پہلے کہ تم سردار بنائے جاؤ علم حاصل کرلو (ابو عبداللہ کہتے ہیں اور بعد سردار بنائے جانے کے بھی) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بڑے ہو جانے کے بعد علم حاصل کیا تھا۔

(۷۱) عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد (غبطہ جائز) نہیں مگر دو (شخصوں کی) عادتوں پر اس شخص (کی عادت) پر جسکو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس مال پر ان لوگوں کو قابو دے جو اسے (راہ) حق میں صرف کریں اور اس شخص (کی عادت) پر جسکو اللہ نے علم عنایت کیا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے حکم کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس کی تعلیم کرتا ہو۔

**باب**۔ موسیٰ کے دریا کے اندر خضر کے پاس جانے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا بیان) اور اللہ بزرگ و برتر کا فرمانا ھل اتبعک علی ان تعلمنی الا یہ

(۷۲) عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے اور حر بن قیس فزاری نے موسیٰ (علیہ السلام) کے ہمنشین کے بارہ میں اختلاف کیا ابن عباس کہتے تھے کہ وہ خضر ہیں تو ان کا گذر ابی بن کعب ان دونوں کے پاس (ہو کر) گذرے تو ابن عباس نے ان کو بلایا اور کہا کہ بیشک میں نے اور میرے اس رفیق (یعنی حر بن قیس) نے موسیٰ کے ہمنشین کے بارہ میں جن سے ملنے کی سبیل موسیٰ نے (اللہ تعالیٰ سے پوچھی تھی اختلاف کیا ہے آیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے سنا ہے ابی بن کعب بولے کہ ہاں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ موسیٰ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتفاق سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ اپنے سے زیادہ جاننے والے کو جانتے ہیں موسیٰ بولے کہ نہیں پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر وحی بھیجی کہ ہاں ہمارا بندہ خضر (تم سے زیادہ جانتا ہے) لہذا موسیٰ نے اپنے پروردگار سے ان سے ملنے کی سبیل پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی کو نشانی قرار دیا اور ان سے کہدیا گیا کہ جب تم مچھلی کو نہ پاؤ تو (خود) لوٹ پڑنا اس لئے کہ (اسی کے بعد) تم ان سے مل جاؤ گے پس موسیٰ (علیہ السلام) ان سے ملنے کے لئے چلے اور اپنے ہمراہ (دریا میں مچھلی کی علامت کا انتظار کرتے رہے پھر (ایک مقام پر پہنچکر) موسیٰ علیہ السلام سے ان کے خادم نے کہا کہ کیا آپ نے دیکھا ہے جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو بیشک (اس وقت) میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے اس کا یاد کرنا شیطان ہی نے بھلایا موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہی ہے جسکی ہم جستجو کرتے تھے پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر لوٹ پڑے تو انہوں نے خضر کو پایا پھر ان دونوں کی حالت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے

**باب** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ اللھم علمہ الکتاب (علم کی فضیلت و اہمیت کا بیان)

(۷۳) ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) لپٹا لیا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو (دانی) کتاب کا علم عنایت فرما۔

# مسلمانوں کا تغافل

بنی الاسلام علی خمس اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر قائم ہے، یہ پانچوں کی پانچوں قائم ہیں تو مسلمانوں کا اسلام بھی قائم ہے اور وہ مسلمان کہلانے کا مستحق بھی ہے ورنہ اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے اور دائرہ امت میں شامل سمجھے۔

وہ پانچ چیزیں کون کونسی ہیں؟

(۱) کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ زبان سے بھی کہنا اور اس پر دل سے بھی یقین رکھنا (۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) ماہ رمضان کے روزے رکھنا (۵) حج کرنا۔

ہر تعمیر اپنی چاروں دیواروں اور چھت کل پانچ چیزوں کی سلامتی سے سلامت رہ سکتی ہے اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کی تعمیر بھی مذکورہ پانچ چیزوں کے ساتھ قائم ہے جو لوگ ان فرائض دینیہ کی بجا آوری سے قاصر ہونے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں وہ گویا ایک ویران کھنڈر میں بیٹھے ہوئے اپنے آپ کو محل نشیں خیال کر رہے ہیں۔

ان ارکان خمسہ میں سے اگر ایک رکن بھی ترک کر دیا جائے تو مسلمان کی مسلمانی نہ رہے بلکہ معدوم ہے عمارت کی چاروں دیواروں میں سے اگر ایک دیوار بھی منہدم ہو جائے تو سارا مکان دھم سے آگرے گا یا اگر چھت گر جائے تو بارش کا پانی مکان میں جمع ہو کر چاروں دیواروں کو بھی منہدم کر دے گا ایک نمازی تہجد گزار شب بیدار اگر زکوٰۃ نہیں دیتا تو اس کی ساری عبادت بے سود ہے ایک زکوٰۃ و نماز کا پورا پابند اگر صاحب مقدور ہوتے ۔۔۔ ہوئے حج کرنے میں بہانہ جوئی کرتا ہے تو اس کی مسلمانی ادھوری ہے۔

بہت کم ایسے مسلمان ہیں جن کو ان پانچوں فرائض کی بجا آوری سے مسلمانی کی تکمیل کا سرٹیفکیٹ حاصل ہو کوئی روزے کا پورا پابند ہے تو نماز میں سست ہے کوئی نماز ہے تو زکوٰۃ دینے سے اس کا دل لرزتا ہے زکوٰۃ دینے کی ہمت ہے تو سفر حج کی صعوبت اٹھانے اور تین چار ماہ کے لئے اپنے دنیوی کاروبار سے الگ ہونے سے ٹلتا ہے اور راستے وغیرہ کے بہانے تراش کر اپنی بریت کی کوشش کرتا ہے۔

مسلمان سب سے زیادہ حج کی طرف سے غافل ہیں اچھے اچھے صاحب مقدور مالدار لوگ ہمارے زیر نظر ہیں جو سونے اور چاندی میں کھیل رہے ہیں زاد راہ کی یہاں تک قدرت ہے کہ اگر چاہیں تو اپنی جائداد کی ۶ ماہ کی آمدنی یا اپنی تجارت کے ۶ ماہ کے منافع سے دس اور اشخاص کو حج کرا دیں راستے کی بدامنی کا عذر بھی نہیں چل سکتا گھر سے بمبئی یا کراچی تک ریلوے کا سفر محفوظ خانہ کی جیل خانہ کی طرح برابر ہے عام طور سے جہاز کے سفر میں لوگ افریقہ امریکہ کینیڈا انگلینڈ فرانس اٹلی تک سالوں سمندر طے کر کے جا آتے ہیں کیا ایک جزیرۃ العرب تک چند سو میل تک کے سفر میں ہی بدامنی کا خوف ہے جدہ سے آگے کہ مدینہ تک سلطان ابن سعود کی عملداری ہے جہاں اب بدوؤں کی شرارت کا نام و نشان تک باقی نہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ حج کے فریضے سے اپنے آپ کو کس تاویل سے سبکدوش سمجھتے ہیں ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ دینی محبت کا فقدان ان کو حج کی طرف مائل ہونے سے مانع ہے کیونکہ ہماری نظر میں ان مالدار لوگوں میں بہت سے ایسے افراد ہیں جو نمازی تہجد خواں اور حافظ قرآن ہیں تکبیر و مواعظ سننے کے شائق خیرات و مبرات میں فیاض ہیں احکام دین کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں مگر فریضہ حج کے متعلق ان کا دینی احساس اور خوف حق خدا جانے کہاں چلا جاتا ہے۔

بہت سے صوفیہ مشائخ صاحب سلسلہ ہیں جو ہر طرح فارغ البال و خوشحال ہیں زاد راہ تو رہا الگ دنیا جہان کی دولت ان کی دولت فقر کے آگے سرنگوں ہے ارادتمندوں کا حلقہ اس قدر وسیع ہے کہ عزم مبارک آمادۂ سفر ہو تو ہزار ہا آنکھیں فرش راہ بننے کے لئے تیار ہیں مگر حیرت ہے کہ وہ سفر حج کی تکلیف گوارا کرنا نہیں چاہتے۔

بہت سے واعظ صاحبان رائدن اطراف ملک میں چکر لگانے اور کمانے کھانے میں مصروف ہیں دنیا بھر کو فرائض دینی کا سبق پڑھاتے رہتے ہیں مگر خود فرض حج سے غافل ہیں اور اپنی دنیا طلبی کے بارہ مہینوں میں سے صرف تین ماہ اور سال بھر کی کمائی میں سے صرف دو ڈھائی ماہ کی کمائی راہ خدا میں صرف نہیں کر سکتے۔

حج کے بعد باقی تمام فرائض میں سے زکوٰۃ کا فرض لوگوں پر بڑا شاق ہے تعجب ہے کہ جو خداوند کریم فیاض مطلق جواد برحق ہم کو اپنے خزانہ غیب سے مال و دولت عطا فرما رہا ہے اس کی احسانمندی اور شکر گذاری کا کچھ بھی جذبہ ہمارے دل میں پیدا نہیں ہوتا اور اتنا حوصلہ نہیں ہوتا کہ سو میں سے ڈھائی اس کی راہ میں دیکر خود ساڑھے ستانوے پر قناعت کریں تاکہ وہ ہم سے راضی اور خوشنود رہے اور اتنی عقل نہیں کہ اگر وہ مالک الملک ہماری شکر گذاری سے خوش ہو جائے تو بجائے ان شکر تبدیل نکہ پر ہم کو سکی بجائے ہزاروں کی بجائے لاکھوں دیکر مالا مال کر دے۔

اس جماعت میں بھی اچھے اچھے دیندار کہلانے والے متشرع اور بزرگ صورت اصحاب شامل ہیں جو ہر وقت تسبیح پھیرتے نظر آتے ہیں مگر فریضہ زکوٰۃ میں ان کی ساری دینداری ذبیل ہو جاتی ہے ہمارے سامنے ایک نہایت عبادت گزار قرآن خواں پاکیزہ صورت و خجستہ سیرت سوداگر کا واقعہ ہے کہ کسی نے کہا حضرت آپ کی ظاہری و باطنی خوبیوں میں تو کوئی کلام نہیں صرف ایک بات کی کسر ہے کہ آپ زکوٰۃ نہیں دیتے سوداگر نے دبھی آواز میں جواب دیا میاں دو چار سو یا ہزار بارہ سو کی زکوٰۃ ہو تو دی جائے یہاں اگر حساب لگا کر زکوٰۃ نکالی جائے تو جائداد کا ایک بڑا ڈھیر لگتا ہے جسکو دیتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

اس کے بعد نماز کا نمبر آتا ہے جس میں اکثر مسلمان غفلت کرتے ہیں گو مسلمانوں کا میلان نماز کی طرف حج اور زکوٰۃ سے زیادہ ہے کیونکہ اس میں نہ

مال کی قربانی ہے نہ صعوبت سفر اور نہ التوائے کاروبار۔ تاہم فیصدی اسی پچاسی مسلمان اس سے بھی غافل ہیں حالانکہ یہ فریضہ اہم الفرائض اور دین کا سب سے بڑا ستون ہے اور قیامت کے روز سب سے پہلے اسی کے متعلق باز پرس ہوگی۔

روز محشر کہ جاں گداز بود اولیں پرسش نماز بود

تعجب اور سخت تعجب ہے کہ اتنا بڑا فریضہ اور ساتھ ہی اس قدر آسان کہ نہ اس پر مال خرچ کرنا پڑتا ہے نہ کچھ زیادہ وقت لگتا ہے نہ اسکے لئے صعوبت سفر اور غربت و بیوطنی کی ضرورت ہو نہ چنداں جسمانی تکلیف یا دماغی و قلبی کوفت اٹھانی پڑتی ہے بہر لوگ اس سے کترا تے ہیں عوام کالانعام کا تو کیا ذکر اچھے اچھے خواندہ و فہمیدہ لوگ اس فریضہ کبریٰ سے غافل اور اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں اہل علم کی جماعت میں بھی ان لوگوں کی حالت سے زیادہ عبرتناک ہے جو اہل قلم ہیں دینی کتابوں کے مصنف ہیں دینی اخبارات و رسائل کے اڈیٹر ہیں اسلام کی حقانیت ثابت کرنے میں ان کا زور قلم خراج تحسین وصول کرتا رہتا ہے احکام اسلام کی غلامی اور فرائض دینیہ کی برکات کو اظہر من الشمس کرنے میں ان کا معجز نگار قلم داد بلاغت دیتا رہتا ہے دعویٰ یہ ہے کہ اپنے زور استدلال سے ایک عالم کو بارگاہ رب العزت میں سربسجود بنا کر چھوڑ دیتے ہیں مگر خود ان کو دن کے پانچ وقتوں میں سے ایک وقت بھی درگاہ خدا میں سجدہ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ آج زبان و قلم میں تاثیر نہیں رہی ہے

ادخوشتن گم است کرا رہبری کند

اسلام کے چار فرائض میں سے ایک روزہ ہی ایسا فریضہ ہے جس پر عمل کرنے والوں کی تعداد نسبتاً ذرا زیادہ ہے اور عالم و عامی جاہل و مہذب اطاعت گزار و غفلت شعار ہر قسم کے مرد و عورت اور پیر و جوان روزہ داروں میں شامل ہو جاتے ہیں اس کی کئی وجوہ ہیں ایک تو یہ عبادت سال کے بعد آتی ہے دن میں پانچ پانچ بار آنے والی عبادت سے عام طبائع کو وہ دلبستگی نہیں ہو سکتی جو گیارہ ماہ کے بعد ایک بچھڑے ہوئے رفیق کی طرح آنے والی عبادت کے ہاتھ ہو سکتی ہے دوسرے نماز میں تو کم از کم پانی پاک کپڑے پاک جائے نماز وغیرہ کا کچھ نہ کچھ خرچ ہی ہے۔ روزہ میں کوئی خرچ نہیں بلکہ کھانے کی بچت ہی بچت ہے۔ تیسرے سحری و افطاری کے مزے خواہ مخواہ روزہ داروں کے زمرے میں شامل ہونے پر آمادہ کرتے ہیں مگر بدقسمتی سے بہت سے مسلمان اس عبادت کی برکت و فضیلت سے بھی محروم ہیں اور بعض تو صرف برکت و فضیلت سے محروم ہی نہیں بلکہ اپنے علانیہ کھانے پینے سے حرمت رمضان کی توہین کے بھی مجرم بنتے ہیں۔

روزہ رکھنے والوں میں سے بھی اکثر کا روزہ نہ رکھنے کی برابر ہے جب وہ روزہ کی حالت میں کذب و بہتان فساد و نزاع۔ غیبت چغلی وغیرہ منہیات سے باز نہیں آتے تو کھانے پینے کو ترک کر دینے میں کونسا کمال ہے ایسا روزہ درحقیقت روزہ کی بجائے فاقہ کہلانے کا زیادہ مستحق ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں چنانچہ یہی مضمون احادیث شریفہ سے ثابت ہے نیز کامل و بابرکت روزہ کی شان یہ ہے کہ جس قدر کھانا روزے کی وجہ سے ترک کیا ہو اسی قدر اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا جائے اگر روزہ کا کھانا اپنے منہ سے بچا کر اپنی ہی پونجی میں جمع رکھا تو یہ روزہ کیا ہوا جمع مال کا ایک حیلہ ہوا

کیا فائدہ اگر آپ نہ کھائی روٹی خود کھائی نہ اوروں کو کھلائی روٹی
روزہ نہیں یہ بخل کا اک حیلہ ہے کل کام آئے کو ہے بچائی روٹی

احکام خمسہ میں سے لے دے کے ایک کلمہ تو حید ہی ہے جو عام مسلمانوں کے پاس مسلمانی کی ایک سند ہے وہ بھی صرف زبانی لسانی باقی اس کا مفہوم اس کا مطلب اس کے متعلق اعتقاد۔ اس پر یقین و اعتماد ان باتوں سے ان لوگوں کو کوئی سروکار نہیں بس اتنا جانتے ہیں کہ اپنے دعوے میں اپنی مسلمانی کو بطور سفارش پیش کرنا ہوا تو کہدیا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اپنے کسی بیان کے حلف کے ساتھ توثیق کرنی ہوئی تو پکار اٹھے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لیکن ان کے دل میں نہ الوہیت کی شان کا کوئی تصور ہے جو ان کو پورا موحد مسلم بننے پر مجبور کرے نہ رسالت کے مفہوم سے ان کا ذہن آشنا ہے جس سے ان کے تمام اعمال و افعال دینداری کے سانچے میں ڈھل جائیں صرف ایک لفظی نقل و حکایت ہے جس کے وہ محض روا جاپا بند ہیں اور اس کے برکات و ثمرات سے بے بہرہ ہیں۔

لیکن کلمہ گو مسلمانوں کی جماعت ہی صرف شہروں اور قصبوں تک محدود ہے دیہات میں جا کر دیکھئے ایک سواد اعظم آپ کو ایسا ملیگا جو اپنے آپ کو مسلمان تو بتاتا ہے مگر ان کو کلمہ تک نہیں آتا خدا اور اس کے رسول کے نام سے بھی واقفیت نہیں۔ اسلام و ایمان۔ طاعت و عبادت تقویٰ و طہارت ان باتوں سے ان کو گویا سروکار ہی نہیں افسوس یہ حال ہے اس قوم کا جو خیر الامم کے لقب سے ممتاز ہے اور جس کو شہداء علی الناس کا درجہ بخشا گیا ہے۔

وہ کون سے اعلیٰ روحانی و باطنی جوہر تھے جنہوں نے عرب کی نا مہذب و غیر متمدن اور غارت پیشہ قوم کو صرف تیئیس سال کے عرصہ میں انسانیت کے بہترین اوصاف سے متصف کر کے تمام روئے زمین کی اقوام سے افضل و برتر بنا دیا یہی کلمہ توحید۔ نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ حج۔

وہ کونسا برق تاثیر سبق تھا جو بنی امی نے بادیہ نشینان عرب کو پڑھایا تو یہ لحم سوسمار کھانے اور شیر شتر پینے والی درماندہ و مفلوک الحال قوم تھوڑے عرصہ میں قصر قیصر اور ایوان کسریٰ میں تزلزل ڈالدینے کے قابل بن گئی یہی کلمہ توحید نماز روزہ زکوٰۃ۔ حج۔

وہ کونسا ضدائی گر تھا جس کو حاصل کر کے ریگ زار عرب کی مٹھی بھر جاہل و وحشی جماعت تمام دنیا پر چھا گئی اور اس نے سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کی کہنہ و فرسودہ تہذیب و تمدن کو مٹا کر اس نئے تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھدی جس سے آج مشرق و مغرب فیضیاب ہو رہا ہے یہی کلمہ توحید نماز روزہ۔ زکوٰۃ حج۔

جب تک مسلمان ان روحانی و باطنی جوہروں سے بہرہ ور رہے جب تک انہوں نے اس دینی سبق کو یاد رکھا جب تک وہ اس خدائی گر پر عمل پیرا رہے وہ زمین میں جاہ و جلال عزت و تمکنت شوکت و صولت کے مالک تھے ان کے استقلال و ہمت کے آگے پہاڑ لرزتے تھے وہ ایک شیرازہ وحدت اور نظم و اخوت میں منسلک تھے وہ پاکیزگی روح اور نزاہت نفس کے ساتھ قوت جسمی

زور بازو میں بھی یگانہ روزگار تھے لیکن آج کیا حال ہے۔ آج ساری دنیا میں مسلمان تباہ حال مفلوک مفلس محتاج۔ غیر اقوام کے دست نگر اور ان کے رحم و کرم پر جیتے ہیں ان میں باہم نہ کوئی سلسلہ اخوت ہے نہ شیرازہ وحدت نہ سیاسی امور میں اتفاق ہے نہ دینی شعار میں اتحاد ہے وہ باہمی تفرقہ و عناد اور بغض و حسد میں مبتلا ہیں اور خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی قوتوں کو تباہ کرنے میں مصروف ہیں وہ باطنی و روحانی برکات سے محروم ہونے کے علاوہ ظاہری و مادی فوائد سے تہیدست ہیں تجارت کے بازار ان پر بند ہیں۔ منڈیاں ان پر مسدود ہیں علم و ہنر سے وہ کوسوں دور بھاگتے ہیں معائب و زوال سے مانوس ہیں بیکاری فاقہ مستی دریوزہ گری جرائم پیشگی ان کے مشاغل ہیں اللھم ھذا قوی انھم لا یعلمون

پہلے مسلمان توحید سے متمسک ہونے کی بدولت مستقل مزاج اولوالعزم و بلند ہمت تھے جو ایک خدا کو ماننے اور اس پر بھروسہ رکھنے کے لوازم سے ہیں مگر آج مسلمانوں کی زبان پر کلمۂ توحید کے صرف لفظ ہی لفظ ہیں اور علاوہ شرک کی آلودگیوں میں آغشتہ ہیں اس لئے مشرک اقوام کی طرح ان میں دون ہمتی۔ بزدلی نامردی سرایت کر چکی ہے۔

پہلے مسلمان نماز کی بدولت تو جوالی اللہ کی برکت سے مستفیض تھے اور اپنا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ استوار رکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ توکل اور تسلیم و رضا کے مرد میدان تھے کوئی موہوم خطرہ ان کے عزم و استقلال کے قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتا تھا رات کو بارگاہ خالق میں قیام و سجود کرتے اور دن کو خانہ تیغ زنی کرنے کی وجہ سے باللیل رھبان و بالنھار فرسان کے مصداق تھے۔ نیز نماز کی اجتماعی ہیئت نے ان کو تنظیم و توحد کی زنجیر میں جکڑ کر یکجہ واحد بنا دیا تھا اور اس قوت مجتمعہ کے ساتھ جو بڑی سے بڑی طاقت ٹکراتی تھی وہ پاش پاش ہو جاتی تھی مگر آج مسلمان اول تو اس دولت کبریٰ سے ہی محروم ہیں اور اگر کچھ نمازی ہیں تو بھی تو ان کی نماز صرف صورۃً نماز ہے روح سے خالی اور ثمرات و فوائد سے عاری۔ اسی لئے آج مسلمان نمازی ہونے کے باوجود اس کی برکات سے محروم ہیں۔

روزہ مالداروں کو ایثار و ہمدردی کا سبق دیکر ذلیل و کرم پر مائل کرتا تھا اور غریب لوگ ان کے سلوک کی بدولت فکر روزی سے مستغنی ہو کر کسی نہ کسی شغل میں قوم کی جمہوریت کے لئے مفید ثابت ہوتے تھے لیکن آج مالداروں کا بخل اور تہیدست لوگوں کی محتاجی کی وجہ سے ایک بڑی جماعت بیکار اور ذلت و خواری میں بھیک مانگتی پھرتی ہے اور قوم کا ایک بڑا حصہ مفید ہونے کی بجائے قومیت کے لئے وبال ثابت ہو رہا ہے۔

روزہ تزکیہ روح اور ضبط نفس کے لئے ایک ریاضت تھی جس سے مسلمان کو صبر و جفاکشی کا سبق ملتا تھا اور وہ مشکلات پر فتح پانے کے قابل ہو جاتا تھا مگر اب وہ صرف فاقہ ہے جس کا چنداں فائدہ نہیں حج مسلمانوں کے لئے عالمگیر اتحاد کا ایک نظارہ جامع تھا۔ نیز اس کے توسل سے معابد دینیہ اور آثار متبرکہ کی زیارت اور باطمینیت اور جوش ایمانی کی تحرک ہوتی تھی بس سے مسلمان صحیح معنی میں مسلمان بنجاتا تھا مگر آج وہی حج ہے اور وہی مقامات متبرکہ مگر وہ حاجی نہیں ہیں اور نہ وہ استفادہ و استفاضہ ہے۔

خرعیسیٰ اگر بمکہ رود چوں بیاید ہنوز خر باشد

آج بھی مسلمان اگر پہلے مسلمانوں کی طرح دینی برکتوں سے متمتع ہونا اور دنیوی رفاہیت سے فائدہ اٹھانے کے متمنی ہیں تو اسی گر کو عمل میں لانا شروع کر دیں یعنی


# کاغذ پہ رکھ دیا ہی کلیجہ نکال کر

**محبت کے دو عمل** عمل ۱ اسفلی ہر مذہب و لاعمل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں ہے۔ عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل بیس سال کا تجربہ کبھی سر مو خطا نہیں کی جب تلاش تھی ہزاروں روپیہ پر بلو کیا اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب یکساں طور فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائیں گے طلب فرمائیں۔

**عمل ۱** اس عمل کو پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں اس کا عامل ایک سال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے گویا کے پندرہ منٹ میں عامل بن جاتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے یہ صرف تین روپے **عمل ۲** یہ ایک آیت قرآنی ہے جو صرف ایک سطر کی ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس اکتالیس مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپ کے آگے سرنگوں ہوگا یہ صرف دو روپے

**عمل برائے ترقی روزگار** عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہارشنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ایک روپیہ چار آنے نذرانہ ہے عمل میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت دے سکتے ہیں ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ پرہیز نہ وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانا پڑتا ہے جو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے ہدیہ دونوں عملوں کا صرف چار روپے لیا جائیگا اگر بذریعہ منی آڈر روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف ہے۔ بیعہ جستری لفافہ میں عمل روانہ کئے جاتے ہیں۔ ان عملیات کی تصدیق کے میرے پاس سینکڑوں خطوط موجود ہیں ان خطوط کا شائع کرنا بعض لوگ پسند نہیں کریں گے اس لئے ان کو شایع نہیں کیا جاتا جو صاحب دیکھنا چاہیں ان کو دکھا کر ان کا اطمینان کرا سکتا ہوں

لکھنے کا پتہ **فضل شاہ عامل - دہلی**

# جو پابند شریعت ہے وہی سچا مسلمان ہے

از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی خیرآبادی

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔

برادران اسلام! یہ آیت جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے قرآن پاک کے تیسرے پارہ تلک الرسل کی سورۂ آل عمران کے چوتھے رکوع کی ہے قبل اس کے کہ میں اس آیت کلام پاک کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کروں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شان نزول عرض کروں کہ کیوں اور کس موقع پر اللہ پاک نے اس آیت شریف کو نازل فرمایا چنانچہ تفسیر جامع البیان وغیرہ میں لکھا ہے کہ مشرکین عرب پوجتے تو بتوں اور جنوں کو تھے اور ان کا دعوٰی یہ تھا کہ ہم لوگ یہ کام خدا کی محبت میں کرتے ہیں یعنی ان کاموں سے ہماری نیت یہ ہے کہ اللہ تعالٰے ہم سے راضی رہے گا۔ اور یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ ہمارے بزرگ پیغمبر ہوئے ہیں اور ہم بزرگوں کی اولاد ہیں لہٰذا ہم سے اللہ تعالٰے ضرور محبت کرے گا یہ خیال ایسا ہی تھا کہ جیسا آجکل بہت سے لوگ اپنے بزرگوں کی بزرگی اور ولایت پر اترائے ہیں اور اپنے دلوں میں خیال کئے ہوئے ہیں ہم چاہے کچھ کریں کیسے ہی افعال شنیع ہم سے سرزد ہوں مگر ہمارے بزرگوں کی بزرگی کا خدا خیال کرکے ہم سے راضی ہو کر ہمارے گناہ معاف کردے گا، ایسے ہی اہل مکہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم لوگ بیت اللہ شریف کے خادم اور مجاور ہیں اور حاجیوں کی مہمان نوازی اور خبرداری کرتے ہیں ضرور ہم سے محبت کا برتاؤ کرے گا۔

ان تمام خیالات کو رد کرنے کے لئے خدا نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں اپنے حبیب حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۵ (ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ (اے پیارے حبیب آپ ایسے خیالات رکھنے والے اور سب لوگوں سے) فرما دیجئے کہ (اے لوگو) اگر تم اللہ کو چاہتے ہو (کہ تم سے محبت کرے) تو تم لوگ بغیر چون وچرا کے میری پیروی کرو (اس لئے کہ میں اللہ تعالٰے کا سچا اور برحق رسول ہوں) اللہ تعالٰے (میری پیروی کرنے سے) تم کو چاہنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ تعالٰے (گناہوں کا) بخشنے والا مہربان ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے کی محبت کا دعوٰی سچا اسی وقت ہو سکتا ہے اور اس کی رضامندی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی اور فرمانبرداری کروگے اور اگر پیروی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں کرتے تو تمہارا خیال غلط تمہارا دعوٰی باطل زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔

برادران اسلام! آجکل ہزاروں مسلمانوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ زبان سے تو اپنے سچے مسلمان ہونے کا بڑے زور کے ساتھ دعوٰی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ اور رسول صلعم سب سے زیادہ پیارے ہیں ہمارا تن من دھن سب ان پر قربان اور نثار ہے مگر کیفیت یہ ہے کہ نہ آپ کی پیروی کرتے ہیں اور نہ فرمانبرداری کرتے ہیں البتہ صورت وشکل میں، وضع ولباس میں کہانے کمانے میں اور شادی وغمی میں جتنے کام کرتے ہیں سب اپنے ملک اور برادری اور باپ دادا کی پرانی ناجائز رسموں کی پابندی کو نہایت ضروری سمجھکر اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ لغو اور ناجائز رسمیں ترک کردو اور شریعت کے سیدھے سادے حکموں پر چلو تو صاف جواب دیتے ہیں کہ صاحب ہم لوگ دنیادار گنہگار ہیں بھلا ہم سے شریعت پر کہاں عمل ہو سکتا ہے اس کے سوا طرح طرح اور قسم قسم کے حیلے اور بہانے تراشتے ہیں غرضکہ یہ حالت ہے اور پھر بھی کچے اور کچے مسلمان ہونے کا دعوٰی ہے حالانکہ اللہ پاک اپنے کلام معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے کہ ما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا یعنی کسی مسلمان مرد اور مسلمہ عورت کو لائق نہیں کہ جب کوئی کام اس کے واسطے اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مقرر کرے تو پھر اس کو اپنے دل اور مرضی کا کچھ بھی اختیار باقی رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا وہ کھلا ہوا گمراہ ہوگا یعنی اس کی گمراہی اور بے دینی میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہے گا (سورہ احزاب رکوع ۵) اور سورہ حشر کے پہلے رکوع میں اللہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے کہ ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا یعنی جو کچھ تم کو یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دے اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو ہٹا دے (یعنی منع کرے) اس سے ہٹ جاؤ ان دونوں آیات سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی حکم خواہ کلام الٰہی قرآن پاک سے ہو خواہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی احادیث سے ہو کسی مسلمان مرد یا عورت کو جائز نہیں ہے کہ اس سے انکار کرے اور سورۂ نور کے نویں رکوع میں اللہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے کہ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم یعنی جو لوگ (اس رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اس امر سے ڈرتا اور اندیشہ رکھنا چاہیئے کہ ان کو مصیبت یا عذاب دردناک نہ پہنچ جائے۔

اور مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام بالکتاب والسنہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ یعنی فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تک کوئی شخص ایسا نہ ہو جائے کہ کوئی کام اور کوئی بات بدون اجازت شریعت کے نہ کرے تب تک اللہ تعالٰے کے نزدیک ایمان والا نہیں گنا جاتا۔

اللہ کتاب حکم النبی میں حضرت ابن النجار اور دیلمی رضی اللہ عنہم کی روایت سے منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ لیس

الایمان بالتمنی ولا بالتحلی ولکن ھو ما وقر فی القلب وصدقہ العمل یعنی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہوا ایمان ساتھ زبانی دعوے اور بناوٹ کے بلکہ ایمان وہ ہے کہ جس نے دل میں جگہ پکڑ لی ہو اور عمل اسکی تصدیق کرتے ہوں یعنی جب تک ایسے عمل نہ ہوں جو ایمان والوں کے ہونے چاہئیں اس وقت تک ایمان کا دعوٰی فضول اور بیکار اور لغو ہے کیونکہ زبانی دعوٰی تو منافقین بھی کیا کرتے تھے اور قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہم سچے مسلمان ہیں مگر عمل خلاف اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوتا تھا۔ دیکھو اللہ پاک قرآن پاک کے اٹھارہویں پارہ کی سورہ نور کے ساتویں رکوع میں ارشاد فرماتا ہے کہ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن امرتھم لیخرجن قل لا تقسموا طاعۃ معروفۃ ان اللہ خبیر بما تعملون ۝ یعنی اور قسمیں کھاتے ہیں پکی اللہ کی کہ اگر تو ان کو جہاد وغیرہ میں نکلنے کا حکم کرے گا تو وہ ضرور نکلیں گے (سو) کہدے اے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کہ بہت قسمیں نہ کھاؤ بلکہ اصل چیز دستور کے موافق حکمبرداری ہے بیشک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے رہتے ہو۔

برادران اسلام! چونکہ اللہ تبارک وتعالٰی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور پیروی کو اپنی تابعداری اور پیروی قرار دی ہے جیسا کہ ارشاد ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جس نے اطاعت کی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی (گویا) اس نے اطاعت کی اللہ پاک کی۔

پس آپ کی تابعداری یعنی آپ کی شریعت پر چلنا فرض ہے اور فرض بھی ایسا کہ تمام اور فرائض اور واجبات کا قبول ہونا آپ کی اتباع اور تابعداری پر منحصر ہے اگر کوئی شخص آپ کی تابعداری اور اطاعت سے ہٹکر کسی طرح کی عبادت صدقات چاہے جس مقدار میں کرے ہرگز قابل قبول نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فمن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی جس شخص کو میری پیروی کا شوق نہو اور میری راہ پر نہ چلا وہ مجھ سے الگ ہو گیا گویا اس نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا۔

اور ارشاد فرمایا کہ ما اٰمن بالقرآن من استحل محارمہ یعنی جو شخص قرآن و حدیث یعنی شریعت اسلام کی پیروی نہیں کرتا اور اس کے احکام کا پابند نہیں وہ قرآن پر ایمان لانے والوں میں سے نہیں ہے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا یا سمجھتا ہو۔

برادران اسلام! بعض اشخاص یہاں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں یوں بھی آیا ہے کہ من قال لا الٰہ الا اللہ فدخل الجنۃ یعنی جس شخص نے لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں کا اقرار دل سے کر لیا وہ جنت میں داخل ہوگا تو اب شریعت اسلام پر چلنے اور نیک اعمال کرنے پر اسلام کا انحصار کیوں رکھا گیا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کافی نہیں اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ یہ حدیث شریف صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں جیسا کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے شریعت کی پیروی اور نیک اعمال کرے یا نکرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے جو کلمہ پڑھنے کا حق ہے اس طرح پر پڑھے جیسا کہ اللہ تعالٰی اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یؤمنون بہ یعنی پڑھتے ہیں جیسا کہ حق ہے اس کے پڑھنے کا اور ایمان رکھتے ہیں یہ لوگ اس پر کلمہ پڑھنے کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے یعنی جو کوئی کلمہ پڑھے اس طور پر کہ جو اس کے پڑھنے کا حق ہے تو وہ بیشک جنت میں داخل ہوگا اور اس کے پڑھنے کا حق یہ ہے کہ اس کے مضمون کو سمجھے اور یہ سوچے کہ اس کے پڑھنے سے مقصد کیا ہے مطلب اور مقصد اس کا یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے والا سمجھے کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود لائق عبادت اور پوجا کے نہیں کہ جس کی عبادت اور پوجا کی جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور سچے رسول ہیں پس جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پر تسلیم کر لیا تو پھر آپ کی کسی وقت اور کسی صورت میں نافرمانی نہو کیونکہ جب اللہ پاک اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ذرہ بھر کا مالک نہیں پس ایسی صورت میں اگر اس کی نافرمانی ہوگی تو اس کے عذاب سے بچانے والا کون ہے اور اس ذلت کی مار سے بچنے کا کیا طریقہ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ اللہ پاک کے سچے رسول ہیں پھر اگر ان کی نافرمانی ہوئی تو اللہ پاک کی رضامندی کیونکر ممکن ہے پس جو شخص یہ سب سمجھکر کلمہ پڑھے گا وہ شریعت کی پابندی کو ضروری اور لازمی سمجھے گا اور جس نے اس بات کو سوچ سمجھکر کلمہ نہیں پڑھا تو گویا اس نے پڑھا ہی نہیں اور یہ تاویل کسی شخص کی ذاتی رائے اور قیاس سے نہیں بنائی گئی ہے بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کے ساتھ یہ قید لگائی ہے کہ پڑھنے والا اگر اس اقرار پر کاربند رہا اور گناہوں سے بچتا رہا شریعت کا پابند رہا تب اس کو کلمہ پڑھنا فائدہ دیگا چنانچہ کتاب ترغیب وترہیب باب ترغیب فی قول لا الٰہ الا اللہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا وہ داخل ہوا جنت میں۔ عرض کیا گیا کہ اخلاص سے کیا مراد ہے فرمایا کہ روکے اس کو اللہ پاک کی نافرمانیوں سے یعنی جس نے کلمہ پڑھا پھر اسلام کی باتوں پر کاربند رہا اور خلاف شرع باتوں سے بچتا رہا اس کو کلمہ پڑھنا فائدہ دیگا۔

برادران اس کلمہ پڑھنے کی ایک موٹی سی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص کا نکاح ہوتا ہے اور قاضی صاحب ایجاب وقبول کراتے ہیں اور دولہا کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا تو وہ دولہا کیا قبول کرتا ہے کیا وہ صرف ایک غیر عورت کے ساتھ ہمبستر ہونا ہی قبول کرتا ہے یا اس کے سوا بی بی کو نان نفقہ دینا اس کو عیش وآرام پہنچانا ہر ضروریات کی چیزیں لاکر اس کو دینا وقتًا فوقتًا اس کو ہاتھ پاؤں ملا کر گھر کے کام کاج میں مدد کرنا دکھ درد میں شریک ہونا بیمار ہو جانے پر اس کا علاج وغیرہ کرنا اس سے جو بچے پیدا ہوں ان کی پرورش اور تربیت کرنا پڑھانا لکھانا تمیز وتہذیب سکھانا ان کا شادی بیاہ وغیرہ کرنا ہی قبول کرتا ہے جہاں تک میں خیال کرتا ہوں نوشہ ایجاب قبول کرنے کے ساتھ ان تمام باتوں کو قبول کرتا ہے اور تا زندگی وہ ان تمام باتوں کے پورا کرنے کا ذمہ دار رہے۔

بس اسی طرح جو شخص زبان سے کلمہ پڑھتا ہے اور دل سے اس کی تصدیق کرتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اس پر شریعت اسلام کی پابندی بھی عاید ہو جاتی ہے جس طرح دولہا پر مذکورہ بالا باتوں کی پابندی عاید ہوتی ہے۔

برادران اسلام! حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا ثم تمنی علی اللہ یعنی عقلمند ہے وہ شخص جو اپنے نفس کا حساب کرتا رہے اور ما بعد الموت کے واسطے نیک عملوں کا توشہ جمع کرے اور احمق ہے وہ شخص جو اپنے نفس کی خواہشوں پر چلے پھر اللہ تعالے پر آرزوئیں اور امیدیں رحم اور بخشش کی باندھے۔

یعنی جو شخص شریعت اسلام کی تابعداری تو نہ کرے بلکہ ہمیشہ اس سے روگردان رہے جو کچھ جی میں آئے بے کھٹکے وہ کرتا رہے حساب وعذاب قیامت کا خوف دل میں نہ رکھے اور پھر اللہ تعالے سے رحم وکرم اور بخشش عصیان کی امید رکھے اور کہتا پھرے کہ اللہ تعالے رحیم وکریم ہے نکتہ نواز ہے وہ بخش ہی دیگا مجکو عذاب دینے میں اس کو کیا فائدہ ہوگا اس کی رحمت کے سامنے میرے گناہوں کی کیا حقیقت ہے کیا خدا ہماری عبادت ہمارے روزہ ونماز کا محتاج ہے۔ ہم شریعت پر چلیں یا نہ چلیں ہیں تو اسی رحیم وکریم کے بندے ایسے شخص کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے احمق اور بے وقوف فرمایا ہے کیونکہ یہ تو صحیح ہے کہ اللہ تعالے رحیم ہے کریم ہے غنی ہے صمد ہے ہر چیز پر قادر ہے باختیار ہے جس کو چاہے معاف کرے جس کو چاہے عذاب دے وہ نکتہ نواز بھی ہے لیکن ایک مسلمان کا یہ فرض ضرور ہے کہ وہ بے چون وچرا کے شریعت اسلام پر چلے اور اس طرح چلے کہ جس طرح ایک دکھنی ناک والا اونٹ مہار کے اشارہ سے جس طرف چلایا جاتا ہے بیچارہ چلتا ہے اور حکمہ بھی یہی ہے کہ شریعت اسلام پر چلو اور نیک اعمال کرتے رہو گناہوں کے کام سے بچتے رہو اور پھر اس اللہ تعالے غفور رحیم کی ذات سے امید بخشش کی رکھو اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہو کیونکہ مومن کا ایمان خوف اور امید کے درمیان میں ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ الایمان بین الخوف والرجاء۔ برادران ملت! صرف زبان سے کلمہ پڑھنے سے جس کا اثر دل پر نہو یا کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے سے یا مسلمانوں کا سا نام رکھنے سے یا ختنہ کرانے سے یا لمبی ڈاڑھی بڑھانے سے یا گائے کا گوشت کھانے سے کوئی دین دار اور سچا اور پکا مسلمان نہیں ہوتا بلکہ سچا مسلمان وہی ہے جو شریعت اسلام کا پابند ہو اور کسی بات میں خواہ شادی ہو یا غمی شریعت کے خلاف ایک کام بھی نہ کرے۔ اب میں اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک بطفیل اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام مسلمانوں کو شریعت اسلام پر صدق دل سے چلنے


# کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں اور نماز اسلام کا سب سے ضروری فرض ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہوں آپ کو نماز کے فرائض وواجبات وسنن یاد نہ ہوں نیز یہ نہ معلوم ہو کہ نماز کی کسقدر تاکید کی گئی ہے اور عاشقان الٰہی کی نماز کیسی ہوتی تھی اگر یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہوجائیں تو آپ نماز کے پابند ہی نہیں بلکہ نماز کے عاشق ہوجائینگے اس ضرورت کے لئے حسب ذیل کتابیں لگائیے انشاء اللہ تعالے ان کو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔

## نماز کی حقیقت

پہلے تو یہ معلوم کیجئے کہ نماز ہے کیا چیز اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا مبہوت ہوجاتا ہے اور خود نماز پڑھنے کا شائق ہوجاتا ہے قیمت ۲ر

## ترغیب نماز

نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اگر دل تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل وعلا کی طرف سے اس کے رسول کی طرف سے اور وہ بھی ایسی کہ فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلہ میں ہزار ہزار نیکیاں اور تارک نماز کی وعیدیں العظمۃ للہ عذاب سنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تاکید نماز کے لئے یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں رہتی۔ قیمت ۳ر

## نمازوں کا بیان

جب نماز پڑھنے کا دل مشتاق ہوجائے گا اور خدا کی وعیدوں سے جسم لرزاں ہوگا پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھاتے بیوی کو پڑھائیے بڑا دکھ سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہوجائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے۔ قیمت ۳ر

## اعمال بخشش

جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی لغزش سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو قریب قریب تمام مسائل ہیں اور روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی لکھدیئے ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہوجائے بہت عمدہ کتاب ہے قیمت ۲

## نمازیوں کی کہانیاں

نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہوگیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ والے کیونکر نماز پڑھتے ہیں سبحان اللہ نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں دین ودنیا کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھانیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہیں اس لئے عورتیں اور بچے اس کو بہت شوق سے پڑھیں گے۔ قیمت ۶ر

**سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور جلد کی قیمت نہیں لیجائیگی قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ**

**سب کتابیں حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# نفع وضرر کا مغالطہ

(از جناب مولانا مولوی ظہور احمد صاحب)

ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین

ترجمہ:- اور اللہ کو چھوڑ کر ان (ہستیوں) کو (مدد کے لئے) نہ پکار جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکیں گے اور نہ نقصان۔ اگر (بتانے پر بھی) تم نے ایسا کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنا نقصان کرو گے۔

سنو! اے فرزندان توحید سنو، یہ آواز ہے جو غیب کی بلندیوں سے آرہی ہے یہ ایک برق تپاں ہے جو شرک کے خرمن کو جلا رہی ہے ایک مشعل نور ہے جو کفر کی تاریکیوں کو معدوم کر رہی ہے تم ہی اس بانگ جرس سے بیدار ہوا اور اس راہ مستقیم کی طرف قدم بڑھایا جو صرف اسلامی توحید کی روشنی میں نظر آتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں خدائے واحد جسے اپنی تعریفوں میں توحید سب سے زیادہ پیاری ہے اپنے حبیب پاک کو مخاطب کر کے اپنے بندوں کو تعلیم فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مدد کے لئے نہ پکارو کیونکہ اللہ کے سوا کسی کو قدرت نہیں کہ وہ تمہیں پہنچا سکے یا نقصان پہنچا سکے جب تم کو بتا دیا گیا ہے کہ نفع وضرر کا فاعل حقیقی صرف خدائے واحد ہے تو اس علم کے باوجود اگر تم دوسروں سے امداد کے طالب ہو گے تو یہ بڑی نادانی کی بات ہوگی اور اس سے تم اپنے آپ کو نقصان میں مبتلا کر لو گے۔

غور کرنا چاہیئے کہ جب نفع ونقصان دونوں کا خالق خدا ہے اور خدا کے سوا کسی میں اتنی قدرت نہیں کہ وہ کسی کو نقصان پہنچا سکے یا نفع پہنچا سکے تو امید وبیم کی جن زنجیروں میں دنیا مسلسل ہے وہ درحقیقت کتنی کمزور ہیں اور یہ صرف ہماری ضعیف الاعتقادی اور خیالی کمزوری ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو ان زنجیروں میں مقید کر رکھا ہے اگر ہم مخلوق کو بے بس اور صرف خالق کو صاحب اختیار وقدرت یقین کریں تو اسی لمحہ میں ہماری روح تمام قیود سے آزاد ہو سکتی ہے اور امید منفعت اور خوف مضرت بھی وہ باتیں ہیں جنہوں نے ہم کو محکوم وغلام بنا رکھا ہے ورنہ ہم پر وہ زمین پر آزادی کے ساتھ زندگی بسر کرنے اور خدائے واحد کی نیابت وسلطنت کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔

جب ایک محکوم حاکم کے سامنے سربسجود ہوتا ہے جب ایک حاجتمند ایک زردار کے روبرو دست سوال پھیلاتا ہے جب ایک بیٹ کا کتا کسی امیر کی خوشامد کرتا ہے تو اس وقت بالکل بھول جاتا ہے کہ خدا کے سوا کسی کو مدد کے لئے نہ پکارو اپنا وسیلہ آپ بنی جاتے رہنے کے خوف سے کسی حاکم یا آقا یا دولتمند کی ایسی باتوں کو گوارا کر لیتا ہے جو اس کی خودداری حمیت اور عزت نفس کے خلاف ہیں یا جب ایک ستم رسیدہ دشمنوں کے نرغہ میں مغلوب ہو کر اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے یا جب ایک حق گو انسان جان ومال کے اندیشہ کو دل میں جگہ دیکر حق گوئی سے باز رہتا ہے تو اس وقت اسے یہ بات یاد نہیں رہتی کہ خدا کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں جو کسی کو نقصان پہنچا سکے۔

دیکھو ایک تیر تمہارے سینے پر آکر لگتا ہے اس کی آمد پر غور کرو تیر کمان سے نکلا کمان کو ہاتھ نے کھینچا، ہاتھ کو کمانہ کے ارادے نے حرکت دی ارادہ دل میں پیدا ہوا بتاؤ یہ دل کس کی مٹھی میں ہے کس کی بارگاہ سے اس میں ارادے القا ہوتے ہیں کون غیب کے پردوں میں مستور ہو کر کارفرمائی کرتا ہے اسی طرح ایک اشرفی تمہارے ہاتھ تک پہنچتی ہے ہاتھ بڑھا اور اس نے جیب یا صندوقچے سے اشرفی نکالی ہاتھ کو ارادے نے حرکت دی ارادہ دل میں پیدا ہوا "دل" پر کس کا تصرف ہے کون ہے جو دلوں کو اس طرح پلٹے دیتا ہے جس طرح سمندر کی موجوں یا ہوا کے جھونکوں میں ایک تنکا رقص کرتا ہے۔ پس اب تم کس کے آگے سر جھکاؤ گے اشرفی کے آگے، صندوقچہ کے آگے ہاتھ کے آگے یا انسان کے آگے جس کا یہ ہاتھ ہے یا اس ہستی مستور کے آگے جو انسان کا خالق اور اس کے ارادوں کا مختار ہے اللہ تعالیٰ کو نفع وضرر کا مالک یقین کرنے کے بعد تمہارا دل وسیع اور کشادہ سے پاک ہو جائے گا تم تیر کی شکایت نہ کرو گے بلکہ تمہارا شکوہ کمانہ سے ہوگا اسی طرح جب تم کو کسی سے فائدہ پہنچے گا تو تم اپنی امیدیں اس کے دامن سے وابستہ نہیں کرو گے بلکہ سبب حقیقی کی طرف تمہارا رجوع ہوگا۔

اپنے نفع ونقصان کو اللہ اور صرف اللہ کے اختیار میں یقین کر کے خوف اور امید کی دنیا سے کچھ زیادہ سروکار نہیں رہتا ایک دولتمند کی عزت ہم اس لئے نہیں کرتے کہ اس کے پاس دولت ہے بلکہ محض ان امیدوں کی بنا پر جو اس کی دولت سے مستفید ہونے کے متعلق ہم اپنے دل میں پرورش کر رہے ہیں جب ایک حاکم سے ہم ڈرتے ہیں تو اس کا باعث یہ نہیں کہ حکومت کوئی خوف کی چیز ہے بلکہ محض اپنی زندگی کے تحفظ کی بنا پر لیکن جب ہماری امید اور ہمارا خوف صرف بادشاہ حقیقی سے وابستہ ہو جائے تو ہماری نظر میں حاکم ومحکوم اور زردار ونادار میں کوئی فرق نہیں۔

شکر وشکایت کے تمام مواقع اس کے بعد ختم ہو جاتے ہیں اور انسان کی ہستی عام سطح سے بالاتر قرار پاتی ہے جب وہ کسی مصیبت اور مشکل میں مبتلا ہوتا ہے تو جزع وفزع میں وقت نہیں گزارتا اور بدحواس ہو کر لوگوں کے سامنے سرنگوں نہیں کرتا بلکہ اس کو اپنے پروردگار کے لطف وکرم پر اعتماد ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کے سوا کوئی ایسا نہیں جو اس بند غم سے نجات عطا کرے۔ اسی طرح جب ضرورتیں ہجوم کرتی ہیں اور حاجتیں پیش آتی ہیں تو وہ مخلوق کی آستاں بوسی کی بجائے خالق جل وعلا کی بارگاہ میں اپنے مقاصد عرض کرتا ہے شرک سے وہ کوسوں دور ہوتا ہے ایمان کے انوار اس کے سراپا کو منور رکھتے ہیں اور طمانیت کے سرور سے اس کا دل معمور ہوتا ہے۔ پس ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ایسی مقدس زندگی اختیار کرے اور اس پیام الٰہی کو غور سے سنے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو اللہ کے سوا کوئی نہیں جو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ سراسر ظلم ہوگا۔

(۴)

# نوجوان اور مذہب

(از جناب مولوی نورالرحمٰن صاحب بی اے)

سرسید کی تحریک اصلاح کا آغاز بھی نہ ہوا تھا کہ مذہبی خطرہ کی ابتدا ہوگئی اور مسلمانان ہند کو ہر جدید تحریک جدید طرز اور جدید وضع قطع میں مذہب سے بیزاری کا پہلو نظر آنے لگا رفتہ رفتہ انگریزی تعلیم اور مغربی طرز معاشرت نے اس خطرہ کو کھلا ہوا اصطدام دیا اور دہریت و نیچریت کے الفاظ کے علاوہ "کرسٹان" کا لفظ بھی ان لوگوں کے لئے استعمال ہونے لگا جو اس جدید تحریک اصلاح میں شریک تھے یا اس کو اچھی نظر سے دیکھتے تھے۔

یہ زمانہ ۱۸۶۰ء کا تھا اور اس وقت مذہب اور مذہبی تعلیم کو رسم و رواج اور معاشرت سے جدا کر کے دیکھنے کی عادت ہوئی تھی اور نہ ان دونوں میں فرق کرنے والے لوگ موجود تھے عام رائے جدید تحریک کے خلاف تھی اور اس مخالفت کا اصلی سبب مذہبیت قرار دی گئی تھی۔

اسی زمانہ میں یا کچھ عرصہ بعد جب آریہ سماجی تحریک شروع ہوئی تو اس کو بھی قدیم طبقہ نے مذہب کے خلاف جنگ سے تعبیر کیا اور رفتہ رفتہ قدیم و جدید دو گروہوں کی تفریق ہوگئی لیکن اس وقت تک اختلاف کے اسباب کا صحیح پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی گئی اور ہر اس چیز کو جو قدیم معتقدات، روایات یا رسم و رواج کے خلاف پائی گئی دہریت اور لامذہبیت سے تعبیر کیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں مذہب کے معنی ذاتی عقائد یا عمل ہی نہیں ہیں بلکہ وہ انسانی زندگی کے جزو کل یعنی معاملات، حالات اور کیفیات پر حاوی ہے، شادی بیاہ کی تقریبات ماتم اور سوگ کے معمولات حتیٰ کہ تجارت و زراعت اور کاروبار کے ہر شعبہ میں جو طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے وہ اگر مذہبی نہ بھی ہو تب بھی مذہبی اثر کے ماتحت ضرور ہوتا ہے شاید عام طور پر یہ معلوم نہیں کہ جب کاشتکار اپنی فصل کا غلہ اٹھا کر جمع کرتا ہے تو اس کی ابتدائی تقسیم اور پہلا خرچ مذہبی روایات کے خیال سے کرتا ہے اسی طرح نیشکر کی فصل کٹنے کے وقت گڑ اور شکر تیار کرتے وقت پہلا حصہ اسی مذہبی عقیدہ کی بنا پر نکال کر علیحدہ کیا جاتا ہے سفر و حضر اور پیدائش و موت تقریبات اور دوسرے بڑے کاموں کو شروع کرتے وقت یہی جذبہ راہبر و رہنما ہوتا ہے چنانچہ جدید تحریک کا فروغ اور اس کی محدود کامیابی یہی عام معہد دستانی کو اس دائرہ مذہبی سے بالکل علیحدہ کر سکی جس میں اس نے جنم لیا ہے اور جس کے اندر رہنے میں وہ اپنی عزت سمجھتا ہے اور جس سے نکل کر وہ اپنے تئیں گم کردہ راہ اور حرمان نصیب خیال کرتا ہے۔

لیکن یہ دور بھی گزر گیا مسلمان اور ہندو دونوں قوموں میں جدید تحریک نے اپنا کام کیا مگر ایک حد تک اور اس کے بعد ہر جدید تحریک کی طرح وہ بھی میدان عمل سے ہٹ کر خاموش زندگی گزارنے لگی اور جو تیز رفتاری دگرگونی اس سے قبل دور ابتدا میں ظاہر ہوئی تھی اب حالت سکون و سکوت سے بدل گئی۔ اس زمانہ کو اگر ۱۸۶۰ء سے ۱۹۱۵ء تک قرار دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

اس کے بعد جنگ عظیم کے اثرات اور ہندوستان کے اندر تحریک آزادی کے نتائج ظاہر ہونے لگے اور "انقلاب، اے انقلاب، اے انقلاب" کی صدائیں ہر در و دیوار سے آنے لگیں اجتماعی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس میں محسوس طور پر انقلاب نہ نظر آتا ہو۔ مذہب، سیاست طرز معاشرت ہی پر موقوف نہیں، علم و ادب، رسم و رواج خیالات اور حالات میں بھی انقلاب ہو رہا تھا اور رفتہ رفتہ اس خاموش آگ نے دہکتے ہوئے انگارے کی شکل اختیار کر لی اور پھر وہ شعلہ ملتہب کی طرح ہر خس و خاشاک سے نمودار ہونے لگا یہ ہے وہ زمانہ جس کو ہم دور حاضر سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس زمانہ میں مذہب کے نام کی وہ عزت نہیں جو آج سے قبل اس کو حاصل تھی، احترام اور تقدیس کے جذبات رفتہ رفتہ فنا ہو رہے ہیں اور دنیا میں ہر وہ چیز جو زمانہ گذشتہ میں قابل فخر و لائق تقلید تھی اب شبہ کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور بالعموم حقارت سے یاد کی جاتی ہے اس جذبہ کو اگرچہ کسی خاص تحریک کا جزو نہیں قرار دیا جا سکتا لیکن یہ انقلابی عہد کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے۔

ان حالات میں مذہب کی حیثیت اس اعتبار سے خطرہ میں ہے کہ عام لوگوں نے مذہب کی عمارت جن بنیادوں پر قائم کی تھی اور ان کے دماغ میں مذہب کا جو خاکہ قائم ہو گیا تھا وہ اب اپنی جگہ سے ہٹتا نظر آتا ہے اس کی ذمہ داری اگر انقلاب پسند اور بے چین طبیعت نوجوان پر ہے تو وہ پیرانہ سال بھی ایک حد تک ضرور ذمہ دار ہے جس نے مذہبی روایات اور مذہبی ..... زندگی کے اصول واضع کر دینے کے بعد ان خطروں سے اپنی نگاہ بند کر رکھی ہے جو نئی تحریک اور نئے جذبات کے ساتھ ساتھ مذہب کے مقابلہ میں آتے ہیں۔

آج ہمارے نوجوان ہندوستان کی آزادی اور اپنی عزت نفس کی خاطر جس ہمت و جوانمردی کے ساتھ سیاسی کاموں میں منہمک نظر آتے ہیں وہ بجائے خود لائق تحسین ہے اور اسی جذبہ سیاسی کی طغیانی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ ہر چیز کو جو ان کی کامیابی کی راہ میں حائل ہوتی اٹھا کر ایک کنارے کالعدم کر دینے کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں جب کبھی مذہبی معتقدات اور وہ باتیں جن پر عرف عام میں مذہب کا اطلاق ہوتا ہے ان کے راستہ میں خلل انداز ہوتی ہیں تو وہ نہایت شدت سے ان کی مخالفت کرتے ہیں اسی طرح تجارت و صنعت و حرفت میں ان کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کاروبار اور حصول معاش کے کاموں میں مذہبی جامہ کو لئے ہوئے بڑھتے ہیں تو ان کی کامیابی خطرہ میں پڑ جاتی ہے لیکن جب خالص مادی ترقی کو ملحوظ رکھتے ہیں اور نہایت بیباکی سے دنیاداری کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں تو معمولی کاموں میں بھی غیر معمولی کامیابی کی امید ہوتی ہے جس کی عام مثال انگریزوں اور

دوسری مغربی اقوام کی کاروباری مشغولیت اور ہمارے قدیم وضع کے دلدادہ ہندوستانی اور افغانی تاجروں کی حیثیت ہے۔ ان مثالوں کا ہی صرف ایک ہی نتیجہ ان کو نظر آتا ہے اور وہ یہ کہ جہاں کہیں مذہبی روک تھام اور روایتی قدیم خیال حکومت کر رہے ہیں وہاں ترقی و کامیابی کے بلند ارادے پست ہو جاتے ہیں اور قوت عمل مضمحل اور فرسودہ ہو کر انسان کو کامیاب نہیں ہونے دیتی۔

اس کے بعد زندہ اور پست قوموں کا ناقابل انکار فرق ہے جو روز مرہ کا اٹھتے بیٹھتے، ہر لحظہ، ہر لمحہ نظر آتا ہے اور ہر سمجھدار انسان کو اس طرف مائل کرتا ہے کہ وہ مقابلہ و موازنہ کرے اور یہاں بھی بالعموم فیصلہ مذہب کے خلاف ہی ہوتا ہے یعنی ہندوستانی عراقی افغانی اور دوسری ایشیائی اقوام بالعموم ناکارہ سست و کاہل اور اپنے عادات و اطوار کے لحاظ سے قابل افسوس ہیں اور برخلاف ان کے انگریز اور دوسری یورپین اقوام ان تمام خصوصیات و خوبیوں کی جامع نظر آتی ہیں جن کی بدولت وہ آج ترقی کر رہی ہیں۔

لیکن انصاف یہ ہے کہ مذہب کے خلاف اس طرح بے تکان فیصلہ کر دینے میں ہم کسی قدر اپنے قصور فہم کا ثبوت بھی شامل کر لیتے ہیں مثلاً ایشیائی اقوام کی پستی اگر مذہب کی پیروی کا نتیجہ ہے تو جاپان کو کس اصول پر مستثنیٰ کیا جائے یا مثلاً کامیابی کے لئے اگر مادی اور اقتصادی نقطہ نظر ضروری ہے تو محض تجارت و کسب معاش کی حد تک اس کو مذہب نے کب ناجائز قرار دیا ہے۔ یا مثلاً مذہبی لوگ اور مذہبی جماعتیں اگر ملک کے سیاسیات اور ترقی کے کاموں میں حصہ لینا پسند نہیں کرتی ہیں تو یہ ان کی مذہبیت نہیں بلکہ غیر مذہبیت ہے۔

اسی طرح اس بحث کے مختلف پہلو ہیں اور ہر ایک پہلو میں کئی بحثیں پیدا ہوتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ علمی مباحث یا منطق و فلسفہ کی بحث و دلیل کبھی قوم اور ملک پر براہ راست اثر نہیں کرتی ہے اور نہ کر سکتی ہے عام لوگ جس چیز کا اثر قبول کرتے ہیں اور جو بات ان کے دل کو لگتی ہے وہ علمی بحث، رسالے اور کتابیں نہیں بلکہ روز مرہ کے وہ واقعات اور حالات ہوتے ہیں جن سے ان کو اکثر سابقہ پڑتا ہے مثلاً بازار میں کچہری میں، اسکول میں اور مسجدوں میں لوگوں کا طرز عمل اور ان کی خصوصیات کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو اپنے ہمسایہ کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھیں اور اس کے بعد گھنٹوں وظیفہ و تسبیح میں صرف کریں اور پھر سیدھے کچہری پہنچکر دن بھر اپنے پڑوسیوں کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد مقدمے چلائیں اور یہ توقع رکھیں کہ اس طرز عمل سے ان کے قابل احترام ہونے میں کسی کو بھی کلام نہ ہوگا اس لئے کہ ہر زن کی ابتدا وہ ایسے نیک کاموں سے کرتے ہیں جن کا معمولاً ادا کرتے رہنا اور پابند ہونا ہر انسان کو دیندار اور قابل تقلید قرار دینے کے لئے کافی ہے ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کو ہم مذہب کا جزو قرار دیتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں فی الواقع مذہبی ہوتی بھی ہے یا نہیں؟

یہی سوال درحقیقت ان تمام اختلافات کی اصل و روح ہے جو اس زمانہ میں نوجوانوں اور مذہبی جماعتوں کے درمیان رونما ہو رہے ہیں اسی سوال کا صحیح جواب اس نازک اور خطرناک تحریک کا مکمل رد اور کامل دفعیہ ہو سکتا ہے جو مذہب کے خلاف نہایت شدت اور انتہائی بیباکی کے ساتھ جاری ہے اور جس کے نتائج تک پہنچنے سے اکثر صاحبان علم و حامیان مذہب چشم پوشی کرتے رہتے ہیں۔

اسی مسئلہ کو دوسری نظر سے بھی دیکھا جا سکتا ہے اور ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ مذہب سے جو بیزاری اس وقت عالمگیر ہوتی جاتی ہے اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ محض قیود و حدود سے آزاد رہنے کی خواہش اس کی بنیاد قرار دی جا سکتی ہے اور یہ بھی دشوار ہے کہ مذہبی جماعتوں کی کامیابی یا مذہبی خیال کے لوگوں کی ترقی مذہب کے خلاف کوئی تحریک پیدا کر سکے لیکن یہ یقینی ہے کہ جن بزرگوں کو مذہب میں غلو ہے اور جو لوگ مذہبی جامہ پہنکر اپنی مذہبیت کا اعلان کرتے ہیں ان کا اپنا طرز عمل اور اس کے نتائج بہرحال اثر پذیر ہوتے ہیں علماء کی جماعت اگر باوجود پابند مذہب اور متبع دین ہونے کے عوام کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتی تو کیا بعید ہے کہ عام لوگ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ خود مذہب محتاج اصلاح ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر عقیدہ کو مقبول عام کی سند اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے کہ اس پر عمل کرنے والوں اور اس کے ماننے والوں کی جماعت اپنے عادات و خصائل میں قابل تعریف اور دنیا میں کامیاب نظر آئے اس لئے کہ عقائد کی خوبی کا براہ راست تعلق عمل کی پاکیزگی اور عادات و خصائل کی عمدگی سے ہے اور جب یہ ہی مفقود ہو تو اس عقیدہ کو تسلیم کر لینا آسان بات نہیں اور اس کی خوبی کا قائل ہونا غیر معمولی جرأت کے بغیر دشوار ہے ہمارے علماء نے بھی نہیں کہ اپنے طرز عمل سے جمہور کو بد دل کر دیا ہے بلکہ وہ عام لوگوں کے احساسات اور جذبات ان کی امیدوں اور خواہشوں کے سمجھنے سے بھی قاصر رہتے ہیں اس قصور فہم اور بے توجہی کا لازمی نتیجہ یک گونہ مغائرت ہے جو رفتہ رفتہ بے تعلقی اور کبھی کبھی مخالفت کی حد تک تجاوز کر جاتی ہے یہ قصور فہم محض لاعلمی ہی کا نتیجہ نہیں بلکہ اس غفلت و بے پروائی کے سبب سے پیدا ہوا جو ہمارے علماء نے معاشرت و اصلاح و ترقی کے تمام کاموں اور تحریکوں سے چشم پوشی کر کے اختیار کی ہے خود مذہب نام ہے اصلاح عقائد کی جس کی غرض و غایت فلاح دین و دنیا بتائی جاتی ہے ظاہر ہے کہ "فلاح" ہی وہ چیز ہے جو سب سے پہلے انسان کو درستی عقائد و اصلاح اعمال کی طرف متوجہ کرتی ہے لیکن اگر روز مرہ کے معاملات اور دنیا کے صدہا دوسرے مشاغل میں یہ "فلاح" مفقود ہو تو کیوں کوئی شخص اپنے اعمال کے احتساب اور عقائد کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوگا اور اگر خوف عقوبت کی بنا پر توجہ پیدا بھی ہوئی تو یہ علماء سے بیزاری پیدا کرے گی نہ کہ محبت و عقیدت۔

علماء نے اگر مدارس کی چہار دیواری میں فقہ اور مسائل فقہ کی ورق گردانی کو ضروری سمجھا اور جدید حالات و خیالات اور ترقی و اصلاح کی نئی تحریکوں سے بے خبر و نا ہوئے تو غالباً ان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ عام لوگوں کو ان لوگوں کو جو بازاروں عمالتوں کارخانوں اور کارگاہوں میں کام کرتے ہیں مذہب کا شیفتہ و دلدادہ پائیں لیکن اگر وہ خود بھی ملکی سیاسیات، تجارت، صنعت

وحرفت معاشرت اور جدید خیالات سے آشنا ہیں اور بقدر ضرورت ان کو سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں تو غالباً یہ دشوار نہ ہوگا کہ وہ مذہب کو عمل و سرگرمی سے ہٹا کر معطل و بیکار ثابت نہ ہونے دیں اور آج جس بیدردی سے مذہب کے نام کی تجریدی کی جا رہی ہے اس کو روک سکیں۔

غائب علماء نے اپنی پندار میں مذہب کے مکمل ہونے کے جو معنی سمجھے ہیں اُن کا دائرہ اس قدر تنگ ہے کہ درس نظامی کی چند کتابوں کی حدود سے زیادہ وسعت نہیں رکھتا اور یہی وہ اصولی غلطی ہے جس نے آج علماء کو اپنی جائز منزلت سے ہٹا کر اور ان کے اس تنزل کو نفسیاتی سبب قرار دیکر خود مذہب کو بھی مورد الزام ٹھہرا دیا اگرچہ مذہب پر یہ الزام لگانا کھلی ہٹ دھرمی ہے لیکن عام لوگوں کے لئے نتائج یہی عام ہوتے ہیں اور وہ سوچنے اور سمجھنے کے بجائے فیصلہ کرتے اور حکم لگانے میں زیادہ مسرت حاصل کرتے ہیں۔

مذہب کی جامعیت اور اس کا مکمل ہونا یہ ہے کہ وہ ہر شعبہ حیات میں مخلوق کی رہبری کر سکے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے علمائے کرام یہی باوجود اپنے محدود دائرہ عمل اور تنگ گوشہ نظر کے یہ قوت رکھتے ہیں کہ آج وہ جدید تجارتی کاروبار صنعتی و حرفتی ترقیات جدید خیالات و انقلابی تحریکات کو اسی طرح حدود مذہبی کے دائرہ میں لے آتے پرتاور ہیں جس طرح وہ نجاست و طہارت اور فرائض و سنن کے مسائل بتا سکتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو نوجوانوں کی موجودہ تحریک جس میں تمام تر کے ساتھ اگر کہیں ہوئی بغاوت نہیں تو صریح چشم پوشی کی گئی ہے کس اصول پر قابل ملامت قرار دی جا سکتی ہے اور اگر ملامت کی گنجائش بھی ہو تو کیا انصافاً ہمارے علماء کرام کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اس گروہ ملامت کے علمبردار ہوں۔


حضرت خواجہ حسن نظامی کی

# عام فہم تفسیر القرآن

قرآن پاک کے بکثرت ترجمے اور بفصل و مشرح تفاسیر موجود ہیں لیکن ایسا ترجمہ اور ایسی تفسیر جس سے عام مسلمین بچے اور عورتیں اور معمولی پڑھے لوگ فائدہ اٹھا سکیں اور بطور خود قرآن پاک کے مطالب و معانی اور احکام و مسائل آسانی کے ساتھ سمجھ سکیں حضرت خواجہ حسن نظامی کے سوا ایک بھی نہیں ہے اس کا انداز یہ ہے کہ پہلے قرآن پاک کی عبارت لکھی گئی ہے اور عبارت کے نیچے نہایت سلیس اور آسان زبان میں تحت اللفظ ترجمہ ہے اس کے بعد نہایت سادہ لفظوں میں اس عبارت کی تفسیر ہے اگر آیات سے کوئی مسئلہ یا کوئی حکم پیدا ہوتا ہے تو اسے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اگر کوئی فلسفیانہ بات آئی ہے تو حاشیہ پر اس کی تشریح موجود ہے بچوں کو اس تفسیر کے پڑھنے سے تین خاص فائدے پہنچتے ہیں۔

(۱) قرآن پاک کے ساتھ انھیں اردو زبان میں مہارت ہو جاتی ہے (۲) وہ ابتدا ہی سے قرآن پاک کا مطلب سمجھنے لگتے ہیں (۳) ان کی تعلیمی زندگی جب قرآن پاک کی تعلیم پر مبنی ہوگی تو بڑے ہو کر لازمی طور پر سچے اور سچے مسلمان ہو جائینگے۔

## اور یہی اس تفسیر کا مقصد ہے

الحمد للہ اب یہ تفسیر مکمل تیار ہے اس کا ہر پارہ آٹھ آنہ میں ہدیہ ہوتا ہے مگر کامل قرآن شریف دس روپے میں دیا جاتا ہے ہر پارہ کا سرورق اس قدر موٹا اور مضبوط ہے کہ گویا جلد بن گئی ہے پورے قرآن شریف عہ محصول ڈاک خرچ ہوتا ہے۔

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# خاموش تبلیغ

مصنفہ حضرت العلامہ مولوی حمید سعید ناظم جمعیۃ علماء ہند

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جائیداد مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کر چکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں نقد افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان تمام واقعات و حالات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے یہ کتاب ایک دلچسپ قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود۔ ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت دار الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو اور روزمرہ کے بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب کو اتنی ہر دلعزیزی حاصل ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کر دیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اسی لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ رکھا گیا ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات **قیمت صرف دس آنے**

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# راستہ کا پتھر

(از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب بجنوری)

مذہب خدا کی مہربانی ہے، رحمت ہے، کرم ہے، اس کی غرض انسانوں کو پاک بنانا اور پاکیزگی کی راہ پر لیجانا ہے بھلائی ہی اس کا مقصد اور بھلائی ہی اس کی غرض ہے۔ مذہب نے کبھی انسان پر انسان کے قانون چلانے کو پسند نہیں کیا مذہب کی تعلیم ہے کہ آدمی کا آدمی کے سامنے جھکنا پستی، کم ہمتی، اور کوتاہی ہے مذہب انسان کو انسان پر جب ہی قانون چلانے کی اجازت دیتا ہے جب وہ خدا کے قانون کو چلائے اور خود بھی اس قانون پر چلے وہ ایسے انسانوں کو جنھیں یہ اختیار دیا گیا ہو نکتہ چینی سے بری نہیں قرار دیتا بلکہ اوروں سے زیادہ ان کو نکتہ چینی سننے اپنے کو جانچنے اور اصلاح کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

خدا کے بندوں پر صرف خدا ہی کی حکومت اور خدائی کا قانون چل سکتا ہے ان الحکم الا للہ حکومت اور فیصلہ تو صرف امر ہی کے لئے ہے انسان کی آزادی کا مذہب سے زیادہ اور کوئی مددگار نہیں ہو سکتا جو لوگ مذہب سے آزاد ہونا چاہتے ہیں وہ انسانیت کی روح کو کچلتے اور انسان کو نیچے گرانا چاہتے ہیں مذہب ایک قوم کو ایک قوم پر ایک رنگ کو ایک رنگ پر کوئی اقتدار نہیں دیتا وہ صرف خدا کے قانون کو جس کا دوسرا نام بھلائی اور سچائی ہے بنی نوع انسان پر غالب کرنا چاہتا ہے۔ کوئی ہو کہیں کا بھی ہو جو اس کے قانون کو چلاتا ہے اس کا چاکر ہے اور اس کی چاکری ہی کا نام حکومت ہے۔ مذہب جس کا سختی دباؤ کا غرض پرستی کا اقتدار پسندی کا مخالف ہی ضد ہے، دشمن ہے جو اشخاص یا قومیں ان چیزوں کو پسند کرتی ہیں مذہب انھیں خدا کی چاکری سے معزول کرتا ہے۔ مذہب پر یہ الزام غلط ہے کہ وہ آزادی کی راہ میں روک بنتا ہے دیکھا جا رہا ہے کہ آجکل اکثر محبان وطن اور خادمان ملک جلدی میں بھولے ہندوستانیوں کو یہ صلاح دے بیٹھتے ہیں کہ ہماری مصیبتوں کی تہ میں مذہب ہے، ہماری غلامی کی بنیاد اسی پر ہے اور اب ہماری نجات کا سب سے آسان راستہ یہی ہے کہ مذہب کے جوئے کو اپنی گردن سے نکال پھینکیں ہم ان بھائیوں کے ہمنوا نہیں ہیں لیکن ان کی اس چینی کو بے وجہ بھی نہیں جانتے مذہب کا دامن تو اس بدنما داغ سے بالکل صاف ہے البتہ اس میں کچھ جھوٹ نہیں کہ مذہب کے قائم مقاموں نے ضرور ایسے خیالات قائم کرنے کے موقعے دیئے ہیں۔ ملکی آزادی کے لئے ان کی لاپروائی آپس کے جنگ وجدال میں ان کا انہماک ایک دوسرے کو کھا جانے کی کوشش یہ چیزیں بے شبہ ایسی ہیں جو ایک جلد باز کو مذہب سے بدگمان کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن یہ غلطی ہے مذہب ان موروثی اور چلتی ہوئی رسموں کا نام نہیں ہے وہ تو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت میں ہے بیشک جیسے یہ بات انصاف سے ہٹی ہوئی ہے کہ مذہب کو انسانوں کی جائز آزادی کا دشمن کہا جائے ویسے ہی یہ بات بھی سچائی سے دور ہے کہ موجودہ پیشوایان مذہب کے ایک بڑے حصہ کو راہ کا پتھر نہ کہا جائے چھوٹی چھوٹی باتوں پر تو انھیں فوراً غضب الٰہی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں لیکن سب سے بڑا قہر اور سب سے بڑی لعنت غلامی جو ہندوستان کے سر پر پڑی ہے انھیں نظر نہیں آتی۔

مذہب تو بلا واسطہ انسان کی تربیت خدا کی مہربانی اور رحمت کی گود میں کرانا چاہتا ہے اور جو طاقت بھی اس کے اخلاقی و روحانی نشو ونما کے راستہ میں حائل ہوتی ہو مذہب اس کو الگ کرنا چاہتا ہے خدا کی مہربانیوں کا دسترخوان کھلا ہوا ہے اس کے پکارنے والے کی آواز انسانوں کو بلا رہی ہے اور ابد تک بلاتی رہے گی جس نے اس دسترخوان سے چکھا چکھا اس نے ہی زندگی کی لذت اور مٹھاس پائی اور جس نے اسے نہ چکھا اس کا منہ پھیکا اور بدمزہ رہے گا لیکن اس پر بیٹھنے اور حصہ پانے کی شرط ہی یہ ہے کہ انسان دوسروں کی غلامی سے آزاد ہو جس غلام کے گلے میں دو مالکوں کی رسیاں ہوں گی اور دونوں کے سرے الگ الگ کھینچے جائینگے تو اس کا نتیجہ سوا موت کے اور کیا ہوگا۔

لوگ یہ سمجھتے اور سمجھاتے ہیں سیاسی اور پولیٹکل تحریک سے مذہبی گروہوں اور حلقوں کو کیا واسطہ؟ گویا انہوں نے یہ قرار دے لیا ہے کہ انسان جب تک تنہا اور اکیلا ہے اپنے خدا کا بندہ ہے اور جب وہ ایک جتھے اور گروہ میں شامل ہو جاتا ہے تو اس کی بندگی سے الگ ہو جاتا ہے اب جو چاہے اسے اپنی بندگی اور چاکری میں لے جس طرح چاہے اپنی مرضی پر چلائے اور جس طرف چاہے غیر اخلاقی طور پر ہانک لیجائے ممکن ہے کہ بزدل اور کم ہمت انسان ایسا کہے لیکن اس کا خدا تو یہ نہیں کہتا وہ تو ہر حال میں اس پر اپنا سایہ ڈالنا چاہتا ہے لیکن آہ کہ یہ انجان راہ دکھانے والے اسے خدا کے سایہ سے ہٹا کر دوسروں کی غلامی کی کڑی اور سخت دھوپ میں رکھنا چاہتے ہیں۔

بادشاہی کے وہ معنی جو مشرق میں سادگی کے ساتھ اور مغرب میں کچھ پیچ کے ساتھ لئے جاتے ہیں اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں اسلام میں جو کچھ ہے اللہ کے قانون کے مطابق حکمرانی کرنا ہے۔ ہم تو آزادی کو خدا کی ایک عبادت جانتے ہیں کاش ہم سوچتے کہ غلامی کس طرح ہمارے لئے اپنے مالک کی راہ میں راستہ کا پتھر ثابت ہو رہی ہے اور کیوں ممکن نہیں کہ اگر ہم سب مل کر راہ چلنے والوں کے لئے راستہ صاف کرنا چاہیں تو وہ پتھر ہٹ نہ جائے!

ہم اپنے علما اور پیشوایان دین سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ صرف اس قطر کو مدنظر رکھ کر ہندوستان کی آزادی پر نگاہ ڈالنی چاہیئے کہ اس کے ساتھ عالم اسلامی کی نجات وابستہ ہے بلکہ اس نقطہ نگاہ سے بھی دیکھنا چاہیئے کہ بلدگان خدا کی اتنی بڑی تعداد خدا کے محبوب اور پسندیدہ قانون کے خلاف کیوں چلائی جا رہی ہے اور یہ امر ایک خالص دینی اور مذہبی دل رکھنے والے انسان کو کڑھانے اور رنج دینے کے لئے کافی ہے آج اگر کوئی اسلامی حکومت بھی اس قانون اور نظام کی ذمہ دار ہوتی جو خدا کے بنائے ہوئے قانون کے خلاف ہے تو اس کی اصلاح اور درستی بھی ہم پر فرض ہوتی۔ ہمیں آزادی کی راہ کا پتھر نکالنا اسلام کی پیشانی کیلئے داغ نہ بننا چاہیئے بلکہ قصر آزادی کے لئے کوئی وہ

# ہماری زندگی

(از جناب مولوی عبدالواحد صاحب نگرامی)

انسان کی ایک اکیلی جان کے ساتھ کتنی ذمہ داریاں لگی ہوئی ہیں اس کے ضعیف اور کمزور کاندھوں پر کیسے بھاری بوجھ پڑتے ہیں ایک کٹھن راستہ اسے طے کرنا ہے اور ایک کڑی منزل اس کے سامنے ہے ہر آدمی اپنے جی میں سوچتا ہے، حل کرنے کی کوششیں کرتا ہے کچھ دور چلتا ہے اور پھر ٹھٹک کر رہ جاتا ہے خواہشوں کا ہلکورہ اور ہوا و ہوس کی تاریکی اس پر چھا جاتی ہے وہ اپنے راستہ کو گم کر دیتا اور کہیں سے کہیں جا پڑتا ہے دنیا میں تو وہ خدا کی ایک نعمت بنکر اور اس کی ایک امانت لیکر آیا تھا کیسے پھیلانے برائی مٹانے ظلم کو تباہ کرنے اور انصاف کو رواج دینے آیا لیکن اس نے اپنے چلن کچھ ایسے بگاڑ لے کہ امانت میں خیانت کی نیکی کو روند ڈالا انصاف کو چھوڑ دیا رحم و محبت کی بجائے اس نے خونخواری سیکھی اور اپنے ہی بھائیوں کو بھیڑیوں کی طرح چیرنے پھاڑنے لگا خرابیاں پھیل گئیں، امن اُٹھ گیا آرام سٹ گیا خدا نے بار بار اپنے پاک رسولوں اور سچے نبیوں کو بھیجا کہ وہ انسانوں کو ہلاکت سے نجات کی طرف بربادی سے بچاؤ کی طرف بلائیں فوجیں بھیجے گئے وہ گم کر دیئے گئے، رسول تئے وہ جھٹلائے گئے یہانتک کہ خدا نے ایک ایسی کتاب انسانوں پر بھیجی جس میں اپنی حجتیں تمام کر دیں اپنی نشانیاں کھول کھول کر بتا دیں اور اس پاک کتاب کے انسانوں اور انسانی دلوں کے اندر موجود رہنے کا ایسا پکا بندوبست کر دیا کہ اب نہ کسی کتاب کی حاجت رہی اور نہ کسی رسول کے آنے کی ضرورت قرآن اور نبوت کے بارے میں یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے عقیدہ کے لئے یقین اور یقین کے لئے عمل ضروری ہے صرف ضروری نہیں بلکہ لازمی نتیجہ میں عقیدہ صرف وہی نہیں ہے جسے ہم زبان سے کہتے ہیں یہ تو عقیدہ کا بیان اور اظہار ہے عقیدہ تو وہ اندرونی یقین ہے، انسان کے اندر مضبوطی، پختگی اور پورا پورا استقلال پیدا کرتا ہے عقیدہ کی درستگی عمل کو کھینچتی ہے اور یہ بات بالکل یقینی ہے کہ عمل کی کمزوری عقیدہ کے ضعف کا ایک نشان ہو لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ محسوس تو اسکو ہم سبھی کرتے ہیں لیکن اس کے اقرار میں مشکلیں پڑ جاتی ہیں اور جھگڑے نکل آتے ہیں اس لئے بار بار قرآن کی آیتوں اور بہت سی حدیثوں میں اس مضمون کو دہرایا گیا ہے کہ اپنی کمزوری اور قوت کو محسوس کرنے بھلائی اور برائی کو پہچاننے کے لئے انسان کا بڑا بھروسا اپنی اندرونی آواز پر ہونا چاہیئے شاید ہی کوئی ایسا آدمی ہو جو اس سے محروم کیا گیا ہو وفی انفسکم افلا تبصرون (تمہارے دلوں میں سب کچھ ہے تم کیوں نہیں دیکھتے) ہماری ظاہری آنکھیں روشنی سے محروم ہو جاتی ہیں تو ہم کیسے بیقرار اور بیچین ہوتے ہیں لیکن دل کی روشنی گم کرتے ہیں اور اس پر کوئی بھی نوحہ نہیں کرتے حالانکہ قرآن کریم میں فرمایا گیا (فتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور) آنکھیں بے نور نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل بے روشنی کے ہو جاتے ہیں جو آدمیوں کے سینوں میں ہیں) دونوں باتیں ہماری سمجھ میں آسانی سے آجاتی ہیں یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ روشنی ہمیں کہاں لیجانا چاہتی ہے اور کہاں ہے اور یہ بھی ہم محسوس کر لیتے ہیں کہ روشنی کیونکر تاریکی کے اوٹ میں پڑ کر اپنا کام کرنے لگے رک جاتی ہے رکاوٹوں اور پردوں کا جاننا ضروری ہے تاکہ انھیں چاک کیا جائے سب پردے چاک کئے جا سکتے ہیں مگر وہ پردے کیونکر چاک ہوں گے جو انسان نے اپنی نادانی سے یہ جان کر ڈال لئے ہیں کہ یہ روشنی کو گھٹانے والے نہیں بلکہ بڑھانے والے ہیں ایسی ہی وہ برائیاں بھی بڑی سخت اور مشکل سے مٹنے والی ثابت ہوتی ہیں جو نیکیوں کے بھیس میں ہمیں دی گئی ہیں اور جن کو ہم نے بھلائی جان کر قبول کیا ہے اسلام کے نقطۂ نظر سے اس وقت ہماری زندگی ایسی بیشمار باتوں اور انگنت چیزوں کا ڈھیر ہے جو ہماری پاکیزگی کو تباہ کرتی ہیں ہمیں قبل اس کے کہ حساب لیا جائے اپنا حساب کرنا چاہیئے اور سب سے پہلے ایک بڑے سوال کو غور و تامل کے ساتھ حل کرنا چاہیئے کہ زندگی جو ہمیں دی گئی ہے وہ محض اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق کام کرنے کے لئے یا زندگی ایک دین ہے جسے اس کی مرضی رضامندی اور خوشنودی کے لئے خرچ کرنا ہے ہماری زندگی اپنی نہیں بلکہ خدا کی ہے اس نے جو راستہ بتایا ہے وہی چلنے کا ہے اور جو ڈگر بتائی ہے وہی پاؤں دھرنے کی ہے (ان صلاتی و نسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ہماری عبادت اور قربانیاں ہماری زندگی اور موت سب کچھ اس خدا کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے) لیکن اگر معاملہ یہی ہے تو پھر دوسروں کو کیا حق ہے خواہ وہ اپنے ہوں یا پرائے کہ ہماری زندگی کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق چلائیں چاہے ان کی مرضی خدا کی مرضی کے موافق ہو یا نہ ہو! یہ سوال البتہ رہ جاتا ہے کہ خدا کی مرضی کو سمجھنے اور جاننے کا طریقہ کیا ہے سو اس کا جواب تو بہت آسان ہے اس کی کتاب کھلی ہوئی ہے اور اس کے نبی کے کام صاف صاف سامنے ہیں۔ پروردگار نے ہمیں قوتیں دی ہیں کام کرنے اور کام دینے کے لئے اس نے جہاں ہمیں ٹھہرایا ہے ٹھہریں گے اور جہاں آزاد چھوڑا ہے آزاد رہیں گے اپنوں کو یہ حق نہیں کہ نئے نئے ٹھکانے بنائیں اور پرائے کون ہوتے ہیں جو ہماری طاقتوں اور قوتوں کے نشو و نما اور بڑھاپا میں حائل ہوتے ہیں جو ہمارے مالک نے ہم کو دے رکھی ہیں غلامی کی بڑائی جو کچھ ہے یہی ہے کہ نہ انسان کو خدا کی مرضی پر چلنے سے روکتی ہے اس میں اپنے اور پرائے سب کی غلامی فاعل ہے غلامی کی زندگی زندگی نہیں بلکہ موت ہے اس وقت مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا عجیب پستیوں پر لگے ہوئے ہیں اور یہ دوزخی اس پورے پچاس سال کے عرصہ میں ان پر مسلط رہی ہے سب کی صلح و آشتی کی طرف جائے بغیر کشتی کا کنارے سے لگنا محالات سے ہے اب یہ سوال حل کرنا ہے کہ زندگی اپنی نہیں خدا کی ہے اور خدا کی مرضی کے حسب خواہ زندگی بسر کرنے میں سب سے بڑی روک نشست ہو گھیتی خدا کا صحیح راستہ بتاتی ہے اور تفرقہ خدا سے چھڑاتی ہے اتفاق و یکجہتی کو زندگی ملتی ہے اور نشست و افتراق سے موت کاش ہمارے زعماء اس پر غور کریں۔

# شاہراہ

(حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی)

دنیا میں اچھائی اور برائی کا ہونا سب مانتے ہیں پر جھگڑا اس میں آپڑتا ہے کہ اچھائی کیا ہے اور برائی کیا ہے کوئی کہتا ہے اچھی وہ چیز ہے جسے باپ دادا اچھا کہتے آئے ہیں۔ کسی نے اچھائی اور برائی کے لئے عقل کو سہارا بنایا ہے اور کسی کا کہنا یہ ہے کہ سرکاری قانون کو مانتے چلے جانا ہی اچھائی ہے۔

مسلمان جس راستہ پر چلتا ہے وہ ان سب سے الگ ہے اس نے جب دل کی سچائی کے ساتھ ایک بار کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھا تو وہ خدا کے سوا سب کی غلامی سے آزاد ہو گیا اب نہ اسے اس کی پروا رہنی چاہئے کہ اس کے باپ دادا کیا کرتے چلے آئے ہیں نہ اس کی فکر ہونی چاہئے کہ گردوپیش کے رسم و رواج کیا ہیں نہ اس جھگڑے میں پڑنا چاہئے کہ سرکار کا قانون اور اس کا ضابطہ کیا ہے اور نہ یہ دیکھنا چاہئے کہ حکمت و فلسفہ والے کیا کہتے ہیں وہ تاریکیوں سے نکل کر روشنی میں آگیا آفتاب روشن اس کی رہنمائی کے لئے موجود ہے اندھیرے میں راستہ ٹٹولنے کی اسے کیا ضرورت ہے اس کے چلنے کے لئے صاف و ہموار وسیع و بے خطر سڑک موجود ہے اب وہ کیوں خواہ مخواہ ناہموار پگڈنڈیوں پر ٹھوکریں کھائے اور خاردار جھاڑیوں میں الجھتا پھرے۔

مسلمان صرف خدا کا غلام ہے اور سب کی غلامی سے آزاد اس کا کام صرف خدا کے بتائے ہوئے احکام کی پابندی ہے اور بس۔ اسے اپنے جال میں پھانسنے کے لئے دنیا کوشش کرے گی لیکن اس کا راستہ صاف ہے اس کا سہارا خدا اور صرف خدا ہے وہ دن میں بار بار اقرار کرتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین عبادت بھی صرف خدا کی اور ہر قسم کی خانہ ساز مدد و طلب اعانت بھی صرف خدا سے وہ دل سے مانتا ہے کہ دنیا میں اس کے آنے کی غرض ہی یہ ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وہ خدا کی بندگی و غلامی میں کمال پیدا کرنے ہی کو زندگی عبادت اس کے لئے آفتاب ہدایت ہے نور مبین ہے شاہراہ عمل ہے صراط مستقیم ہے۔

خدا کی مرضی جاننے کے دو یقینی ذریعے ہمارے پاس موجود ہیں جن میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں پہلا ذریعہ خدا کا کلام پاک ہے جو قرآن کے نام سے موسوم ہے قرآن کے سوا آج تک دنیا کی کسی مذہبی کتاب نے یہ دعوی صاف الفاظ میں نہیں کیا کہ وہ ہر قوم ہر ملک اور ہر زمانے کے لئے ہے اور کسی دوسری کتاب کے محفوظ ہونے کا دعوی اس یقین کے ساتھ کیا جا سکتا ہے یہ شرف قرآن اور صرف قرآن ہی کے ساتھ مخصوص ہے پھر دوسری مذہبی کتابیں یا تو محض شاعرانہ خیال آرائیوں کا مجموعہ ہیں یا محض پند و نصائح کا۔ بخلاف اس کے قرآن ہر قسم کی ہدایتوں کا جامع ہے قانون اور ضابطہ جرائم اور سزائیں حکمت و موعظت قصہ اور مثلیں اخلاق و معاشرت معاملات و عبادات مسائل و عقائد جسم و روح غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی بابت ہدایتوں کی توضیح و تشریح اس خدائی کتاب میں موجود نہ ہو۔ اس ہدایت نامہ کی کوئی نہ کوئی نسخہ اکثر پڑھتے رہنے سے مسلمانوں کے گھر دل میں ضرور نکل آئیگا۔ لیکن گھر میں کتاب کی موجودگی کافی نہیں ضرورت اس کی ہے کہ اسے پڑھا جائے سمجھکر پڑھا جائے بکثرت پڑھا جائے اور جہانتک ممکن ہو اس پر عمل کی پوری پوری کوشش کی جائے۔

جہانتک خدائے پاک کی لفظی و قولی ہدایات کا تعلق ہے قرآن پاک بندوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے بالکل کافی و وافی ہے لیکن بعض بندے کہہ سکتے تھے کہ اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا طاقت بشری سے خارج اور انسانی قوت سے ماورا ہے اس لئے خدائے برتر و قدوس نے اپنے مزید لطف و کرم سے ایک انسانی ہستی ایسی پیدا کر دی جس کی زندگی قرآن کی بہترین تفسیر تھی وہ شخص بھی ہم ہی جیسا انسان تھا ہماری ہی طرح اسے بھی کھانے پینے سونے پہننے کی حاجت رہتی تھی گرمی سردی دکھ درد کا اس پر بھی اثر ہوتا تھا بال بچے عزیز دوست اس کے بھی بکثرت تھے لیکن باوجود اس کے تمام بشریت کے وہ خدا کی بہترین مخلوق کا کامل ترین بندہ اور ہدایات قرآنی کا ایک بے نقص عجائب زندہ نمونہ تھا۔

خدا کے اسی سب سے اچھے اور سب سے سچے بندہ کا نام محمد رسول اللہ صلعم تھا اس کی حیات طیبہ نے دنیا پر روشن کر دیا کہ انسان پوری طرح دنیا میں پڑکر ہر قسم کے دنیوی تعلقات میں گھر کر بھی عبد کامل بن سکتا ہے اور کمال کے اس انتہائی مرتبہ پر فائز ہو سکتا ہے جو عین منشا الٰہی ہے اسی لئے اس کی زندگی کا ہر جزیہ ہمارے لئے نمونہ قرار پایا ہم پر اس کی پیروی تب جب ہوئی اور اس کی اطاعت عین اطاعت خداوندی ٹھہری قرآن کے الفاظ بکلتے ہیں کہ ہماری سنو اچھے بنو گے رسول کی زندگی پیام دیتی ہے کہ مجھے دیکھو میں اچھا بن گیا، خدائی آواز قرآن کے حروف نے سنا دی خدائی کردار کا نمونہ رسول کی زندگی نے دکھا دیا مسلمان کا کام صرف خدا کی اطاعت ہے لیکن خدا کی اطاعت کیا شئے ہے اس کے جاننے کے یہ دو ذریعے ہیں آیات قرآنی اور اعمال رسول پس ان دونوں کی پیروی ہی عین اطاعت خداوندی ہے اس کے علاوہ کوئی اور شئے نہیں جس طرح ہمارا قرآن ہر لحاظ فی ضرورت کا جامع ہے ٹھیک اسی طرح ہمارے رسول کی زندگی اس دنیا کی انتہائی تکمیلی کا نمونہ ہے غار میں گوشہ نشینی لوگوں سے بکثرت میل جول زہد و فقر فتح و مغلوبیت و محکومیت غلبہ و حاکمیت فوج کی سرداری خطابت و خوش تقریری اہل و عیال کی کثرت دنیا سے بے تعلقی فوجی و ملکی انتظامات غرض اس طرح کے صدہا مختلف نمونے حضور کی زندگی میں جمع ملیں گی جس سے منشا خداوندی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ ہر مزاج ہر قوم اور ہر ملک کے اشخاص اپنے اپنے لئے آپ کی زندگی سے سبق ہدایت حاصل کر سکیں۔ مسلمان اپنی زبان سے اب بھی اپنے ایمان کو خدا و رسول کی تصدیق کا مرادف سمجھتے ہیں ضرورت صرف اس کی ہے کہ ذرا اس تصدیق کے معنی کو اپنے دل میں صاف طور پر سمجھ لیں جب انہوں نے ایک بار یہ تسلیم کر لیا کہ ان کا بھروسہ خدا کی اس تعلیم پر ہے جو رسول اللہ کے ذریعہ سے ان تک پہنچی ہے تو پھر دوسروں کی تعلیم و ہدایت کی طرف متوجہ ہو کر اپنے وقت کو برباد اور قوت کو منتشر کیوں کرتے ہیں صحابہ کی ترقی کا راز صرف یہی تھا کہ وہ بجز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے کسی سے کوئی سروکار نہیں لاتے تھے آج ہم یہی تمام پگڈنڈیوں کو چھوڑ کر (دلائل و براہین)

# اسلامی زندگی کا ایک روح پرور نظارہ

(از مولینا سید کفیل شاہ نظامی رنگون)

اس مضمون کا سرمایہ علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف الفاروق سے لیا گیا ہے ہم اس مضمون میں حضرت عمرؓ کے اعمال و اخلاق کی دلربا تصویر پیش کرینگے تاکہ مسلمان اور غیر مسلم سمجھ سکیں اسلامی زندگی کی حقیقی تعریف کیا ہے

**عبادت** اس مبارک زمانہ میں ہر ایک مسلمان کے دل میں احکام شریعت کی اطاعت کا ولولہ جوش پر تھا یاد خدا ہر ایک زندگی کا زیور تھا وہ نماز و تلاوت و ذکر الٰہی کو ایک رسم نہیں بلکہ تمام دینی اور دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ اور فتح و اقبال کی کنجی سمجھتے تھے جمعہ کو خطبہ دیتے تھے حضرت عمرؓ پر دن کے وقت کاموں کا بڑا ہجوم رہتا تھا اس واسطے آپ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے نوافل پڑھتے تاروں کی چھاؤں میں اٹھتے اپنے اہل و عیال کو نماز فجر کے لئے جگاتے آپ ہر سال حج کرتے تھے اور قافلہ سالار بن کر مکہ معظمہ تشریف لیجاتے تھے۔

**حکومت کا مفہوم** خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہر طرف سادگی مساوات، اخوت اور حفاکشی کا دور دورہ تھا ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے اس واسطے وہ منصب خلافت کو خدمت خلق کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے اور بس حکومت کی تمام آمدنی یعنی خزانہ اور بیت المال تمام قوم کی ملکیت سمجھا جاتا تھا وہ مفتوحہ زمین کو کبھی سپاہیوں یا عہدہ داروں میں تقسیم نہ کرتے بلکہ وقف سمجھتے اور اس کی آمدنی مستحقین میں تقسیم کردی جاتی۔

**معاشرت** اگرچہ رومی اور ایرانی حکومتیں ہر قسم کی لذتوں عیاشیوں اور فخر و ناز کے خیالات میں غرق تھیں مگر مسلمان کے قلوب میں ان چیزوں کی کوئی جگہ نہ تھی صحابہ کرام کے گھر عموماً اینٹوں کے بنے ہوئے تھے جامع مسجد کچی تھی امیر المومنین عمر نہایت غریبانہ لباس پہنتے تھے کرتے پر جب تک کئی پیوند نہ لگاتے بدن سے نہ اتارتے تھے بعض وقت آپ کے کرتے پر بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے آپ کاندھے پر مشک اٹھاتے اور بیوہ عورتوں کے لئے پانی بھر لاتے کام کاج سے تھک جاتے تو گوشہ مسجد میں فرش زمین پر لیٹ جاتے اکثر خیمہ و شامیانے کے بغیر سفر کرتے کسی درخت کے نیچے چادر بچھاتے اور وہیں سو رہتے گھر کا خرچ دس آنے روزانہ سے زیادہ نہ تھا عام طور پر گیہوں کی روٹی روغن زیتون کے ساتھ استعمال کرتے۔

ایک دفعہ بیت المال کا اونٹ بھاگ گیا آپ دامن چڑھائے اس کی تلاش میں ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے ایک شخص نے کہا آپ کسی غلام سے کیوں نہیں فرماتے فرمایا ای عبد عبد منی مجھ سے بڑھکر اس دنیا میں اور کون غلام ہو سکتا ہے۔

**مساوات** مسجد نبوی کے سوا کوئی دربار نہ تھا وہیں بے تکلف بیٹھکر حکومت کے تمام کام انجام پاتے تھے حضرت عمرؓ فرماتے تھے مجھے مسلمانوں کے بیت المال پر اسی قدر حق ہے جس قدر کسی یتیم کے سرپرست کو یتیم کے مال میں چھوٹے چھوٹے اشخاص اٹھتے تھے اور خلفاء کے اعمال پر بے تکلف نکتہ چینی کرتے تھے گورنروں سے عہد لیا جاتا تھا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونگا باریک کپڑے نہیں پہنے گا چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا دروازے پر دربان نہیں رکھیگا اس کی دروازہ فریادیوں اور مفلسوں کے لئے ہر وقت کھلا ہوا رہے گا جس گورنر کے متعلق یہ معلوم ہوتا کہ وہ بیمار کی عیادت نہیں کرتا یا کمزور اس کے دربار میں باریاب نہیں ہوتا وہ فوراً موقوف کردیا جاتا۔ عیاض بن غنم والئے مصر کے متعلق شکایت ہوئی کہ باریک کپڑے پہنتے ہیں اور دروازے پر دربان رکھتا ہے شکایت ثابت ہوگئی حضرت عمرؓ نے انھیں مدینہ میں طلب فرمایا اور کمبل کا ایک کرتہ پہنا کر بکریوں کے ایک گلہ پر تعینات کردیا کہ جنگل میں چراتے پھریں۔

حضرت سعد وقاص نے اپنے لئے ایک محل بنوایا تھا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی حضرت عمرؓ کے حکم سے محمد بن مسلمہ وہاں تشریف لے گئے اور ڈیوڑھی میں آگ لگادی۔

کوئی شخص اس وقت کی حالت دیکھکر یہ اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ کسی ایک فرد کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہے۔ ایک دفعہ ابی بن کعب نے زید بن ثابت کی عدالت میں حضرت عمرؓ پر مقدمہ دائر کردیا۔ جب حضرت عمرؓ عدالت میں حاضر ہوئے تو زید نے تعظیم کی فرمایا یہ تمہارا پہلا ظلم ہے پھر فرمایا کہ جب تک عمر اور ایک عام آدمی تمہارے نزدیک برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جاسکتے

جامع مسجد کوفہ کا سائبان جن ستونوں پر قائم کیا گیا تھا وہ تو شیروان عمارت سے حاصل کئے گئے تھے اگرچہ حضرت عمر خود تخت نوشیروان کے مالک تھے تاہم آپ نے اپنی مجوسی رعایا کو ان ستونوں کی قیمت ادا کی تھی۔

**طریق اشاعت اسلام** حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جس قدر اسلام کی اشاعت ہوئی بعد کے زمانوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی اس زمانہ میں اشاعت اسلام کی سب سے بڑی تدبیر یہ تھی کہ غیر قوموں کے سامنے اسلام کا جو نمونہ پیش کیا جائے وہ ایسا ہو کہ خود بخود لوگوں کے دل اسلام کی طرف کھنچ آئیں اس زمانہ میں لاکھوں غیر مسلم حلقہ اسلام میں جس جس سے یہ سب کچھ مسلمانوں کے اعمال کا نتیجہ تھا۔

وہ اخلاق کیا تھے جنہوں نے دنیا بھر کے قلوب پر قبضہ کرلیا تھا گورنر مصر کے فرزند نے ایک شخص کو بے سبب مارا تھا حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو آپ نے گورنر کے سامنے اس کے فرزند کو اسی شخص کے ہاتھ سے کوڑے پٹوائے۔

حضرت عمرو بن عاص نے مصر کی جامع مسجد میں منبر بنوایا تو مکہ بھیجا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اور مسلمان نیچے بیٹھے ہوں اور تم اوپر بیٹھو، یہ انہی اخلاق عالیہ کا نتیجہ تھا کہ جب شام میں رومیوں کی بجائے مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو وہاں کے باشندوں نے بارہا یہ کہا کہ ہم کو مسلمان رومیوں کی بہ نسبت

زیادہ محبوب ہیں۔ جنگ یرموک کے وقت جب حمص خالی کیا اور ساتھ ہی عیسائیوں سے وصول کیا ہوا جزیہ واپس کر دیا تو عیسائیوں اور یہودیوں پر مسلمانوں کی اس دیانت کا اس قدر اثر تھا کہ وہ روتے جاتے اور بڑے جوش سے یہ کہتے جاتے تھے مسلمانوں! خدا تم کو واپس لائے" یہود یوں پاس واقعہ کا اس سے بھی زیادہ اثر ہوا انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک ہم زندہ ہیں قیصر حمص پر قبضہ نہیں کر سکتا۔

## بے لاگ عدالت

دنیا کی تاریخ مسلمانوں کے عدل و دیانت کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے حضرت عمرؓ کے فرزند ابو شحمہ نے ایک مرتبہ شراب پی آپ نے اپنے ہاتھ سے ان پر اسی طرح ۸۰ کوڑے پورے کئے کہ وہ بیچارے تضا کر گئے اگرچہ رعیت سے کرسے کہ تکلیس وصول کیا جاتا تھا تاہم جب عراق کا خراج آتا تو دس شخص کوفہ اور دس شخص بصرہ سے جاتے جب تک یہ آدمی چار دفعہ بتا کید قسم کہا کہ حضرت عمرؓ کو اطمینان نہ دلائے کہ مال گذاری کے وصول کرنے میں کچھ سختی نہیں کی گئی آپ خراج کو قبول نہ فرماتے تھے۔

## احساس ذمہ داری

کوئی شخص تصور بھی نہیں کر سکتا کہ خلفائے راشدین کو اپنی ذمہ داری کا کس قدر احساس تھا؟ اور وہ کس طرح ایک ایک شخص کی حالت کے لئے اپنے آپ کو جوابدہ سمجھتے تھے؟ حضرت عمرؓ کو انتقال سے کچھ عرصہ پہلے سفر شام کا اتفاق ہوا تو آپ ایک ضلع میں ٹھہرے لوگوں کی شکایتیں سنتے اور دادرسی فرماتے اسی سفر میں آپ نے ایک بڑھیا سے پوچھا، عمر رضؓ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ خدا اس کو غارت کرے آجتک اس نے مجھے ایک جبہ بھی نہیں دیا فرمایا لیکن وہ اتنی دور سے تمہارا حال کیونکر معلوم کر سکتا ہے! بڑھیا نے کہا کہ اگر حال معلوم نہیں کر سکتا تو خلافت کیوں کرتا ہے حضرت عمرؓ کو سخت رقت ہوئی اور آپ بے اختیار رو پڑے۔

حذیفہ بن الیمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا منافقین کا جو گروہ تمہاں میں سے کوئی میرے عہدہ داروں میں ہے؟ حذیفہؓ نے فرمایا ہاں۔ ایک شخص ہے حضرت عمرؓ نے نام پوچھا مگر حضرت حذیفہ نے نہیں بتلایا چند روز کے بعد اسی شخص کو جو حضرت حذیفہ کے ذہن میں تھا حضرت عمرؓ نے معزول کر دیا۔ حضرت حذیفہ حیران تھے کہ انھوں نے از خود اس شخص کا کیونکر پتہ لگایا۔

## صراط اقبال ہندی

یہ انصاف یہ دیانت یہ فرض شناسی یہ ذمہ داری کا احساس مسلمانوں کے لئے فتح و اقبال اور عظمت و بلندی کا سرچشمہ تھے جو قوم بھی اس دنیا میں ان اوصاف و اخلاق کی حامل ہوگی سرفراز و سربلند رہے گی۔

مسلمانو! اپنے نفس کو بڑا بناؤ اپنے بزرگوں کی روایات سے سبق حاصل کرو ان کی تقلید کرو ان کے نقش قدم پر چلو تمہاری یہ ذلت و بدحالی جو تم کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے عظمت و اقبال سے بدل جائیگی۔


اگر آپ یورپ کی بہترین چھپائی کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہیں تو

# جرمنی کا چھپا ہوا قرآن شریف

منگائیے یہ قرآن شریف اپنی صاف چھپائی عمدہ ٹائپ اور بہترین کاغذ کے اعتبار سے ہندوستان میں بالکل نیا اور انوکھا ہے جدید تعلیم یافتہ بھائی قرآن شریف ہمیشہ اپٹوڈیٹ طباعت میں دیکھنے کے دلدادہ تھے اب ان کی مراد بر آئی جدید فیشن اور نیو لائیٹ کی لائبریریاں جو پرانے طرز کے چھپے ہوئے قرآن شریف سے شعاعت انگیز نہیں تھیں ان کے لئے چھپا ہوا یہ ایڈیشن باعث رونق و برکت ہوگا ایسے بھائی جو قرآن مجید کی چھپائی اور تقطیع اور کاغذ کو بالکل یورپ کی چھپائی کے برابر دیکھنا چاہتے تھے خوش ہوں گے کہ جدید طباعت و اعلیٰ ٹائپ کا چھپا ہوا قرآن شریف جرمنی سے دہلی میں آگیا ہے۔

قرآن شریف کی توصیف بیان سے باہر ہے اور سچ یہ ہے کہ اس کی خوشنمائی صحت اور عمدہ طباعت نے ہندوستان کی ہر چھپائی کو ماند کر دیا ہے علی الخصوص کاغذ چونکہ خاص طور سے اس قرآن شریف کے لئے بنوایا گیا ہے اس لئے اس کی مضبوطی قرآن شریف کے لئے بہت ہی مناسب ہوگی اور اب مجموعی طور پر یہ قرآن شریف اتنا اچھا ہے کہ غالباً ہندوستان کے کسی حصہ میں اس کے مقابلہ کا قرآن شریف نہ ہوگا صرف پانچ جلدیں ابھی منگوائی ہیں تاکہ ناظرین کی دلچسپی کا اندازہ کر سکیں اگر یہ قرآن شریف عام طور پر مقبول ہو گیا تو انشاء اللہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کے پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

## ھدیہ

آپ کے خیال میں اپنی خوبیوں کے باوجود کافی ہونا چاہیے تھا لیکن میرے ہاں کی یہ خصوصیت ہے کہ ارمغان ہدیہ پر بہتر سے بہتر قرآن شریف بھیجا جاتا ہے اس لئے اس کے ہدیہ سے آپ ضرور متعجب ہوں گے کہ اس قرآن شریف کا ہدیہ صرف دو روپے چار آنے ہے عمدہ جلد ہے اور جلد بھی جرمنی کی تیار کردہ ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا جس قدر جلدیں منگالیں اتنا ہی اچھا ہے اس قرآن شریف چار آنے نفع کے سمجھئے یا اشتہار کے صرفہ کے بس یہی زائد ہے ورنہ دو روپے میں تمام خرچ لگا کر مجھے ملا ہے

لینے کا پتہ:- حمیدیہ پریس۔ دہلی۔

# مدنی تاجدار کا عدم تشدد

از مولانا سعید انصاری سابق رفیق دار المصنفین اعظم گڈھ مدظلہ

آجکل ہندوستان میں مختلف مذاہب کے پیروؤں میں جو اختلاف و نفاق پایا جاتا ہے وہ ملک کے امن و امان اور باشندوں کی دلچسپی و فارغ البالی دونوں کے لئے سخت ضرر رساں ہے اگر تعصب کو ترک کر کے حسن اخلاق و رواداری سے کام لیا جائے اور مختلف مذاہب کے بانیوں کے طرز عمل پر غور کیا جائے تو اس بات کی حقیقت کہ کوئی مذہب باہمی عناد کی تعلیم نہیں دیتا ہے خود بخود روشن ہو جائیگی یہاں پر پیغمبر اسلام کے حسن اخلاق کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ بانی اسلام نے سب سے پہلے دنیا کو عدم تشدد کا سبق پڑھایا اور اپنے صبر و تحمل سے کام لیکر کس درجہ کامیابی حاصل کی۔

## حضور سرور کائنات اور کفار مکہ

پیغمبر اسلام کو قریش نے گالیاں دیں مارنے کی دھمکی دی راستوں میں کانٹے بچھائے جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا آپ کی شان میں گستاخیاں کیں نعوذ باللہ کبھی جادوگر، کبھی پاگل، کبھی شاعر کہا لیکن آپ نے کبھی ان کی باتوں پر برہمی ظاہر نہیں کی۔

ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمانوں پر اور خود آنحضرت صلعم پر جو بیحد مظالم ہوئے تھے وہ حد بیان سے باہر ہیں اسی زمانہ میں حضرت خباب بن ارت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دشمنوں کے حق میں بد دعا فرمائیے، یہ سنکر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ایک دفعہ چند صحابیوں نے مل کر اسی قسم کی بات کہی تو فرمایا "میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"

وہ قریش جنہوں نے تین برس تک آپ کو محصور رکھا اور جو آپ کے پاس غلہ کے ایک دانہ کے پہنچنے کے روادار نہ تھے ان کی شرارتوں کی پاداش میں دعائے نبوی کی استجابت نے ابر رحمت کا سایہ ان کے سر سے اٹھا لیا اور مکہ میں اس قدر سخت قحط پڑا کہ لوگ ہڈیاں و مردار کھانے لگے ابوسفیان نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ محمد تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے دعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو آپ نے بلا تامل فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور خدا نے اس مصیبت سے ان کو نجات دی۔ اسی واقعہ کا دوسرا رخ یہ ہے کہ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا یمامہ کے رئیس ثمامہ بن اثال تھے وہ جب مسلمان ہو کر مکہ گئے تو قریش نے تبدیل مذہب پر ان کو طعنہ دیا انہوں نے غصہ سے کہا "خدا کی قسم اب رسول اللہ صلعم کی اجازت کے بغیر گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں ملیگا" اس تنبیہ سے مکہ میں اناج کا کال پڑ گیا آخر قریش نے گھبرا کر اس استدعا کی طرف رجوع کیا جس سے کوئی سائل محروم نہیں پھرتا تھا حضور نے حکم دیا کہ بندش اٹھا لی جائے چنانچہ حسب دستور مکہ میں غلہ پہنچنے لگا۔

جس شب کو آپ نے ہجرت فرمائی ہے کفار قریش کے نزدیک یہ طے شدہ تھا کہ صبح کو محمد کا سر قلم کر دیا جائے گا اس لئے دشمنوں کا ایک دستہ رات بھر خانہ نبوی کا محاصرہ کئے کھڑا رہا اگرچہ اس وقت ان دشمنوں سے انتقام لینے کی بظاہر آپ میں قوت نہ تھی لیکن ایک وقت آیا جب ان میں سے ایک ایک شخص کی گردن اسلام کی تلوار کے نیچے تھی اور اس کی جان صرف آنحضرت کے رحم و کرم پر موقوف تھی لیکن ہر شخص کو معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی شخص اس جرم میں کبھی مقتول نہیں ہوا قریش سے انتقام کا سب سے بڑا موقع فتح مکہ کا دن تھا جبکہ وہ کینہ ور سامنے آئے جو آنحضرت کے خون کے پیاسے تھے لیکن آپ نے ان سب کو یہ کہکر چھوڑ دیا لاتثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء "تم پر کوئی سرزنش نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو"

وحشی جو آنحضرت صلعم کے عم محترم حضرت حمزہ کا قاتل تھا۔ ہندہ جو رئیس مکہ ابوسفیان کی بیوی تھی عکرمہ جو شمن اسلام ابوجہل کا فرزند تھا صفوان بن امیہ جو مسلمانوں کا شدید ترین دشمن تھا ہبار بن اسود جو ایک حد تک آنحضرت کی صاحبزادی حضرت زینب کا قاتل تھا ابوسفیان جو اسلام لانے سے پہلے سرشتہ کفر و شرک تھا یہ سب ایک ایک کر کے بارگاہ نبوت میں باریاب ہوئے اور اپنے قصور کا اعتراف کیا دفعتہ باب رحمت وا ہوا اور دوست دشمن کی تمیز یکسر مفقود ہو گئی

## آنحضرت صلعم اور کفار طائف

ہجرت نبوی سے پیشتر طائف کے رؤسا نے حضور سرور کائنات کے ساتھ جو تحقیر آمیز برتاؤ کیا تھا اس کی یاد خاطر اقدس پر گراں تھی تاہم دس برس کے بعد جب غزوۂ طائف میں وہاں کے مشرک منجنیقوں سے مسلمانوں پر پتھر برسا رہے تھے اس وقت ایک مرتبہ ایسے حلم و عفو انسان رخود آنحضرت یہ دعا مانگ رہا تھا کہ خدایا انہیں سمجھ عطا کر (ان کو استنا مسلمان پر بھیجا) چنانچہ ایسا ہی ہوا ۹ھ میں جب ان کے وفد نے مدینہ کا رخ کیا تو آنحضرت نے صحن مسجد میں ان کو مہمان بنا کر اتارا اور عزت و حرمت کے ساتھ ان سے پیش آئے۔

## آنحضرت صلعم اور منافقین مدینہ

یہ کفار کا ایک گروہ تھا جس کا رئیس عبداللہ بن ابی تھا ہجرت نبوی سے بیشتر تمام اہل مدینہ نے اس پر اتفاق کر لیا تھا کہ وہ مدینہ کا فرمانروا بنا دیا جائے لیکن انصار کے قبول اسلام اور ہجرت نبوی نے اس ارادہ کو مکمل نہ ہونے دیا جنگ بدر کے بعد عبداللہ نے اسلام کا اعلان کیا لیکن دل سے کافر تھا اس کے پیروؤں نے بھی اسی قسم کا منافقانہ اسلام لائے اور منافقین کی ایک جماعت مستقل قائم ہو گئی یہ لوگ در پردہ اسلام کے خلاف ہر قسم کی تدبیریں کرتے تھے قریش اور دیگر مخالف قبائل سے سازباز رکھتے ان کو مسلمانوں کے مخفی رازوں کی خبر دیتے تھے، بایں ہمہ بظاہر اسلام کے مراسم ادا کرتے جمعہ و جماعت میں شریک ہوتے اور لڑائیوں میں ساتھ جاتے تھے آنحضرت صلعم ان کے حالات اور ایک ایک کے نام و نشان سے واقف تھے لیکن چونکہ شریعت اور قانون کے احکام ظاہری اعمال سے متعلق ہیں اس لئے آپ ان پر کفر کے احکام جاری نہیں فرماتے تھے یہانتک تو شریعت اور قانون کا معاملہ تھا لیکن فیاض دل اور حلم و عفو کے اقتضا سے آپ ان سے ہمیشہ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے۔

ایک دفعہ ایک غزوہ میں ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھپڑ مارا انصاری نے انصاری کی دہائی دی مہاجر نے مہاجرین کی دہائی دی قریب تھا کہ دونوں میں تلوار چل جائے، آنحضرت نے فرمایا "یہ کیا جہالت کی باتیں ہیں" دونوں رک گئے۔ عبداللہ بن ابی نے سنا تو کہا۔

لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل (قرآن مجید)

جب ہم مدینہ کو واپس چلیں گے تو معزز لوگ (یعنی خود) کمینوں (یعنی مسلمانوں) کو مدینہ سے نکال دینگے۔

لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا (قرآن مجید)

پیغمبر کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو تاکہ وہ منتشر ہو جائیں۔

آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا کہ تم نے یہ الفاظ کہے تھے؟ اس نے صاف انکار کیا لیکن حضرت عمرؓ موجود تھے بولے یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں" آپ نے فرمایا نہیں لوگ چرچا کرینگے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

جنگ احد میں عبداللہ بن ابی لشکر اسلام کے ساتھ شریک ہو کر گیا تھا لیکن عین لڑائی کے وقت تین سو آدمیوں کے ساتھ واپس چلا آیا جس سے مسلمانوں کی قوت کو سخت صدمہ پہنچا تاہم آنحضرت نے درگذر فرمایا۔

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہ رضؓ بیمار ہوئے آپ ان کی عیادت کو سواری پر تشریف لے گئے راہ میں ایک جلسہ تھا آپ ٹھہر گئے، عبداللہ بن ابی بھی جلسہ میں موجود تھا آپ کی سواری کی گرد اڑی تو اس نے ناک پر چادر رکھ لی اور آنحضرت صلعم سے کہا کہ دیکھو گرد نہ اڑاؤ جب آپ پہنچے تو کہا "محمد اپنا گدھا ہٹاؤ تمہارے گدھے کی بو سے میرا دماغ پریشان کر دیا" آپ نے سلام کیا پھر سواری سے اترے اور اسلام کی دعوت دی عبداللہ نے کہا "ہمارے گھر آکر ہم کو نہ ستاؤ جو شخص خود تمہارے پاس جائے اس کو تعلیم دو"

سب سے بڑھکر طیش اور غضب کا موقع اس کی اس واقعہ تھا جب منافقین نے حضرت عائشہ رضؓ کو نعوذ باللہ تہمت لگائی تھی حضرت عائشہ آپ کی محبوب ترین بیوی اور حضرت ابوبکر جیسے یار غار کی صاحبزادی تھیں منافقین نے اس خبر کو اس طرح پھیلایا کہ دفعتہً سارا مدینہ گونج اٹھا دشمنوں کی شماتت ناموس کی بدنامی یہ باتیں انسانی صبر و تحمل کے پیمانہ سے باہر ہیں تاہم آنحضرت نے ان سب کے ساتھ کیا کیا؟ تہمت کا بانی تمام تر عبداللہ بن ابی تھا، اور آپ کو اس کا بخوبی علم تھا بایں ہمہ وہ اس بنا پر شرعی سزا سے مستثنیٰ کیا گیا کہ اس کو تہمت لگانے کا اقرار نہ تھا اور ثبوت کے لئے شرعی شہادت موجود نہ تھی۔

سب سے آخر یہ کہ یہی عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا جب مرا تو حضور سرور کائنات نے مسلمانوں کی ناپسندیدگی کے باوجود اپنا قمیص مبارک اس کو پہنا دیا اور یہی حالۂ فدائی اس کا کفن ہوا۔

## آنحضرت صلعم اور یہود و نصاریٰ

یہود کو آنحضرت کے ساتھ جس شدت کی عداوت تھی اس کی شہادت غزوہ خیبر تک ایک ایک واقعہ دے سکتا ہے لیکن بایں ہمہ خلق عظیم نے دوست و دشمن کی تفریق گوارا نہ کی اور ابر کرم دشمن و دوست پر یکساں گہربار ہوا۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے برسر بازار کہا "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے موسیٰ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی"! ایک صحابی یہ کھڑے سن رہے تھے ان سے رہا نہ گیا انہوں نے پوچھا کیا محمد صلعم پر بھی؟" اس نے کہا "ہاں" انہوں نے غصہ میں ایک تھپڑ مار دیا لیکن جب وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا تو آپ نے اس صحابی پر برہمی ظاہر فرمائی۔

ایک دفعہ سر راہ ایک یہودی کا جنازہ گذرا تو آپ کھڑے ہو گئے

ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں آئے اور شرارت سے سلام علیکم کے بجائے السام علیکم زبان پر موت ہوا کہا حضرت عائشہ رضؓ نے غصہ میں آکر ان کو سخت جواب دیا لیکن آپ نے روکا اور فرمایا:۔

"عائشہ بزبان نہ بنو نرمی کرو اللہ تعالےٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے"

نصاریٰ کے تعلقات ابتدا ہی سے اچھے تھے اس لئے جب ۹ھ میں وفد نجران آیا تو آپ نے اس کی مہمانداری کی مسجد نبوی میں ان کو جگہ دی بلکہ ان کو اپنے طریق پر مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔


# باپ اپنی بیٹیوں بھائی اپنی بہنوں کو دہلی سے ضرور زنانہ بستہ منگا کر پڑھائیں

جس کو ہر لڑکی پانچ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک پڑھنے اور اس کے مضامین پر عمل کرنے سے تمام عمر عیش و آرام سے زندگی گذار سکتی ہے یہ دس علمی پھولوں کا گلدستہ بہار زندگی بھی کہتے ہیں اس میں بچیوں اور بڑی لڑکیوں کے پڑھنے کے ایسے ایسے عمدہ قاعدہ بتائے گئے ہیں کہ الف بے تے سے لیکر اردو لکھنا پڑھنا اور قرآن شریف پڑھنا بہت جلد سیکھ جاتی ہیں شادی بیاہ تک کے تمام قاعدے جہیز کی تیاری ساس نندوں کے برتاؤ بتائے گئے ہیں اب کی مرتبہ تیسری بار بڑی محنتی پر شائع ہوا ہے کتابیں یہ ہیں ایک مرتبہ ۲۲×۱۸ انچ پر شائع کیا ہے

(۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پردے کی کتاب (۱۰) دلہن کا اصلی جہیز

جو کتاب جس مضمون پر لکھی گئی ہے اس کو مکمل کر دیا گیا ہے اپنی بچی کو ضرور اسکی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں مثلاً کھانا پکانے سینے پرونے لکھنے پڑھنے کے لئے پوری دانشمند حاصل کر لیں قیمت فی جلد مجموعہ ایک روپیہ مجلد عہ اور معہ بستہ کپڑا عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# دعوتِ اتحاد

بسلسلہ گذشتہ

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب فاروقی میرٹھی)

**اختلاف کے اقسام** (۶) کسی مسئلہ میں نہ نص ہے نہ اجماع بلکہ محض قیاسی ہے اور وجہ قیاس دونوں مجتہدوں کے نزدیک مختلف ہے اس لئے حکم میں اختلاف ہوگیا۔

اس اختلاف کا حکم یہ ہے کہ یہ اختلاف باتفاق محمود و مقبول ہے اور باعث رحمت و تیسیر اسی اختلاف کے متعلق حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد ہے

عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سألت ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپ نے اللہ پاک سے اپنے اصحاب کے اختلاف کی بابت دریافت فرمایا اس پر وحی کیگئی کہ اے محمد آپکے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ آسمان کے تاروں کے ہیں جو ایکدوسرے سے زیادہ نور اور روشن ہیں۔ ہیں بہرحال سب ہدایت کی روشنی میں پس جو شخص ان کے کسی اختلاف سے تمسک کرے وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔"

غرض یہ اختلاف رہے گا اور رہنا چاہیئے اس سے اسلام اور مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں لیکن غضب تو یہ ہے اس فروعی اختلاف کی بنا پر ہی ایک دوسرے کی تضلیل و تکفیر کی جاتی ہے جب یہ اختلاف محمود و مقبول ہے تو اسکی بنا پر تضلیل و تفسیق ہرگز جائز و مناسب نہیں جیسا کہ آجکل کے غلاۃ علما کا شیوہ ہے یہ اختلاف صحابہ کے زمانہ سے چلا آرہا ہے اور رہنا چاہیئے کیونکہ یہ اختلاف جہاں ذہنی ارتقاء عقلی نشوونما اور تعمق فی الدین کا باعث ہے وہاں اسلامی تعلیمات کے مخفی پہلوؤں کا مبرہن اور تعلیم حقہ کی شان کو دوبالا کرنے والا بھی ہے اس اختلاف سے شریعت کے بعض مخفی پہلو منظر عام پر آکر ازدیاد ایمان کا باعث اور اسلامی تعلیم کے کامل و مکمل ہونے کے تیقن کا موجب ہوتا ہے۔ یہ اختلاف تو ہمارے اسلاف کرام کی غایت انہماک فی الدین اور علمی تحقیق و تدقیق کا نمایاں اور زندہ ثبوت ہے کہ انہوں نے دین کا چھوٹے سے چھوٹا جز بھی تحقیق کئے بغیر نہیں چھوڑا۔

**ائمہ کے اختلاف کا فلسفہ** یہ اختلاف جو ائمہ اربعہ کے یہاں بکثرت پایا جاتا ہے نیک نیتی اور دلائل شرعیہ پر مبنی تھا نعوذ باللہ نفسانیت اور رائے کا اس میں ہرگز دخل نہ تھا یہ دراصل مرکوز زیادہ روشن اور زیادہ واضح کرنے کی وہ مساعی جمیلہ تھیں جن پر فرزندان توحید جس قدر بھی فخر و ناز کریں کم ہے اس اختلاف کو فرقہ بندی اور گروہ سازی سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ یہ زمانہ مابعد کی ایجاد ہے اور ان کی مساعی جمیلہ پر پانی پھیرنے کے مرادف ہے۔

یہی اختلاف جو موجب رحمت اور ذہنی ارتقا کا باعث ہے اگر حد سے تجاوز کر جائے اس کے پردے میں ذاتی رنجشیں اور کدورتیں نکالی جائیں اس کو حصول اغراض کا ذریعہ بنالیا جائے بات بات پر کفر کے فتوے لگائے جائیں اور الگ الگ فرقے بنالئے جائیں تو یہی اختلاف موجب زحمت اور قومی تباہی کا باعث بنجاتا ہے یہی اختلاف ہے جس سے آج مسلمان دوچار ہیں اور اسی کے خلاف میں ان اوراق کو سیاہ کر رہا ہوں۔

اختلاف فی الفروع کی دوسری قسم وہ اختلاف ہے جو ایسے امر و نہی میں سے ہو جو فروعات میں شمار کیا جاتا ہو اور بلا دلیل محض رائے سے ہو جس کی شریعت میں کوئی سند نہ ہو مثلاً بجا چالیسواں۔ گیارہویں اور قیام میلاد وغیرہ۔ اس اختلاف کا محرک جذبہ خوش فہمی اور قیاس آرائی ہوتا ہے شریعت میں کوئی امر مسنون دیکھکر اپنی طرف سے کوئی حکم بطور تاویل ایزاد کر لیا جاتا ہے مثلاً ایصال ثواب پر تیجہ اور چالیسواں وغیرہ کو قیاس کر لینا یہ اختلاف سخت معصیت اور مذموم ہے اسی کی بابت حضور کا ارشاد ہے۔

لتفترقن امتی علی بضع وستین فرقۃ اعظمھا فتنۃ علی امتی

میری امت کے بہتر ٹکڑے ہوجائینگے اور یہ فرقہ بندی اور تفریق کا فتنہ میری امت کے لئے بہت بڑا فتنہ ہے۔

**اصولی اختلاف** اس اختلاف کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ کسی ایسے امر دین میں اختلاف ہو جو اصول میں سے ہے اور کفر و اسلام کے درجہ میں ہے مثلاً ختم نبوت کا انکار یا فرائض پنجگانہ میں سے کسی کا انکار یہ اختلاف نہ صرف جائز بلکہ تحفظ دین کے لئے ضروری اور لازمی ہے مگر ساتھ ہی اخلاق کی رعایت رکھنا اور تیغ کلامی و گرم گفتاری سے بچنا بھی شرط ہے۔

اس اختلاف کی دوسری قسم وہ اختلاف ہے جو اصولی ہو مگر سنت و بدعت کے درجہ میں ہو مثلاً مسئلہ تقدیر میں اختلاف اور یا قرآنی آیات میں اختلاف ان اختلاف کا حکم بھی قریب قریب وہی ہے جو قسم اول میں مذکور ہوا۔

تحریرات بالا سے ثابت ہوا کہ صرف وہ اختلاف مذموم ہے جو حدود شریعت اور حدود تہذیب سے متجاوز ہو۔ نفسانیت۔ خود غرضی خود پسندی خود رائی ہٹ دھرمی۔ حب جاہ۔ طمع زر اور حسد و تکبر و تحقیر و تذلیل پر مبنی ہو اور ہنگامہ آرائی و گروہ سازی کا باعث ہو آجکل علماء میں جو اختلاف برپا ہے وہ انہی مذکورہ جذبات کی بنا پر ہے جسکے باعث تعلیم یافتہ طبقہ علماء سے بدظن ہوتا جارہا ہے۔

اختلاف کے اقسام بیان کر دینے کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ گروہ سازی فرقہ بندی اور تفریق و تکفیر کا علماء کو کہاں تک حق حاصل ہے یعنی تکفیر کا کوئی معیار بھی ہے یا نہیں اور کتنے کفر کے فتوے اس معیار پر پورے اترتے ہیں

## موجبات کفر و تکفیر

جاننا چاہیئے کہ کفر کے لغتی معنے چھپانا ہے اور شرعاً کسی ایسے امر دینی کا انکار جو ضروری اور قطعی ہو اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے یعنی حسب ذیل صورتیں تکفیر کا موجب ہیں:-

(۱) کسی نبی یا اس کے دین کا استخفاف کیونکہ استخفاف علامت تکذیب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ منکر یا مستخف کو اسکی قطعیت اور سنیت کا علم بھی ہو ورنہ بسبب جہل کے تکفیر نہ کی جائیگی۔

(۲) نصوص سے اپنی مرضی کے مطابق خاص معانی مراد لینا اور آیات کو بغیر قطعی ثبوت کے ظواہر پر محمول نہ کرنا۔ یعنی آیت کے ظاہر پر اس وقت تک عمل کیا جائے گا جب تک کہ دلیل قطعی سے یہ بات نہ ثابت ہو جائے کہ یہاں ظاہر معنے نہیں لئے جا سکتے۔ مثلاً وہ آیات جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی نسبت جہت اور جسمیت ثابت ہوتی ہے۔

(۳) نصوص کی تردید بایں صورت کہ ان احکام کا جن پر نصوص کی دلالت ہے انکار لازم آئے مثلاً حشر اجساد کا انکار کیونکہ صریحاً اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے۔

ان موجبات کفر کے علاوہ عقائد کی کتابوں میں اور بھی فروعی موجبات ہیں جن کو نظر انداز کیا جاتا ہے

قطعیات کے منکر کی تکفیر میں تو کلام نہیں ہو سکتا البتہ بحث طلب امر یہ ہے کہ قطعیات میں تاویل کرنے والے کی بھی تکفیر کی جائیگی یا نہیں یہی وہ مسئلہ ہے جس میں آجکل کے مکفر علماء نے ٹھوکریں کھائیں اور تکفیر کا طوفان برپا کر دیا۔

## قطعیات میں تاویل جائز ہے یا نہیں

تاویل کی بنا پر اگر کسی کی تکفیر کی جائے تو منصف کو حسب ذیل امور کا مدنظر رکھنا لازمی ہے نصوص شرعیہ کی تاویل و تفسیر کے لئے کچھ اصول اور قواعد ہیں جن کی رعایت رکھنا از بس ضروری ہے۔

(۱) وہ نص جس میں تاویل کی جاتی ہے قابل تاویل ہے یا نہیں۔ اگر قابل تاویل ہے تو وہ تاویل قریب ہے یا بعید۔

(۲) منکر کو تواتر اور اجماع کا یقینی علم ہے یا نہیں اگر علم نہیں تو منکر مخطی ہوگا مکذب نہیں۔

(۳) منکر جس دلیل کی بنا پر انکار کرتا ہے وہ شرائط برہان کے موافق دلیل ہیں یا نہیں۔

(۴) مسئلہ زیر بحث اصول دین میں سے ہے یا نہیں اگر نہیں تو چنداں لائق اعتنا نہیں۔

(۵) نص ما دل متواتر ثابت ہے یا باحاد یا باجماع امت اگر تواتر ہے تو تواتر کے تمام شرائط پائے جاتے ہیں یا نہیں۔

## تواتر کی تعریف

ایسی حدیث جو اصل مروی عنہ سے اس راوی تک اس طرح پہنچی کہ ہر زمانہ میں اسے ایک ایسی جماعت روایت کرتی چلی آئی ہے جن کا جھوٹ اور افترا پر باہم اتفاق کر لینا عادۃً محال اور ناممکن ہو اور اسکی انتہا کسی امر محسوس اور مشاہدہ ہونے کے علاوہ وہ سامع کے لئے مفید علم یعنی ضروری بھی ہو (شرح نخبۃ الفکر)

## احاد کی تعریف

حدیث باعتبار اس امر کے کہ راوی تک کس طرح پہنچی چار قسم ہے۔ متواتر۔ مشہور۔ عزیز اور غریب متواتر کے علاوہ باقی تین اقسام کو احاد کہتے ہیں۔ (شرح نخبہ)

## اجماع کی تعریف

نور الانوار میں ہے۔ وھو فی اللغۃ الاتفاق وفی الشریعۃ اتفاق مجتھدین صالحین من امۃ محمد فی عصر واحد الخ اجماع لغوی اصطلاح میں اتفاق کو کہتے ہیں اور شرعاً مجتہدین صالحین کے اتفاق کو۔

اصول شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول اللہ۔ اجماع امت اور قیاس ان میں سے اول الذکر تین امور قطعی ہیں اور قیاس ظنی قطعیات کی تاویل کرنے والے کی بلاشبہ تکفیر کی جائیگی البتہ کلام محتمل میں تاویل کی گنجائش ہے۔

مختصراً کفر کا معیار یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس چیز میں تکذیب کی جائے جو ان پر خدا کی طرف سے آئی چونکہ کفر و ایمان کا دارومدار تصدیق و تکذیب پر ہے لہٰذا بقدر ضرورت تصدیق و تکذیب کی تعریف کی جاتی ہے۔

## تصدیق و تکذیب یا کفر و ایمان

چونکہ تصدیق و تکذیب کا مسئلہ نہایت نازک ہے کیونکہ اس پر کفر و ایمان کا انحصار ہے اس لئے یہاں میں شیخ الاسلام حضرت علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خط درج کر دینا اولیٰ سمجھتا ہوں جو انہوں نے اس ضمن میں اپنے ایک شاگرد کو لکھا تھا اور جسکو علامہ شبلی مرحوم نے اپنی کتاب الغزالی کے صفحہ ۷۴ میں درج کیا ہے آپ لکھتے ہیں

"لیکن اس میں یہ دشواری پیش آئے گی کہ مسلمانوں میں سے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی نسبت یہی الزام لگاتا ہے۔ اشعری معتزلہ کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ معتزلہ احادیث رویت کو تسلیم نہیں کرتے اور اس طرح رسول اللہ کی تکذیب کرتے ہیں معتزلہ اس لئے اشعری کی تکفیر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک صفات کی کثرت کا قائل ہونا توحید باری کے خلاف ہے اور رسول اللہ کی تکذیب اس مشکل کے حل کرنے کے لئے میں تم کو تصدیق و تکذیب کی حقیقت بتلاتا ہوں تصدیق کے یہ معنے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے جس چیز کے وجود کی خبر دی ہے اس کے وجود کو تسلیم کیا جائے لیکن وجود کے پانچ مدارج ہیں جن کے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تکذیب کرتا ہے اس لئے میں ان مراتب خمسہ کی تفصیل کرتا ہوں۔

(۱) وجود ذاتی۔ یعنی وجود خارجی۔

(۲) وجود حسی۔ یعنی صرف حاسہ میں موجود ہونا مثلاً خواب میں ہم جن اشیاء کو دیکھتے ہیں ان کا وجود صرف ہمارے حاسہ میں ہوتا ہے۔

(۳) مثلاً زید کو ہم نے دیکھا پھر آنکھیں بند کر لیں تو زید کی صورت جو اب ہماری آنکھوں میں بھرتی ہے یہ وجود خیالی ہے

(۴) وجود عقلی۔ یعنی کسی شئے کی اصلی حقیقت۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ یہ چیز ہمارے ہاتھ میں ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہمارے قدرت اور اختیار میں ہے تو قدرت اور اختیار ہاتھ کا وجود عقلی ہے۔

(۵) وجود شبہی۔ یعنی وہ شئے خود موجود نہیں لیکن اس کے مشابہ ایک چیز موجود ہے۔

تفصیلی مثالوں کے بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ شریعت میں جن چیزوں کا ذکر آیا ہے ان کے وجود کا مطلقاً انکار کرنا کفر ہے لیکن اگر اقسام مذکورہ بالا کے کسی قسم کے مطابق اس کا وجود تسلیم کیا جائے تو یہ کفر نہیں ہوگا کیونکہ یہ تاویل ہے اور تاویل کسی فرقہ کو مضر نہیں۔

اللہ اکبر کس قدر وسیع المشربی فراغ حوصلگی اور ہمہ گیری ہے اور کیسی بلیغ تحقیق ہے اس بلند پایہ تحقیق پر اگر آجکل کے تمام علماء کی تحقیق و تدقیق کو قربان کر دیا جائے تو وہ شان صداقت پیدا نہیں ہو سکتی جو اس سے ظاہر و باہر ہے

تواتر کے منکر کی تکفیر میں تو کسی ہمدرد اسلام اور حامی دین کو کلام نہیں ہو سکتا مگر تواترات کا ثبوت بھی کچھ آسان نہیں ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اخبار احاد اور اجماع کا منکر بھی کافر ہے یا نہیں نور الانوار میں ہے

ولا یکفر جاحد کا بل یضلل علی الاصح الخ

یعنی اخبار احاد کے منکر کی تکفیر نہیں کی جائے گی بلکہ صحیح یہ ہے کہ صرف تضلیل پر اکتفا کیا جائے گا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ایسی چیز کا انکار کیا جائے جس کا ثبوت اخبار احاد سے ہوتا ہو تو اس سے منکر کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔

## اجماع کا منکر کافر ہے یا نہیں

یہ امر مختلف فیہ ہے کہ اجماع کا منکر بھی کافر ہے یا نہیں سو بعض محققین کے نزدیک اجماع کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ جب اجماع منعقد ہونے کے وقت ایک شخص کا اختلاف کرنا جائز تھا تو اب بھی ہونا چاہیئے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ نے مسئلہ عول میں اجماع سے اختلاف کیا نیز اسی قسم کی اور بھی نظیریں صحابہ میں ملتی ہیں اور بعض محققین کہتے ہیں کہ اس کا منکر کافر ہے اور اسی بنا پر روافض کی تکفیر کی گئی ہے کیونکہ انہوں نے اجماع امت کا خلاف کیا جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہو چکا تھا۔

اس بارہ میں شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں۔ فلو کان المجمع علیہ من ضروریات الدین بحیث یعرفہ الخاصۃ والعامۃ فیکفر جاحدہ ولو لم یکن کذلک فمنکرہ لو انکر بتاویل فان کان تاویلہ فاسدا لا یکفر لانہ ما انکر الدین المحمدی بزعمہ وھوا لا

یعنی اگر مجمع علیہ ضروریات دین سے ہو تو اس کے منکر کی تکفیر کی جائیگی اور اگر ایسا نہ ہو یعنی مجمع علیہ ضروریات دین سے نہ ہو اور منکر بتاویل فاسد انکار کرے تو کافر نہیں کیونکہ اس کے دین محمدی کا انکار اتباع نفسانی سے نہیں معلوم ہوا کہ اجماع کے انکار کی بھی گنجائش ہے بشرطیکہ مجمع علیہ ضروریات دین سے نہ ہو۔

تفصیلات بالا سے کم از کم اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ تکفیر کا مسئلہ نہایت کٹھن مشکل اور نازک ہے اور سخت احتیاط کی ضرورت ہے اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہو کہ اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہے اور وہ اس لائق نہ ہو تو وہ کفر الٹا قائل پر عائد ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ لزوم کفر کفر نہیں بلکہ التزام کفر کفر ہے تو چونکہ تکفیر کا مسئلہ نازک ہے اس لئے علماء متقدمین کے مبارک عہد میں تکفیر و تفسیق کی ایسی گرم بازاری نہیں پائی جاتی جیسی کہ اس ناہنجار زمانہ میں ہے۔ ذرا ذرا سی باتوں پر ایک دوسرے کی تکفیر کر دی جاتی ہے۔

## امام ابوحنیفہ اہل قبلہ کی تکفیر کے قائل نہیں

اسلام کو جس چیز نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا وہ مذہبی تعصبات باہمی اختلافات اور تکفیر و تضلیل کے تباہ کن فتاوی ہیں جنہوں نے جماعت اسلامی کو پراگندہ اور منتشر کر دیا اختلاف رائے اور اختلاف فہم کی بنیاد تو صحابہ کے مقدس زمانہ میں رکھی جا چکی تھی مگر ان کے اختلاف کو کفر و اسلام کا معیار حاصل نہیں ہوا تھا جوں جوں خیر القرون سے بعد ہوتا گیا اور اختلاف رائے میں خود غرضی و خود رائی کی آمیزش ہوتی گئی فرقے فرقے بنتے گئے نوبت بایں رسید کہ بات بات پر کفر کے فتوے لگنے لگے اور تکفیر و تفسیق کا طوفان برپا ہو گیا۔

جبکہ مسلمانوں کی انتشار اور اختلاف زوروں پر تھا ہر طرف مناظرات و مباحثات کا زور شور تھا اور اختلافات کا طوفان عظیم بڑی بڑی کوہ وقار ہستیوں کو بہائے لیے جا رہا تھا ایسے پر آشوب زمانہ میں صرف حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی ذات قدسی صفات تھی جس نے ایسے زمانہ میں اپنے دامن کو تکفیر و تضلیل کے خارزار سے بچایا دینی محافظت کے جوش کو تعصب و ہٹ دھرمی سے پاک رکھا اور لا نکفر احداً من اہل القبلۃ کی صدائے حق بلند کر کے مفکرین کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر دیا اس وقت اگرچہ آپ کی آواز کا کوئی اثر پیدا نہ ہوا لیکن چونکہ یہ آواز حق پرستی للہیت۔ خلوص اور صداقت پر مبنی تھی اس لئے رفتہ رفتہ اسی آواز نے ہٹ دھرمی تعصب اور تشدد فی الدین کا خاتمہ کیا یہاں تک کہ علم کلام کا اصول ہی بن گیا کہ اہل قبلہ سب مومن ہیں عقائد نسفی کے صفحہ ۱۲۱ پر ہے ومن قال اھل السنۃ والجماعۃ ان لا یکفر من اھل القبلۃ حضرت امام صاحب نے نہ صرف مکفرین کے تعلوں کا انہدام کیا بلکہ آپ نے ملت واحدہ پر وہ احسان عظیم فرمایا کہ مسلمان قیامت تک نہیں بھول سکتے امت مسلمہ کا شیرازہ ایک ایسے مضبوط طریقہ سے باندھا کہ اگر کوئی فتنہ جو منتشر کرنا چاہے تو کوئی راہ نہیں مل سکتی آپ نے قابل فخر نکتہ سنجی۔ دقیقہ رسی اور وسعت عملی سے کام لیتے ہوئے من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ کی ہمہ گیری اور وسعت کو قائم و برقرار کر دیا اور حضور کے زبان واجب الاذعان کی عملی تفسیر کر دی آپ نے اپنے مخالفین کے دلائل ٹھنڈے دل سے سنے ہر ایک فرقہ کی تہ اور اصلیت کو پایا حق و باطل کی خوب خوب چھان بین کی مخالف و موافق آراء پر غور و فکر کیا اور عام خیالات و معتقدات سے کماحقہ واقفیت بہم پہنچائی بالآخر نہایت غور و خوض اور تحقیق و تدقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اہل قبلہ سب مومن ہیں یہ تمام بحثیں لفظی اور فروعی ہیں اور جن مسائل پر فیصلے ہیں برپا ہیں اور جن کو کفر و اسلام کا معیار قرار دے لیا گیا ہے وہ سب غلط فہمیوں اور بے اعتدالیوں پر مبنی ہیں۔ غور کیجئے امام صاحب کی کس قدر فیاضی اور روشن ضمیری ہے کہ ایک عام افتراق و انتشار کے زمانہ میں مخالف و موافق آراء سے اثر پذیر ہوئے بغیر صراط مستقیم پر قائم رہے اور اپنے متبعین کیلئے ایک پایہ نا بنی برحق و صداقت طریق عمل چھوڑ دیا جس کا ہر ہر شوشہ آفتاب رسالت کی شعاعوں سے مستنیر ہے۔

# مسلمانوں کی تجارتی تباہی

(از حضرت مولانا قریشی صاحب)

الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ لا تبدیل لکلمت اللہ ذلک ھو الفوز العظیم۔

اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے ایمان لانے والوں اور خدا سے ڈرنے والوں کو دونوں جہان کی بھلائی کی بشارت دی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ خدا کا اٹل وعدہ اور بہت ہی بڑی کامیابی ہے۔

اس آیہ کریمہ کی بہترین تفسیر وہ واقعات ہیں جو رسول خدا اور صحابہ کرام کو پیش آئے اسلام سے پہلے چند ظالم انسانوں نے انسان کی عزت و آسائش کے تمام سامانوں پر قبضہ کرکے خدا کے باقی بندوں پر راحت و مسرت کے تمام دروازے بند کر دیئے تھے۔ قریش کہتے تھے کہ ہم خدا کے خاندان میں سے ہیں یہود کا دعویٰ تھا کہ ہم خدا کے پیارے فرزند ہیں دنیا پر سرداروں اور سرمایہ داروں کی خدائی قائم تھی۔ یہودی ساہوکار کڑے سود پر غریبوں کو قرض دیتے اور ان کے زیور مکانی اور عورتوں پر قبضہ کر لیتے ہزار ہا انسان اپنی زندگی کا سارا سامان ساہوکاروں کے ہاتھوں لٹا چکتے تو انھیں غلام بنا لیا جاتا یہودی ساہوکار ان غلاموں سے حیوانات کی طرح کام لیتے تھے۔

## مسلمانوں کی اولین غربت

لاکھوں اور کروروں انسانوں پر اس قسم کی دردناک کیفیت طاری تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضور نے تمام نوع انسانی کو اخوت و مساوات کی خوشخبری سنائی مصیبت زدہ اور مظلوم لوگ آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے سرداروں اور ساہوکاروں نے جب غریب لوگوں کو اپنے ہاتھ سے نکلتے دیکھا تو ظلم و ستم پر کمربستہ ہو گئے وہ حضرت محمد مصطفےٰ کے غریب امتیوں کو پکڑ لیتے اور ننگے بدن جلتی ہوئی ریت میں دبا دیتے لوہے کو تپا کر ان کے جسموں کو داغتے پانی میں ڈبکیاں دیتے مشکیں کس لیتے اور لکڑیوں سے پیٹتے گلے میں رسہ باندھتے اور سخت بے دردی سے پتھریلی زمین پر گھسیٹتے غریب مسلمانوں کے منہ میں لگام ڈالتے اور چابک مار مار کر جو توں کی طرح دوڑاتے انھیں خدا کا نام لینے سے روکتے ان کی جاگیر و جائداد پر قبضہ کر لیتے بیوی اور بچے چھین لیتے اور جب بس چلتا تو بڑی تکلیف اور عذاب کے ساتھ تلوار کے گھاٹ اتار دیتے۔

یہ تو سرداروں اور ساہوکاروں کے مظالم تھے لیکن اس سے بھی زیادہ مسلمانوں کی اپنی غریبی اور مفلسی تھی۔ بہت کم آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوتا تھا سینکڑوں آدمی ایسے تھے کہ جب بھوک انھیں زیادہ دق کرتی تھی تو وہ پیٹ پر پتھر باندھ لیتے جب قریش مکہ نے قبیلہ رسول بنی ہاشم کا بائیکاٹ کیا تو وہ درختوں کے پتے کھا کر گذارا کرتے تھے بنی ہاشم کے بچے بلبلاتے تھے مگر ایک لقمہ نصیب نہ ہوتا تھا، حضرت سعد ابن وقاص کو ایک سوکھا ہوا چمڑا مل گیا آپ نے اسے پانی میں بھگو کر نرم کیا پھر آگ پر بھونا اور ابال کر اس سے آتش دوزخ (بھوک) کا علاج کیا جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر نے شہادت پائی اس وقت مسلمانوں کے پاس کفن کا کپڑا بھی نہ تھا ایک چھوٹی سی چادر تھی کہ جب اس سے میت کا سر چھپاتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر برہنہ ہو جاتا تھا۔

## غریبوں کو خدا تعالیٰ کی بشارتیں

یہ اسلام کی اولین غربت کا حال ہے اس حال میں بھی مسلمان بڑی احسانمندی سے خدا اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت میں مصروف تھے وہ موت کے تختوں پر کھڑے تھے لیکن بارگاہ الٰہی سے ان کے لئے فتح و نصرت کی بشارتیں نازل ہو رہی ہیں وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا اے رسول ایمان لانے والوں کو خوشخبری دو کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا ہی فضل نازل ہونے والا ہے پھر فرمایا ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

مسلمانو سست نہ ہو جاؤ غم نہ کرو اگر تم ایمان پر ثابت قدم رہو گے تو تم سرفراز کئے جاؤ گے۔ سورہ مائدہ میں فرمایا وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم مغفرۃ واجر عظیم خدا تعالےٰ کا ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے یہ عہد ہے کہ وہ انھیں نجات دیگا اور بڑا اجر عنایت فرمائے گا۔

پھر سورہ انعام میں فرمایا واذا جاءک الذین یؤمنون بایتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ اے پیغمبر جب ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے لوگ تمہارے پاس آئیں تو انھیں سلام علیکم کہنا اور یہ خوشخبری دینا کہ تمہارے پروردگار نے تم پر مہربانی کا فیصلہ کر دیا ہے۔

ایک طرف پروردگار عالم کی طرف سے غریب اور مظلوم مسلمانوں کو تسلیاں دی جا رہی تھیں اے غریب مسلمانو انہی امی کے احکام کی اطاعت کرتے چلے جاؤ عنقریب تم پر فضل و رحمت کے دروازے کھل جائینگے اور دوسری طرف حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک ایک مصیبت زدہ مسلمان کے پاس جاتے تھے اور پروردگار عالم کا پیغام پہنچاتے تھے ایک دن حضور نے حضرت یاسر کی اولاد کو مار کھاتے دیکھا فرمایا آل یاسر صبر کرو تمہارا مقام جنت ہے۔

ایک مسلمان کو قریش مکہ نے بہت اذیت دی حضور اس مسلمان سے ملے اور فرمایا خدا کی قسم! وہ وقت قریب ہے جبکہ یہ دین مرتبہ کمال کو پہنچے گا اور کسی کو سوا خدا تعالےٰ کے اور کسی کا ڈر نہ ہوگا۔

۹ھ میں حاتم طائی کا فرزند عدی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے نوجوان عدی کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ عدی شاید تم اس لئے داخل اسلام نہیں ہوتے کہ ہم لوگ غریب ہیں مجھ کو انہی غریبوں کو اس قدر مال ملیگا کہ کوئی شخص مال لینے والا باقی نہ رہے گا، پھر فرمایا عدی شاید تم اس لئے داخل اسلام نہیں ہوتے

کہ ہم کمزور اور تھوڑے ہیں خدا کی قسم تو بہت جلد دیکھیگا کہ ایک تنہا عورت قادسیہ سے چل کر کعبہ کا حج کرے گی اور اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ پھر فرمایا عدی شاید تم اس لئے مسلمان نہیں ہوئے کہ سلطنت اور حکومت غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے خدا کی قسم تو بہت جلد دیکھ لیگا کہ نوشیروان عادل کا سفید محل انھیں مسلمانوں کی قوت سے فتح ہوگا۔"

الہی ایام میں حضورؐ کی نبوت کا آوازہ قیصر روم کے کانوں تک پہنچا اس نے ابوسفیان کو دربار میں بلا کر حضور اقدس کے حالات سنے اور بہروں میں پکار اٹھا "ابوسفیان! اس نبی کے متعلق جو کچھ تم نے آج بیان کیا ہے اگر صحیح ہے تو یہ شام اور روم کا تخت جس پر میں اس وقت بیٹھا ہوں اس کے قدموں کے نیچے ہوگا۔"

## عہد کا ایفا

خدا نے اپنے اطاعت گذار بندوں سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا ثابت ہوا تاریخ اسلام بتاتی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ نے جو احکام دیئے تھے ان پر عمل کرتے ہوئے ابھی بارہ برس بھی پورے نہ گذرے تھے کہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے رحمت خداوندی کے بادل امنڈ آئے ہر وہ ساہوکار مدینے سے نکال دیئے گئے خیبر فتح ہوا مکہ معظمہ پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا، پھر چند ہی سال کے بعد فضل و رحمت الٰہی کی وہ بارشیں ہوئیں کہ جل تھل ایک ہو گیا روم و ایران کے خزانے اونٹوں پر لد کر مدینے پہنچے اور اس کائنات کی سب سے بڑی بادشاہت مسلمانوں کے سپرد کر دی گئی ؎

کیا امینوں نے جہاں میں جا بجا — ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
عجم اور عرب اور عجم سے نکالا — ہر ایک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
ہوا کعبہ آباد سب گھر اجڑ کر — جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

## پھر وہی غربت

جب تک مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ کے احکام کی تعمیل کرتے رہے ان کے اقبال کا ستارہ چمکتا لیکن جب انھوں نے حضور کے احکام سے منہ موڑ لیا پھر اسی ذلت و خواری میں ڈوب گئے جس سے خداوند پاک نے ان کو رہا کیا تھا۔

ظہور اسلام سے پہلے جو حالت عرب کے غلاموں اور مزدوروں کی تھی وہی حالت آج ہندوستان کے مسلمانوں کی ہے وہ آدم خور ہندوؤں کے غلام تھے یہ مردم خور ساہوکاروں کے غلام ہیں قرض اور سود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ایک ایک ساہوکار کا سو سو بیگھا کی گھر پر قبضہ ہے ایک ساہوکار ایک محلہ پر قابض ہے دوسرا دوسرے گاؤں پر مسلط ہے غریب مسلمان سال بھر محنت کرتے ہیں ہل چلاتے ہیں، بیج میں جلتے ہیں راتوں جاگتے ہیں لیکن سال کے بعد ظالم ساہوکار جو صبح سے شام تک دوکان کے تپڑ پر بیٹھا رہتا ہے تمام گاؤں کی کمائی پر قبضہ کر لیتا ہے زمیندار کھڑی فصلوں سے محروم کر دیئے جاتے ہیں وہ خرمن نکالتے ہیں تو ایک ایک دانہ ساہوکار کے گھر پہنچ جاتا ہے ایک زمیندار اگر بنئے کا سو روپے کا مقروض ہو تو زندگی کی پوری کمائی ادا کرنے کے باوجود بھی وہ اس سے چھٹکارا نہیں پاتا اسی سود میں اس کی ہری فصلیں ساہوکار کے گھر پہنچتی ہیں اسی سود میں اس کے اہل و عیال کا زیور ساہوکار کی نذر ہوتا ہے اسی سود میں اس کا مکان فرق ہوتا ہے اسی سود میں اس کے مویشی بکتے ہیں اور زمین نیلام ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے برباد ہو جاتا ہے بھیک مانگنے لگتا ہے اگر ساہوکار کا یہ سود اس سے ادا نہیں ہوتا۔

قرضہ کا وہ روپیہ جسے مسلمان ساہوکاروں سے حاصل کرتے ہیں قرض نہیں ہے بلکہ ان کی جانوں کی قیمت ہے جن جانوں کو خاوند پاک جنت کے عوض خرید چکا ہے مسلمان ان پر سے اللہ تعالےٰ کا قبضہ توڑتے ہیں اور ساہوکار کی حکومت قائم کرتے ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ آج پھر زمانۂ جاہلیت ہی کی ذلت و خواری اور افلاس و ادبار ہم پر مسلط ہے۔

## مسلمانوں کی موجودہ حالت

ساہوکار کی لوٹ مار کی بدولت مسلمانوں کی اقتصادی حالت کس درجہ نازک ہو چکی ہے؟ پنجاب کے زمینداروں پر ۹۰ کروڑ روپیہ قرض ہے۔ زمیندار حکومت پنجاب کو سارا معاملہ زمین ۵ کروڑ روپیہ سالانہ ادا کرتے ہیں لیکن ساہوکاروں کو ہر سال ۱۳ کروڑ روپیہ سود دیتے ہیں وہ قوم کیونکر زندہ رہ سکتی ہے جو ۱۳ کروڑ روپے ہر سال صرف سود میں دیتی ہو اور بتلایئے کہ اس وقت ہندوستان میں لاکھوں مسلمان ایسے ہیں کہ اگر وہ اپنے پیٹ کو کاٹ ڈالیں اور اہل و عیال کو جلا وطن کر دیں اور دن بھر میں جتنا کمائیں اسے امانت سمجھ کر شام کو ساہوکار کی دوکان پر لے آیا کریں تو اس سے ان کا روزانہ سود بھی ادا نہیں ہو سکتا یہ لوگ ساہوکاروں کے مستقل غلام ہیں یہ لوگ اپنے لئے نہیں بلکہ ساہوکاروں کے لئے زندہ ہیں اور ساہوکاروں کی تمام دولت انہی لوگوں کی کمائی ہے۔

۱۹۰۷ء میں سر جیمس نامی ایک انگریز نے شمالی سندھ کے چند علاقوں کی تحقیقات کی تھی وہ لکھتا ہے کہ:-

"یہاں مسلمانوں کی ۴۲ فیصدی زمینیں ہندو ساہوکاروں کے قبضہ میں جا چکی ہیں، فضول خرچ زمیندار صرف ۱۵ فیصدی ہیں، باقی ۷۵ فیصدی احتیاط بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی ساہوکار کے چکر سے نکل نہیں سکتے۔"

۱۹۱۵ء میں ضلع مظفر گڑھ کے حالات کی تحقیقات کرائی گئی تو معلوم ہوا کہ:-

"وہاں ۷۰ فیصدی مسلمان مقروض ہیں بلوچیوں کی تمام زمین رہن ہو چکی ہے اور ہندو مالکان ان سے پانی اور مویشی کی چوری کراتے ہیں۔"

اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو ایک دن مسلمانوں کی تمام تر جائداد پر ہندو ساہوکاروں کا قبضہ ہوگا اس وقت مسلمان گداگر ہوں گے۔

## افلاس کے مفاسد

کیا وہ شریف انسانوں کی طرح اس بے بنیاد قید کی زندگی سے جو موت سے بدتر ہے آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ موجودہ زمانہ میں دولت اور سرمایہ بے حد ضروری چیزیں ہیں۔ انسان آسودہ حالی کے بغیر کمال دین پر فائز نہیں ہو سکتا مفلس اور قلاش آدمی حج، زکوٰۃ، خیرات، قربانی، صدقۂ فطر یتیموں کی پرورش، اہل و عیال کے حقوق، مہمان و مسافر کی خدمت اور ثواب کے صدہا دوسرے کاموں سے محروم رہتا ہے۔

آسودہ حالی کے بغیر جسم کی تکمیل مشکل ہے ضروری غذا اور لباس کے نہ ملنے کے باعث مسلمانوں کے جسم کمزور ہو رہے ہیں نسلیں بگڑ رہی ہیں اولادیں کمزور پیدا ہو رہی ہیں آئندہ نسلوں پر عظمت و ترقی کا دروازہ بند ہے۔

آسودہ حالی کے بغیر اخلاق کی تکمیل مشکل ہے ہزارہا مسلمان ضروریات سے تنگ آکر جھوٹ بولتے ہیں خوشامدیں کرتے ہیں جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں حرام کھاتے ہیں چوری کرتے ہیں قوم کے حقوق بیچتے ہیں۔

مفلوک الحال آدمی کا اپنے دین پر قائم رہنا مشکل ہے۔

اقتصادی کمزوری ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہے مکاتب و مدارس جاں بلب ہیں جلسے بے رونق ہیں انجمنیں معطل اور بیکار ہیں نہ مسلمانوں کے بینک ہیں نہ کمپنیاں ہیں نہ صنعتی کارخانے ہیں ہر طرف مسلمانوں کے حقوق تلف ہو رہے ہیں مگر وہ نہ حکومت کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہندو کا۔

افلاس کے مفاسد کہاں تک شمار کروں افلاس اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے ایک سخت ترین عذاب ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ازراہ اختیار فقر (اختیاری) کو قبول کر رکھا تھا لیکن پھر بھی دنیا کی محتاجی سے ڈرتے تھے اور دعا فرماتے تھے اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامۃ خداوندا میں دنیا کی محتاجی اور قیامت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں اس لئے کہ جو قوم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی مستحق قرار پاجائے اس پر سب سے بڑا عذاب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے ذلت و افلاس کا عذاب ہے جب بنی اسرائیل پر خدا کا غضب آیا تو وہ اسی مون کے عذاب میں مبتلا کئے گئے تھے وضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللہ۔ بنی اسرائیل پر من حیث القوم ذلت و افلاس مسلط کر دیا گیا اور وہ خدا کے غضب میں آگئے۔

آخر مسلمان کیوں دوسری قوموں سے زیادہ غریب ہیں؟ اس کے حسب ذیل وجوہ ہیں:۔

(۱) ساہوکاروں کا قرض اور سود (۲) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے کی عادت (۳) موت اور شادی کی بیہودہ رسمیں (۴) آپس کی عداوتیں اور مقدمہ بازیاں (۵) مسلمانوں میں باہمی ہمدردی کا گھٹ جانا اور دوسری قوم کے افسروں عاملوں اور عام لوگوں کا مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کامیاب رہنا (۶) مسلمان عوام کی جہالت اور حساب کتاب سے ناواقفیت (۷) مسلمان عورتوں کی حالات زمانہ سے بے خبری اور اخراجات کے معاملے میں ناواجب ضد (۸) غیر قوموں کا ملازمت تجارت اور صنعت و حرفت پر قبضہ (۹) اسلامی کالبعض غلط عقائد میں مبتلا ہونا۔ مثلاً تقدیر، توکل اور قناعت کا غلط مفہوم دنیا کو دین کے خلاف سمجھنا اور ترک جد و جہد بقول اقبال ؎

دلم سوزد بہ بے سامانی قومے کہ می گویند ۔۔۔ بکافر ایں جہاں دادند و ما را عالمے دیگر

## اسوۂ نبی

اقتصادی فلاح کا سب سے بڑا گر یہ ہے کہ مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر چلیں انھیں سرے سے قرض لینے کی حاجت ہی پیش نہ آئے گی اس لئے کہ قرآن نے ہماری ذلت و فلاکت کا جو سبب بتایا ہے وہ ہے:۔ من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا۔ جو شخص ہمارے ذکر (تعلیمات) سے منہ موڑے اس پر محتاجی برس جاتی ہے۔

مسلمانو! رسول مقبول کا نقش قدم تلاش کرو اور دیکھو کہ سرور عالم کا نمونہ کیا تھا

(۱) حضور ہمیشہ سادہ، مضبوط اور ہاتھ سے بنا ہوا لباس پہنتے کپڑا پھٹ جاتا تو اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے۔ مسلمانو! لباس میں طریقۂ رسول کی پیروی کرو، قرض کے ریشم اور اطلس کو جسم پر لانے سے یہ بہتر ہے کہ انسان آزاد ہو اور لنگوٹی باندھے۔

(۲) حضور اکثر جو کی روٹی کھاتے پانی اور کھجور پر گذارا کرتے ایک دن حضرت ام ہانی کے ہاں تشریف لائے فرمایا کچھ کھانے کو ہے عرض کیا سرکہ ہے فرمایا جس گھر میں سرکہ ہے اس کو نادار نہیں کہہ سکتے ایک دن حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت سلمیٰ سے دریافت کیا کہ حضور کو سب سے زیادہ پسند تھا انھوں نے جو کا آٹا پیسکر ہانڈی میں چڑھا دیا اور پھر روغن زیتون اور زیرہ اور کالی مرچ ڈال دیں پک گیا تو دونوں صاحبزادوں کے سامنے رکھدیا

مقروض مسلمانو! غور اس میں طریقۂ رسول کی پیروی کرو قرض کے مرغ و مزعفر سے یہ بہتر ہے کہ تم قرض سے آزاد ہو اور ایک وقت کھاؤ۔

(۳) حضور ایک کچے حجرے میں رہتے تھے جس پر کھجور کے پتھیوں اور بالوں کی چھت تھی اس حجرے میں دفعتاً نوتنا جو فرنیچر دیکھا گیا ایک کھری چارپائی ایک چٹائی چمڑے کا تکیہ اور چند کھالیں تھیں اور بس۔

مقروض مسلمانو! اسوۂ رسول کو دیکھو قرض لیکر محل بنانے غبروں کے زیر سایہ رہنے سے یہ بہتر ہے کہ تم قرض سے آزاد ہو اور جھونپڑی میں گذارا کرو۔

(۴) حضرت فاطمہ رض کا نکاح ہوا تو حضرت علی ایک زرہ فروخت کر کے سارا سوا روپے کا سامان ایک بھیڑ کی کھال اور ایک پرانی بنی چادر دختر رسول کے لئے لائے اور شاہنشاہ عالم نے سیدۂ عالم کو جہیز میں دیں بان کی چارپائی چمڑے کا گدا ایک صراحی ایک مشک دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے۔ حضور سرور عالم نے حضرت صفیہ سے نکاح فرمایا اور اس میں صحابہ کرام کو جو ولیمے کی دعوت کھلائی اس میں صرف کھجوریں اور ستو تھے۔ مقروض مسلمانو شادی بیاہ میں اسوۂ رسول کی پیروی کرو تم ساہوکار سے قرض لیکر بیاہ نہیں کرتے بلکہ اپنی اولاد کو ساہوکار کے ہاتھ بیچتے ہو کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ تمہارا عمل حضرت عائشہ اور حضرت علی رض کے نقش قدم پر ہو۔

(۵) حضرت فاطمہ چکی پیستی تھیں پانی کی مشک اٹھاتی تھیں پیسنے سے ہتھیلیاں گھس گئیں ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے انہوں نے حضرت علی کی معرفت حضور سے ایک لونڈی کی درخواست کی فرمایا پہلے بدر کے یتیموں اور صفہ کے غریبوں کا حق تم سے زیادہ ہے ایک دن حضور نے حضرت فاطمہ کے گلے میں سونے کی زنجیر دیکھی فرمایا یہ زیبا نہیں کہ محمد کی بیٹی کے گلے میں آگ کا طوق ہو" سعادت مند بیٹی نے اسی وقت یہ زنجیر فروخت کر دی اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کیا۔ مقروض مسلمانوں کی بیبیو! حضرت فاطمہ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرو کیا یہ بے غیرتی نہیں کہ تم آج ایسے زیور بنواؤ جو کل ساہوکار کے ہاتھ میں جائیگے سینا پرونا کھانا پکانا اور پہننا بے عزتی نہیں بے عزتی یہ ہے کہ تمہارا خاوند تمہاری اولاد اور تم خود ساہوکار کے محتاج بنو اگر مسلمان حضور کے اس نمونۂ حیات پر جو زمانۂ غربت کے لئے حضور نے پیش فرمایا ہے عمل کریں تو خداوند پاک انھیں اسی طرح قوت و فتوحات کا وارث بنا لیگا جس طرح اس نے قرن اول کے غریبوں اور مظلوموں کو

# دور حاضر کی اولین جمہوریت

بیان کیا جاتا ہے کہ اگس لینڈ کا ایک من چلا ملاح ریٹیارریک کو لمبس سے کم و بیش پانچسو برس پیشتر امریکہ پہنچ گیا تھا اور وہاں اس نے ایک بستی بھی قائم کر دی تھی مگر ریڈ ایرک کی یہ بہادرانہ کوشش نئی دنیا اور پرانی دنیا میں کوئی تعلق قائم نہ کر سکی اور یورپ ایشیا اور افریقہ ریٹیارریک کے امریکہ پہنچنے کے بعد بھی اس جدید براعظم سے اسی طرح ناآشنا رہے جس طرح کہ کولمبس کی دریافت تک ناآشنا تھے سب سے پہلے ہسپانیہ کے عرب ملاحوں نے زمین کی کرویت کا نظریہ قائم کیا اور اس بنا پر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ضرور کوئی اور زمین ہونی چاہیئے مگر ہسپانوی عربوں کو ہسپانیوں کے معاندانہ حملوں نے مہلت نہ دی اور آخر کار ان کی ہفت صد سالہ سلطنت اندلس کا خاتمہ ہو گیا ان عربوں کے تیار کردہ نقشے کو لمبس کے ہاتھ آ گئے اور اس نے نئی دنیا کی دریافت کا سامان کیا اب معلوم ہو چکا ہے کہ اس کے جہاز کا قائد (پائی لٹ) عرب تھا اور وہ گمگشتہ راہ ہو کر ہندوستان کے بحری راستے کی تلاش میں نکل پڑا تھا مگر اس امید کا چکر لگاتا ہوا ہندوستان آ پہنچا اور کولمبس بحر اوقیانوس کو چیرتا ہوا امریکہ کے ساحل پر جا اترا اس کے بعد یورپ کی حریص و طامع سلطنتوں میں نئے مقبوضات ارضی پر تسلط و اقتدار قائم کرنے کے لئے ایک ہنگامہ خیز دوڑ شروع ہو گئی۔

## ہسپانیہ فرانس اور انگلستان

امریکہ میں سب سے پہلے ہسپانیہ کو اقتدار حاصل ہوا اور اس سلطنت نے امریکہ کے اصلی باشندوں کو جس بے دردی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا اس پر انسانیت تا قیامت خون کے آنسو بہاتی رہے گی یورپ میں پوتھری اسلامی تحریک کے بعد جو مذہبی خونریزیاں اور مذہبی جبر و تشدد شروع ہو گیا تھا اس سے تنگ آ کر یورپ کے کثیر التعداد مظلوم اپنے وطن چھوڑ کر نئی دنیا میں جا بسے اس کے ساتھ ساتھ حریص و طامع سلطنتوں کی باہمی کشمکش تیز ہوتی گئی چونکہ آبادیاں خود بخود بڑھ رہی تھیں نئی خطے بہشت زار بن رہے تھے تجارت کو فروغ حاصل ہو رہا تھا نئی نئی جنسیں بحرت حاصل کرنے کے مواقع نکل رہے تھے قیمتی معدنیات دریافت ہو رہی تھیں اس لئے امریکہ کے مختلف حصوں کی ناظر لڑائیاں بھی زور و دل پر گئیں ہسپانیہ کچھ مدت کے بعد ناکام ہو کر شمالی امریکہ سے نکل گیا اس کے بعد فرانس اور انگلستان مقابلے پر رہ گئے جو بحیثیت مملکت آج جمہوریہ امریکہ کہلاتی ہے اس کے بیشتر حصے انگریزوں کے زیر اقتدار رہے لیکن کینیڈا میں فرانسیسی مقیم تھے اور امریکہ کے اصلی باشندوں کو بودے سرخ ہندوستانی کہلاتے تھے یہاں یہاں کر انگریزوں کو گوشہ عافیت تنگ کر رہے تھے آخر کار فرانس اور انگلستان کے مابین کینیڈا پر ایک ہنگامہ خیز جنگ ہوئی انگریز بیڑہ دل نے ۱۷۵۹ء میں کینیڈا کے دارالحکومت کو بیک کو فتح کر لیا فرانس میدان مقابلہ سے کلیتہً باہر نکل گیا اور تقریباً سارا شمالی امریکہ انگریزی اقتدار کے ماتحت آ گیا۔

## انگریزوں کی غلط پالیسی

انگریز یورپی لڑائیوں سے فرصت حاصل ہو رہے تھے ان کا خزانہ خالی تھا تجارت کی حالت ناگفتہ بہ تھی جب سارا شمالی امریکہ ان کے قبضہ میں آ گیا تو حکومت انگلشیہ نے آہستہ آہستہ اپنی تجارت کو فروغ دینے اور خالی شدہ خزانے کو از سر نو بھرنے کی تیاریاں شروع کر دیں امریکہ کے انگریز گورنر آبادکاروں کے آرام و آسائش اور فلاح و بہبود سے بے پروا تھے انگلستان کے تاجروں کو بھی غریب آبادکاروں سے کوئی ہمدردی نہ تھی صرف اپنے نفع اور اپنی بہبود کا خیال تھا انگریز گورنر جو پورٹیں انگلستان بھیجتے تھے وہی آبادکاروں کے متعلق فیصلہ و رائے کا معیار بنتی تھیں اور ان کی بنا پر آبادکاروں کے حقوق کو زائل کرنا بھی ضروری سمجھا جاتا تو بلا تامل حکم ہو جاتا امریکہ کے آبادکار جنگ فرانس و انگلستان میں بڑی بامردی کے ساتھ انگریزوں کی اعانت کرتے رہے تھے مگر دشمن کے میدان مقابلہ سے رخصت ہوتے ہی انگریزوں نے سارے احسانات اور ساری اعانتیں فراموش کر دیں۔

## امریکہ پر جبر کا پہلا وار

۱۷۶۳ء میں جارج گرینول وزیر اعظم انگلستان بنا تو مستعمراتی پالیسی کو مؤثر بنانے پر خاص توجہ مبذول ہوئی اور امریکہ کی نو آبادیوں کے متعلق انگریزی پالیسی کے تین ضروری جزو قرار دیئے گئے

(۱) تجارت کے متعلق انگریزی قوانین کا شدت کے ساتھ نفاذ

(۲) امریکہ میں برطانوی سپاہ کا تعین

(۳) اس فوج کے لئے نو آبادیوں پر محاصل کا تقرر۔

ان میں سے اول الذکر جزو پر قانونی حیثیت سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا اور حقیقۃً مجارتی قوانین کا مقصود یہ تھا کہ ناجائز درآمد بند ہو جائے مگر جس سختی اور شدت سے اس پر عمل درآمد کیا گیا اور جس بے پروائی سے باشندگان امریکہ کی تکلیف کا خیال نہ کیا گیا اس نے عام ہیجان پیدا کر دیا ایک درد مند آبادکار جیمس اوٹس نے جو سرکاری وکیل تھا اپنے عہدے سے استعفا دیدیا اور انگریزی پالیسی کی مخالفت شروع کر دی امریکہ کے جہاز آزادی کا یہ پہلا قدم تھا۔

## جوش مخالفت

انگریزی پالیسی کے دوسرے دو اجزا کے آبادکار شدید مخالف تھے اور ان کی مخالفت بالکل حق بجانب تھی، خرچ کا خرچ تقریباً تین لاکھ پونڈ تھا اور اس میں سے ایک لاکھ پونڈ آبادکاروں سے وصول کرنے کی تجویز تھی چنانچہ گرینول نے سب سے پہلے سٹامپ کا محصول نافذ کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ جو شخص قانونی دستاویز تیار کرانا چاہے وہ گورنمنٹ کا مطبوعہ کاغذ خاص قیمت دیکر خریدے آبادکاروں نے اس محصول کی ادائیگی سے انکار کر دیا اب سے پہلے پوشن کی مجلس نے ایک قرارداد منظور کی جس پر پارلیمنٹ کے حق نافذ محصول کو مسترد کیا پارلیمنٹ کے ممبروں میں سے بھی ایک دو اشخاص نے آبادکاروں کی تائید کی جب پارلیمنٹ کے ایک رکن چارلس ٹاؤن شینڈ نے امریکہ والوں پر اپنے احسان جتائے اور کہا کہ ہم نے ان کی پرورش کی ہم نے ان کے لئے دولت کے سامان فراہم کئے ہم نے انہیں بسایا ہم نے ان کی حفاظت کی تو کرنیل بیری نے فی الفور جواب دیا۔

تم نے انہیں آباد کیا نہیں وہ تمہارے جبر و تشدد کی وجہ سے وہاں گئے

آباد ہوئے تم نے مہربانی اور نوازش سے ان کی پرورش کی؟ نہیں وہ تمہاری غفلت و بے پروائی کی برکت سے پرورش پاگئے تم نے ان کی حفاظت کی؟ نہیں بلکہ انہوں نے انتہائی شرافت سے تمہاری حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھائے۔

لیکن بیری کی صدا اس وقت صدا بصحرا ہی اور انگلستان میں کوئی اسے سننے کے لئے تیار نہ تھا۔

## ہنگامہ خیز تقریر

امریکہ کی ریاستیں مخالفت پر جمی رہیں ریاست ورجینیا کی مجلس کے ایک رکن ہنری پیٹرک نے ۱۷۶۵ء میں سخت مخالفانہ تقریر کی اس نے کہا:-

سیزر کے فیصلے کے لئے بروٹس اٹھا چارلس اول کے ظلم و جبر کا خاتمہ کرنے کے لئے کرامویل میدان عمل میں آیا جارج سوم (شاہ انگلستان)

پیٹرک کی زبان سے جارج سوم کا نام سنتے ہی مجلس کے مختلف ارکان بول اٹھے کہ یہ بادشاہ سے غداری ہے پیٹرک دو منٹ خاموش رہا جب غداری غداری کی آوازیں رک گئیں تو بولا:-

جارج سوم ان واقعات سے عبرت حاصل کرسکتا ہے اگر یہ غداری ہے تو بیشک جو جی میں آئے کرلو۔

پیٹرک کی یہ صدائے حق اپنا کام کرگئی ورجینیا کی مجلس نے فیصلہ کردیا کہ اس کے باشندوں پر کسی کو محصول عائد کرنے کا حق نہیں جیمس اوٹس نے ریاست سے چوسٹس کی مجلس سے اس مضمون کی قرارداد منظور کرالی نیز تجویز کی کہ تمام ریاستوں کے نمایندوں کی ایک کانگرس منعقد کرکے خطرے کے انسداد کی تدابیر اختیار کی جائیں۔ نومبر ۱۷۶۵ء میں نیویارک میں کانگریس منعقد ہوئی جس میں نو ریاستوں کے نمایندے شریک تھے اس میں آبادکاروں کی شکایات و حقوق کے متعلق قراردادیں منظور کی گئیں۔

## سٹامپ کی تنسیخ

اس اثنا میں سٹامپ کے خلاف ابھی ٹیکس قوت پکڑ رہا تھا بوسٹن میں ہنگامہ برپا ہوگیا اینڈریو آلیور سٹامپ کا کلکٹر مقرر ہوا تھا اس کی بت بنا کر جلایا گیا اس کے گھر پر حملہ کرکے برباد کردیا گیا چیف جسٹس ہچنسن کے مکان کا سامان اٹھا کر بازار میں پھینکدیا گیا دوسری ریاستوں میں بھی ناگوار واقعات پیش آئے انہی ہنگاموں کے دوران میں انگلستان کی وزارت بدل گئی راکنگہم وزیر بنا لارڈ چیتھم نے سٹامپ کی مخالفت کی یہ محصول منسوخ کردیا گیا اس پر امریکہ والوں نے جلسے خوشیاں منائیں۔

## کشمکش کی شدت

اس طرح وجہ شکایت تو رفع ہوگئی مگر انگریزی حکومت کی منصفانہ حیثیت نے ایک اور مصیبت برپا کردی جن لوگوں نے سٹامپ کے محصول کے خلاف نمایاں حصہ لیا تھا ان کے متعلق انگریزی حکام کی روش معاندانہ ہوگئی اور باہمی بے اعتمادی بدستور قائم رہی چاء اور دیگر چیزوں پر محصول لگا دیئے گئے امریکہ والوں نے فیصلہ کرلیا کہ جب تک تمام محاصل موقوف نہیں ہوں گے کھٹیاں کم نہ ہوں گی اس وقت تک وہ انگلستان کی کوئی چیز استعمال نہیں کریں گے اس اثنا میں بوسٹن میں ہنگامہ کا ایک اور سامان پیدا ہوگیا۔ بوسٹن کے ایک تاجر کا جہاز آرہا تھا چنگی خانہ کے افسروں نے اسے خلاف ورزی قواعد کے بہانہ پکڑ لیا اس پر بوسٹن کے باشندوں نے علم بغاوت بلند کردیا گورنر گورنر نے فوجیں منگالیں اور آٹھ جنگی جہاز بوسٹن آپہنچے جو فوجوں سے بھرے ہوئے تھے بوسٹن والوں نے فوجوں کو جگہ دینے سے انکار کردیا اس موقع پر انگریزی حکومت نے اس غلطی کا ارتکاب کیا جس کا عام اقتدار پسند طاقتیں ارتکاب کرتی رہتی ہیں یعنی جبر و تشدد کے ذریعہ سے امریکہ والوں کو جھکانا چاہا۔ یہ ۱۷۶۸ء کے واقعات ہیں انگریزی پارلیمنٹ نے ہنری ہشتم کے زمانہ کے ایک فراموش شدہ قانون کو تازہ کیا جس کا مفاد یہ تھا کہ قانونی کی خلاف ورزی کرنے والوں کو امریکہ سے انگلستان لاکر ان پر مقدمے چلائے جائیں برک اور بیری نے بہت سمجھایا مگر انگریزی پارلیمنٹ ضد پر جمی رہی چلئے کا محصول باقی رکھا گیا اور جبر و تشدد شروع ہوگیا۔

## انگریزی جہاز نذر آتش

۵ مارچ ۱۷۷۰ء کو لارڈ نارتھ وزیر اعظم انگلستان نے مجبور ہوکر فیصلہ کیا کہ تمام محاصل اڑا دیئے جائیں صرف چاء کا محصول باقی رکھا جائے لیکن اس وقت تک حالات نازک ہو چکے تھے ۵ مارچ کو بوسٹن کے باشندوں اور انگریزی فوجوں میں جھڑپ ہوگئی جس میں کئی لوگ مارے گئے بوسٹن والوں نے تمام مقتولوں کے جنازوں کا جلوس نکالا اس اثنا میں دوسرے مقامات پر بھی ہنگامے ہوئے ایک انگریزی جہاز کے لفٹنٹ نے روڈ آئی لینڈ کے ایک جہاز پر گولہ باری کی وہ جہاز بچ نکلا لیکن انگریزی جنگی جہاز اس کا تعاقب کرتا ہوا خشکی پر چڑھ گیا امریکہ کا جہاز براوڈنس اروڈ آئی لینڈ کا دارالحکومت پہنچا تو اس کے آدمیوں نے باشندگان نہر کو سارے حالات سنائے فی الفور رات کے وقت ایک جمعیۃ مرتب ہوئی اس نے انگریزی جہاز پر حملہ کیا اور اسے آگ لگادی حکومت نے اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کی ہر چند تلاش کی مگر کوئی پتہ نہ لگ سکا۔

## فرنیکلن کی سفارت

مختلف ریاستوں نے کمیٹیاں بنالیں اور اپنے ایجنٹ انگلستان بھیجے ان میں سے ایک فرنیکلن تھا جس کے نام سے تمام لوگ آشنا ہیں مگر اس کی زندگی کے مفصل واقعات بیان کرنے کی گنجائش نہیں ۱۷۷۴ء میں فرنیکلن کے ہاتھ بعض خطوط آگئے جو معاصٹس کے انگریز گورنر کے سکرٹری کو لکھے تھے اور جن میں امریکہ والوں کے حقوق کو محدود کرنے پر زور دیا گیا تھا فرنیکلن نے یہ خط اپنے وطن بھیجدیئے جہاں انہیں کثیر تعداد میں شایع کیا گیا اور حکومت انگلستان سے درخواست کی گئی کہ ان خطوط کے کاتبوں کو عہدوں سے علیحدہ کردیا جائے جب یہ درخواست پریوی کونسل کی کمیٹی میں پیش ہوئی تو سرکاری وکیل وڈبرن نے فرنیکلن کے متعلق نہایت برے اور درشت الفاظ استعمال کئے اور بیحد افسوسناک انتہا لگائے درخواست مسترد ہوگئی اور فرنیکلن امریکہ واپس چلا گیا۔

## چائے سمندر میں پھینکدی گئی

اب انگریزی حکومت نے جبراً چاء کا محصول وصول کرنا چاہا ایسٹ انڈیا کمپنی نے بکثرت چائے منگا رکھی تھی اسے فی الفور جہازوں میں بھر کر امریکہ بھیجدیا گیا دسمبر ۱۷۷۳ء میں تین جہاز بوسٹن کی بندرگاہ میں پہنچے وطن کی ایک جماعت نے فی الفور سرخ فام ہندوستانیوں کا بھیس بدلا اور

جہازوں پر حملہ کیا اور ان کا سارا سامان اتار کر سمندر میں پھینک دیا یہ احتجاج کی آخری صورت تھی لیکن انگریزی حکومت اس پر بھی متنبہ نہ ہوئی بلکہ اس نے بوسٹن کی بندرگاہ کو بند کر دیا ساری تجارت روک دی اور اہل شہر کے اختیارات جو ہین لئے تمام ریاستوں نے بوسٹن کے ان مصائب کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا یہ کھلی ہوئی تائید کا ثبوت تھا ۵ ستمبر ۱۷۷۴ء کو فیڈلفیا میں ریاستوں کے نمایندوں کی ایک کانگریس منعقد کی گئی جس میں ۵۵ نمایندے شریک تھے اس میں ہاشندگان بوسٹن کے افعال کی تائید کی گئی اور کہا گیا کہ مخالفت و مزاحمت آخر وقت تک قائم رہنی چاہیئے۔

## مصالحت کی ناکام کوششیں

فرینکلن پھر انگلستان چلا گیا وہاں لارڈ جسٹم وغیرہ سے مشورہ کر کے مصالحت کی ایک اسکیم تیار کی جس کا مفاد یہ تھا کہ تمام تعزیری قوانین اور محاصل منسوخ کر دیئے جائیں فوجیں واپس بلا لی جائیں اور آبادکاروں کو جو حقوق حاصل ہیں ان سے تعرض نہ کیا جائے لیکن دارالامرار نے مصالحت کی ایک تدبیر نکالی اور اس کے مطابق دارالعوام میں ایک تجویز پیش کی لیکن برک کی تجویز بھی مسترد ہو گئی یہ استرداد حقیقۃً جنگ کا اعلان تھا اور اس پر جنگ شروع ہو گئی۔

## واشنگٹن سپہ سالار اعظم

بوسٹن والوں نے ایک مقام پر ہتھیار جمع کر رکھے تھے انگریز گورنر نے ان پر قبضہ کرنا چاہا اپنے ایک ماتحت افسر کو فوج دیکر روانہ کیا لیکن بوسٹن والوں کو قبل از وقت خبر لگ گئی انہوں نے انگریزی ۔ ۔ ۔

مطابق لشکر بھرتی کرنے کا موقع ملا انگریز جنرل برگائن کینیڈا سے کثیر التعداد فوج لیکر آیا اس کے ساتھ امریکہ کے اصل باشندوں کا بھی ایک جیش تھا جنہوں نے ریاستوں کی سرحد میں داخل ہوتے ہی قتل عام شروع کر دیا اس سے انگریزوں کے خلاف نفرت وحقارت کے جذبات اور بھی مشتعل ہو گئے۔

**سیرا لوگا** تمام جنگی تفصیلات پیش کرنے کی ضرورت نہیں برگائن نے ابتدائی کامیابیوں کے بعد پے در پے شکستیں کھائیں انجام کار وہ سیرالوگا کے مقام پر محصور ہو گیا اور وہاں اسے ہتھیار ڈال دینے پڑے سیرالوگا کی کامیابی نے امریکہ والوں کی عزت وعظمت کا غلغلہ بلند کر دیا اور فرانس نے امریکہ کی جدید حکومت کو تسلیم کر کے اس کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کر لئے اس موقع پر لارڈ ناتھ وزیر اعظم انگلستان نے مصالحت کی تجاویز پیش کیں جنہیں کانگریس نے نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیا اس موقع پر امریکہ کے ایک جرنیل نے غداری کی اگر اس غداری سے فوجی طاقت وقوت پر کوئی مخالفانہ اثر نہ پڑا بلکہ جس انگریز جرنیل کے ساتھ اس نے ساز باز کیا تھا وہ امریکہ والوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا اور اسے جاسوسی کی پاداش میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

**پارک ٹاؤن** برگائن کے بعد لارڈ کارنوالس سے مقابلہ ہوا۔ کارنوالس نے دو ایک مقامات پر زبردست فتوحات حاصل کیں مگر انجام کار واشنگٹن کی نقل وحرکت نے اسے پارک ٹاؤن میں گھر جانے پر مجبور کر دیا اور برگائن کی طرح اسے بھی ہتھیار ڈالنے پڑے اس کے ساتھ ہی حقیقۃً جنگ ختم ہو گئی اور امریکہ کی آزادی کا پرچم پوری شان وشوکت کے ساتھ لہرانے لگا۔ لارڈ ناتھ نے اس کے بعد بھی جنگ جاری رکھنے کی کوشش کی مگر دارالعوام اس کے خلاف تھا۔ ملک اس کے خلاف تھا دارالعوام نے بادشاہ سے التجا کی کہ جنگ ختم کر دی جائے بادشاہ کا جواب سہم تھا مگر دارالعوام نے ایک قرارداد منظور کر لی جس کا مضمون یہ تھا کہ جو شخص بادشاہ کو جنگ جاری رکھنے کا مشورہ دیگا اسے وطن کا دشمن سمجھا جائے گا اس پر لارڈ ناتھ نے استعفا دیدیا بادشاہ خاموش ہو گیا اور نئی وزارت نے امریکہ کی آزادی تسلیم کر لی۔

**ریاستہائے متحدہ کا دستور** اس کے بعد اندرونی اختلافات شروع ہوئے ریاستیں ایک دوسری کی مخالفتیں کرنے لگیں قدم قدم پر جھگڑے پیدا ہونے لگے اور چھ سال مصیبتوں اور پریشانیوں میں گذر گئے آخر واشنگٹن کی رہنمائی میں ایک متحدہ دستور مرتب ہوا جس میں حکومت کے دو ایوان مرتب ہوئے اول دارالسند دہین یا کانگریس دوم سینٹ کانگریس کا انتخاب ہر دو سال کے بعد مقرر ہوا اس کے نمائندوں کیلئے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ کم از کم پچیس سال کی عمر ہوں اور انتخاب سے سات سال قبل قبل امریکہ کی رعایا بن چکے ہوں برعکس ہوا کہ کانگریس کے مندوبین کی تعداد اتنی رکھی جائے کہ زیادہ سے زیادہ تیس ہزار باشندوں کی طرف سے ایک نمائندہ ہو سینٹ کے لئے ہر ریاست میں سے دو سندوب مقرر کئے گئے ان کے لئے کم از کم تیس سال کی عمر اور نو سال کی رعیت داری ضروری قرار دی گئی ۱۷۸۸ء میں دستور مکمل ہوا اور جارج واشنگٹن سب سے پہلے صدر بنا چار سال کے بعد دوبارہ صدر منتخب ہوا جب تیسرے انتخاب کا وقت آیا تو اس نے امیدواری سے انکار کر دیا اور وہ پبلک کاموں سے الگ ہو گیا ۱۷۹۹ء میں واشنگٹن کا انتقال ہو گیا۔

**ڈیڑھ سو سال کی آزادی کے نتائج** یہ ان ریاستوں کی جہاد آزادی کی داستان ہے جو ۱۷۷۶ء میں حد درجہ بے حقیقت تھیں لیکن ڈیڑھ سو سال کی آزادانہ زندگی نے انھیں اس وقت طاقت قوت، اقتدار تجارت ثروت دولت تعلیم صنعت وحرفت اور ایجاد واکتشاف میں دنیا کا سرتاج بنا دیا ہے قدرت کا کھیل دیکھئے کہ امریکہ کی ریاستیں جو ۱۷۷۶ء میں اعلان کر رہی تھیں کہ سب انسان برابر ہیں اور انھیں خالق برتر نے جو حقوق عطا کئے ہیں وہ چھینے نہیں جا سکتے نیز ان کی مرضی کے خلاف ان پر حکومت نہیں کی جا سکتی وہی ریاستیں آج قوت وطاقت کے زعم میں فلپائن کی آزادی پامال کر رہی ہیں اور اہل فلپائن کے ساتھ وہی سلوک کر رہی ہیں جو انگلستان صدی کے نصف آخر میں انگلستان نے ان ریاستوں کے ساتھ کیا تھا۔


ان مسلمانوں کے لئے جو دل سے کلام الٰہی کے معنی وتفسیر حقائق اور رموز قرآن شریف سمجھنے کے لئے بیتاب وشتاق ہیں اور ان مسلمانوں کے لئے جو اپنے اسلاف اور اللہ کے رسول کے کلام سننے کی سچی شیدائی ہیں اور ان علماء کے لئے جو بڑی بڑی عربی کی تفاسیر نہیں خرید سکتے اور ان طلباء کے لئے جو صحیح طور سے واعظ ومفسر بننا چاہتے ہیں اور ان مساجد کے اماموں کے لئے جو روزمرہ صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کو قرآن شریف کا ترجمہ سنانا چاہتے ہیں اور ان مناظرہ ومباحثہ کرنے والوں کے لئے جن کو مخالفین اسلام سے واسطہ پڑتا ہے تفسیر حقانی اردو مصنفہ علامہ مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب حقانی سے بڑھکر اور کوئی تفسیر نہیں ملے گی اس مختصر اشتہار میں صرف یہی لکھا جا سکتا ہے یہ تفسیر نہایت مستند ومعتبر اس کی روایات صحیح اور یہ سلف صالحین کے عقیدے اور طریقے کے موافق ہے اس میں ان تمام شکوک وشبہات اور سوالات کے جواب ہیں جو مخالفین کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں یہ تفسیر اسلامی عقائد عبادات ومعاملات کے مسائل کا حل اور علم تصوف کی روحانی تعلیم کا آئینہ ہے تقریباً ۵۰ سال کے عرصہ میں کئی مرتبہ چھپ چکی ہو کوئی اسلامی درسگاہ اور کوئی اہل علم اس کے مطالعہ سے محروم نہیں رہا اب چھٹی مرتبہ نہایت اہتمام کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے دھنیہ کاغذ چکنے ولایتی ۱۰۲۴ پر طبع ہوئی ہے کتابی چھپائی عمدہ اور تصحیح بہت غور سے کی گئی ہے۔ متن قرآن شریف جلی قلم مع صحیح اعراب ترجمہ سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ پر تفسیر کے متعلق ترتیب شان نزول ربط آیات وغیرہ یہ تفسیر ۲ جلدوں میں ہے وزن ۹ سیر مقدمۃ القرآن یعنی پہلی جلد دو سیر ۱۵ تولہ سے ۱۰ تولہ تک ہر ایک جلد للعہ الگ الگ جلدیں خریدنے کی صورت میں کل تفسیر ۱۰ کی ہوتی ہے مگر پوری تفسیر منگانے والوں کو رعایتہ ۲۵ کاٹ دی جاتی ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔ کامل تفسیر منگانے والے عنایت ۱۰ منی آرڈر روانہ کریں۔

**تفسیر حقانی اردو آٹھ جلد**

پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

# عتبہ

## بنی عباس کی ایک کنیز

(از افادہ مولانا شرر مرحوم)

خلافت عباسیہ کے آغاز اور بنی عباس کے پہلے خلیفہ ابوالعباس سفاح کے عہد کا واقعہ ہے کہ بصرے میں عبداللہ بن مالک خزاعی نام ایک دولتمند بردہ فروش کے گھر میں آدم فروشی کا بازار لگا ہوا ہے۔ مکان کے ایک حصہ میں صدہا لونڈی غلام ستم زدہ قیدیوں کی طرح بند ہیں اسی کے قریب ہی ایک معلم پر وہ شائستہ تعلیم یافتہ حسین و نازنین پری جمال و حور خصال لونڈیاں تھیں اور صاف ستھرے فرش پر بیٹھی ہیں جو خدا جانے کن کن ملکوں سے اور کن کن ستم زدہ ماں باپ کے آغوش سے چھین کے لائی گئی ہیں تاکہ شوقین امرائے عرب کے ہاتھ بھاری داموں اور بڑی بڑی قیمتوں پر فروخت کی جائیں اس مکان کے بیرونی حصہ میں ایک کمرہ بڑے تکلف اور امارت کے ساز و سامان سے آراستہ ہے جس میں معزز گاہک آکے آرام سے بیٹھتے اور لونڈی غلاموں کو سامنے بلوا کر چھانٹتے اور پسند کرتے ہیں۔

انسان فروشی کا یہ بازار خوب گرم ہے اور شرفائے عرب میں سے متعدد نوجوان اور صاحب ثروت امیرزادے بیٹھے لونڈیوں کو چھانٹتے اور پسند کر رہے ہیں کوئی کسی حسینہ کے خط و خال پر غور کر رہا ہے کوئی کسی گل رخسار کی تعلیم و قابلیت کا امتحان لے رہا ہے اور عبداللہ بن مالک کے ملازم ان لونڈیوں کی دست سرائی اور قدر و عشت بتانے میں مصروف ہیں اتنے میں ایک عالی مرتبہ خاتون جس کی اداؤں اور حرکات و سکنات سے معشوقیت و محبوبیت اور وضع و لباس سے شوکت و امارت ظاہر ہوتی تھی بھاری پر تکلف کپڑے پہنے چہرے پر نقاب ڈالے دستمال زلفوں کو زرتار خمار میں اور طلائی زیور اور بیش بہا جواہرات کو ریشمی برقع میں چھپائے ایک اعلیٰ درجہ کے سفید خچر پر سوار جس پر نہایت گرانبہا پوش ہے اور ایک سو مسلح حبشی غلام ہٹو بچو کرتے ہمرکاب ہیں دروازے پر آکر ٹھہرے اور خچر سے اترنے کا قصد کیا اس نے نزاکت و دلربائی کی ایک جانستاں ادا سے زمین پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ بردہ فروش عبداللہ بن مالک اپنی سنہری دستار سنبھالتا ہوا دروازے سے نکلا اور زمین بوس ہو کے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

**نازنین**۔ (نہایت نغمہ خیز آواز اور شیریں لہجے میں) میں امیرالمومنین کی ہمشیرہ لطیفہ کی لونڈی عتبہ ہوں اور انھیں کی طرف سے بھیجی ہوئی آئی ہوں۔

**بردہ فروش**۔ ان کا حکم سر آنکھوں پر ہے غلام حضور کے حکم کی بجا آوری کے لئے بدل و جان حاضر ہے حضور کی رونق افروزی بھی میرے لئے باعث عزت ہے۔

**عتبہ**۔ سنا ہے تو سنی جاتی ہیں کہ چند لونڈی غلاموں کو مول لے کے آزاد کریں اسی کام کے لئے مجھے بھیجا ہے کہ دیکھوں تمہارے پاس کون کون غلام یا لونڈیاں زیادہ واجب الرحم ہیں تاکہ ان کو خرید کے آزاد کر دیا جائے۔

**بردہ فروش**۔ حضور امفدر قدم رنجہ فرمائیں جتنے لونڈی غلام حاضر ہیں سب پیش کر دیئے جائینگے۔

اس جواب پر مطمئن ہو کے عتبہ ناز و انداز سے قدم اٹھاتی ہوئی گھر کے اندرونی اور خاص کمرے میں جو عالی مرتبہ امرا کے لئے نہایت ہی تکلف سے سجایا گیا تھا حریر کی مسند پر جلوہ افروز ہوئی بردہ فروش ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس کے ملازم اور غلام غلاموں اور لونڈیوں کو لا لا کے پیش کرنے لگے۔ جن میں سے چھ سات کو ضعیف و ناتوان مریض و شکستہ حال دیکھ کے عتبہ نے موہ مانگے داموں پر مول لیا اور یہ کہہ کے انھیں آزاد کر دیا کہ ہم تمہاری محترم خاتون ربیطہ بنت امیرالمومنین کو دعائیں دو کہ انہوں نے تمہیں آزاد کر دیا۔

یہ کارروائی جاری تھی کہ ایک بدصورت بوڑھا پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور حسرت و اندوہ کی مجسم تصویر بنا ہوا ناتوانی کی چال سے ہانپتا عتبہ کے سامنے آکے زمین بوس ہوا پھر سر اٹھا کے بولا "بی بی آپ پر قربان ہو جاؤں میں ایک لب گور پیر فانی ہوں اتنی طاقت نہیں کہ کسی کی خدمت کر دوں مناسب جانئے تو مجھے بھی آزاد کرا دیجئے بڑا ثواب ہوگا اور جب تک جیوں گا دعائیں دوں گا۔"

عتبہ نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور عبداللہ بردہ فروش کی طرف متوجہ ہو کے کہنے لگی اس کی ناتوانی و کمزوری تو ظاہر ہی ہے مگر صورت سے شریف بھی معلوم ہوتا ہے دیکھتے نہیں ہو کیسی فصیح زبان پر تمنا ہے؟ اور بات چیت میں کیسا ادب اور کیسی تمیز داری پائی جاتی ہے! کیا مناسب نہ ہوگا کہ اسے مول لے کے میں آزاد کر دوں؟"

**بردہ فروش** (مسکرا کے) حضور کی جو مرضی ہو۔ ہے تو یہ اسی قابل

**عتبہ**۔ تو میں نے اسے ہی لیکے آزاد کیا (اس بڈھے سے) جاؤ تم آزاد ہو۔

صاحبزادی کو دعا دو انہوں نے تمہارے بڑھاپے اور تمہاری بیکسی پر ترس کھایا۔"

**پیر مرد**۔ خدا حضور کو جہنم رکھے مرتے دم تک یہ احسان نہ بھولے گا مگر غلام کو اپنی اجازت ہو کہ شکر گزاری میں ان کنول کے پھولوں کے ایسے نازک ہاتھوں کو بوسہ دوں؟"

**عتبہ**۔ (ندامت آمیز غیظ جس کے ساتھ تمہیں اس کی اجازت ہے" یہ سنتے ہی اس بڈھے نے دوڑ کے نہایت ہی گرمجوشی سے کئی بار عتبہ کے ہاتھ چومے اور اپنا یہ شوق پورا کر کے جب وہ چلا تو عبداللہ بردہ فروش کو بے اختیار ہنسی آگئی اسے ہنستے دیکھ کے عتبہ نے متعجب ہو کے پوچھا تم ہنسے کیا ہو؟ اور بتاؤ اس کی کیا قیمت کیا ہے؟

**عبداللہ**۔ حضور میں قیمت کیا عرض کروں حضور نے پہچانا بھی کہ یہ کون شخص ہے

**عتبہ**۔ میں کیا جانوں تم ہی جانتے ہوگے کہ یہ کون ہے؟

**عبداللہ**۔ حضور نے ابوالعتاہیہ شاعر کا نام سنا ہے!

**عتبہ** سنتی کیوں نہیں؟ اسے کون نہیں جانتا؟ اس کے بعض اشعار بھی مجھے یاد ہیں۔

**عبدالعد** یہ وہی شاعر ابوالعتاہیہ ہے؟

**عتبہ** (نہایت حیرت زدہ ہو کے) اور یہ غلام کیسے ہو گیا میں نے تو سنا تھا کہ آزاد اور شریف النسل شخص ہے۔

**عبدالعد** جی ہاں تھا تو آزاد ہی مگر حضور کے نازک ہاتھ چومنے کے شوق میں خود ہی میرا غلام بن گیا اور اپنے دل کی حسرت نکال لی۔

یہ سنکر مع حجین عتبہ اس سے نہایت ناراض ہوئی اس کی گستاخانہ حرکت پر بہت بگڑی اور اپنے مخمور سرور ہو کے چلی گئی لیکن ابوالعتاہیہ کے منہ کو تو خون لگ گیا تھا ان بوسوں کی لذت زندگی بھر نہ بھولی جب تک زندہ رہا اپنے اشعار میں عتبہ کے رخ زیبا پر اظہار عشق کرتا رہا اور ہمیشہ اس کا نام لے لے کے سر دھنتا رہا عتبہ سن سن کے اور زیادہ بگڑتی اور جب کچھ زور نہ چلتا تو اپنی بوٹیاں نوچ کر رہجاتی۔

آخر اس عشقبازی کو ایک مدت گذر گئی سفاح کے بعد ابوجعفر منصور خلیفہ ہوا پھر اس کے بعد مہدی نے تاج خلافت سر پر رکھا مگر ابوالعتاہیہ کا عشق اسی طرح زندوں پر تھا اور اشعار میں تشبیب اور عتبہ کے عشق کی بقراری بڑھتی جاتی آخر ایک دن عتبہ بالکل عاجز آ کے مہدی کی خاص محل مامیش ملکہ خیزران کے پاس بیٹھ کے رونے لگی اور منہ چھپانے لگی بار بار کہتی ہائے میری کیسی رسوائی ہو رہی ہے مگر حضور ساعت نہیں فرماتیں۔ اتنے میں خود خلیفہ مہدی آگیا اور عتبہ کو روتے دیکھ کے پوچھا۔ ایں! عتبہ روتی کیوں ہو؟

**عتبہ** اپنے نصیبوں کو روتی ہوں۔ ابوالعتاہیہ نے آبرو لینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور میرا بچہ زور نہیں چلتا۔

یہ سنتے ہی نے حکم دیا کہ ابوالعتاہیہ کو حاضر کرو اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اطلاع ہوئی کہ ابوالعتاہیہ حاضر ہے۔ فوراً باہر نکل آیا اور ابوالعتاہیہ کا سامنا ہوتے ہی عتبہ کے عشق میں اس کا ایک شعر پڑھ کے پوچھا

"عتبہ کے عشق میں یہ تمہیں نے کہا ہے؟ اور جب اس نے قبول کیا تو پوچھا تمہیں اس سے ملنا اور اس کے پاس بیٹھنا کب نصیب ہوا تھا جو اس کی ہم صحبتی ظاہر کرتے ہو؟

ابوالعتاہیہ نے اپنے چند اور شعر پڑھے جن میں صرف اتنا ظاہر کیا تھا کہ مجھے اس کے پاس پہنچنے کی تمنا ہے وہ اشعار سن کے مہدی کچھ دیر تک سر جھکا کے سوچتا رہا اور اس کے دو اور شعر یاد کر کے سنائے جن میں عتبہ کو بادشاہ کی ایک حرم قبول کر کے اس پر اظہار عشق کیا تھا اور کہا یہ بھی تو تمہارا ہی کلام ہے؟

اب ابوالعتاہیہ لاجواب تھا اسے جو ابد ہی میں عاجز کر کے مہدی نے حکم دیا کہ شرع میں تہمت لگانے والوں کے لئے جتنے دُرّے مقرر ہیں اس کے لگائے جائیں فوراً اس کے حکم کی تعمیل ہوئی اور ابوالعتاہیہ کوڑے کھا کے کراہتا ہوا ایوان شاہی سے نکلا اتفاقاً اسی حالت میں عتبہ سے اس سے چار آنکھیں ہوگئیں معشوقہ پری وش کی صورت دیکھتے ہی ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ "مرحبا! مرحبا! آہ تمہاری وجہ سے مہدی نے ایک شخص کو مار ڈالا"

اس شعر کو ابوالعتاہیہ نے کچھ ایسے حسرت و اندوہ کے درد بھرے لہجے میں سنایا تھا کہ عتبہ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ آہ عورت! تجھے لوگ سنگدل اور بے وفا بتاتے ہیں مگر سچ یہ ہے کہ تجھ سے زیادہ ترس اور رحم کسی کے دل میں نہیں ہے تو مرد کے لئے بے بدل رحمت الٰہی بن کے دنیا میں آئی ہے اور مجسم رحم ہے۔ غرض اب جو عتبہ محل کے اندر گئی تو آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے خیزران کا سامنا ہوا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اس سے بیان کر دیا کہ ابوالعتاہیہ کو دروں کے درد سے کراہتے دیکھ کے میرا دل اختیار سے باہر ہو گیا مہدی نے ابھی جو اسے اس حال میں دیکھا تو خیزران سے پوچھا "یہ عتبہ اب کیوں روتی ہے؟ خیزران نے کہا "اب اس لئے روتی ہے کہ اس کا عاشق ابوالعتاہیہ "پٹا" مہدی کو اس کی یہ سادہ مزاجی اور انسانی ہمدردی بھلی معلوم ہوئی کہا "اچھا نہ رو میں ابوالعتاہیہ العام و اکرام سے خوش کر دوں گا" پھر حکم دیا کہ اس دل شکستہ شاعر کو اسی وقت بلا کے پچاس ہزار درہم انعام میں دیئے جائیں فوراً اسے بلا کے یہ انعام دیا گیا اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ پری جمال محبوبہ عتبہ کی عنایت ہے اس نے قصر خلافت کے دروازے ہی پر وہ پچاسوں ہزار درہم اٹھا دیئے اور خالی ہاتھ گھر گیا۔

مہدی نے یہ واقعہ سنا تو سخت حیرت ہوئی اسے بلا کے پوچھا تم نے وہ دولت پاتے ہی لٹا کیوں دی؟ ادب کے ساتھ عرض کیا "امیرالمومنین اصل تو یہ ہے کہ غلام جس پری وش پر جان دیتا ہے اس کو دولت کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتا" اس جواب کو مہدی نے پسند فرمایا خوش ہو کے پھر پچاس ہزار درہم عنایت کئے اور قسم دلائی کہ خبردار ان کو نہ لٹانا چنانچہ اس رقم کو لے کے وہ خوش خوش اپنے گھر گیا۔

اس کے بعد ایک سال جشن نوروز کے موقع پر جس کا رواج عجمیوں کے اثر سے بنی عباس میں ہو گیا تھا ابوالعتاہیہ نے ایک چینی کا نایاب بے بہا مرتبان خلیفہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا اس کے اندر مشک میں لپٹا ہوا کپڑا تھا اور اوپر معطر مسالوں کی رنگین پسائی سے یہ دو شعر لکھے تھے

نفسی فبنی من الدنیا معلقۃ  الله والقائم المهدی یکفیها

میرا جی دنیا کی ایک چیز میں الجھا ہوا ہے جس تمنا کو امداد خلیفہ قائم مہدی ہی پورا کر سکتے ہیں۔

انی لایاس منها ثم یطمعنی  فیها احتقارك للدنیا وما فیها

میں اس کے ملنے سے بالکل مایوس ہوں لیکن پھر بھی یہ دیکھ کے کہ آپ دنیا و مافیہا کو حقیر جانتے ہیں میرے دل میں اس کی ہوس پیدا ہو جاتی ہے

ان شعروں نے مہدی کے دل پر ایسا اثر کیا کہ بلا تامل اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ عتبہ کو ہاتھ پکڑ کے ابوالعتاہیہ کے حوالے کر دے عتبہ نے جو خلیفہ کا یہ ارادہ دیکھا تو حاضر ہو کے ادب سے عرض کیا ایسی عزت و حرمت اور ایسی ایسی معزز خدمات خلافت بجا لانے کے بعد لونڈی کی قسمت میں یہ لکھا ہے کہ امیرالمومنین ہاتھ پکڑ کے اسے ایک کاسہ فروش

کے حوالہ کر دیں جو فی الحال قعر کعبہ کے پیٹ پا ہے ہے؟

ابو العتاہیہ کا اصلی پیشہ یہی تھا کہ مٹی کے برتن بیچا کرتا۔ اکثر نامور ان سلف کے اسی قسم کے پیشے سے جاتے ہیں، کوئی بزاز تھا، کوئی موچی تھا کوئی جولاہہ تھا کوئی حجام تھا اور اسی طرح کے بہت سے پیشے جو آجکل نہایت ہی حقیر و ذلیل تصور کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ مذکورۂ بالا واقعہ صاف بتاتا ہے کہ ایک شاہی حرم اور قصر خلافت کی ناز پروردہ صاحب اقتدار خاتون نے کاسہ فروشی کی حقارت کی نظر سے دیکھا مگر وہ اسی حقارت کی نگاہ سے وزراء سلطنت کو دیکھ سکتی تھی اکثر لوگ ان بزرگوں کے یہ پیشے سن کے خیال کرتے ہیں کہ غالباً وہ ویسے ہی حقیر و ذلیل ہوں گے جیسے کہ آجکل ان کے ہم پیشہ لوگ ہوتے ہیں مگر یہ بہت بڑی غلطی اور نادانی ہے کسی عہد میں کسی پیشہ کے معزز یا ذلیل ہونے کا اندازہ اس وقت ہو سکتا ہے جب یہ امر بخوبی معلوم ہو کہ اس عہد میں اس پیشہ کی کیا حالت اور کیسی عزت تھی حضرت عیسےٰ بڑھئی تھے حضرت رسول خدا صلعم ایک تجارت کے کارندے تھے مگر نہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ کا بڑھئی آجکل کا بڑھئی تھا اور نہ حضرت خاتم المرسلین رسول مقبول صلعم کے عہد کے کسی کارخانہ تجارت کا منیجر آجکل کے کسی دوکاندار کا نوکر تھا۔

عتبہ کے یہ کلمات سن کے اور اس کی رضامندی نہ پا کے مہدی نے ابو العتاہیہ سے صاف کہدیا کہ "عتبہ تو تم کو نہیں مل سکتی۔ لیکن ہم نے حکم دیدیا ہے کہ تمہاری مطلکی نقد سکوں سے بھر دی جائے" یہ حکم سننے کے بعد عتبہ باہر آئی اور دل میں کہا "دیکھوں میرے عشق کا دعوے کرنے والا اس انعام کو لیکر خوش ہوتا ہے یا نہیں" وہاں کیا دیکھتی ہے کہ ابو العتاہیہ خزانچی سے جھگڑ رہے ہیں کہ امیر المومنین نے درہموں (روپیوں) سے نہیں دیناروں (اشرفیوں) سے مٹکی بھرنے کا حکم دیا ہے یہ دیکھتے ہی ابو العتاہیہ کے پاس گئی اور بولی بس تمہارا عشق دیکھ لیا اگر تم عتبہ کے عاشق ہوتے تو چاندی سونے کا امتیاز نہ باقی رہتا۔

اس کے بعد پھر کبھی اس کے دل میں عتبہ کے ملنے کی آرزو نہ پیدا ہوئی مگر اپنی شاعری میں مرتے دم تک اس پر عشق ظاہر کرتا رہا لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح وہ عتبہ پر عاشق تھا ویسی ہی عتبہ بھی اس کی گرویدہ تھی اور جانتک نباہا اس کے ساتھ سلوک کرتی مگر باوجود اس کے دونوں زندگی بھر وصال اور ہم نشینی کی لذت سے محروم رہے جس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ عتبہ کا مرتبہ بہت زیادہ تھا اور باوجود لونڈی ہونے کے شریف سمجھی جاتی اور ابو العتاہیہ حسب نسب کے لحاظ سے گرا ہوا تھا۔


# پیکر حسن و جمال کا طلوع شباب با تصویر

صنفی تعلیم کی ایک نہایت مفید دلچسپ اور ولولہ انگیز کتاب جس میں جوان لڑکی کے بیرونی اعضا اور ایک حد تک اس کے اندرونی اعضاء کا بیان ہے یہ کتاب ان لڑکیوں کے متعلق ہے جو شباب کی ابتدائی منزل میں ہیں اس منزل میں داخل ہونے کے وقت لڑکی کے اندرونی اور بیرونی اعضاء کی جو کیفیت ہوتی ہے وہ سب اس میں درج ہے۔ یہ کتاب لڑکیوں کے لئے ضروری معلومات کا خزانہ ہے قیمت عہ

مختصر فہرست مضامین

| | | |
|---|---|---|
| حسن کی تعریف | لبوں کی حرکتیں | آئینہ زانو | خود شناسی پر شرم کا غلبہ |
| حسن میں صوری | لبوں کی خوشنمائی | ساق سیمیں | شباب یونہی آتا ہے |
| و معنوی اضافہ | لبوں کی آرائش | پوشیدہ اعضائے جسم | جذبات میں برانگیختگی |
| تندرستی اور شباب | دندان کی درخشانی | میں نمایاں تبدیلی | سن بلوغ کی کیفیات |
| شباب میں پژمردگی | ٹھوڑی، گردن شانے | جسم نازک میں برقی رو | عورت کے اندرونی اعضا |
| قیام شباب | بازو۔ کلائیاں | احساس خیال میں تغیر | فطری خواہش |
| روئے نگاریں رنگ | خوبصورت کلائیوں کی | خود بینی کا ذوق | محبت اور جوش |
| توجہ کا مرکز اولیں | خاموش گویائی | جوش شباب پر حجاب | کیا عورت میں فطری |
| مصنوعی رنگ | انگلیاں دست حنائی | ولولہ انگیز قصوں کا ثبوت | جذبات کم ہوتے ہیں |
| خوبصورت چہرے کی بناوٹ | محبت کی برقی رو | کیا تبھی کیا ہوں | غدا ہوا۔ پانی ورزش |
| پلکیں۔ آرائش گیسو | سینہ آثار شباب | شباب کی پہلی منزل | لباس طریقہ |
| کان۔ دہانہ۔ لب | پستان کی ساخت | آمد شباب کا خوف | بود و ماند قیمت یکروپیہ |

ملنے کا پتہ مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

# کتاب المرقوم

## یعنی شرح اردو مثنوی مولینا روم

(از طوطی ہند حضرت علامہ مولوی عبد الرحمن صاحب رائخ دہلوی)

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں ہی وہ کتاب ہے جو اوج عالم تصوف کی جان ہے ہی کتاب ہے جو فرشتہ کام طریقت کو جامہ معرفت پلاتی ہے ہی وہ کتاب ہے جس نے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت عالموں کو اس کی ضرورت فقیروں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر وقت اور ہر گھڑی اسکی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اور اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطالب حسنہ کا سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ہم نے ایک ایسے فاضل جلیل اور عالم بے بدل سے جو تصوف کے اسرار سے پورے طور پر واقف ہیں ایسے طرز پر لکھوایا ہے جو اس سے پہلے کسی نے اختیار نہیں کیا مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے بعض بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا گیا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی گئی ہے ہر شعر کی صرفی نحوی ترکیب کی گئی ہے ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور اکثر اشعار کے مطابق قرآن و حدیث کے حوالے دیئے گئے ہیں

ضخامت بڑی تقطیع ۵۰۰ صفحات

قیمت مجلد صرف پونے دو روپے عہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# سچا اور اچھا مذہب

(از جناب ڈاکٹر شیخ احمد صاحب سعید بریلوی)

ہردوئی نگری ایک چھوٹا سا خوبصورت گاؤں مہدی آباد کے ضلع میں واقع تھا اس گاؤں کے مالک لالہ ہربنس رائے ایک بہت ہی متمول کائستھ تھے اس گاؤں کے علاوہ تین گاؤں اسی ضلع میں اور بھی ہربنس رائے کی زمینداری میں تھے اور چار گاؤں کی آمنی کا اوسط کوئی سات آٹھ سو روپے ماہوار پڑ جاتا تھا ہربنس رائے مالدار ہونے کے علاوہ خود بھی بہت اچھے تعلیم یافتہ تھے اور عام طور پر علم دوست اصحاب کی بڑی قدر کیا کرتے تھے دولت و دنیا اور دولت علم کے اعلاوہ خدا نے انھیں مزاج بھی بہت اچھا دیا تھا اور جس چیز نے انھیں گاؤں گاؤں مشہور کر دیا تھا وہ درحقیقت ان کی دولت یا ان کا علم نہ تھا بلکہ ان کی سخاوت فیاضی اور بنی نوع انسان سے بھی ہمدردی تھی اپنی آمدنی کا ایک اچھا خاصہ معقول حصہ وہ ہر سال مختلف خیراتی کاموں پر صرف کرتے رہتے تھے اور ان کے متعلق عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ کوئی سائل ان کے در دولت سے خالی نہیں پھرتا آنی بہت سی خوبیوں کے ساتھ ان کی کسی عادت کو اگر برا کہا جا سکتا تھا تو وہ یہ تھی کہ وہ فطرتاً کسی قدر غصہ ور اور ایک اچھی خاصی حد تک خود پرست اور خود ستا تھے لیکن ان کے یہ عیب بھی دوسرے متمول لوگوں کی طرح اس قدر زیادہ نہ تھے کہ ہر شخص جلدی سے انھیں معلوم کر لے یا ان سے متنفر ہو جائے اپنے بے تکلف احباب سے وہ اکثر کہہ بھی دیا کرتے تھے کہ بھائی دنیا میں بھلائی زیادہ تر اسی لئے کی جاتی ہے کہ آدمی دوسروں کی نگاہ میں عزت حاصل کرے اور ہمیں تو اس بات پر بالکل یقین نہیں آتا کہ لوگ دوسروں کے ساتھ بلا کسی غرض کے بھلائی کرتے ہوں یا یہ کہ ان کے دل میں الٹو کا اتنا ڈر ہو کہ چوری چھپے اس بھی موقع مل جانے پر وہ کوئی پاپ نہ کرتے ہوں" ہربنس رائے کی مذہبی معلومات بہت وسیع تھی مگر عملاً وہ بہت زیادہ مذہبی آدمی نہ تھے بلکہ کبھی کبھی اپنے نکتہ چیں یا بہت ہی ہمراز دوستوں کے سامنے وہ اعتراف بھی کر لیا کرتے تھے کہ اس پوجا پاٹ سے ہمارے دل کو کبھی تسلی نہیں ہوتی اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے کیا فائدہ ہے ان کا خیال تھا کہ لوگ یہ سب کام صرف دکھاوے کے لئے کیا کرتے ہیں اور جو لوگ باقاعدہ پوجا پاٹ کیا کرتے ہیں ان کے دل میں ایک قسم کا غرور پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو دوسرے آدمیوں سے کوئی الگ اور بڑی چیز خیال کرنے لگتے ہیں ایک دن ان کی بیوی نے بڑی عقیدمندی کے ساتھ ایک برہمن کو کھانا کھلایا تو انہوں نے کہا کہ ان برہمن وبتاؤں کو کھلانے سے کیا فائدہ ہے ان کا دھرم تو یہ ہے کہ جب سے آنکھ آئے پیٹ پلنے کے لئے میرے آگے ہی اسی طرح ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں جس طرح شیو جی کی مورتی کے لگے جو شخص آدمی میں اور خدا میں کوئی فرق نہ کرے اور تھوڑے سے پیسوں کے لئے آدمی کو خدا سمجھنے لگے اسے کہنہ ہرا تما نہیں کہا جا سکتا۔

ہردوئی نگری کی آبادی تقریباً پانچ سو آدمیوں کی تھی اور ان میں سے بیشتر ہندو تھے مسلمانوں کے صرف چھ یا سات گھر تھے جن میں صنعت پیشہ لوگ شامل تھے یا ایک خاندان ان شیخ اکرام اللہ کا تھا جو کاشت کاری کیا کرتا تھا اور چند کھیتوں کا مالک بھی تھا اس خاندان میں عورت مرد اور بچے سب ملا کر نیرہ آدمی تھے شیخ جی کی عمر پچاس سال سے کچھ اوپر ہی تھی مگر پرانے وقتوں کے لوگ تھے خدا ترس اچھی کہا نے گئے دن بھر کام کرتے تھے اور کھلی ہوئی ہوا میں رہتے تھے اس لئے ان کے تو کی بہت اچھے تھے اور ابھی انتی طاقت تھی کہ جوان بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے تو وہ چھڑا نہ سکتا تھا شیخ جی کا رنگ تو ہو بہو کے اڑ سے سانولا سا ہو گیا تھا مگر ناک نقشہ بہت اچھا تھا خوب گھنی اور گردا ڈاڑھی منہ پر رکھتے تھے جس میں روزانہ باقاعدہ کنگھی کی جاتی تھی سال کے سال غلے کے بدلے گاؤں کے جلاہے سے گاڑھے کے تھان خرید لئے جاتے تھے اور اسی کے کپڑے سارا گھر پہنا کرتا تھا شیخ جی کی آمدنی اتنی تھی کہ تمام گھر کی بہ فراغت گزر اوقات ہوتی رہتی تھی اور اتفاقی ضرورتوں کے وقت دس بیس روپے گھر میں نکل آتے تھے بہت پڑے لکھے آدمی تو نہ تھے لیکن یہ بھی نہ تھا کہ بالکل جاہل ہی ہوں سارے گاؤں میں یہ بات مشہور تھی کہ دوسروں کی کام کرنے کے لئے شیخ جی ہمیشہ مستعد رہتے ہیں اور گاؤں کے کئی آدمیوں کو اس بات کا تجربہ ہو چکا تھا کہ شیخ جی دوسروں کی خاطر اپنی جان بھی خطرہ میں ڈال دیا کرتے ہیں۔ لالہ ہربنس رائے بھی شیخ جی کی بڑی عزت کرتے تھے اور شیخ جی کو بھی لالہ صاحب سے بہت محبت تھی اوسط درجہ کی تعلیم کے باوجود شیخ جی کے خیالات بہت ہی بلند تھے اور یہ وہ چیز تھی جس نے ہربنس رائے کی نگاہوں میں انھیں اس قدر عزیز بنا دیا تھا۔ شیخ جی کے دو کارنامے ہربنس رائے کے دل پر نقش تھے اور جب کبھی کسی سے آدمی سے شیخ جی کا ذکر آجاتا تھا تو وہ ان دونوں واقعات کا تذکرہ ضرور کیا کرتے تھے ایک مرتبہ تو ایسا ہوا تھا کہ گاؤں پر مسلح ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے ڈاکہ ڈالا تھا اور چونکہ آتے ہی آتے انہوں نے بندوق سے کئی آدمیوں کو زخمی کر دیا تھا اس لئے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ مقابلہ کے لئے نکلے ڈاکوؤں نے سب سے پہلے لٹنے کے مکان کا جائزہ لیا اور وہاں سے گیارہ ہزار روپیہ نقد اور بہت سے زیورات لیکر ہربنس رائے کے مکان کی طرف جا رہے تھے کہ کسی نے شیخ جی کو خبر لگی اور وہ فوراً اپنی لاٹھی اور اپنے بڑے بیٹے کو لیکر نکلے اور آس پاس کے اور آدمیوں کو غیرت دلا کر ساتھ چلنے پر آمادہ کیا سب ملکر کوئی بیس بائیس آدمی ہوں گے اور بیٹے کے گھر سے نکلتے ہی ڈاکوؤں کو جا گھیرا شیخ سب سے آگے آگے تھے اور برابر آواز دیے دیے دیکھنے والوں کی ہمت بڑھا رہے تھے ڈاکو ابھی کچھ گھر کے اندر تھے اور کچھ باہر گئے تھے اس لئے انھیں ابھی طرح اپنے ہتھیار استعمال کرنے کا موقع نہ تھا دو ایک بندوقیں انہوں نے چلائیں مگر اس سے کچھ زیادہ نقصان نہ ہوا اور لاٹھی چلانے میں وہ کسی طرح بھی گاؤں والوں کا مقابلہ نہ کر سکے اسی عرصہ میں ہربنس رائے اور ان کے نوکر بھی آگئے اور سب ڈاکو بالکل دب

گئے اور سوائے دو تین کے باقی سب کے سب زخمی ہو کر گر گئے یا گرفتار کر لئے گئے ہر بنس رائے کہا کرتے تھے کہ یوں تو شیخ جی انتہا سے زیادہ نیک آدمی ہیں اور کبھی کسی سے لڑنا بھڑنا نہیں جانتے بلکہ اگر کوئی شخص سخت و سست بھی کہہ لے تو ٹال جاتے ہیں مگر اس رات کو وہ ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح جس طرف حملہ کرتے تھے ڈاکوؤں کی صف الٹ جاتی تھی اس لڑائی میں شیخ جی کے سر اور بازو میں کئی زخم بھی آئے مگر انہوں نے کچھ پروا نہ کی اور اسی طرح لڑتے رہے بنئے نے شکر گذاری کے طور پر بہت چاہا کہ شیخ جی کو ایک معقول رقم نذر کرے بلکہ ہر بنس رائے کو بھی بیچ میں ڈالا مگر انہوں نے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا میرا فرض تھا نہ اس میں بنئے پر کچھ احسان ہے اور نہ اس کا کچھ معاوضہ میں لے سکتا ہوں میرے مذہب نے پڑوسی کے حقوق بے انتہا رکھے ہیں اور خدا کرے کہ میں انھیں ادا کر سکوں۔

شیخ جی کی انسانی ہمدردی یا حق ہمسائیگی ادا کرنے کا دوسرا واقعہ جو ہر شخص کی نوک زبان تھا اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جون کے مہینہ میں ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ لو چلا کرتی ہوئی دھوپ پڑ رہی تھی اور ہوا بھی بہت تیز اور بھبھوکا گرم تھی گاؤں کے ایک سرے پر تیلیوں کے مکانوں میں آگ لگ گئی گاؤں کے مکانات عام طور پر پھونس کے ہوتے ہیں ذکر خوب تیلیوں کے گھر جن پر کافی پھونس بھی تھا ذرا سی دیر میں آگ کہیں سے کہیں پہنچی اور چھپر اور کھپریلیں جل جانکر خرمن صفت ہو گئیں اول تو آگ کے بجھانے کا وہاں کچھ موقع بھی نہ تھا اگر ہوتا بھی تو اس قدر شدید گرمی کی وجہ سے کسی کی ہمت نہ پڑ سکتی تھی کہ اس کے قریب جائے شمالی سمت میں ایک کھپریل کا مکان تھا جب اس میں آگ لگی تو عورتیں اور بچے نکل نکل کر بھاگے مگر گھبراہٹ اور بدحواسی میں تین برس کی ایک لڑکی جو سو رہی تھی اندر ہی رہ گئی مکان جل رہا تھا اور گھر کے باشندے کھڑے ہوئے حسرت کے ساتھ اس کا شعلوں کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک ان کو اپنی اس بچی کا خیال آیا اور اب انھیں معلوم ہوا کہ وہ اندر ہی رہ گئی ہے ماں کا دل بھر بھاٹ کھا کر گر پڑا اور کچھ اس طرح بلک بلک کر رونی کہ ہر شخص کو اس کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو گئی اور کئی ایک رقیق القلب آدمی رو دئے بھی لگے لیکن اتنی ہمت کسے ہو سکتی تھی کہ جان بوجھ کر اس دوزخ میں کودتا خاصکر جبکہ یہ امید بھی نہ تھی کہ لڑکی زندہ ہو گی شیخ جی بھی اس موقع پر پہنچ گئے تھے اور جیسے ہی انہوں نے سنا کہ ایک بچی گھر کے اندر رہ گئی ہے انہیں چین نہ پڑا اور بغیر ذرا بھی تامل کئے ہوئے اس جلتی آگ میں گھس گئے خدا کی شان لڑکی اس وقت تک زندہ تھی اور باہر نکلنے کے لئے رو رہی تھی شیخ جی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا اور دیا سلامت بھاگ آئے ان کے کرتے میں آگ لگ گئی تھی وہ تو کہ نہیں اور بچاتے ہوئے چلے آئے لوگ ان کی جرأت پر حیران تھے اور جب ان کے کپڑے جلتے دیکھے تو دوڑ کر بجھانے کے لئے آئے لڑکی پر کھپڑ کا ایک ٹھیکرا گرا تھا جس سے اس کے سر میں ہلکا سا زخم آگیا تھا اس کے علاوہ بالکل صحیح اور سالم تھی اور شیخ جی کو بھی اس کے علاوہ اور کوئی صدمہ نہ پہنچا تھا کہ ان کی پیلھ تھوڑی سی جل گئی جس نے کئی دن تک انہیں تکلیف پہنچائی ماں الٹکر شیخ جی کے قدموں میں گر پڑی مگر شیخ جی فوراً وہاں سے چل دیئے اور کسی کو اتنا ہی موقع نہ دیا کہ ان کی اس جاں بازی کی داد دیتا۔

شیخ جی سر بات میں مذہب کے بیحد پابند تھے اور جو کچھ کرتے تھے مذہب کی ہدایت کے مطابق کیا کرتے تھے اور یہ ایک ایسی چیز تھی جس پر لالہ ہر بنس رائے سے اور ان سے اکثر دوستانہ اور مخلصانہ بحث ہوا کرتی تھی اور اکثر یا تو لالہ صاحب کے اس فقرہ ختم ہوتی تھی کہ یار شیخ جی تم ہیرا آدمی تھے اگر تمہارے دماغ میں تھوڑی یہ مذہبی سنک نہ ہوتی یا شیخ جی کے اس جملہ پر کہ بھئی ہر بنس رائے خدا جانے تمہارا دماغ کس قسم کا ہے کہ سیدھی سچی باتیں بھی اس میں نہیں سماتیں حالانکہ تم کام سارے کے سارے وہی کرتے ہو جو حد سے زیادہ مذہبی ہیں۔

---

شروع برسات کا موسم تھا ابتدائی بارشیں بہت اچھی ہوئی تھیں اور زمین اچھی طرح تر ہو چکی تھی مگر اب ادھر کئی روز سے بادل کا نشان تک آسمان پر نہ رہا تھا اور بہت تیز دھوپ پڑ رہی تھی ادھر سے آفتاب کی جھلسا دینے والی حرارت اور نیچے سے گیلی زمین کے گرم گرم ابخرات اس پر ہوا کا حبس سب نے مل کر انتہائی تپش اور گرمی پیدا کر دی تھی یہ موسم اور اس قسم کی نم آلود گرمی ہیضہ کے جراثیم کے لئے بہت ہی جاں بخش ہوا کرتی ہے اور ہندوستان میں یہ مرض وبا کے طور پر بالعموم انھیں دنوں میں پھیلا کرتا ہے ۱۹۱۸ء میں یہ موسم ہر دیو نگری کے لئے بھی پیغام فنا بنکر آیا اور ہیضہ کی بیماری اپنے ساتھ لایا شروع شروع میں دو ایک آدمیوں کی موت تو بے خیالی میں گزر گئی مگر جب دن میں چار چار اور چھ چھ جنازے نکلنے شروع ہوئے تو لوگوں میں بدحواسی اور گھبراہٹ پیدا ہوئی اور انہوں نے گاؤں چھوڑ چھوڑ کر بھاگنا شروع کیا لالہ ہر بنس رائے کو ان کے ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ مکان چھوڑ دیں اور جب انہوں نے یہ تجویز کہ گاؤں چھوڑ دیا جائے شیخ جی کے سامنے پیش کی تو انہوں نے کہا کہ "میں گاؤں تو نہیں چھوڑوں گا البتہ یہ ممکن ہے کہ مکان چھوڑ دوں اور عارضی طور پر یہاں سے تھوڑے فاصلہ پر جھونپڑیاں ڈال لوں اور ان میں رہنے لگیں" بہت کچھ بحث و مباحثہ کے بعد یہی رائے قرار پائی کہ دو جھونپڑیاں بنوا لی جائیں اور چند روز کے لئے ہر بنس رائے اور شیخ جی ان میں جا کر رہیں ارادہ کرنے کی دیر تھی جھونپڑیاں بننی شروع ہو گئیں لیکن جس وقت کو یہ طے پایا تھا اسی شام شیخ جی کی بڑی بہو کے ہیضہ کیا اور صبح ہوتے ہوتے دم دیدیا شیخ جی نے ہر بنس رائے سے کہا کہ اب میرا یہاں سے جانا فضول ہے کیونکہ میرے گھر میں یہ مرض آچکا اس لئے آپ تنہا ہی جھونپڑی میں چلے جائیے اور میرا انتظار نہ کیجئے ہر بنس رائے نے بہت کچھ سمجھایا مگر شیخ جی نہ مانے اور کہا کہ اب میرے وہاں جانے میں تمہاری لئے بھی خطرہ ہے کیونکہ اگر کسی لئے کے اوپر اثر ہو چکا ہے تو وہ ہاں پہنچکر بیمار ہو گا اور پھر تمہارا گھر چھوڑنا بھی بیکار ہو جائے گا آخر ہزار دشواری ہر بنس رائے اس پر رضامند

ہوئے اور اسی روز مکان چھوڑ دیا۔

شیخ جی کا خیال غلط نہ تھا ان کی چھوٹی لڑکی پر وبا کا اثر ہو چکا تھا اور دوپہر کے بعد اس نے بھی ہیضہ کیا اور شام کے آٹھ بجے تک ٹھنڈی ہو گئی شیخ جی کے دل پر ان دو نوجوان موتوں کا بہت ہی گہرا اثر ہوا اور جب بیٹی کو دفنا کر وہ لوٹے تو کمر پکڑ کر بیٹھ گئے اور کوئی گھنٹہ بھر تک اسی طرح چپ بیٹھے رہے وہاں سے اٹھے تو سیدھے اپنی چارپائی پر جا کر لیٹ گئے اور غالباً تمام رات جاگتے رہے ہرنس رائے کے لئے مکان چھوڑنا بھی کچھ بہت مفید ثابت نہ ہوا اور دوسرے روز شام کو ان کے یہاں بھی پہلے ایک نوکر نے ہیضہ کیا اور پھر رات میں ہرنس رائے کی بیوی بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گئیں رات میں تو شیخ جی کو خبر نہ ہوئی مگر جب صبح کو انھیں معلوم ہوا تو بہت رنج ہوا اور وہ ہرنس رائے کے نئے مکان پر پہنچے نوکر صبح ہوتے ہوتے مر چکا تھا اور ہرنس رائے کی بیوی قریب المرگ حالت میں پڑی ہوئی تھیں ہرنس رائے عجیب مصیبت میں تھے کیونکہ ان کا چھوٹا سا ایک بچہ تھا جو بار بار ماں کے پاس جانا چاہتا تھا اور اسے الگ رکھنے کے لئے ہرنس رائے اس بات پر مجبور تھے کہ بیوی سے دور رہیں اور گھر بھر میں ان کے سوا اور کوئی بھی انسان نہ تھا کہ ان کی بیوی کی خبر گیری کرتا گھر کا نوکر بھی تقریباً خالی ہو چکا تھا اور اب ان کا کوئی نوکر باقی نہ رہا تھا جسے کام کاج کے لئے بلا لیتے اور نئے آدمی کا دستیاب ہونا بھی ناممکن تھا۔ ہرنس رائے نے جب اپنی اس مجبوری کا شیخ جی پر اظہار کیا تو وہ بہت دیر تک سوچتے رہے کہ کیا کیا جائے اور پھر یکایک اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ

"دیکھو میں ابھی کچھ نہ کچھ بندوبست کرتا ہوں"

شیخ جی کو گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہوا ہوگا کہ یکایک ہرنس رائے کی جی متلایا اور انہوں نے قے کی انہوں نے ایک حسرت بھری نگاہ سے بچے کی طرف دیکھا اور دل میں کہنے لگے کہ اگر شیخ جی نہ گئے ہوتے تو میں اسے انہیں کے پیٹ کر دیتا معلوم ہوتا ہے کہ میرا وقت بھی آگیا جو الٰہی مرضی اس بچے کا کیا بندوبست کر دل اسی خیال میں تھے کہ پھر قے ہوئی اور پھر ایک گھنٹہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

شیخ جی ہرنس کے گھر سے اٹھکر سیدھے اپنے گھر گئے اور بیوی سے بولے

شیخ جی۔ کیوں جی تمہیں رقیہ کا بڑا صدمہ ہے؟

بیٹی کا نام سنتے ہی شیخ جی کی بیوی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

بیوی۔ مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا تمہیں رنج نہیں ہوا ہے۔

شیخ جی۔ ہاں رنج کی تو بات ہی نہیں مگر اب رنج کرنے سے یہ زیادہ اچھا ہے کہ ہم تم کوئی ایسا کام کریں جس سے خدا بھی خوش ہو اور کام میں لگ کر اپنا دل بھی بہل جائے۔

بیوی (کسی قدر تعجب سے) کیا کوئی نیا کام تم نے سوچا ہے میں نے صبح اسی لئے کلام مجید تو پڑھا تھا اور اس سے میرے دل کو بہت تسلی بھی ہوئی تھی۔

شیخ جی۔ بیشک کلام مجید سے زیادہ کوئی چیز دل کو تسکین نہیں پہنچاتی لیکن اب سب سے زیادہ تو اسے بٹھکا ٹرینا مشکل ہے آجکل گاؤں میں وبا پھیلی ہوئی ہے اور بہت سے خدا کے بندے ایسی حالت میں پڑے ہیں کہ کوئی ان کے حلق میں دو بوند میں پانی کی ٹپکانے والا بھی نہیں ہے خاصکر عورتوں کی حالت تو بہت ہی رحم کے قابل ہے اگر تم اس میں کچھ حرج نہ سمجھو تو جب تک یہ بیماری ہے یا جب تک ہم تم تندرست ہیں اپنے گاؤں کے بیماروں کی خدمت کیا کریں۔

بیوی۔ خدا مجھے توفیق دے کہ میں اس کے بندوں کی خدمت کر سکوں جس کے گھر تم مجھے مناسب سمجھو بھیجا دو میں خوشی سے اس کا سب کام کروں گی اور اگر اس طرح خدا نے میری بھی سن لی اور مجھے بھی بلا لیا تو ان غموں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹکارا ہی ہو جائے گا۔

شیخ جی۔ تو پھر بسم اللہ کرو اور چلو ہرنس رائے کا نوکر مر گیا اور اب ان کی بیوی کو ہیضہ ہوا ہے اور بہت خراب حالت ہے۔ ہرنس رائے بیچارے بالکل اکیلے ہیں اب وہ بچے کو دیکھیں یا بیوی کی تیمارداری کریں غریب کی مشکل میں جان آگئی۔

بیوی۔ چلو۔

یہاں بیوی دونو گھر سے روانہ ہو گئے اور جب ہرنس رائے کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ایک طرف بیوی دم توڑ رہی ہے اور دوسری طرف ہرنس رائے پانی کے ایک ایک گھونٹ کے لئے ترس رہے ہیں اور ننھا سا بچہ کبھی جا کر ماں کو جھنجھوڑتا ہے اور کبھی باپ کو یہ حالت دیکھ کر شیخ صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ وقت پردہ کرنے کا نہیں ہر ضرورت کے وقت ہر مسلمان عورت سب کے سامنے آسکتی ہے تم بلا تکلف ان دونوں کی خدمت کرو اور میں بچہ کو کچھ کھلا پلا دوں اور بہلانے کی کوشش کروں ہرنس رائے نے شیخ جی کو دیکھا تو ان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے اور انہوں نے اشارہ سے پانی مانگا شیخ جی نے پانی دیا تو پھر انہوں نے بہت ہی ناتوان اور کمزور آواز میں کہا کہ "بھائی یہ بچہ تمہارے سپرد ہے خدا جانے بچے کی ماں سے میرا ساتھ کب تک رہا ہے اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں مگر میری روح ہمیشہ تمہارے اس احسان کو یاد رکھیگی میں کیا بدنصیب ہوں کہ میرے گھر کوئی تو کوئی اس کی بات پوچھنے والا بھی نہیں ہے اور اللہ اسی کو ہمارا کام کرنا پڑ رہا ہے۔ شیخ جی نے کہا کہ ان باتوں کا یہ وقت نہیں ہے خدا تمہیں تندرست کرے یہ پوچھا ہنا سو کہا۔

شیخ جی بچے کی پرورش میں اور ان کی بیوی مریضوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور وہ تمام دن اور اس کے بعد ایک دن اور رات پر انتہائی تکلیف کے گذرا۔ دوسرے دن رات کو شیخ جی کی بیوی نے خوش ہو کر یہ خبر سنائی کہ ہرنس رائے کی بیوی نے پیشاب کیا ہے اور اب اس کے بچنے کی امید ہوئی ہے صبح تک خود ہرنس رائے کی حالت بھی بہتری کی جانب مائل ہونے لگی اور تین چار روز میں دونوں اس قابل ہو گئے کہ ان کی زندگی کے متعلق کوئی اندیشہ نہ رہا اس عرصہ میں شیخ جی روزانہ دونوں وقت اپنے گھر جاتے تھے اور دیکھ آتے تھے کہ کوئی اور تو بیمار نہیں ہو گیا مگر خدا نے خیریت رکھی اور ان کے ہاں کوئی اور اس قسم کا حادثہ نہ ہوا۔

ہرنس رائے کے دل میں تو شیخ جی کی محبت پیشتر ہی سے موجود تھی مگر

اس آٹھ روز کے عرصہ میں ان کی بیوی تارا کو بھی شیخ جی اور ان کی بیوی سے بیحد محبت ہو گئی اور جب وہ رخصت ہو کر اپنے گھر جانے لگے تو تارا نے ایک ایسے انداز سے جس سے خلوص اور سچائی ٹپک رہی تھی کہا

تارا۔ بہن۔ ہم تینوں کو تم نے پھر سے زندہ کیا ہے اور میں کبھی تمہارا احسان نہ بھولوں گی۔

شیخ جی کی بیوی۔ بہن کیسی باتیں کرتی ہو زندگی دینے والا خدا ہے آدمی کے آدمی کام ہی آیا کرتا ہے اگر میں نے دو دن ذرا سا تمہارا کام کر دیا تو اس میں احسان کی کونسی بات ہے اس کے بعد انہوں نے تارا کے بچے کو گود میں لیکر پیار کیا اور دونوں میاں بیوی رخصت ہو گئے ان کے جانے کے بعد ہرنس رائے اور تارا میں بہت دیر تک شیخ جی کے متعلق باتیں ہوا کیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ شیخ جی کی ہمدردی نے ان کے دلوں پر بہت زیادہ اثر کیا۔

---

خدا خدا کر کے ہفتہ کا زور کم ہوا اور آہستہ آہستہ وہ لوگ جو بھاگ گئے تھے پھر آ آ کر ہردینگر ہی میں آباد ہونے لگے جہاں چار روز پہلے سنسان اور ویران نظر آ رہا تھا وہاں پھر انسانی قدموں کی برکت سے ہر وقت چہل پہل رہنے لگی اور فراموش کار انسان ایک ہفتہ کے اندر سب کچھ بھول گیا کہ اس پر کیا مصیبت پڑی تھی۔ بنیوں نے اپنے سود در سود کے بہی کھاتے کھولے اور آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے لوگوں سے اپنے قرضہ کا تقاضا شروع کر دیا آہستہ آہستہ بازاروں میں چلنے لگے بازاروں میں دوکانیں کھل گئیں اور بر کھار کے دلفریب مناظر اور جان بخش ہواؤں سے متاثر ہو کر لڑکیوں نے درختوں میں جھولے ڈالے اور چلا چلا کر گیت گانے شروع کر دیئے

ہرنس رائے اپنے پرانے مکان میں آ گئے تھے اور اب انھیں روزانہ شیخ جی سے ملاقات کئے بغیر چین نہ پڑتا تھا آج بھی شیخ جی اور وہ دونوں بیٹھے ہوئے کچھ باتیں کر رہے تھے کہ ہرنس رائے نے پوچھا

ہرنس۔ کیوں شیخ جی اگر ہم مر جائے تو تم تو یہی کہتے کہ ہرنس دوزخ میں گیا۔

شیخ جی۔ نہیں میں تو ہرگز ایسا نہ کہتا مجھے معلوم ہے کہ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو اور تمہارے اعمال بھی اچھے ہیں پھر میں اپنی طرف سے ایسا فیصلہ کرنے والا کون ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا ہے وہی اس قسم کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

ہرنس۔ مگر میں مذہب کو تو نہیں مانتا اور تمہارے خیال میں تو یہ شخص ہکا دوزخی ہونا چاہیئے۔

شیخ جی۔ یہ تمہاری زبانی باتیں ہیں تم دل میں ضرور مذہب کو مانتے ہو اگر تم مذہب کو نہیں مانتے تو اچھے کام کیوں کرتے ہو اور برے کاموں سے کیوں بچتے ہو۔

ہرنس۔ میری عقل کہتی ہے کہ یہ کام اچھا ہے اور یہ برا اس لئے میں ایک کام کو اختیار کر لیتا ہوں۔

شیخ جی۔ تو مذہب اور کسے کہتے ہیں مذہب بھی تو ہمارے عقیدوں ہی کا نام ہے اپنی عقل کے فیصلہ کے مطابق جو راستہ ہم اپنی زندگی بھر کے لئے پسند کریں اور جن اصولوں کو اچھا سمجھ کر عمر بھر کے لئے اختیار کر لیں وہی ہمارا مذہب ہے۔ مذہب تو ہماری تمام زندگی کی کتاب کا نام ہے اگر ہم چوری کو اچھا سمجھیں تو یہی ایک مذہب ہے اگر چوری کو گناہ خیال کریں تو یہ بھی ایک مذہب ہے اگر ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ ہم کوئی مذہب نہیں رکھتے تو یہی بجائے خود ایک مذہب ہے۔ جس مغالطہ میں تم پڑے ہوئے ہو وہ اب میری سمجھ میں آ گیا تم نے ہندوستان ظاہری عبادتوں پوجا پاٹ کو اور زبان سے چند خاص خاص الفاظ ادا کرنے کو مذہب خیال کرتے ہو لیکن درحقیقت مذہب اس کا نام نہیں ہے مذہب تو ان اصولوں کا نام ہے جن کو زندگی بھر کے لئے تمہارا دل اختیار کرے زبان سے یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں یا ہندو ہوں کچھ بھی معنے نہیں رکھتا میں زبان سے تو کہتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور خدا ہمارا سب سے بڑا حاکم ہے اور خدا ہمارے تمام حالات سے واقف ہے لیکن اس کے باوجود برے سے برے کام کیا کروں تو آپ کے خیال میں کیا میں مسلمان ہوں۔ دنیا کی مردم شماری میں ہر اسلام مسلمانوں کے خانہ میں لکھا جانے سے میں مسلمان نہیں بن سکتا اگر میں مسلمان ہوں اور خدا پر میرا یہ اعتقاد ہے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ میں کوئی ایسا کام کروں جو اس کے حکم کے خلاف ہو دنیا کی حکومتوں کو جب ہم تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر ان کے تمام قوانین کی پابندی کیا کرتے ہیں اور ان کے کسی حکم سے سرتابی نہیں کیا کرتے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کی حکومت کو تو ہم تسلیم کریں اور اس کے حکموں کا اور قانون کا مضحکہ اڑائیں اس کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میں مذہب کا پابند ہوں یا یہ کہنا کہ میں مذہب کا پابند نہیں ہوں کوئی معنی نہیں رکھتا ہر شخص کا کچھ نہ کچھ مذہب یا مسلک ضرور ضرور ہوتا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ کسی کا مذہب اچھا ہوتا ہے اور کسی کا برا۔

ہرنس۔ اچھا اگر ایسا ہے تو پھر یہ کیسے معلوم ہو کہ دنیا میں جتنے مروجہ مذہب ہیں ان میں سے اچھا کونسا ہے اور برا کونسا۔

شیخ جی۔ جو مذہب بھی خدا کی طرف سے آیا ہے وہ کبھی برا نہیں ہو سکتا

ہرنس۔ تو تمہارے خیال میں عیسائی یہودی پارسی ہندو مذہب سب اچھے ہیں۔

شیخ جی۔ یقیناً سب اچھے ہیں اور اپنے اپنے وقت میں وہی سب سے بہتر مذہب تھے ہر مذہب جو بعد میں آتا گیا پہلے مذہب سے زیادہ مکمل تھا یہاں تک اسلام آیا جو آخری اور مکمل ترین مذہب ہے اسلام میں اور دوسرے مذہبوں میں دو فرق ہیں ایک تو یہ کہ وہ مکمل نہیں ہیں اور یہ مکمل ہے اور دوسرا یہ کہ دوسرے مذہبوں میں لوگوں نے بہت سی تحریف کر دی ہے اور یہ ابھی تک انسانی تحریف سے محفوظ ہے۔

ہرنس رائے۔ تمہاری باتیں کچھ دل کو لگتی ہیں اور بھی میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جو مذہب ایسے کام انسان کو سکھائے جیسے تم کیا کرتے ہو وہ

سب سے اچھا مذہب ہے

# تماشائے اہل کرم دیکھیے

ہزار ہزار احسان ہے اس کارساز حقیقی کا جس نے اپنے فضل خاص سے مولوی کو وہ درجہ قبولیت بخشا کہ آج ہندوستان کا کوئی اخبار اور کوئی رسالہ آمادہ خورعوام نہیں ہے صد ہزار احسان ہے اس حی وقیوم قادر مطلق کا جس نے ایک ناکارہ ہستی کی صدا کو یہ تابیہ دی کہ اس کے معاون کبھی امداد سے اعراض ہی نہیں کرتے، کتنا عظیم الشان بار تھا پچھلے مہینے انہی دنوں میں کہ پندرہ سولہ سو رسول نمبر بچا ہوا رکھا تھا، اور ایک پہاڑ تھا جس کو سر کانے کی کوشش میں مصروف تھا، اور آج آپ معاونین کی توجہ سے صرف پانچ سو پرچہ باقی رہ گیا ہے یہ دس گیارہ سو خریدار کس قدر آسانی کے ساتھ تھوڑی کی کاوش نے مہیا کرادیئے فالحمد للہ والشکر للہ۔

مجھے یہ ناز ہے کہ میں نے رسول نمبر ایسا شاندار شائع کیا جو آپ اپنی نظیر ہے اور نہ اس پر افتخار ہے کہ ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر سے زیادہ ستا پرچہ دیتا ہوں فخر ہے تو اس پر کہ میرے معاونین وہ معاونین ہیں جو میری کسی پکار اور کسی آواز کو صدا بصحرا نہیں ہونے دیتے، اور نازہے تو اس پر کہ مولوی کا ہر ناظر اور ہر خریدار اس کو بالکل اپنا پرچہ تصور کرتا ہے، اور مجھ سے بہت زیادہ اس کی ترقی کا خواہاں ہے، نہ صرف وہ لوگ خریدار ہی فراہم کرتے ہیں، بلکہ ایسے ایسے مفید مشورے دیتے ہیں جن سے ان کے اخلاص کا صحیح اظہار ہوتا ہے،

واقعہ یہ ہے کہ مولوی کے خریداروں نے صحیح طور پر سمجھ لیا ہے کہ دراصل وہ ہی اس پرچہ کے مالک ہیں اور اسی انداز سے وہ اسکی ترقی کے سامی ہیں،

## رپورٹ

رسول نمبر کا قرضہ بہت حد تک ہلکا ہو گیا، لیکن جمادی الاول اور ربیع الثانی کے پرچوں کی اشاعت اور روانگی کا خرچ آمدنی سے سہ چند تھا، اس لئے اس کا بار بہت ہو گیا، اس مہینے میں کتابیں بھی کم فروخت ہوئیں اس کا اثر بھی لازمی تھا، بہرحال کتابوں کی رفتار اگر ماہ رواں میں زیادہ نہ ہوئی تو صورت تشویشناک ہو جائے گی، پانچ سو رسول نمبر جو باقی ہے اس کے لئے فوراً ہی پانچسو جدید خریداروں کی ضرورت ہے جدید خریداروں کی فراہمی اسی شدومد سے ہونی چاہیے جو آپ کا امتیازی شعار ہے کیونکہ قدیم خریداروں کی مفارقت ہی کچھ کم تعداد میں نہیں ہوتی کہ اسے نظر انداز کر دیا جائے، بہرحال آپ کی قوت اشاعت ہمہ وقت متحرک رہنی چاہیے، اس کا سکون مولوی کی ترقی کے لئے جمود کا کام دے گا،

**اس ہفتہ** کے خریدار دینے والوں میں سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق حضرات ذیل ہیں، جنہوں نے دس دس اور بیس بیس سے بھی زیادہ خریدار دیئے اور کئی کئی بار خریدار فراہم کئے، خدا ان کی ہمت میں ایسی ہی مدد فرمائے، جیسا وہ کرم کرتے ہیں، وہ حضرات علی الترتیب حسب ذیل ہیں

مولوی حاجی دوست محمد صاحب ڈی، ایس، پی مردان، بابو مہتاب علی خان صاحب، سرن پور، مولوی قمرالدین حسن صاحب پنکا، بہرائچ، جناب قاضی محبوب شاہ صاحب، سید حبیب الدین نقوی سابق مہتمم مولوی عبدالرحیم خانصاحب نائب مدرس، صاحبزادہ محمد حامد خاں صاحب کتھیلہ، رائے پور، مولوی عزیز احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس کمالپور، جناب محمد حسین خاں صاحب اے، ایم ڈی، دودنہ کرنڈہ، جناب محمد یٰسین صاحب سندیلہ

| نام معطی | تعداد | نام معطی | تعداد |
|---|---|---|---|
| جناب مولوی محمد صدیق احمد صاحب لکھنؤ پرچہ | ۱ | مولوی نواب عبدالغنی صاحب جودھپور | ۱ |
| سید حسین سید علی صاحب قادری سرونجی | ۲ | مولوی عظمت اللہ صاحب دھار | ۱ |
| سید ممتاز حسین صاحب رئیس بروالہ | ۲ | سید محمد حسین صاحب محرر پوسٹ | ۲ |
| جناب بابو مہتاب علی خانصاحب سرونج | ۵ | منشی محمود خاں صاحب پلیسر | ۱ |
| حسن میاں محمد علی صاحب دھیرا | ۲ | مظفر خاں صاحب اکلیرہ | ۲ |
| محمد عظمت اللہ صاحب انصاری کانپور | ۴ | سید محمد ابن سید علی صاحب خیرآباد | ۲ |
| میر یٰسین صاحب ڈالیں گنج | ۱ | مولوی کریم خاں صاحب دیسا پور | ۲ |
| حافظ محمد نذیر صاحب پوسٹمین رام کے | ۱ | محمد نقی صاحب وکیل گورکھپور | ۱ |
| مولوی عبدالرشید صاحب ڈیڈولی | ۲ | مولوی محمد نصیر صاحب غازی پور | ۱ |
| جناب حاجی لال محمد صاحب آگرہ | ۶ | منشی فضل حق صاحب شاہ آباد | ۲ |
| قاضی عبدالحکیم صاحب بنور پٹیالہ | ۲ | مولوی شیخ احمد صاحب امرتسری | ۲ |
| منظور علی صاحب چندوارہ سی پی | ۲ | سید غلام حسین صاحب فیض آباد | ۲ |
| غلام نبی صاحب مختار کدورہ | ۱ | احمد عبدالباقی صاحب یادگیر | ۳ |
| محمد عمر صاحب ٹیلر ماسٹر منڈل | ۲ | سید عبدالقیوم صاحب گونڈہ | ۱ |
| حکیم عبدالحمید صاحب لکھنؤ | ۲ | پیر جی سید مظفر علی صاحب سجادہ نشین | ۳ |
| مقصود عالم صاحب الگرکھپور | ۱ | مولانا محمد فاروق صاحب بگیٹ پوری | ۱ |
| منشی نورالدین صاحب مرزاپور | ۳ | مصدی میاں صاحب انصاری | ۱ |
| مولوی علی احمد صاحب تھ باران | ۲ | ابوفہم حمیدالدین صاحب خیرنی | ۲ |
| حافظ محمد شعیب صاحب احمدآباد | ۲ | منشی حسام الدین صاحب مدرس نمدہ | ۲ |
| پیمبر عبدالحی طبیب جی بنکروں جاورہ | ۲ | عبداللطیف صاحب وکیل اکلیرہ | ۱ |
| الہی بخش صاحب پٹواری دھار | ۱ | ایس ایم حیات اینڈ سنز زیراجندرا | ۱ |
| نور محمد عبدالشکور صاحب ڈوال | ۲ | ظہیرالدین صاحب مددگار بریلی | ۱ |
| جمال الدین صاحب کانونین بلاقوسگہ | ۲ | شاہ سید امداد حسین صاحب فرید | ۲ |
| عبدالجلیل حاجی میاں صاحب کلیان | ۱ | فضل الدین صاحب کوٹ خانپور | ۲ |
| مولوی وہاج الدین صاحب بیرسٹر لاہور | ۲۰ | مولوی رفیق احمد صاحب رام پور | ۱ |
| چودھری عشرت علی صاحب فتحنہ | ۱ | قاضی مسعود ابن جلال صاحب تھیگیچ | ۷ |
| قاضی کمال الدین صاحب ٹرسگاؤں | ۲ | قدرت اللہ صاحب پٹواری ٹرسگاؤں ہیرو | ۳ |
| مولوی شاہ محمد خاں صاحب ہیڈ ماسٹر جونپور | ۲ | میر اختر حسین صاحب پورنیہ | ۳ |
| جناب سراج الدین صاحب نور ہنگلہ | ۳ | مولوی عبدالعزیز صاحب امداد آباد | ۱ |
| منشی ہادی حسن صاحب آگرہ | ۲ | مشرف حسین صاحب عطار جان آباد | ۱ |
| ایس زین العابدین صاحب جلیسر | ۱ | مولوی صبیح الدین صدیقی پرینی | ۵ |
| عبدالعزیز صاحب کریسیانگ | ۱ | امیر عبدالغفار صاحب انعام آباد | ۱ |
| مولوی ظہیرالحق صاحب وکیل باگی پور | ۲ | مولانا ابوالحسن صاحب کھیلا روڈ | ۲ |
| مولوی محمد حسین صاحب تھن راجگڑھ | ۵ | سید محب اللہ صاحب الہ آباد | ۲ |

| نام معطی | تعداد | نام معاون | تعداد | اسمار معطی | تعداد | نام معاون | تعداد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| محمد مصطفےٰ صاحب گڑھا کوٹہ ٹانڈہ | ۲ | محمد اسمٰعیل صاحب رایا گوڑہ | ۲ | جناب عبدالصمد صاحب دفتر بندوبست حیدرآباد | ۱ | جناب مصطفےٰ بیگ صاحب لکھنؤ | ۲ |
| " محمد محمود علی صاحب گول بازار چندوسی | ۲ | " نعمت حسین صاحب انصاری کانپور | ۵ | " عبدالباری صاحب رونی سیدپور | ۲ | " محمد حبیب اللہ صاحب صدیقی جاوا | ۱ |
| " غلام محمد صاحب قریشی مہو | ۳ | " قدرت اللہ صاحب فارسٹگارڈ ڈیہری | ۲ | " عبداللہ خاں صاحب راٹھہ | ۳ | " پیر حبیب اللہ شاہ صاحب ہاتڑی | ۴ |
| " نور محمد صاحب کھنڈوہ | ۱۴ | " شیخ حسن علی صاحب ماسٹر دارسیجاڑہ | ۲ | " حاجی علی خانصاحب مدرس شاہ آباد | ۱ | " مقبول الرحمٰن صاحب بدیع دہنوار | ۲ |
| " مولوی قمرالدین صاحب پنکاربھنگ | ۲۳ | " قنبر محمد ابراہیم صاحب بمبئی | ۳ | " ایس ایم سید علی صاحب مدرس ایرانیان | ۱ | " مولوی عبدالکریم صاحب متہرا | ۴ |
| " مولوی محمد صدیق صاحب کوروڑہ | ۴ | " حسن علی خانصاحب محجگاؤں | ۴۰ | " محمد شاہ خاں صاحب کھارواڑا | ۱ | " ڈاکٹر عبدالجبار صاحب گاڈوارہ | ۲ |
| " حافظ محمد سلطان خان عابدہ | ۱ | " سید فیاض علی صاحب دیوگڑھ | ۲ | " بابو عبدالرزاق صاحب ناگپور | ۱ | " عبدالحکیم صاحب پیش امام مندسور | ۳ |
| " پیر محمد صاحب پٹونڈیگان | ۲ | " سید محمد حسین صاحب سنیہرا | ۴ | " مشرف حسین صاحب عطا جہان آباد | ۲ | " درویش علی صاحب محرتہانہ بجولی | ۲ |
| " مولوی حشمت علی صاحب سیالکیا | ۲ | " منشی نسیم الدین صاحب پٹواری نیر آباد | ۲ | " حکیم نور احمد صاحب زبدۃ الحکما ہوشیارپور | ۲ | " عطاء اللہ صاحب دوکاندار بالاپور | ۱ |
| " عتیق الرحمٰن صاحب پشاور | ۲ | " میر بیگ صاحب کورٹ انسپکٹر دیہری | ۳ | " منشی عبدالرزاق صاحب رئیس پورہ بمبئی | ۵ | " بابو امین اللہ صاحب سون پور | ۵ |
| " خوشحال خاں صاحب مہتہر، پشاور | ۳ | " مولوی حفظ الباری صاحب سنیہر | ۳ | " پیارے علی صاحب نانکی بنڈہ پور | ۳ | " بابو وہاب علی خان صاحب سون پور | ۵ |
| " مولوی عطاالحق صاحب چتنہ | ۲ | " سید احسان علی صاحب بارہ بنکی | ۱ | " شیخ محمد جاوید صاحب عاصی بلگرام | ۵ | " بابو محمد شریف صاحب سانبھر | ۱ |
| " محمد جمال الدین صاحب کانپور | ۱ | " قاضی فہیم محبوب شاہ صاحب قاضی شہر بمبئی | ۱۷ | " سید ہاشم سید حسین صاحب سرسی کنارا | ۳ | " محترم کرم جہاں صاحب شملہ | ۱ |
| " عبدالحفیظ صاحب نظام آباد | ۱ | " مولوی عبدالرحیم صاحب سیدپور غازی پور | ۲ | " غفور بیگ صاحب رائچوٹی | ۳ | " مولوی اکبر علی صاحب جی پانیر | ۵ |
| " مولوی محمد شفیع صاحب ہنڑہ | ۳ | " غلام محمود صاحب کارنپار سرسی | ۱ | " شیخ محمد صدیق صاحب سلطان پور | ۴ | " سید تراب علی صاحب سوجانپور | ۲ |
| " مولوی ریاست علی صاحب تدوائی | ۳ | " احمد خاں سعادت خاں صاحب جاوا | ۲ | " مولوی غلام محمود صاحب آرہ گام | ۵ | " مولوی محمد حسین صاحب تلین دوبان | ۵ |
| " حکیم محمد اسماعیل صاحب پالم | ۲ | " عبدالکریم صاحب سوداگر ناگپور | ۲ | " مولوی عبدالحکیم صاحب سنگونیاں بہرائچ | ۱ | " مجید اللہ صاحب گورہ بازار | ۱ |
| " محمد حبیب الرحمٰن صاحب پونیی | ۱ | " مولوی منور علی صاحب پلونجہ ورنگل | ۵ | " محمد ابراہیم صاحب بازیل قلابہ | ۲ | " محمد حبیب اللہ صاحب غازی پور | ۱ |
| " محمد حسین صاحب کھنڈوہ | ۱ | " سید علی سید اسماعیل صاحب جوالی کنارا | ۲ | " سید حامد علی صاحب انجمن پریس ناگپور | ۲ | " اے یح خان صاحب جبانا گڈہ | ۸ |
| " محمد کارا اللہ صاحب اوڈے پور | ۲ | " امیر علی ثناء صاحب بار ایٹ لا گام | ۲ | " مولوی محمد یٰسین صاحب سیندہوا | ۱۰ | " غنی علی صاحب میاں چنوں | ۴ |
| " غلام محی الدین صاحب مرچن باندہ | ۱ | " ابوالحسن صاحب ڈیوڑہی بلم داس غازی پور | ۴ | " بابو پیر محمد صاحب پونچہہ | ۴ | " شیخ احمد شیخ خیراتی صاحب ہوشیارپور | ۲ |
| " غلام احمد صاحب بشیر فارسٹر کہنبل | ۲ | " محمد فاروق صاحب ایگزکٹو آفس کانپور | ۱ | " سید قمرالدین رسول میاں صاحب ٹونسوی | ۳ | " شیخ نظام الدین صاحب لائل پور | ۲ |
| " علی محمد خاں صاحب کانٹیل سیرا گنج | ۲ | " محمد اشفاق صاحب تمتار بہوری بہرائچ | ۵ | " مولوی محمد اسماعیل صاحب مدرس جمعہ مسجد آگرہ | ۲ | " غلام محمد قریشی جوڈیشل آفس مہو | ۷ |
| " ایس اے باقی اینڈ کو گورکھپور | ۵ | " مولوی عبدالمجید صاحب امام گنج گیا | ۳ | " مولوی سید حبیب صاحب نقوی سانہر | ۱۳ | " سید گلاب شاہ صاحب باڑاں کیمپ | ۲ |
| " محمد عظیم الحق صاحب اونتیر بہار | ۲ | " مولوی احمد علی صاحب مظفر گڑھ | ۳ | " حاجی محمد عبدالکریم صاحب دیدراجی | ۳ | " محمد ہدایت اللہ صاحب شہر تندگھ | ۳ |
| " محمد خیرالدین صاحب وکیل حیدرآباد | ۵ | " وزیر اشرف صاحب آف رائے بیلی | ۲ | " قاضی گلزار حسین صاحب چک امرال | ۵ | " رمضان خانصاحب سارنگ پور | ۶ |
| " عبدالحق صاحب سید مولوی جوٹھٹ | ۲ | " بابو شمس الدین صاحب دانا وزیر ریاست | ۲ | " مولوی فیاض نور خاں صاحب جاوہ | ۶ | " مولوی محمد علی خانصاحب بارہ بنکی | ۵ |
| " مولوی عبدالرزاق صاحب چک گھوسی | ۱ | " بابو محمد وزیر خان صاحب کپتان جالون | ۳ | " شرف الدین صاحب نجتادر گلی مہو | ۶ | " عبدالغفور خانصاحب باران | ۱ |
| " محمد زکریا صاحب خوشحال گڑھ | ۲ | " محمد امانت اللہ صاحب سب جنرل منیجر | ۲ | " پیر محمد خاں صاحب جالندہر | ۲ | " محمد ابراہیم صاحب حیدرآباد دکن | ۱ |
| " فخر الدین قمرالدین صاحب بانسواڑہ | ۲ | " واحد علی صاحب ہری ہر سونگیر | ۳ | " صاحبزادہ عبدالغفور صاحب گجرات پنجاب | ۱ | " کھتری موسیٰ جی حاجی کوگاؤں | ۱ |
| " غلام معین الدین صاحب حیدرآباد | ۲ | " عبدالمجید خاں صاحب پیلیود | ۲ | " اکبر خاں صاحب تحصیل ہاتا گورکھپور | ۲ | " مولوی محمد احسان حاجی صاحب ضلع ہوشیارپور | ۳ |
| " شرف الدین صاحب نجتادر گلی مہو | ۶ | " عبداللہ صاحب سوداگر امراوتی | ۳۰ | " حاجی غفران حاجی یوسف صاحب بمبئی | ۱ | " محمود علی صاحب اجین مالوہ | ۲ |
| " محمد منیف صاحب سلعدار اورنگ آباد | ۱ | " عبدالجبار صاحب وکیل بنارس | ۳ | " اختر حسین صاحب بہاروں پوسٹ پاپوہی | ۲ | " امام وصی الدین صاحب بمبئی | ۴ |
| " حشمت اللہ خاں صاحب ہاڈرہ | ۲ | " مولا محمد صاحب نمبر ۲۰۱ رنگون | ۲ | " مولوی نور الدین صاحب بیتر | ۱ | " حکیم علی اسمٰعیل صاحب پربھنی | ۲ |
| " حافظ احمد صاحب کمتا | ۱ | " مولوی محمد یوسف صاحب جاورہ | ۴ | " محمد امین الدین صاحب اردلی کلکتہ | ۲ | " ماسٹر حشمت اللہ صاحب خاصنکہ | ۲ |
| " مولوی خدا بخش صاحب پولیس کپاڑہ | ۲ | " محمد لطیف خاں صاحب اکبر منزل بسی | ۳ | " مولوی اشتیاق علی صاحب بھرگین | ۵ | " مولوی عبدالرحیم خانصاحب ملارم | ۱۰ |
| " غفار بخش صاحب کوئمبٹور | ۲ | " محمد نظام الدین صاحب جودہ پور | ۱ | " نور الدین میاں صاحب ہوبال | ۱ | " اخوند غلام قادر صاحب شکارپور | ۵ |
| " مولوی محمد غفار صاحب رئیس کرمبٹور | ۲ | " سید فخر الحسن صاحب متگام | ۱ | " محمد سعید الدین صاحب رائی پیٹھہ | ۱ | ابھی بہت باقی ہیں | |

# مسلمانوں کے فرقہ وارانہ اختلافات اب بالکل ختم ہو جائیں گے

## کیونکہ

# اُردو صحیح بخاری شریف کامل

## چھپکر شائع ہو گئی

آپس کے اختلافات اور مذہبی جنون نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں احادیث کا ذخیرہ نہیں تھا مولویوں کے ہاتھ میں عوام کی لگام ہے وہ جس طرف چاہتے ہیں ان کو لے جاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ سب کا مرکز احادیث ہی ہے۔ ان غریب جاہلوں کو کیا خبر کہ یہ حدیثیں جن کو سنکر بھائی بھائی کا دشمن بن رہا ہے حدیث ہیں بھی یا نہیں یا ان پیٹ کے پجاریوں نے از خود اپنے اقوال رسول کریمؐ سے منسوب کر دیئے ہیں۔

یہ تو متفقہ علمائے کرام کا مانا ہوا ہے کہ بخاری شریف کا مرتبہ کتب احادیث اور کتب علوم دینی میں وہی ہے جو قرآن شریف کا مرتبہ دیگر منزل من اللہ کتب وصحائف میں ہے اور ہمارے لئے قرآن شریف کے بعد اہم ترین دینی کتاب صرف صحیح بخاری ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس پر آج اسلام اور قوانین معاشرت اسلام کا انحصار ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کو پڑھے سمجھے اور مانے بغیر ایک مسلمان اسلام سے عاری رہ جاتا ہے۔

بخاری شریف سب کو معلوم ہے کہ عربی میں ہے اور عربی پڑھنے والے ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں پھر اگر ان کو کوئی بھی عربی کا جملہ حدیث بتا دیا جائے تو ان کو کیا معلوم کہ یہ حدیث ہے یا نہیں اسی لئے کروڑوں اردو خواں مسلمانوں کی قسمتیں چند عربی داں مولویوں کے ہاتھ میں تھیں اب جبکہ بخاری شریف اُردو زبان میں آگئی ہے ہر اُردو پڑھے ہوئے مسلمان کے لئے آسان ہے کہ وہ اپنی ہر ضرورت کے لئے خود حدیث قدسی سے استفادہ کر لے اور فرقہ واری کے فتنے سے الگ ہو کر خالص مسلمان بنا رہے نہ کسی سے رٹلے کی ضرورت نہ اپنے مولوی صاحب کے قول کو دوسرے فرقہ کے مولوی صاحب کے قول پر فوقیت دینے کی حاجت، سب مسلمان صرف مسلمان رہ جائینگے یہ ستر بہتر فرقے نیست و نابود ہو کر صرف ایک ہی فرقہ رہجائے گا جس کا نام مسلم ہوگا۔

بخاری شریف اتنی بڑی کتاب ہے کہ اسلام کے تمام قوانین اس میں موجود ہیں کوئی بات ایسی نہیں جس کے لئے مذہبی حکم کی ضرورت پیش آئے اور اس میں نہیں ملے خدا کے فضل سے اب علمی افلاس کی ظلمت اس ترجمہ سے دور ہو گئی جس طرح قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھکر جاہل مسلمان بھی قرآن شریف سے واقف ہو گئے اسی طرح اُردو کی بخاری پڑھکر وہ مولویوں سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کی عربی سے بے مائیگی کو مدنظر رکھکر اور اس لئے بھی کہ کتاب بہت ضخیم نہ ہو جائے عربی متن نہیں لیا گیا ہے نیز رواۃ میں بھی صرف صحابی راویوں کا حوالہ دیا گیا ہے البتہ حدیث کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ جگہ بہ جگہ توضیح میں تشریح بھی ہے تاکہ کوئی عامی سے عامی بھائی بھی مطلب حدیث میں تشنہ نہ رہجائے اور کم اُردو جاننے والے بھائی بھی آسانی سے سمجھ لیں۔

ترتیب وغیرہ بعینہٖ وہی ہے جو اصل بخاری کی ہے مزید اضافہ یہ ہے کہ تمام احادیث پر نمبر لگا دیئے ہیں زبان اس قدر عام فہم ہے کہ ہندوستان کے ہر طبقہ اور ہر حصہ میں بآسانی پڑھی جا سکتی ہے۔

اس کتاب کی تین جلدیں ہیں اول جلد ۳۸۸ صفحات کی ہے اس میں دو ہزار پانو حدیثیں ہیں اور دوسری جلد کے ۳۶۸ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار دو سو حدیثیں ہیں تیسری جلد کے ۳۵۲ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار چار سو آٹھ حدیثیں ہیں مولوی کے صفحہ سے دوگنی تقطیع ہے اور وزن پانچسیر کے قریب ہے تینوں جلدوں کو ایک ساتھ چمڑے کی جلد میں مجلد کرایا گیا ہے۔

اس کا ہدیہ بیس روپے بلا جلد کا مقرر ہے لیکن حمیدیہ پریس ایسی وقت کسی کتاب کو مشتہر کرتا ہے جب وہ ناظرین مولوی کے لئے آسانی سے قابل خرید ہو، چنانچہ خدا کے فضل سے ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ آپ مجلد چرمی کامل دس روپے میں منگا سکتے ہیں دو روپے محصول ڈاک علاوہ ہیں

**ہدیہ مجلد چرمی دس روپے ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ مولوی وحمیدیہ پریس۔ دہلی۔**

واحدی صاحب کا منجن

# اکسیر دندان

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں کے نسخہ سے بنایا ہوا

دانتوں اور مسوڑھوں کی ہر تکلیف کو دور کرتا ہے حتیٰ کہ ہلتے دانتوں کو جوڑ دیتا ہے اور مسوڑھوں کے خون اور پیپ کو روک دیتا ہے یعنی

## پائیریا کا بہترین علاج

ہے حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب سے ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ اپنے تین چار دانت کلوا دیجئے مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل کرنے سے پہلے واحدی صاحب کا منجن اکسیر دندان ملنا شروع کیا۔ الحمد للہ حضرت خواجہ صاحب کو دانتوں کی اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔

## تعریف کے خطوط

اکسیر دندان منجن کا انتہا دیتے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے لیکن ساٹھ ساٹھ اور سینکڑہ سینکڑہ شیشیاں اس کی ایک ایک دن میں جانے لگی ہیں جو ایک دفعہ ایک شیشی منگا لیتا ہے وہ ہر چار چار اور چھ چھ دفعہ اور بعض اوقات بارہ بارہ کی فرمائش بھیجتا ہے جبکہ خطوط منجن اکسیر دندان کی تعریف کے میرے پاس جمع ہو گئے ہیں جن میں سے صرف دو اقتباس درج ذیل کرتا ہوں **افسر ڈاک دیتا** منجن اکسیر دندان کی بابت لکھتے ہیں کہ "میں نے ایک شیشی منجن اکسیر دندان کی اپنی والدہ صاحبہ کو استعمال کرائی ہے جو پائیریا کے مرض میں مبتلا تھیں میری چھ ماہ کی تنخواہ کا کوئی تنکا نہیں رہا جب مجھے بتایا گیا کہ منجن اکسیر دندان سے والدہ صاحبہ کے دانتوں کو بہت فائدہ پہنچا اور اب انکو کافی صحت ہوگئی ہے میں نے والدہ صاحبہ کے علاج میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا اور قریب قریب تمام مشہور دیسی اور ولایتی منجن اور پیسٹوں کا تجربہ کر لیا تھا مگر ایک منجن اور پیسٹ کا یہ اثر نہ دیکھا جو منجن اکسیر دندان میں ہے۔ والدہ صاحبہ نے عرصہ کے بعد منجن اکسیر دندان کی برکت سے گوشت بھی کھایا ورنہ ڈاکٹروں اور ڈاکٹروں سے زیادہ دانتوں کی تکلیف نے انھیں اپنی اس روزمرہ کی غذا سے قطعاً محروم کر دیا تھا میں منجن اکسیر دندان کی تعریف الفاظ میں نہیں کر سکتا **واحدی** صاحب کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ انھوں نے اس نعمت کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا اور حکیم اجمل خاں صاحب کے واسطے دعا کرتا ہوں کہ خدا ان پر رحمتیں نازل کرے جنہوں نے ایسا اچھا نسخہ دنیا کو بتایا تھا دوسرا منجن اکسیر دندان کی اور عنایت فرمائیے **ممتاز محمد خاں شکوہ آباد** ضلع میں پوری سے لکھتے ہیں کہ میں آپ کے منجن اکسیر دندان کا خریدار پچھلے موسم سرما سے ہوں اس سے پہلے میں سے کوئی قابل سے ہوں رسالہ نیرنگ خیال میں غالباً آپ کا اشتہار ایک مرتبہ دیکھا تھا چونکہ اشتہاری ادویہ کا اعتبار آجکل دنیا سے اٹھ چکا ہے اس لئے پہلے تو یہی خیال ہوا کہ یہ بھی اشتہار اسی طرح کا ہے جیسے کہ اور اشتہارات ہوتے ہیں مگر ایک مرتبہ منگانے کا مصمم ارادہ کیا اور منگوا کر استعمال کیا گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی ہی شیشی کے استعمال سے وہ تکلیف جو سخت پریشان کئے تھی بالکل کم ہو گئی۔ دوسری تیسری بار منگایا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ دانت اس قدر مضبوط ہو گئے کہ نہایت سہولت سے کھانا وغیرہ کھا لیا گیا ورنہ اس سے پیشتر درد درد کی وجہ سے کسی وقت چین نہ تھا کھانا تو درکنار یہ نسخہ اس قدر مفید ثابت ہوا کہ جس کی میں تعریف نہیں کر سکتا آپ کی یہ فرمائش بالکل درست ہے کہ ایک یا دو مرتبہ کا استعمال ہمیشہ کے لئے مفید نہیں ہوتا اس کو روزمرہ بفور منجن استعمال میں رہنا چاہیئے میں اپنے ہاں یہی منجن ہر دانت کی تکلیف والے کو استعمال کراتا ہوں چونکہ دانت کی احتیاط اور ان کی حفاظت نہایت ضروری ہے اس لئے اس طرف توجہ رکھنا سب سے مقدم ہے اور اس لئے اس منجن اکسیر دندان سے بہتر مجھے کوئی منجن ابتک دستیاب نہیں ہوا کم خرچ بالانشین یہی منجن ہے۔

**نواب قاضی عزیز الدین احمد صاحب سی۔ آئی۔ ای** یہی منجن اکسیر دندان کے بہت داد ہیں۔

منجن اکسیر دندان کی ایک شیشی آنہ میں (محصول ڈاک چار آنے علیحدہ) بھیجی جاتی ہے جس پر محصول ڈاک چار آنے لگتا ہے اور دو شیشیوں کا محصول تار ہوتا ہے۔ شیشیوں کے بجائے ٹین کے کیس میں منجن منگانے سے بہت کفایت ہوتی ہے لیکن اس وقت جبکہ کہ از کم تین شیشیوں کا منجن منگایا جائے ایک یا دو شیشی کا منجن شیشیوں ہی میں منگانا چاہیئے۔

**ملنے کا پتہ:۔ احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان۔ دہلی**

# پھوہڑ عورتوں کو سگھڑ بنانیوالی اُستانی

قدرت نے عورت کو مرد کا ہمدرد اس کا رفیق اور دلچسپیاں اور عیش و عشرت کا سامان اور مرد کی آسائش و آرام کا بندوبست عورت کی ذات سے وابستہ ہو خانہ داری کے بکھیڑے۔ سینا پرونا۔ پکانا۔ گھر کی آرائش۔ بچوں کی پرورش۔ روپے پیسے کا انتظام وغیرہ بہت سی ذمہ داریاں عورت کے پیچھے لگی ہوئی ہیں۔ اگر عورت پھوہڑ ہو تو اُس گھر کا کیا حال ہوتا ہے؟ اس تلخی کا اندازہ وہی خوب کر سکتے ہیں جن کو ایسی عورتوں سے پالا پڑا ہے۔ اسی مشکل کو رفع کرنیکے لئے کتاب "انا لیق نسوان" دس حصوں میں ایسی مرتب کی ہے کہ لڑکیوں کو سکھ ملتا ہے۔ بہو بیٹیوں کو سلیقہ شعاری اور انتظام خانہ داری سکھلانے میں کوئی دوسری کتاب ہندوستان کی کسی زبان میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کتاب پر عمل کرنے سے ہر عورت ہنرمند و سلیقہ شعار بن سکتی ہے کیونکہ ہر ایک مضمون کو تشکلیں دیکر واضح کیا ہے اور پوری کتاب میں ۱۲۰۰ کے قریب تشکلیں ہیں۔ سفید کاغذ پر خوشخط طبع ہوئی ہے علیحدہ حصہ کوئی فروخت نہیں ہوگا قیمت مکمل کتاب علاوہ محصول ڈاک (بیرہ) چار روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ کتاب ناپسند ہونے پر ایک ہفتہ تک ہم واپس کر لیتے ہیں

## مختصر فہرست مضامین ملاحظہ ہو

**حصہ اول** حساب ۵ تشکلیں۔ تعریف حساب سادہ جمع سے سادہ تقسیم تک کے تمام قاعدے۔ دھیالم پیسہ روپیہ اور ان کے جوڑ تفریق کی مشق۔ مختلف کارآمد پیمانے۔ تحویل جمع مرکب تقسیم مرکب تک۔

**حصہ دوم** کھانا پکانا۔ ۴۳ تشکلیں انسان کی قدامت۔ مختلف ہنروں اور ہنر کی ایجاد۔ کاشتکاری شکار۔ پرانے برتن۔ چکنائی۔ مٹھاس۔ گندم۔ دال۔ گوشت مچھلی۔ انڈے۔ دودھ۔ پانی۔ ترکاری پھل وغیرہ۔ نمک لال مرچ گرم مصالحہ۔ کلونجی میتھی۔ سونٹھ۔ سونف۔ پودینہ۔ زعفران۔ بادام۔ پستہ۔ بالائی وغیرہ سینی۔ کانچ کے برتن۔ چاندی سونے۔ مراد آبادی۔ پیتل وغیرہ کے برتن۔ انگیٹھی۔ دیسی چولھے۔ ساگودانہ۔ اروروٹ۔ آٹا گوندنا۔ خمیری روٹی۔ میسی۔ پوری بھری وغیرہ روٹیاں۔ مصالحہ کا اندازہ۔ ترکاری کترنا۔ پیاز۔ ادرک وغیرہ ڈالنا مختلف طرح کی دال پکانا۔ آلو۔ بگین۔ چنے کی دال کا بھرتا۔ گوشت پکانیکی احتیاط۔ قلیہ۔ قورمہ۔ کباب۔ پسندے۔ خاگینہ مچھلی پکانا۔ بریانی۔ کباب چاول۔ طاہری۔ مختلف طرح کی کھچڑی۔ پلاؤ۔ بریانی۔ میٹھے چاول وغیرہ۔ فیرنی۔ نان پاؤ کے ٹکڑے۔ دلیا۔ دلیہ۔ یخنی۔ یخنی آب۔ آش۔ شوربا۔ دال کی بڑیاں۔ اچھوانی سونٹھ۔ گوند اجوائن۔ کھانے۔ پکوان پھلکیاں۔ گلگلے۔ شکر صاف کرنا۔ بچوریاں۔ پوریاں سموسے۔ پھینیاں۔ دہی بڑے۔ زیرہ کا پانی۔ مربے اچار مٹھائیاں وغیرہ۔

**حصہ سوم** سینا پرونا۔ ۴۳ تشکلیں مختلف طرح کے ہاشندوں کے لباس سوتی قمیضی۔ انگرکھا۔ کرتہ۔ چاک۔ موم۔ صابون۔ ہنری وغیرہ کپڑا قطع کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ پاجاموں کی تراش کرتہ کی۔ صدری۔ انگرکھا۔ چغہ۔ جیب کی مختلف شکلیں گلبانکرتی۔ بہروانی۔ مکین۔ قمیض۔ ویسٹ کوٹ چاک پتلون۔ سکرٹ۔ کوٹ کے مختلف طرز۔ بخیہ۔ تبھی۔ ترپائی۔ کوک مارنا۔ لیٹوں سیون۔ مچھلی کانٹا کاج جھالر۔ کیکری۔ تکمے۔ رال بند۔ لباس پاک۔ ٹوپ ٹھوپ۔ بوش۔ لحاف۔ توشک وغیرہ۔

**حصہ چہارم** انشاء مضمون نویسی ۴۳ تشکلیں طرز خط۔ القاب و آداب۔ خط کھینچنے کے اشارے خط کے واسطے مطالب دینا۔ طریق مضمون نویسی۔ کہانیاں فقروں کو جوڑ کر کہانیاں بنانا۔ مضمون نویسی کے مطالب۔ تشریح طلب خاکہ۔ اشعار حل طلب قصائد پر کچھ کر مضمون لکھنا۔

**حصہ پنجم** [illegible] ۱۶۵ تشکلیں لکڑی پر نقاشی کا سامان۔ چار خانے میں کھم بنانا۔ سیدھے خطوں کی تشکلیں۔ کونانی ماس خطوط کی تشکلیں مجسم اشیاء کی تشکلیں پھول پتیاں اور پتے وغیرہ

**حصہ ششم** [illegible] پتے اور چھال کا رنگ۔ رنگ کی اصلیت۔ کپڑے رنگنا وغیرہ لاکھ کے مصنوعی رنگ۔ لکڑی کے چھاپے۔ لہریا بنانا۔ رنگین کپڑے کا استعمال۔ گدڑی کا کام۔

**حصہ ہفتم** گوٹہ کناری کی مکمل ۱۱۴ تشکلیں مکمل کی چیزیں۔ گوٹے کے جال اور پتے۔ گوٹہ کا کرتا۔ بال گوٹہ کا کام۔ لوئی چھڑیاں۔ لہر۔ کیری۔ بوٹھ اور مصنوعی موتی کا کام۔

**حصہ ہشتم**۔ کڑھت و چکن دوزی ۱۸ تشکلیں کاغذ کے پھول کترنا۔ کترن کا استعمال۔ کٹاؤ کی مشق چھاپا۔ نیمچی کی دوسوئیاں۔ پھندے اور مختلف طرح کی کڑھت۔ ریشم۔ اون کے کام کی مشق۔ حروف اور جانور بابن لیٹ کی کڑھت۔ اسکے مختلف طرز۔ کے پھول چکن بیل۔ حاشئے۔ بوٹیاں۔ ہر قسم کے دیکھ بھوئی۔ انگریزی کڑھت۔ فیدر اسٹچ۔ ساٹن اسٹچ۔ فرنچ ناٹ۔ انگریزی حاشئے۔ بیل اونی وغیرہ کی کڑھت بہت سی قسم کی ڈوری کے حاشئے۔ انگریزی حاشئے کشمیری مڑدڑی کا کام اونوٹے۔ کلابتونی کام اور اسکی مشق کی بیلیں۔ سلمہ ستارے کا کام وغیرہ۔

**حصہ نہم** سفید لبنات ۱۸ تشکلیں جسم انسان کی تقطیع اعضائے انسانی علمالذات۔ دموی۔ بصابی وغیرہ۔ حواس خمسہ آلات نفس۔ دماغ۔ غدد۔ دکھال بیماری۔ قلب۔ فاد قلبیہ۔ قوام خمیر۔ دودھ۔ اور دیگر مفید باتیں۔ موالید ثلاثہ عناصر۔ خمیر۔ مشہ و خمار۔ بوندا نیچے کا گلاس۔ فیڈنگ بوتل۔ بھنچنی پوش۔ گھڑی کا ڈائل وغیرہ۔

**حصہ دہم** انتظام خانہ داری۔ مرچ خانگی۔ کھانے کا طریق فہرست زیور و قیمتی اسباب۔ پاکٹ بک۔ صاف ہوا لیمپ روشنی۔ باد چقیانہ۔ دودکش۔ مختلف قسم کے پنکھے۔ اکبار خانہ۔ حمام۔ صابون۔ پاخانہ اجزاء دافع عفونت۔ طعام خانہ۔ خوانگاہ۔ دیوان خانہ۔ زنان خانہ مکان کی سجاوٹ۔ فرنیچر۔ لباس اور اسکی حفاظت وغیرہ سامان شکار وغیرہ علاج۔ تیل پھلیل وغیرہ۔ لفظی طبع کا سامان

نوٹ۔ اس کتاب کے علاوہ ہمارے ہاں تعلیم نسواں کے متعلق ہر قسم کی کتابیں و آلات مجسمہ تعلیم و غیرہ تیار ہیں۔ تعلیم دوستی کے مناسب یہ چیز ہیں۔ فہرست مفت منگا لیجئے۔

ملنے کا پتہ منیجر مولوی حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۶۰۔ دہلی

# روح المعانی
## یعنی
# تفسیر سورہ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن فی الحقیقت مذہب اسلام کے متعلق ایک جامع تصنیف ہے جس کو پڑھکر آپ پورے طور سے اسلامی زندگی سے واقف ہو سکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے واقف ہو سکتے ہیں لیکن ان کی حقیقت سے بیخبر ہیں اور جن کو آپ ایک بھولے ہوئے خواب کی طرح جانتے ہیں

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کتاب آپ کے اندر مذہبی روح پیدا کردیگی اعمال آپکے عقائد و اعمال کو درست کرکے سچا بنا دے گی اور جو اشخاص قطعاً لامذہب ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کا متقی اور پرہیزگار بنا دے گی اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلامی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ نجات کا راستہ مل جائے تو کتاب **روح المعانی** کو ملاحظہ کیجئے بلاشک یہ تفسیر نہایت جامع اور تمام مطالبات قرآنی پر حاوی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کے لئے اس کا مطالعہ بہت مفید ہے جو کم وقت میں اسلام اور مطالب قرآن سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ایک امتیازی خصوصیت اس تفسیر کی یہ ہے کہ بالکل نئے انداز میں لکھی گئی ہے جس کو پڑھکر دلوں پر عجیب و غریب اثر ہوتا ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ چین معانی اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے اگرچہ اس وقت عربی فارسی اور اردو میں بہت سی تفسیریں موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی جامعیت اور ایسی سلاست کسی ایک تفسیر میں کبھی نظر نہیں آئی آیتوں کا ترجمہ سبب نزول مطالب کی تشریح ہر ایک چیز کو عام فہم انداز میں لکھا ہے **قیمت دس آنے ضخامت ۱۲ صفحے**

### مختصر فہرست مضامین کتاب روح المعانی

| | | |
|---|---|---|
| قرآن کی تفسیر نبی روشنی میں | بسم اللہ کی تفسیر | تباہیوں کا مرکز اسلام ہے |
| سائنس اور شیطان | خدا پر کچھ بحث | اصلاحی پروگرام |
| خدا کی ہستی کے عقلی دلائل | زمانہ گذشتہ کے علماء اور صوفیہ | روح کی لطافت اور کثافت |
| اسلام عقائد کی روشنی میں | زمانہ حال کے علماء و صوفیہ | خدا کی ربوبیت اور رزاقیت |
| ملائکہ اور جنات | اسلام اور حدت | منزل عشق |
| انسان قادر ہے اور مجبور ہے | جہاد کی غرض و غایت | عبادت کے معنی |
| انبیائے کرام کی فطری فضیلتیں | رسول عربی کا رحم و کرم | فطرت سلیمہ کا تقاضا |
| عذاب قبر کا عقلی ثبوت | تفسیر سورہ فاتحہ | مرتبہ عبودیت |
| مرنے کے بعد زندہ ہونا | ارواح کے مکاشفات | گمراہی کے اسباب |
| وحی اور سائنس | سورہ فاتحہ قرآن مجید کا خلاصہ ہے | صراط مستقیم |
| وحی کی حقیقت | بعض اسرار و معارف | اللہ کے دوست اور شیطان کے دوست |
| نجات کا راستہ | وحدت و محبت کی تعلیم | خدا ہی راضی ہے اور شیطان بھی |
| صداقت رسول کے عقلی دلائل | انگلش کے مسلمانوں کا امتیاز | اہل ہدایت کے اعمال |
| قرآن مجید آجتک کیوں محفوظ ہے | اسلام کا مقصد اولین | اہل ضلالت کے اعمال |

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

# علامہ شبلی کی کتابیں

سب سے زیادہ سستی کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں جس سے پوچھئے یہی جواب ملیگا کہ

## حمیدیہ پریس دہلی سے

**سیرۃ النبی** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غزوات اور اخلاق و عادات کے متعلق بہت سے رطب و یابس واقعات تاریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن اس کتاب کی اصلی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام روایتوں سے قطع نظر کرلی گئی ہے اور صرف وہ واقعات بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن کی صحت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے تاریخ و سیر سے بھی وہی واقعات لئے گئے ہیں جن کی صحت و درایت کمزور و مشکوک نہ ہو۔

حصہ اول از ولادت تا خاتمہ سلسلہ غزوات مع مقدمہ اصلی قیمت چہ روپے رعایتی للعیر
حصہ دوم از سنہ ۹ تا وفات مفصل و مکمل حالات اصلی قیمت صر رعایتی ۱۲

**الفاروق** یعنی حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت صحابہ کی فتوحات طریقہ سیاست اخلاق و زہد عدالت اور اسلام کی علمی تفسیر و تعلیم کا شاندار منظر مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف ضخامت ۱۲ صفحات قیمت دو روپے رعایتی ۱۲

**المامون** یعنی خلیفہ مامون عباسی کے عہد سلطنت کے حالات مولانا شبلی مرحوم کی یہ پہلی تصنیف ہے جس میں ممدوح نے تاریخ اسلام کے پر فخر عہد کے سیاسی علمی مذہبی اخلاقی تمدنی حالات قلمبند کئے ہیں جن سے دولت عباسیہ کے عروج و کمال کے زمانہ کا مرقع آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ضخامت ۱۴۴ صفحے قیمت عہ رعایتی ۱۲

**الغزالی** امام غزالی کی سوانح عمری اور ان کا فلسفہ اور علم کلام اور اخلاق و تصوف میں ان کے مجددانہ کارنامے علمائے اسلام میں امام غزالی کی اہمیت سے کوئی شخص ناواقف نہیں ہے مگر ان کے حالات خیالات اور تحقیقات سے بہت کم لوگ واقف ہیں ضرورت ہے کہ مسلمان ان کو پڑھکر فائدہ اٹھائیں ضخامت ۱۲۸ صفحے قیمت ی رعایتی صرف ۸ ر

**سیرۃ النعمان** امام ابوحنیفہ کی سوانح عمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل فقہ حنفی کی تاریخ اور اس کی تدوین کے حالات فقہ حنفی کی خصوصیات علم حدیث علم فقہ کی تاریخ اور اسلامی قانون پر تبصرہ ضخامت ۱۴۴ صفحات اصلی قیمت عہ ار رعایتی ۸ ر

**مولینا روم** اسلام کے مشہور صوفی متکلم جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری فضائل و مناقب ان کے تصوف اور مثنوی شریف پر مبسوط تبصرہ قیمت عہ ر رعایتی ۸ ر

**سفرنامہ** روم و مصر و شام ۱۸۹۲ء میں علامہ شبلی مرحوم نے جو سفر کیا تھا اس کے حالات و واقعات یہ سفرنامہ بہت مقبول ہو چکا ہے اردو میں اسلامیہ ممالک کا یہ پہلا سفرنامہ ہے جس میں بڑی مصر و شام کے علمی تعلیمی تمدنی حالات قیمت عہ ر رعایتی ۱۰ ار مقالات شبلی عہ ر رعایتی ۸ ر آغاز اسلام ۸ ر رعایتی ۳ ر حیات حافظ ۸ ر رعایتی ۳

تمام کتابیں ملنے کا پتہ:- **منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی**

# آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعا میں اب تک بے اثر رہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے سلیقہ سیکھئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائیگا اگر آپ مقدمات سے پریشان ہیں تو آپ کی یہ پریشانیاں بھی رفع ہو جائینگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں برآنے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کی مقبولیت یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزار ہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ ولائتی سفید چکنا ہموٹنڈ والا قیمت صرف آٹھ آنے

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## کیا آپ کو رسول کریمؐ کی زیارت

کا شوق ہے اور آپ سرور کائنات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو مولانا احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند کی لکھی ہوئی کتاب مروجہ سیدالمرسلین منگا کر پڑھئے اس کتاب میں درود شریف کے فضائل اس کا ثواب اور اس کے وہ طریقے بتلائے گئے ہیں جس سے زیارت حبیب آلہ یقینی ہے اور مولانا موصوف کے سب مجرب ہیں

قیمت ۸ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہم سے کتاب **تسخیر القلوب** منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اس کے عامل بن جائیں گے جناب کو مسخر کرنا دشمن کو زیر کرنا افسر کو تابع بنانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن الیسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کامیابی کا امکان ہے نہ ناکامی کا دوسرا حصہ اعمال و اوراد کا ہے اس میں عمدہ عمدہ بے مثل مجرب و مجرب اعمال وظائف درج ہیں لکھائی چھپائی بہترین قیمت صرف آٹھ آنے ملنے کا پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی۔

## ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہے

کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے اس کا لوگوں پر اثر ہو اس کی بات میں درد ہے اور اس کے الفاظ ضایع نہ ہوں یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب آدمی بات کرنے کے فن سے واقف ہو ورنہ آپ کی گفتگو کا کوئی بھی اثر نہیں ہوگا یہ وہ فن ہے جس کی آدمی کو ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں جادو بیانی ہو آپ کی گفتگو لوگوں کو مسخر کرلے اور آپ کی بات اس درجہ شیریں ہو کہ آپ کے منہ سے ہر نکلا ہوا لفظ جادو کا اثر رکھتا ہو تو ہر آپ کو

**فن خطابت** مطالعہ میں رکھنی چاہیئے یہی وہ کتاب ہے جس سے بالکل دیہاتی گنوار آج شہر کے زبان آور لوگوں کو نیچا دکھا رہے ہیں اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الفاظ طلسم ہو گئے ہر مجلس اور ہر محفل کے لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائینگے آپ کی جادو بیانی مدتوں تک ہی محدود نہ رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بیدھڑک تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اس طرح آپ اپنی قوت بیانی سے بڑے بڑے کام کر لیں گے یہ دلا ہی یہ کتاب آپ کو اپنے گھر اپنے اعزا اور اپنے احباب میں ہر درجہ ہر دلعزیز کر دے گی قیمت فی جلد آٹھ آنے

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

## ایک ہندو خاندان کا قبول اسلام

### تبلیغی مقاصد کیلئے بہترین فسانہ

**ساوتری** ایک نہایت دلچسپ اور حیرت انگیز افسانہ ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک جوڈیا کا ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور شرک و کفر کے مقابلہ میں ایک نومسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کر کے اور بار بار بیوہ ہو کر بھی اسلام کی شمع کو روشن رکھا اور بیدردی سے مارے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور ہمعصر معارف اعظم گڈھ اور الجمعیۃ دہلی نے خاص طور اچھی تنقیدیں لکھی ہیں قیمت فی جلد ۸ر محصول ڈاک ۳ر

ان اہل خیر حضرات کے لئے جو اس فسانہ کو تبلیغی مقاصد کے لئے منگانا چاہتے ہیں اور اس کی ایک بڑی تعداد کو واقف مسلمانوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کرنے کے متمنی ہیں ان کے لئے مخصوص رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے یعنی ان کو ساوتری کی ۲۵ جلدیں ۴ر فی روپیہ کمیشن کے حساب سے دی جائینگی اور محصول ڈاک اپنی طرف سے لگایا جائے گا صاحب ثروت مسلمانوں کو جلد توجہ کرنی چاہیئے ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

# جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے

اور دنیا کے اسباب شکست پر جائیں تو ناچار مجبور ہو کر خدا کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جاتی ہیں ہر انسان کسی نہ کسی ہستی کی طرف رجوع کرتا ہے اس کا نام ادیان و مذاہب کچھ ہو دنیا کی کوئی قوم کوئی ملک کوئی زمانہ ہے کہ یہ چیز نہ پائی جاتی ہو یہ وہ شاہ راہ ملتی ہے جس میں بیرانسان اور شاہ زمان سب ایک حالت میں چلتے ہیں سنی المذہب فقرا کے پاس جس خریدہ کرامات ہے وہ سب انہی اوراد کی برکت ہے ان کی ہزار ہا بصیرت افروز (باقی صفحہ ۱۵ پر)

## مخدوم جہانیاں جہاں گشت

کے وظائف اور اوراد بہت ہی مجرب ہیں اب تک یہ اوراد سینہ بسینہ چلے آرہے تھے حضرت مولانا عرشی شاہ کی کاوش نے رفاہ عام کے لئے اس خزانہ کو لٹا دیا اور کتاب کی صورت میں پیش کر دیا عرشی صاحب کو یہ گنجینہ اسی سلسلہ سے ملا ہے۔

عرشی شاہ از حضرت سید محمد صاحب از حضرت سید حمزہ صاحب از سید امیر علی صاحب از حضرت سید وزیر علی صاحب از حضرت شاہ سید باز علی صاحب از حضرت شہاب الدین صاحب از حضرت فتح علی صاحب از حضرت سید نظام الدین صاحب از حضرت شاہ عبدالکبیر صاحب از حضرت سید مخدوم جلال الدین صاحب جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ اس کتاب کا نام اوراد و وظائف جہانیاں جہاں گشت ہے اس میں حسب ذیل کاموں کے لئے اوراد و وظائف درج ہیں۔ محبت الٰہی محبت رسول (ایمان) کی حفاظت کفر و ارتداد کی معافی عذاب قبر سے نجات شیطان کو مغلوب کرنا صلوٰۃ التسبیح تسخیر محبت استخارہ ہر حاجت پوری ہو دشمن کو مغلوب کرنا جو بیمار کی یاد میں قرض ادا ہو سکے لئے رزق کی گنجائش کے لئے اولاد نرینہ ہونے کے لئے بچوں کی حفاظت زندہ بچوں کی بیماری دور کرنے کے لئے عورتوں کے تعویذ اور فیض کے لئے مرد کے لئے دردسر زلزلہ بخار ہر قسم کا درد جیک انسب عشق عاشقی محبت کی زیادتی انتقام پہ کیڈ کی حفاظت کے نقش و ظائف اس کے علاوہ زلزلہ کے قبل از وقت پیدا ہونے کے دشمن کے مغلوب کرنے کے روزگار پیدا ہونے تنگی رزق دور ہونے قاضی و حاکم کی حفاظت من بھوت کی حفاظت مصیبتوں سے آزادی شوہر کو ہر طرح کا گم شدہ کو حاضر کرنا محبت تسخیر پانچوں وقت کی نماز کے فضائل نماز فرض کے بعد پڑھنے کی دعا ختم خواجگان نقشبند دعائے حیدری اسم اعظم کی وظیفہ جو اس کتاب میں موجود ہے ہر مولا مشکل کشا دعائے جوشن کبیر کا ترجمہ ہو چکا ہے مگر اس کتاب میں ترجمہ کے ساتھ دعائے جوشن کبیر کا اصل عربی متن بھی ہے مولانا عرشی نے ان اوراد و صدیہ کو عالم کر دیا ہے صفحہ کی کتابت و قیمت درج ہے پتہ جمیدیہ پریس دہلی

# دعائے مقبول مجلد

دعا کے متعلق کسی خاص تفصیل کی ضرورت نہیں رسول اللہ کا فرمان ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے یہ تو جو چاہے مانگ لے وہ قبول کرتا ہے لیکن جو دعائیں قرآن شریف یا حدیث میں ہیں یا بزرگان دین سے منقول ہیں وہ ضرور ہی درجہ استجابت تک پہنچتی ہیں دعائے مقبول وہ کتاب ہے جو ان سب کی جامع ہے اور حسب ذیل مضامین پر ہے۔

(۱) الصلوٰۃ الرسول اللہ کے قریب پہنچانے والی دعائیں سب عربی میں قرآن شریف سے لی گئی ہیں اور ترجمہ و تفسیر مولانا اشرف علی صاحب کا اس میں شبہ سے ایک جملہ میں کی الگ الگ دعا ہے اور اس کے اوصاف و افراد بھی مفصل بیان ہو عربی خط بہت جلی اور حاشیہ ہے ۲۷ صفحہ

(۲) مناجات مقبول یہ بھی ۲۷ صفحہ کی کتاب ہے حامد مولانا اشرف علی صاحب کا دیباچہ ہے اور بہت ہی پر شوق مناجاتیں ہیں سات روز کے لئے ہیں اور یہ مناجاتیں بھی قرآن و حدیث کا ترجمہ ہیں رات کو عشاء کے بعد یہ دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور خدا کے فضل سے ضرور قبول ہوتی ہیں مولانا نے نظر ثانی کر کے حال میں چھپوا لی ہے

(۳) ہفت اعزاب آئمہ طاہرین و مورد رسالے مولوی فارسی میں مناجات ہیں اور مولانا رحمہ کی تصنیف ہے اس میں سب سے متبرک کی دعائیں ہیں ضخامت ۱۲۰ صفحے

(۴) تتمہ دعائے مقبول ۲۰ صفحات حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا مقدمہ ترجمہ ان کے اوقات بھی مولانا نے درج فرمائے ہیں ہر دعا کے ساتھ کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کی دعا نہ ہو اور سب مجرب ہیں مختصر فہرست دعاؤں کی یہ ہے صبح شام کی دعا دعائے قرش کی دعا طلوع آفتاب کی دعا افطار کے وقت کی دعا گھر سے نکلنے کی دعا سونے کے وقت کی دعا بخار دور ہونے کے لئے دعا وضو کی دعائیں صبح کاذب کی دعا تہجد میں جاگنے کی دعا ہر نماز کے بعد کی دعا کسی کے ہاتھ سے انتقال کرنے کی دعا کھانے کے بعد کی دعا عورت کھانے کی دعا دعائے استخارہ دعائے ختم القرآن دعائے خلوت دعائے جامع دعائے رخصتی دعائے سفر دعائے سواری دعائے سفر دریا دعائے دخول شہر دیل پر چلنے کی دعا مصیبت سے بچنے کی دعا ظالم سے بچنے کی دعا دفع ہونے کی دعا حاجت کے لئے دعا ۲۷ دعائیں ہیں۔

(۵) حزب البحر حزب البحر بہت سے کاروں نے تکلیف کی ہیں لیکن یہ حزب حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے تکلیف میں دیا ہے بہت ہی مقبول ہیں اور ہر نماز کے بعد ہر دعائے مقبول ان پانچوں کتابوں کا مجموعہ ہے علیحدہ کوئی کتاب نہیں مل سکتی

قیمت صرف ۱۲

جمیدیہ پریس دہلی سے مل سکتی ہے

# روحانیت کا بادشاہ

یعنی سوانح حیات و ملفوظات حضرت پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی مصنفہ مولوی [illegible] حضرت غوث اعظم کی کتاب ہے اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں مقدمہ معجزات انبیاء کرام کرامات اولیاء کرام کا ثبوت فلاسفروں کی فطرت کی قدرتی عادات پر کیفیت کرامات غوثی عقل انسانی کو کبھی تحمل نہیں ہو سکتی اسلامی عقیدہ حضرت غوث کرامات معجزات کرامات کا فرق زمزمہ وحدت نامہ وحدت نامہ وحدت ذات غوثیہ حضرت غوث پاک کے فضائل و مناقب حضور پاک کی تزکیہ کے طریقے حضور کے ارشادات حضور کے نامہ حضور کے شیوخ طریقت حضور کے ارشادات اولاد و ازواج حضور کی ریاضت کے طریقے حضور کی عقیدت تعلیمات و ہدایات تعلیم توحید تعلیم اتباع تعلیم الطریقت تعلیم التصوف کرامات غوث پاک قصیدہ غوثیہ صادقہ ۱۲ صد بہت سخت زبان ہر قیمت ۱۲ ر جمیدیہ پریس دہلی سے مل سکتی ہے

# مرنے سے پہلے

اگر انسان اپنی گذشتہ زندگی کا جائزہ لے تو اس کو مرنا دشوار ہو جائے کیونکہ زندگی کا شاید ہی کوئی لمحہ ایسا ہوگا جو معصیت سے مبرا ہو پھر ایسے پر مصائب نا ہموار راہ سے اتنا کٹھن سفر کیونکر گذریگا یہ ایسا مشکل سوال ہے جس کا جواب اور تسلی جواب کسی اور کسی مذہب میں نہیں ملیگا عیسائی سمجھتے ہیں کہ یسوع کی صلیب ان کی نجات کی پوری کفیل ہے حالانکہ دنیا میں ہی ایک کے گناہ کے بدلہ دوسرے سے مواخذہ نہیں ہوتا نہ دوسرے کی ہمدردانہ قربانی اس کی تلافی کرتی ہے پھر وہ کہتے ہیں کہ جیسے کرم کے دوسرے جون میں وہی صورت اختیار ہوگی ان کے ہاں گناہوں سے نجات ہی ناممکن ہے۔

قربان جائیے اسلام کے یہاں ندامت کے دو آنسو اور سچے دل کی معذرت خواہی گناہوں سے یکسر صاف کر دیتی ہے اور خدا کی رحمت سے بشرطیکہ خلوص دل سے توبہ کر لی جائے **توبہ کیا ہے** اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں توبہ کی حقیقت توبہ کی صورت میں جب تک معلوم نہ ہو انسان صحیح معنوں میں توبہ ہی کیا کر سکتا ہے۔

## موت کا وقت مقرر نہیں

ممکن ہے اس کا وقت آن ہی آجائے اس لئے آج ہی ضرورت ہو کر توبہ کی حقیقت معلوم کر کے موت کے وقت سکون حاصل کر لیا جائے اس لئے آپ آج ہی جدید پریس ہی سے کتاب **توبہ** منگا کر پڑھ لیجئے امید اس پر عمل کیجئے تو پڑھ لینے کے بعد انسان کامل انسان ہو جاتا ہے توبہ پڑھ لینے کے بعد انسان گناہوں سے اس درجہ دور ہو جاتا ہے گویا اس میں گناہ کرنے کی قدرت ہی باقی نہیں رہتی کتاب کیا ہے ایک جادو ہے جس کا اثر محسوس کئے بغیر نہیں رہتا اس لئے ہر بالغ انسان کے لئے اس کا مطالعہ اشد ضروری ہے اس کتاب کی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

مناجات بمقام قاضی الحاجات دیباچہ توبہ توبہ کے معنی از روئے لغت مناجات توبہ، توبہ کی حقیقت، توبہ کی فضیلت، توبہ کا ثواب، توبہ کے متعلق سرور عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ، توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے تائب اور صابر قریب توبہ، حکایات توبہ ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ، توبہ کا ذکر قرآن میں، گناہ کی لذت، گناہ کا خیال، معافی کے ذرائع، صغیرہ گناہ کبیرہ بنجاتا ہے، جوش رحمت، توبہ کی شرائط گناہوں سے بارگاہ الٰہی میں مسترحمین، ندامت توبہ گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں اور حکایتیں مولا کی بندہ نوازی۔ پڑھا ہوا استغفار عبادت دلی، بیم و امید، عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوری مواخذہ سے سفارش، گناہ کے نقصانات، نفسی و اخلاقی امراض کا توبہ سے، دلچسپی گناہ گار کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے پیشرو اعزہ کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۲ ر

**خبر بھی ہے کل کیا ہونیوالا ہے** بیدار ہو جاؤ اے نیند کے متوالو اور بیہوش سونے والو آنکھیں ملو اور ہوشیار ہو جاؤ وہ دن سر پر آگیا جس کے خوف سے انبیاء نے پناہ مانگی وہ دن نزدیک آگیا جس کے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے وہ ساعت نزدیک ہے جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ حشمت الٰہی سے لرزاں ہوگی تم سوتے ہو نہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ جلد پوری ہونیوالی ہیں اس لئے آج ہی **قیامت کا پروگرام** منگا کر پڑھ لو اور یقین کر لو کہ جس راستے سے تم گزر رہے ہو اس کی انتہا بہت نزدیک ہے قیمت ۴ ر

منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

# مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر شخص بیچین ہے اور وہ اس کی تڑپ رہتا ہے کہ کاش ملیح مولا بنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کر لوں دوسری اقوام سے کہنے بجائے کہ مرنے کے بعد وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے اور مسلمان اس کا یقین کر لیں کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے ارادہ ہزار ہا خاصان خدا نے اپنے مشاہدات دوسروں کو خواب میں بتائے ہیں جو مرنے کے بعد ان پر گذرے ہیں یہ سب کتاب

## حیات بعد الموت

میں مفصل درج کر دیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے آگاہ اپنی بالکل یقینی آیندہ منزل کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے یہ کتاب حضرت مولانا مولوی محمد صدیق صاحب فاضل دیوبندی کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں فلسفہ روح انسانی دین و دنیا جسم و روح حقیقت روح انسانی روح انسانی کا دخول عالم جنین روح حیوانی اور روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عیادت سکرات موت ملقین، مومن سے یا کافر جسمانی سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات، حضرت ادریس کی وفات حضرت سلیمان کی وفات رسول کریم کا وصال، ایمان و کفر نیکی و بدی، نیک روحیں ملک الموت اور روحیں علیین ابرار، مقربین، مجاہدین شہید، سجین کفار کی ارواح سنا فق سے سوال مومن کی نیک روح نیک عمل عذاب و ثواب عالم برزخ قبر کا عذاب، و ثواب تجہیز و تکفین غسل میت غسل کا پانی کفن میت کی تفصیل نماز جنازہ کی امامت جنازہ کے ساتھ چلنا دفن میت اور قبر پر دعا و استغفار درود فاتحہ و ایصال ثواب، تلاوت قرآن کا ثواب قبرستان کی زیارت قبور نعوذ تسلی کہاں تک کہاں تک نجات اخروی میت کو کیا کیا چیز پہنچتی ہے **دوسرے حصہ میں ۳۳ صحابہ** کرام، صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کے رویائے صادقہ اور مبشرات درج ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے مریدین و احباب کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جس سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے پیشرو اعزہ کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۱۲ ر

نوٹ:- اس کتاب کے لکھنے میں بہت محنت اور کاوش کی گئی ہے اور بہت سی نظمیں اور مناجاتیں درمیان میں ہیں جو ضرورت بجمل موجود ہیں صفحات ۱۰ اصفحہ کا غذ ولایتی سفید چکنا بہت موٹا اور چکنا ولایتی قیمت صرف دس آنہ ۱۰ ر

# حیرت نما قرآن شریف

## سب سے بڑی تفسیر والا ۲۶+۲۰ تقطیع والا دلی کی سلیس زبان کے ترجمہ والا

۱۳۴۹ھ کی رعایت کا حیرت خیز مظاہرہ ہدیہ بجائے سات روپے کے صرف ۴ روپے

بڑی تقطیع کے قرآنوں میں اس کے برابر تو خیر کیا اس سے ڈیوڑھی جسامت پر معمولی قرآن شریف بھی جبکہ آجکل نہ مل سکتا ہو تو یہ مترجم بالتفسیر کامل قرآن شریف ہدیہ زاحمیدیہ پریس دہلی کی وہ خصوصیت ہے جس سے دہلی کے تاجران قرآن شریف اگر خفا ہو جائیں تو یقیناً ان کا غصہ حق بجانب ہوگا اور ان کا یہ خیال کسی درجہ میں بھی غیر قبیح نہیں ہو سکتا کہ اتنا اچھا قرآن جب ان داموں میں مل جائے تو چھوٹی تقطیع کے قرآن شریف کون لیگا۔

قرآن شریف کی اشاعت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اگر میں کم نفع لیکر بعض اوقات بلا نفع قرآن شریف ہدیہ کر دیتا ہوں تو اس میں تاجران کو تجارتی اصول مدنظر رکھنے چاہئیں آخر رسالہ مولوی بھی تو اسی شان کے ساتھ شائع کرتا ہوں کہ علاوہ رسالانہ چندہ عاء روپے سالانہ لاگت کا پرچہ دیتا ہوں۔

اب ناظرین اس قرآن شریف کے منگانے میں ذرا تامل نہ کریں کہ پیسے ہدیہ میں اس قرآن شریف کے کاغذ کی قیمت ہے نہ چھپائی کی نہ کتابت کی کیونکہ یہ کی تو فقط جلد ہی بنتی ہے۔

**خوبیاں** کیا کہا بتا دوں مجسم خوبی ہے بڑی تقطیع ہے کاغذ موٹا مضبوط ہے کتابت منشی محمد قاسم صاحب کی ہے جن کی نظیر عرب میں نہ ایران میں ترجمہ کی زبان بالکل ایسی ہے جیسی دہلی کے اقدم شرفا کی زبان تھی کرخنداری سے راس کماری تک جن کو ذرا سی بھی اردو آتی ہو وہ گویا اردو میں قرآن شریف پڑھ رہا ہے ابتدا میں ایک مقدمہ بھی ہے جس میں فہرست مضامین قرآن شریف ہے اور ہر مضمون کے متعلق قرآن پاک کی آیات کا حوالہ معہ نمبر صفحات ہے بعض مضامین یہ ہیں کہ مکمل تو قرآن شریف دیکھنے سے معلوم ہوں گے۔

اصلاح عقائد۔ احیاء موتی اور قیامت کا ذکر دوزخ کے حالات جنت کے حالات فرشتوں کے حالات آنحضرت کا نبی برحق ہونا قرآن مجید کی حقیقت نصائح و مواعظ قرآنی دعائیں مسائل نماز مسائل زکوٰۃ و صدقات مسائل حج مسائل روزہ نکاح و طلاق، لعان، ایلاء ظہار قسم اور کفارہ میراث و وصیت بیع و تجارت حلال و حرام والدین و اعزہ کے حقوق حقوق زوجین غیر اقوام کے ساتھ معاملہ آسمان و زمین آسمان و زمین انسان کی پیدائش آدم و حوا۔ ابلیس، ہابیل و قابیل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے فرداً فرداً حالات سب سے اخیر میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جامع و مبسوط حالات۔

اس کا مقدمہ موجودہ قرآن شریف کے مقدمات سے بالکل انوکھا ہے یعنی مذکورہ مضامین کے تحت میں صرف آیات و صفحات کا حوالہ ہے اب آپ وہی آیات نکال لیجئے اور اس کی تفسیر سے تمام حالات معلوم کر لیجئے شبہ کی گنجائش نہیں کہ کوئی بات موضوع نظر آئے۔

میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس مختلف ترجمہ کے قرآن شریف پہلے سے موجود ہیں تب بھی اس کا نہ ہونا بڑی کمی رکھتا ہے اور اس حالت میں کہ اس کا ہدیہ پہلے سے تقریباً نصف ہے اس کی قیمت اس کی نہ خریدنا مالی مجبوری سے ہو تو لاچاری ہے ورنہ کوئی وجہ بھی مانع نہ ہونا چاہیے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف تین روپے چار آنے (پیسے) قرآن شریف پچھلے سال سات روپے میں اور سال ماقبل آٹھ روپے کے حساب سے میں نے سینکڑوں ہدیہ کئے ہیں اس دفعہ بہت کافی کوشش اور صرفہ کے بعد کم قیمت پر حاصل کئے ہیں ویسا ہی رعایتی اعلان کر دیا اشتہار میں خرچ نہ ہو تو میرا قصور نہ ہو میرا تو یہ جی چاہتا ہے کہ قرآن شریف بلا نفع ہدیہ دوں

**ضروری گذارش** جب تک میرے پاس یہ قرآن شریف ہیں اسی وقت تک موجودہ ہدیہ پر دینے کا ذمہ دار ہوں جب میرے پاس ختم ہو جائینگے تو پھر جس نرخ سے حاصل کر دونگا وہ قیمت لوں گا اس لئے جلدی منگانا بہتر ہے۔ یہ مجلد چرمی سوا تین روپے

محصول ڈاک ایک روپیہ تین آنے۔

پتہ:۔ حمیدیہ پریس۔ دہلی

---

سورۂ کہف کی برکت اس سورت کی آیت ۱۰ سے پڑھنا شروع کرے اور ۱۰ آیتیں پڑھ لے تو دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

سبحٰی اللّٰہ

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا

سب تعریف اس اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی

۴۲

الکہف

# عورت

## عورت کی زندگی اور ہر قسم کی اور ہر جگہ کی عورت کے متعلق دنیا بھر کی معلومات اس کتاب میں موجود ہے

اردو زبان میں آج تک کوئی کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ مکمل نہیں چھپی دو سو صفحے کی ضخامت ہے اور تقریباً پچہتر تصاویر ہیں ۸ رنگین تصویریں ہیں کتاب کی اہمیت کی اندازہ اس کی مختصر قیمت سے ہو سکتا ہے اس قدر کثیر مصارف کے بعد اس کی قیمت صرف دو روپے ہے جو فی تصاویر کی قیمت ہی نہیں

### تصاویر

علاوہ دنیا کی تین حسین ترین عورتوں کے پنجنگی فوٹو کے جن میں
۲ رنگین چھپے ہوئے ہیں
(۱) عہد شباب کا دلچسپ مشغلہ
(۲) زندگی سے بیزاری
(۳) انتظار کی آخری گھڑیاں
(۴) پیکر جمال
(۵) ریاست سکم کی عورت
(۶) عراق کی عورت
(۷) برما کی عورت
(۸) ہانگ کانگ کی عورت
(۹) نیوزیلینڈ کی عورت
(۱۰) معرکی عورت
(۱۱) حبشی عورت
(۱۲) یورپ کی عورت
(۱۳) ہزار غرب الہند کی عورت
(۱۴) نیگرو عورت
(۱۵) اسپین کی عورت
(۱۶) چین کی عورت
(۱۷) سوئیڈن کی عورت
(۱۸) ملایا کی عورت
(۱۹) سائبیریا کی عورت
(۲۰) پرتگال کی عورت
(۲۱) لیتھونیا کی عورت
(۲۲) منچوریا کی عورت
(۲۳) راجپوتانہ کی عورت
(۲۴) منگولیا کی عورت
(۲۵) زمانہ حال کی انگلش عورت
(۲۶) لمبے بالوں والی عورت
(۲۷) سیام کی عورت
(۲۸) رائشور یا کی عورت
(۲۹) برلن کی دوشیزہ
(۳۰) ساڑھے پندرہ لاکھ کی عورت
(۳۱) لیپ لینڈ کی عورت
(۳۲) ٹیرولنس کی عورت
(۳۳) مارواڑ کی عورت
(۳۴) کوہستانی دوشیزہ
(۳۵) فرانس کی دوشیزہ
(۳۶) ساموی کی عورت
(۳۷) بلوچستانی عورت
(۳۸) ترکی عورت
(۳۹) بجلی کی شعاع سے علاج
(۴۰) لندن کی مشہور عورتیں
(۴۱) بنگالی رقاصہ
(۴۲) ہندوستانی رقاصہ
(۴۳) ہرنگ کا قدیم رقص
(۴۴) فرانس کی رقاصہ
(۴۵) پرس کی رقاصہ
(۴۶) آخری کی رقاصہ

### قلمی تصاویر

زائد بچوں کے نمونے ۱۲ تصویریں

عورت اپنے گھر میں ۱۲
عورت کے ساتھ لباس ۱۲
ہندوستانی درویش ۱۲
عورت کی عمر کا تجزیہ ۱۲
عورت کی زندگی ۱۲
معرفی فیض کی عورت ۱۲
مغربی درویش ۱۳
درمغربی ۲

### مضامین

ہر تصویر کے متعلق تاریخی معلومات

اور لولی نصیرہ دلچسپ
عورت کیا ہے عورت کی تاریخ
عورت کے توہمات
مغربی عورت
عورت کی تجارتی نمائش
عورت کیسے مرد کو پسند کرتی ہے
عورت کی ذمہ داریاں
کوک شاستر میں کیا آیا ہے
کوک شاستر سنسکرت

### پہلا باب

عورت کی زندگی
عورت کا زبردست طاقت
عورت کی پیچیدہ زندگی
دلچسپ اور حیرت انگیز سرورق
دوشیزہ کی نازک زندگی
قومی ترقی کا انحصار عورت پر
شوہر کی محبوبہ کا قتل
دنیا کے ساتھ کا کامل نمونہ
مکمل زندگی کے صحت انگیز
مصور مرد کی پہلی تصویر
شوہر کی محبت کا مقدمہ فرض
بارہ تقاضے کی خمار
عورت کی پیشانی کی جھریاں
محبت تجارتی کا نقش اولین
خوش مزاجی کی علامتیں
خوش مزاجی سے بڑی نعمت
کام اور زندگی
اشارہ و فریبانی کی کہانی
طلاق تعلیم میں قوت والا
خوبصورت چہرہ پر حیا کا نقاب
شان فیاضی کا پرکیف نظارہ
اخلاقی تربیت کے اصول

### دوسرا باب

انسانی زندگی کا سانچہ
مردانی صورت سے نسبتی
عورت کی معصومیت
عورت عورت کی دشمن ہوتی ہے
عورت کے لباس میں ترقی
عورت کتاب کی تالیف کا مقصد
کرکٹ شاستر کی چار عورتیں
فحش کتابوں کی اشاعت
عورت کی جاذبیت
عورت کا دوست اعانت
عورت کی متضاد فطرت
عورت کے فاروں پر عورت کا
عورت دنیا کی بہترین دولت
ہے
صنعتی معاشرہ کی ضرورت
عورت کا خانہ داری کی گہرائیوں
عورت کی ضرورت ہے
خانہ محبت کی بیداری
حسن و جمال کی آخری دلکشی
حب الوطنی کے جذبے کو ٹھیک
ظاہر پروری کا المناک نظر
کامیابی کی گفتگو میں انکار
شادی خوبصورتی میں چار چاند
ایک خوبصورت خاندان کا ویران
یہی شوہر اور جھوٹی قسم
قبل از وقت اخلاقی کشمکش
عورتوں کی بارہ عادت
خرمن محبت کے نئے شعلے
داستان محبت پر بادہ نما
زعم دولت کے لئے عمدہ کامیابی
نقطہ اوج فیض کا انحصار
لڑکیوں کے لئے ورزش
ورزش کے لئے بہترین زنانہ
بدرانہ عمل کی عادت
نہایت نسائی بے قدری

### تیسرا باب

عہد دوشیزہ عورت پر
شباب میں
عہد شباب کی سحر کاریاں
منزل شباب میں خمار یاس
حریم حسن سے چیدہ چیدہ
خارجی چیزوں سے لطف
اندوزی
عاقبت اندیشی کا فوٹو
شمع حسن کے تاثرات
کامیاب زندگی

### چوتھا باب

جرعہ کش ناکامیابت کا قصہ
اثر نیت، حظ نفسانی
عضو توانی سے نادانستہ
عنس مخالف کی آلودگی
محراب جمال کی صفائی
تصرف عصمت میں آب نیساں
اعادہ نسل کی ضرورت
بانجھ و ناامید کی گود بھرنی
زنانہ عادات کا فدیہ
تحمل محبت کی بیتابی
نسوانی زندگی کا سب سے اہم
مسئلہ

### پانچواں باب

فرائض نگار بنیاد پرستانہ
بچوں کے بے کیسل کود
مناظر فطرت کا پرکیف اثر
صحت جسمانی کا اثر
زندگی کا نیا دور
سرور دوراں کی بیداری
شاہراہ شباب کے فنیب و
فراز بادہ شباب کی مدہوشیاں
مصنوعی ہستیوں سے لطف
اندوزی
خریدار جاں کی عزت
سسرال والوں کی محبت
کامیابی میں ناکامیاں
عہد شباب کا تلاطم
سفر فرسا صلاحیت میں
بادہ محبت
پرسرور بادہ موصلت
پوشیدہ اعضائے جسم
منزل عیش کا پرکیف
راستہ
ایوان عصمت کا سنہرا نغمہ
اوضاع نسوانی کا سرتاج
پیکر ناز کی مجبوریاں
حصار عصمت کی تسخیر

### اس کتاب میں

اسی قسم کے دس باب اس کتاب میں ہیں اور عورت سے لطف اندوزی کے ہزارہا سائل موجود ہیں اس کے علاوہ نسوانی علاج بھی کی پرورش و برتھ کنٹرول پیدا ہونے کے ۱۱ ان عنوانوں کو بھی چھوڑا انہیں میں مرد عورت کی لطف اندوزی تشنہ رہ جائے

**ضخامت ۲۰۰ صفحات تصاویر ۱۲**

**قیمت صرف دو روپے**

**حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# ازدواجی مسرتوں کا راز

صرف اس میں پوشیدہ ہے کہ عورت شادی کے متعلق تمام موجودہ ہندوستان کی خواتین کی بہتر ہو عصمتی تعلیم کے لئے ہم نے ایک بالکل نئی اور دلفریب کتاب **شب ناز محمد عمروی** لکھوائی ہے یہ وہ دلچسپ کتاب ہے جس میں بیکر نسوانی اور ازدواجی زندگی کا کوئی ایسا پوشیدہ راز نہیں جو رنگین خطوط سے پردہ میں ظاہر نہ کیا گیا ہو۔ ۲۰۰ صفحات کی دری جلد لکھی گئی ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ہندوستانی مستورات کے لئے اس قسم کی صنفی طبی معاشرتی اور اصلاحی کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی کی کتاب کا ایک حرف رنگینی اور معلومات میں ڈوبا ہوا ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بغیر کسی مرد اور عورت کی ازدواجی زندگی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی کیا ہر طبقہ کی تصویریں ہیں کاغذ سفید دلچسپ چکنا ضخامت ۲۰۰ صفحات کتابت طباعت اعلیٰ

قیمت صرف ایک روپیہ۔ مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہیں

**مقدمہ**
عزم و استقلال کی دشمنگر کا
ہمت مردان مدد خدا
شب ناز محمد کا مقصد
دوسری کتابوں سے وارثہ
شب ناز محمد کی خصوصیت
اصلاح معاشرت
ریاض عصمت کی گلچینی
حفظان صحت صنفی
زاویہ نگاہ سے
رحم مادری میں زندگی کی
تشکیل ازدواجی زندگی کی
مسرتیں
شادی کا فلسفہ
سہاگ رات کا سہاگ
رشیدہ کی سرگزشت

**ب ۱**
نفس میں پرواز گلستاں
کی حسرت

**ب ۲**
جنس لطیف اور صنفی تعلیم
صنفی تعلیمات کی شدید
ضرورت
صنفی معلومات کا ذریعہ
سہیلیوں سے افشائے راز
شب عروسی کا ہولناک نظارہ
خوف و ہراس کی نقش
بازاری کتابوں کا سطحی
شب عروسی
صنفی معلومات کا بہترین ذریعہ

**ب ۳**
پیکر نسواں کی رعنائیاں
عورت مرد کی تخلیق
نوجوان لڑکوں کی دلدہی
عصمت نسوانی کا مقصد
عصمت کا بیش بہا خزانہ
راز مواصلت کی افشا
نگہدار عصمت کی مدد کی
ہم آغوشیوں کی لذت
رحم مادری میں زندگی

**ب ۴**
بالغ جوانی کی خوشخبری
عیش و مسرت کی رات
نوشا کا مکان
دولہن کا بھاگ
ازدواجی زندگی کے دو بہترین
نکچر طالب عصمت کا نیاں
محبت کی ادا شناسی
محبت کے آنسو

**ب ۵**
اظہار و اتہامات کی نحوست
بزرگوں کی مدافعت
جذبہ شوق کی فراوانی
محبت کی غلط فہمیاں
تلوں کی زندہ مورت
شکایتوں کا پارینہ دفتر
قید سے آزادی کی خواہش
ازدواجی ڈھانچے کا ایک
المناک انجام
ہنڈیا پر دانا

**ب ۶**
وعدہ شکنی
گلچینی حسن کی اجازت
کیف وصال
دست شوق کی پردہ دری

**ب ۷**
شب عروسی کی پر کیف یاد
شب عروسی کی صبح
آنے والے واقعات کا انتظار
شب بچہ کا تصور مقدس
محبت کی گدگدی
شریک زندگی اور تعلیم
زندگی کا تلخ تجربہ
رشیدہ کی سرگزشت
دولہن کا بھاگ

**ب ۸**
ازدواجی زندگی کے دو بہترین
نکچر طالب عصمت کا نیاں
محبت کی ادا شناسی
محبت کے آنسو

**ب ۹**
اظہار و اتہامات کی نحوست
بزرگوں کی مدافعت
جذبہ شوق کی فراوانی
محبت کی غلط فہمیاں
تلوں کی زندہ مورت
شکایتوں کا پارینہ دفتر
قید سے آزادی کی خواہش
ازدواجی ڈھانچے کا ایک
المناک انجام
ہنڈیا پر دانا

**ب ۱۰**
شب عروسی میں مسرتوں کی بارش
شب عروسی کی پر کیف یاد
شب عروسی کی صبح
آنے والے واقعات کا انتظار
شب بچہ کا تصور مقدس
محبت کی گدگدی
شریک زندگی اور تعلیم
زندگی کا تلخ تجربہ
رشیدہ کی سرگزشت
دولہن کا بھاگ

**ب ۱۱**
دنیا کا راہ داہ
شوہر کی گاڑھی کمائی
محبوبہ کے لئے پھولوں کا گہنا
محبت کا بیش قرار خزانہ
فرصت کی سیر بیگاں
گھر میں سینما کا لطف
کتا انعام
جنس لطیف کی ذمہ داری
شوہر پر مکمل قابو
محبت کی شہزادی
عورت کی نئی شان
تسخیر کا زبردست عمل
بیوی کی سچی تعریف
محبوبہ کا مزاج شناسی
شوہر کی مزاج شناسی
شوہر کے پر معنی اشارے
ایک سبق آموز داستان
خود داری کا دلپذیر نمونہ
محرم راز کی رازداری

**ب ۱۲**
طالب و مطلوب کی آزمائش
ہم بستری کی تفریحی لذت
مواصلت کے عریاں نظارے
مواصلت کے غیر تمدنی طریقے
بستر پر کی پر محبت جنگ
ایران عصمت کی افسوسناک
ازدواجی مسرتوں کا بہترین
ماہ شوی کی دریائی سیر
سحر خیزی کی سحر طرازی

**ب ۱۳**
شوہر کی آمد
پرستار دل کی خدمت
دلداری کا ثمرہ
شوہر کا دل مٹھی میں
ایک پیچیدہ سوال
تسخیر شوہر کے رموز نکات
تجربہ کار باپ کی بیٹی کو نصیحت
حسن کی دیوی اور مسرت کا
عبرت سرا دلدوز مرقعہ

**ب ۱۴**
تعدد محبوب کی جستجو
شاہ صاحب کی کرامت
سند یافتہ درویش
جوگن کشی وصال کا نوبہ
پریوں کا سایہ
عورتوں کی عورتوں
سے مواصلت
تعلیم یافتہ لڑکیاں
اور غیر فطری طریقے

**ب ۱۵**
زنانہ زندگی کا پروگرام
ساتوں کا خلش شوق
فرزند عصمت پر مہر
محبوبہ طلاق کا نیا بہانہ
نسوانی دنیا میں ایک
خاص شکایت
مے شباب کی بدمستی
جنس لطیف کی باہمی
مواصلت
شوہر کی ہم آغوشی

**ب ۱۶**
بیکے کے ڈنفریب تصور
ازدواجی زندگی کا ساز
قیامت کی جھوٹی بہن
ازدواجی مسرتوں کا اختصاص
سخت کلامی کا تیر
جنس نایاب کی قدر و قیمت

ملنے کا پتہ۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# دعویٰ کا اعلان

مردہ زندہ کرنے کا یہ حیرت انگیز معجزہ صرف "مارالحیات" کے استعمال کرنے سے کیسا ہی نامرد ہو۔ (سوائے مادرزاد) اور نامردی کسی وجہ سے ہوگئی ہو دنیا بھر کے علاجوں سے مایوس ہوکر اور تھک کر بیٹھ گئے ہوں وہ زور اور قوت باہ اس قدر پیدا ہوگی کہ ناممکن ہے آپ اس کو برداشت کر سکیں۔ ایک ہفتہ کا استعمال ضبط سے کر لینا عمر بھر کے لئے مقوی مبہی دواؤں سے بے نیاز کر دے گا۔ تاعمر قوت میں کمی نہ ہوگی بے انتہا لذیذ مبہی ممسک دوا ہے۔

تندرستوں کے لئے ضرورت کے وقت صرف ایک گولی کا کرشمہ طرفین میں ارنگی پیدا کرے گا۔ جب جی چاہے آزمائیے۔

حسب تحریر نہ ہو قیمت دوگنی واپس بلکہ بذریعہ وی۔ پی وصول کریں۔

فی ایک ہفتہ کی دوا قیمت چھ روپے ستے۔ نمونہ قیمت دو روپے (عہ) علاوہ محصول

# طلا دودھ والا

عجیب غریب صفت رکھنے والا طلا یقینی طور پر دعویٰ کے ساتھ آٹھ روز میں نامرد کی خرابیوں کو مخلوق کی جلد خرابیوں کو رفع کرتا ہے۔ اور از کار رفتہ نامرد کو قوت مردی کی پوری قوت سے تنومند اور جوان بناتا ہے۔ زمانہ گذشتہ اور حال کے طریقہ علاج سے یہ بالکل جدا اور نئی دریافت سے تیار کیا جاتا ہے اس کا طریقہ استعمال نرالا ہے جس سے مریض کو یقین کے ساتھ پہلے ہی روز فائدہ معلوم ہونے لگتا ہے اور پورے آٹھ روز میں مریض کامل صحت حاصل کرتا ہے۔ اجسام السفنی کی پرورش کرتا ہے۔ فربہی۔ قوت دوازی پیدا کر کے انسان کو قابل فخر انسان بناتا ہے بطف یہ ہے کہ قطعی طور پر بلا ضرر ہے۔ اس دعویٰ کے ساتھ ہم فروخت کرتے ہیں کہ اگر یہ طلا عضو کو تندرست نہ کرے یعنی کمی۔ لاغری سستی۔ ناطاقتی۔ کبر سنی۔ مجلو قیت کی جملہ خرابیوں۔ جوانی کی بداحتیاطیوں کی خرابیوں کو رفع نہ کرے تو قیمت کی واپسی کا شرطیہ اقرار ہے۔

آزمائش کے لئے چار روز کا طلا قیمت چار روپے (ملغم)۔ آٹھ روز کے لئے مکمل قیمت آٹھ روپے (ستے)۔

**خوشوقتی ممسک** اعلیٰ درجہ کی امساک پیدا کرنے والی گولیاں بے ضرر ہیں۔ نقصان رساں جزو سے پاک ہیں۔ یہ مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کے خاص نسخہ کے مطابق تیار کی جاتی ہیں اپنے اثر میں لاجواب ہیں۔ امساک کو جب تک قائم رکھنی ہیں کہ ترشی منہ میں نہ رکھی جائے۔ ہر یان اور سرعت انزال کی دشمن ہیں۔ قیمت فی ڈبہ رعن دو روپے۔

**روغن مژدہ جوانی** عورتوں کی گری ہوئی اور لٹکی ہوئی چھاتیوں کے لئے جو جوان عورتوں کے لئے حسن کی بدنمائی کا باعث ہوتی ہیں۔ لاجواب چیز ہے۔ چھاتیوں کو ابھار کر ان کو سخت اور تنا دیا پیدا کرتا ہے ہزارہا عورتوں کی حسن کی خوبصورتی میں اس کے استعمال سے چار چاند لگ گئے ہیں۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)۔

محصول ڈاک ا۔

**طلا رازی** سستا اور بہترین طلا ہے۔ عضو مخصوص کی خرابیوں کو رفع کرتا ہے۔ مجلو قین کے لئے لاجواب ہے۔ فربہی و رازی پیدا کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)۔

**فلاور کریم** چہرہ کے مہاسے جھائیاں داغ دھبے دور کرنے اور جلد کو گورا خوبصورت اور سخت جلد کو نرم اور چمکدار کرتی ہے۔ پاکیزہ خوشبو ہے خاص خوبی اس میں جلد کی رنگت کو نکھارنے سیاہ جلد کو سفید کرنا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ

# جام عیش

سابق مہاراجہ کشمیر کے خاص الخاص نسخہ سے تیار کی ہوئی نہایت مقوی و ممسک دوا ہے جسکو مہاراجہ مدگور نے تاحیات اپنے خاص طبیب کے مشورہ سے استعمال کیا یہی سبب تھا جس کی وجہ سے تادم زندگی وہ بیسیوں عورتوں پر قادر رہے۔ یہ جوانوں کی برباد شدہ زندگی کو واپس لانے کیلئے روح لطیف ہے۔ یہ بوڑھوں کو جوان بنانے کی بے زوال مسیحائی دوا ہے۔ وہ ناقابل اور مایوس مریض جنہوں نے اب مایوس ہوکر اپنی زندگی کو ناکامی و نامردی سے بسر کرنے کا تہیہ کر لیا ہو۔ وہ **جام عیش** کو حرز جان بنائیں۔ اور اپنی مایوسی کا خاتمہ کریں۔ پھر دیکھیں کہ ان میں کتنی قوت مردمی پیدا ہوتی ہے۔ ناممکن ہے کہ آپ ایک دن بھی برداشت و ضبط سے کام لیں۔

ایک نہیں دو نہیں چار شادیوں والے بھی ہر ایک کو خوش رکھ سکتے ہیں آزمائش اور تجربہ ہی کھرے کھوٹے کی پرکھ ہے۔ لطف تو جب ہی ہے جب اس کا تجربہ کر کے آپ ہی اپنے منہ سے تعریف کریں۔

یہ دوا مکمل مقوی مبہی۔ تازہ خون پیدا کرنیوالی۔ رگ و پٹھوں کو مضبوط کرنے والی ہے یہ گمن کھائی ہوئی ہڈیوں اور گوشت اور خشک شدہ خون کو تازگی بخشنے والی دوا ہے۔ قیمت تین ماشہ کی شیشی آٹھ روپے (ستے)۔

**حلوا سپاری پاک** اصلی نسخہ سے جس میں ڈیڑھ سو سے زیادہ ادویات شامل ہیں تیار کیا جاتا ہے۔ عورتوں کے لئے مخصوص چیز ہے۔ ان کے امراض رحم کی کمزوری۔ ایام کی بے قاعدگی۔ رطوبت کا بہنا۔ رطوبت کا مقدار مقررہ سے زیادہ یا کم آنا اس کو رفع کرتا ہے۔ ایام باقاعدہ ہونے لگیں۔ رحم قوی و مضبوط ہو کر قابل اولاد ہوتا ہے۔ درد کمر درد گردہ۔ دماغ کی کمزوری۔ اوں کی کمزوری کو رفع کرتا ہے۔ مضیق انذام ہے۔ جو عورتیں اولاد سے محروم ہیں ان کو اس کا استعمال کرتا اولاد جیسی نعمت سے خوشی بخشتا ہے یا جن کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو ان کے لئے یہ حلوا تندرست اور خوبصورت اولاد پیدا کرنے کی تقویت دیتا ہے۔ یہ عورتوں کے امراض کے لئے خاص الخاص ہمارے ہاں کی پیٹنٹ دوا ہے۔

قیمت ۴ خوراک پانچ روپے (عہ)۔ ۲۰ خوراک تین روپے (ستے)۔

**حمول پرکیف** بوڑھی۔ اور جوان عورتوں سے جنکی شادی کو مدت گذر چکی ہے ان سے نوجوانی کا لطف اور زن باکرہ نئی نویلی دلہن کا سا لطف اٹھانیکے لئے ان حمول کو استعمال کرنا چاہئے۔ قیمت ۱۶ حمول کی شیشی تین روپے

بذمہ خریدار

ملنے کا پتا: سعید برادرس اینڈ کو کلاں محل ۵ دہلی




# اسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

## اسلامی تعلیم

میں ملیگی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود مجتہد بن سکتے ہیں پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے۔ اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل رہیگی۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوی سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آسکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ ضخامت تقریباً پانسو صفحات۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ قیمت مجلد چرمی تین روپے (۳؍) مجلد پارچہ ڈھائی روپے (۲؍) فہرست مضامین پڑھیئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے:-

### کتاب العقائد

عقائد کی تعریف۔ عقائد کو کلام کیوں کہتے ہیں۔ کلام کی تاریخ
معتزلہ اشاعرہ کا ذکر
فلسفہ کو کلام میں تمیز کرنا۔
باعث و علم الکلام
اقسام عقائد ضروریہ
خدا کا ثبوت اس کی ذات صفات
خدا کی وحدانیت کا ثبوت
خدا کی وصفات کیا ہیں۔
حیات، سمع، بصر، کلام آنحضرت کے

خدا عرش پر ہے اس کا مطلب
مسئلہ رویت الوجود کی حقیقت
خدا کی صفات کا عقیدہ
رسول کی تعریف اور احکام عقائد
رسولوں میں تفضیل کرنی بے ادبی ہے۔
آنحضرت کی فضیلت اور خصوصیات
معراج کا ثبوت تفصیلی ذکر
معراج صفات ہے یا جسمانی معراج کا ثبوت
آنحضرت کے بعد کسی نبی کا نہ ہونا

آنحضرت کو خدا نے جو نبی کی باتیں بتائیں
سب سے پہلے نبی کون تھے
نبی اور رسول میں فرق
اولیاء اللہ کی تعریف
کرامت کا ثبوت
کتب الہیہ
یہود و نصاریٰ کی کی ہوئی تحریف
خدا کا کلام تغیر سے یا حادث
قرآن کے احکام ابدی ہونے کا ثبوت
قرآن شریف کس طرح نازل ہوا۔

قرآن کی ترتیب اور جمع و تدوین
قرآن کی سات قرأت
قرآن بدل کا بیان کا ہے
تحریف قرآن ناممکن ہے
قرآن میں ناسخ و منسوخ
حروف مقطعات کے مختلف بیان
دین کے احکام (قرآن) حدیث
اجماع اور قیاس ثابت ہے
بدعت، اجتہاد کے شرائط
فرقہ ناجیہ کی تعریف اور اس کی بنا
صحابہ کے سب کو فقہی قابل اقتدا

صحابہ میں کون فقیہ تھے؟
مدون مسائل فقہ کے ذریعہ
فرقے اور ان کی تعداد
شیطان کون تھا؟
جنوں کی حقیقت کفر و ایمان
تعویذ گنڈے اور نقوش بانی
موجودہ تمام فرقوں کی تاریخ
قضاء و قدر
فرقہ گمراہ معاند کہنے کا نہیں
انسان کی موت کس کے قبضہ میں ہے
مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔

عذاب قبر حشر، منکر نکیر
راحت ابدی
بھیانک ثواب قائم
قیامت کی علامتیں اور اس کی تفصیل
ظہور مہدی، خروج دجال
حضرت عیسیٰ کا نزول
یاجوج ماجوج، حضرت عیسیٰ کی
وفات، حضرت طلوع آفتاب
حشر، طریق اور جسم و قوتوں کا ہونا
حساب و کتاب میں بڑے نے
گناہ میزان، موقف کرنا، صراط

آنحضرت کی شفاعت
علماء اور شہداء کی شفاعت کیسے
جنت و دوزخ کا حال
جنت اور دوزخ دونوں موجود ہیں
امامت، نصب امامت، سیاسی
خلفائے راشدین کی خلافت
عشرہ بشرہ، صحابہ کی قدر و منزلت
شیعہ کے امام مہدی غائب
ہیں۔ احکام اسلام کا نہ ان کی ذمہ

### کتاب الطہارت

فقہ، اصطلاحات

MAULVI DELHI REGD. NO. L. 1866

باب الحیض و النفاس و متعلقہ مسائل
سنن و مستحبات وضو کے بیان میں
حقیقۃ الوضو و مکروہات وضو، فرض
کن کن عبادتوں کے لئے وضو فرض ہے
کن کاموں کے لئے وضو مستحب ہے
کن وقتوں میں وضو مستحب ہے
وضو توڑنے والی چیزیں
زخم سے خون بہہ نکلنا
تلے کے مسائل
کیا سترہ دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم
بیان غسل و موجبات غسل
مرض میں غسل کا طریقہ
غسل کی سنتیں
وہ اسباب جن سے غسل فرض ہو
احتلام کے مسائل
غسل کن مرضوں پر سنت ہے
غسل کب مستحب ہے
جب غسل فرض ہوا ہے کیا کرنا چاہئے
قرآن مجید و تورات و انجیل کو چھونا
کس پانی سے وضو و غسل کرنا چاہئے
جاری پانی کا حکم، باٹھ کا پانی
حوض دودھ کا حکم
حوض و تالاب کے مسائل
ناپاک پانی سے پانی بھرا نالی
کنویں میں بلی کی اور ناپاکی کے مسائل
پانی کے ناپاک کرنے کا طریقہ
پانی کے جانور، دال سے کنویں
کا پاک کرنا، انسان و دیگر جانوروں کا جوٹا
کروہانی، غسل و وضو کا حکم
تیمم کے فرائض، اس کی ترکیب
پانی کی تلاش کہاں تک کی جائے
ناپاک زمین کا تیمم میں جانا
بیمار و قت میں تیمم کا حکم
مرد سے تیمم کرانا، کس تیمم سے
نماز جائز ہے، کئے ہوئے بالکا کا
تیمم، تیمم سے نماز درست ہے یا نہیں
کس تیمم کے تیمم جائز ہے
کن چیزوں پر تیمم نہیں ہو سکتا
موزوں پر مسح کے مسائل
سوتی اونی موزے کا حکم
مسح کی مدت، مسح موزہ کا فرض
مسح کا طریقہ مسنون، پائتابہ اور
بڑھی ہوئی جوت پر مسح
مسح کن کن سبب سے ٹوٹتا ہے
زخم کی پٹی پر مسح
معذور کون کون ہے، بتلایئے!
معذور کے مسائل
چھوٹی بڑی نجاست کے مفصل بیان
رات کی کمی بیشی ہونے کی کمال
کے سبب کا مسجد کا ناپاک ہو جانا
کچا ناپاک کیا کرنے سے پاک ہو جاتا ہے
جانور کا جھوٹا، پاخانہ پر نجاست کا
گوبر یا مٹی کی نجاست کا حکم
حلال و حرام جانور کی قے کا
گھی تیل کا چوہا گر کر مر جانا، ہوئی کرنا
کس برتن کا کیا حکم ہے
استنجے کے لئے ڈھیلا
وہ چیزیں جن سے استنجا مکروہ ہے
استنجا کے بعد دعا
حیض و نفاس کی تفصیل
نفاس کی تعریف و مدت
حمل ساقط ہونے کے مسائل
استحاضہ کا حکم، حیض اور

نماز روزہ کا احکام
حیض و نفاس میں حرمت
حیض و نفاس کی حالت میں کھانا پینا
بچہ کی ولادت کے وقت عورت کا
نماز پڑھنا
مردے کے بعض اور مسائل

## کتاب الصلوٰۃ

نماز کا ثبوت قرآن و حدیث سے
رات دن میں کتنی نمازیں ہیں
نماز کے وقت، نماز و ترکا وقت
کس وقت میں نماز فرض ہوتی ہے
نماز چھوڑنے اور انکار کرنے والے
نماز کے مسنون اور مکروہ وقت
نفل نماز کب مکروہ ہے
فجر کی سنت کب پڑھیں
جماعت کے وقت سنت پڑھنا
خطبہ کے وقت بھی سنت ہے
جماعت کیونکر ہوتی ہے
مکروہ وقت میں قضا نماز کا حکم
دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا
جمع میں دو نمازوں کو جمع کرنا
اذان کی تعریف، اذان کی کیوں ہوئی
اذان کب اور کن نمازوں کے لئے ہے
اذان کون دے گا، گانا اذان دینا
قضا خانہ کے اذان
بے اذان کے نماز پڑھنا
اذان کے وقت انگوٹھے چومنا
اذان کے بعد کی دعا
اقامت کے مسائل
تکبیر کے وقت امام و مقتدی کا کیا کرنا
جماعت ثانیہ، اذان و اقامت میں
فصل، اجرت پر اذان و امامت
اذان کی شرائط، اذان کے کلمات
کی تعریف، نماز کے لئے اذان
نماز کی شرائط تفصیل وار
ستر عورت کے نماز میں مسائل مع
دیکھنا یا ستائی نماز، استقبال قبلہ
سجدہ کیسے کرنا نہیں ہوتا، نمازی کا
منہ کیسے ہو کعبہ کی طرف، نمازی کا
قبلہ معلوم ہو تو کیا کرے؟ و
نمازیں قبلہ ادا و قضا و مسجد
لفظ ادا و قضا، مقتدی کو امام
کی نیت کرنی
نیت اتنا میں معلوم ہونا
فرائض میں نیت ضروری ہے یا نہیں
لفظاً قبلہ کہنا، شرط تکبیر تحریمہ
فرض نماز کی تعریف پر تفصیل کی بنا
فرائض نماز
قیام فرض نمازوں میں فرض ہے
قیام اور اس کے احکام
کتنا پڑھنا فرض ہے
نماز میں کتنا قیام فرض ہے
قیام کے مکروہات
سجدہ کے لئے
ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں
بلند جگہ پر سجدہ کرنا
قعدہ و تشہد کے لئے
ارادہ کے ساتھ نماز سے نکلنا
مقتدی کا امام کے خلاف کرنا
نماز کے واجبات
رکعت کے سجدہ بھولنا، پہلے قعدہ
میں وہ بھولا، پڑھنا
امام کی متابعت
امام کے پیچھے
نماز کی تین قسمیں
مفصل، ۸۲ قسمیں

ملنے کا پتہ مینجر رسالہ مولوی دہلی
b. Khan

مرد عورت کی نماز میں فرق
امام کا ثابت بالجہر پڑھنا
متفرق مسائل
شاگرد و مقتدی کا بھولنا
بسم اللہ جہراً و آہستہ پڑھنا
بھول کر بے موقع پڑھنا
سجدہ میں پاؤں اٹھانا
دعا کرنا، دعا کیسی مانگی جائے
مقتدی کی امام سے پہلے سلام پھیرنا
چند ضروری مسائل
نماز کے مستحب تھہراؤ
نماز کی پوری ترکیب
احکام قرأت کتنا قرآن یاد ہونا
چاہئے، چند اور مسائل
کونسی سورتوں کی قرأت مسنون ہے
بہت مفصل
قرأت کے باقی ضروری مسائل
قرآن الٹا یا ایک سورۃ پھر کر پڑھنا
چند آدمیوں کا مل کر قرآن پڑھنا
امتحان کے لئے تاکید کا حکم
امامت کے مسائل، امام کیسا ہونا چاہئے
امام و مقتدی میں فاصلہ
پھر کی مسجد و جھوپڑی
عورت کے باہر نماز پڑھنا اور
چند مسئلے
امامت کے لئے بہترین کون ہے
کس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی
اپنے ولد الزنا کی امامت
جاہل القرأۃ وغیرہ
لاحق مسبوق کی نماز
مسائل جماعت متعلقہ احکام
ترک جماعت کے عذر
عورتوں کو جماعت میں شریک ہونا
مقتدیوں میں ترتیب
امام کہاں کھڑا ہو، امام کا موقوف
ہونا
عورت کے برابر کھڑے ہونے
سے مفسد نماز ہونے میں مقتدی کی تمیز
وغیرہ، امام کی قلیل مقتدی کا پتا
اور چند مسئلے، مقتدی کا امام سے
قرأت میں بے وضو ہونا، استماع
کی تعریف مع مسائل و دلائل
غلطیہ بنانا۔

## تخلف سورتوں کے مسئلے

نماز میں بھولنے پر بتانا، لقمہ کے
مسائل، نماز ہی کے سامنے سے
گذرنا، ستر قائم کرکے گذرنا،
نمازی کا گذرنے والے کو روکنا
سنت کے روایات
نماز میں کمزوری طبعی کیا ہیں
کہاں پڑھنا مکروہ ہے،
نماز کب توڑ سکتے ہیں۔
جمعہ کے احکام مختصر کی تعریف
مختصر میں کس جگہ جمعہ
احتیاط الظہر
خطبے کی شرطیں، خطبہ کی سنتیں
خطبہ مسنونہ، زبان میں ہو
اذان عام کا مطلب
جمعہ واجب ہونے کی شرطیں۔

## کتاب الجنائز

جب کوئی مرنے کے پاس آئے تو کیا کرنا چاہئے
مردہ عورت کے پاس کون کون
ہو تو کیا کریں، غسل میت کا حکم
اور اس کا طریقہ، مردہ کو تیمم کرانا
چاہئے، کفن کی کتنی تفصیل اور
ناپاک کا کفن کفن بنانا، جنازہ
لے جانا، جنازہ کی ترکیب
اس کے احکام، نماز جنازہ کی دعائیں
اور چند ضروری مسئلے۔
کسی چناروں کی نماز
قبر کے مسائل تلحد و کمال مفصل

زیارت قبر کا طریقہ، قبر کو پختہ بنانا
اطراف کفن دفن کے بعد مختصر
قبر پر پھول ڈالنا، میت کا ایصال ثواب
کرنا، تعزیت، سیاہ کپڑا پہننا
احکام متعلقہ کفن، نماز کہیں پڑھنا

## کتاب الصوم

روزہ کی تعریف اس کے فضائل
روزہ کی قسمیں،
فرض، روزہ واجب نفل مکروہ
حرام، روزہ کی تعریف اس کے
اور بعض فرض ہونے کے مسائل
مسئلے، روزہ کی نیت اور اس کے
احکام اور چند مسائل، وہ چند
چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا ہے چند
مسئلے، روزہ کی قضا اور اس کے
شہادت کا بیان، مطلع صاف
ہونا، گواہی کے مسائل، غلط
کی گواہیاں،
روزہ توڑنے اور روزہ توڑنے والی
چیزیں، وہ باتیں جن سے روزہ ٹوٹتا
ہے اور جانا جائے، روزہ توڑنے
اور اس کا کفارہ کیا ہے، کفارہ
قضا نماز کب ہے، کب نہیں، نذر کی
قضا نماز کب تک ہے، کب نہیں، نذر کی
نماز، قضا نماز کا فدیہ اور بعض مسائل

## نماز مسافر

مسافر کی تعریف، قصر کے لئے سفر
کتنا ہو، قصر کا حکم کب سے کب تک
وطن کی قسمیں، سفر کب ختم ہوتا ہے
سنن و نوافل، سنت کی قسمیں
نفل نمازوں کے چند ضروری مسائل
سواری پر نماز کے مسائل،
جمعۃ الوداع، جمعۃ المبارک، اشراق
چاشت، اوابین، تہجد، اشراق
صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الاسرار،
نماز توبہ و نماز حاجت، تراویح کے
مسائل، چار رکعت کے سجدہ دار
جماعت میں نابالغ کی امامت
اور چند ضروری مسئلے، بسم اللہ جہراً
پڑھنا، جماعت کی شرکت
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا
سوچ اور چاند گہن کی نماز
خلاف استقامت احکام ضروریہ
غائبوخوت کی طریقہ اور حکم مفصل
مسجد کے آداب و احکام، دیوار
منقش کرنا، مسجد میں ہوا کی پھونکنا یا
تعلیم بچا، سوال کرنا جائز ہے
کھنکھارنا وغیرہ

## کتاب المساجد

مسجد کی تعمیر کا حکم و حکمت

## کتاب الجنائز

جب کوئی مرنے کے پاس آئے تو کیا کرنا چاہئے
مردہ عورت کے پاس کون کون
ہو تو کیا کریں، غسل میت کا حکم
اور اس کا طریقہ، مردہ کو تیمم کرانا
چاہئے، کفن کی کتنی تفصیل اور
نابالغ کا کفن کفن بنانا، جنازہ
لے جانا، جنازہ کی ترکیب
اس کے احکام، نماز جنازہ کی دعائیں
اور چند ضروری مسئلے۔
کسی چناروں کی نماز
قبر کے مسائل تلحد و کمال مفصل

زیارت قبر کا طریقہ، قبر کو پختہ بنانا
اطراف کفن دفن کے بعد مختصر
قبر پر پھول ڈالنا، میت کا ایصال ثواب
کرنا، تعزیت، سیاہ کپڑا پہننا
احکام متعلقہ کفن، نماز کہیں پڑھنا

## کتاب الصوم

روزہ کی تعریف اس کے فضائل
روزہ کی قسمیں،
فرض، روزہ واجب نفل مکروہ
حرام، روزہ کی تعریف اس کے
اور بعض فرض ہونے کے مسائل
مسئلے، روزہ کی نیت اور اس کے
شہادت کا بیان، مطلع صاف
ہونا، گواہی کے مسائل، غلط
کی گواہیاں،
روزہ توڑنے اور روزہ توڑنے والی
چیزیں، وہ باتیں جن سے روزہ ٹوٹتا
ہے اور جانا جائے، روزہ توڑنے
اور اس کا کفارہ کیا ہے، کفارہ
قضا نماز کب تک ہے، کب نہیں، نذر کی
قضا نماز، قضا نماز کا فدیہ اور بعض مسائل

## نماز مسافر

مسافر کی تعریف، قصر کے لئے سفر
کتنا ہو، قصر کا حکم کب سے کب تک
وطن کی قسمیں، سفر کب ختم ہوتا ہے
سنن و نوافل، سنت کی قسمیں
نفل نمازوں کے چند ضروری مسائل
سواری پر نماز کے مسائل،
جمعۃ الوداع، جمعۃ المبارک، اشراق
چاشت، اوابین، تہجد، اشراق
صلوٰۃ التسبیح، صلوٰۃ الاسرار،
نماز توبہ و نماز حاجت، تراویح کے
مسائل، چار رکعت کے سجدہ دار
جماعت میں نابالغ کی امامت
اور چند ضروری مسئلے، بسم اللہ جہراً
پڑھنا، جماعت کی شرکت
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا
سوچ اور چاند گہن کی نماز
خلاف استقامت احکام ضروریہ
غائبوخوت کی طریقہ اور حکم مفصل
مسجد کے آداب و احکام، دیوار
منقش کرنا، مسجد میں ہوا کی پھونکنا
تعلیم بچا، سوال کرنا جائز ہے
کھنکھارنا وغیرہ

## کتاب المساجد

مسجد کی تعمیر کا حکم و حکمت

## کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت اس کے فضائل
فرضیت پر قرآن و حدیث کے
دلائل، زکوٰۃ کی تعریف، وجوب کی
شرطیں، کتنے نصاب کے مال پر زکوٰۃ
واجب ہے، زکوٰۃ کی نیت، زکوٰۃ کا
مصرف، زکوٰۃ کے تمام ضروری مسائل
مسائل چاندی سونے کے مال تجارت
کی زکوٰۃ اور چند مسئلے، مال مرکوب
فروخ، مکانات مال نیز اور چند مسئلے
جانوروں کی زکوٰۃ،
متفرق جانوروں کے متعلق مسائل
کان اور دفینہ کے مسائل اور
دفینہ میں خمس، زراعت کی زکوٰۃ
خراجی زمین کے مسائل عشر کے
احکام، زمین کے متعلق تمام مسائل
زکوٰۃ، عشر کب واجب ہوتا ہے
زکوٰۃ کے مستحق کون ہیں مفصل
زکوٰۃ کا افضل ترین مصرف
صدقہ فطر کے مسائل
بھیک مانگنا اور بھیک دینا

## کتاب الحج

چند اصطلاحی الفاظ اور مقامات
کے نام مفصل
محرم، احرام، تلبیہ، حج، حاج، عمرہ
معتمر، مواقیت، میقات، قران

قطع طواف، استلام، وقوف
بمنی، عرفات، المشعر الحرام، منیٰ
تلبیہ، رمی جمار، حلق، قصر، رکن حجاج
محرمات احرام، عورت کی خصوصی ممانعت
احرام، فدیہ، قران، تمتع، افراد کے
بیان میں تفصیل، مکہ میں داخلہ کا
طریقہ، طواف قدوم، سعی، وقوف
عرفات، مزدلفہ، منیٰ، رمی جمار،
قربانی، حلق، طواف زیارت، طواف
وداع، حیض و نفاس والی عورت کے
احکام، حج کے بعد مکہ میں قیام کے
مسائل، مدینہ منورہ کی حاضری اور
زیارت کے مسائل، مسجد نبوی کی
فضیلت، زیارت قبور، مدینہ منورہ
کے آداب، مدینہ منورہ سے رخصت
ہونے کے مسائل، مکہ مکرمہ کی
زیارتیں، مکہ مکرمہ کے آداب،
مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے
مسائل، حج کے بعد عمرہ کا طریقہ
عمرہ کے مسائل، حج و عمرہ کے
مسائل، حج و عمرہ کے متفرق مسائل
حج و عمرہ کے ضروری مسائل
حج و عمرہ کے متفرق مسائل
حج و عمرہ کے متفرق مسائل

## کتاب الاشربہ والاطعمہ

کھانے پینے کی چیزوں کی تفصیل
نشہ والی چیزوں کی تفصیل
طعام، کھانے کا مسنون طریقہ، کھانا
شروع کرنے کے آداب، کھانے کے بعد
کی دعا، کھانے کے متعلق متفرق
مسائل، ضیافت کے آداب
ولیمہ کی تعریف، ضیافت کی
تعریف، ضیافت کے حکم، ضیافت
کے متعلق متفرق مسائل، مہمان
کے آداب، میزبان کے آداب،
ضیافت کے متعلق متفرق مسائل

## کتاب اللباس

آنحضرت کا لباس
چاندی سونے کا زیور اور برتن
بعض ممنوعہ لباس، فعال
غیر عورت پر نظر ڈالنا

## کتاب الحقوق

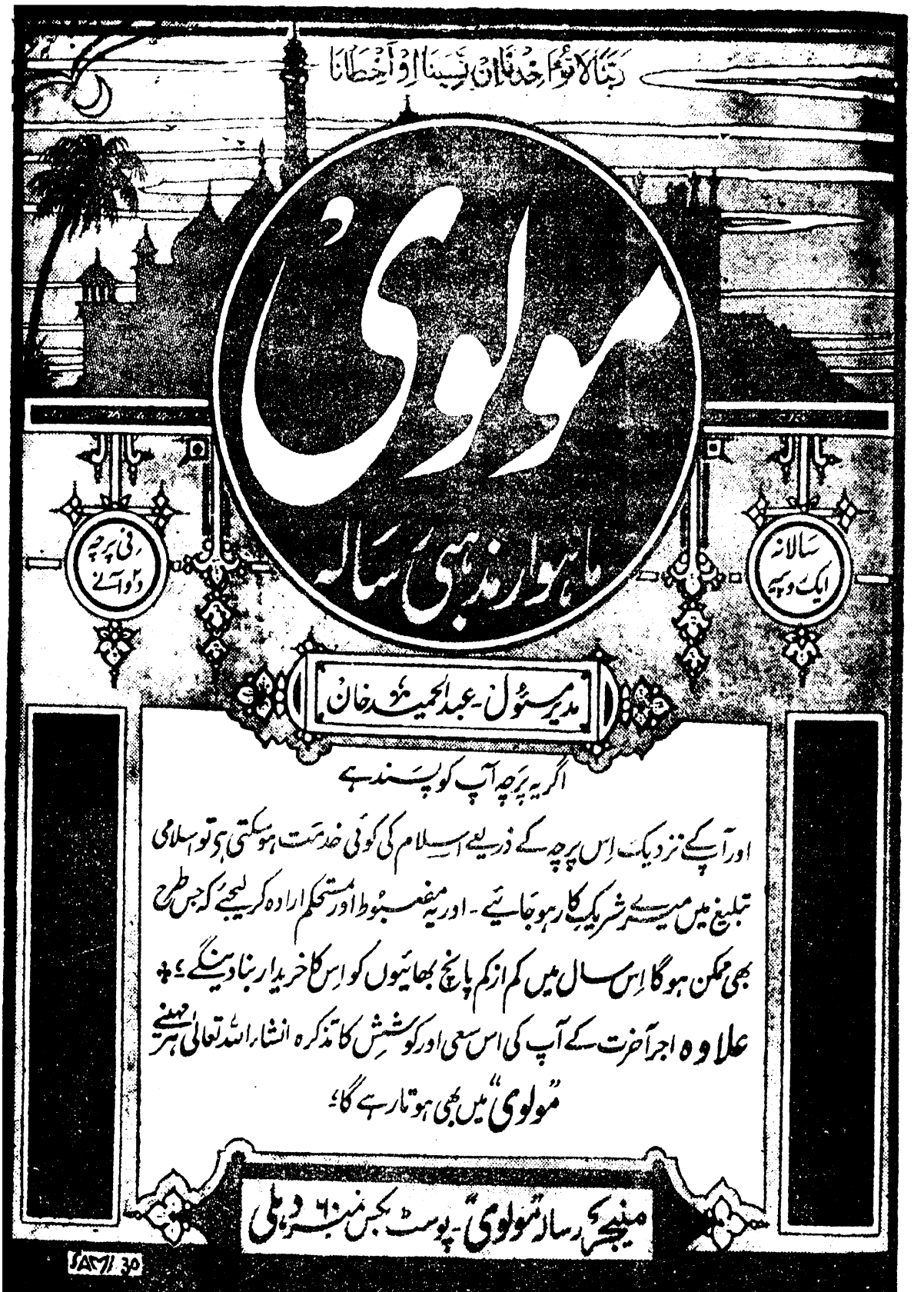
حقوق انسانی، حقوق والدین
حقوق اولاد، میاں بیوی کے حقوق
رشتہ داروں کے حقوق، یتیم و
مسکین، مسافر کے حقوق، ہمسایہ کے
حقوق، ہمسایہ کے حقوق، مہمان
و میزبان کے حقوق، احباب کے
حقوق، مجالس میلاد و شہادت
حق مرافعہ، حق بیت، عام حقوق
گواہی دینا، عوام کو بری باتوں سے
روکنا، حاجت روائی کرنا،
برائی کے بدلے میں برائی نہ کرنا، کسی
راز کو ظاہر کرنا، کسی کی تعریف و خوشامد
مزدوروں، ملازموں کا معاوضہ
غصب یا جبر کرنا، ظلم کرنا، ثبوت حق
قتل کرنا، گالی دینا، کم بولنا، طریقہ و
فروخت کے وقت تسم،
گراں وقت بیچنے کے لئے خریدنا
جان کی حفاظت کرنا، خود کشی، علاج
کے متعلق متفرق مسائل، غلیظ احکام
اسلام و بیشتر، نجاست و صفائی
اشاعت اسلام ضرورتاً و آسانی

## غرضکہ

یہ کتاب چھپنے کے بعد تمام حکم
مذہبی سے کامل واقفیت ہو جاتی
ہے اس لئے ہر مسلمان کو اس
کا خریدنا لازمی ہے۔

ضخامت قریباً ۵۰۰ صفحات
قیمت مجلد عمدہ کاغذی نہایت
خوشخط تین روپے
مجلہ اچھا (عہ)
غیر مجلہ (عہ)

PRINTED AND PUBLISHED BY A HAMID AT MAHBOOB-UL-MUTABA, DELHI
BEST PICTUREPRINTER PESHWA FINE ART PRESS, DELHI




**انتباہ:** - آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے اسکے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی + منیجر

کتاب کو خطا سے بچانا اور صحیح بتانا

# مولوی

جلد ۱۱ | بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۶

## خطبہ

الحمد للہ. الحمد للہ الملک الدیان. القوی السلطان المنان الذی کل یوم ھو فی شان اذا انعم علی انسان فھو فی احسن مایکون واذا سخط علیہ وغضب خالہ الا بئس مقام والشاکرین من عبادہ یشکرونہ فی کل حال وفی السر والاعلان واشھد ایھا الاخوان بانی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ بخلوص القلب واظہار اللسان واشھد ان سیدنا ونبینا محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ بالھدیٰ والبیان اما بعد فیا معاشر المسلمین قال اللہ فی کتابہ ایما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ وفی ھذہ الایۃ المبارکۃ اشارۃ الی ان الانسان مع کل ما کان ویکون من حکمتہ وعقلہ وحیلہ وتدبیرہ فی امرہ واعتمادہ علی وسائلہ عاجز عن قضاء اللہ وامرہ الذی اذا قضی امرا فما یکون تاخیر طرفۃ عین الا امضاہ وانفذہ ومن ھذا قولہ اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون.

شکر ہے خدا کا، اس خدا کا جو جزا دینے والا فرمانروا اور بڑی قوت والا حاکم ہے اور ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے جب کسی پر انعام کرتا ہے تو ایسا کرتا ہے کہ اس کے حال سے بہتر کسی کا حال نہیں ہوتا اور جب کسی سے بگڑتا ہے تو بدترین ٹھکانے کو پہنچا دیتا ہے مگر اس کے بندوں میں جو شکر کرنے والے ہیں وہ کھلے اور چھپے ہر حالت میں اس کا شکر ہی کرتے رہتے ہیں بھائیو گواہ رہو کہ میں دل کے خلوص اور زبان کے اظہار کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے سردار اور نبی محمد اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور واضح بیان کے ساتھ بھیجا ہے اس کے بعد اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو آنے والی ہے خواہ تم بڑے مستحکم برجوں میں پناہ گزیں ہو، اور اس آیت مبارکہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ انسان اپنی اس تمام حکمت اور عقل اور حیلوں اور تدبیروں اور وسیلوں کے باوجود جن پر وہ پہلے اعتماد کرتا رہا ہے اب کرتا ہے یا آئندہ کرے گا قضا الٰہی کے مقابلہ سے عاجز ہے اور اللہ جب کوئی فیصلہ یا حکم صادر کرتا ہے تو اس کے جاری اور نافذ ہونے میں ایک پلک جھپکنے کی مدت کے برابر بھی تاخیر نہیں ہوتی اور اسی بنا پر اللہ نے فرمایا ہے کہ جب ان کی آن پوری ہوتی ہے تو نہ ایک ساعت پہلے جاتے ہیں اور نہ ایک ساعت دیر میں۔

اپنی تدبیروں پر انسان کا اعتماد اور اپنی عقل و حکمت کے دریافت کئے ہوئے حیلوں پر اس کا بھروسہ آج کوئی نیا نہیں ہے ہر زمانے میں اس مغرور ہستی نے جب کبھی مادی قوتوں پر تھوڑا سا قابو پا لیا اور تھوڑے سے مادی وسائل کو اپنے گرد جمع کر لیا تو خیال کیا کہ بس اب وہ فطرت کے قلعہ کو مسخر کر لے گی اور قدرت الٰہی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی کسی نے فوجیں جمع کیں اور ان پر بھروسہ کیا کسی نے ہتھیار اور آلات مہیا کئے اور ان پر اعتماد کیا کسی نے قلعہ بنائے اور ان کے بل پر کبریائی کا دعویٰ کر دیا کسی نے عالیشان اور مستحکم عمارتوں پر اپنے غرور کی بنیاد رکھی کسی نے دولت کی فراوانی کو اپنے لئے فتح و ظفر کا وسیلہ سمجھا کسی نے عقل و ہنر اور ذہانت سے قضاء الٰہی کا مقابلہ کرنے کا عزم کیا مگر ہر زمانے میں اللہ کی قدرت قاہرہ انسان کی تدبیروں کو شکست دیکر حقیقت اس کو یاد دلاتی رہی ہے کہ اس تمام عالم پر ایک بالاتر قوت فرمانروا ہے جس کا ارادہ سب پر غالب ہے جس کا فیصلہ ہر حال میں جاری و ساری ہے جس کے حکم کے مقابلہ سے ضعیف انسان تو درکنار کائنات کی تمام بڑی سے بڑی قوتیں بھی عاجز ہیں اور انسان کے لئے زیبا نہیں کہ اس فرمانروا قدرت قاہرہ کو فراموش کر کے اپنی قوت قابلیت ذہانت اور مادی وسائل پر بیجا اعتماد کرے۔

مغرور انسان کے مقابلہ میں قدرت الٰہی جس طرح یہ سبق ہمیشہ دہراتی رہی ہے اسی طرح آج اس زمانہ میں بھی دہرا رہی ہے جبکہ علم و حکمت کی غیر معمولی ترقی کی بدولت اپنی مادی قوتوں پر انسان کا غرور ہر عہد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اور خدا کی بالاتر حکومت سے اس کی غفلت ہر زمانے سے متجاوز ہے چنانچہ اس سلسلہ میں یہ عجیب اتفاق دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی حکومت کی پرستار قومیں کسی طرف سے کوئی ایسا مظاہرہ کیا جاتا ہے جس میں اپنی تمام صناعیاں اور ذہانتیں صرف کر کے فطرت کو تسخیر کرنے کا عزم کرتی ہیں تو قدرت الٰہی اپنی بالادستی کا سبق یاد دلانے کے لئے اسی موقع کا انتخاب کرتی ہے اور انسانی صناعیوں کے اس بہترین نمونے کو تہس نہس کر کے ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت ذہن نشین کر دیتی ہے کہ اس کے قوی ارادہ کے مقابلہ میں انسان جس طرح ہزار ہا سال پہلے عاجز تھا اسی طرح آج بھی عاجز ہے۔

ابھی بیس سال سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ برطانوی قوم نے اپنی جہاز سازی کی قوتوں کا ایک بہترین نمونہ جہاز "ٹی ٹانیا" کی شکل میں تیار کیا تھا جس کی عظمت و بزرگی اور طاقت و قوت کا تمام عالم میں شہرہ تھا اور تسلیم کر لیا گیا

تہا کہ دنیا میں اس سے بڑا جہاز کوئی نہیں ہے اپنی صناعی کے اس عالیشان نمونے کو انتہائی فخر و ناز کے ساتھ انگلستان نے ۱۹۱۲ء میں بحر اٹلانٹیک کی تسخیر کے لئے روانہ کیا اور اس نمائش سفر میں تمام عالم پر اپنی قومی طاقت کی برتری کا مظاہرہ کرنے کے لئے برطانیہ کے بہترین منتخب افراد شریک ہوئے جن میں مشہور انگریزی رسالہ "ریویو آف ریویوز" کا قابل ایڈیٹر مسٹر اسٹیڈ بھی تہا اس وقت تک پانی کے مقابلہ میں انسانی جان کی حفاظت کے لئے جتنی بڑی سے بڑی اور بہتر سے بہتر تدبیریں سائنس نے دریافت کی تھیں وہ سب اس جہاز میں استعمال کی گئی تھیں اور بحری سفر کے جس قدر وسائل حکمت و کاریگری نے معلوم کئے تھے وہ سب اس جہاز کے اندر اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانہ پر مہیا کر دیئے گئے تھے اور سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اور روانہ ہونے کے وقت بار بار فخر کے ساتھ کہا جا رہا تھا کہ "ٹی ٹانیا" کی کامیابی سمندر میں برطانیہ کی برتری پر مہر تصدیق ثبت کر دے گی مگر ان تمام دعووں اور ارادوں اور تدبیروں کو قدرت الٰہی نے آن کی آن میں اندوہ ناک شکست و نامرادی سے بدل دیا جبکہ بیچ سمندر میں یہ عظیم الشان جہاز تنکے کی طرح بیٹھ گیا اور اس بری طرح غرق ہوا کہ شاید صدیوں پہلے کے بادبانی جہاز بھی اس سے زیادہ بے بسی کے ساتھ نہ ڈوبتے تھے اس وقت ساری برطانوی قوم جو اپنے جہاز کے کامیاب سفر کی تمنی تہی دفعتہ ماتم ہو گئی اور اس کو معلوم ہو گیا کہ قضا الٰہی کے نفاذ سے کوئی مادی قوت اور انسانی حکمت اس کو نہیں بچا سکتی۔

اس واقعہ کے ۲۰ سال بعد حال ہی میں ایک دوسرا واقعہ اس سے بھی زیادہ سبق آموز پیش آیا ہے پہلے پانی کو تسخیر کرنے کا عزم کیا گیا تھا اور اس میں شکست کھانی تہی اس مرتبہ برطانوی قوم نے ہوا کو مسخر کرنے کا ارادہ کیا اور اس میں ایسی سخت ہزیمت اٹھائی کہ "ٹی ٹانیا" کے غرق کا واقعہ پہلی بار اس کے سامنے گرد ہو گیا برطانوی ہوائی جہاز آر ۱۰۱ کے گرنے اور جل جانے کا حادثہ ابھی بالکل تازہ ہے جس کو آپ سب لوگوں نے اخبارات میں پڑھا ہو گا اس جہاز کی تیاری میں وہ تمام صنعتیں صرف کی گئی تھیں جو سائنس نے اب تک ہوائی جہاز رانی کے فن میں دریافت کی ہیں برطانیہ کے بہترین ہوائی انجینیر نے اس کا خاکہ طیار کیا تھا بہترین کاریگروں نے اس کو بنایا تھا فن پرواز کے بڑے سے بڑے ۔۔۔۔ ماہروں نے اس کا امتحان کر کے تصدیق کی تہی کہ یہ زمین و ہوا میں پھٹ سکتا ہے اور نہ جل سکتا ہے اس کی تیاری پر ساری قوم کو فخر و ناز تہا تمام عالم میں اس کی بزرگی کے چرچے ہو رہے تھے اخبارات میں اس کے ایک ایک راغ اور ایک ایک پہلو کی تصویریں آ رہی تھیں اس کی پہلی امتحانی پرواز کے موقع پر قوم کے گوہر گہا افراد اطراف ملک سے کھنچ آئے تھے اور بڑے فخر کے ساتھ کہا جا رہا تھا کہ آج تک فن طیران میں اس سے بڑا اور اس سے زیادہ بہتر کاریگری کا نمونہ اور کوئی طیار نہیں ہوا ان تمام دعووں، نشانوں افتخاروں کے ساتھ یہ جہاز انگلستان سے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا برطانوی قوم میں فن پرواز کے جو بڑے سے بڑے واقف کار اس وقت موجود تھے وہ اس پر سوار ہوئے محکمہ پرواز کے وزیر لارڈ طامسن جن کے متعلق خبر تہی کہ وہی ہندوستان کے آئندہ وزیر ہوں گے ہوا بازی کے ڈائرکٹر جنرل سر سیفٹن برانکر اور ان کے علاوہ اس فن کے ۵۶ ممتاز ترین اہر اس سفر میں شریک تھے لیکن ابھی انسانی صنعت کا یہ کامل ترین نمونہ فرانس کی حدود سے ہی متجاوز نہ ہوا تھا کہ امر الٰہی نافذ ہو گیا اور جس چیز کے متعلق دعویٰ کیا گیا تھا کہ وہ اس میں ہرگز پیش نہیں آ سکتی یعنی وہ نہ ہوا میں پھٹ سکتا ہے اور نہ جل سکتا ہے وہی اس میں پیش آئی وہ ہوا میں پھٹا بھی اور جلا بھی ۵۸ میں سے ۴۸ آدمی جو برطانوی قوم کے بہترین دماغ تھے اس بری طرح ہلاک ہوئے کہ ان کا پہچاننا تک مشکل ہو گیا بعض کی صرف کھوپریاں مل سکیں بعض آدمی صرف اپنے دانتوں سے پہچانے جا سکے اور بعض کی یادگار صرف ان کی گھڑیاں اور چھڑیاں رہ گئیں اس طرح قدرت الٰہی نے پھر ایک مرتبہ یاد دلا دیا کہ انسان اپنی تمام قوتوں اور حکمتوں کے باوجود اس کے مقابلہ میں عاجز ہے اور اس کے لئے زیبا نہیں ہے کہ اپنی طاقت اور ہنرمندی پر بیجا اعتماد کرے۔

برادران ملت! اس خطبہ کی ابتدا میں جو آیات تلاوت کی گئی ہیں ان کے معنی و مفہوم کا ایک پہلو تو وہ ہے جو اوپر بیان ہوا یعنی یہ کہ انسان اور دنیا کی کوئی چیز خدا کے فیصلے سے بچنے پر قادر نہیں ہے اور خدا کا فیصلہ ہر حال میں نافذ ہونے والا ہے خواہ انسان کتنا ہی طاقتور اور آلات حکمت اور وسائل صنعت سے مسلح ہو جائے اس پہلو کو مغربی قومیں اکثر فراموش کر جاتی ہیں اور آسمانی بادشاہت کی جانب سے وہ بار بار اس کو یاد دلایا جاتا رہتا ہے لیکن اس کے علاوہ ان کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جس کو آج کل مسلمانوں نے بالکل فراموش کر دیا ہے اور اسی فراموشی کے سبب سے وہ اس عظمت و بلندی اقدام و پیش روی اور تمام عالم کی سیادت و فرمانروائی کے مرتبے سے گر گئے ہیں جس پر قرون اولیٰ کے مسلمان اس پہلو کو ہمیشہ پیش نظر رکھنے کے باعث سرفراز ہوئے تھے اور جس پر آج مغربی قومیں اس بنا پر متمکن ہیں کہ ان کے ذہنوں میں لفظاً نہیں تو کم از کم معناً یہ مفہوم اچھی طرح بیٹھا ہوا ہے ان آیات کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح موت مستحکم قلعوں میں آ سکتی ہے مضبوط و پائدار برجوں میں آ سکتی ہے اسی طرح وہ بزدل انسانوں کے عافیت کدوں میں بھی آ سکتی ہے ڈرپوک اور رذیل ہستیوں کے ان مامنوں میں بھی آ سکتی ہے جن کے اندر سر چھپا کر وہ امید رکھتے ہیں کہ موت سے بچ جائینگے قرون اولیٰ کے مسلمان سمجھتے تھے اور اس حقیقت پر ان کا پورا اعتقاد تہا کہ جو اجل اور جو مدت عمر تقدیر الٰہی نے مقدر کر دی ہے نہ اس سے ایک لمحہ کے لئے موت ٹل سکتی ہے خواہ اس کو ٹالنے پر تمام عالم کی قوتیں اور تدبیریں صرف کر دی جائیں اور نہ اس سے ایک ساعت پہلے موت آ سکتی ہے خواہ اس کو لانے پر تمام عالم کی طاقتیں مجتمع ہو جائیں جس طرح انسان موت سے بچنے کی کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اسی طرح کوئی انسانی طاقت اور مادی کوشش ایک انسان تو درکنار ایک معمولی چیونٹی پر بھی وقت سے پہلے موت کو لانے میں کامیاب نہیں ہو سکتی اس غیر متزلزل اعتقاد نے قرون اولیٰ کے مسلمانوں پر ایسا گہرا اثر مرتسم کر دیا تہا کہ اس کے باعث ان کے دلوں سے دنیا کی ہر قوت کا خوف سوائے خوف خدا کے مٹ گیا تھا وہ سمجھتے تھے کہ دنیا

کی کوئی طاقت نہ ان کو فائدہ پہنچانے کی قدرت رکھتی ہے اور نہ ان کا کچھ بگاڑنے پر قادر ہے آگ، پانی، تلوار، ہتھیار، زہر، فوج، سلطنت، درندہ جانور اور تمام وہ قوتیں جن کی طرف ضرر پہنچانے اور موت واقع کرنے کی خاصیت منسوب کی جاتی ہے امر الٰہی کی تابع ہیں اگر امر الٰہی صادر نہ ہو تو نہ آگ جلا سکتی ہے نہ پانی بہا سکتا ہے نہ ہتھیار کاٹ سکتا ہے، نہ زہر مار سکتا ہے، نہ فوج یا مال کر سکتی ہے نہ سلطنت مواخذہ کر سکتی ہے نہ کوئی درندہ جانور پھاڑ سکتا ہے اور نہ کوئی اور قوت کسی کا کچھ بگاڑ سکتی ہے اور اگر امر الٰہی نافذ ہو جائے تو اس کا نفاذ ان چیزوں میں سے کسی کا بھی محتاج نہیں ہے وہ پلنگ پر لیٹے لیٹے بھی نافذ ہو سکتا ہے وہ راہ چلتے میں ایک ٹھوکر کے بہانہ سے بھی نافذ ہو سکتا ہے وہ بیٹھے بیٹھے ایک چھکی کے ذریعہ سے بھی نافذ ہو سکتا ہے۔ پس جب اصل ضرر رسانی کی قوت سوائے خدا کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے تو سوائے خدا کے اور کوئی قوت بھی ڈرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ اس عقیدہ کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ لوگ بڑی بڑی فوجوں سے لڑ جاتے تھے طاقتور سے طاقتور سلطنتوں سے بھڑ جاتے تھے تیروں کی بوچھاڑ اور تلواروں کی پیہم ضربیں ان کا منہ نہ موڑ سکتی تھیں آگ کی بارش سے ان کے بڑھتے ہوئے قدم نہ رکتے تھے پانی کے طوفان میں وہ بے خوف اپنے گھوڑے ڈال دیتے تھے غرض وہ ہر خطرے میں کود جاتے تھے ہر دشمن کا مقابلہ کرتے تھے اور ہر حملہ کے سامنے اپنے سینے پیش کر دیتے تھے اور اس بے خوفی کی بدولت نا ممکن ان کے قدم چومتی تھیں فتح و ظفر ان کی علمبردار رہتی تھی جدھر جاتے تھے سربلند جاتے تھے جس طرف رخ کرتے تھے قدم اور کامرانی ان کے ساتھ ہوتی تھی

تقریباً یہی حال آج مغربی قوموں کا ہے آج دنیا کے ایک بڑے حصہ پر ان کی حکومت ہے بڑی بڑی قومیں اور عظیم الشان ممالک ان کے زیر نگین ہیں علوم و فنون میں وہ روز افزوں ترقی کر رہے ہیں تحقیق و اکتشاف کی راہ میں کامرانیاں اور ظفرمندیاں ان کے شامل حال رہتی ہیں وہ جس طرف رخ کرتے ہیں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور تمام رکاوٹیں اور تمام مزاحمتیں ان کے سامنے سپر ڈالتی چلی جاتی ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ مرنے سے نہیں ڈرتے سخت سے سخت خطرے کے کاموں میں بے تکلف کود جاتے ہیں بڑے سے بڑے خوفناک راستوں میں بے خوف قدم بڑھاتے ہیں جہاں ان کا ایک بھائی مرتا ہے وہاں ان کے دس بھائی اور کھڑے ہو جاتے ہیں ایک ایک مقصد کے لئے ان کے ہزاروں آدمی جان دیتے ہیں اور ہزاروں اس کے لئے تیار رہتے ہیں جس چیز میں انھیں اپنی قوم کا فائدہ نظر آتا ہے یا جس کام میں وہ اپنے علوم و فنون کی ترقی دیکھتے ہیں اس میں کوئی خطرہ کوئی مزاحمت کوئی نقصان کوئی ہلاکت ان کو اقدام عمل سے نہیں روک سکتی ان کی تاریخ کو پڑھیے اس میں آپ دیکھیں گے کہ ایک ایک مسئلہ کی تحقیق ایک ایک چیز کے اکتشاف ایک ایک فتح کی ایجاد اور ایک ایک مقصد کے حصول میں انہوں نے اپنی بیشمار جانیں ضایع کی ہیں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک ہلاکت سے ڈر کر دوسرے نے اس کی جگہ لینے سے منہ موڑا ہو اسی فن طیران کو دیکھیے جس کا تازہ حادثہ اس وقت ہمارے سامنے ہے دو تین صدیوں سے یہ مہم مغربی قومیں ہوا پر اڑنے کی کوشش کر رہی ہیں ابتدا میں اس ناممکن اور انتہائی خطرناک کوشش کی ناکامی اس قدر یقینی تھی کہ لوگ اس پر ہنستے تھے اور اس میں کامیابی کا خیال بھی ان کو نہ آتا تھا مگر جن لوگوں نے اس میں کامیاب ہونے کا عزم کر لیا تھا وہ اپنے ارادہ سے نہ ہٹے لوگ اڑتے تھے سینکڑوں ہزاروں فٹ کی بلندی سے گرتے تھے ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جاتی تھیں کھوپریاں پاش پاش ہو جاتی تھیں مرنے والوں کا نشان تک صفحۂ زمین پر باقی نہ رہتا تھا لیکن یہ ہولناک نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود ایجاد کا شوق اور تجربہ کی لت کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک مرنے والے کی جگہ دس اور اسی کام کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور صدیوں کی پیہم قربانیوں سے انہوں نے اتنی کامیابی حاصل کی کہ آج سینکڑوں من کا بوجھ لیکر ہوائی جہاز دنیا کے ہر گوشے میں اڑ رہے ہیں ان پر سفر ہوتے ہیں پیغام رسانی ہوتی ہے لڑائیاں ہوتی ہیں اور ہوا پر انسان کو وہی قدرت حاصل ہو جاتی ہے جو اب تک اس کو پانی پر حاصل تھی ان قوموں کی ہمت و جرأت اور موت سے بے خوفی کا ایک ادنیٰ نمونہ ہم کو خود اس تازہ حادثہ میں نظر آتا ہے ابھی آر ۱۰۱ تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فیٹ کی بلندی سے گر چکا ہے اور برطانوی قوم کے ۴۸ قابل فرزند نہایت ہولناک موت مر چکے ہیں مگر اتنے بڑے حادثہ کے باوجود ہوائی جہاز چلانے کے متعلق اس قوم کی اور دوسری مغربی قوموں کی سرگرمیوں میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا ہے روز ہم سن رہے ہیں کہ لوگ دور دور کے مقامات تک ہوائی جہاز کے لمبے سفر کرتے اور زیادہ سے زیادہ بلندی تک اڑنے اور تیز سے تیز رفتار کے ساتھ جہاز لیجانے کے تجربے جس طرح پہلے کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کئے جا رہے ہیں اور کسی کو اس امر کا خوف نہیں ہے کہ کہیں اس کا بھی وہ حشر نہ ہو جو ار ۱۰۱ کے مسافروں کا ہوا بھی نہیں بلکہ اس تازہ حادثہ نے تمام قوم کے دماغوں کو اب اس طرف متوجہ کر دیا ہے کہ یہ حادثہ کیوں پیش آیا اور اس جہاز میں کیا کمزوریاں رہ گئی تھیں جن کے باعث وہ پھٹا اور جل گیا اور اب ان کمزوریوں کے دفعیہ کی کیا تدابیر اختیار کی جائیں جن سے آیندہ اس قسم کے حادثات نہ پیش آئیں غرض یہ کہ اتنے بڑے ہولناک حادثہ نے ایک دل میں بھی خوف اور حذر کے جذبات پیدا نہ کئے اور اسکے برعکس قوم کے سینکڑوں اور ہزاروں افراد کے دلوں میں، اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا جذبہ پیدا کر دیا جس کو انجام دینے کی کوشش میں ان کے ۴۸ بھائیوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں یہ دنیا کی زندہ اور بہادر قوموں کی حالت ہے جن کی جرأت دلیری اور موت سے بے خوفی کے اندر ہم قرون اولیٰ کے ان مسلمانوں کی جرأتوں اور بے خوفیوں کا عکس دیکھ رہے ہیں جو کسی خوف اور کسی خطرے کے مقابلہ میں قدم بڑھانے سے نہ چوکتے تھے۔

اس کے مقابلہ میں ذرا آج کل کے مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالئے چاہے وہ زبان سے اقرار نہ کریں اور چاہے خود ان کو بھی اپنے دل کی اس کیفیت کا احساس نہ ہو، مگر واقعہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں موت کا خوف ایسا جاگزیں ہے کہ وہ ہر طاقتور چیز ہر خطرناک قوت ہر خوف ناک دشمن سے اس طرح ڈرتے ہیں جس طرح خدا سے ڈرنا چاہیئے اور عملاً اس اعتقاد کو ظاہر کرتے ہیں کہ گویا ان کے نزدیک خدا کے سوا دوسری تمام وہ قوتیں جو ان سے بظاہر زیادہ طاقتور ہیں ان پر موت واقع کرنے کی قدرت رکھتی ہیں یہ ان کی بزدلی نے ان کے دل میں یہ غلط خیال بٹھا دیا ہے کہ وہ اگر خطرات کا مقابلہ نہ کریں گے اگر دشمنوں کے

سائے سینہ سپر نہ ہوں گے اگر گنبدوں اور گرجوں سے نبرد آزما نہ ہوں گے اگر میدان عمل میں مردانہ جدوجہد نہ کریں گے تو موت سے بچ جائینگے اور شاید ان کے بستروں پر ان کے مکانوں میں ان کے عزیزوں اور بھائیوں کے درمیان ان کے امن اور عافیت کے گھروں میں موت ان کے پاس آنے سے عاجز رہے گی کس قدر غلط خیال ہے کیا لغو عقیدہ ہے کیا غیر اسلامی تخیل ہے کیا اسی کا سبب نہیں کہ آجکل مسلمانوں کی حالت قرون اولی کے مسلمانوں کی حالت سے بالکل برعکس ہے وہ غالب تھے یہ مغلوب ہیں وہ فاتح تھے یہ مفتوح ہیں وہ بڑھتے تھے یہ ہٹتے ہیں وہ پاتے تھے یہ کھوتے ہیں اور کیا اسی کا سبب نہیں ہے کہ آج مسلمان دنیا کی غیر مسلم قوموں کے مقابلہ میں پست و درماندہ ہیں اور ہر میدان میں غیر مسلم قومیں ان سے بڑھی چلی جارہی ہیں غلامی پستی درماندگی اور تاخر عین فطرت اسلام کے خلاف ہے اور اگر خاطئ سماوی مراحت و دلیری اور تفوق ہمارے دلوں میں ہوتی تو جو قوت آج غیروں سے ظاہر ہو رہی ہے وہ مسلمانوں سے ظاہر ہونے لگتی۔

یہ ہے بدبختی اسلام یہ ہے جو دقعات دنیا میں پیش آرہے ہیں یہ رسول اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے وہ اپنے بندوں کو سیدھی راہ کی طرف مراجعت دیتا ہے اور غلط راہ سے متنبہ کرتا ہے مگر صرف وہی ان سے سبق حاصل کرتے ہیں جن کو اس نے توفیق رفیق عطا فرمائی ہے ومن یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔

# خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیرا ونذیرا وداعیا الی اللہ علی خیر خلقہ وافضل رسلہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد اے برادران اسلام! خدا کو اپنے دلوں میں جگہ دو اور اقوی کرو کہ اسی پر اسلام میں عمل صالح کی بنیاد رکھی گئی ہے اور عمل صالح ہی درحقیقت دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کی کنجی ہے اس معاملہ میں اگر ہمارے لئے کوئی قابل تقلید نمونہ ہے تو وہ ہمارے ہادی و مرشد سیدنا و مولانا محمد ابن عبداللہ علیہ الف الف تحیۃ بسلامۃ کی زندگی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس پاک زندگی میں جو چیز سب سے زیادہ نمایاں تھی جو درحقیقت جس چیز پر حیات طیبہ نبوۃ کی بنیاد قائم تھی وہ صرف خوف خدا اور تقوی الٰہی تھی تمام عمر آپ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور آخر وقت جبکہ تمام ملک عرب آپ کا دشمن تھا اور ہر وقت آپ کی جان مال اور اہل و عیال کے لئے خطرات درپیش تھے آپ کے قلب مبارک میں خوف خدا کے سوا کسی بڑی سے بڑی طاقت کا بھی خوف جگہ نہ پاسکا اور اسی کی بدولت آخر کار آپ نے تمام دنیا کو نرم کیا شعلوں کو ٹھنڈا کیا اور ان تمام قوتوں پر فتح پائی جو آپ کی راہ میں حائل تھیں اللھم صل علی محمد۔

پھر جس کسی نے آپ کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کیا اور آپ کی طرح اپنے اعتقاد اور عمل کی بنیاد خوف خدا اور تقوی اللہ پر رکھے اور خدا کے سوا دنیا کی ہر قوت کا خوف دلوں سے نکال دیا وہ صحابہ کرام کا مقدس گروہ تھا اور ان سب کی مقدس زندگیاں اس کی شاہد ہیں کہ اسی ہتھیار کی قوت سے انہوں نے آدھی دنیا کو مسخر کیا بڑی سے بڑی طاقتیں ان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں سخت سے سخت خطرات اور شدید سے شدید انسانی اور قدرتی موانع ان کی راہ میں رکاوٹ نہ پیدا کرسکے اور انہوں نے چار دانگ عالم میں اسلام کا پرچم بلند کرکے چھوڑا سلام ہو اور رضوان الٰہی رحمت ہو ان سب کی ارواح طیبہ پر اور خصوصاً ان کے سردار ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کی پاک روحوں پر اور درود و سلام ہو آنحضرت کے اہلبیت اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو سب کے سب خدا سے ڈرنے والے اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے والے لوگ تھے خصوصاً سیدنا حسین ابن علی علیہ السلام کی روح پاک پر جنہوں نے سرزمین کربلا میں تمام مسلمانوں اور تمام عالم کے سامنے خدا سے ڈرنے اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرنے کا سب سے شاندار ترین نمونہ پیش فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلام ہو قرون اولیٰ کے تمام ائمہ اور اولیا اور مجاہدین پر اور ان کے بعد ہر عہد کے سرفروشان اسلام اور عاملان دین پر جن کے اعمال صالح تھے جنکے دل خوف خدا سے لرزنے والے تھے جو تقدیر الٰہی پر صحیح ارکان اعتماد رکھتے تھے اور جو دنیا اور دنیا کے کسی نام میں خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ آج ان کی سعی کی مساعی اور مجاہدانہ سرفروشیوں اور ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں ۱۲ کروڑ اسلام کے نام لیوا موجود ہیں اور زمین کے گوشہ گوشہ سے صدائے تکبیر بلند ہو رہی ہے رحمہم اللہ ورضی اللہ عنہم اجمعین۔

آخر میں اے برادران ملت! خدا سے پاک لے دعا کرو کہ وہ تمام مسلمانوں کو اپنے نبی اور اس کے صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار و سلف صالحین کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے ان کو پھر سے ایک خدا ترس قوم بنائے ان کے اعتقاد اور عمل میں تقوی اور خشیۃ الٰہی کی روح پھونک دے ان کے دلوں سے دنیا کی ہر قوت کا خوف نکال دے ان کے اندر پھر وہی جہاد کا ولولہ اور سرفروشی کا شوق اور خدمت دین کی راہ میں جان قربان کردینے کا جذبہ مشتعل کردے جو ان کے فاتح و عالمگیر اسلاف کرام میں مشتعل تھا اور ان کے اندر پھر سے یہ سچا اعتقاد جاگزیں کردے کہ خدا کے سوا کوئی ضرر پہنچانے والا ہے جس کی طاقت کا خوف کیا جائے اور نہ اس کے سوا کوئی نفع پہنچانے والا ہے جس کے انعام اور بخشش کی طمع کی جائے مسلمانوں خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہارے پھٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دے تمہارے اندر سے نفاق و شقاق اور آپس کی مخالفت کو دور کردے تم کو ایک قوم ایک جماعت ایک نوع ایک انسان مرصوص بنادے اور خود تمہیں اس قابل بنائے کہ تمام دنیا سے کفر و طغیان کو مٹا دو فتنہ و فساد کو دفع کرو ظلم و جور کے قہر و تسلط کو دور کرو اللہ کا کلمہ بلند کرو حق و صداقت کا جھنڈا چار دانگ عالم میں گاڑ دو اور اس دنیا کو جو ستم و جور سے بھر چکی ہے عدل و انصاف سے از سر نو بھر دو۔ مسلمانو! خدا سے دعا کرو کہ وہ ایک امام صالح سے تمہاری تائید کرے اور تمہارے اندر نظام جماعت کو پھر سے قائم کرے جو مدتوں سے ٹوٹ چکا ہے اور جس کے ٹوٹنے کے ساتھ اسلام کی قوت بھی ٹوٹ گئی عباد اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ

# شذرات

## لاہور کے مقدمہ سازش کا فیصلہ

ماہ گذشتہ کے اہم واقعات میں سے ایک اس مقدمہ کا فیصلہ ہے جو اسمبلی میں بم پھینکنے مسٹر سانڈرس اور سردار چانن سنگھ کو لاہور میں قتل کرنے، لاہور، سہارن پور اور دوسرے مقامات پر بم سازی کے کارخانے قائم کرنے اور ملک معظم کی حکومت کو الٹ دینے کے لئے خفیہ سازش کرنے کے متعلق پندرہ مہینے سے لاہور میں چل رہا تھا اس کارروائی میں دراصل ۳۱ آدمی ملزم قرار دیئے گئے تھے جن میں سے سات سلطانی گواہ بن گئے پانچ گرفتار نہ ہو سکے تین کو فرد جرم لگائے وقت رہا کر دیا گیا تین کو آخر میں عدالت نے رہا کر دیا اور ایک اس لئے پیش نہ ہو سکا کہ اس کو بھائی کے مقدمہ بم میں سزا ہو چکی تھی اس طرح دراصل اس مقدمہ کی ساری کارروائی ۱۲ آدمیوں کے خلاف تھی جن میں سے بھگت سنگھ شوارام، راج گرو، اور سکھ دیو کو عدالت نے پھانسی کی سزا دی، اور کندن لال تا تواڑی، کشوری لال، مہابیر سنگھ۔ بجے کمار سنہا۔ شو ورما۔ گیا پرشاد اور جے دیو کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی۔ کندن لال کو سات سال کی اور بریہ دت کو ۵ سال کی سزائے تعذیر بامشقت کا حکم سنایا۔ اس مقدمہ کو ہندوستان میں اپنی نوعیت کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس میں ابتدا ہی سے استغاثہ کا طرز عمل اس قدر بے ضابطہ رہا اور دوران تحقیقات میں ملزموں کو مجرم فرض کر کے حکومت نے ان کے ساتھ ایسی بیجا سختیاں کیں اور ان کو صفائی پیش کرنے میں ایسی مشکلات پیش آئیں جن کے باعث بارہا ان کو احتجاج کے طور پر عدالت کی کارروائی میں رکاوٹیں ڈالنی پڑیں کرسی عدالت اور مجرموں کے کٹہرے کے درمیان جھٹڑ بھی بہی ہو گئیں متعدد مرتبہ ملزموں نے کھانا ترک کر دیا یہانتک کہ ان میں سے ایک (جتندر ناتھ داس) اسی بھوک ہڑتال کی بدولت کامل دو مہینہ تین دن تک فاقہ کر کے انتقال بھی ہو گیا لیکن بجائے اس کے کہ حکومت ان کے ساتھ نرمی سے پیش آتی ان کو صفائی پیش کرنے کا پورا موقع دیتی اس نے سرے سے مقدمہ کی کارروائی کے لئے ان کی صفائی حتی کہ ان کی حاضری تک غیر ضروری قرار دیدیا۔ دیکم مئی ۱۹۳۰ء کو دالسرائے نے ایک خاص آرڈیننس کے ذریعہ ہائی کورٹ کے تین ججوں کا ایک مخصوص ٹریبونل قائم کر دیا جس کو ملزموں کی صفائی حتی کہ حاضری عدالت کے بغیر ہی مقدمہ کی کارروائی چلانے کے پورے اختیارات دیدیئے ملزموں نے اس عدالت کے سامنے اپنے چند مطالبات پیش کئے جن کو ناجائز قرار دینا مشکل تھا مگر جب عدالت نے ان کو بھی منظور نہ کیا تو انہوں نے عدالت کی حاضری سے قطعی انکار کر دیا اور مقدمہ کی کارروائی ان کی غیر موجودگی میں مکمل کر کے وہ پھانسیوں اور حبس دوام اور سخت طویل المدت سزاؤں کے فیصلے صادر کئے گئے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ سکھدیو، بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کا تعلق کسی نہ کسی حد تک انقلابی گروہ سے ضرور متصور ہوتا ہے مگر ان کے جرم کی نوعیت قطعی طور پر متعین کرنے کے لئے ضروری تھا کہ ان کو صفائی پیش کرنے کا پورا موقع دیا جاتا اور عدالت کے سامنے معاملہ کے دونوں رخ پیش ہو جاتے افسوس ہے کہ اس مقدمہ میں یہ صورت اختیار نہیں کی گئی اگر تبدیلی کے لئے یہ مان لیا جائے کہ صفائی پیش نہ کرنا خود ملزموں کی غلطی تھی اور یہ کہ عدالت اور حکومت نے ان کے صفائی پیش کرنے میں کسی قسم کی مشکلات حائل نہیں کی تھیں نیز یہ بھی مان لیا جائے کہ خود ملزموں کے اپنے طرز عمل کی بدولت حکومت خاص ٹریبونل قائم کرنے پر مجبور ہوئی اور یہ بھی ملزموں ہی کی غلطی کا نتیجہ تھا کہ عدالت نے ان کی غیر حاضری میں مقدمہ کی کارروائی جاری رکھی تب بھی ان سب باتوں کے باوجود یہ حقیقت جوں کی توں رہتی ہے کہ عدالت کے سامنے صرف ایک استغاثہ ہی کی کہانی پیش ہوئی اور دوسرے فریق کی جانب سے اپنی صفائی اور برأت کا کوئی ثبوت پیش نہ ہو سکا ایسی حالت میں عدل و انصاف اور عقل و خرد کے کھلے ہوئے قانون کی رو سے مقدمہ کی کارروائی میں ایک بہت بڑی خامی باقی رہ گئی ہے جس کو عدالت العالیہ کے تین نہایت قابل جج تو درکنار ایک معمولی عقل کا انسان بھی نمایاں طور پر محسوس کر سکتا ہے بہر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی نمایاں اور واضح خامی کے موجود ہوتے ہوئے عدالت نے کس طرح ملزموں کے جرم کو اس قدر قطعیت اور یقینیت کے ساتھ متعین کر لیا کہ اس کی بنا پر ان میں سے تین کو موت کی سزا دیدی۔ حبس دوام یا دوسری طویل المدت سزاؤں میں تبدیل ہی تلافی کا امکان باقی رہتا ہے اور اگر ملزم کسی وقت بے گناہ ثابت ہوں تو ان کو رہائی دی جا سکتی ہے لیکن موت کی سزا تو ایک آخری اور ناقابل تلافی سزا ہے اور ہر قانون عدل و قانون عقل کی رو سے یہ سزا صرف اسی وقت دی جانی چاہیئے جبکہ جرم پوری طرح ثابت ہو جائے اور اس کے ارتکاب میں جہانتک قانونی اور عام عقلی حیثیت کا تعلق ہے کسی قسم کا شک باقی نہ رہے لیکن یہاں پورا شبہ ہے کہ صفائی پیش نہ ہونے اور صرف ایک طرف کی کہانی سننے کے بعد عدالت خاص کے پاس کون ایسا ذریعہ ہو سکتا تھا جس سے وہ ارتکاب جرم کے متعلق اس قدر کامل یقین کی حد تک مطمئن ہو گئی کہ اس نے تین انسانی ہستیوں کو قانون کی آخری سب سے بڑی اور ناقابل تلافی سزا دینا مناسب سمجھا کاش پریوی کونسل میں اس کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے۔

## گمراہ نوجوان وطن

اگر ہم یہ مان لیا جائے کہ ان لوگوں نے فی الواقع انہی جرائم کا ارتکاب کیا تھا جن کا الزام استغاثہ کی طرف سے ان پر لگایا گیا تھا تو فنی حیثیت سے ہم ایسی سزاؤں کو حق بجانب تسلیم کر لیں گے جو عدالت کی جانب سے ان کو دی گئی ہیں اور ایسی صورت میں ہمیں کوئی ان سے ہمدردی نہ ہوگی لیکن اس کے باوجود ہمارے لئے یہ بات پھر بھی باعث رنج و اندوہ رہ جائے گی کہ ایسے قابل، دلیر اور دھن کے پکے نوجوان نوجوان وطن اس طرح غلط راہ پر

لگ کر نامناسب طریقہائے کار کی بھینٹ چڑھے ہے اور ملک ان کی ذہنی اور اخلاقی قابلیتوں سے محروم ہو گیا اگر اس افسوسناک اور ناقابل تلافی نقصان کے اسباب کی تحقیق کی جائے تو اس کا رشتہ علل بھی ملک کی غلامی ہی کے ساتھ مربوط نظر آئے گا یہ غلامی ہی کا کرشمہ ہے کہ اپنے ملک میں ان لوگوں کو اپنی قابلیتوں کے جوہر دکھانے کا کوئی موقع نہ مل سکا اور وہ قومی فوج کے اعلیٰ عہدوں پر متمکن ہوتے، بڑے بڑے کارہائے نمایاں کرتے اور اعلیٰ فوجی مدارج تک ترقی کر کے ملک کے اندر اور بعض حالت میں ملک کے باہر تک ناموری حاصل کرنے کے بجائے جیل کی کوٹھری مجرموں کے کٹہرے اور پھانسی کے تختے تک پہنچے اور ان کی زندگی کے ابواب کامیابی و خوشحالی کے بجائے اس طرح ناکامی و سوء حال پر ختم ہوئے آج اگر ہندوستان ایک آزاد ملک ہوتا تو اس میں اس کے فرزندوں کے لئے ترقی اور ناموری کے وہ تمام ذرائع ہوتے جو انگلستان اور دوسرے آزاد ممالک کے فرزندوں کو حاصل ہیں اور اس میں بھگت سنگھ اور سکھدیو جیسے دل و دماغ کے لوگ پھانسیوں پر لٹکنے اور حبس دوام کی سزائیں بھگتنے کے بجائے اپنی جرأت اور دلیری کے کارنامے دکھا کر ترقی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچتے ایسے ہی لوگ جب آزاد ملکوں میں پیدا ہوتے ہیں تو نپلین اور ارکن ڈیوک بنتے ہیں اور ایسے ہی لوگ جب اپنی اور اس ملک کی بدقسمتی سے ہندوستان جیسے غلام ملک میں پیدا ہوتے ہیں تو بھگت سنگھ اور سکھدیو بنکر پھانسی کے تختوں پر لٹکتے ہیں پس غلامی کی بیشمار لعنتوں میں سے یہ بھی ایک لعنت ہے کہ اس کی بدولت ایک ملک کے بیشمار قابل جوہر زینت افروز دیہیم بننے کے بجائے خاک میں ملتے اور ناکامی و نامرادی کی نذر ہوتے ہیں حقیقتاً یہ گمراہی نتیجہ ہے اس جوش و ہیجان کا جو غلامی کے احساس شدید نے ان نوجوانوں کے دل میں پیدا کر دیا ہے اور وہ پُرامن تحریکات کی ناکامیوں اور حکومت کا ان کے ساتھ سخت و شدید اور پرتشدد طرز عمل دیکھکر دوسرے ناجائز ذرائع کی طرف پھسل جاتے ہیں اور ان کا جوش جوانی ان کو ایسی تحریکات کی طرف گھسیٹ لیجاتا ہے جس کے اندوہناک نتائج آج سب کے سامنے ہیں۔

بھگت سنگھ وغیرہ واقعتاً قتل سانڈرس کے مجرم ہیں یا نہیں اس کا صحیح علم تو خدائے علام الغیوب ہی کو ہو سکتا ہے مگر چونکہ ان کی طرف سے صفائی نہیں پیش کیگئی اور محض اعتراف کی شہادت پر قاضیوں نے ان کو مجرم قرار دیا ہے اسلئے دوسرے لوگ قطعی طور پر یقین نہیں کر سکتے کہ فی الواقع وہ قتل سانڈرس کے مجرم ضرور ہیں لیکن اس وقت اس سے بحث نہیں افسوس صرف اس امر کا ہے کہ ایسے دل و دماغ اور ایسے ذہن و ہمت کے نوجوان اس طرح ضایع ہو رہے ہیں اور مادر وطن اپنے ایسے فرزندان پرجوش کی خدمات سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتی جہاں یہ ایک طرف حد سے زیادہ جوش کا قصور ہے وہیں اگر دوسری طرف یہ کہا جائے تو شاید بیجا نہ ہوگا کہ حکومت پر امن تحریکات کیساتھ جو ناروا سلوک کرتی ہے اس سے متاثر ہو کر بھی بہت سے نوجوان اس قسم کی گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ہیں ایک لمحہ کے لئے اس میں شبہ نہیں کہ اگر یہ نوجوان غلط راستہ پر نہ پڑیں اور صحیح پر اس ذرائع سے اپنی اور وطن کی خدمات انجام دیں تو بہت زیادہ ملک و قوم کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں بہرحال ایک طرف اس امر کا افسوس ہے کہ وائسرائے کے ارطولینس نے انصاف کے راستہ میں خلل پیدا کر دیا اور دوسری طرف کالی افسوس ہے کہ ایسے نوجوانوں کا ایسا افسوسناک انجام ہوا۔

## وائسرائے کا نیا آرڈی نینس

چند مہینے سے ملک کے اندر سول نافرمانی کی جو تحریک جاری ہے اس کی بدولت حکومت اپنے قانون کی معمولی مشین کے ذریعہ اپنا کام چلانے سے معذور ہو گئی ہے اور اب اس نے خاص آرڈی نینسوں کے ذریعہ حکومت کرنی شروع کر دی ہے اب تک اس سلسلہ میں آٹھ آرڈی نینس نافذ ہو چکے تھے جو تیزی کے ساتھ حکومت کا کام چلانے کی خدمت انجام دے رہے تھے اب حال میں ان کے اندر ایک اور آرڈی نینس کا اضافہ کیا گیا ہے اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیا قانونی حربہ تمام پچھلے حربوں سے زیادہ مہلک اور خطرناک ثابت ہوگا مقامی حکومتوں کے ہاتھ میں یہ نیا حربہ دیتے ہوئے وائسرائے بہادر نے جو تشریحی اعلان اس غیر معمولی کارروائی کو جائز قرار دینے کے لئے شایع فرمایا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ گذشتہ چھ ماہ میں سول نافرمانی کی تحریک کے موجدوں اور مویدوں نے حکومت قائم شدہ از روئے قانون کو الٹنے کی پوری کوشش کی ہے انہوں نے ناواقف اور سادہ لوح لوگوں کو کھلے بندوں اور منظم طریقے سے قانون شکنی پر اکسایا ہے اور انھیں ٹیکس اور محاصل ادا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے انہوں نے فوج اور پولیس کی وفاداری کو متزلزل کرنے کی سعی کی ہے اور متعدد تشدد کے واقعات رونما ہونے کے یہی بالواسطہ یا بلاواسطہ ذمہ دار ہیں بہت سے ہندوستانیوں کو انہوں نے اپنی دھمکیوں اور تخویف و ترہیب سے مرعوب کر کے اپنے ساتھ شامل ہونے پر انہوں نے مجبور کیا ہے جس کی بدولت انہیں بہت مالی نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں اور اب کانگریس اس سے زیادہ بڑے اور سخت نقصانات پبلک کو پہنچانے کی تیاری کر رہی ہے ان حالات میں وائسرائے بہادر کے نزدیک یہ ضروری ہو گیا کہ اس شریرانہ تحریک کو کچلنے کے لئے مزید اختیارات حکومت کو دیئے جائیں اور چونکہ اس معاملہ میں ۱۹۱۸ء کے ترمیم قانون تعزیرات ہند کی دفعات ناکافی تھیں اس لئے انہوں نے ایک ایسا آرڈی نینس نافذ کرنا ضروری سمجھا جسکی قوت سے مقامی حکومتوں کو وہ اس قابل کر دیں کہ وہ اس خطرناک تحریک کا بآسانی سر کچل سکے اس جدید قانونی ہتھیار کی رو سے مقامی حکومتوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ہر اس مقام کو جو ان کی رائے میں ایک خلاف قانون جماعت کی اغراض کے لئے استعمال کیا جا رہا ہو اپنے قبضہ میں کر لیں جو لوگ وہاں پائے جائیں انھیں گرفتار کر لیں جو اشیاء وہاں ہیں ان میں سے ایسی چیزوں کو جن کو ملک منظر ضبط کر لیں جو اس خلاف قانون جماعت کی اغراض کے لئے کارآمد ہوں اور دوسری اشیاء کو اس وقت تک اپنے قبضہ میں رکھیں اور جس طرح چاہیں استعمال کریں جب تک اس مقام پر قبضہ کا اعلان برقرار رہے نیز اس اعلان کی رو تک اس مقام پر بھی قابض رہیں اور جو شخص اس مقام میں داخل ہونے کی کوشش کرے اسے مداخلت بیجا کا مجرم قرار دیں اس آرڈی نینس کی خلاف جس قدر جرائم کئے جائینگے وہ سب قابل دست اندازی پولیس ہوں گے ان میں ضمانت بھی نہ ہوگی اور آرڈی نینس کے مطابق جتنی کارروائیاں کی جائینگی ان کے خلاف کسی عدالت

میں کوئی چارہ جوئی نہ کی جا سکے گی۔

تمام ہندوستان میں اور باہر کے اخبارات میں بھی یہ امر بالاتفاق تسلیم کیا جا رہا ہے کہ یہ آرڈیننس ان تمام آرڈیننسوں سے زیادہ سخت ہے جو اب تک وائسرائے کی جانب سے صادر کئے گئے ہیں اس نے صحیح معنوں میں حکومت اور کانگریس کے درمیان حالت جنگ قرار دیدی ہے اور مقامی حکومتوں کو وہ تدابیر اختیار کرنے کا موقع دیا ہے جو جنگ کی حالت میں دشمن کے خلاف استعمال کی جاتی ہیں ممکن ہے کہ وہ تمام وجوہ و اسباب اپنی جگہ واقعہ کی حد تک صحیح ہوں جس کے متعلق ہز ایکسیلنسی نے بیان کیا ہے کہ وہ ایسے ایک غیر معمولی آرڈیننس کے صادر کرنے کے لئے داعی ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود اس قسم کی تدابیر کے معقول اور مفید ہونے میں ہم کو قوی شبہات ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے وائسرائے کو ایسا مشورہ دیا ہے انہوں نے ہرگز کسی تدبر سے کام نہیں لیا ہے اور نہ وہ حقیقی معاملات کی نوعیت کو سمجھ سکے ہیں یہ ہو سکتا ہے کہ حکومت بہت سی کانگریس کمیٹیوں اور آشرموں کے دفتروں پر قبضہ کر لے ان کی جائداد منقولہ کو ضبط کر لے اور جائداد غیر منقولہ پر قابض ہو جائے مگر اس سے یہ امید کرنا سراسر نادانی ہے کہ تحریک ختم ہو جائے گی اور لوگ کوئی دفتر یا آشرم نہ ہونے اور اپنے جھنڈے سے چھن جانے کے بعد خاموشی کے ساتھ اپنے گھروں میں جا بیٹھیں گے برعکس اس کے اس امر کا قوی امکان ہے کہ ہر ایک جگہ ایک یا دو دفتروں کے بجائے سینکڑوں دفتر بنا لینگے ہر درخت کے نیچے ایک دفتر قائم ہو جائے ہر میدان ایک دفتر میں منتقل ہو جائے اور جیسا کہ بنارس میں ہو چکا ہے سارے ہندوستان میں ہزارہا متحرک دفاتر پھیل جائیں جن کو ضبط کرنے اور جن پر قبضہ کرنے سے حکومت عاجز ہو جائے یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ خطرناک صورت یہ ہوگی کہ مندروں گوردواروں اور مسجدوں میں دفاتر قائم کر لیے جائینگے اور حکومت کے لئے ان پر قبضہ کرنا اور ان کی اشیا کو ضبط کرنا اگر ناممکن نہیں تو سخت دشوار اور مہلک ہوگا اول تو ہم یہ نہیں سمجھتے کہ حکومت کبھی ایسی صورت میں مندروں مسجدوں اور گوردواروں پر قبضہ کرنے کی جرأت کرے گی لیکن اگر کہیں وہ اس ... کا ارتکاب کرے گی تو یہ فعل آگ پر تیل چھڑکنے کا ہم معنی ہوگا اور اس سے تمام ہندوستان میں ایسی آگ لگ جائیگی جس میں شاید وہ امید ہمن بھی شامل ہو جائے گا جو اب تک اس سے علیحدہ رہا ہے اور اس وقت اس آگ کو بجھانا حکومت کے دائرہ امکان سے خارج ہو جائیگا۔

اس قسم کی غلط تدبیریں اختیار کر کے اب تک حکومت دیکھ چکی ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک دبنے کے بجائے اور زیادہ بھڑکتی رہی ہے مگر اس کے باوجود ہمیں افسوس ہے کہ ابھی تک وہ دانشمندانہ تدابیر اختیار کرنے کی طرف مائل نہیں ہو اور غلطیوں پر مزید غلطیوں کا اضافہ کئے چلی جا رہی ہے۔

## پریس آرڈیننس کی توسیع کا سوال

ایک طرف نئے نئے آرڈیننس صادر ہو رہے ہیں اور دوسری طرف سننے میں آرہا ہے کہ جن پرانے آرڈیننسوں کی عمریں ختم ہونے والی ہیں ان کی زندگی میں مزید اضافہ کرنے کی تجویزیں زیر غور ہیں چنانچہ اس سلسلہ میں یہ افواہ پھیل اڑ رہی ہے کہ پریس ارڈی نینس جس کی مدت اکتوبر میں ختم ہو رہی ہے اسے دو سال جنم دینے کے متعلق مسئلہ کے کارخانہ قانون سازی میں بہت زور لگایا جا رہا ہے ابتک شاید اس کے متعلق کوئی کارروائی زیر عمل آچکی ہوتی مگر مشکل یہ ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی جس دفعہ کی رو سے وائسرائے کو آرڈیننس نافذ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے وہ چھ مہینے سے زیادہ کسی آرڈیننس کی مدت کو وسیع کرنے کا انھیں اختیار نہیں دیتی اور دوسری طرف حکومت کو یہ خوف ہے کہ اگر یہ سند سکندری ہٹ گیا تو تمام اخبارات دفعتہ بے قابو ہو جائینگے اور اپنے کالموں کے زور سے شاید حکومت کا تختہ الٹ دیں گے سنا گیا ہے کہ اس دوطرفہ مشکل کو حل کرنے میں حکومت ہند کا قسمتہ قانون اپنی تمام قابلیتیں صرف کر رہا ہے اور اس کوشش میں مشغول ہے کہ یا تو پریس آرڈیننس کی مدت میں توسیع کر دی جائے یا اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں اس قدیم قانون مطابع کو از سر نو زندہ کیا جائے جو تقریباً پندرہ سال تک ہندوستانی مطابع کا گلا گھونٹتا رہا تھا۔

اگر یہ اطلاعات صحیح ہیں اور ہم کو قوی اندیشہ ہے کہ ضرور صحیح ہوں گی تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ حکومت ہند دستانی پریس ہی پر ظلم کرنا نہیں چاہتی بلکہ خود اپنے اوپر ظلم کرنے کی بھی تیاری کر رہی ہے۔ اخبارات کی آزاد اور آتش بیانی جس کی اس کو اتنی شکایت ہے اپنی جگہ خواہ کتنی ہی خطرناک سہی مگر وہ یقیناً اس قدر خطرناک نہیں ہے جس قدر دلوں میں گھٹے ہوئے خیالات اور سینوں کے اندر کے ہوئے طوفان ہوتے ہیں جب تک اخبارات آزاد ہیں اور خیالات کو پیش کرنے کے وسائل پر کوئی پابندی نہیں ہے اس وقت تک ملک اور حکومت کی لڑائی کھلی ہوئی ہے جس میں دونوں فریق ایک دوسرے پر کھلے بندوں حملہ کر سکتے ہیں اور حملوں کا جواب دے سکتے ہیں مگر جب حکومت اس کھلی لڑائی کو بند کرے گی اور پبلک سے ہتھیار چھین لیگی تو لامحالہ یہ کالا ہوا پانی نبیادوں اور جڑوں میں مرنا شروع ہو جائے گا اور وہ تحریکات اور زیادہ تیزی کے ساتھ پرورش پانے لگیں گی جو ایسے حالات میں ہر ملک کے اندر پرورش پاتی رہی ہیں اور جنہوں نے ایک حد تک اس وقت بھی ہندوستان میں ملک کے امن کو برباد کر رکھا ہے ہر سے زیادہ خود حکومت اس حقیقت سے باخبر ہے کہ ایسے نوجوانوں کی ایک بڑی جماعت ملک میں پیدا ہو چکی ہے جن کی بے چین روحیں اپنے وطن کے موجودہ سیاسی حالات میں اپنے لئے خدمت وطن اور ترقی کی راہیں مسدود پا کر ان کو امن شکن، اضطراب انگیز اور تشدد آمیز افعال پر ابھار رہی ہیں اور انھوں نے ملک کے اس سرے سے اس سرے تک قاتلانہ اقدامات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا ہے اس نوجوان گروہ کے ان ذرائع کی طرف راغب ہونے کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور یہ خود حکومت بھی تسلیم کرے گی کہ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ملک کی خدمت اور سیاسی ترقی کی راہیں اس وقت اہل ملک کے لئے اس قدر کشادہ نہیں ہیں جن سے نوجوان طبیعتیں مطمئن ہو سکیں اب یہ ظاہر ہے کہ اگر ان راہوں کو کشادہ کرنے کے بجائے اور تنگ بلکہ مسدود کیا گیا تو حکومت کا یہ فعل خود اپنے ان دشمنوں کی تعداد میں اضافہ کا موجب ہوگا اور

بالواسطہ وہ خود نوجوانان ہند و غلط و گمراہ طریقہ جنگ اختیار کرنے پر ابھارنے کی مجرم بنے گی۔

## تازہ گرفتاریاں

ماہ گزشتہ میں حکومت نے اپنے وسائل تشدد کو استعمال کرنے میں جس فراخ حوصلگی و کشادہ دستی سے کام لیا ہے اس کا ایک ثبوت ان اکابر وطن کی گرفتاریاں ہیں جنھیں تمام ہندوستان عزت و محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ان میں سب سے زیادہ نمایاں ہستی مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی ہے۔ مولانا ممدوح ہندوستان کے ایک متبحر دینی عالم، جمعیت علمائے ہند کے صدر مسلمانان ہند کے مذہبی پیشوا اور اپنے زمانہ کے ممتاز ترین مفتی شرع ہونے کی حیثیت سے خاص قدر و منزلت کے مالک تھے باوجودیکہ تحریک ترک موالات کے زمانہ میں بھی انہوں نے قومی جد و جہد میں پورا پورا حصہ لیا تھا مگر حکومت نے ان کے مرتبہ و اعزاز کا خیال رکھتے ہوئے ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ کی تھی لیکن اس مرتبہ جذبات انتقام نے سرکار عالیہ کی پالیسی پر کچھ ایسا غلبہ حاصل کر لیا ہے کہ اس نے حضرت مفتی صاحب کی شخصیت ان کی خلوص اور پر امن جد و جہد اور ان کی ذات کے ساتھ مسلمانان ہند کی عام عقیدت کی ذرہ برابر پروا نہ کی اور آخر کار ان کو بھی اسی طرح زندان بلا میں گرفتار کر لیا جس طرح وہ ان سے پہلے ان کے رفیق کار مولانا احمد سعید صاحب کو گرفتار کر چکی ہے۔ حکومت کی اس عقلمندی کا یہ نتیجہ ہے کہ دہلی اور بیرون دہلی کے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت جو مولانا سے خاص عقیدت رکھتی تھی تحریک میں شامل ہو گئی اور تحریک کے ساتھ مسلمانوں کی عام ہمدردی میں بھی معتد بہ اضافہ ہوا۔ اس کا ایک نمایاں ثبوت دہلی کی وہ مکمل ہڑتال تھی جو مفتی صاحب کی گرفتاری پر تمام مسلمانوں ہندوؤں اور دوسری قوموں کے اتفاق کے ساتھ عمل میں آئی۔ مفتی صاحب قبلہ کے بعد حکومت نے پے در پے ہندوستان کے اور تین بڑے لیڈروں کو گرفتار کیا۔ ایک بمبئی کے مسٹر کے الف نریمان دوسرے کانگریس کے صدر پنڈت جواہر لال نہرو۔ تیسرے کانگریس کے محترم مدبر اور بنگال کے مشہور لیڈر جے۔ ایم سین گپتا یہ تینوں حضرات حال ہی میں چھ چھ ماہ اور نو ماہ تک حکومت کی قید بھگت کر رہا ہوئے تھے مگر حکومت ان کی رہائی اور آزادی کو تین چار ہفتہ سے زیادہ برداشت نہ کر سکی اور اس نے انھیں پھر پکڑ کر قید میں ڈال دیا۔ ممکن ہے کہ اس طرح ملک کے ہر دلعزیز، با اثر اور محبوب رہنماؤں کو بار بار پکڑنے اور قید کر دینے میں حکومت اپنا کوئی فائدہ محسوس کرتی ہو مگر ہمارا اپنا مشاہدہ تو یہ ہے کہ ان کارروائیوں سے اس کو اپنے مقصد کے حصول میں ذرہ برابر کامیابی بھی نصیب نہیں ہوتی بلکہ ہر ایسی کارروائی اس کے مخالفوں کی تعداد میں مزید اضافہ کرتی ہے اور اس کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک کو اور زیادہ تقویت پہنچا رہی ہے اس سے پہلے ملک کے لیڈروں کی ایک بڑی جماعت کو حکومت گرفتار کر چکی ہے اور اب بھی اس نے ایک معتد بہ جماعت کو گرفتار کر لیا ہے اول درجہ اور دوم درجہ کے لیڈروں میں سے اس وقت کوئی بھی جیل سے باہر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی تحریک کے زور و شور میں کوئی کمی نہیں ہے اور حکومت اب بھی انھیں مشکلات میں مبتلا ہے جن میں وہ اس وقت مبتلا تھی جبکہ سب لیڈر آزاد تھے اس خلاف توقع صورت حال پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تحریک کے لیڈر اپنی روح ملک کے عوام کے اندر پھونکنے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور اب وہ آگ جو چند سینوں میں مشتعل تھی ایک عالمگیر خرمن اور ایک آتشگیر بن میں شعلہ فگن ہو چکی ہے اس لئے اب یہ امید کرنی فضول ہے کہ یہ آگ چند بڑے کوکوں پر ایک دو ڈال دینے یا چند بڑے تنوروں پر پانی انڈیل دینے سے بجھ جائیگی برعکس اس کے یہ اور ایسے ہی تمام جابرانہ افعال اسکو اور زیادہ بھڑکانے ہی کے موجب ہوں گے۔ اگر حکومت میں کوبجھانا چاہتی ہے تو اس کے لئے صحیح و دانشمندانہ تدبیر اب صرف یہی باقی رہ گئی ہے کہ ہندوستان کے مطالبہ آزادی کے آگے سر جھکا دے اور ایک قوم جس چیز کو حاصل کرنے کا عزم کر چکی ہے وہ اسکو بخوشی دیدے۔ اس صحیح تدبیر کے اختیار کرنے میں جتنی دیر لگائی جائیگی مشکلات کا علاج اتنا ہی زیادہ مشکل ہوتا جائے گا اور ممکن ہے کہ ایک مرحلہ پر جا کر وہ وقت آجائے جب بجز قطع علائق اور شکست روابط کے مسئلہ نہ نکلا اور کوئی حل باقی نہ رہے گا اور اس وقت برطانیہ کو افسوس ہوگا کہ اس نے کیوں نہ اُن دوستانہ اور ناصحانہ مشوروں کو قبول نہ کیا جو اس زمانہ میں اسکو دیئے جا رہے ہیں

## لٹھ بازی کی تہذیب کا احیاء

کچھ عرصہ ہوا بمبئی میں سر لٹھ بھائی سوہانی نے کہا تھا کہ حکومت نے اپنے طریق جنگ کو بدل دیا ہے اور وہ اب لٹھ بازی کو چھوڑ کر زیادہ گہری چالوں پر اتر آئی ہے مگر سر بیٹھ صاحب کی اس تقریر کو دو ہفتہ بھی نہ گذرے تھے کہ حکومت نے اسی بمبئی میں ایک مجمع عام پر لٹھ چلا کر اور ڈیڑھ سو سے زیادہ آدمیوں کو زخمی کر کے ثابت کر دیا کہ چاہے وہ زیادہ گہری چالوں پر اتر آئی ہو مگر ابھی تک لٹھ بازی کی تحریک کو اس نے ترک نہیں کیا ہے۔

بمبئی کے علاوہ دہلی اور دوسرے مقامات پر بھی لٹھ کا استعمال کافی آزادی اور فراخ دستی کے ساتھ کیا گیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت تہذیب و شائستگی کے اس خاص مرتبے سے بلند تر ہونے کے لئے ابھی طیار نہیں ہے جس پر وہ تنزل فرما چکی ہے۔ اخلاقی انحطاط پر یہ پیہم اصرار اور شائستگی کی رعنائیوں پر جانے سے یہ مسلسل انکار ہمارے فرماں روا دن کو مبارک رہے وہ شوق سے اس پستی میں مقیم رہیں جس کو خود انہوں نے اپنی پسند سے اختیار فرمایا ہے مگر ہم ان سے صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا انھوں نے خود اپنے مقصد کے لحاظ سے بھی ان ذرائع کے فائدے پر غور کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے؟ اگر یہ لٹھ چلانے، بیدیں مارنے اور انسان کو گھوڑوں سے کچلوانے کا مقصد صرف انتقام لینا ہے اور حکومت ان افعال سے صرف اتنا چاہتی ہے کہ جو لوگ اس کے خلاف مظاہرے کرتے ہیں ان کے سر پھٹتے ہوئے، دست و پا ٹوٹتے ہوئے اور انھیں مجروح و شکستہ حال زمین پر لوٹتے ہوئے دیکھ لیں تو بلاشبہ اس مقصد میں کامیاب ہیں، چاہے ان کا یہ مقصد اس قانون و آئین کے دائرہ سے خارج ہی کیوں نہ ہو جس کا بول بالا کرنے کا دعوے وہ کرتے ہیں لیکن اگر ان کا اصلی مقصد امن و سکون کا بحال کرنا اور قانون شکنی کے

اور تکلیف کو روکنا ہے تو اور اور عنایت وہ اپنی لٹھ بازی و بید زنی اور اسپارٹا کی پوری تاریخ پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لیں کہ اس مقصد میں ان حرکات سے ان کو کہاں تک کامیابی نصیب ہوئی، کس جگہ ان کے لٹھوں نے قانون شکنی کو روک لیا ہے؟ کہاں ان کی بیدیں لوگوں کو قومی جھنڈا بلند کرنے یا کمپلنگ کرنے یا قانون کی خلاف ورزی کرنے سے باز رکھ سکی ہیں؟ کب ایسا ہوا ہے کہ ان کے گھوڑوں کے سم عوام کی اسپرٹ کو کچل سکے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو حکومت کے ارباب حل وعقد کو اس بات کا اعتراف کر لینا چاہیئے کہ یہ تدابیر غضب، غیر شائستہ، اور خلاف شرافت وانسانیت ہونے کے ساتھ ہی ان کے مقاصد کے حصول میں غیر مفید، ناکام، اور بے نفع ہیں اور یہی نہیں کہ ان سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ مزید براں ان سے لوگوں میں اس حکومت کے خلاف اور زیادہ بڑے اور غیر مرغوب جذبات پیدا ہوتے ہیں جن کو وہ علی الاسلاق بازاروں میں غیر متشدد لوگوں پر وحشیانہ مظالم توڑتے ہوئے دیکھتے ہیں یقیناً کوئی اچھا نظارہ نہیں ہے کہ ایک شخص ہر قسم کے تشدد اور دست درازی سے مجتنب ہو اور اس پر لاٹھیوں کی بارش کی جائے اس کا سر پھاڑا جائے اس کی پسلیاں توڑی جائیں اور اس کو جانوروں سے پامال کرایا جائے ہندوستانی تو درکنار اس وحشیانہ منظر کو دیکھ کر کوئی انسان خفی کہ کوئی شریف جذبات رکھنے والا انگریز بھی اچھا اثر قبول نہ کرے گا اور لامحالہ اس سے حکومت کے مخالفوں اور اس کے افعال سے نفرت رکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہوگا کیا حکومت ایک عمل بے فائدہ حرکت سے اخلاقاً یہ نقصان اٹھانا پسند کرتی ہے؟

## بارڈولی میں عدم ادائے محاصل کی تحریک

گاندھی جی اور ان کے رفقاء کے اہم ترین کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم و تلقین سے جاہل ان پڑھ اور اعلیٰ خیالات سے بے بہرہ عوام میں ایسی روح پھونک دیتے ہیں کہ وہ جذبۂ ایثار و قربانی، پختگی اعتقاد و خیال طلب حریت و استقلال اور اس کے ساتھ ضبط و نظام میں اس اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں جس پر سالہا سال تک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور آزادی و حریت پر بڑے بڑے فلاسفہ اور آتش بیان انقلابی انشاء پردازوں کی تحریریں پڑھتے رہنے کے باوجود دوسرے لوگ نہیں پہنچ سکتے۔ کسانوں کاشتکاروں، مزدوروں اور ان عالم لوگوں کو جنھیں ان کی جہالت اور ذہنی و معاشرتی پستی کی بنا پر اصطلاحاً طبقۂ ادنیٰ کہا جاتا ہے یہ امر ذہن نشین کرانا کس قدر مشکل ہے کہ ہندوستان کو غلامی سے نکالنے اور ایک شریف آزاد قوم کے مرتبے تک پہنچانے والے دراصل وہی ہیں اور یہ کام وہ اس طرح انجام دے سکتے ہیں کہ کسی کو ضرر پہنچائے بغیر، کسی پر تشدد کئے بغیر اپنی جان، مال، دین و دولت، زمین جائداد، جانور اثاث البیت اور ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور جو ظلم و تشدد بھی ان پر توڑا جائے اس کو صبر کے ساتھ برداشت کریں۔ پھر یہ بات اگر ان کی سمجھ میں آ ہی جائے تو ایسے لوگوں کو جن کے جذبے اور کند احساسات اپنے قریب ترین انفرادی ماحول کے سوا کسی چیز کو محسوس کرنے یا کسی تصور کو قبول کرنے کے قابل نہیں ہیں، اتنا بلند خیال اور اس بلند خیالی میں راسخ العزم بنا دینا کس قدر مشکل ہے کہ وہ ملک کی آزادی جیسے اجتماعی مقصد کے لئے علانیہ سب چیز قربان کر دینے پر آمادہ ہو جائیں، ملک کی محبت کے مقابلہ میں ان کے دلوں سے اپنی جان کی محبت گھر بار کی محبت، اپنے وسائل معاش کی محبت اپنے روپے اور اپنے املاک کی محبت سب کچھ نکل جائے اور اس کے ساتھ وہ ایسے کامل ضبط و تحمل پر بھی آمادہ ہو جائیں کہ کسی شتعال انگیز کسی شدید ظلم کے مقابلہ میں بھی غضبناک ہو کر تشدد پر نہ اتر آئیں جن لوگوں نے اس کام کی مشکلات پر عملی حیثیت سے غور کیا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اتنا ہی دشوار کام ہے جتنا ایک بچے کو اس کی کم سنی کے باوجود عاقل و بالغ اور پختہ کار بنا دینا ہے لیکن گاندھی جی اور سردار پٹیل نے بارڈولی میں یہ حیرت انگیز کام کر کے دکھا دیا ہے ان کی تلقینات کا آج یہ کرشمہ ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس تعلقے کے اکثر دیہات کے باشندوں نے حکومت کے محاصل ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے ان کو معلوم تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا وہ جانتے تھے کہ محاصل کے بدلے ان کے جانور چھینے جائینگے ان کی زمینیں ضبط کی جائینگی ان کے برتن ان کے کپڑے اور ان کی ضروریات کے دوسرے سامان نیلام کئے جائینگے مگر اس کے باوجود انہوں نے ادائے محاصل سے انکار کیا اور جب مال کے سرکاری محصل ان کے علاقہ میں تحصیل کے لئے پہنچے تو وہ اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل گئے اندر گاؤں کے گاؤں اس طرح خالی کر دیئے کہ وہ گویا سنسان تھیں جن میں وہ عارضی طور پر ٹھیرے ہوئے تھے حکومت کی طرف سے ان کو دھمکی دی گئی کہ اگر تم نے محاصل ادا نہ کئے تو جو کچھ اموال ضبط کئے جائینگے وہ ہرگز واپس نہ کئے جائینگے لیکن ان پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا اور انہوں نے صاف کہدیا کہ جب تک گاندھی جی اور سردار پٹیل نہ کہیں گے ہم محاصل کا ایک حبہ بھی ادا نہ کریں گے

یہ تاریخ کا ایک نہایت حیرت انگیز واقعہ ہے بالآخر اس فعل سے ان غریب کسانوں کی زندگیاں تباہ ہو گئیں ان کے وسائل معاش ان سے چھین لئے گئے اور ان کے لئے بجز فاقوں سے ہلاک ہونے کے اور کوئی صورت باقی نہیں رہی مگر اس کے باوجود ان کی یہ پختگی اعتقاد اور ان کا یہ مردانہ عزم و یہ شدید جذبہ ایثار و قربانی دنیا کے ان بے نظیر واقعات میں سے ایک ہے جن پر تاریخ حیرت کرتی ہے جو لوگ کسانوں کی ذہنیت اور ان کے احساسات سے واقف ہیں انھیں معلوم ہے کہ ایک کسان اپنے گائے بیل اور اپنی کھیتی سے اس طرح محبت کرتا ہے جس طرح کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہو اس کی تمام دلچسپیوں کا مرکز یہی چیزیں ہیں اور وہ یقین رکھتا ہے کہ یہی اس کے رزق کا ذریعہ اور اس کی زندگی کا سہارا ہیں اس کا ان چیزوں کو چھوڑ دینا اور اپنی بستیوں سے ایسے غیر علاقوں میں ہجرت کر جانا جہاں اس کے لئے کوئی زمین کوئی کھیتی باڑی اور کوئی وسیلہ معاش نہیں ہے بجز ایک خالص جذبہ قربانی کے اور کسی چیز کا نتیجہ نہیں ہو سکتا اور اس جذبہ کو اتنی قوت و شدت کے ساتھ کسانوں کے دلوں میں بھر دینا فی الواقع ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی بہت کم نظیریں تاریخ عالم کی تاریخ میں مل سکتی ہیں۔

## ایک خطرناک غلطی

امرتسر سے انڈین مرچنٹس ایسوسی ایشن نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی سے شکایت کی ہے کہ کانگریسی کارکن بدیشی کپڑے کے مقاطعہ کی تحریک میں بددیانتی اور جنبہ داری برت رہے ہیں انہوں نے صدر کانگریس کو لکھا ہے کہ

> دامرت سر کے کانگریسی ارباب اقتدار غیر ملکی کپڑے کی نکاسی کے معاملہ میں اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ جانبداری کا برتاؤ کر رہے ہیں وہ اور ان کے اقارب اپنے مقابلہ کے تاجروں کے حوض پر مزدوروں کے فائدے اٹھا رہے ہیں فہرمانی کر کے آپ پکٹنگ اٹھانے بائیکاٹ نہ کرنے اور سب کے ساتھ یکساں سلوک کرنے کا انتظام کیجئے۔ خود ہیز نی مال کے دلال بائیکاٹ کی تحریک چلا رہے ہیں اور باطنی طور پر دوسروں کے مقابلہ میں خود اپنے ذاتی کاروبار کو ترقی دے رہے ہیں "

کچھ عرصہ سے پیہم خبریں آرہی تھیں کہ امرتسر کے تاجران پارچہ ہے تار ہو رہے ہیں اور ولایتی کپڑے کے مروجہ دوکاندار کو نقصان کرنے پر اتر آئے ہیں ان خبروں کی تردید میں ہمیں ہوا ہی تھیں اور تائید میں بھی اور اطلاعات سے ظاہر ہو رہا تھا کہ امرتسر کی مارکیٹ پر کانگریس کا اثر کمزور ہو رہا ہے لیکن اسکی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی تھی اس راز کو اب تاجروں کی انجمن کے اس بیان نے فاش کیا ہے اور اب یہ بات کھل گئی ہے کہ خود کانگریس کے کارکنوں کی اپنی اخلاقی کمزوری اس نقصان کی ذمہ دار ہے جو امرتسر میں بائیکاٹ کی تحریک کو پہنچ رہا ہے انگریزی مرچنٹس ایسوسی ایشن کی یہ شکایت صحیح ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ امرتسر کے کانگریسی کارکنوں نے ایک نہ صرف غلطی بلکہ خطرناک جرم کا ارتکاب کیا ہے اور خود اپنے ہاتھوں اپنی تحریک کو مٹانے کے درپے ہوئے ہیں ظاہر ہے کہ کانگریس کی پشت پر کوئی مادی طاقت نہیں ہے جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو اپنے احکام کی پابندی پر مجبور کر سکتی ہو اس کے پاس جو کچھ ہے اخلاقی قوت ہے جس کے نتیجہ کو انحصار لوگوں کی خود اپنی رضاکارانہ اطاعت پر ہے اور یہ رضاکارانہ اطاعت کسی جذبہ پر لوگوں میں صرف اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ ان کو اس امر کا یقین ہو کہ کانگریس کے کارکن اپنے مقاصد میں سچے ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ ذاتی منفعت کے لئے نہیں بلکہ ملک کے اجتماعی فائدہ کے لئے ہے کانگریس کی موجودہ اقتصادی تحریک کی مبادی عملی کا میابی ملک کے عوام میں اسی یقین کے پیدا کرنے پر منحصر ہے لیکن اگر کانگریسی کارکن خود اپنے عمل سے اس یقین کو متزلزل کرنے لگیں اور ذاتی منافع کے لئے کوشش کریں کے اس اعتقاد کو فنا کر دیں جو عام طور پر دلوں میں پیدا کیا گیا ہے تو یقیناً وہ خود اپنے ہاتھوں اپنے اور کانگریس کے لئے شکست کی قبر کھود لیں گے اور ان مقاصد کو برباد کر دینگے جن کے لئے کانگریس جدوجہد کر رہی ہے امرتسر میں ان کی غلطی کا جو نتیجہ ظاہر ہوا ہے وہ نہ صرف ان کے لئے بلکہ تمام کی کانگریسی کارکنوں کے لئے اپنے اندر ایک سبق رکھتا ہے جس سے استفادہ کر کے انھیں اپنی جدوجہد کو تمام ذاتی اغراض کے لوث اور خصوصی عوامل اور جذبہ و میلانوں کی آلودگی سے پاک کر لینا چاہیئے ورنہ اس وقت کے لئے طیار رہنا چاہیئے جبکہ وہ سہ رنگی جھنڈے کے لئے چیخنے پھریں گے اور کوئی ان کی بات سننے کا روادار نہ ہوگا

## بائیکاٹ کی وبا

معاملہ فہم اور عمیق النظر سیاسی مدبرین کے جیل چلے جانے سے جو نقصانات ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کانگریس کی تحریک ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آگئی ہے جو اپنی تحریک سے تعلق رکھنے والے اہم سیاسی اور اقتصادی معاملات کو سمجھنے کی پوری اہمیت نہیں رکھتے اور محض جوشیلے جذبات کی رہنمائی میں ایسی باتیں کر بیٹھتے ہیں جو صحیح تدبر کے منافی ہیں مثال کے طور پر آجکل ایک عالمگیر بائیکاٹ کی وبا پھیل گئی ہے جس غیر ملکی مال یا غیر ملکی سرمایہ سے طیار کئے ہوئے مال پر چند جوشیلے نوجوانوں کی نظر پڑتی ہے وہ بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ اس کا بھی بائیکاٹ ہونا چاہیئے یہ وبا انگریزی دواؤں تک پہنچ گئی ہے اور بمبئی میں بعض انگریزی دوا فروشوں کی دوکانوں پر پکٹنگ بھی شروع کر دیا گیا ہے اگر ان لوگوں کی رہنمائی کسی سنجیدہ اور معاملہ فہم مدبر کے ہاتھ میں ہوتی تو یہ ہرگز ایسی طفلانہ باتیں نہ کرنے سننے اس میں شک نہیں کہ بائیکاٹ کی تحریک کا اصلی مقصد اقتصادی دباؤ ڈالنا ہے اور اس سے مخالف قوم کی تجارت کو نقصان پہنچانا ہے لیکن اس مقصد کو تمام قابل پہلوؤں سے انگلیں بند کر کے حاصل نہیں کیا جا سکتا بائیکاٹ کی تحریک کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس قوم پر دباؤ ڈالنا ہے اس کی کونسی تجارت یا تجارتیں ایسی ہیں جن کو ہم اس طرح بند کر سکتے ہیں کہ جن ضروریات کو وہ مہیا کرتی ہیں انھیں تو ہم خود اپنے ملک میں مہیا کر لیں یا سرے سے ان ضروریات ہی کو حذف کر دیں ان دو سوالات کو ہر بائیکاٹ کی تحریک سے پہلے سوچ لینا چاہیئے ان کو نظر انداز کر کے جو تحریک مقاطعہ شروع کی جائے گی وہ کامیاب نہ ہو سکے گی اور اگر محض پکٹنگ کے بھروسہ اس کو فروغ دینے کی کوشش کی جائے گی تو لوگ بائیکاٹ اور پکٹنگ دونوں سے بیزار ہونے لگیں گے فی الحال میں صرف ان چیزوں کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے جن کو ہم اپنی ضروریات کے مطابق خود اپنے ملک میں مہیا کر سکتے ہیں پہلی قسم کی چیزوں میں سے ہیں اہم چیزوں میں سوتی کپڑا ہی اور دوسری قسم کی چیزوں میں سگریٹ شراب اور ٹوئین وارنش کے سامان مثلاً صابون تیل خوشبوئیں کریم اور پوڈر وغیرہ شامل ہیں ایسی چیزوں کو بائیکاٹ کرنا مفید بھی ہے اور عملی پہلوؤں سے ممکن بھی ہے لیکن جو چیزیں ہماری ضروریات میں اس طرح شامل ہیں کہ ہم ان کو بلا ضرورت ترک نہیں کر سکتے ایسی چیزوں میں انگریزی دوائیں مثلاً ایسپرین اور دوسرے ٹانک وغیرہ بیرونی سرمایہ سے چلنے والے کارخانوں کا اونی کپڑا شامل ہے کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس کے بعض ڈاکٹر مقامات پر ایومیتھی اور ہومیوپیتھی کی دوائیں کافی مقدار میں بننے لگی ہیں جن کی موجودگی میں بیرونی دواؤں کی درآمد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اول تو یہ بات محل تامل ہے کہ کانگریس اور دوسرے مقامات کے ہندوستانی دواخانے ویسی ہی قابل اطمینان دوائیں تیار کرنے لگے ہیں جیسی یورپ کے دواخانے مہیا کرتے ہیں کہ وہ تمام ہندوستان کے دواخانوں کی ضروریات کو پورا کر سکیں دوسرے دواؤں کے معاملہ میں اصلی اعتبار معالج اور مریض کے اطمینان کا ہے معالج اور مریض کو پوری آزادی ہونی چاہیئے کہ جس دوا پر ان کو اطمینان ہو اور جس کو وہ علاج کے لئے ضروری سمجھیں اسکو استعمال کریں خواہ وہ ہندوستان میں بنی ہو یا دنیا کے کسی گوشہ سے آتی ہو اس آزادی سے متعلق معاملہ میں جس کا تعلق لوگوں کی صحت اور جان سے ہے ایسے لوگوں کو مداخلت کرنا جو مریض یا معالج نہیں ہیں اور خواہ مخواہ یہ پابندی عائد کرنا کہ فلاں جگہ سے دوا اور فلاں جگہ سے نہ لو اور فلاں دوا استعمال کرو اور فلاں نہ استعمال کرو ایک بیجا مداخلت ہے اور اس کو اس لحاظ سے ظلم بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اثر افراد کی زندگی اور صحت پر

پڑتا ہے نہایت نازک اور اہم ذاتی معاملات میں مضرت انگیز مداخلت کی حد تک پہنچ جائے کسی اصول کے لحاظ سے بھی درست نہیں ہے اسی طرح ملک میں غیر ملکی سرمایہ سے بننے والے اونی کپڑے کا بائیکاٹ بھی موجودہ حالت میں درست نہیں قرار دیا جاسکتا موسم سرما میں گرم کپڑا لوگوں کی ناگزیر ضرورتوں میں سے ہے اس کے استعمال کو وہ شدید ضرورت کے بغیر ترک نہیں کرسکتے دوسری طرف ملک میں ایسے کارخانے کافی تعداد میں موجود نہیں ہیں جو خالص ملکی سرمایہ سے چلتے ہوں اور ملک کی طلب کو پورا کرنے کے قابل ہوں ایسی حالت میں ہمیں اپنی بائیکاٹ کی تحریک میں صرف غیر ملکی اونی کپڑے کو شامل کرنے پر قناعت کرنی چاہیئے اور ان ملکی کارخانوں کو اس وقت تک اس سے خارج کردینا چاہیئے جب تک ہم خود اپنے سرمایہ سے اونی کپڑا بنانے والے کارخانے قائم نہ کرلیں جو عملی تدبیر محض بائیکاٹ بائیکاٹ کا شور مچانے میں صرف کی جاتی ہے اگر اس کو ایسی عملی تدابیر اختیار کرنے میں صرف کیا جائے جن سے ملک میں خود ملکی سرمایہ سے اہل ملک کی ضروریات کا زیادہ سے زیادہ مقدار میں بہتر سے بہتر صورت پر تیار ہونے لگیں تو یہ ملک کے لئے بھی مفید ہے اور بائیکاٹ کے مقصد کو بھی زیادہ کامیابی کے ساتھ پورا کرسکتی ہے۔

## پنجاب کی وزارت میں تغیر

کچھ عرصہ سے پنجاب میں وزارت کے انتخاب کے مسئلہ پر سخت شور و شغب برپا تھا اور سابق وزیر تعلیم لالہ منوہر لال کے خلاف تمام اسلامی اخبارات اور اسلامی انجمنوں کی طرف سے اتفاق یہ اعلان کیا جارہا تھا کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کی متعصبانہ روش ہرگز ایسی نہیں ہے جس کو دیکھتے ہوئے وہ تعلیمات کا قلمدان وزارت موصوف کے سپرد کئے جانے کو گوارا کرسکیں اس شور و شغب کا نتیجہ یہ ہوا کہ وزارت تعلیم کا قلمدان لالہ منوہر لال سے واپس لے لیا گیا اور پنجاب کی وزارت سے ان کو خارج کرکے ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کو داخل کیا گیا ہے اس تحریک کو بعض بیگ مسلمانوں کے ابھی کمیشن کی فتح سے تعبیر کررہے ہیں مگر ہمارے نزدیک نہ یہ فتح ہے اور نہ اس پر شادیانے بجانے کی ضرورت ہے یہ دراصل بے انصافی پر انصاف کی فتح ہے جس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے جو فرقہ وارانہ تعصب کے جذبات سے اندھے ہوکر صرف ایک فرقے کی جائز و ناجائز مفاد کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیتے ہیں اور ان دوسرے فرقوں کے مفاد کی ذرہ برابر پروا نہیں کرتے جن کی خدمت کرنا یکساں طور پر ان کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔ لالہ منوہر لال نے تین سال تک مسلمانان پنجاب کے حقوق کو پامال کیا اور اپنے اختیارات کو صرف ہندوؤں اور سکھوں کے مفاد کے لئے استعمال کرتے رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارے پنجاب کے مسلمان ان کی بے انصافی کے خلاف چیخ اٹھے اور خود ہندوؤں کو بھی اپنی ہمسایگی ذہنیت کے باوجود ان کی پوری پوری حمایت کی جرات نہ ہوسکی اور حکومت کو مجبوراً ان کی وزارت کا خاتمہ کرنا پڑا اب اگر کوئی مسلمان وزیر بھی اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں کے مفاد کو واقعی پامال کرے گا تو ایک روز اس کے خلاف بھی شور برپا ہوگا اور جبکہ وہ شور جائز اور صحیح واقعات پر مبنی ہوگا تو مسلمانوں کے لئے بھی اس کی حمایت کا کوئی موقع نہ رہے گا اور لامحالہ حکومت اس کا خاتمہ کرنے پر بھی مجبور ہوجائے گی۔

اگر ہندوستان کے باشندے یہ چاہتے ہیں کہ وہ اس ملک میں اپنی مشترکہ حکومت قائم کریں اور ان کے درمیان عدل قائم کرنے کے لئے ہمیشہ ایک غیر ملکی قوت کے وجود کی ضرورت باقی نہ رہے تو انھیں اپنی ذہنیتوں سے تعصب تنگ نظری بے انصافی اور جانبداری کی نجاستوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے خواہ ہندو ہوں یا سکھ مسلمان یا پارسی سب کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ جب وہ حکومت کی ملازمت میں آجاتے ہیں تو وہ ہندو یا سکھ یا مسلمان قوم کے ملازم نہیں ہوتے بلکہ تمام قوموں کے مشترک ملازم ہوتے ہیں اور اس ملازمت کی بنا پر ان کے ذمہ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ملا کسی جانبداری کے بالکل انصاف کے ساتھ تمام قوموں کی یکساں خدمت انجام دیں اگر وہ اپنے دلوں میں اتنی وسعت نہیں پاتے یا ان کے ضمیر اس کے لئے آمادہ نہیں ہیں کہ سب قوموں کو یکساں سمجھیں اور خاص اپنی قوم کو ترجیح دینے سے احتراز کریں تو ایمان داری کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ایسی ملازمت سے استعفا دیدیں جو ان پر ان کے ضمیر اور عقیدان قلب کے خلاف ایک مشترک فرض عائد ہوتا ہے اس کو انجام نہ دے اور اس کے خلاف ایک قوم کی حمایت کرنے اور دوسری قوموں کے مفاد کو پامال کرنے لگے تو یہ ایک کھلی ہوئی لمبے ایمانی غداری ناقابل شناسی اور نہایت کمینہ اخلاقی دنائت ہے جس سے متصف ہونا کسی شریف انسان کے لئے زیبا نہیں ہے ادنی درجہ کے عہدہ دار اگر ایسا کرتے ہیں تو یہ ان کے درجہ کی مناسبت سے کچھ زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے مگر جب ہم ان نہایت اعلی تعلیم یافتہ لوگوں کو جنھیں ان کے ذہنی ارتقا اور تمدنی و معاشرتی حیثیت سے بلند مرتبہ آلی بنا پر اعلی عہدوں کے قابل قرار دیا جاتا ہے اسی تنگ نظری بے انصافی اور ناقابل شناسی کی ذلت میں مبتلا دیکھتے ہیں تو ہمیں سخت افسوس ہوتا ہے اور صرف یہی ایک موقع ہوتا ہے جس پر ہمیں ہندوستان کے مستقبل کی تمام ترقی و بہبود کا انحصار اس پر اس کے مختلف العقیدہ باشندے ایک دوسرے کے ساتھ انصاف اور حسن سلوک کے ساتھ رہنا سیکھ جائیں مگر جب ہم ادنی اور اوسط طبقوں سے زیادہ اس اعلی طبقہ کو جو ملک کی سوسائٹی کا لیڈر ہوتا ہے اس سے برعکس ذہنیت سے آلودہ پاتے ہیں تو ہمیں خوف ہوتا ہے کہ شاید ابھی ہندوستان کی بدنصیبی کا خاتمہ ایک مدت تک نہ ہوسکیگا۔

## مسئلہ فلسطین

فلسطین کے عربوں نے جنگ عظیم میں برطانیہ اور اس کے اتحادیوں کا ساتھ دیکر جو عظیم الشان غلطی کی تھی اسکی سزا ان کو یہ ملی ہے کہ دس بارہ سال سے ان کے سروں پر مایوسی کی بارش ہورہی ہے اور انھیں دوستوں کے ذریعہ سے ان کے حقوق پامال ہورہے ہیں جن کو اپنا ہمدرد اور رفیق سمجھ کر انہوں نے اسلامی حکومت کے خلاف مدد دی تھی ان کے مصائب کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ جنگ عظیم میں جب اتحادیوں کو ٹرکی اور جرمنی کے مقابلہ میں شدید مشکلات پیش آرہی تھیں برطانیہ نے دو مختلف اور متضاد مفاد رکھنے والی قوموں سے ایک ہی سرزمین کے متعلق دو متضاد وعدے کئے اور دونوں کو بیک وقت دھوکہ دیکر جنگ میں ان سے امداد حاصل کی یہ دو قومیں عرب اور یہود تھیں ایک طرف عربوں سے وعدہ کیا کہ ہم تمہیں ترکوں کی غلامی سے آزاد کرکے تمہاری ایک قومی حکومت قائم کریں گے

جو تمام عربی اقوام کی متحدہ بادشاہی ہوگی اور ان عربی اقوام میں فلسطین کے عرب بھی شامل تھے چنانچہ عربوں نے ان وعدوں پر اعتماد کر کے فلسطین شام عراق اور حجاز میں ترکوں کے خلاف انگریزوں کو دل کھول کر امداد دی اور یہ صرف انہی کی امداد کا نتیجہ تھا کہ بلاد عرب سے ترکی حکومت دو سال کے اندر کلیتہً خارج ہو گئی۔ دوسری طرف اسی زمانہ میں یہودیوں کی مالدار قوم سے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے وعدہ کیا گیا کہ ہم فلسطین میں تمام دنیا کے یہودیوں کا ایک قومی وطن قائم کریں گے اور یہودیوں کو وہاں بڑی بڑی زمینیں دی جائینگی تاکہ اقطاع عالم سے ہجرت کر کے وہاں جائیں اور اس تاریخی سرزمین میں آباد ہوں جو موسیٰ اور سلیمان اور داؤد علیہم السلام کا مسکن اور سو وطن تھی یہودیوں نے اس وعدہ کا بڑے جوش کے ساتھ خیر مقدم کیا کیونکہ دو ڈھائی ہزار سال سے یہ قوم خدا کی لعنت میں گرفتار تھی اور فلسطین سے نکل کر تمام دنیا میں اس طرح ماری ماری پھر رہی تھی کہ کہیں اس کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی جگہ نہ ملتی تھی اس نے خیال کیا کہ صدیوں کی تاریخی تمنا بر آنے کا اب موقع آیا ہے اس لئے اس نے دل کھول کر انگریزوں کو روپیہ دیا جب جنگ ختم ہوئی تو انگریزوں کے لئے بیک وقت دونوفوموں کے ساتھ وعدوں کا ایفا کرنا ناممکن تھا لامحالہ وہ مجبور ہوئے کہ ایک قوم سے بدعہدی کریں اور دوسری قوم کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کریں چنانچہ فرعۂ خالی غریب عربوں کے نام پڑا اور اعلان کر دیا گیا کہ اس سرزمین میں جو آٹھ دس لاکھ عربوں کے لئے بمشکل کافی ہوتی ہے دنیا بھر کے کھوکھا یہودیوں کے لئے قومی وطن قائم کیا جائے گا یہ اعلان عربوں کے لئے سزائے موت کا حکم رکھتا تھا اس کے یہ معنے تھے کہ عرب اپنی زمینوں سے بے دخل کئے جائیں ان کے وسائل معاش اور ان کی زندگی کے سہارے ان سے چھین لئے جائیں ان کی زمینوں پر یہودی قابض ہوں اور ان کے لئے فاقوں سے ہلاک ہو جانے یا یہود کے غلام بنکر رہنے یا بیکس بینی و دوگوش اپنے آبائی وطن سے نکل جانے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہے۔ یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ انگریز اس قدر کور چشم یا عقل و خرد سے کورے تھے کہ ان کو اس کھلے ہوئے نتیجہ کی خبر نہ تھی یا وہ اتنی موٹی سی بات سمجھ نہ سکتے تھے کہ جب فلسطین جیسے چھوٹے سے ملک پر جس کی مجموعی آبادی دس بارہ لاکھ سے کبھی زیادہ نہ ہو سکی تمام دنیا کے یہودی ٹوٹ پڑیں گے تو ملک کے اصلی باشندوں کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ انگریزوں نے جان بوجھکر اپنی اغراض کے لئے اپنے ان دوستوں اور حلیفوں کو ہلاکت میں ڈالا کیا جنہوں نے ترکی کے خلاف یعنی خود اپنی ہم مذہب سلطنت کے خلاف ان کو اپنی جان و مال سے مدد دی تھی۔

وطن یہود قائم کرنے کے متعلق یہ مشہور اعلان بالفور کہا جاتا ہے صرف انگریزوں ہی کی طرف سے نہیں کیا گیا بلکہ فرانس دونوں کی انجمن لیگ آف نیشنز نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور فلسطین کو برطانیہ کی سیادت میں دیتے ہوئے انگلیں بند کر کے اس اعلان کے شرائط کو یہی شرائط انتداب میں داخل کر دیا قصداً طور پر اس سے عربوں میں شدید جذبات ناراضی پیدا ہوئے ان کے لئے یہ محض اقتصادی اور سیاسی مشکلات ہی کا سوال نہ تھا بلکہ زندگی اور موت کا سوال تھا اس لئے انھوں نے اس اعلان کو منسوخ اور ہجرت یہود کو مسدود کرانے کے لئے پیہم جد و جہد کی مگر انگریزوں نے ایک دنیا کی اور یہودیوں کے مہاجرین فوج در فوج فلسطین میں آکر آباد ہونے لگے ان کی اس آمد نے عربوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا یہود ایک دولتمند قوم ہے تمام دنیا میں ان کے سرمایہ دار تاجر اور سود خوار مہاجن پھیلے ہوئے ہیں ان کی طرف سے مہاجرین کو کروڑوں روپے کی امداد مل رہی ہے پھر وہ تجارت کے ماہر اور کاروبار پر کامل عبور رکھتے ہیں اس لئے انھوں نے فلسطین میں آتے ہی تمام ملک کی اقتصادیات پر قابو پانا شروع کر دیا اور تجارت صنعت و حرفت، زرعی املاک اور سرکاری ملازمتوں غرض تمام وسائل معاش پر قبضہ کرنے لگے اور عربوں کے خاندان کے خاندان عسرت و تنگدستی میں مبتلا ہو گئے حکومت کی اس پالیسی کے خلاف عربوں نے جس قدر جد و جہد کی اسے قوت سے دبایا گیا ان کے لیڈروں کو جلا وطن کیا گیا ان کے اخبارات بند کئے گئے ان کو احتجاج کے لئے زبان کھولنے تک کے حق سے محروم کر دیا گیا اور دوسری طرف یہودیوں کے ساتھ پیہم مراعات کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ فلسطین کا ہائی کمشنر تک ایک مشہور یہودی سر ہربرٹ سیموئیل کو بنایا گیا۔

اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں اور یہودیوں کے تعلقات روز بروز کشیدہ ہوتے چلے گئے اور چھوٹے چھوٹے فسادات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا مگر حکومت پھر بھی بیدار نہ ہوئی ۱۹۲۹ء کے بعد وہ دیوار ماتم والا قضیہ پیش آیا جس پر یہودیوں نے بلا کسی حق کے قبضہ جمانے اور اس طرح مسجد اقصیٰ کو اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش کی تھی اور اس کی بدولت عربوں اور یہودیوں میں وہ خونیں فسادات برپا ہوئے تھے جن کی خبریں تمام دنیا میں شائع ہو چکی ہیں ان فسادات نے برطانیہ اور تمام یورپ اور دنیائے اسلام توجہ فلسطین کے مسئلہ کی طرف منعطف کر دی اور حکومت برطانیہ نے پورے مسئلہ کی تحقیقات کے لئے سر جان ہوپ سمپسن کے زیر صدارت ایک کمیشن مقرر کیا جس نے فلسطین جا کر پورے قضیہ کی جانچ پڑتال کی اور ایک مفصل رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کر دی اس رپورٹ کے مضمون سے واقفیت حاصل کرنے کا ابھی تک ہم کو موقع نہیں ملا ہے لیکن حال میں حکومت برطانیہ کی طرف سے فلسطین کے متعلق جدید پالیسی کا جو اعلان شائع کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲ برس کے بعد اب حکومت برطانیہ نے اس بے انصافی، ظلم اور صریح بدعہدی کو محسوس کیا ہے جو عربوں کے ساتھ کیگئی ہے اور اب اگرچہ وہ ان کے سابق نقصان کی تلافی پر تو آمادہ نہیں ہے مگر انھیں مزید نقصان پہنچانے سے باز رہنے پر ضرور آمادہ ہو گئی ہے حکومت برطانیہ نے اس اعلان میں اعتراف کیا ہے کہ فلسطین کو وطن یہود بنانے کی پالیسی سے عربوں کے لئے تباہی و ہلاکت کا دروازہ کھل گیا ہے وہ تسلیم کرتی ہے کہ فلسطین میں کاشتکاروں کے ایک خاندان کی پرورش کے لئے کم از کم ۱۲۰ دونام کی ضرورت ہے لیکن وطن یہود کی پالیسی کے سلسلے میں جو زمینیں یہودیوں کے پاس چلی گئی ہیں ان کے نکل جانے کے بعد عربوں کے پاس کاشتکاروں کے پاس اوسطاً صرف ۹۰ دونام فی خاندان باقی رہ گئے ہیں جو ان کی قوت بسری کیلئے ہرگز کافی نہیں ہیں۔ اس نے تسلیم کیا ہے کہ عربوں کے پاس

جس قدر رقبہ زمین تھا اس میں سے دس لاکھ دونام ان کے قبضہ سے نکل چکا ہے اور اس نقصان کی بدولت عربوں کے ۸۰۶۹۰ خاندانوں میں سے ۲۹ء۴ فی صدی خاندان ایسے رہ گئے ہیں جن کے پاس ایک دونام زمین بھی نہیں ہے یہ ایسے کھلے ہوئے نتائج ہیں جن کو دیکھتے ہوئے وطن الیہود کی پالیسی کو جاری رکھنا صاف طور پر یہ معنی رکھتا ہے کہ ایک قوم کو کلیتہً ہلاک ہی کر دینا مقصود ہے چنانچہ اب حکومت برطانیہ یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوئی ہے کہ:-

"سردست جدید مہاجرین کے لئے زمین کے کسی ٹکڑے کی گنجائش نہیں ہے اور یہ فرض کر لینا شاید غلطی ہے کہ حکومت فلسطین کے پاس بڑی بڑی زمینیں خالی پڑی ہیں جنہیں وہ یہودیوں کا مستقر بنانے کے لئے عطا کر سکتی ہے"

آج بارہ برس تک عربوں کو برباد کرنے کے بعد حکومت برطانیہ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی ہے کہ فلسطین میں نقل مکان کرنے والوں کے لئے گنجائش نہیں ہے اور آج اسے یہ فرض کر لینے والوں کو ان کی غلطی پر متنبہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ حکومت فلسطین کے پاس بڑی بڑی زمینیں خالی پڑی ہیں حالانکہ اگر ابتدا ہی میں وہ عرب خاندانوں کا شمار اور اراضی فلسطین کی پیمائش اور اوسطاً ایک خاندان کے لئے ضروری رقبہ زمین کا حساب کر کے دیکھ لیتی تو اسے معلوم ہو جاتا کہ فلسطین میں اس کے موجود الوقت باشندوں اور ان کی قدرتی طور پر بڑھنے والی نسلوں کے علاوہ کسی اور باہر سے آنے والی قوم کے لئے زمین کی گنجائش نہیں ہے اور اگر وہ تھوڑی سی عقل سے کام لیتی تو اسے ابتدا ہی میں معلوم ہو جاتا کہ وطن الیہود کے قیام کا اعلان عام کرنے سے فطرۃً لوگ یہ فرض کر لینے کی شدید غلطی میں مبتلا ہو جائینگے کہ حکومت فلسطین کے پاس بے شمار زمینیں خالی پڑی ہیں جن کو وہ یہود کا مستقر بنانے کیلئے دے سکتی ہے لیکن اس وقت اس نے ایک قوم سے اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے دوسری قوم سے بد عہدی کی اور آج جبکہ اس بدعہدی کی بدولت وہ اس غریب قوم سے دس لاکھ دونام زمینیں سلب کر چکی ہے اور اس کے ۲۹ء۴ فی صدی خاندانوں کو قوت لایموت کے قابل زمین تک سے محروم کر چکی ہے تو اب اسے یہ خیال آیا ہے اور وہ یہ اعلان کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے کہ اب مزید مہاجرین کی گنجائش نہیں ہے گویا جو ۲۹ء۴ فی صدی خاندان بھوکوں مر رہے ہیں انہیں تو مرنے دیا جائے گا اور جن خاندانوں کے پاس ۱۳ دونام کے بجائے صرف ۹۰ دونام زمین رہ گئی ہے جو سال بھر میں صرف آٹھ مہینے پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہو سکتی ہو انھیں فاقہ کشی میں مبتلا رہنے دیا جائے گا البتہ صرف اتنی سہولت کی جائے گی کہ مزید خاندان ہلاکت میں مبتلا نہ ہونے دیئے جائینگے۔

اگر ایک مظلوم کو سابق ظلم کے نقصانات میں بدستور مبتلا چھوڑ کر صرف مزید ظلم سے معاف کر دینا انصاف ہے تو یہ کہ سے کہ انصاف عربوں کے ساتھ کیا گیا ہے مگر اس پر تمام دنیا کے یہودیوں نے شور محشر برپا کر رکھا ہے خاصکر فرانس کے یہودی سلطنت برطانیہ کا اقتصادی بائیکاٹ کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ ڈاکٹر وائز میں نے صیہونیوں کی انجمن کی صدارت سے استعفا دیدیا ہے فرانسیسی صیہونی کمیٹی کے صدر موسیو ہلل زالٹوپوسکی نے انگریزوں کی اس "بدعہدی" کو جرمنی کے اس فعل سے تشبیہ دی ہے کہ اس نے جنگ عظیم میں بلجیم کی سلمہ طیر جانبداری کو پامال کیا اسی طرح یہودیوں کے بڑے بڑے ارب اور کروڑ پتی تاجر سخت احتجاج کر رہے ہیں اور کہا جا رہا ہے کہ جو ڈالر ہندوستان میں مہاتما گاندھی کے پیروؤں نے اختیار کئے ہیں وہی یہودی بھی برطانیہ کے خلاف استعمال کریں گے اب دیکھنا ہے کہ ان دھمکیوں اور احتجاجوں کا برطانیہ پر کہاں تک اثر پڑتا ہے۔

## اصلاحات کے متعلق حکومت ہند کی تجاویز

ہندوستان کی آئندہ اصلاحات کے سلسلہ میں آخری دستاویز جو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے سامنے پیش کرنے کے لئے بھیجی گئی ہے وہ حکومت ہند کی تجاویز پر مشتمل ہے جن کے متعلق سنا گیا ہے کہ وائسرائے اور ان کی ایگزیکٹو کونسل نے متعدد نشستوں میں گھنٹوں بحث و تمحیص کے بعد ان کو مرتب کیا ہے اس رسالہ کے مضمون کو ابھی تک سرکاری طور پر شایع نہیں کیا گیا ہے اس لئے قطعیت کے ساتھ اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جا سکتا البتہ انگلستان اور ہندوستان کے اخبارات اور ایسوسی ایٹڈ پریس اور فری پریس کے سیاسی نامہ نگاروں نے اس کے متعلق مختلف ذرائع سے جو تخمینی بیانات شایع کئے ہیں ان کے بنیادی نکات میں بڑی حد تک یگانگت پائی جاتی ہے جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ تخمینے ایک حد تک صحیح ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وائسرائے نے سائمن کمیشن کی انتہائی رجعت پسندانہ اور قوم پرستوں کی انتہائی ترقی پسندانہ تجاویز کے درمیان توسط پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں معتدل تجاویز پیش کی ہیں جن سے وہ امید رکھتے ہیں کہ مختلف الخیال جماعتوں کو ان پر متفق کیا جا سکتا ہے۔ سائمن کمیشن نے مرکزی حکومت میں ذمہ داری کے عنصر کو داخل کرنے کی کوشش سرے سے کی ہی نہیں تھی اور اس کے برعکس قوم پرستوں کا یہ مطالبہ تھا کہ فوج اور خارجہ محکمہ کے متعلق مناسب تحفظات کر لینے کے بعد مرکزی حکومت کو کاملاً پارلیمنٹ یا قومی اسمبلی کے سامنے جواب دہ بنا دیا جائے ان دو مختلف تجاویز کے درمیان وائسرائے نے توسط کی یہ شکل نکالی ہے کہ مرکزی حکومت میں اسی وقت عملی کو داخل کر دیا جائے جو اس وقت صوبوں کی حکومت میں کارفرما ہے یعنی مرکزی حکومت کے اختیارات کو اس طرح تقسیم کر دیا جائے کہ بعض اختیارات وزراء کے سپرد کر دیئے جائیں جو اسمبلی کے ارکان میں منتخب کئے جائینگے اور بعض اختیارات سرکاری ممبروں کے لئے محفوظ رکھے جائیں جن میں فوج، امن و قانون، فینانس اور محکمہ خارجہ و سیاسات شامل ہوں گے۔ ڈیلی ہیرالڈ کا بیان ہے کہ ان تجاویز نے ان لوگوں کو ایک حد تک نرم کر دیا ہے جو سائمن کمیشن کی حمایت پر سختی کے ساتھ اڑے ہوئے تھے اور خصوصیت کے ساتھ لارڈ ریڈنگ کے انتہا پسندانہ خیالات ان کی بدولت مائل باعتدال ہو گئے ہیں ممکن ہے کہ ان تجاویز کا بھی اثر ہوا ہو جو ڈیلی ہیرالڈ نے بیان کیا ہے لیکن ہمارے خیال میں ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر وطنی نقطۂ نگاہ سے اظہار اطمینان کیا جا سکتا ہو گذشتہ دس سال کے اندر صوبجات میں دو عملی کا نتیجہ دیکھا جا چکا ہے انتہا پسند سوراجیوں پر تو یہ الزام ہی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اصلاحات پر عملدرآمد ہی نہیں کیا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں قابل وقعت ہے مگر ان اعتدال پسند وزراء کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے

جنہوں نے خلوص اور صداقت کے ساتھ اصلاحات کو کامیاب بنانے کے لئے حکومت سے پورا پورا تعاون کیا اور آخر کار تجربہ نے ان کو بتا دیا کہ دوعملی طرز حکومت کسی طرح قابل عمل نہیں ہے۔ ہڈی مین کمیٹی کی رپورٹ اس کے ثبوت میں موجود ہے جس میں بڑے سے بڑے اعتدال پسند وزراء کے اعترافات اس کے متعلق شایع ہو چکے ہیں ایسی حالت میں یہ کیونکر امید کی جا سکتی ہے کہ جو دوعملی صوبوں میں ناکام ثابت ہو چکی ہے وہ مرکزی حکومت میں کامیاب ہو جائیگی اس کھلے ہوئے اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے کہ صوبوں کی دوعملی اور مرکزی حکومت کی اس مجوزہ دوعملی کے درمیان اصطلاحی فرق پیدا کیا جائے چنانچہ کہا جا رہا ہے کہ یہ دوعملی نہیں ہے بلکہ دوزمہ داری میں ثنویت" ہے گمان اصطلاحی گو رکھ دینے سے عملی حقائق نہیں بدل سکتے دوعملی اس لئے بُری نہیں ہے کہ اس کا نام دوعملی ہے اور نہ اس کی بُرائی اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ اس کا نام دوعملی کے بجائے "دوزمہ داری میں ثنویت" رکھ دیا جائے اسم خواہ چہ ہو مسمّٰی بہر حال وہی رہتا ہے اور اصل خرابی مسمّٰی کی اہمیت میں شامل ہے جب تک اس کو دور نہ کیا جائے گا عملی مشکلات دور نہ ہوں گی اختیارات کو اس طرح تقسیم کر دینا کہ کچھ اختیارات ذمہ دار وزراء کو منتقل ہو جائیں اور کچھ غیر ذمہ دار اور جواب دہی سے بالاتر ارکان حکومت کو حاصل رہیں یہی وہ اصل تمام خرابیوں کی جڑ ہے اور تمام کشمکش اختلافات اور نزاع اسی کی بدولت پیدا ہوتی ہے ہندوستان کے نظام حکومت کو صحیح بنیادوں پر قائم کرنے اور اہل ملک کی سیاسی خواہشات کو مطمئن کرنے کا انحصار اسی کشمکش اور نزاع کو دور کرنے پر ہے۔

## غلام مہمان اور آزاد مہمان

راؤنڈ ٹیبل کی کانفرنس کا دعوت نامہ شایع ہونے کے بعد سے ریوٹر ایجنسی ولایتی اخبارات ہندوستانی مہمانوں کی آؤ بھگت، مہمانداری اور آرام و آسائش کے انتظامات کے متعلق ایسی خبریں شایع کرتے رہے جن سے کانفرنس کے مدعوین کے منہ میں بلاشبہ پانی بھر بھر آتا ہوگا کبھی ان کے لئے تفریحی کلب قائم ہونے کی اطلاعات آتی تھیں۔ کبھی یہ خبر سنائی جاتی تھی کہ ان کے ٹھیرنے کے لئے ایسے ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کبھی لکھا جاتا تھا کہ ان کے لئے قصر شاہی میں فلاں فلاں نشست گاہوں کا انتظام کیا گیا ہے اور کبھی اطلاع آتی تھی کہ وہ فلاں نمائش اور فلاں اجتماع میں شریک ہوں گے مگر ان سب مہمان نوازیوں کی حقیقت اب اچھی طرح کھل گئی ہے ۲۵ راکتوبر کو ہوائی فوج کی وہ نمائش جس کی خبریں پہلے سے آ رہی تھیں منعقد ہوئی اس میں ہمارے ہندوستانی نمایندے بھی بلائے گئے مگر ان کی یہ مہمان نوازی کی گئی کہ دو گھنٹے تک بیچارے سرد ہوا کے طوفان میں کھڑے رہے ان کو بیٹھنے تک کے لئے نہ پوچھا گیا اور جب وہ روٹھ کر چلے آئے تو بعد میں حضرت وزیر ہند نے معذرت کر کے ان کے آنسو پونچھ دیئے اس کے برعکس امپیریل کانفرنس میں برطانوی نوآبادیات کے جو نمایندے آئے ہوئے ہیں ان کی خوب آؤ بھگت ہوئی نہایت عزت کے ساتھ ان کو برطانوی وزراء کے برابر نشستوں پر بٹھایا گیا اور تمام میزبان ان ہی کی خبر گیری میں لگے رہے۔ ہندوستانی نمایندوں کے ساتھ یہ سلوک اس حالت میں کیا گیا ہے جبکہ ہندوستان کی سب سے زیادہ طاقتور سیاسی پارٹی نے کانفرنس کا سخت بائیکاٹ کر رکھا ہے اور برطانوی حکومت کو سخت مشکلات اور عام اہل وطن کی مخالفت کے علی الرغم عبدالسبحان کی جماعت سے بدقت ایسے آدمی فراہم ہو سکے ہیں جنہوں نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی شرکت قبول کی ہے اور حکومت کو ایک حد تک ان کی خوشامد منظور ہے اگر یہ حالات نہ ہوتے اور ہندوستانیوں نے خود راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی خواہش کی ہوتی تو ممکن ہے کہ ہندوستانی نمایندوں کو معزز مہمانوں کے حلقے میں داخل ہونے کی عزت بھی نہ بخشی جاتی اور شاید بیچاروں کو ٹکٹ خرید کر نمائش دیکھنے کا شوق پورا کرنا پڑتا۔

برطانوی حکومت کے کارپردازوں نے ہندوستان کے نمایندوں اور مستعمرات کے نمایندوں کے ساتھ اپنے برتاؤ میں تفاوت کر کے دراصل ہندوستانی نمایندوں کو درجہ مستعمرات کے معنی سمجھائے ہیں اگر کوئی نہایت جادو بیان مقرر دو گھنٹہ مسلسل تقریر کر کے یا کوئی بڑا فاضل انشاء پرداز کوئی طویل بلیغ مضمون لکھ کر اس مفہوم کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتا تو شاید وہ اس قدر وضوح اور صراحت کے ساتھ دلوں میں نہ اتر سکتا جس کے ساتھ وہ اب اترا ہے اس ایک عملی شاہد نے یہ حقیقت اچھی طرح روشن کر دی ہے کہ درجہ مستعمرات کسی خاص نوعیت کے دستور حکومت کا نام نہیں ہے جو کاغذ پر لکھ دیا گیا ہو بلکہ وہ ایک قوم کی طاقت کا نام ہے جو اپنے اخلاقی اور مادی اثر سے دوسری قوموں کو اپنے حقوق و احترام اور اپنے مرتبے کی عزت کرنے پر مجبور کرتی ہے اور جس قوم میں یہ طاقت نہیں ہوتی وہ عام اس سے کہ اس کا نظام حکومت کسی نوعیت کا ہو دوسری قوموں سے اپنی عزت نہیں کرا سکتی پس اصل درجہ مستعمرات وہ نہیں ہے جو ہمارے بعض اہل وطن ایک گول یا بیضوی میز کے گرد بیٹھ کر اور زبانی مباحثہ کر کے اہل برطانیہ سے مانگ لائیں گے بلکہ اصل درجہ مستعمرات وہ ہے جو ہندوستان کے باشندے اپنے زور بازو سے جدوجہد کر کے خود حاصل کریں گے اور اسی بنیاد کاغذ پر لکھے ہوئے دستور حکومت پر قائم نہ ہوگی بلکہ اس زبردست قومی طاقت پر قائم ہوگی جو ہر قوم سے اپنا احترام آپ کرا لیتی ہے۔

## مغرب کے قانون مناکحت میں ترمیم

پادری ڈین انجے انجل انگلستان

کے فاضل ترین علمائے دین میں شمار کئے جاتے ہیں اور صرف جزیرہ برطانیہ ہی میں نہیں بلکہ تمام یورپ میں ان کے علم و فضل اور اعلیٰ تفکر و صواب رائے کی دھوم ہے حال میں انہوں نے ایک کتاب "مسیحی اخلاقیات اور جدید مسائل" کے نام سے لکھی ہے جس میں وہ تجویز کرتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کے معاشرتی احوال کو دیکھتے ہوئے دو قسم کی شادیاں قانوناً جائز قرار دی جانی چاہئیں ایک وہ جنہیں فریقین ایک دوسرے کے ساتھ عمر بھر وابستہ رہنے کا عہد کریں اور دوسرا وہ جس میں زوج اور زوجہ کے درمیان صرف ایک محدود مدت کے لئے باہم تعلق جوڑنے کا معاہدہ ہو

اور اس مدت کے گذرنے کے بعد وہ ازدواجی رابطہ سے آزاد ہو جائیں پہلی قسم کی مناکحت کو پادری صاحب کی رائے میں جرچ اور اسٹیٹ دونوں تسلیم کریں اور وہ ایک مقدس رشتہ قرار دیا جائے اور دوسری قسم کے نکاح

کو صرف اسٹیٹ قائم کرے اور وہ محض ایک دنیاوی رشتہ سمجھا جائے۔

اسی طرح امریکہ میں ہی عدالت عالیہ کے ایک فاضل رکن مسٹر جسٹس انڈرہل نے موجودہ معاشرتی مشکلات پر ایک معرکۃ الآرا کتاب لکھی ہے جس میں وہ ازمائشی اور امتحانی نکاح کی تجویز پیش کرتے ہیں اس کا مدعا یہ ہے کہ عورت اور مرد باہمی ربط و امتحان کا رشتہ قائم کرنے سے پہلے سال یا دو سال کے لئے امتحانی شادی کر لیا کریں اگر اس مدت میں ان کے درمیان اچھے تعلقات رہیں اور وہ بخوشی ایک دوسرے کے ساتھ دوامی تعلق باقی رکھنا چاہیں تو اس نکاح کو مستقل کر دیا جائے اور اگر علی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نباہ کے ناقابل پائیں تو یہ امتحانی رشتہ توڑنے کے بعد دونوں کہیں اور قسمت آزمائی کے لئے تیار ہو جائیں۔

یہ نتائج ہیں اس غیر مقید آزادی کے جس نے اخلاق معاشرت اور تہذیب کے سارے نظام کو درہم برہم کر دیا ہے اور جس کی بدولت آج یورپ اور امریکہ کے ارباب فکر حیران ہیں کہ کس طرح اس شیرازہ کو بالکل منتشر ہونے سے بچالیں ان کے ہاں عورتوں اور مردوں کے دماغوں سے خانگی زندگی کی ذمہ داریوں کا احساس تقریباً مفقود ہو چکا ہے مدنیت اور عمرانیت کے وہ لطیف و شریف جذبات جن پر خانگی زندگی کی بنیاد قائم ہے ان کے دلوں سے دور ہوتے جا رہے ہیں صرف ایک حیوانی جذبہ باقی رہ گیا ہے جو عورت اور مرد کو ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے پر مجبور کرتا ہے سو محض اس جذبہ کی تسکین کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ دائمی تعلق جوڑنا اور خانگی زندگی کی ذمہ داریوں کا ایک بھاری بوجھ اپنے سر لینا اُن کے لئے ناقابل برداشت ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر سال جتنے نکاح ہوتے ہیں اس سے نصف کے قریب بلکہ بعض حالات میں نصف سے زیادہ طلاق واقع ہو جاتے ہیں اور مشکل کوئی جوڑا ایسا نکلتا ہے جو تین چار سال سے زیادہ ازدواجی تعلقات کو نباہ سکتا ہو۔ اس معاشرتی بدنظمی پر سالہا سال غور کرنے کے بعد ڈین انجے اور جسٹس لنڈسے جیسے لوگوں نے یہ عارضی نکاح یا ازمائشی نکاح کی تجویزیں نکالی ہیں جن کو ایک طرح کا متعہ کہا جا سکتا ہے لیکن ان سے وہ بنیادی خرابی دور نہیں ہوتی جو ان تمام بدنظمیوں کی جڑ ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ اگر یورپ اور امریکہ کی معاشرتی زندگی میں یہی غیر مقید آزادی کارفرما رہی تو یہ آزمائشی اور عارضی نکاح بھی ناکام ثابت ہوں گے اور ذمہ داریوں سے بچنے والے شہوت پرست انسان دوشن ولیور کی طرح ذکر و اناث کے ازدواجی میل جول کو سوسائٹی کا مسلمہ قانون بنا کر ہی دم لیں گے۔ حقیقت میں اس خرابی کا علاج صرف اس نظام معاشرت کو از سر نو قائم کرنے سے ہو سکتا ہے جس میں گھر کے اندر کی زندگی کو گھر کے باہر کی زندگی سے جدا کر کے ان دونوں زندگیوں کو عورتوں اور مردوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ عورت کو خدا نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ گھر کے اندر کی زندگی کو پر عیش و مسرت بنائے اولاد کی تربیت کرے اور مردوں کی کمائی ہوئی دولت کو گھر کی ضروریات پر صرف کرے مگر یورپ نے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرنے کے لالچ میں سوسائٹی کے نصف ثانی یا نصف بہتر کو بھی گھر سے نکال کر فیکٹریوں، دوکانوں اور دفتروں میں لا بٹھایا جس سے دولت کی پیدائش تو واقعی بڑھ گئی مگر خانگی زندگی کا اطمینان رخصت ہو گیا اور وہ اپنے ساتھ اخلاق و تہذیب کے اعلیٰ قوانین سوسائٹی کی روحانی مسرتوں اور حیات اجتماعی کے تمام لطیف و پاکیزہ عناصر کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا اب اس عظیم الشان انتشار کو عارضی اور آزمائشی نکاحوں کی بودی بندشیں کہاں تک مجتمع کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہیں۔

## کانگریس کا جدید تعمیری پروگرام

مسٹر نریمان نے ایک مرتبہ جیل سے نکلنے اور دوسری مرتبہ جیل جانے کے درمیان مختصر مدت میں ایک نیا پروگرام پیش کر کے ملک کی ایک بڑی خدمت انجام دی ہے جس کو عملی جامہ پہنانے سے بہت کچھ تعمیری کام کیا جا سکتا ہے اگرچہ ان کا پروگرام خیال کی حیثیت سے کوئی نیا پروگرام نہیں ہے لیکن اس خاص موقعہ پر جبکہ عوام کی عملی قوت کو سول نافرمانی کی تحریک نے پوری تیزی کے ساتھ ابھار دیا ہے اور ان پر کانگریس کی اطاعت کا جذبہ اچھی طرح حاوی ہو چکا ہے اس پروگرام کو یاد دلانا سیاسی تفکر کی ایک جدت ضرور ہے اور یہ جدت قابل قدر ہے ان کی تجویز یہ ہے کہ ہلک کی جن ضروریات کو حکومت کے ادارات زیادہ مسرفانہ اور دشوار طریقوں سے انجام دیتے ہیں ان کو ایسے قومی ادارات کے ذریعہ سے پورا کیا جائے جن میں پبلک کے لئے دشواریاں بھی نہ ہوں اور وہ اسراف سے بھی بچ جائے اور یہ قومی ادارے سرکاری اداروں کے بہلو بہ پہلو کام کر کے ان نقصانات میں بڑی حد تک تخفیف کر دیں جو سرکاری ادارات کی بدولت عوام کو پہنچ رہے ہیں ان کی رائے ہے کہ اس پروگرام کی ابتدا ایسی قومی پنچایتیں قائم کرنے سے کی جائے جو لوگوں کے باہمی نزاعات اور معاملات میں فیصلے کریں اور جو لوگ ان فیصلوں سے سرتابی کریں ان پر اخلاقی اور معاشرتی دباؤ ڈالنے کا انتظام کیا جائے۔ جیسا کہ مسٹر نریمان نے بیان کیا ہے یہ ایک واقعہ ہے کہ حکومت کا موجودہ محکمۂ انصاف کسی حیثیت سے بھی قابل اطمینان نہیں ہے اور اس سے انصاف حاصل کرنا اس قدر مشکل ہے کہ بے استطاعت آدمی تو وہاں جانے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا اور ذی استطاعت بھی جب وہاں پھنستا ہے تو بے استطاعت ہو کر نکلتا ہے کیونکہ وہاں دراصل انصاف فروخت کیا جاتا ہے اور یہ فروخت بھی انتہائی جھنجھٹ کے داموں عمل میں آتی ہے اس پر اس کے ضوابط کی پیچیدگی اور غیر معمولی سست کاری مستزاد ہے جس کی بدولت لوگوں کے لئے حصول انصاف کی خاطر اس سے رجوع کرنا اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہو جاتا ہے اگر ان ادارات کے پہلو بہ پہلو ایسے قومی ادارات قائم کر دیئے جائیں جن میں قابل دست اندازی پولیس فوجداری معاملات کو چھوڑ کر پنچایتی اصول پر لوگوں کے درمیان قضایا کے تصفیے کئے جایا کریں تو سیاسی فوائد سے قطع نظر اس سے ہلک کو بے اندازہ اقتصادی فوائد بھی حاصل ہوں گے کیونکہ ان کا روپیہ ان کا وقت اور ان کی محنت فضول صرف ہونے سے بچ جائیگی اور اس میں سرکاری عدالتوں سے تصادم کا بھی کوئی خطرہ نہ رہیگا کیونکہ نزاعات میں پنچایت کی طرف سے فیصلہ کرنا ہندوستان کے مسلمہ رواج میں شامل ہے اور موجودہ قوانین کی رو سے ناجائز نہیں ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ ایسی مفید تعمیری تحریک پر بھی برطانوی حلقوں میں اضطراب

اور ناراضی کا اظہار کیا جارہا ہے۔ ڈیلی ہیرالڈ جیسا آزاد خیال اشتراکی المذہب پرچہ بھی اس کو خطرہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور گھبرا کر چیخ اٹھتا ہے کہ اب کانگریسی لیڈر آئرلینڈ کے سن فین لیڈروں کی چالوں پر اتر آئے ہیں ان کی جدید حرکت ایک خطرناک اور اشتعال انگیز حرکت ہے اور اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ کا فرض صاف ظاہر ہے کہ اسے اپنے شہریوں کی حفاظت کرنا چاہیئے"۔

لیکن ہماری عقل یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ اپنی قوم کی خدمت کرنا اپنے قوائے عمل کو زیادہ مفید اور منفعت بخش راہوں میں صرف کرنا اور اپنے ملک کے عوام کو ایک زیادہ سستے، سہل اور کم وقت صرف کرنے والے ذریعہ سے وہ چیز مہیا کرنا جس کو حکومت مہنگے دشوار اور زیادہ وقت صرف کرنے والے ذریعہ سے مہیا کرتی ہے کس بنا پر ایک خطرناک اور اشتعال انگیز فعل قرار دیا جاسکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ پر یہ فرض عائد ہونے کی کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی حفاظت کرے اگر اس پروگرام کا منشا یہ ہوتا کہ یہ پنچایتیں حکومت کی عدالتوں کی جگہ لے لیں اور ان کو قائم کرنے کے ساتھ سرکاری عدالتوں کو بلا کرانے یا ان کے کاروبار میں رکاوٹیں ڈالنے کی بھی کوشش کی جائے تو بلاشبہ اس پر مضطرب ہونا اور خطرے کا اظہار کرنا صحیح ہوسکتا تھا لیکن جبکہ ایسی کوئی خطرناک تجویز پیش نظر نہیں ہے اور صرف ایک سرکاری ادارے کے مقابلہ میں ایک ایسا غیر سرکاری ادارہ قائم کرنا مقصود ہے جو بلا مزاحمت اس کے پہلو بہ پہلو اہل ملک کی خدمت انجام دے تو اس پر مضطرب ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس پر مضطرب ہونے کے معنے تو یہ ہیں کہ انصاف کی ظاہری سطح کے نیچے تجارتی جذبہ کام کر رہا ہے اور ہمارے تاجر حکمرانوں کو یہ بات ناگوار ہو رہی ہے کہ جو مال، وہ زیادہ دشواریوں کے ساتھ زیادہ قیمت میں فروخت کرتے ہیں وہ بہت کم دشواریوں کے ساتھ بہت کم قیمت پر بازار میں لایا جارہا ہے۔

پنچایتوں کے قیام کے علاوہ مسٹر زیبان نے چند اور تجویزیں بھی پیش کی ہیں مثلاً مقامی اور لواحی پیغام رسانی کا سلسلہ قائم کرنا ایک قومی بینک کھولنا اور تعلیمی ادارات کا قیام وغیرہ۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر کانگریس اپنی عملی قوتوں کو ان تجاویز پر صرف کرلے اور ایسے ادارات قائم کردے جو صحیح معنوں میں "قومی" ہوں تو درحقیقت وہ ملک کی ایک بڑی خدمت انجام دے گی جس میں سیاسی منافع کے ساتھ بہت سے اقتصادی اخلاقی اور اجتماعی فوائد


## مسلمانوں کے فرقہ وارانہ اختلافات اب بالکل ختم ہوجائینگے کیونکہ

# اُردو صحیح بخاری شریف کامل چھپکر تیار ہوگئی

آپس کے اختلافات اور مذہبی جنوں نے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہماری زبان میں احادیث کا ذخیرہ نہیں تھا مولویوں کے ہاتھ میں عوام کی لگام ہے جدھر چاہتے ہیں اُن کو لیجاتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ سب کا مرکز احادیث ہی ہے ان غریب جاہلوں کو کیا خبر کہ یہ حدیثیں جن کو سنکر بھائی بھائی کا دشمن بن رہا ہے حدیث ہیں یا نہیں یا ان پیٹ کے پجاریوں نے از خود اپنے اقوال رسول کریم سے منسوب کردیئے ہیں۔ یہ تو متفقہ علمائے کرام کا مانا ہوا ہے کہ بخاری شریف کا مرتبہ کتب احادیث اور کتب علوم دینی میں وہی ہے جو قرآن شریف کا ہر دیگر منزل من اللہ کتب و صحائف میں ہے اور ہمارے لئے قرآن شریف کے بعد اہم ترین کتاب صرف صحیح بخاری ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس پر اسلام اور قوانین معاشرت اسلام کا انحصار ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کو پڑھے سمجھے اور مانے بغیر ایک مسلمان اسلام سے عاری رہ جاتا ہے۔

بخاری شریف اتنی بڑی کتاب ہے کہ اسلام کے تمام قوانین اس میں موجود ہیں کوئی بات ایسی نہیں جس کے لئے مذہبی حکم کی ضرورت پیش آئے اور اس میں نہیں ملے خدا کے فضل سے اب علمی افلاس کی ظلمت اس ترجمہ سے دور ہوگئی جس طرح قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر پڑھکر جاہل مسلمان بھی قرآن شریف سے واقف ہوگئے اسی طرح اُردو کی بخاری پڑھکر وہ مولویوں سے بے نیاز ہوسکتے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانوں کی عربی سے بے مائیگی کو مدنظر رکھکر اور اس لئے بھی کہ کتاب بہت ضخیم نہ ہوجائے عربی متن نہیں لیا گیا ہے نیز رواۃ میں بھی صرف صحابی راویوں کا حوالہ دیا گیا ہے البتہ حدیث کا ترجمہ ہی نہیں بلکہ جگہ بہ جگہ توضیح میں تشریح بھی ہے تاکہ کوئی عامی سے عامی بھائی بھی مطلب حدیث میں تشنہ نہ رہجائے اور کہ ردو جاننے والے بھائی بھی آسانی سے سمجھ سکیں۔

ترتیب وغیرہ بعینہ وہی ہے جو اصل بخاری کی ہے مزید اضافہ یہ ہے کہ تمام احادیث پر نمبر لگا دیئے ہیں زبان نہایت عام فہم کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں سمجھی جاسکتی ہے اس کتاب میں تین جلدیں ہیں اول جلد ۴۸۰ صفحات کی ہے اس میں دو ہزار پانسو حدیثیں ہیں اور دوسری جلد کے ۴۶۸ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار دو سو حدیثیں ہیں تیسری جلد کے ۴۵۲ صفحات ہیں اور اس میں دو ہزار چار سو آٹھ حدیثیں ہیں مولوی کے صفحہ سے دوگنی تقطیع ہے اور فن بائنڈنگ کے قریب ہے تینوں جلدوں کو ایک ساتھ جھٹڑے کی جلد میں مجلد کرایا گیا ہے۔ اس کا ہدیہ بیس روپے بلا جلد مقرر ہے لیکن حمیدیہ پریس اسی وقت کسی کتاب کو شہر کرتا ہے جب وہ ناظرین مولوی کے لئے آسانی سے قابل خرید ہو چنانچہ خدا کے فضل سے ایسی صورت پیدا ہوگئی ہے کہ آپ مجلد چوتھی کامل دس روپے میں منگا سکتے ہیں ورنہ پے محصول علاوہ ہیں:-

**ہدیہ مجلد چوتھی دس روپے — منیجر رسالہ مولوی و حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے**

# کتاب الاسلام

## باب الصلوٰۃ

### امامت کا مستحق کون ہے

امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو اگرچہ باقاعدہ عالم نہ ہو لیکن کم سے کم نماز اور طہارت کے احکام و مسائل سے واقف ہو اور اسے اتنا قرآن یاد ہو جو مسنون طریقہ پر پڑھا جاتا ہے اور اس کے عقائد میں کچھ خرابی نہ ہو اور وہ مخش باتوں سے پرہیز کرتا ہو۔ اس کے بعد وہ شخص زیادہ مستحق ہے جو علم تجوید یعنی قرات سے واقف ہو اور قرآن مجید کے حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور اگر محفل میں کئی شخص ان خصوصیات کے حامل ہوں تو فضیلت اس کو دی جائے گی جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے اور جس کی عمر زیادہ ہے اور جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا ہے اور جس کے اخلاق و اطوار اچھے ہیں اور اگر ان خصوصیات میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ مستحق ہے جو تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور صاحب وجاہت ہے اور نسب کے لحاظ سے بھی افضل ہے اور اگر کسی مجلس میں چند اشخاص مساوی حیثیت کے ہوں تو ان میں سے کثیر جماعت جس کو منتخب کرے وہ امامت کا مستحق ہے اور اگر جماعت نے کسی نااہل کو منتخب کیا تو برا کیا لیکن وہ گنہگار نہ ہوئے۔

اور اگر کسی مسجد میں امام مقرر ہے تو ہر حال میں امامت کا وہی زیادہ مستحق ہے اگرچہ حاضرین میں اس سے زیادہ قابلیت کے آدمی موجود ہوں۔

اور اگر کسی مکان میں جماعت قائم ہوئی اور صاحب خانہ کے اندر امامت کی شرطین موجود ہیں تو وہی امامت کے لئے زیادہ موزوں ہے اگرچہ اور آدمی اس سے زیادہ علم رکھتے ہوں اور اس سے زیادہ قابل ہوں ہاں مناسب صورت یہ ہے کہ اگر حاضرین میں زیادہ قابل آدمی موجود ہیں اور تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی افضل ہیں تو صاحب خانہ کو یہ چاہیئے کہ ان سے امامت کے لئے درخواست کرے اس میں اس کا اعزاز ہے اور کوئی توہین نہیں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے اور اس میں مالک مکان اور کرایہ دار اور مہمان تینوں موجود ہیں تو کرایہ دار زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر کسی مجلس میں بادشاہ اور امیر اور قاضی جمع ہوئے تو امامت کا بادشاہ مستحق ہے اور اس کے بعد امیر مستحق ہے پھر قاضی مستحق ہے اس کے بعد صاحب خانہ مستحق ہے۔

اور اگر کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضی کسی شرعی وجہ سے نہیں ہے تو پھر اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں۔

اور امام کا یہ اولین فرض ہے کہ جماعت کے آرام کا خیال رکھے یعنی اس قدر طویل قرات نہ کرے کہ لوگ پریشان ہو جائیں ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور بدعقیدہ آدمی اور فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زناکار اور سود خوار ایسے آدمیوں کو امام بنانا معصیت اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے اور غلام اور دیہاتی اور نابینا اور ولد الزنا اور بیوقوف کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت اس وقت ہے جبکہ اس محفل میں ان سے بہتر آدمی موجود ہوں اور اگر ان سے بہتر کوئی آدمی موجود نہ ہو تو پھر ان کی امامت میں کوئی کراہت نہیں وہ یقیناً امامت کے مستحق ہیں اور نابینا آدمی کی امامت میں تو بہت ہی خفیف کراہت ہے اور جس آدمی کو کہ نظر آتا ہو وہ بھی نابینا کے حکم میں شامل ہے۔

اور کوئی سمجھدار آدمی کسی نماز میں عورت کی اقتدا نہیں کر سکتا یہانتک کہ نماز جنازہ اور نماز تراویح اور نوافل میں بھی اقتدا نہیں کر سکتا ہاں اگر صرف عورتوں کی جماعت ہے تو ان میں سے جو قابل عورت ہو وہ ان کی امام بن سکتی ہے لیکن جو عورت امامت کا فرض ادا کرنا چاہتی ہے وہ مردوں کی طرح آگے کھڑی نہ ہو بلکہ اسے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیئے اور اگر جنازے کی نماز میں عورت ہی امام اور عورتیں ہی مقتدی ہوں تو اس جماعت میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر جنازے کی نماز میں عورت مردوں کی امامت کرے تب بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی لیکن مردوں کی نماز نہیں ہوگی۔

اور اگر مجنون آدمی جنون کی حالت میں بے تو امام نہیں ہو سکتا اور اگر اس کے ہوش و حواس درست ہیں تو امام ہو سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں ہے تو اس کی امامت صحیح نہیں۔

اور جس شخص کو پورا قرآن یا قرآن کا کچھ حصہ یاد ہے وہ امی کی اقتدا نہیں کر سکتا ہاں اگر کوئی شخص امی ہے تو وہ امی کی اقتدا کر سکتا ہے اور جس شخص کو قرآن مجید کی کچھ آیتیں یاد ہیں مگر وہ حروف صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا اور اس طرح پڑھتا ہے کہ معنی فاسد ہو جاتے ہیں وہ بھی امی کے مثل ہے یعنی کوئی قابل آدمی اسکی اقتدا نہیں کر سکتا۔

اور امی کا یہ فرض ہے کہ رات دن کوشش کر کے اپنے الفاظ صحیح کر لے ورنہ وہ بھی معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

آجکل عام طور پر ہزاروں آدمی اس مصیبت میں گرفتار ہیں کہ قرآن مجید کے الفاظ غلط پڑھتے ہیں اور اپنی غلطی کو دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خود ان کی نمازیں بھی صحیح نہیں ہوتیں دوسروں کی نمازیں تو کیا ان کی اقتدا میں صحیح ہوں گی یہ افسوس کی بات ہے دنیاوی کاموں میں تو حد درجہ مصروفیت اور دین کے کاموں میں یہ بے پروائی حق تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

اور جس شخص کا ستر کھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں

ہو سکتا۔ اور جن کے پاس ستر چھپانے کے لئے کپڑے نہیں ہیں ان کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ الگ الگ بیٹھکر اشارے سے نماز پڑھیں ان کے لئے جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اور جو شخص رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی وہ کھڑے ہوکر یا بیٹھکر رکوع و سجود نہیں کر سکتا اور محض اشارے سے کام لیتا ہے اس کے پیچھے اس شخص کی نماز نہیں ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر کوئی شخص بیٹھکر رکوع و سجود کر سکتا ہے تو اس کے پیچھے کھڑے ہوکر پڑھنے والے کی نماز ہو جائے گی۔

اور اگر دو شخصوں نے اس طرح نماز پڑھی کہ ہر ایک نے امامت کی نیت کی تو نماز ہو جائے گی اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیت کی تو دونوں میں سے ایک کی بھی نماز نہ ہوگی۔

اور جن نمازوں میں قصر واجب ہے جب ان کا وقت ختم ہو جائے تو ان میں کوئی مسافر کسی مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا خواہ مقیم نے وقت ختم ہونے پر شروع کی ہو یا وقت کے اندر شروع کی ہو اور نماز ختم ہونے سے پہلے وقت ختم ہوا ہو ہاں اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے نیت باندھی اور نیت باندھنے کے بعد وقت ختم ہوا تو اس صورت میں اقتدا صحیح ہے۔ اور جس شخص نے وضو کیا وہ تیمم کرنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے اور کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والا بیٹھکر نماز پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اشارے سے نماز پڑھنے والا اپنے مثل کی اقتدا کر سکتا ہے مگر جبکہ امام لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھتا ہو اور مقتدی کھڑے ہوکر یا بیٹھکر اشارے سے پڑھتا ہو تو اس صورت میں اقتدا صحیح نہیں ہوگی اس وجہ سے کہ کھڑے ہوکر یا بیٹھکر اشارے سے پڑھنے والا امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

اور اگر امام نے بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط باقی رہ گئی جس سے اس کی امامت صحیح نہیں ہوئی تو اس کا اولین فرض ہے کہ وہ مقتدیوں کو اس بات سے مطلع کرے خواہ فوراً اعلان کرکے یا کسی سے کہلا بھیجے یا خط کے ذریعہ سے مطلع کرے اطلاع پانے کے بعد مقتدیوں کو چاہیئے کہ اپنی اپنی نماز کا اعادہ کر لیں۔

بعض بیوقوف آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا غور و فکر نماز پڑھا دیتے ہیں اور جب انھیں یاد آتا ہے کہ وضو نہیں ہے تو شرم کی وجہ سے اس بات کو ظاہر نہیں کرتے اور اپنی غفلت کی پردہ پوشی کرتے ہوئے دوسروں کی نمازیں خراب کرتے ہیں یہ افسوسناک امر ہے۔

## جماعت کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح طہارت کرے اور پھر مسجد میں جائے تو حق سبحانہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک نیکی مرحمت فرماتا ہے اور اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا جس شخص نے کامل وضو کیا اور مسجد میں جاکر جماعت سے نماز پڑھی حق سبحانہ تعالیٰ اس کے بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھی اور تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہونے دی اس کے لئے دو آزادیاں ہیں ایک تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا دوسرے نفاق کی مصیبت میں گرفتار نہ ہوگا۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جو شخص چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھے گا اور پاک و صاف ہوکر مسجد میں جائے گا تو حق سبحانہ و تعالیٰ اس کے درجے بلند کرے گا اور اسے نار جہنم سے محفوظ رکھیگا۔ اور حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں ایک دن حق تعالیٰ کی تقدیس و تمجید بیان کر رہا تھا دفعتہً روح الامین ظاہر ہوئے اور کہا اے محمدؐ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جو شخص آپ کی امت میں سے ہمیشہ پاک و صاف رہے گا اور جماعت سے نماز پڑھے گا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے ذوق و شوق کے ساتھ انتظار کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے میں اسے نار جہنم اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھوں گا اور اس کا درجہ بلند کروں گا اور اس کی خطاؤں کو معاف کر دوں گا جو ایسا عبادت گزار اور متقی اور پرہیزگار ہے وہ عزت و احترام کے ساتھ زندہ رہے گا اور عزت و راحت و احترام کے ساتھ مریگا اور اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح کوئی بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں امام صالح جزائری کہتے ہیں پرہیزگار آدمیوں کے گناہوں کی معافی کا جو تذکرہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جو غلطیاں سرزد ہو جائینگی وہ معاف کر دی جائیں گی اور یہ ظاہر ہے کہ خطا اور لغزش سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن فجر کی نماز کے بعد حضور سرور عالم نے فرمایا میں تمھیں آگاہ کرتا ہوں کہ ہر وقت پاک و صاف رہنا اور جماعت سے نماز پڑھنا افضل ترین سعادت ہے جو شخص اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مسجد میں آتا ہے اور جماعت سے نماز پڑھتا ہے اس کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کرکے مسجد کو جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں یعنی جماعت ختم ہو چکی ہے تب بھی حق سبحانہ و تعالیٰ اسے جماعت سے نماز پڑھنے والوں کی برابر ثواب مرحمت فرمائے گا اور جماعت والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

اور حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم جب عشاء کی نماز میں اور فجر کی نماز میں زیادہ مجمع دیکھتے تھے تو خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے یہ دونوں نمازیں منافقین پر بھاری ہیں یعنی عشا کے وقت اور صبح کے وقت ان کو اپنے مکان سے مسجد تک آنا ناگوار گذرتا ہے

اور حضرت عثمان سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں ان کو اچھا سمجھتا ہوں جو اپنا آرام چھوڑ کر خدا کی عبادت کے لئے مسجد میں آتے ہیں اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نماز جماعت کی فضیلت لوگوں کو معلوم نہیں ورنہ وہ سرا پا ذوق بنجاتے اور دو شخصوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بمقابلہ تنہا نماز پڑھنے کے افضل ہے اور جتنے آدمی جماعت میں شامل ہوں وہ سب حق تعالے کے نزدیک محبوب ہیں۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے گویا پوری رات قیام کیا۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدہ فرماتے ہیں کہ جماعت سے نماز پڑھنا افضل ترین کارنامہ ہے اس کے ظاہری فائدے یہ ہیں کہ اہل محلہ ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی اعانت اور دستگیری کرتے ہیں اور اس سے خاکساری اور انکسار پسندی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور امیر و غریب اور ادنی و اعلیٰ ایک صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اور حضرت امام شیخ عبدہ مصری اپنی تصنیف ارکان اسلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"نماز با جماعت" کی تحریک سیاسی اور اخلاقی اعتبار سے بھی نہایت مفید ہے یہ سب جانتے ہیں کہ ظہور اسلام سے قبل دنیا شخصیت پرستی اور جاہ پرستی کے عذاب میں گرفتار تھی اور اس حقیقت کو فراموش کر دیا گیا تھا کہ بہ لحاظ انسان ہونے کے سب مساوی ہیں ہر جگہ اور ہر مقام پر امیر آدمی عزت و عظمت کے مالک بنے ہوئے تھے اور غریب آدمیوں کی زندگی کا مقصد بس اتنا تھا کہ وہ امیروں کی اطاعت و فرمانبرداری کریں جب اسلام ظاہر ہوا اور نماز با جماعت کی تحریک جاری ہوئی تو انسان پرستی اور جاہ پرستی کا طلسم ٹوٹ گیا اور حاکم و محکوم اور ادنی و اعلیٰ سب مساوی الرتبہ قرار پا گئے پہلے یہ حالت تھی کہ امیر آدمی کی ہستی مرتبۂ انسانیت سے بالاتر سمجھی جاتی تھی اور اس کا ادب و احترام اولین فرض تھا۔ بعض تاریخوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ عہد جاہلیت میں امیر آدمیوں کے سامنے غریبوں کا بیٹھنا ممنوع تھا ان کے سامنے بات چیت کرنا گناہ اور ان کے کسی کام پر ادنیٰ سا اعتراض بھی موجب قتل تھا جب اسلام کا آفتاب چمکا تو یہ تاریکی دور ہو گئی اور مساوات کی روشنی تمام دنیا میں پھیل گئی آپ ذرا مساجد میں جا کر اس بات پر غور کیجئے کہ نماز با جماعت کی تحریک میں سیاسی اعتبار سے کس قدر فائدہ ہے وہاں ادنی و اعلی کا کوئی سوال نہیں رہتا ایاز و محمود ایک ہی صف میں نظر آتے ہیں اور دنیا کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اسلام کی نظر میں ادنیٰ و اعلیٰ اور بلند و پست اور امیر و غریب سب برابر ہیں وہ کسی کو مال و زر کی وجہ سے مرتبہ انسانیت سے بالاتر نہیں چاہتا اس کے نزدیک اگر کوئی چیز وجہ احترام ہو سکتی ہے تو صرف تقوی اور حسن عمل ہے۔

ان فائدوں کو مدنظر رکھکر کون عقلمند آدمی ہے جو نماز با جماعت کی تحریک سے انکار کرنے کی جرأت کرے گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک ہمیشہ کامیاب رہے گی اور اس کے فائدے ظاہر ہوں گے اس کے آغاز میں یہ فائدے نظر آتے ہیں کہ اہل عرب انصاف پسند بنجاتے ہیں جاہ پرستی کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور انکسار پسندی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے عبادہ بن صامت اور صدیق اکبر اور عثمان ذو النورین اور امام حسین اور بڑے بڑے ذی وجاہت آدمی غریبوں کی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنا عزیز ترین بھائی سمجھتے ہیں اور آج بھی یہ روح پرور نظارہ سامنے ہے کہ حجاز کا بادشاہ افغانستان کا امیر ٹرکی کا تاجدار اور ایران کا فرمانروا ایک ادنی مزدور ایک حقیر سپاہی اور ایک غریب طالبعلم کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہونے پر نازاں ہے اور اس کو کچھ اعتراض نہیں کہ فلاں غریب مسلمان میرے پاس کیوں کھڑا ہو گیا ان فائدوں کی بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز با جماعت کی تحریک سے بہتر کوئی تحریک نہیں۔

## جماعت ترک کرنے والوں کیلئے وعیدیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ان اشخاص سے ناراض رہتے تھے جو بغیر کسی عذر کے جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے ایک دن حضور نے فرمایا میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ اپنی جگہ کسی کو امام مقرر کر دوں اور اس طرف سے مطمئن ہو کر لکڑیاں جمع کروں اور چند رفقاء کو ساتھ لیکر ان لوگوں کے مکانوں پر جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور ان کے مکانوں پر آگ لگا دوں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ میں ان لوگوں سے خوش نہیں ہوں جو بلا کسی عذر کے جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور اگر مجھے بے گناہ عورتوں اور بچوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کے مکانوں میں آگ لگا دیتا یاد رکھو جماعت میں شریک ہونا منافقین کے لئے ناقابل برداشت ہے" اور میں نہیں سمجھتا کہ جماعت کے فائدے معلوم کرنے کے لئے لوگ کیوں سستی سے کام لیتے ہیں اور ایک اور روایت میں ہے حضور نے فرمایا جو شخص اذان سنے اور بلا کسی عذر کے جماعت میں شریک نہ ہو اس کی نماز نہیں ہوتی اور عذر یہ ہے کہ یا تو وہ بیمار ہو یا اسے کوئی خوف ہو اور اگر کوئی عذر نہیں ہے تو اسے جماعت میں شریک ہونا چاہیئے ورنہ اس کی نماز مقبول نہیں۔

اور حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک دن حضور سرور عالم ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں جلوہ افروز تھے جماعت ختم ہو چکی تھی دفعتہ ایک یمنی شخص حاضر ہوا اور نماز کی تیاری کرنے لگا جب وہ وضو سے فارغ ہوا تو حضور نے فرمایا تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو اس غریب کی مصیبت میں کام آئے حضرت ابوبکر نے پوچھا حضور اسے کیا تکلیف ہے فرمایا یہ جماعت کے ثواب سے محروم ہے میں چاہتا ہوں کہ ایک دو آدمی اس کے ساتھ نماز پڑھیں تاکہ یہ جماعت کے ثواب سے بہرہ اندوز ہو اس فرمان کو سنکر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت ابوہریرہ اس کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم نے فرمایا انسان بکری کے مانند ہے اور شیطان بھیڑیئے کی طرح ہے جب بکریاں اجتماعی حیثیت

# معارف القرآن

(البسلسلہ گذشتہ)

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

(ترجمہ) بلاشبہ آسمان وزمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات و دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے ہی بیٹھے ہی لیٹے ہی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ان کو لایعنی پیدا نہیں کیا ہم آپ کو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچائیے: اے ہمارے پروردگار آپ بلاشبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا اور ایسے بے انصافوں کا کوئی بھی ساتھ دینے والا نہیں اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ چیزیں بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے بیشک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے"

اس سے اوپر کی آیت میں حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ زمین اور آسمان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے اب ارشاد فرماتا ہے کہ بیشک زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے اور رات اور دن کے لگاتار بدلنے میں اہل خرد کے لئے خدا کے وجود اور اس کی عظمت وشان کی بہت سی نشانیاں ہیں

اولوالالباب ایسے ہوتے ہیں کہ وہ بلا مشاہدے کے کسی چیز کو تسلیم کرنا پسند نہیں کرتے اور چونکہ حق تعالےٰ کی ذات کا ادراک محال ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ چونکہ ہم نے خدا کو بچشم خود نہیں دیکھا ہے اس لئے ہم کو اس کے وجود کے متعلق یقین نہیں عموماً ایسے قسم کے اشخاص سالہا سال تک گمراہ رہتے ہیں اور طرح طرح کے شکوک وشبہات کا اظہار کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ حقائق کائنات پر اور قدرتی مناظر پر غور کرتے ہیں تو وہ ہستی باری تعالےٰ کا اقرار کر لیتے ہیں جب وہ قدرتی مناظر پر غور کرتے ہیں تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب کوئی معمولی چیز بغیر صانع کے نہیں بن سکتی تو اس قدر وسیع زمین اور اس قدر بلند آسمان اور ایسے درخشاں سورج درخشاں چاند اور چمکتے ہوئے ستارے اور خوفناک سمندر ہزار ہا درخت اور پہاڑ کیونکر خود بخود بن سکتے ہیں اور جب کسی معمولی دفتر معمولی مکان اور معمولی سلطنت کا انتظام بغیر کسی منتظم کے قائم نہیں رہ سکتا تو سارے نیا کا انتظام بغیر کسی منتظر کے کیونکر قائم رہ سکتا ہے کون ہے جو وقت مقررہ پر بارش کرتا اور چاند اور ستاروں کو روشنی دیتا ہے اور کون ہے جس نے وسیع ترین زمین اور بلند ترین آسمان اور خوفناک سمندر کو سنبھال رکھا ہے اور کون ہے جس نے بیشمار انسان وحیوان پیدا کئے اور باوجود اس کے کہ ہزاروں آدمی ایک ہی خاندان میں پیدا ہوتے ہیں لیکن کسی کی صورت ایک دوسرے سے نہیں ملتی "ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است"

اور کس نے انسان کو کسی حد تک مختار اور کسی حد تک مجبور پیدا کیا ہے مختار اس قدر ہے کہ ہزاروں کام اپنی قوت ارادی سے کرتا ہے اور مجبور اس قدر ہے کہ اپنے سانس کو اپنی نبض کی حرکت کو اپنے پلک اور اپنے قلب کی حرکت کو دس منٹ کے لئے بھی نہیں روک سکتا اور جب بیمار پڑتا ہے تو اپنے اختیار سے صحت حاصل نہیں کر سکتا اور جب مرنے کا وقت آتا ہے تو باوجود نہایت قابل ہونے کے کسی طرح بھی موت کو دفع نہیں کر سکتا۔

غرض جب ان حقائق پر غور کرتا ہے تو خود بخود ہستی باری تعالےٰ کو تسلیم کر لیتا ہے اور خالص خدا پرست بنجاتا ہے اسی لئے حق سبحانہ وتعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے انقلابات میں عقل والوں کے لئے خدا کے وجود اور اس کی عظمت وقدرت کی نشانیاں ہیں اور بعض ایسے سعید ورشید اشخاص بھی ہوتے ہیں کہ وہ شروع ہی سے خدا پرست اور متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں ان کا معمول یہ ہے کہ وہ ہر وقت اپنے خالق ومالک کی تقدیس وتمجید بیان کرتے رہتے ہیں ان کی نسبت ارشاد ہے کہ ہمارے بعض ایسے بھی نیک بندے ہیں کہ جو اٹھتے بیٹھتے کروٹ لیتے غرض ہر حالت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور وہ ارض وسما کی اور جو عجائبات ان میں ہیں ان کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے یہ کارخانے بے فائدہ نہیں بنائے اور تو نے ان سب چیزوں کو فضول اور بیکار نہیں

پیدا کیا ان سب میں بیشمار مصلحتیں حکمتیں اور فائدے ہیں اور اے ہمارے رب تو ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے اور ہر کمال و خوبی کا جامع ہے اور ہر تقدیس سے متصف ہے۔

اور اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو آگ کے عذاب سے بچانا اور اے رب قدوس کچھ شک نہیں کہ جسکو تو نے دوزخ کی آگ میں ڈالا اس کو یقیناً ذلیل کیا اور اس میں شک نہیں کہ گنہگاروں کا کوئی مددگار نہیں۔ اور اے ہمارے پروردگار بیشک ہم نے سنا کہ ایمان کی طرف ایک پکارنے والا یوں پکارتا تھا کہ اے لوگو! تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ پس ہم ایمان لے آئے پس اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہم سے ہمارے گناہوں کا اثر دور کر اور ہمیں نیکوں کے ساتھ شامل کر کے موت دے اور اے رب قدیر! جو کچھ تو نے اپنے رسولوں کی معرفت ہم سے وعدہ کیا ہے وہ نعمتیں عطا فرما اور اے خدا ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔"

یہ آیتیں ان نیک بخت بندوں کے حق میں ہیں جو شروع ہی سے نہایت وفادار اور اطاعت شعار ہوتے ہیں اور جن کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ حتی الامکان گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں لیکن پھر بھی اپنے آپ کو گنہگار اور خطاکار سمجھتے ہیں اور الحاح وزاری کے ساتھ اپنے قدیر خدا سے معافی چاہتے رہتے ہیں کسی نے کیا خوب لکھا ہے ؎

ہم گناہ کر کے بھی فرسودہ نہیں کیا تھے وہ لوگ
کہ گناہ بھی نہ کیا اور پشیمان رہے

ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے اپنے بیارے بندوں کی مناجات کا ذکر کیا ہے اور ایک عجیب انداز سے ذکر کیا ہے اس طرز بیان کی قدر کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے تعلق سے صحیح واقفیت رکھتے ہیں اور جن کے قلوب اپنے خالق و مالک کی محبت سے معمور ہیں وہ جب اس موثر بیان کو پڑھتے ہیں تو بے اختیار ان کا یہ جی چاہتا ہے کہ راہ عشق میں فنا ہو جائیں اپنی تمام راحتوں اور آسائشوں اور اپنی تمام آرزوؤں اور تمناؤں اور خواہشوں کو رضائے مولیٰ پر قربان کر دیں اور اپنے مالک کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کر کے قرب خاص حاصل کریں اور ان نعمتوں کے مستحق ہو جائیں جن کا رب قدوس نے وعدہ کیا ہے۔ خدا کے بندو! تمہارا دین فرض یہ ہے کہ ہر حال میں عہد وفاداری کو پیش نظر رکھو اور اپنے خالق و مالک کی رضامندی اور خوشنودی کی طلب و جستجو میں بے قرار رہو میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا سے بیزار ہو کر خودکشی کر لو یا کسی جنگل میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کرو اور دنیا کی راحتوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ اسلام میں رہبانیت جائز نہیں مطلب یہ ہے کہ عیش و آرام ہو یا تکلیف و مصیبت راحت و مسرت ہو یا رنج و کلفت اپنے قدوس خدا کی وفاداری سے انحراف نہ کرو ہر حال میں رب کے اس کا شکر ادا کرو اور یقین کرو کہ تمہارا اصلی گھر اصلی وطن اور اصلی مستقر دنیا نہیں بلکہ دار آخرت ہے۔ دنیا تو ایک امتحان گاہ ایک عارضی قیام گاہ اور ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں تم موت کا انتظار کر رہے ہو جب فرشتہ موت اجل کی ٹرین لیکر آ جائے گا تم کو اس میں سوار ہو کر دار آخرت کی طرف سفر کرنا پڑے گا۔ اس عارضی اور فانی زندگی میں جو کچھ تمہیں کرنا ہے کر لو تقریریں کرو مضامین لکھو صنعت و حرفت سیکھو تجارت کرو علم حاصل کرو بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کرو عمدہ عمدہ مکانات بنواؤ شاندار کوٹھیاں تعمیر کراؤ لیڈر پیشوا اور امام بن جاؤ غرض ترقی یا تنزل کی آخری منزل پر پہنچ جاؤ لیکن خدا کے لئے اپنے رب کی وفاداری کو فراموش نہ کرو اور درس محبت کو نہ بھولو تمہارا رب تم کو بہت چاہتا ہے تم بھی اسکو چاہو ہر کام کرو لیکن اپنے مالک کی رضامندی کو پیش نظر رکھو اگر اس طرح تم نے زندگی بسر کی تو یقین کرو دنیا اور آخرت کی نیکنامی اور کامیابی تمہارے لئے مختص ہے اور تمہارا رب تمہاری وفاداری کی قدر کرے گا کہ وہ بندہ نواز ہے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ

(ترجمہ) سو منظور کر لیا ان کی درخواست کو ان کے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیئے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔"

آیات ماسبق میں حق تعالیٰ نے اپنے وفادار اور اطاعت شعار بندوں کی مناجات کا ذکر کیا تھا اب ارشاد ہے کہ ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کر لی اور فرمایا ہماری عادت ہے کہ ۱۔

ہم کبھی کسی محنت کرنے والے کی محنت ضایع نہیں کرتے مرد ہو یا عورت اس میں کسی کی خصوصیت نہیں کیونکہ تم سب ایک دوسرے کی جنس سے ہو ادائے ہمارے وفادار بندو! اس بات کو ذرا غور سے سن لو کہ تم میں سے جن لوگوں نے مکہ سے مدینے کو ہجرت کی اور اپنے وطن چھوڑے اور ہماری محبت کے جرم میں اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور ہماری راہ میں قسم قسم کی تکلیفیں دیئے گئے اور کافروں سے جنگ کی اور شہید ہوئے ہم ضرور ان کے ان گناہوں کو دور کر دیں گے اور ہم ضرور انھیں ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ اللہ کے ہاں ان کا بدلہ ہے اور اچھا بدلہ تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے

ترمذی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تھا کہ یا حضرت قرآن مجید میں حق سبحانہ وتعالےٰ نے مردوں کے اجر و ثواب کا تو بار بار ذکر کیا ہے لیکن عورتوں کے اجر و ثواب کا ذکر نہیں کیا اور یہ آپ کو معلوم ہو کہ جب کفار مکہ نے اسلام کی مخالفت شروع کی تھی اور مسلمانوں پر جبر و تشدد کر کے ان کو ہجرت پر مجبور کیا تھا تو مسلمان عورتوں نے بھی ہجرت کی تھی اور قسم قسم کی تکلیفیں برداشت کی تھیں لیکن پروردگار نے عورتوں کی ہجرت کے اجر و ثواب کا ذکر نہیں کیا ابھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تقریر ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ آثار وحی ظاہر ہوئے اور حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے کہ پروردگار کسی محنت کرنے والے کی محنت ضایع نہیں کرتا اور تم میں سے جس نے ہماری خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہجرت کی اور تکلیف برداشت کی ہم اس کو اجر و ثواب عطا کریں گے مرد ہو یا عورت اس میں کسی کی خصوصیت نہیں کیونکہ تم سب ایک دوسرے کی جنس سے ہو اس آیت سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کا بدرجہ اتم احترام کیا ہے اور ان کو وہ مراعات دی ہیں جنہوں نے دنیا کو عورت کی قدر کی طرف توجہ دلائی ہے ظہور اسلام سے قبل طبقہ نسواں کی حالت بہت خراب تھی ان میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہ کیا جاتا تھا ان کی کوئی حیثیت نہ تھی ان کے کوئی حقوق نہ تھے وہ مظلومانہ زندگی بسر کر رہی تھیں اسلام نے ان کے حقوق کا تقرر فرمایا مردوں کو ظلم و ستم سے روکا اور عورتوں کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے کی ہدایت کی اور ان کو سوسائٹی کا برابر شریک قرار دیا وہ اشخاص مستحق ملامت ہیں جو عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اور ان کو حقیر و ذلیل سمجھکر ان کے ساتھ برابر کا سلوک نہیں کرتے بلکہ بعض جاہل تو ان کو پاؤں کی جوتی سے بھی بدتر سمجھتے ہیں ایسے ظالم اشخاص کو معلوم ہونا چاہیئے کہ زندگی لائق اعتبار نہیں شمع حیات ہمیشہ روشن نہیں رہے گی بلکہ بجھنے والی ہے آرہا ہے وہ وقت جبکہ تمہارا قہر و جلال ختم ہو جائے گا تمہاری شمع حیات بجھ جائے گی اور تمہاری قہرمانیاں بھی مٹ جائیں گی ایوم النصاف میں عورت کا ہاتھ ہوگا اور تمہارا گریبان ہوگا حق تعالےٰ تمہارے جبر و استبداد کی بنا پر تم کو مجرم قرار دے گا اور یاد رکھو حقوق العباد کو پامال کرنے کا جرم نہایت اہم ہے اور اسکی سزا بھی سخت ہے

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ۝ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَن يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يَا

(ترجمہ) تمہکو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں نہ ڈالدے چند روزہ بہار ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے لیکن جو لوگ خدا سے ڈریں ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں یہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں اور بالیقین لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو ان کے پاس بھیجی گئی اس طور پر کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالےٰ کی آیات کے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک عوض ملیگا ان کے پروردگار کے پاس بلاشبہ اللہ تعالےٰ جلد ہی حساب کر دیں گے اے ایمان والو خود صبر کرو ..... ..... اور مقابلہ کے لئے مستعد ہو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو"

اوپر کی آیتوں میں مومنوں کا حال اور ان کے اخروی درجات کا حال تھا اب اس آیت میں حق سبحانہ وتعالےٰ کافروں کے حالات بیان فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اے رسول عربی! کافروں کے شہروں میں آمد و رفت اور ان کی تجارتی ترقی اور ان کی فارغ البالی کہیں تم کو مغالطے میں نہ ڈالدے یہ تو تھوڑی سی پونجی ہے پھر اس کے بعد ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے رسول ان کو خوش و خرم دیکھکر کچھ تعجب نہ کیجئے دنیاوی عیش و آرام تو بہت تھوڑا اور چند روزہ ہے اور عیش مستقل تو عیش آخرت ہے اور وہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ یاد رکھو جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں آخرت میں ان کے لئے باغات ہوں گے جن کے محلات کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کی طرف سے یہ ان کی مہمانی ہوگی اور آخرت میں جو ساز و سامان ہیں وہ دنیا کے ساز و سامان سے بدرجہا بہتر ہیں حق سبحانہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اہل ایمان کو عطا فرماوے گا۔

اور اے مسلمانو! اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور قرآن مجید پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے ہیں اللہ کے حضور میں سر جھکائے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہیں لیتے ایسے ہی نیک بخت مستحق ثواب ہیں اور یہی ہیں وہ جن کے لئے ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے یعنی ان کو ان کے اعمال حسنہ کا اجر و ثواب ان کے پروردگار کے ہاں ضرور ملے گا وہ محروم نہیں رہیں گے۔ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ آیات ماسبق میں بعض اہل کتاب کی برائیاں اور بے ایمانیاں جو بیان ہوئی ہیں ان کو پڑھکر یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید ان میں سب لوگ ایسے ہی ہوں گے لہذا پروردگار نے اس شبہ کو دفع کر دیا اور فرمایا کہ نہیں بعض لوگ ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے عہد پر قائم ہیں احکام الٰہی کو چھپاتے نہیں اور قرآن مجید پر بھی ایمان رکھتے ہیں ان کے

# صحیح بخاری اردو

## پارہ اوّل

**باب** لڑکے کا سننا کس عمر سے درست ہے (یعنی کس عمر سے اس کی سنی ہوئی بات کا اعتبار کیا جائے)

(۷۴) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) ایک گدھی پر سوار ہو کر چلا اس وقت میں قریب بلوغ کے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں بغیر کسی دیوار کے نماز پڑھ رہے تھے تو میں کسی صف کے آگے سے گذرا اور میں نے گدھی کو چھوڑ دیا کہ وہ چرنے لگی اور میں صف میں داخل ہو گیا مجھے کسی نے اس بات سے منع نہیں کیا۔

(۷۵) محمود بن ربیع کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کلی یاد ہے جو آپ نے ایک ڈول سے (پانی لیکر) میرے منہ میں کی تھی۔

**باب** علم کی جستجو میں (گھر سے باہر نکلنا (بڑی فضیلت رکھتا ہے) اور جابر بن عبداللہ ایک مہینہ کی مسافت پر (سفر کرکے) ایک حدیث کے لئے عبداللہ بن انیس کے پاس گئے تھے۔

(۷۶) ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے اور حر بن قیس فزاری نے موسیٰ کے ہمنشیں کے بارہ میں اختلاف کیا اتفاق سے ابی بن کعب ان دونوں کے پاس سے گذرے تو ان کو ابن عباس نے بلایا اور کہا کہ (اس وقت) میں نے اور میرے اس یار نے موسیٰ کے ہمنشین کے بارہ میں اختلاف کیا ہے جس سے ملنے کی سبیل موسیٰ نے (اللہ تعالےٰ سے) پوچھی تھی کیا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا کچھ حال بیان فرماتے سنا ہے ابی بن کعب بولے ہاں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا حال بیان فرماتے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ (ایک دن) اس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں (وعظ فرما رہے) تھے کہ ناگاہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے (ان سے) کہا کہ آپ اپنے سے زیادہ جاننے والے کو جانتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ نہیں آپ فرماتے ہیں پس موسیٰ علیہ السلام کے پاس اللہ تعالےٰ نے وحی بھیجی کہ ہاں ہمارا بندہ خضر تم سے زیادہ جانتا ہے تب موسیٰؑ نے ان سے ملنے کی سبیل پوچھی تو اللہ تعالےٰ نے مچھلی کے غائب ہو جانے کو ان کے لئے علامت قرار دیا اور ان سے کہدیا گیا کہ جب تم مچھلی کو نہ پاؤ تو (پیچھے) لوٹ جانا اس لئے کہ (اس کے بعد) تم ان سے مل جاؤ گے پس موسیٰؑ چلے اور راستہ بھر (دریا میں مچھلی کی علامت کا انتظار کرتے رہے اتنے میں موسیٰ کے خادم نے موسیٰ سے کہا کہ کیا آپ نے دیکھا ہے کہ جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور اس کا یاد کرنا مجھے شیطان ہی نے بھلایا موسیٰؑ نے کہا یہی ہے جس کی ہم تلاش کرتے تھے پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان پر لوٹ چلے تو انہوں نے خضر کو پالیا پھر (آگے) ان دونوں کا حال وہی ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

**باب** اس شخص کی فضیلت (کا بیان) جو پڑھے اور (دوسروں کو) پڑھائے

(۷۷) ابو موسیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس ہدایت اور علم کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے مثل زور کے مینہ کے ہے جو زمین پر برسا تو جو زمین صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت گھاس اور سبزہ اگاتی ہے اور جو زمین سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے پھر اللہ تعالےٰ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ (اس کو) پیتے ہیں اور (اپنے جانوروں کو) پلاتے ہیں اور زراعت (کو سیراب) کرتے ہیں اور کچھ مینہ (زمین کے) دوسرے حصہ کو پہنچا کہ جو بالکل چٹیل میدان ہے نہ پانی کو روکتا ہے نہ سبزہ اگاتا ہے پس یہی مثال ہے اس شخص کی جو اللہ کے دین میں فقیہ ہو جائے اور جس چیز کے ساتھ مجھے اللہ تعالےٰ نے مبعوث فرمایا ہے اس کو فائدہ دے اور وہ (اس کو) پڑھے اور پڑھائے اور مثال ہے اس شخص کی جس نے (اس کی طرف سر تک) نہ اٹھایا اور اللہ کی اس ہدایت کو جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں قبول نہ کیا (ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ اسحاق نے ابو اسامہ سے وکان منہا طائفۃ قبلت الماء روایت کیا ہے)۔

**باب** علم کا اٹھ جانا اور جہل کا ظاہر ہونا (قیامت کی علامت ہے) اور ربیعہ نے کہا ہے کہ جس کے پاس کچھ علم ہو اس کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ اپنے نفس کو کسی دوسرے کام میں مشغول کر کے اس کو ضایع کرے۔

(۷۸) انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے اور جہل قائم ہو جائے اور شراب نوشی ہونے لگے اور زنا علانیہ ہونے لگے۔

(۷۹) انس سے روایت ہے کہ انہوں نے (قتادہ سے کہا (آج) میں تم سے ایک حدیث ایسی بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہ کرے گا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے اور جہل غالب آجائے اور زنا علانیہ ہونے لگے اور عورتوں کی کثرت ہو جائے اور مردوں کی قلت یہاں تک پہنچے کہ پچاس عورتوں کا تعلق صرف ایک مرد سے ہو۔

**باب** علم کی فضیلت کا بیان۔

(۸۰) ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا اس حالت میں سو رہا تھا (خواب میں) مجھے ایک پیالہ دودھ کا دیا گیا تو میں نے پی لیا یہاں تک کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ سیری (کے سبب سے تری) میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دیدیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی آپ نے فرمایا کہ علم۔

**باب** فتویٰ دینا اس حالت میں کہ سواری پر یا اور کسی چیز پر کھڑا ہو (جائز ہے)

(۸۱) عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں لوگوں کے لئے منیٰ میں ٹھہر گئے لوگ آپ سے مسائل

پوچھتے تھے) اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ نادانستگی میں میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا آپ نے فرمایا اب ذبح کرلے اور کچھ حرج نہیں پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ نادانستگی میں میں نے رمی کرنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا اب رمی کرلے اور کچھ حرج نہیں عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ (اس دن) آپ سے جس چیز کی بابت پوچھا گیا خواہ مقدم کردی گئی ہو یا مؤخر کردی گئی ہو تو آپ نے یہی فرمایا کہ کرلے اور کچھ حرج نہیں۔

**باب** جس شخص نے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے فتوی کا جواب دیا (اس نے ایک جائز کام کیا۔)

(۸۲) ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے (آخری) حج میں پوچھا گیا (کسی نے) کہا کہ میں نے رمی کرنے سے پہلے ذبح کرلیا ہے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا کچھ حرج نہیں اور (کسی نے) کہا کہ میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور کہا کہ کچھ حرج نہیں۔

(۸۳) ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (آئندہ زمانہ میں) علم اٹھا لیا جائے گا اور جہل اور فتنے غالب ہو جائیں گے اور ہرج بہت ہوگا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہرج کیا چیز ہے آپ نے اپنے ہاتھ سے ترچھا اشارہ کرکے فرمایا اس طرح گویا آپ کی مراد ہرج سے) قتل تھی

(۸۴) اسماء کہتی ہیں کہ میں عائشہ کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں تو میں نے ان سے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے (کیوں اس قدر گھبرا رہے ہیں) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (کہ دیکھو آفتاب میں کسوف ہے) پھر اتنے میں سب لوگ (نماز کسوف کے لئے) کھڑے ہوگئے تو عائشہ نے کہا سبحان اللہ میں نے پوچھا کہ یہ کسوف کیا (کوئی نشانی ہے) انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں پھر میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہوگئی یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر جب نماز ہو چکی اور کسوف جاتا رہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ جو چیز (اب تک) مجھے نہ دکھائی گئی تھی اسے میں نے (اس وقت) اپنی اسی جگہ میں (کھڑے کھڑے) دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی مسیح دجال کی آزمائش کی مثل یا قریب (فاطمہ کہتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ اسماء نے کیا کہا تھا (مثل کا لفظ یا قریب کا لفظ) کہا جائے گا کہ تجھے اس شخص سے کیا واقفیت ہے تو مومن ہے یا موقن (فاطمہ کہتی ہیں مجھے یاد نہیں اسماء نے کیا کہا تھا (مومن کا لفظ یا موقن کا لفظ) وہ کہیگا کہ یہ محمد ہیں اللہ کے پیغمبر ہیں ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لیکر آئے تھے لہذا ہم نے ان کی بات مانی اور ان کی پیروی کی اور یہ محمد ہیں (یہ کلمہ) تین مرتبہ (کہیگا) پس اس سے کہدیا جائے گا کہ تو آرام سے سو رہ بیشک ہم نے جان لیا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے (لیکن) منافق یا شک کرنے والا (فاطمہ کہتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں اسماء نے ان دو لفظوں میں سے کیا کہا تھا (منافق کہا تھا یا شک کرنے والا کہا تھا) کہیگا میں (اصل حقیقت تو) نہیں جانتا (مگر) میں نے لوگوں کو ان کی نسبت کچھ کہتے ہوئے سنا وہی میں نے کہدیا۔

**باب** نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا (قبیلہ) عبدالقیس کے قاصدوں کو ایمان اور علم کی حفاظت کرنے اور اپنے پیچھے والے لوگوں کو مطلع کردینے کی ترغیب کرنا (علم کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے) اور مالک بن حویرث نے کہا کہ ہم سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ اور انھیں (دین کی) تعلیم کرو۔

(۸۵) ابوحمزہ کہتے ہیں کہ (ایک دن ابن عباس (حدیث) بیان کر رہے تھے (اور) ان کے اور لوگوں کے درمیان میں مترجم تھا (یعنی جو ابن عباس کہتے تھے اس کو میں بلند آواز سے لوگوں کو سنا دیتا تھا) تو ابن عباس نے کہا کہ عبدالقیس کے قاصد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا کون قاصد ہیں یا (یہ پوچھا کہ) کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ (ہم قبیلہ) ربیعہ (سے ہیں) آپ نے فرمایا کہ مرحبا بالقوم یا (یہ فرمایا کہ مرحبا بالوفد غیر خزایا ولا ندامی ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ایک دور جگہ سے آپ کے پاس آرہے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان میں کفار مضر کا یہ قبیلہ (حائل) ہے اور (انھیں کے خوف سے) ہم بجز ماہ حرام (کے اور کسی زمانہ) میں آپ کے پاس نہیں آسکتے لہذا ہم کو کوئی ایسا کام بتا دیجئے کہ ہم اپنے پیچھے والوں کو اس سے مطلع کردیں اور اس کے سبب سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں پس آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے انھیں منع فرمایا حکم دیا انھیں صرف ایک اللہ پر ایمان (رکھنے کا (یہ حکم دیکر) آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان رکھنے کا کیا مطلب ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول (ہم سے) زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ (اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں (اور حکم دیا ان کو) نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا اور رمضان کے روزے رکھنے کا اور یہ (بھی انھیں حکم دیا) کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ خدا کی راہ میں) دیں اور منع فرمایا انھیں دُبّاء اور حنتم اور مزفت کے استعمال سے (شعبہ کہتے ہیں کہ ابوحمزہ اکثر نقیر ہی کہا کرتے تھے اور اکثر (بجائے) مزفت کے مقیر ہی کہتے تھے) یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ (ان باتوں کو) تم یاد کرلو اور اپنے پیچھے والوں کو (ان سے) مطلع کردو

**باب** جو مسئلہ درپیش ہو جائے اس کی تحقیق (کی) میں سفر کرنا (سلف سے ثابت ہے)

(۸۶) عقبہ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوہاب بن عزیز کی کی لڑکی سے نکاح کیا اس کے بعد ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ میں نے عقبہ کو اور اس عورت کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے دودھ پلایا ہے (پس یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں ان میں نکاح درست نہیں) عقبہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے (اس سے پہلے کبھی مجھے (اس بات کی) اطلاع دی پھر عقبہ (مکہ سے) سوار ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ گئے اور آپ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اب (کس طرح تم (اس سے مصاحبت کرو گے) حالانکہ (یہ جو بیان کیا گیا ہے (اس سے حرمت کا شبہ پیدا ہوتا ہے) پس عقبہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا۔

# درس توحید

(از جناب مولوی ریاست علی صاحب قدوائی قادری خیرآبادی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد وعلی آل سیدنا و مولانا محمد وعلی آل واصحاب سیدنا و مولانا محمد وعلی ازواج سیدنا و مولانا محمد وبارک وسلم اما بعد۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن القدیم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (پارہ عم آخر)

معزز برادران اسلام! اس وقت میں نے آپ کے سامنے درود شریف لکھنے کے بعد جو تھوڑی سی عربی عبارت لکھی ہے یہ قرآن پاک کے تیسویں پارہ عم کے آخر کی ایک پوری سورۃ ہے یہ سورۃ مکی ہے یعنی قبل ہجرت کے مکہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس سورۃ کا نام سورۂ اخلاص ہے اور اخلاص کے معنے خالص اور صاف کرنا اور چونکہ یہ سورۃ وہ ہے کہ جس میں اللہ پاک نے اپنی خالص توحید بیان فرمائی ہے اور اس سورۃ کے نزول سے انسان کو جھوٹے معبودوں اور باطل و غلط اعتقادات سے پاک و صاف کیا گیا ہے اسی وجہ سے اس کا نام سورہ اخلاص رکھا گیا ہے احادیث میں اس کے اور بھی بہت سے نام بیان ہوئے ہیں مگر میں ان کو بخوف طوالت ترک کرتا ہوں اس سورۃ میں اگرچہ صرف چار ہی آیت ہیں اور بہت چھوٹی سورۃ ہے جسکو جاہل نمازی بھی یاد کر لیتا ہے اور جانتا ہے اور صرف لفظ قُلْ سے موسوم کرتا ہے مگر حدیث شریف میں اس کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں چنانچہ ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سورہ پاک کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس سورہ کو ایک بار پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے واسطے ایک مکان تیار کرتا ہے اس پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (میرے ماں باپ آپ پر قربان) اگر کوئی اس کو ہزار بار روزانہ پڑھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے۔

اور فرمایا کہ جو شخص اس سورۃ کو ایک بار پڑھتا ہے وہ ایک تہائی قرآن کا ثواب پاتا ہے اور جو تین بار پڑھتا ہے وہ پورے قرآن شریف کے پڑھنے کا ثواب پاتا ہے سبحان اللہ وبحمدہ۔

برادران اسلام! آقائے نامدار رسول پروردگار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت صرف ملک عرب ہی پر کیا منحصر ہے تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی ذات و صفات کے متعلق عجیب عجیب خیالات اور اعتقادات تھے عیسائی۔ باپ۔ بیٹا اور روح القدس تین خدا مانتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا اکلوتا بیٹا اور حضرت مریم علیہ السلام والدہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کی بیوی قرار دیتے تھے اور بعض عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا ہی تسلیم کئے ہوئے تھے عیسائیوں کی طرح قوم یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا اکلوتا بیٹا مانتی تھی مجوسی یعنی آتش پرست پارسی قوم میں دو خدا مانے جاتے تھے یعنی ایک یزدان نیک کام کرانے والا اور دوسرا اہرمن برے کام کرانے والا۔ بعض لوگ روح اور مادہ کو خدا کی طرح ازلی اور قدیم تسلیم کئے ہوئے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ انتظام عالم محض قوائے طبعیہ اور قوانین قدرت کی تحت میں خود بخود ہو رہا ہے یہ لوگ خدا تعالےٰ کو تصرف کائنات سے معطل و بیکار قرار دیتے تھے بعض سرے سے خدا کے وجود ہی کے منکر تھے۔ بعض جنوں کو خدا کا شریک گردانتے تھے اور بتوں کو خدا کا ہمسر اور مدمقابل اور اس کے دربار میں سفارشی سمجھتے تھے اور سینکڑوں بتوں۔ درختوں اور جانوروں کی پوجا کیا کرتے تھے خاص خانہ کعبہ میں جسکو خدائے واحد کی عبادت کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشمولیت اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تعمیر کیا تھا عرب میں سال کے تین سو ساٹھ دن کے شمار سے اسی قدر بتوں کا مرکز بنا ہوا تھا جن میں کا ایک بت روزانہ پوجا جاتا تھا اور سال بھر کے بعد پھر پہلے بت کے پوجا کی نوبت آتی تھی اس کے علاوہ ہر ایک قبیلہ کا ایک ایک بت جدا تھا چنانچہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی اپنی مسدس میں فرماتے ہیں:-

قبیلے قبیلے کا اک بت جدا تھا — کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزہ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہاں ابر ظلمت میں تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

سورۂ اعراف میں اللہ تعالےٰ ان مشرکین بت پرستوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ۝

(یعنی کیا یہ مشرک (یعنی خدا کے سوا دوسرے معبودوں کو پوجنے والے) ایسی چیزوں کو خدا کا ساجھی بناتے ہیں جو نہ کچھ پیدا ہی کر سکتے ہیں اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ان کی (یعنی اپنے پوجاریوں کی) مدد کرنے کی قوت رکھتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔

اور سورہ بقر کے بیسویں رکوع میں ارشاد فرمایا کہ وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۝ یعنی اگر ظالم لوگ یعنی جنہوں نے شرک کیا اور اپنی جبین نیاز کو خدا کے سوا غیروں کے قدموں پر جھکایا اور خدا کے

سوا دوسروں سے امیدوار منفعت رہے اور خدا کے سوا دوسرا کوئی نہ ہی جبکہ ہستیوں کو نفع و نقصان پہنچانے والا سمجھا) اس وقت کو جانیں جبکہ وہ عذاب خدا کو دیکھیں گے اور ان پر اس وقت یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ قوت اور زور صرف اللہ ہی کا ہے اور اللہ کا عذاب سخت ہے اور جبکہ وہ جن کی خدا کے سوا پوجا کیا کرتے تھے اپنے پوجاریوں سے بیزار ہوں گے اور عذاب الٰہی کو دیکھیں گے اور آپس کے تعلقات قطع ہو جائینگے اور پوجاری لوگ کہنے لگیں گے کہ اگر ہم کو دنیا میں دوبارہ جانا نصیب ہوتا تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جاتے جیسے یہ ہم سے بیزار ہو گئے غرضکہ ان کو اس طور پر اللہ تعالےٰ ان کے اعمالوں کی حسرت اور ندامت دکھلائے گا اور وہ لوگ کسی طرح بھی آتش دوزخ سے نجات نہیں پائیں گے۔

بعض مشرکین مکہ اپنے واسطے بیٹی کا ہونا تو ننگ و عار سمجھتے اور پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے مگر اللہ وحدہ لاشریک کے واسطے بیٹیوں کا ہونا تسلیم کرتے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔

غرضکہ اسی قسم کے اور تمام اعتقادات اور مذاہب باطلہ کی تردید کرتا ہوا اس سورہ میں اللہ پاک اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے رابطہ کے وسیلہ میں تمام مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہدو اللہ (وہ اللہ جس نے تمامی مخلوقات کو کہ جس میں حضرت مسیح اور ان کی والدہ مریم صدیقہ و روح القدس سدوح اور مادہ وغیرہ سب ہی شامل ہیں اپنے ایک اشارہ کن سے پیدا کیا جو کسی صورت میں خدا نہیں ہو سکتے اللہ نہ جس کے سوا کوئی معبود ہے اور نہ ہو سکتا ہے ایک اور صرف ایک ہی ہے اَللّٰهُ الصَّمَدُ (اور پھر وہ ایک اللہ تعالےٰ کیسا ہے وہ) اللہ بے نیاز ہے (یعنی اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں وہ ہر چیز سے بے پرواہ ہو غنی ہے نہ اس کو مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے بھوک لگتی ہے کہ ایک بار حضرت مسیح علیہ السلام بھوک سے بیتاب ہو کر انجیر تلاش کرنے کو انجیر کے درخت کے پاس گئے اور اس میں انجیر نہ پانے سے انجیر کو بددعا دیدی وہ خشک ہو گیا (دیکھو انجیل متی) اور نہ اس کو پیاس لگتی ہے کیونکہ جس کو بھوک و پیاس ستائے اور وہ پانی اور کھانے کا حاجتمند ہو وہ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتا اور وہ اللہ کیسا ہے لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ اس سے کوئی پیدا بھی نہیں ہوا (جس طرح باپ کے نطفہ اور ماں کے پیٹ سے بچے پیدا ہوتے ہیں اور جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ مسیح خدا کے بیٹے ہیں اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور مشرکین مکہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں یہ تمام اعتقادات اور خیالات محض باطل اور گمراہ کن ہیں خدا ان تمام باتوں سے پاک ہے) اور وہ بھی کسی سے پیدا نہیں ہوا (جس طرح اور مخلوق ماں باپ سے پیدا ہوتی ہے) وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اور اس کا کوئی ہمسر (اور ہم پلہ بھی) نہیں (جیسے عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مریم (نعوذ باللہ منہا) خدا کی بیوی ہیں) یہ خیال ان کے غلط ہیں وہ کوئی بیوی وغیرہ نہیں رکھتا وہ ان تمام باتوں اور جھگڑوں سے منزہ اور پاک ہے اور اس کا کوئی بھی ہمسر اور مدمقابل نہیں)

یہ ہے وہ تعلیم توحید جس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا اور یہ ہے وہ خصوصیت جسنے مذہب اسلام کو تمام مذاہب عالم میں ممتاز و منفخر کیا ہے اس سورۂ پاک کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ کے ایسے اعتقاد باطلہ کی تردید فرمائی ہے چنانچہ سورۂ مائدہ کے دسویں رکوع میں ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ یعنی بیشک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو بس مسیح ابن مریم ہی ہے اس آیت میں اللہ پاک نے عیسائیوں کے باطل عقیدہ کی تردید کی ہے اور ایک جگہ پر اللہ تعالےٰ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول بیان فرماتا ہے کہ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

اور حالانکہ مسیح (اپنی قوم سے یہ) کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل (فقط ایک) اللہ کی ہی بندگی (یعنی عبادت) کیا کرو جو میرا اور تم سب کا پروردگار ہے اور اس میں کچھ بھی شک و شبہ نہیں کہ جس نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک کیا تو بیشک اللہ تعالےٰ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہے اور (وہاں) گنہگاروں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

پھر عیسائیوں کے مسئلہ تثلیث کی تردید اس طرح فرماتا ہے کہ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ یعنی کافر ہو گئے (وہ لوگ) جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ حالانکہ اللہ تعالےٰ واحد و یکتا کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے عیسائیوں کے اس فرقہ کی جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا مانتا تھا تردید فرمائی چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ یعنی مسیح ابن مریم تو ایک پیغمبر تھے خدا نہیں تھے اور ان سے پہلے اسی طرح بہت سے پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی (یعنی مسیح کی) ماں ولیہ تھیں (اور مسیح کے خدا ہونے کی ایک سب سے بڑی اور بین یہ دلیل ہے کہ وہ دونوں (یعنی مسیح اور ان کی ماں) کھانا کھایا کرتے تھے (اور یہ صفت خدا ہونے کے منافی ہے)

اور سورہ توبہ کے پانچویں رکوع میں یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے اس اعتقاد کی تردید فرمائی کہ یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور عیسائی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ یعنی یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں یہ ان کا قول (ایک) افواہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں یہ لوگ (اپنے قول میں پہلے کافر قول کے قبول کی پیروی کرتے ہیں (جیسے پہلے کافروں نے بزرگوں کو اللہ کا رشتہ دار قرار دیا تھا) اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ ان مشرکین کے اعتقادات کی تردید کرتا ہے جو

جنوں کو اور جنوں کو خدا کا شریک اور ہمسر سمجھتے ہیں اور اس کے واسطے بیٹے بیٹیاں تجویز کرتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحَانَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ یعنی ان (مشرکین نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا حالانکہ ان کو (یعنی تمام جنوں کو) پیدا اللہ ہی نے کیا ہے اور انھوں نے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بھی بے سمجھے بوجھے تراش لئے اگرچہ وہ (اللہ تعالےٰ) ان تمام باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے رہتے ہیں اور اپنے دلوں میں اعتقاد رکھتے ہیں بالکل پاک وصاف اور بہت ہی بلند ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ اپنی توحید کی تعلیم دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ یعنی اے میرے بندو! تمہارا پروردگار (دراصل) اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی لائق پوجنے کے نہیں وہ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے پس تم اسی (ایک) اللہ کی عبادت کرتے رہو اور وہی (واحد و یکتا) ہر ہر چیز کا کارساز ہے۔

اور فرمایا کہ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (سورہ بقر)

یعنی اللہ (ہی مستحق عبادت ہے) اور اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں (وہ) زندہ ہے (اس لئے کہ اس پر فنا آ ہی نہیں سکتی خود) قائم (اور انتظام عالم کا قائم رکھنے والا) ہے (اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اسی کا ہے اس کی اجازت کے بغیر اس قدر حوصلہ کس کا ہے کہ (قیامت کے دن) اس کے حضور میں کسی کی سفارش کر سکے جانتا ہے جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ گذر چکا ہے کوئی اس کے علم کا احاطہ نہیں (کر سکتا مگر جتنا وہ چاہے (اتنا ممکن ہے) گھیرے ہوئے ہے اس کی سلطنت آسمانوں اور زمین کو اور ان دونوں کی حفاظت اس پر گراں نہیں گذرتی اور وہ بلند مرتبہ اور بزرگی والا ہے۔

اور فرمایا کہ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورہ حشر)

یعنی وہی اللہ لائق عبادت کے ہے) جس کے سوا کوئی معبود نہیں نہاں اور آشکارا کا جاننے والا ہے (اور) وہی بخشنے والا مہربان ہے ہاں وہ اللہ ہی ہے کہ جس کے سوا کوئی بھی لائق پوجنے کے نہیں وہ بادشاہ ہی نہایت ہی پاک وصاف ہے (تمام قسم کے عیوب سے) سلامت رکھنے والا ہے امن دینے والا ہے نگہبان ہے غالب و خود مختار ہے بڑائی والا ہے اور اللہ پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ (مشرکین) اس کا شریک بتاتے ہیں (اور ہاں) وہی اللہ (سب چیزوں کا) پیدا کرنے والا ہے بنا بنانے والا (اور) صورتیں بنانے والا ہے اس کے (بہت سے اچھے) اچھے نام ہیں (جن سے اس کے تمام اوصاف معلوم ہوتے ہیں) اور جو چیزیں کہ درمیان آسمان اور زمین کے ہیں صرف اسی کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

اور فرمایا کہ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا یعنی اللہ ہی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ توحید پر قائم رہنے اور شرک کے مٹانے کی سخت تاکید کرتا ہے اور شرک کرنے والے کے واسطے یہ وعید فرماتی ہے کہ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝ یعنی جو کوئی شخص ظلم (یعنی شرک) کرے گا تو لوگوں میں سے ہم اس کو عذاب سخت کا مزا چکھاویں گے اور فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۝ یعنی اللہ کسی کی یہ خطا تو بخشتا نہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے ہاں اس کے سوا جس خطا کو چاہے بخشدے۔

برادران ملت! شرک کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں بعض عبادت کا شرک ہے سو عبادت خواہ جسمانی ہو جیسے نماز پڑھنا روزہ رکھنا۔ طواف کرنا وغیرہ خواہ عبادت مالی ہو جیسے خیرات میں کھانا کپڑا نقد روپیہ پیسہ دینا حج زکوٰۃ دینا جانوروں کی قربانی کرنا یہ سب کام اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کے واسطے درست نہیں اگر کسی شخص نے یہ سب کام غیر خدا کے واسطے کئے تو یہی فعل شرک عبادت ہو جائے گا۔

ترغیب وترہیب میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ مَنْ اَشْرَكَ بِيْ شَيْئًا فَاِنَّ جَسَدَهٗ وَعَمَلَهٗ وَقَلِيْلَهٗ وَكَثِيْرَهٗ لِلَّذِيْ اَشْرَكَ بِهٖ وَاَنَا عَنْهُ بَرِيْءٌ یعنی فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ساتھ شرک کیا پس تحقیق اس کا تمام جسم اس کے تمام اعمال اور اس کا تھوڑا اور اس کا بہت اسی شریک کے واسطے ہے جس کو اس نے میرے ساتھ شریک کیا اور میں اس سے بری الذمہ ہوں یعنی اس کا کوئی عمل بھی قبول نہ کروں گا اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ یعنی جس نے نماز پڑھی (لوگوں کے) دکھانے کو (کہ اس وجہ سے عزت اور کچھ دنیاوی نفع بھی حاصل ہو) پس تحقیق اس نے شرک کیا اور جس نے روزے رکھے دکھانے کو تو تحقیق اس نے بھی شرک کیا اور جس نے خیرات کی دکھانے (اور نام ونمود کے واسطے) پس تحقیق اس نے بھی شرک کیا (مشکوٰۃ شریف باب الریا)

اور اسی حدیث اور اسی باب میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذا جمع

اللہ الناس یوم القیمۃ لیوم لا ریب فیہ نادی منادٍ من کان اشرک فی عملہ للہ احدا فلیطلب ثوابہ من عند غیر اللہ فان اللہ اغنی الشرکاء عن الشرک یعنی جب جمع کرے گا اللہ تعالے لوگوں کو قیامت کے دن جس دن کہ بلاشک وشبہ آنے والا ہے اس وقت جب کہ خدا پکارنے والا پکارے گا کہ جس شخص نے کسی ایسے عمل میں جو اللہ کے واسطے کیا تھا اس میں کسی غیر کو بھی شریک کر لیا تو اس کو چاہیئے کہ اپنے اس عمل کا ثواب بھی اسی غیر سے جس کو شریک کیا تھا طلب کرے کیونکہ اللہ تعالے ایسا حصہ جس میں غیر کی بھی شرکت ہو لینے سے بے پروا ہے

قرآن پاک کی سورہ کہف کے آخر میں اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۲ یعنی جو کوئی اپنے رب کے سامنے حساب وکتاب کے واسطے جانے کی امید رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اچھے اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی غیر کو شریک نہ کرے۔

مشکوٰۃ شریف کے باب الکبائر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سختی سے ارشاد فرمایا کہ لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت او حرقت یعنی شریک مت کر اللہ پاک کے ساتھ کسی کو اگرچہ تو قتل کر دیا جائے یا آگ میں جلایا جائے یعنی کیسی ہی سخت سے سخت مصیبت پڑ جائے اولاد پر ماں باپ پر مال پر یہانتک کہ خود اپنی جان پر بھی آن بنے مگر شرک نہ کرے مثلاً کوئی ظالم بادشاہ ظلم کرے اور کہے کہ تم شرک کرو فلاں بت کے آگے سجدہ کرو اگر ایسا نہ کرو گے تو تم کو ابھی قتل کر دوں گا آگ میں جلا دوں گا تمہارے زن وبچوں کو مروا ڈالوں گا یہاں تک کہ وہ تم کو قتل کرا دے اور آگ میں جلائے تب بھی شرک نہیں کرنا چاہیئے

برادران اسلام! اس حدیث کے تحت میں آپ کے سامنے دو قصے بالکل سچے عرض کرتا ہوں جن میں ایک قصہ مرد کا اور دوسرا ایک خاتون کا ہے ان دونوں قصوں سے آپ کو توحید کا سبق حاصل ہوگا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے کون واقف نہیں ہے یہ مکہ معظمہ کے ایک رئیس امیہ ابن خلف کافر کے حبشی غلام تھے چونکہ بہت ہی امانتدار اور دیانتدار تھے اس لئے امیہ ان کی بہت خاطر کرتا اور بیحد عزیز رکھتا تھا یہانتک کہ اپنے خزانہ اور بتخانہ کی کنجی بھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی لیکن جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اس کی خبر امیہ کو ہوئی تو وہی امیہ جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت ہی عزیز رکھتا تھا ان کا جانی دشمن ہو گیا مگر پہر بھی پہلے بہت سمجھایا کہ اسلام ترک کر دے ورنہ تجھکو مار ڈالوں گا مگر جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس کا کہنا نہیں مانا تو وہ طرح طرح کی تکالیف پہنچانے پر اتر آیا حضرت بلال کے بدن پتلے دبلے تھے ہاتھ پیر پتلے پتلے تھے ایام گرما میں جب شدت سے گرمی پڑتی تو دوپہر کے وقت عرب کے ریتیلے میدان میں لیجا کر سورج کی طرف منہ کر کے گرم گرم ریت پر چت لٹا دیتا اور اوپر سے بہت وزنی پتھر گرم کر کے ان کے سینہ پر رکھتا تاکہ جنبش نہ کر سکیں اور اس پر مستزاد یہ کہ قریب ہی الاؤ دہکتا دیتا جس سے حضرت بلال کا بدن جھلسا جاتا تھا اسی قسم کی تکلیفیں پہنچاتے پہنچاتے جب تمام ہو جاتی تو ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پیروں میں بیڑی اور گلے میں لوہے کا بہت وزنی طوق ڈال کر ایک تاریک کوٹھری میں بند کر دیتا اور دربانوں کو حکم دیتا کہ صبح تک برابر اس کے کوڑے مارتے رہو گرم پانی اور بہت ہی نمکین کھانا کھانے کو دیتا تھا کئی دن تک حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس مصیبت میں گرفتار رہے لیکن باوجود ان سخت سے سخت تکالیف کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کلمۂ توحید یعنی اللہ احد اللہ احد (یعنی میرا معبود صرف ایک ہی ہے میرا معبود ایک ہی ہے وہ وحدہٗ لاشریک ہے) کہتے رہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو اپنی مشہور کتاب مثنوی شریف میں نہایت دردانگیز طریقہ پر کیا ہے چنانچہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

تن فدائے خار میکردآن بلال — خواجہ اش میزد برائے گوشمال
کہ چرا تو یاد احمد می کنی — بندۂ بد منکر دین منی
میزد اندر آفتابش او بہ خار — او احد میگفت بہر افتخار

ان ہر سہ اشعار کا مطلب وہی ہے جو میں نے ابھی بیان کیا تھا یعنی حضرت بلال کا اسلام قبول کرنا اس پر امیہ کا ان کو سزا دینا اور حضرت بلال کا استعلال کے ساتھ اللہ احد اللہ احد کہنا اس کے آگے مولانا فرماتے ہیں ؎

ناگہ صدیق آنطرف میگشت تفت — ان احد تنہا بگوش او برفت

یعنی ایک دن اتفاقاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ادہر سے گذر ہوا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے احد احد کہنے کی آواز آپ کے کان میں پڑی تو ؎

چشم او پر آب شد دل پر عنا — زاں احد می یافت بوئے آشنا

یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہو گئے اور آپ کا دل رنج سے بھر گیا اس سبب سے کہ وہ لفظ احد احد کے کہنے سے بوئے آشنا پاتے تھے ؎

بعد ازاں خلوت بدیدش بر فساد — کز چہ داں خفیہ میدارا اعتقاد
عالم السراست پنہاں دار کام — گفت کردم توبہ ہیئت اے ہمام

اس کے بعد ایک دن اتفاقاً حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے موقعہ پاکر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خلوت میں نصیحت کی کہ فی الحال ان کافروں کے سامنے اپنے اعتقاد کو پوشیدہ رکھو تو بہتر ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے محب صادق بہت اچھا میں آپ کی نصیحت کو بسر وچشم قبول کرتا ہوں اور لیجئے آپ ہی کے سامنے توبہ کرتا ہوں اس توبہ کرنے کے بعد کیا ہوا اس کے متعلق حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

روز دیگر در برگہ صدیق تفت — آں طرف از بہر کارے خویش رفت
باز احد شنید از وخم ضرب خار — بر فروزید از دلش شور و شرار

یعنی دوسرے دن پہر جو کسی کام سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اتفاقاً ادہر سے گذرے تو آپ کے کانوں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وہی آواز دل نواز احد احد احد کی آئی اور اس کے ساتھ جا کر جو دیکھا تو کانٹوں کی مار سے حضرت بلال کا جسم ہو لہان ہے اس نظارہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں ایک جوش کی آگ بھڑکی اور ؎

باز پندش داد باز او توبہ کرد — عشق آمد توبہ او را زیر کرد
توبہ کردن زیں نمط بسیار شد — عاقبت از توبہ او بیزار شد

یعنی پہر موقع پاکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو نصیحت کی اور انہوں نے پہر توبہ کی لیکن جب حضرت عشق نے غلبہ کیا تو یہ توبہ بھول بھال گئے اور وہی نعرہ احد احد کا لگانے لگے غرضکہ اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بہت دفعہ توبہ کی اور جوش توحید

# معراج المومنین

(جناب مولوی بہاء الدین صاحب ساکن کلیاں والہ)

اسلامی فرائض میں سب سے اہم فریضہ نماز ہے کیونکہ روز قیامت سب سے اول اسی کی پرسش ہوگی ؎

روز محشر کہ جانگداز بود اولین پرسش نماز بود

یہ وہ فریضہ ہے جو کسی وقت کسی حالت حتیٰ کہ قرب المرگ بھی معاف نہیں ہو سکتی یہ وہ عبادت ہے جو تمام عبادتوں کی سرتاج محبوب و افضل بقرب خدا ہے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اقرار توحید کے بعد پہلا حکم نماز قائم کرنے کا صادر ہوا تھا جہاں قرآن مجید و احادیث میں عبادت کا ذکر آیا ہے وہاں سب سے پہلے نماز کی تاکید ہے کیونکہ نماز تمام عبادتوں کا عطر ہے مگر آجکل کے حالات سے ظاہر ہے کہ بمشکل دس فیصدی ایسے مسلمان ملیں گے جو نماز کے پورے طور پر پابند ملیں گے جس زمانہ میں کہ مسلمان مسلمان تھے اور اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم کے پیرو تھے تو اللہ کا فضل وکرم ان کے شامل حال تھا اقوام عالم ان کی ناموس خصوصیات کے باعث عزت و احترام کرتی تھیں لیکن اب جبکہ انہوں نے احکام خدا تعالےٰ سے غفلت کی تو وہ اللہ کے فضل وکرم اور انعام سے محروم ہو گئے اور آج ان کی وہ عزت و آبرو، وقعت وعظمت دولت وثروت بہادری وجوانمردی ہمت واستقلال صبر وتحمل عجز وانکساری بھی جاتی رہی۔

فی الحقیقت یہ عقل کا فتور اور دماغ کا خلل ناقابل علاج ہے آجکل اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ باقی قوموں کی طرح مسلمان بھی اپنی حالت کو سنبھالیں غفلت کی نیند سے ہوشیار ہو کر اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی کریں اگر ایسا کیا گیا تو وہ کھوئی ہوئی باتیں واپس آجائینگی جو کہ سابقین مسلمانوں میں تھیں جس سے دنیا بھر میں عزت و آبرو کی زندگی بسر ہوگی۔

اب خاکسار قرآن مجید کی ان آیات کی طرف رجوع کرتا ہے جن میں اللہ تعالےٰ نے نمازیوں کی تعریف ثواب وعذاب کا ذکر نماز کے احکام کی تاکید فرمائی ہے قرآن مجید کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ نہ صرف ہماری شریعت میں ایمان کے بعد پہلا سبق نماز ہے بلکہ زمانہ سلف کے پیغمبران کی شریعت میں بھی اسی طرح ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ اور عہد کیا میں نے یعنے حکم بھیجا طرف ابراہیم اور اسمٰعیل کے یہ کہ پاک کرو تم میرا گھر (کعبہ اللہ) تیوں اور نجاستوں اور خبیث چیزوں اور گناہوں اور نجس اور حیض والی عورت کے طواف سے واسطے طواف کرنے والوں اور واسطے قیام کرنے والوں اور اعتکاف اور رکوع سجود کرنے والوں یعنی نماز پڑھنے والوں کے واسطے۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

اور یاد کرو تم جب لیا ہم نے عہد واقرار بنی اسرائیل سے نہ عبادت کرو کسی کی مگر اللہ کی اور نیکی کرو ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اپنے قریبوں اور یتیموں اور محتاجوں سے اور کہو عوام الناس کو ایسی بات جس میں بھلائی ہو اور قائم کرو نماز اور دو زکوٰۃ۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي اے میرے رب کر دے مجھے (یعنی ابراہیم علیہ السلام) قائم رکھنے والا نماز کا اور میری اولاد کو بھی ہمیشہ نماز پڑھنے والا بنا۔

رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا اور حکم کیا مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ رہوں۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ اور حکم کرتا تھا اپنے اہل (اسمٰعیل) گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا۔

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ حکیم لقمان اپنے چھوٹے لڑکے کو ہدایت کرتے ہیں اے بیٹے قائم رکھ نماز کو اور حکم کر نیکی کا اور باز رکھ برائی سے تاکہ اور لوگ تیرے سبب سے کامل ہوں۔

اب ذرا نماز کا تاکیدی حکم بھی سنئے

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ اور قائم کرو نماز کو اور زکوٰۃ دو اور نماز ادا کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے یعنی باجماعت۔

قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ

اے نبی میرے ان بندوں سے جو ایمان لا چکے ہیں کہدیجئے کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں کچھ خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستیاں ہوں گی۔ یعنی قیامت کے دن۔

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي اے محمد صلعم قائم رکھ نماز کو اس واسطے کہ اس میں تو میری یاد کرتا ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ... ... ... ... وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ اور قائم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور فرمانبرداری کرو رسول کی شاید کہ تم رحمت کئے جاؤ۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ اے نبی اور حکم کر لوگوں کو نماز کا۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا اور قائم رکھو نماز اور دو زکوٰۃ اور قرض دو راہ خدا میں قرض نیک۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ۔

اور نہیں حکم کیا گیا لوگوں کو مگر اس بات کا کہ عبادت کریں اللہ کی اس حال میں کہ خالص کرنے والے ہوں اس کے لئے عبادت کو اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ دین ہے ملت جیسے انبیاء کا مذکورہ بالا آیات سے

مسلمانوں پر نماز کی قایم کرنا فرض عین ثابت ہوا۔

اب ذرا نماز کی حفاظت بھی سنئے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ محافظت کرو اور ثابت قدم رہو اوپر نمازوں فرض کے اور خاصکر درمیانی نماز کے اور کھڑے ہو واسطے خدا کے حکم ماننے والے یعنی نماز پڑھنے والے۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ پس نماز پڑھو اچھی طرح ارکان ادا کرکے اور شرطوں کا لحاظ رکھکر تحقیق نماز ہے اوپر مومنوں کے فرض وقت مقرر کی گئی یعنی وقتوں سے اسے بکال دینا درست نہیں۔

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ۔ اور جب سفر کرو تم زمین میں پس نہیں اوپر تمہارے کچھ گناہ بیچ اس کے کہ کوتاہ کرو نماز سے یعنی چار کے بجائے دو رکعتیں پڑھو اس آیت سے ثابت ہوا کہ سفر میں دوگانہ نماز پڑھنا جائز ہے اب جنگ میں نماز قائم کرنے کے طریقے سنیں۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ الآخ اَنْ تَضَعُوْا اَسْلِحَتَكُمْ اور جب تو اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) ان میں موجود ہو پھر نماز میں کھڑا کرے تو چاہیئے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیویں اپنے ہتھیار اور پھر جب یہ سجدہ کریں تو ہٹ جاویں تیرے پاس سے اور آوے دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور ساتھ لیویں اپنا بچاؤ اور ہتھیار یہ حکم اس وقت ہے جبکہ کفار سے جنگ وجدال ہو رہی ہو تو فوج کے دو حصے کرکے نماز پڑھائی جاوے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ آخرت کے اور ایمان لاتے ہیں ساتھ کتاب کے اور وہ لوگ جو نبی اور کتاب پر ایمان لاتے ہیں اوپر نمازوں اپنی کے محافظت کرتے ہیں اس واسطے کہ ایمان کا ستون وعلامت نماز ہے۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ مسلمان اپنی نماز کو ہرگز ضائع نہ ہونے دیگا۔

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔ مومن کامل ایمان وہ لوگ جو اخلاص کی رو سے قائم رکھتے ہیں نماز شرائط اور آداب کے ساتھ جو ہم نے انہیں روزی دی وہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے۔ اس آیت سے نمازی کا کامل ایمان ہونا ثابت ہو گیا۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ اور مجھکو حکم کیا کہ قائم رکھو نماز اور نماز میں سستی کرنے سے ڈرو اللہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ نماز میں سستی ہرگز نہ کرو۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ سوا اس کے نہیں کہ دوست تمہارا حقیقت میں خدا ہے اور رسول اس کا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور قایم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حال یہ ہے کہ وہ خشوع اور فروتنی کرتے ہیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے میں اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے نماز مسلمان نہیں۔

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ پس اگر پھریں کفر سے اور قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ تو وہ بھائی ہیں تمہارے دین اسلام میں اس آیت سے ثابت ہوا کہ نمازی رشتہ دار ہیں بے نمازی خواہ بھائی ہو وہ بھی دور ہے اور مسلمان نہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اے گروہ مسلمانوں کے مدد چاہو حقوق الٰہی پر قائم رہنے میں ساتھ صبر کے اور ساتھ نماز کے کہ وہ مجمع العبادات ہے تحقیق کہ اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نماز پڑھنے والوں کا ہر وقت اللہ ساتھی اور مددگار ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور ڈرو اس سے اور قائم رکھو نماز تاکہ نہ ہو جاؤ تم شرک کرنے والوں میں سے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ اور جب کہا جاتا ہے ان کو نماز پڑھو تو نماز نہیں پڑھتے پس ہلاکت اس روز جھوٹوں پر کہ اسلام سے مشرف نہیں ہوتے ان ہر دو آیات سے ثابت ہوا کہ بے نماز مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں اور وہ مشرکوں سے ہے اور روز قیامت اس پر اللہ کی ہلاکت ہے یعنی نماز شرک سے بچاتی ہے اور نمازی ہی مسلمان ہے۔

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ

یہ سورۃ آیتیں ہیں قرآن کی جو ظاہر کرنے والی ہے احکام حلال و حرام کو اور راہ دکھانے والی ہے اور خوشخبری دینے والی ہے ایمان والوں اور نماز قائم رکھنے والوں اور زکوٰۃ دینے والوں کو اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔

الٓمّٓ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ یعنی یہ سورۃ آیتیں ہیں قرآن محکم کی جو حلال و حرام کا حکم کرتا ہے یہ ہدایت کرنے والا اور رحمت خدا ہے نیک کام کرنے والوں کے واسطے وہ لوگ جو نمازیں قائم رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور آخرت پر یقین رکھنے والے ہیں پس یہی لوگ جو ان صفتوں سے موصوف ہیں سیدھی راہ پر ہیں اپنے رب کی طرف سے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

ان ہر دو آیات سے ثابت ہوا کہ نماز کے قائم رکھنے والوں کے لئے قرآن کریم رحمت اور ہدایت کرنے والا ہے اور نماز قائم رکھنے والے ہی

ہدایت و نجات پائینگے۔

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یعنی اور کہا خدا نے بیشک میں ساتھ تمہارے ہوں دشمنوں پر تمھیں فتح دوں گا اگر قائم رکھو گے تم نماز کو اور دوگے زکوٰۃ اور تصدیق کروگے میرے رسولوں کی اور تقویت دوگے انھیں یعنی تعظیم کے ساتھ ان کا حکم بجالاؤ گے کیونکہ وہ میرا حکم ہے اور قرض دوگے خدا کو اچھا البتہ دور کردینگے ہم تم سے گناہ تمہارے اور داخل کرینگے تمہیں جنت میں جہاں درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نماز کے سبب سے کافر مغلوب رہیں گے اور اللہ تعالے سب کے گناہ معاف کرکے سب کو داخل جنت کرے گا۔

اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ بڑھ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وحی بھیجی جاتی ہے تمہاری طرف اور قائم رکھو نماز بیشک نماز باز رکھتی ہے برے کاموں سے جس کی ممانعت شرع میں ہو۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی وہ لوگ کہ اگر جگہ دیں ہم ان کو بیچ زمین کے تو قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلائی کے ساتھ اور باز رکھیں برائی سے۔

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ یعنی قائم کرے نماز جو فرض ہے اور دے زکوٰۃ جو مقرر ہے یہی سب سے بڑی نیکی ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ نماز سب سے بڑی نیکی ہے جو برے کاموں کی طرف نہیں جانے دیتی۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا پھر ان کے پیچھے آئے ناخلف کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑگئے مزوں کے سو آگے دیکھ لینگے گمراہی کو اس سے ثابت ہوا کہ بے نمازی گمراہ ہے اور گمراہ پر عذاب ہوگا۔

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ۔ اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لئے اور وہ ٹھیراتے ہیں ہنسی اور کھیل نماز میں یہ اس واسطے کہ وہ لوگ بیعقل ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نماز کو ٹھٹھا محول سے ادا کرنے والے لوگ بیعقل ہیں۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى بتحقیق فلاح پاگیا وہ شخص جس نے پاکی حاصل کی اور اپنے رب کا نام پڑھنے سے نام لیا۔

اس آیت سے نماز پڑھنے والے کا دوزخ سے چھٹکارا پانا ثابت ہوگیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

تحقیق کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ اس کا اجر جمع ہے ان کے رب کے پاس اور نہیں خوف انھیں اس چیز پر جو انہوں نے پیچھے بھیجی ہے اور نہ غمگین ہوں گے اس کے واسطے جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ بوسیلہ نماز نمازی کو اس دنیا اور آخرت میں کوئی غم و ڈر نہ ہوگا۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یعنی قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ مال کی۔

وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً وَّیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر کرتے ہیں برائی کے مقابلہ میں بھلائی ان لوگوں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔


# خاموش تبلیغ

مصنفہ مولوی احمد سعید ناظم جمعیۃ علمائے ہند ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر باخبر مسلمان واقف ہے دن بدن مسلمانوں کا افلاس بڑھ رہا ہے لاکھوں روپے کی جائیداد مسلمان اپنے غیر شرعی مراسم کے ہاتھوں تباہ و برباد کرچکے ہیں ہر سال سود کا کروڑوں روپیہ ان کی جیب سے نکل کر غیر مسلموں کی جیب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان قوم میں فقر و افلاس زیادہ ہو رہا ہے اور پوری قوم تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے ان حالات و واقعات سے متاثر ہوکر حضرت مولانا حاجی احمد سعید صاحب نے ایک دلچسپ کتاب قصہ کے پیرایہ میں لکھی ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود ہندو مسلم اتحاد اور حقیقت دارالحرب کی تعریف شادی غمی کے مراسم بنکوں کے سود کا حکم انگریزی تعلیم اسلامی تعلیم و تبلیغ وغیرہ پر مفصل بحث کی ہے کتاب اپنے مضامین کے اعتبار سے اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا دہلی کی شستہ اردو زبان اور روزمرہ کے بہترین محاوروں کی وجہ سے اس کتاب نے اتنی ہر دلعزیزی حاصل کرلی ہے کہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اگرچہ اس کتاب میں دہلی کے ایک خاندان کا تذکرہ ہے لیکن مولانا نے اپنے عالمانہ انداز میں بہت سے مشکل مسائل کو حل کردیا ہے یہ کتاب مذہبی اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے بے انتہا مفید ہے اس لئے اس کتاب کا نام خاموش تبلیغ ہے

ضخامت ۴۸ صفحات | ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی | قیمت دس آنے

# آسمان کی بادشاہت

(از مولوی امین احسن صاحب لکھنوی)

دنیا پہلے کی طرح پھر تاریک ہوگئی ہے جھوٹ غالب آگیا ہے اور سچائی اپنے تخت وتاج سے محروم کر دیگئی ہے یہ سچ ہے کہ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے والے نمرود کی خدائی ختم ہوگئی نبی اسرائیل کا خدا بننے والا فرعون غرق دریا ہوگیا اور عہد مسیح کے ہیرود پیلاطس کی شاہنشاہی کا گنا ہگار وجود اب خدا کی زمین پر باقی نہیں رہا لیکن کیا یہ جھوٹ ہے کہ ان ناموں کے ساتھ نہیں لیکن ان ہی کاموں کے ساتھ دوسری شاہنشاہیاں اور حکومتیں دوسرے امراء وقت سارے کاہن اور فریسی آج دوبارہ خدا کی زمین پر غالب آگئے ہیں اور انھوں نے سچائی کی چراغ گل کر دیا ہے ممکن ہے کہ لوگ اس حقیقت کے اعتراف سے ابھی جھجکتے ہوں لیکن اس کمزوری کی وجہ سے اس کے وجود میں شبہ نہیں کیا جاسکتا ہمارے سامنے توراۃ و انجیل اور اس زمین کے ... ... ... انسانوں کے لئے خدا کی آخری کتاب قرآن پاک موجود ہے عہد ابراہیمی عہد موسوی اور عہد مسیحی کے بادشاہوں امراء ملک ساحروں، جنگروں، فریسیوں، فقیہوں اور رہنماؤں کے حالات کا موجودہ عہد کے حالات سے موازنہ کر دا گر وہ زمانہ تاریک تھے اور اس عہد کی دنیا خدا کے نور سے محروم ہوگئی تھی تو آج کیا ہے کہ ہم یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے، اس دنیا کو روشن سمجھ رہے ہیں

دنیا تاریک ہوگئی ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے البتہ یہ سوال غور طلب ہے کہ اس کو روشن کرنے والے کون لوگ ہیں؟ اس سوال کے مختلف جوابات دیئے جاتے ہیں اور چونکہ دنیا کا عام عقیدہ یہ ہے کہ ہر کام اقتدار اور اثر رکھنے والے ہی لوگ کر سکتے ہیں اس لئے اسکے جواب میں ایک بنیادی غلطی واقع ہو رہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس سوال کو حل کرنے کے لئے اس بنیادی غلطی کو راہ سے ہٹا دیا جائے۔

یہ سچ ہے کہ ہر کام کے لئے عظمت واقتدار کی اعانت کی حاجت ہو لیکن عظمت و بڑائی کسی شخص کی خاندانی وموروثی نہیں بلکہ نفس کام کی ہونی چاہئے تو موں پر ایک زمانہ ایسا آتا ہے جب واقعات کی حقیقت بالکل ہی بدل جاتی ہے اس زمانہ میں جن کو وہ سب سے بڑا جانتی ہے حقیقت میں سب سے چھوٹے ہیں یونان کے مشہور فلسفی دیوجانس سے سوال کیا گیا کہ آج سب سے اچھا کون ہے؟ اس نے جواب دیا "وہ جس کو تم سب سے برا سمجھتے ہو" پھر سوال کیا گیا "سب سے برا کون ہے؟" بولا جس کو تم سب سے اچھا سمجھتے ہو مسیح کے عہد میں پوری قوم اس زمانہ کے فریسیوں اور کاہنوں کی گرویدہ تھی لیکن مسیح نے کہا "اونٹ سوئی کے ناکے میں جاسکتا ہے لیکن یہ کاہن اور فریسی خدا کی بادشاہت میں داخل نہ ہوں گے" عرب کے ارباب ثروت وجاہت کے متعلق اس زمانہ کی دنیا کا عام فیصلہ کیا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الا خاتمہ فی الاخلاق والآخرۃ میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے ٹھیک یہی حال اس زمانہ کی دنیا کا ہے یہ سمجھو کہ جن ہاتھوں کو یہ سے دیئے جاتے ہیں اور جن قدموں کو آنکھوں سے لگایا جاتا ہے وہ درحقیقت اس اعزاز کے مستحق نہیں اور وہی جن پر سایہ ڈال سکتی ہیں رد نہ کا پوچھ دنیا میں ایسا ہی ہوا تھا کہ زمین پر بیٹھا ہوا خدا کے بندوں کو آسمان کی بادشاہت بانٹ رہا تھا حالانکہ خود اس کے لئے اس کی بادشاہت میں کوئی حصہ نہیں تھا اسی طرح آج ہمارا یہ یقین صحیح نہیں کہ اس تاریکی میں عظمت والی ہستیاں رہنمائی کا چراغ دکھا سکیں گی مسیح نے ایسے ہی لوگوں کی مثال اندھے راہ دکھانیوالوں سے دی ہے اور قرآن پاک نے جو کچھ ان کی بابت کہا ہے اسے نہ تو اپنی بہ سننے کی تاب نہیں کہتے یہ واقعہ ہے کہ حق ہمیشہ بے سروسامان ہوتا ہے اور عظمت والے لوگ باطل کا تخت چھوڑ کر حق کی بے سروسامانی کا ساتھ کبھی نہیں دے سکتے اخذتہ العزۃ بالاثم عزت وعظمت کی پرستش نے اسے گناہ میں ڈال رکھا ہے۔

پھر حق کے چاکر کون ہیں؟ اس کا جواب ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سننا چاہئے آپ فرماتے ہیں بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ فطوبی للغرباء هم الذین یصلحون ما افسد الناس بعدی من سنتی یعنی خوشخبری ہے غرباء کے لئے وہی ہیں جو لوگوں کے بگاڑے ہوئے دین کی اصلاح کرینگے" اسلام کا آغاز غرباء سے ہوا اور جب لوگوں نے اس کو بگاڑ دیا تو پھر وہی اسکی اصلاح کرینگے معلوم ہوا کہ ہم عزت وعظمت، جاہ وثروت یا عقیدت وارادت کے دولتمندوں سے جو اصلاح کے متوقع ہیں وہ غلط ہے یہ شرف غریبوں کے لئے ہے جو باطل کی طرح آراستہ نہیں بلکہ حق کی طرح بے سروسامان ہیں جن کے دل دنیا کی آلائشوں سے بوجھل نہیں بلکہ حق کی روشنی کے لئے آئینہ کی طرح صاف ہیں جن کے پاؤں عزت دنیا کی بیڑیوں میں بندھے ہوئے نہیں بلکہ سچائی کی خدمت کیلئے آزاد ہیں ہرقل نے اسی لئے کہا کہ انبیاء کے پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہوتے ہیں" تمام انبیاء کے ابتدائی پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہوئے مسیح کے اولین متبع امراء ملک اور علمائے وقت نہیں بلکہ وہ ایسے انسان ہوئے جن کا رزق مچھلیوں کے شکار پر موقوف تھا مسیح نے ان ہی سے کہا "میری پیروی کرو کہ میں تمہیں مچھلیوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کا پکڑنے والا بناؤں" خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا کو خدا کا آخری پیغام سنایا تو عرب کے پیشوایان مذہب اور ارباب دولت ومنصب آپکے خون کے پیاسے ہوگئے لیکن غرباء بڑھے اور انہوں نے اس نور الٰہی سے اپنے سینوں کو بھر کے ساری دنیا کو روشن کر دیا یہی وجہ تھی کہ غرور کے متوالوں نے کہا کہ "کیا ہم اپنے ذلیل اور بیوقوف لوگوں کی طرح تمہاری پیروی کریں؟"

الغرض اس وقت جبکہ "اسلام" اپنی ہی غربت میں مبتلا ہوگیا ہے، وہ غریبوں اور مفلسوں کی اعانت کا طالب ہے ان ہی کے صاف دل اسکی روشنی کو قبول کر سکتے ہیں اور ان ہی کے کمزور ہاتھ اس ڈھائی ہوئی عمارت کو از سر نو قائم کر سکتے ہیں خاندانی وجاہت اور موروثی عزت والے اپنا سروسامان چھوڑ کر حق کی بے سروسامانی قبول کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں لیکن جو دولت دنیا کی آلائشوں سے پاک ہیں وہ ارشاد نبوی کے مطابق اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور جھوٹے بتوں کی پوجا چھوڑ کر حق کی خدمت کریں اسلام کی عزت اور حق کی عظمت کا بستون ان ہی کے ہاتھوں سے قائم ہوگا حدیث نبوی کے علاوہ مسیح کے یہ فقرے کس قدر دلنشیں ہیں "مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں آسمان کی بادشاہت انہی کی ہے" لوگ داخل ہوں گے مبارک ہیں وہ جو دردمند ہیں ان کو تسلی ملیگی غرباء اپنے کو غریب سمجھیں خدا کی بخشی ہوئی عزتوں کی ساری دولت انہی کے لئے ہے جبکہ امراء اپنی امارت کے گھمنڈ میں رؤسا اپنی ریاست کے غرور میں پیشوایان دین اپنے

# دینداری

(از جناب مولوی عبدالرحمن خاں صاحب بلگرامی)

سننے میں پرہیزگاری اور دینداری کے الفاظ کیسے میٹھے اور بھلے معلوم ہوتے ہیں اور معلوم ہونے بھی چاہئیں کہ شریعت کی بڑی سے بڑی غرض یہی ہو سکتی ہے پرہیزگاری قرآن کی تعلیم کا خلاصہ ہے اسی کو بار بار دہرایا گیا ہے اور دین دونیا کی بھلائی پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے لیکن گنا ہگار انسان نے جس طرح دنیا کے بہت سے ٹھیک اور درست لفظوں کے معنے بدل دیئے ہیں ان لفظوں کی مٹھاس بھی دھوکہ اور فریب میں پڑ کر اس نے چوس لی ہے سب جانتے ہیں کہ دین دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے ایک وہ باتیں جو خدا کے نا چیز بندہ ہونے کی حیثیت سے انسان پر ضروری قرار دی گئی ہیں مثلاً یہ کہ وہ اپنے سر کو اس کے اور صرف اسکے آگے جھکائے دل کو اس کے ڈر سے بھرے زبان کو اس کے ذکر میں اس کو پکارے اس کی نعمتوں پر شکر بجالائے اور جس چیز کو جہاں خرچ کرنے کا اس نے حکم دیا ہے وہاں خرچ کرے دوسرے وہ باتیں جو خدا کے حکم اور مرضی سے انسان پر ضروری قرار دیگئی ہیں لیکن ان کا تعلق انسانوں کے آپس کے تعلقات سے ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ کیونکر رہیں سہیں کیسے ان دو میں سے دوسری چیز کو تو انسانوں نے گویا بھلا دیا ہے پہلی چیز کے صرف اتنے حصہ کو باقی رکھا جس کا لگاؤ دنیا کی آنکھوں سے ہے اس سے انکار نہیں کہ ایسے بھی سچے اور راست بندے ہیں جو اپنے علم و واقفیت کی بنا پر بہت کچھ خدا کی مرضی اور اس کی راہ ڈھونڈ سہنے کی دھن میں رہتے ہیں لیکن عام طور پر یہ بات پلٹ گئی ہے اور چند چھوٹی چھوٹی چیزوں کا نام دینداری اور پرہیزگاری رکھ لیا گیا ہے کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا درجہ اسلام کی تعلیم میں بڑا ہے مگر ان چیزوں کو ان کی بڑائی کے درجہ سے اتار کر چھوٹا کر دیا گیا ہے اور ان کی حقیقت صرف چند شکلوں اور حالتوں میں محدود مان لی گئی ہے بے شبہ ان حالتوں اور شکلوں سے دیندار آدمی کو چارہ نہیں جو لوگ ان حالتوں یا شکلوں کو چھوڑنا یا بدلنا چاہتے ہیں وہ دین کو مٹانے اور جڑ سے اکھیڑنے والے ہیں مگر اس سے یہی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان حالتوں اور شکلوں کے اندر کوئی اور روح اور لہر پائی جاتی ہے اور اگر وہ نہیں تو یہ کچھ بھی اس کا بھی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی ایک آدمی شریعت کی تمام ہدایتوں اور تعلیموں پر اس طرح عمل کرے گا کہ کوئی حصہ اور ٹکڑا اس سے چھوٹنے نہ پائیگا بھول چوک تو انسان کے خمیر میں ہے باتیں چھوٹ ہی جاتی ہیں اور غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں صرف یہ بات چاہی گئی ہے کہ جان بوجھکر انسان حق کی راہ سے کترا نہ جائے کوشش یہی کرتا رہے کہ شریعت پر اس کی خواہشوں کا قابو نہ ہو بلکہ خواہشیں شریعت کے قابو میں ہوں اسی لئے دکھاوے کے کام کو بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک میں داخل کیا حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ ڈر تمہارے لئے چھوٹے شرک کا ہے لوگوں نے پوچھا چھوٹا شرک کیا ہے فرمایا دکھاوے کے لئے کام کرنا۔ اسی طرح نماز جو دین کا ستون ہے اور عبادتوں کی اصل اور جڑ ہے اسکے بارہ میں ایک صحیح حدیث میں فرمایا گیا کہ "جس شخص کو اسکی نماز نے برائیوں اور گناہوں سے نہ روکا، وہ نماز اسے خدا سے نزدیک کرنے والی نہیں بلکہ دور کرنے والی ہے۔

ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہم اپنے پیراہن کے لمبے دامن کو چھوٹا نہیں کر سکتے اس لئے کہ عوام کی نگاہ اعتراض اس پر اٹھے گی ہمارے بالوں کا طول و عرض گھٹ بڑھ نہیں سکتا کیونکہ انگلیاں اٹھنے لگیں گی لیکن ہم چپ چپاتے امانت میں خیانت کر سکتے ہیں باطل کو تاویل کے ساتھ حق بنا سکتے ہیں جلوں اور تدبیروں سے دوسروں کے حق لے سکتے ہیں اصلاح امت کی جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس سے دامن چھڑا سکتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں اکثر نگاہوں سے پوشیدہ رہتی ہیں خدا کے کلام پاک میں سچ کہا گیا ہے یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ یعنی انسانوں سے تو وہ چھپتے ہیں (جن کی نگاہیں ظاہر تک جاتی ہیں اور خدا سے نہیں چھپتے (جو دل کے چھوٹ کا جاننے والا ہے)۔

اوپر کی سطروں میں جن چیزوں کا نام لیا گیا ہے ہم ان کی قیمت گھٹانا نہیں چاہتے وہ اچھی اور پسندیدہ چیزیں ہیں لیکن جب ہی کہ انسان کا دل خدا کی محبت اور خوف سے آباد ہو اور اگر اتنا نہیں تو کم سے کم اس کے دل میں ان کے لئے جگہ بن گئی ہو۔ عبداللہ بن عمر رضؓ جب شام کو گئے تو کسی نے آکر ان سے پوچھا کہ اگر دامن میں مچھر یا پسو کا خون لگ جائے تو کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ کے نواسے کے خون سے مطمئن ہو کر تم مچھر اور پسو کے خون کو پوچھتے ہو؟ یہی آج ہمارا حال ہے اسلامی حکومتوں کا خون ہماری گردن پر ہے اسلامی عزت و آبرو کو ہم نے اپنی غلامی و محکومی کی زندگی سے روند ڈالا اور ہمارے آپس میں چھوٹی چھوٹی چیزوں پر لڑائیاں پھیلی ہوئی ہیں گروہ بندیاں ہیں فرقے ہیں جتھے اور جماعتیں ہیں اور ہر ایک دوسرے کو زک دینے کی فکر میں ہے۔ دین تو بڑی کشادہ اور وسیع چیز ہے اسے تنگ بنانے کا ہم کو کیا حق ہے بڑی بڑی چیزیں جب دل میں جگہ پا جائینگی تو چھوٹی چھوٹی چیزیں آپ ہی اپنی جگہ بناتی چلی جائینگی ان کے لئے کہنے اور بلا دادینے کی ضرورت نہیں۔

دینداری کے لفظ کو اس قدر تنگ ہم نے اس لئے سمجھ رکھا ہے کہ ہم دین کی حقیقت سے واقف نہیں اور اس سرچشمہ ہدایت کو ہم اپنے اوپر بند کئے ہوئے ہیں جس پر دین کی بنیاد قائم ہے صرف عوام ہی نہیں بلکہ وہ جو عوام کی رہنمائی اور اصلاح کے دعویدار ہیں وہ تک اس کتاب ہدیٰ کو اپنے اوپر بند کئے ہیں اگرچہ وہ جانتے ہیں کہ ہم اس کو پڑھتے پڑھاتے اور اس کا چرچا کرتے ہیں۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایک آدمی جو لباس اور پوشاک کے معاملہ میں یا ظاہری شکل و صورت کے بارے میں ذرا بے احتیاطی کرتا ہے اس کو بیدین کہنے میں ہمیں عذر نہیں ہوتا لیکن دوسرا آدمی جو ان تمام آلائشوں اور احتیاطوں کے ساتھ ایک غیر مسلم حکومت کی چوکھٹ کو چومتا ہے اور اسلام کے اغراض و مقاصد کو صدمہ پہنچاتا ہے اس کی دینداری میں کوئی فرق نہیں آتا اور اس بات کو تو کوئی بیدینی قرار ہی نہیں دیتا کہ ہم سب ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں حالانکہ یہ بیدینی سینکڑوں گناہوں کو لانیوالی اور ہزاروں برائیوں کو جڑ سے قبول کرانے والی ہے پروردگار ہماری آنکھیں کھولدے کہ ہم دینداری کی سچی راہ کو پہچانیں اور بیدینی سے نفرت کریں۔

# رسول کریمؐ کی تربیت اولاد

(از جناب سید محمد اسحاق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان)

انسانی فطرت میں جہاں بہت سے جذبات قدرت کی طرف سے ودیعت کئے گئے ہیں اولاد کی محبت کا جذبہ بھی قریباً تمام جذبات سے زیادہ نمایاں اور زیادہ شدت سے اس میں مرکوز کیا گیا ہے انسان اپنے بچوں کی خاطر دن کی دھوپ رات کی بے خوابی جسم کی مشقت روح کی تشویش سب کچھ برداشت کر لیتا ہے مگر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ان پر آنچ تک بھی آئے باپ کی شفقت اور ماں کی مامتا دنیا میں ضرب المثل ہیں اس جذبہ کو قدرت نے کیوں پیدا کیا؟ اور اگر پیدا بھی کیا تو اسے باقی تمام جذبات پر کیوں فوقیت دی؟ یہ سوال ہیں جو ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور اگر غور کریں تو یوں حل ہی کئے جا سکتے ہیں کہ اگر اولاد کی محبت کا جذبہ ماں باپ کے دل میں قدرت کی طرف سے پیدا نہ کیا جاتا تو اس باغ عالم میں آج انسانی وجود کا پودا بالکل مفقود ہوتا اور اس دنیا میں اور تو سب کچھ ہوتا مگر انسان ہاں اشرف المخلوقات انسان سے دنیا خالی ہوتی اور یہ جو اس وقت نئی اور پرانی دنیا میں نئی سے نئی اور عجیب سے عجیب ایجادوں سے بحر و بر میں انسان کی مطلق العنان حکومت کا مظاہرہ ہو رہا ہے محض مٹی کا ایک خاموش تودہ ہوتیں دریا ہوتے مگر دریاؤں سے کام لینے والا کوئی نہ ہوتا سمندر ہوتے مگر سمندروں کو چیرنے والا کوئی نہ ہوتا دنیا کا نکھار تو ہوتا مگر یہ شاہکار عظیم الشان اشرف المخلوقات ربح کو راحت سے افسردگی کو خوشی سے سکون کو حرکت سے بدل دینے والا نہ ہوتا اور اگر چہ یہ زمین فرشتوں سے بھی بھر جاتی مگر خدا کی صفات ستار و غفار و قہار کی کوئی مظہر نہ ہوتا سچ ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ تمام عالم سے انسان کا تقدم کیوں؟ اس لئے کہ اگر والدین میں محبت کا بے نظیر جذبہ نہ ہوتا تو کبھی ماں نو مہینے تک حمل میں بچے کو لئے لئے نہ پھرتی وہ دن میں گھبرا جاتی تنہا جاتی اکتا جاتی اور کوشش کرتی کہ کسی طرح یہ غیر محبوب بوجھ یہ غیر پسندیدہ گٹھری مجھ سے ہٹا لی جائے لیکن برعکس اس کے چونکہ خدا نے ہونے والے بچہ کی محبت استقرار حمل کے وقت ہی سے اس کے دل میں ڈال دی ہے اس لئے کرہ ماں کی غذا اچٹ جاتی تمام عادات میں ایک تکلیف دہ تبدیلی پیدا ہو جاتی چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا دوبھر ہو جاتا آنے والے روزہ کے خیال سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں مگر یہ بجائے حمل ضائع کرنے کے اس کی حفاظت کرتی ہے سچ ہے وَالْحٰفِظٰتِ لِلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ اور بجائے رنج کے خوشی کا اظہار کرتی ہے اور آنے والے بچے کے تصور کی خوشی میں مطمئن ہو کر راتوں کو بیٹھ بیٹھ کر اس کے کپڑے سیتی ہے کبھی لڑکا کی تصور کر کے اوڑھنی بناتی ہے اور لڑکا کا خیال کر کے کوٹ قطع کرتی ہے غرض حمل کے نو مہینے امید کی خوشی تمنائے جوش اور توقع کے سہارے گذار دیتی ہے اور جب وہ خطرناک وقت آتا ہے جب ساری دنیا کی چیزوں سے افضل سب سے پاکیزہ سب سے مقدس عورت بھی درد کے مارے یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا کہہ اٹھتی ہے اس وقت یہ جان سے بیزار ہوتے ہوئے بھی آنے والے بچے کی جان کی سلامتی کی دل و جان سے متمنی ہوتی ہے اور جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مہمان خیر و عافیت سے آگیا ہے تو اپنی ساری تکلیفوں کو یکدم فراموش کر دیتی ہے درد سچ مچ اس کی فطرت آواز دیتی ہے اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا اور جب وہ بچہ اس کے آگے یہ کہکر ڈال دیا جاتا ہے کہ لے یہ تیرا نور چشمہ ہے تو اس کی چھاتیوں سے دودھ کی دھاریں بہ پڑتی ہیں اور قدرت کا یہ حکم سنکر کہ فکلی واشربی وقری عینا وہ اسے گلے سے چمٹا لیتی ہے وہ اس کی خوبیوں کی وجہ سے اس کی فریفتہ نہیں اس کا رنگ اس کا جمال اس کے لئے باعث کشش نہیں نہ وہ یہ خیال کرتی ہے کہ یہ بڑا ہو کر میرے کام آئے گا بلکہ وہ محض قدرتی جذبہ اور فطرتی خاصہ کی وجہ سے اس پر جان دیتی ہے لیکن اگر وہ سب سے بڑا رحیم خدا اس کے دل میں اس کی محبت ودیعت نہ کرتا اور اس کے دل میں اپنی رحمت کا پرتو نہ ڈالتا تو وہ بجائے سینہ سے چمٹانے کے اسے پرے پھینک دیتی وہ کیوں ایک مضغۂ بیہوش و عقل، پیشاب و پاخانہ میں ہر وقت بھرے رہنے والے ہر وقت رونے والے بے فائدہ و بے فیض گوشت کے ٹکڑے کو سینہ سے چمٹائے چمٹائے پھرے لیکن وہ اسے پھینکتی نہیں بلکہ اسے جان سے لگائے رکھتی ہے وہ خود جاگتی ہے مگر اسے سلاتی ہے آپ بھوکی رہتی ہے مگر اسے کھلاتی ہے آپ پیاس برداشت کرتی ہے مگر اس کی پیاس نہیں دیکھ سکتی وہ اس کے لئے پانی لینے کی خاطر صفا سے مروہ تک سات سات پھیرے کر لیتی ہے مگر تھکتی نہیں پھر ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ پورے دو برس اسے اپنا خون پلا پلا کر پرورش کرتی ہے اور اتنی تکلیفیں اٹھاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کو کہنا پڑتا ہے حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصالہ ثلاثون شھرا اور اسی پر بس نہیں بلکہ وہ بچوں کے جوان ہونے تک دن رات ان کی خدمت کے لئے کمربستہ ہے پھر نہ کسی صلہ کے لئے نہ کسی ستائش کی خاطر نہ کسی خدمت کی تمنا میں بلکہ محض فطری محبت کی وجہ سے یہ تو ماں کی مامتا تھی اب شفقت پدری کا حال سنو وہ دیس سے پردیس جاتا ہے اپنا لہو پسینہ ایک کر دیتا ہے ریل کے بیلوں کی طرح دن رات کام کرتا ہے کیوں؟ صرف اس لئے کہ بچوں کا پیٹ پلے ان کی تربیت کے لئے ان کی تعلیم کے لئے ان کی شادی بیاہ کے لئے وہ اپنی آسائش پر ان کی آسائش مقدم کرتا ہے اور ان کے آرام کے لئے اپنا آرام قربان کرتا ہے اور صرف آرام ہی نہیں وہ تو بابر کی طرح اپنے ہمایوں پر اپنی جان بھی قربان کر دیتا ہے یہ کیوں؟ کیا کسی دنیوی منفعت کے لئے یا کسی لالچ یا حرص کے خیال سے نہیں بلکہ محض فطری جذبہ اور قدرتی خاصہ ہے سچ ہے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ بس دنیا چلانے کے لئے اس دنیا میں خدا کی ایک مکلف، مختار ذی عقل مخلوق کو آباد کرنے کے لئے انسان کی پیدائش پر جس تربیت اور تعلیم کو قائم کرنے کے لئے نہایت ضروری تھا کہ ماں باپ کے دل میں

بچوں کی محبت کا جذبہ پیدا کیا جاتا اور پیدا بھی اس طرح کیا جاتا کہ سب جذبوں سے فوقیت لیجاتا پس یہ جذبہ ایک نہایت مفید نہایت ضروری اور نہایت بابرکت جذبہ ہے کہ اس کی برکت سے آج دنیا آباد ہے لیکن جس طرح ہر جذبہ جو خدا نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا لوگوں کے ناجائز استعمال سے بعض دفعہ بُرے نتائج پیدا کرتا ہے اسی طرح یہ جذبہ بھی آجکل بہت بُرے نتائج ہمارے سامنے پیدا کر رہا ہے جاہل مائیں ناعاقبت اندیش باپ اسی جذبہ کے ناجائز استعمال سے اپنی اولاد کی زندگی تباہ کر دیتے ہیں بیجا لاڈ اور غلط پیار سے بچے بگڑ جاتے ہیں ان کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں وہ جاہل رہجاتے ہیں ساری عمر آوارہ گردی میں بسر کرتے ہیں اور دنیا کے لئے مفید ہونے کے بجائے ایسے نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہوتے ہیں خضر سا دلیر بھی ڈر جاتا ہے اور کہتا ہے کہ خشینا ان یرھقھما طغیانا وکفرا اور پھر سر کاٹنے کے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا اس لئے عقلمند انسان تو اس جذبہ سے خالی ہو کر بیرحم بنتا ہے نہ اس میں غلو کر کے اپنی اولاد کی تباہی کا باعث بنتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ مجھے کوئی کامل نمونہ ملے تاکہ میں اسکی پیروی کر کے اس جذبہ کو صحیح طور پر استعمال کر سکوں پس خدا جو کہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہے ..... رحم کرنے والا ہے اس نے انسان کی اس فطری خواہش کو ضائع نہیں جانے دیا بلکہ اس نے ہر زمانہ میں اپنے نبی بھیجکر ان کو دنیا کے لئے فطری جذبات کے استعمال کے لئے نمونہ بنایا اور ہم چونکہ اس آخری زمانہ میں ہیں اور ایسے وقت میں ہیں کہ سب نبیوں کی قومیں ایک سٹیج پر جمع ہیں اس لئے ہمارے لئے وہ شخص نمونہ بنایا گیا ہے جو سب نبیوں کا خاتم یعنی سب نبیوں کا جامع ہے اسی لئے قرآن مجید نے فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ پس آؤ ہم آپ کی زندگی میں اولاد کی محبت کے جذبہ کو کام کرتے ہوئے دیکھیں اور اس پر عمل کر کے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کو دنیا کے لئے بابرکت بنا دیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہر قسم کی اولاد عطا فرمائی تھی لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی اور جو تربیت یا سلوک آپ نے اپنی اولاد سے کیا وہ کتب احادیث میں موجود ہے ضمات کی تنگی اور تفصیل وقت کے عدم استحضار کی وجہ سے مختصراً بطور اشارہ چند امور ذیل میں بیان کرتا ہوں۔

(۱) سب سے بڑی وجہ بچوں کے خراب ہونے کی یہ ہے کہ ماں باپ بوجہ قدرتی محبت اور فطری پیار کے جب تک بچہ نادانی کے عالم اور بے سمجھی کے زمانہ میں ہوتا ہے اس کی تربیت اور اخلاق کی درستی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نادانی کی حالت اور بے سمجھی کا زمانہ کہکر اسے معذور قرار دیتے ہیں لیکن جب بدعادات راسخ ہو جاتی ہیں اور برائیوں کی جڑ مضبوطی سے بچہ کے دل میں جگہ پکڑ لیتی ہے اور بچہ نادانی سے نکل کر سمجھ کے میدان میں قدم رکھتا ہے اس وقت والدین ان عادات کو دور کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان عادات کا دور کرنا ماں باپ کے اختیار کی بات نہیں رہتا کیونکہ اب جبکہ وہ سمجھدار ہو گیا ہے اب تو وہ اپنی سمجھ سے کسی کام کو چھوڑنا چاہے تو چھوڑ سکتا ہے اب ماں باپ کے فعل کا کوئی دخل نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت سے بچہ کی تربیت کی اور نہ صرف خود کی بلکہ اپنی امت کو سکھایا ہے کہ یوں تربیت کریں آپ جب اپنی بیوی کے پاس جاتے تو یوں فرماتے بسم اللہ جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا یعنی الٰہی اگر اس فعل مباشرت سے تیرے علم میں ہمیں کوئی بچہ عطا ہونے والا ہے تو ہمیں اس وقت گندے شہوانی جذبات سے بچا اور تمام برائیوں کے خیالات سے ہمارے دل و دماغ کو محفوظ فرما تاکہ ہمارے اس وقت کے بُرے خیال کا اثر ہونے والے بچہ کے دل و دماغ پر نہ پڑے۔

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت اسی وقت سے شروع کی جبکہ بچہ ابھی باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں بھی نہیں گیا کیونکہ یہ یقینی اور علم النفس کے ماہرین کی شہادت سے ثابت ہے کہ بچہ کے اخلاق پر ماں باپ کے خیالات اور جذبات کا بہت اثر ہوتا ہے اگر مباشرت کے وقت اور ایام حمل میں ماں میں بُرے جذبات جوش زن ہوں گے تو لامحالہ بچہ کے خیالات بھی بُرے ہوں گے اور اگر ان ایام میں ماں کے خیالات میں تسکین اور صفائی ہو گی تو لازماً بچہ کا دماغ تمام کدورتوں اور ناجائز جوش سے خالی ہو گا پھر جب بچہ پیدا ہوتا تو حضرت اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہتے اور یہ محض ایک رسم نہیں بلکہ باوجود اذان یا تکبیر کے الفاظ کے نہ سمجھنے کے بچہ لازماً ان کلمات طیبہ کی پاکیزگی سے متاثر ہو گا اور اس کے دماغ پر ان کلمات کے پاکیزہ مفہوم کا پاک اثر ساری عمر کے لئے قائم رہے گا۔ پیدائش کے بعد حضرت پہلی خوراک یعنی گھٹی دیتے وقت برکت کی دعا کرتے اور یہ نہایت ضروری اور نہایت بابرکت فعل ہے کیونکہ خدا ہاں اس بزرگ و برتر خدا کی مدد کے بغیر کوئی تربیت اور کوئی اصلاح قائم نہیں ہو سکتی پھر ساتویں دن آپ عقیقہ کرتے اور بچہ کی طرف سے قربانی دیتے اور اس کے بالوں کو تول کر اس کے ہموزن چاندی صدقہ کرتے اور اس سے یہ ظاہر کرتے کہ اس پیدا ہونے والے بچہ کے اخلاق کی تربیت لازمی ہے محض اسے کھلانا پلانا اور آرام سے رکھنا نہیں کیونکہ کھا پیکر تو محض حیوان ہو گا اور اگر حیوان بنانا ہی مقصود تھا تو حیوان تو یہ بچا ہی تھا جو اس کے لئے قربان کیا گیا پس ایک قربانی دیکر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہمیں اس بچہ کو باخلاق و باخدا بنانا ہے محض کہلا بلا کر روٹا کر کے دنبہ نہیں بنانا کیونکہ اگر دنبہ بنانا مقصود ہوتا تو خواہ مخواہ ایک بے پلائے دنبہ کو اس ہفت روزہ بچے کے لئے کیوں ذبح کر دیا جاتا اور بالوں کے ہموزن چاندی تول کر یہ ظاہر کرنے کے لئے صدقہ کی جاتی تھی کہ اس بچہ کی تعلیم و تربیت میں یہ عمر و نظر نہیں رکھا جائے گا کہ یہ بڑا ہو کر محض دنیا کمائے گا اور اس کی زندگی کا مقصد اور اس کے عمل کا مبلغ اور اس کی تمام محنتوں کا ثمر مال ہو گا کیونکہ مال یعنی چاندی سونا تو ایسی حقیر چیزیں ہیں کہ اس کے بالوں۔ ہاں کاٹ کر پھینک دیئے جانے والے بالوں کے برابر بھی نہیں تو یہ خود کس طرح چاندی اور سونے کے لئے پیدا کیا گیا ہے یا تربیت کیا گیا ہے بلکہ اس کی پیدائش کی غرض خدا کا حصول اور اس کی تربیت کا مقصد دین اور روحانیت کا حاصل کرنا ہے پھر آپ ساتویں روز اپنے لڑکوں کا ختنہ کرتے تھے تاکہ دنیا پر یہ ظاہر کریں کہ جس طرح بچہ کی باطنی پاکیزگی اور طہارت کا خیال رکھنا ماں باپ کا فرض ہے اسی طرح اس کے جسم کی درستی اور صحت کا خیال کرنا ان پر فرض ہے پھر ایام رضاعت میں بعض

لوگ بچوں کی ظاہری صفائی کا خیال نہیں رکھتے نہ ان کے باقاعدہ نہلانے کی طرف توجہ کرتے ہیں حالانکہ ظاہر کا اثر باطن پر اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے علاوہ اس کے جن بچوں کی صفائی کا خیال ایام طفولیت میں نہیں رکھا جاتا وہ بڑے ہو کر بھی صفائی کے پابند نہیں رہتے بلکہ بعض بچوں کو زمین پر میلا کچیلا ہو کر کھیلنے سے مٹی کھانے کی خطرناک عادت پڑ جاتی ہے لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایام رضاعت میں اپنے بچوں کی صفائی کا نہایت اہتمام سے خیال فرماتے تھے بخاری میں ہے کہ آپ اپنے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھنے کے لئے اُمّ سیف دایہ کے گھر تشریف لیجاتے اور بچہ کو سنگوا کر اسے پیار کرتے اور سونگھتے۔ اس سونگھنے سے قیاس کر سکتے ہو کہ حضور کو صفائی کا کس قدر خیال تھا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بچہ دیکھنے میں صاف و ستھرا معلوم ہو مگر سونگھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسے پوری طرح صفائی سے نہلایا گیا یا نہیں۔ اس لئے حضرتؐ صرف دیکھنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ اچھی طرح سونگھکر معلوم کر لیتے تھے کہ یہ صاف ستھرا کہا جاتا ہے یا نہیں اسی طرح اگر بچہ کی بھلائی اور اس کی جسمانی یا روحانی تربیت کے لئے بچہ کو اس کی والدہ سے الگ کرنے کی ضرورت ہو تو بہت سی مائیں بچے کی تباہی برداشت کر لیں گی مگر اپنے سے جدا نہ کریں گی حالانکہ یہ محض حماقت اور رجہالت کا اظہار ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے ابراہیم کو ایک مسلمان بہادر کے سپرد کیا کہ اس کی بیوی دودھ پلائے اور بچہ کو اس کی حفاظت کی خاطر گھر سے باہر بھیجدیا حالانکہ اس وقت صاحبزادہ کی عمر صرف دو ماہ تھی۔

اس میں ہمیں سبق ہے کہ بچہ کے وجود سے یہ غرض نہیں کہ وہ ہمارا کھانا ہے جو صرف ہمارا دل بہلائے اور جو سنے جانے کے لئے ہے بلکہ وہ خدا کی ہمارے پاس ایک امانت ہے ہمیں اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے جو اس کی جسمانی اور روحانی تربیت کے لئے ضروری ہو آج یورپ کی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے یورپین عورتیں ہندوستان میں اپنے خاوندوں کے ساتھ رہتی ہوئیں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو تعلیم کے لئے یورپ بھیجدیتی ہیں اور آپ یورپ میں رہتی ہوئیں اپنے نوجوان بچوں کو ملازمت کے لئے ہندوستان بلکہ آسٹریلیا تک بھیجدیتی ہیں مگر ہندوستانی ہیں ایک لمحہ کے لئے بچے کا اپنی آنکھوں سے اوجھل کرنا پسند نہیں کرتیں پھر جب بچہ ایام رضاعت ختم کرتا ہے تو وہ کھانے پینے کے معاملہ میں کسی قانون کی پابندی اور کسی آئین کے حد کے اندر رہنا نہیں چاہتا وہ جب چاہتا ہے کھاتا ہے اور جہاں سے ملے کھا لیتا ہے اسے اپنے پرائے، حلال حرام مفید غیر مفید کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور والدین محبت سے مغلوب ہو کر کم عمری کو بہانہ اور ناسمجھی کو عذر بنا کر اس کی تمام حرکات سے درگذر کرتے ہیں وہ بجائے دائیں کے بائیں سے کھاتا ہے دسترخوان پر اس کا ہاتھ سب تنوں میں پڑتا ہے وہ بدتمیزیاں کرتا ہے مگر بجائے اصلاح کے والدین ان حرکات سے خوش ہوتے ہیں حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ آج اگر اصلاح نہ کی گئی تو آئندہ یہی اصلاح کی توقع نہیں عادت کیا ہے ایک پودا ہے اگر آج نہ اکھیڑ دیئے تو پھر جڑ پکڑنے پر بغیر کلہاڑے کے نہ اکھڑے گا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچوں کی تربیت میں ان تمام امور کا خیال رکھا ہے۔ حضرت امام حسنؓ نے کھیلتے کھیلتے زکوٰۃ کی کھجوروں کے ڈھیر میں سے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال لی حضور علیہ السلام نے خود ان کے منہ سے نکال کر پھینکدی اور فرمایا کخ کخ یعنی چھی چھی پھر ایسا نہ کرنا کیا تو نہیں جانتا کہ صدقہ اور زکوٰۃ ہمارے خاندان کے لوگوں کے لئے جائز نہیں۔ حالانکہ اس وقت امام حسنؓ کی عمر صرف تین چار سال کی تھی لیکن آپ نے درگذر نہیں فرمایا بلکہ فوراً روک دیا اور نہ صرف روکا بلکہ تعلیم دیکر اور سمجھا کر روکا اسی طرح آپ کا ربیب ابن ابی سلمہ آپ کی گود میں بیٹھکر آپ کے ساتھ کھانا کھانے لگا تو بچے کے ہاتھ برتن میں چاروں طرف پڑنے لگے آپ نے فرمایا بچے بسم اللہ پڑھکر کھانا شروع کرو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور برتن میں سے صرف اپنے آگے سے کھانا نہ سارے برتن میں ہاتھ نہ ڈالو اسی طرح بہت سے ماں باپ یہ نہیں دیکھتے کہ ان کے بچے کے منہ سے کیا کلمات نکلتے ہیں وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بچہ جلدی بولنا سیکھے خواہ وہ گالیاں ہی سیکھے چنانچہ ہر طبقہ کے بہت سے والدین اپنے بچہ کو توتلی زبان میں دوسروں کو گالیاں دیتے سنکر بہت خوش ہوتے ہیں بلکہ تحریک کرتے ہیں کہ وہ یہ فعل کرے تاکہ مجلس میں ہنسی اور خوشی کی لہر پیدا ہو مگر یہ خود اپنے ہاتھ سے بچے کو تباہ کرنا ہے اس لئے عقلمند شخص وہ ہے جو یہ سمجھکر کہ بچہ کا زبان سیکھنا کرنا تو بہرحال ہے اور زبان کے آلہ کو استعمال کرنا ہے تو خود ہی کیوں نہ اسے ایسی باتیں سکھائی جائیں جو اچھی اور نصیحتوں پر مبنی ہوں۔

امام حسنؓ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک فقرہ سکھایا تھا اور حفظ کرایا تھا جو مجھے ابھی تک یاد ہے اور وہ یہ ہے دَعْ مَا یَرِیبُکَ اِلٰی مَا لَا یَرِیبُکَ یعنی چھوڑدے وہ بات جو بری اور شک والی ہو اور اختیار کر وہ بات جو اچھی اور شک سے پاک ہو دیکھو رسول مقبول صلعم کیا صحیح طریق اختیار فرمایا آپ نے دیکھا کہ آپ کا نواسہ بولنے لگا ہے اگر اچھے کلمات نہ سکھائے گئے تو بری باتیں منہ سے نکالیگا اس لئے آپ نے مختصر اور چھوٹا سا جملہ یاد کرادیا جو آئندہ کے لئے امام حسنؓ کے بہت کام آیا

اسی طرح آپ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو دعائیں سکھاتے تھے پھر جس طرح بچوں کے اخلاق کی نگرانی اور ان کو برائیوں سے روکنے کے لئے تنبیہ کی ضرورت ہے اسی طرح ان سے پیار کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ جو شخص بچے سے پیار نہیں کرتا بچے کو بھی اس سے انس پیدا نہیں ہوتا اور جب تک انس پیدا نہ ہو مجھ پر کبھی اس کی باتوں کا اثر نہ ہوگا اس لئے جو باپ نہایت بدمزاج اور اپنے بچوں سے پیار نہ کرتا ہو بلکہ ہر وقت ان کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہو وہ بچوں کی نظر میں ایک ہوا ہوتا ہے اور کبھی بھی وہ بچوں کی صحیح تربیت نہیں کر سکتا اس لئے نہایت ضروری ہے کہ بچوں سے نرمی اور لطف سے پیش آنے کے علاوہ پیار و محبت سے پیش آیا جائے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بچوں کو پیار کرتے تھے ان کو گود میں اٹھاتے تھے ان کا دل بہلاتے تھے حالانکہ یہ بات اس وقت کے جاہل عربوں کے جھوٹے وقار کے خلاف تھی ایک شخص نے آپ کو اپنے نواسہ سے پیار کرتے ہوئے دیکھکر کہا کہ یا رسول اللہ میرے دس لڑکے ہیں مگر میں نے کبھی انھیں پیار نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ تیرے دل سے اللہ شفقت نکال لے تو میں کیا

کرسکتا ہوں اس فقرہ سے معلوم ہوا کہ پیار ایک طبعی امر ہے اور جو پیار نہیں کرتا وہ صاحب وقار نہیں بلکہ قسی القلب ہے آپ سجدہ کی حالت میں ہوتے اور آپ کا کوئی نواسہ آپ کی پشت پر سوار ہو جاتا تو آپ اسی حالت میں پڑے رہتے جب بچہ خود اترتا تو آپ سجدہ سے سر اٹھاتے آپ نے ایک دفعہ اپنی نواسی امامہ کو گود میں لیکر نماز پڑھی جب سجدہ کو جاتے تو اسے گود سے اٹھا کر بٹھا دیتے پھر اٹھتے تو اٹھا لیتے آپنے اپنا نواسہ کو کاندھے پر بٹھایا تو ایک شخص نے کہا نعم المرکب رکبت یا غلام کہ اے بچہ تو بہترین سواری پر سوار ہے آپ نے بچہ کی دلجوئی کے لئے فرمایا نعم الراکب ھو یعنی یہ سوار بھی اچھا ہے آپ سفر میں ہوتے تو اپنے چھوٹے رشتہ دار بچوں کو اپنے ساتھ باری باری سوار کرتے غرض بچوں سے صرف تنبیہ اور اصلاح ہی کا معاملہ نہیں چاہیئے کیونکہ یہ تو یتیم خانہ کے کارکن بھی کرتا جانتے ہیں بلکہ پیار و محبت بھی ضروری امر ہے کیونکہ ایک یتیم اور غیر یتیم میں یہی فرق ہے کہ یتیم کی تربیت و اصلاح اور نصیحت کے لئے ساری دنیا موجود ہے مگر ہائے افسوس کہ کوئی ایسا نہیں جو اسے گود میں لیکر گلے سے لگائے اور یہ ایک فطری معاملہ ہے میں نے دیکھا ہے کہ بچے کو کھانے کو دو کپڑے پہناؤ اس کی فرمائش پوری کر دو اسے کھلونے دو سب کچھ کر دو بینک خوش ہوگا اس وقت بچہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا ہے مگر جب اسے گود میں لیکر پیار کرو پھر دیکھو وہ کس فخریہ حالت میں ہوگا بالخصوص جب باپ اسے گود میں لے اور پیار کرے اس فعل سے بچوں کی خوشی ان کی صحت ان کے قوائے ان کے جذبات میں ایک نمایاں ترقی ہوتی ہے بچوں سے پیار وہی کام کرتا ہے جو کھیتی سے پانی پھر بعض لوگ یہ سمجھ کر کہ ہم باپ ہیں بچہ کو ہم جو بھی کہیں جائز ہے اسے چون وچرا نہیں کرنا چاہیئے یہ سب غلط ہے سعادتمند بیٹے ہم نے دیکھے ہیں کہ ایسا ہی کرتے ہیں مگر والدین کو ان کی عزت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے حضرت فرماتے ہیں اکرموا اولادکم یعنی لوگو بچوں کی عزت پیش آیا کرو بعض نوجوان اسی لئے ماں باپ سے مقابلہ کرتے ہیں اور نافرمان ہو کر دین و دنیا میں خسران پاتے ہیں کہ باپ اپنے باپ ہونے کے زعم میں ان سے بات چیت میں وہ سلوک کرتے ہیں جو وہ اپنی ہمجولیوں کی نگاہ میں اپنے لئے باعث ذلت خیال کرتے ہیں حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ جب اپنے گھر سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر آتیں تو آپ کھڑے ہو کر ملتے اور اپنی جگہ انھیں بٹھاتے اپنا کیہ ان کو دیتے کیا اس سے بڑھکر اولاد کی عزت کی کوئی مثال ہے؟ پھر بچپن کے زمانہ سے ترقی کر کے بچے نوجوانی کی حالت میں آتے ہیں اب وہ زمانہ ہے کہ اب ماں باپ کو ان کی شادی کا فکر ہوتا ہے یہاں آکر دنیا دو متضاد حالات اختیار کرتی ہے بعض نالائق والدین اپنے اپنے آرام اور نفس کی خاطر اپنی لڑکی کا بیاہ روپیہ لیکر کسی مالدار سے کر دیتے ہیں خواہ وہ بیمار ہو بوڑھا ہو بدصورت ہو ان کو اس کی خوبیوں سے کوئی غرض نہیں نہ اپنی لڑکی کی خواہش کا کوئی احترام ان کو صرف یہ مدنظر ہوتا ہے کہ ہمیں روپیہ مل جاوے اور یہ گناہ عظیم صرف جہلاء میں نہیں بلکہ ہر قوم کے ہر طبقہ میں ہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی فاطمہؓ کی جب شادی کی تو حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کہ بیٹی میں تمہارے لئے علی کو منتخب کرتا ہوں جو میرے علم میں تمہارے لئے سب سے بہتر شخص ہے پس حضرتؐ نے اپنے عملی نمونہ سے دنیا کو سکھایا کہ شادی میں اپنا لحاظ یا تعلق یا فائدہ نہ دیکھو بلکہ جس کی شادی کرتے ہو اسی کے فائدہ اور آرام کو دیکھو یہ حالت ایک گروہ کی ہے اب دوسری حالت جو اس کے بالکل متضاد ہے وہ یہ ہے کہ بعض لوگ دو صرف یہ کہ اپنا فائدہ نہیں دیکھتے بلکہ وہ اپنی اولاد کی محبت میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ اپنا نقصان کر کے اپنے آپ کو تباہ کر کے بچوں کی شادی کرتے ہیں جائداد بیچکر قرض لیکر ساری عمر کے لئے اپنے تئیں قرضہ کے بوجھ کے نیچے دبا کر لڑکی کو ایسا جہیز دیں گے کہ دنیا حیران ہو جائے لیکن یہ حالت بھی نہایت قبیح اور یہ امر بھی نہایت قابل ملامت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کی شادی کی وہ آپ کی سب سے پیاری لڑکی ہیں مگر آپ نے کہیں سے قرض نہیں لیا نہ اپنی مالی وسعت سے بڑھکر کوئی سامان کیا بلکہ جو سامان نہایت ضروری تھا مثلاً ایک چکی ایک مشکیزہ اور چند اور چیزیں جو عرب کے اس وقت کے تمدن کے لحاظ سے گذارہ چلانے کے لئے ضروری تھیں حضرت فاطمہ کو جہیز میں دیں پھر شادی کے بعد بعض لوگ اپنی بیٹی کی معمولی سے معمولی شکایت کا تو شکر لینے کے لئے اور داماد سے برسرپیکار ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور بعض یہ اصول اختیار کرتے ہیں کہ شادی کے بعد لڑکی مردہ تصور کر لو اور پھر اس کے کسی معاملہ میں دخل نہ دو مگر یہ دونوں اصول قابل عمل درآمد نہیں نہ تو بیاہ کے بعد لڑکی کے ہر معاملہ میں دخل دینا اور نہ اس کو بالکل مردہ تصور کرنا انسانی فطرت کے لئے قابل برداشت ہے بلکہ دونوں کے درمیان درمیان رہنا ایک فطری راستہ ہے۔ رسول مقبول صلعم کے عمل کو دیکھو تو بالکل درمیانی راستہ پر پاؤ گے آپ حضرت فاطمہ کے گھر جاتے تھے داماد اور بیٹی دونوں کو مل کر رہنے اور محبت سے زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتے تھے اپنی بیٹی کو خاوند کی اطاعت پر آمادہ کرتے تھے اور کبھی آپ نے اپنی کسی لڑکی کے معاملہ میں اپنے دامادوں سے کوئی سختی نہیں کی ہاں جب آپنے دیکھا کہ ایک موقعہ پر حضرت علیؓ سے ایسی بات صادر ہونے لگی ہے جو حضرت فاطمہؓ کی قوت برداشت سے بالکل باہر ہے تو آپ نے دخل دیا اور فرمایا کہ اگر علیؓ ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے تو وہ بیشک کرے کیونکہ شرع میں اسکی مخالفت نہیں لیکن ایسے دشمن عنید کی بیٹی کا میری بیٹی سے گذارا نہیں ہو سکتا اس لئے میری بیٹی کو وہ اپنے نکاح کی قید سے آزاد کر دے اور یہ بھی آپ نے اس وقت فرمایا جب آپ کو یقین ہو گیا کہ فاطمہؓ اس عورت کے ساتھ گذارہ کر ہی نہیں سکتیں اسی طرح جب اولاد جوان ہو کر کوئی کام بدعنوانی کا کرے اور لوگ ماں باپ کو اس کام کی رپورٹ کریں تو عموماً والدین بجائے اپنی اولاد کو سمجھانے یا ملامت کرنے کے شکایت کرنے والوں سے جھگڑنے لگتے ہیں اور اپنی اولاد کی طرف سے غلط دفاع کرتے ہیں جس کا نتیجہ سوائے اسکے اور کوئی نہیں نکلتا کہ اولاد اور زیادہ بگڑتی ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہم لڑائی کر کے آئے تھے مگر بجائے ملامت کے ماں باپ نے الٹی ہماری حمایت کی اس لئے عقلمند وہ شخص ہے جو کبھی اپنی اولاد کی ناجائز حمایت نہ کرے بلکہ اگر اس پر ثابت ہو جائے کہ واقعہ میں اس کے بچے کی شرارت ہے تو ضرور اسے سزا دے تاکہ آئندہ کے لئے اصلاح ہو جائے حدیث شریف میں لکھا ہے کہ ایک عورت نے چوری کی حضرت اس کا ہاتھ کاٹنے لگے وہ چونکہ معزز خاندان کی تھی اس لئے اس کی برادری کے لوگوں نے حضرت اسامہ کو سفارش کے لئے مقرر کیا

آپ نے اسامہ کی بابت سنکر فرمایا لو سرقت فاطمۃ لقطعت یدھا یعنی اے اسامہ اگر میری بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو یہی میں اس کی رعایت نہ کرتا بلکہ اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

دیکھو علل میں اولاد کی احسن تربیت کا یہ اصول حضرتؐ نے دنیا کو بتایا اسی طرح بعض لوگ اولاد کی ناجائز محبت میں راستی اور سچے مذہب کی پرواہ نہیں کرتے مگر رسول صلعم نے اپنی دو بیٹیوں کی جو کہ ابولہب کے دو بیٹوں سے بیاہی ہوئی تھیں طلاق اور خانہ بربادی منظور کرلی مگر افسوس کہ آج ایک دنیا اپنے بچوں کی خاطر حق اور راستی چھوڑنے کو تیار ہے پھر بعض لوگ اپنی بیوی کے فوت ہونے پر اس کے بچوں کی خاطر آیندہ شادی نہیں کرتے کہ کہیں نئی بیوی ان کو دکھ نہ دے مگر بعض لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور وہ نئی شادی کے بعد کلیتہً اپنے پہلے بچوں کو نئی بیوی کے ہاتھ میں دیتے ہیں خواہ وہ تکلیف دے یا آرام سے رکھے مگر یہ دونوں باتیں فطرت صحیحہ اور عقل سلیمہ کے خلاف ہیں بلکہ اگر مرد جوان ہے تو اسے اپنے تقوی کے قیام کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ دوسری شادی کرلے ہاں وہ خود پوری توجہ سے اپنے بچوں کے آرام کا خیال رکھے چنانچہ رسول مقبول صلعم نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد شادی کی اور خدیجہؓ کی اولاد کو بجائے کسی بیوی کے پاس کلیتہً بھیج دینے کے براہ راست اپنی نگرانی میں رکھا اور حضرت فاطمہؓ کو کبھی بھی کسی بیوی کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکی اور یوں بھی امہات المومنین کی شان سے یہ امر بہت دور تھا اسی طرح ایک تیسرا گروہ ہے جو دوسری بیوی کر کے اپنی پہلی اولاد کی خاطر نئی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور اولاد کے متعلق یہ نہیں چاہتا کہ وہ اپنی نئی ماں کی اطاعت اور اس سے فرمانبرداری اور محبت کا سلوک کریں حالانکہ یہ امر بھی فطرت کے صریح خلاف ہے وہ گران کی ماں نہیں مگر باپ کی بیوی ہونے کے لحاظ سے ماں کا درجہ رکھتی ہے اسلئے مرد کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنی نئی بیوی کے حقوق جتلا کر اطاعت و محبت پر آمادہ کرے۔

چنانچہ بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے ایک دفعہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ محض آنحضرت کی دوسری بیویوں کی طرف سے حضرت عائشہؓ کے متعلق ایک شکایت پیش کی تو آپ نے فرمایا فاطمہؓ کیا جس سے میں محبت کروں تو اس سے محبت نہیں کرے گی؟ انھوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ پھر تو عائشہ سے محبت کیا کر چنانچہ باوجود اس کے کہ آپ کی بیویوں نے دوبارہ حضرت فاطمہ کو آپ کے پاس بھیجنا چاہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ اب میں عائشہؓ کے متعلق کوئی بات بطور شکایت کے نہ کہونگی بلکہ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے یہ کہکر کہ میں تمہاری ماں ہوں اس حق سے تم سے فلاں راز دریافت کرتی ہوں حضرت فاطمہ سے ایک ایسا راز دریافت کر لیا جس کے متعلق حضرت فاطمہ ایک دفعہ پہلے بتانے سے انکار کر چکی تھیں۔

# محبت کے دو عمل

عمل ۱ سفلی ہر مذہب والا عامل بن سکتا ہے مسلمانوں کے لئے مناسب نہیں عمل ۲ علوی صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کامل مرسل کا کامل ہونا کبھی سر سے خطا نہیں کی جب تلاش تھی ہزاروں روپے برباد کئے اب میں خدا کو حاضر و ناظر جانکر اور گواہ بنا کر بے کم و کاست قلیل ہدیہ پر ان کا اعلان کرتا ہوں تاکہ سب امیر و غریب فائدہ اٹھا سکیں جن بھائیوں کو میری گذارش پر اعتبار ہو اور ساتھ ہی ایک حلف نامہ اس اقرار کا ارسال کریں کہ اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کو نہ بتائینگے طلب فرمائیں عمل ۱ اس عمل کے پڑھنے میں پندرہ منٹ صرف ہوتے اس کا عامل ایکسال اس پر قابض رہتا ہے دوسرے سال کے لئے دوبارہ پندرہ منٹ صرف کر کے عمل پڑھنا ہوتا ہے اس کے بعد صرف تین منٹ میں تین مرتبہ پڑھکر مطلوب کو تابعدار بنایا جا سکتا ہے ہدیہ رعایتی تین روپے۔

عمل ۲ یہ ایک آیت قرآنی با موکل (مع چند دیگر الفاظ) کا عمل ہے اکتالیس سیاہ مرچوں پر اکتالیس مرتبہ پڑھا جاتا ہے اور مرچیں آگ میں جلائی جاتی ہیں سات دن میں انشاء اللہ مطلوب آپکے آگے سرنگوں ہوگا ہدیہ صرف دو روپے عمل ۳ برائے ترقی روزگار۔ یہ عمل ترقی تجارت و ترقی معاش و ملازمت پانے نیز اس کی ترقی کے لئے عجیب و غریب عمل ہے ہفتہ میں صرف چہار شنبہ کو پڑھا جاتا ہے پڑھنے میں آدھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس کی برکت سے روزی روزگار میں اس قدر ترقی ہوتی ہے کہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے ہدیہ نذرانہ ہے ایک روپے چار آنے میں دس آدمی پڑھنے کی اجازت لے سکتے ہیں۔ ان تینوں عملیات کے پڑھنے میں نہ کسی قسم کا خوف نہ خطرہ نہ وقت نہ اپنے مکان سے کہیں باہر جانے کی ضرورت ہو صاحب عمل ۱ و ۲ ایک ساتھ طلب فرمائینگے ان سے دونوں کا ہدیہ صرف چار روپے لیا جائیگا اگر بذریعہ ایشیاٹک بینک روپیہ روانہ کریں تو محصول ڈاک معاف۔ لفافہ میں بذریعہ وی پی یا رجسٹری عمل روانہ کئے جاتے ہیں

**سانپ کے کاٹے کا عمل۔** پانچ منٹ میں سانپ کا زہر اتر جاتا ہے ہدیہ عہ

**بچھو کے کاٹے کا عمل۔** فوراً بچھو کا زہر اتر جاتا ہے ہدیہ عہ

عملیات منگانیکا پتہ:۔ **فضل شاہ عامل۔ پوسٹ بکس نمبر ۴۵۔ دہلی**

## دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

مختصر فقرات تصدیقی پر اکتفا کی جائیگی ناکسی کا مازطشت از بام نہ ہو:۔

مصلح الدین خاں صاحب بھوپال سے تحریر فرماتے ہیں آپکے عمل ۲ سے بفضلہ کامیابی ہوئی عمل ملا بھیجدیجئے۔

بی۔ ایچ۔ انوری صاحب سورت سے رقمطراز ہیں وہ عمل جسکے منگوائے تھے وہ حقیقت میں صحیح اور سچے ہیں میں ہمیشہ خداوند کریم سے دعاگو رہتا ہوں کہ آپ کے کام میں برکت دے۔

سید محمد محسن صاحب جالون سے تحریر فرماتے ہیں وہ عملیات منگائے تھے جو اپنے اثرات میں کامل دیکھے گئے

سید محمد صاحب چھپرہ صوبہ بہار سے وہ عمل جسکے منگوائے تھے ایک تو صحیح نکلا دوسرے کے متعلق ایک امر دریافت طلب ہے

مولوی محمد کریم شیر غانہ صاحب بھاولپور علاقہ جام نگر سے تحریر فرماتے ہیں ترقی روزگار کے واسطے آپ کا عمل منگایا تھا نتیجہ بہدف نکلا۔

جناب خلیل دہلوی ایڈیٹر اخبار شعلہ

## دیکھئے لوگ کیا کہتے ہیں

لاہور سے رقم فرماتے ہیں آپکا عمل ترقی روزگار ابھی صرف تیسرا ہفتہ پڑھا تھا کہ میری آمدنی میں نمایاں ترقی محسوس ہوئی۔

سید عباس علی صاحب کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں آپ سے عمل ترقی روزگار منگایا تھا برابر عمل کر رہا ہوں اور اس کے نمایاں اثرات محسوس ہو رہے ہیں۔

ماسٹر چراغ الدین صاحب فیروزپور سے لکھتے ہیں ایک عمل ترقی روزگار منگایا تھا آزمائش پر اس سے معلوم ہوا کہ وہ عمل واقعی ایک عجیب عظیم عملیات اور بے بہا گوہر نایاب ہے۔

پھلی بندر محلہ فتح آباد سے محمد اسرار اللہ صاحب ترقی روزگار کے متعلق ایک مبسوط خط لکھتے ہیں جس میں سے بعض فقرے حسب ذیل ہیں واقعی اس عمل کے بہت بڑے اثرات دیکھے گئے ترقی روزگار کے لئے یہ عمل بے نظیر ہے دو بندہ خادموں کی ترقیاں اور تنخواہیں ایسے پر زور طریقے سے ہوئے کہ جن کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔ اسی قسم کے سینکڑوں خطوط

# چرخہ

(از جناب مولوی عبدالماجد صاحب دریابادی)

چرخہ کے عام رواج سے ملک کو جو قیمتی فائدے حاصل ہوں گے اس کی تفصیل گاندھی جی اور بعض دوسرے رہنمایان ملک اپنی تقریروں اور تحریروں میں بارہا بیان کر چکے ہیں اور اس کی تائید میں بہت سی عقلی اور معاشی دلیلوں کو کھول کر پیش کر چکے ہیں لیکن اگر یہ سچ ہے کہ ہندوستان کا آزاد ہونا اور غیروں کی غلامی سے نجات پانا چرخہ کی گردش سے ممکن ہو تو یہ محض ایک سیاسی مسئلہ نہیں رہ جاتا بلکہ مسلمانوں کے لئے ایک مذہبی فرض بنجاتا ہے اسلئے کہ ہندوستان کی آزادی مسلمان کے لئے فریضۂ مذہبی کا حکم رکھتی ہے اسے اس آزادی کی طلب اس لئے نہیں کہ اسے عہدوں یا حکومتوں کی خواہش ہو بلکہ اس لئے کہ یہ محکومی خدائی حکومت کی راہ میں حائل ہو رہی ہے پس ہر وہ شئے جو اس پاک و مقصد میں اسے مدد دے گی وہ یقیناً اپنے ساتھ مذہبی ثواب و اجر بھی رکھیگی۔

مجاہدین کی خدمت کرنا ان کو سامان جنگ بہم پہنچانا، زر و مال سے ان کی مدد کرنا ان کی مرہم پٹی اور ان کی تیمارداری کرنا اس قسم کی چیزیں اسلام میں ثواب رکھتی ہیں اور جو لوگ براہ راست میدان جنگ میں قتال نہیں کر سکتے وہ ان طریقوں سے شرکت جہاد کا اجر حاصل کر سکتے ہیں پس چرخہ بھی اگر ہمارے جہاد کی کامیابی میں کچھ دخل رکھتا ہے تو اس کے واجب ہونے سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا اور اس کے لئے عورت مرد بوڑھے بچے کی کوئی تخصیص نہیں رہ جاتی ہر مسلمان کو اپنے حسب حیثیت ہر نیک کام میں حصہ لینا چاہیئے۔

لیکن اس خاص پہلو سے الگ ہو کر یوں بھی اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کا تعلق چرخہ کے ساتھ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ بہت پرانا ہے اور ان کی مذہبی روایات اسکی برکتوں اور فضیلتوں سے بھری ہوئی ہیں حضرت رسول خدا صلعم کے زمانہ میں مسلمان گھرانوں میں چرخہ کاتنے کا عام رواج تھا اور ہماری عزت والی مائیں اس وقت برابر اسی شغل میں لگی رہتی تھیں اور یہ دستور بہت بعد تک قائم رہا۔ ابن سعد نے حضرت ام صایبہ خولہ بنت قیس رضؓ کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم عورتیں رسول خدا صلعم اور حضرت صدیق رضؓ کے زمانہ میں مسجد میں اترا کرتی تھیں اور وہیں چرخہ کاتا کرتی تھیں لیکن چونکہ مسجد کے ادب و احترام کا ہم لوگ پورا لحاظ نہ کرتیں اس لئے حضرت فاروق رضؓ نے ہم کو مسجد سے نکالدیا۔

سنن ابوداؤد حدیث کی ایک مشہور و معتبر کتاب ہے اس کی کتاب الجہاد میں یہ روایت درج ہے کہ جنگ خیبر کے موقع پر جب مسلمان خاتونوں نے میدان جنگ میں قدم رکھا تو رسول خدا صلعم پہلے ناخوش ہوئے لیکن ان خاتونوں نے عرض کیا کہ ہم چرخہ کات کر اس کی آمدنی سے زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گے اس روایت سے بھی یہی نکلتا ہے کہ چرخہ کاتنا اس وقت کی عزت دار خاتونوں کا ایک شریفانہ شغل تھا۔

خود رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک سے اس کی جو بڑائیاں اور بھلائیاں نقول ہیں ان کے پڑھنے کے بعد یہ ماننا پڑتا ہے کہ چرخہ کاتنا مسلمان عورت کے لئے ایک طرح کی عبادت اور مسلمان گھرانے کے لئے باعث زینت و برکت ہے۔

محدث ابو نعیم بکر بن عبداللہ بن ربیع الانصاری کی زبان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مومن عورت کا اپنے گھر کے اندر بہترین شغل چرخہ ہے۔

ایک دوسرے محدث ابن عدی اسی مفہوم کو دوسرے لفظوں میں حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ حضور انورؐ نے فرمایا کہ عورت کی بہترین تفریح چرخہ ہے۔

ایک اور محدث دیلمی نے اسی مطلب کو حضرت انس بن مالک رضؓ کی روایت سے یوں نقل کیا ہے کہ سردار کائناتؐ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کا بہترین شغل چرخہ ہے اور محدث ابن عساکر حضرت سہل بن سعد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد مبارک ہو کہ عورتوں میں سے نیک بیویوں کا کام چرخہ کاتنا ہے

اور قریب قریب انہی الفاظ کو ایک اور محدث خطیب بغدادی نے بھی حضرت سہل ہی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

ان تمام روایتوں سے بھی بڑھکر حضرت ابن عباس رضؓ کی وہ روایت ہے جسے محدث خطیب نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور جس میں تصریح کے ساتھ حکم کی صورت میں یہ ارشاد نبوی موجود ہے کہ اپنی عورتوں کی مجلسوں کو چرخہ سے آراستہ کرو۔"

اسی طرح سے متعدد مستند محدثین مثلاً حاکم اپنی مستدرک میں اور بیہقی اپنی شعب الایمان میں اور دینوری و ابن مردویہ وغیرہم حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی عورتوں کو چرخہ کاتنا سکھاؤ اور قرآن میں سے سورۂ نور پڑھاؤ۔ یہ کیسے دکھ کی بات ہے کہ جس شئے کو ہمارے پیارے رسول زینت و آراستگی کا سامان قرار دیں اور جسکو آپ مسلمان عورت کے لئے بہترین شغل فرمائیں اسی کو ہم سب چھوڑ بیٹھیں اور اس سے اتنا بیگانہ و نامانوس ہو جائیں کہ جب ہندوستان کا ایک غیر مسلم رہنما ہمیں اسکی یاد دلائے تو ہم اُسے حیرت اور اچنبھے کے کانوں سے سنیں۔ اسی تغافل کا یہ عملی اثر تھا کہ خود ازواج نبیؐ تک بشوق و ذوق چرخہ کاتنے میں لگی رہتی تھیں محدث ابن عساکر حضرت زیاد بن سکن سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ ان کے سامنے چرخہ رکھا ہے اور وہ کات رہی ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ میں جب حاضر ہوتا ہوں تو آپ کو چرخہ کاتتے ہوئے پاتا ہوں ام المومنینؓ نے فرمایا کہ چرخہ شیطان کو بھگاتا ہے اور پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جس عورت کی سوت کی بیڑی زیادہ لمبی ہوگی وہی عورت زیادہ ثواب والی ہوگی۔

جب تک مسلمان میں اسلام کی زندگی باقی رہی اچھی اچھی امیرزادیاں بلکہ شاہزادیاں تک چرخہ کاتنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتی رہیں۔ محدث ابن عساکر زیاد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں ہندہ بنت مہلب کی خدمت میں حاضر ہوا جو والی عراق حجاج کی بیگم تھیں دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں چرخہ ہے اور وہ کات رہی ہیں میں نے عرض کیا کہ آپ امیرالمومنین کی بیگم ہو کر چرخہ کات رہی ہیں؟ جواب میں فرمایا کہ میں نے اپنے والد حضرت مہلب کی زبانی رسول اللہ صلعم کا یہ ارشاد مبارک سنا ہے کہ تم میں سے جس کی سوت کی بیڑی جتنی لانبی ہوگی اتنی ہی قدر اس کا اجر بھی زائد ہوگا اور چرخہ شیطان کو بھگاتا ہے اور خواہشات نفسانی کو دور کرتا ہے ہماری جو بائیں نہیں بیویاں اور بیٹیاں دل سے رسول اللہ صلعم کی عزت کرتی ہیں اور آپ کے حکم کی پابندی اپنے لئے باعث فخر و سبب

# ہمیں انگریزوں سے کیا سیکھنا چاہیئے

(از جناب پنڈت منوہر لال صاحب زتشی ایم اے پرنسپل ٹریننگ کالج لکھنؤ)

خودستائی انسان کا ایک بہت عام اور ضرر رساں مرض ہے۔ اپنی ہر چیز انسان کو اچھی معلوم ہوتی ہے لوگ اپنے تئیں دوسروں سے خوبصورت سمجھتے ہیں اپنے لباس کو دوسروں کے لباس سے بہتر سمجھتے ہیں اپنے خاندان کو اپنے حسب و نسب کو اوروں سے برتر خیال کرتے ہیں اور صرف اپنے مذہب کو سچا اور برحق جانتے ہیں یہاں تک کہ دوسرے مذہب والوں کو قتل کرنے اور جلانے سے بھی دریغ نہیں کرتے محض اس بنا پر کہ ہمارا مذہب سچا اور دوسروں کا مذہب باطل ہے یہ خود پسندی اور خودستائی جو افراد میں پائی جاتی ہے۔ ایک قوم اپنے تئیں دوسرے سے افضل سمجھتی ہے اپنے تئیں خدا کا مقبول بندہ اور غیر قوم کو یونان اور میکسکن کہتی ہے۔ یونان کے قدیم باشندے اپنی تہذیب پر اس قدر نازاں تھے کہ وہ سوائے اپنے ساری دنیا کو وحشی کہتے تھے یہی کیفیت ہندوستان میں بھی نظر آتی تھی اور یہاں کے باشندے بھی اپنے فضائل پر ناز کرتے تھے۔

اب اس کے خلاف ایک دوسری جگہ پر خیال کیجئے کہ جب ایک قوم دوسری قوم کو فتح کرتی ہے تو مفتوح قوم کو فاتح قوم کی ہر بات اچھی معلوم ہونے لگتی ہے اور مفتوح قوم کے افراد چاہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے تئیں فاتح قوم کے افراد کی طرح بنائیں کھانے میں پینے میں لباس میں زبان میں اور بقول زندہ دلان پنجاب اور "رہائش" کے طریقوں میں فاتح قوم کی نقل کی جاتی ہے انگریزوں کے آنے کے بعد اور انگریزی تعلیم کے پھیلنے کے بعد انیسویں صدی میں ہندوستانیوں کی بھی یہی حالت تھی ہر ہندوستانی اگر انگریز نہیں تو نیم انگریز بننے کا خواہشمند تھا کوٹ اور پتلون اس لئے اچھا کہ انگریز پہنتے ہیں شراب اس لئے اچھی کہ انگریز پیتے ہیں حقہ اس لئے مردود کہ انگریز وغیرہ نہیں پیتے وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی قوم کا یا کسی فرد کا تتبع سمجھ کے ساتھ کیا جائے۔ اگر ایسی باتوں کو میزان عقل میں تول کر اور ان کے حسن و قبح پر نگاہ کر کے اختیار کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ عدہ بات ہے مگر جس کیفیت کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ اندھی تقلید تھی محض انگریزوں کی تہذیب اور انگریزوں کے خیالات سے مرعوب ہو کر اس میں عقل و سمجھ کو کم دخل تھا

کچھ عرصہ سے ہمارے ملک میں پولیٹکل غور و خوض جاری ہے مجھکو اس کے اصولوں سے بحث نہیں مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ پولیٹکل مخالفت نے ایک دنگ یہ اختیار کیا ہے کہ انگریزوں کی ہر چیز بری اگر وہ پورب جائیں گے تو ہم پچھم جائینگے اگر وہ کالے کپڑے پہنیں گے تو ہم سفید کپڑے پہنیں گے اگر وہ صحیح انگریزی بولتے ہیں تو ہم غلط انگریزی بولیں گے اس دماغی کیفیت کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسی پولیٹکل جوش کا نتیجہ ہے جو اس وقت ملک میں پھیلا ہوا ہے اور جس سے قریب قریب ہر ہندوستانی متاثر ہو رہا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انگریزوں میں کچھ اچھی باتیں ہیں تو کیا مناسب ہے کہ ان کو اس واسطے نہ سیکھیں کہ وہ انگریزوں کی ہیں اگر ان میں ایسی خصلتیں پائی جاتی ہیں جنہوں نے ان کو دنیا کی قوموں میں ممتاز بنایا ہے اور جن کی وجہ سے وہ اپنا اور اپنی قوم کا فائدہ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان باتوں کو ان سے کیوں نہ حاصل کریں اگر خصوصاً ہم کو یہ معلوم ہو کہ ان خصلتوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا قومی کیرکٹر ناقص ہے اور ہم کو افراد کی حیثیت سے بھی اور قوم کی مجموعی حیثیت سے بھی ان نقائص سے نقصان پہنچتا ہے۔

میں اس وقت چند ایسی موٹی موٹی باتوں کا ذکر کروں گا جو ہر شخص کے تجربہ میں آتی ہیں مگر جن پر لوگ توجہ نہیں کرتے ایک بہت معمولی لیکن بہت ضروری بات کو لیجئے انگریز وقت کے پابند ہیں ہندوستانیوں میں اسکی بڑی کمی ہے ان کے یہاں ہر کام کا وقت مقرر ہے سویرے وقت سے اٹھیں گے وقت سے ورزش کریں گے، وقت سے کپڑے پہنیں گے کھانے کی گھنٹی بجی اور سب کھانے کی میز پر موجود وقت سے اپنے کام پر جائینگے غرضکہ جس طرح کسی اسکول یا ریل کا ٹائم ٹیبل ہوتا ہے اسی طرح ہر انگریز کے گھر کا ٹائم ٹیبل ہے برخلاف اس کے ہمارے یہاں کسی بات کا کوئی وقت مقرر نہیں گھر میں اگر چار آدمی ہیں تو ہر شخص کے ہر کام کا وقت الگ الگ ہے بلکہ یوں کہئے کہ کسی کے کسی کام کا وقت مقرر نہیں ہر دن ہر شخص کا وقت بدلتا رہتا ہے کہا نا اگر دس بجے شروع ہوا تو بارہ ایک بجے تک جاری ہے کوئی نو بجے نہاتا ہے تو کوئی گیارہ بجے ایک صاحب آٹھ بجے رات کو گھر لوٹ کر آتے ہیں تو دوسرے صاحب کی شکل دس بجے تک نہیں دکھائی دیتی نتیجہ اس کا کیا؟ مالک پریشان نوکر پریشان کوئی کام وقت پر نہیں ہوتا اور سلیقہ سے نہیں ہوتا مشاعرہ کا وقت شایع کیا گیا آٹھ بجے مگر گیارہ بجے تک شروع ہونے کی نوبت نہیں آئی دفتر لوگ اس لئے وقت پر جاتے ہیں کہ حاکم کا ڈر ہے ریل کے اسٹیشن پر اس لئے وقت پر پہنچتے ہیں کہ ریل دیر سے آنے والوں کا انتظار نہیں کرتی مگر ان تمام کاموں میں جن میں ان کو کوئی بیرونی خوف نہیں ہے وقت کی پابندی گناہ سمجھی جاتی ہے اس سے جتنا ہرج اور جتنا نقصان ہوتا ہے ظاہر ہے وقت ضایع ہوتا ہے کام کرنے کی طاقت ضایع ہوتی ہے مزاج برہم ہوتا ہے میں نے تو یہاں تک دیکھا ہے کہ اگر کسی میٹنگ میں کسی جلسہ میں کسی دعوت میں کوئی شخص وقت پر پہنچ گیا تو لوگ اس کو بیوقوف سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ گو انگریز سرد ملک کے رہنے والے ہیں اور ان کو ہمارے گرم ملک کی آب و ہوا موافق نہیں مگر محض پابندی اوقات کی وجہ سے جتنا کام وہ کر لیتے ہیں ہم ان کا آدھا بھی نہیں کر سکتے سینکڑوں برس انگریزوں کو ہمارے ملک میں ہو گئے اور ہم روز ان کی مثال دیکھتے ہیں مگر اس پر کاربند نہیں ہوتے یہ اگر اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارنا نہیں تو اور کیا ہے۔

انگریزوں کی دوسری خوبی یہ ہے کہ ان کے ہر کام میں ملکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ان کی فطرت میں ڈسپلن یا ضبط ہے جو قاعدہ جس کام کے واسطے مقرر ہے ہر شخص اپنے تئیں اس کا پابند سمجھتا ہے اور خوشی سے اس کی پابندی

کرتا ہے ظاہر ہے کہ ایسے مواقع ہوتے ہیں جب قاعدہ کی پابندی ناگوار ہوتی ہے اور بعض وقت اس سے افراد کا نقصان ہو جاتا ہے اگر میں اسٹیشن پر دیر سے پہنچا تو میں چاہتا ہوں کہ ریل میرے لئے کھڑی رہے اگر مجھے کالج کے کتبخانہ سے تین کتابوں کے لینے کی ضرورت ہے تو میں چاہتا ہوں کہ جو قاعدہ صرف دو کتابوں کے لینے کا بتایا گیا ہے وہ مجھ پر عائد نہ کیا جائے اگر اسپتال میں دیر سے پہنچا ہوں تو میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر پہلے مجھے دیکھے اور جو مجھ سے پہلے آئے ہیں ان کا خیال نہ کرے لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب ایک سے زیادہ آدمی کسی گروہ میں ہوتے ہیں تو سارے گروہ کی سہولت کے واسطے قاعدوں کا بنانا لازمی ہے اور یہ سہولت اسی وقت ہو سکتی ہے جب گروہ کا ہر فرد ہر حالت میں قاعدوں کی پابندی اپنے اوپر لازم سمجھے۔

آپ کسی ریڈنگ روم میں جاکر بیٹھئے وہاں آپ کے دوست آگئے آپ چاہتے ہیں کہ ان سے گپ لڑائیں ہنسی مذاق کریں مگر ریڈنگ روم میں زور سے بولنا اس واسطے منع ہے کہ ایک آدمی کے زور سے بولنے سے پڑھنے والوں کا ہرج ہوگا قاعدہ کی پابندی اس خاص موقع پر آپ کو ناگوار ہوئی کیونکہ آپ کو اپنے دوست سے ہنسی مذاق کا موقع نہیں ملا لیکن اگر یہ قاعدہ نہ رہے اور ہر شخص کو غل مچانے کی اجازت ہو تو ریڈنگ روم کا مطلب فوت ہو جائے فرق یہ ہے کہ انگریز اس بات کو سمجھتا ہے اور اگر کسی موقع پر اس کو قاعدوں کی پابندی سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ اسکی شکایت نہیں کرتا ہمہ ہر موقع پر رعایت کے خواہاں رہتے ہیں قاعدہ نہایت عمدہ ہے سب کا اس پر عمل ہو مگر ہم اس سے بری کر دیئے جائیں آپ کسی انگریز کے گھر میں بچوں کی حالت دیکھئے معلوم ہوتا ہے کہ ڈسپلن، ضبط، قاعدہ کی پابندی ان کی گھٹی میں پڑی ہے اس کے برخلاف ہمارے گھروں کا حال ناگفتہ بہ۔ انگریزوں کے آنے سے پہلے فوج کے قواعد سے لوگ قطعی ناواقف تھے اور یہ کہلی ہوئی بات ہے کہ قواعد داں ہونا قواعد پر عمل کرنا انگریزوں کی فوجی قوت کا راز ہے ہندوستان تو ہندوستان انگریزی قوم فرنگستان میں بھی اپنے ڈسپلن کے واسطے نام آور ہے اور یہ ایک ایسی خوبی ہے کہ جس کو سیکھنا ہمارے واسطے لازمی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ جب زندگی سہل انگاری میں گذر جاتی تھی اور زیادہ نقصان نہیں ہوتا تھا مگر سائنس کے کرشموں نے دنیا کو قریب تر کر دیا ہے ایک فرد کا اثر دوسرے فرد پر ایک قوم کا اثر دوسری قوم پر جلد پڑتا ہے زندگی میں پہلے سے کہیں زیادہ محنت اور تیزی کی ضرورت ہے مقابلہ کا زمانہ ہے جو پیچھے رہا وہ رہا جو ایک فرد ہو دوسرے افراد کے مقابلہ میں یا ایک قوم ہو دوسری قوموں کے مقابلہ میں اس طرح کی زندگی میں ڈسپلن سے زیادہ کوئی کارآمد شے نہیں اگر ہندوستانی ڈسپلن نہیں سیکھیں گے تو وہ اس زمانہ کی ضروریات کو کامیابی سے کبھی پورا نہ کر سکیں گے۔

ایک اور خوبی جو انگریزوں کو کامیاب بناتی ہے وہ مل کر کام کرنے کی قابلیت ہے انگریزوں کی قوم تجارت پیشہ ہے ان کی ساری تجارت کمپنیوں کے ذریعہ ہوتی ہے ان کی سلطنت جمہوری ہے اور ان کا سارا انتظام پارلیمنٹ کے ذریعہ سے ہوتا ہے ہندوستان میں دیکھئے سول سروس میں ہزار پندرہ سو انگریز ہیں مگر یہ سب اور یکدل ہو کر کل کی طرح کام کرتے ہیں ہمارے یہاں کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے نہ ایک دوسرے کا اعتبار نہ ملکر کام کرنے کی لیاقت اگر چار آدمیوں نے مل کر آج ایک کلب قائم کیا تو کل اس میں چار فریق ہو گئے اور ہر فریق دوسرے کو شکست دینے پر تل گیا ڈائریکٹر بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی حالت ملاحظہ کیجئے ان میں قریب قریب کل اختیارات ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہیں مگر ان کے ممبر ایسے ہیں کہ جن کو شہر اور ضلع کی بہبودی کی فکر نہیں ہر بورڈ میں متعدد پارٹیاں قائم ہیں اور سارا وقت اور ساری کوشش فریق بندی اور نزاع میں صرف ہوتی ہے جو زیادہ کو یہ فکر کہ عمر کی چیرمینی چھین لے اور عمر کو یہ فکر کہ بجز کو زک دے۔ بیسیوں کمیٹیاں قائم ہیں اور چار چھ مہینے بعد پس کی بے اعتباری آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے ٹوٹ گئیں دیکھئے نقصان مایہ و دوم شماتت ہمسایہ۔ تعجب کیا ہے اگر انگریز ہماری حالت کو دیکھکر ہنستے ہیں اور ہمیں اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں زندگی کے مختلف شعبوں میں ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے خاص کام میں کسی سے کم نہیں وکیلوں اور ججوں میں بڑے بڑے مقنن آپ کو ملیں گے سائنس کے ماہرین میں ایسے عالم ملیں گے جن کا یورپ والے بھی مانتے ہیں ہندوستانی اسپیکروں نے انگریزی زبان پر وہ قدرت حاصل کی ہے کہ ؎

وہ بندے ہے فصاحت اہل فرنگ کا

یہ سب کچھ ہے ہمارے افراد کسی سے کم نہیں لیکن کمی ہے تو یہ نقص ہے تو یہ کہ مل کر کام نہیں کر سکتے اور اسی لئے مجموعی حیثیت سے دوسروں کے سامنے سرنگوں ہونا پڑتا ہے مسلمانوں میں تو نہیں مگر ہندوؤں میں پرماتما کی پرستش بھی مجموعی حیثیت سے نہیں ہوتی ہر شخص اپنی اپنی نجات الگ الگ تلاش کرتا ہے مسلمان کم از کم جمعہ کو جمع ہو کر نماز تو پڑھتے ہیں نماز ہی کے موقع پر ہمیں گران کو مل کر کام کرنے کا موقع تو ملتا ہے ہندوؤں کی حالت ان سے قطعی بدتر ہے ذات کی تفریق الگ کھانے پینے کی چھوت چھات کی یہ حالت کہ وہ شخص سب سے زیادہ پاک ہے جو کسی کے ہاتھ کا کھانا نہ کھائے اور جب اپنے ہاتھ کا بنایا ہوا کھائے تو اس طرح چھپ کر کہ اس کے قریب ترین عزیز کا سایہ اس کے کھانے پر نہ پڑے ہندو [illegible] جس کی اس وقت رواج ہے ملنا نہیں بلکہ الگ ہونا سکھاتا ہے اگر ہندوستانیوں کو زندہ رہنا ہے تو یہ نقص ان کو بہت جلد دور کرنا پڑے گی: انتظام ملکی ہو یا تجارت زراعت ہو یا تعلیم اب زمانہ وہ آگیا ہے کہ افراد الگ الگ بہت کام کر سکتے ہیں ضرورت ہے کہ کئی آدمی ملکر اپنے سرمایہ کو اپنی عقل کو اپنی قوت کو اکٹھا کر کے ہر کام کو کریں تجارت کے میدان میں چھوٹے سرمایہ داروں کو کوئی نہیں پوچھتا زراعت میں ضرورت ہے کہ بڑی بڑی اور عمیق کلیں استعمال کی جائیں جو کام سو دو سو الگ الگ کرتے تھے وہ کام بھاپ اور بجلی سے لئے جائیں دس بیگہ زمین کی جگہ ہزار بیگہ زمین کی کاشت کی جائے لیکن یہ کام ایک آدمی کا نہیں جب کئی ملکوں کے گروہ ملکر کام کریں گے تب ہی یہ کام ہو سکیگا۔

انگریزوں کی ایک اور خوبی استقلال ہے۔ وہ جب کام شروع کرتے ہیں تو سوچ سمجھکر اور پہلے سے اس کا منصوبہ بنا کر مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیا تو اس کو بغیر ختم کئے چھوڑتے نہیں برخلاف اس کے ہمارا جوش دودھ کا ابال ہوتا ہے آج ایک کمپنی بنی اسکول قائم ہوا سال بھر بعد لوٹ گیا شیئر کا سرمایہ سے کمپنی قائم ہوئی چھ بیچے گئے ڈائرکٹر مقرر ہوئے چھ مہینے بعد دیوالہ انگریز جب کبھی یہ محسوس نہیں کرتا کہ اس کو شکست ہوئی اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کو شکست نہیں ہوتی مگر اس میں خوبی یہ ہے کہ وہ شکست سے گھبراتا نہیں اور ہار نہیں مانتا کوشش کئے جاتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے ہم لوگ کام کو جلدی شروع کر دیتے ہیں اور جلدی گھبرا کے چھوڑ دیتے ہیں انگلستان کی تاریخ دیکھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملک گیری یا ملک داری کے لئے ایک پالیسی قائم ہوئی پھر نہ پالیسی برسوں نہیں قرنوں نہیں بلکہ صدیوں تک جاری رہتی ہے اور کامیاب بنائی جاتی ہے انگریزوں کو اس بات کا یقین ہے کہ وہ ملک جس کو کسی زمانہ میں Netherlands کہتے تھے اور جو اب ہالینڈ اور بلجیم کی ریاستوں میں منقسم ہے ان کے ملک سے اتنا قریب ہے کہ اگر کوئی طاقتور بادشاہ یا طاقتور قوم اس پر قابض ہو گئی تو انگلستان کو اس سے ہر وقت خطرہ رہے گا لہذا ان کی پالیسی یہ ہے کہ وہ اس جگہ پر کسی ایسے بادشاہ یا قوم کو قابض نہیں ہونے دیتے۔

سترہویں صدی میں فرانس کے بادشاہ لوئی چہاردہم سے وہ اس بنا پر برسوں لڑے۔ ولیم سوم اور ملکہ این کا سارا زمانہ اسی لڑائی میں صرف ہوا یورپ کی دوسری قوموں کو ملا کر فرانس کے خلاف جتھا بنایا گیا اور آخر کار فرانس کو شکست دی گئی بعینہ یہی حالت نپولین کے خلاف ہوئی اور پھر بیسویں صدی قیصر ولیم کے خلاف اور ہر مرتبہ انگریزوں کو کامیابی ہوئی یہ پولیٹکل اور فوجی فہم کی مثال ہے ایسی مثالیں آپ کو روزمرہ کی زندگی میں بھی ملیں گی اور کثرت سے ملیں گی ان کی پکڑ اونٹ کی پکڑ ہوتی ہے اور یہاں کے کیرکٹر کی بڑی خوبی ہے اور ان کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ۔

بس ایک بات اور کہوں گا جو خوبیاں میں نے اوپر بیان کیں اپنی اپنی جگہ سب اچھی ہیں اور کارآمد اور مفید ہیں، پابندی وقت، ڈسپلن، ملکر کام کرنے کی قابلیت اور استقلال ان کے فوائد سے کون انکار کر سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہم ہندوستانیوں کے کیرکٹر میں ان باتوں کی بڑی کمی ہے اور یہ کمی باعث شرم ہے آخری خوبی جس کا میں ذکر کروں گا حب الوطنی ہے انگریزوں سے زیادہ حب وطن کوئی قوم صفحۂ ہستی پر نہیں ہے انگریز بھی انسان ہیں ان میں انسانی کمزوریاں ہیں بغض و حسد اور نفاق اور جھگڑے ان میں بھی ہوتے ہیں مگر جب غیروں سے مقابلہ کا موقع ہوتا ہے تو سب باتیں بھول جاتے ہیں اور متفق ہو کر ان کا مقابلہ کرتے ہیں ان کے برخلاف ہمارے ہاں جب آپس میں جھگڑا ہوتا ہے تو غیر کو بلا کر اس سے تصفیہ کراتے ہیں ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزار مرتبہ یہ واقعات ہوتے ہیں اور ہر مرتبہ بلی اور بندروں کی مثل ہمارے اوپر صادق آتی ہے۔ دو بھائی آپس میں لڑے ایک بھائی نے باہر والے کی مدد مانگی۔ باہر والا آیا اور ان دونوں کو نکال کر ان کی ملکیت پر قابض ہو گیا اس میں باہر والے کا کیا قصور اس کو کیوں گالیاں دی جاتی ہیں۔ دور کیوں جائیے پلاسی کی لڑائی کا حال پڑھیئے، میر جعفر اور سراج الدولہ کے حالات سے کون ہندوستانی واقف نہیں آج بھی بڑی بڑی ریاستیں موجود ہیں جہاں کے حکام بالادست اپنے فائدہ کے لئے اپنی ریاست کو اور اپنے آقا کو فروخت کرنے کے لئے تیار ہیں اگر اس حالت میں باہر والے ان کو خرید لیتے ہیں اور ان کی نمک حرامی سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو باہر والوں کا کیا قصور انگریزوں کی حب الوطنی کا یہ عالم ہے کہ بہت سی باتیں جن کو برا سمجھتے ہیں اور جن کو وہ محض ذاتی فائدہ کے لئے کرنے کو تیار نہیں ہیں اگر قوم کا فائدہ ہو تو ایسی باتوں کو بھی کر گذرتے ہیں۔ حب الوطنی قوم کا ایک سب ہندوستانیوں کا غیروں کے مقابلہ میں ایک ہو جانا یہ وہ باتیں ہیں جو ہم کو انگریزوں کی مثال سے سیکھنی چاہئیں اور ان کو اپنی فطرت اور طبیعت کا جزو بنا لینا چاہیئے۔

پولیٹکل قضیوں سے مجھے بحث نہیں مگر جو لوگ پولیٹکل ترقی چاہتے ہیں وہ بھی تو یہ سمجھیں کہ جب تک ہمارے کیرکٹر میں خوبیاں نہیں آئیں گی جب تک ہم بحیثیت قوم کے ان خوبیوں کو نہیں سیکھیں گے اس وقت تک پولیٹکل ترقی کس طرح ہو گی اور ہو گی تو کے دن رہے گی مانا کہ آپ انگریزوں سے خفا ہیں مگر اس کے یہ معنی تو نہیں کہ جو خوبیاں ان میں ہیں ان کو آپ برائی سے تعبیر کریں اور اس واسطے آپ نہ سیکھیں نہ حاصل کریں کہ وہ انگریزوں میں ہیں۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر ایک قوم دوسری قوم پر صدیوں حکومت کرتی ہے تو اس میں کچھ ایسی اخلاقی خوبیاں ہوتی ہیں جو اس کو محکوم قوم سے برتر اور افضل بناتی ہیں کسی ایک لڑائی کسی ایک جنگ میں فتح و شکست اتفاقیہ ہو سکتی ہے وہ غلبہ کہ جو صدیوں قائم رہے اتفاقیہ نہیں ہو سکتا محض غم و غصہ سے کام نہیں چلیگا ضرورت ہے اس بات کی کہ اپنی کمزوری اور دوسروں کی قوت کی حقیقت دریافت کی جائے اور پھر دوسروں کی مثال سے سبق حاصل کر کے اپنے کیرکٹر کی اپنے مزاج کی اپنی طبیعت کی اصلاح کی جائے اور اپنے تئیں ترقی کا اہل بنایا جائے ع

مرد آنست کہ مبارک بندہ الیت


# مرقاۃ العربیہ

ایک عرصہ سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی کا حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ اسی غلط خیال کو دور کرنے کے لئے لکھی گئی ہے لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوبی سے قائم کی ہے کہ ایک سمجھدار آدمی استاد کے بغیر مرقاۃ العربیہ سے عربی سیکھ سکتا ہے تمام کتاب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے متعلق پہلے کچھ نہ بتا دیا گیا ہو ہر نئے عنوان کے لئے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور سبق میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے غرض آدمی کوشش کرے تو چھ ماہ کے اندر مہارت پیدا کر سکتا ہے

قیمت ہر حصہ سیر

منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس نمبر ۶۰ دہلی سے منگائیے

# ہندوستانی بغیر مستعمراتی آزادی کی ترقی نہیں کر سکتے

(از جناب نواب مرزا یار جنگ بہادر مرزا سمیع اللہ بیگ صاحب حیدرآباد دکن)

اگر ہندوستان کے سیاسی مسئلہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان کے درجہ مستعمرات کا مطالبہ "تاویل" پر مبنی ہے ۱۹۱۶ء میں جنگ عظیم کی گرم بازاری تھی ہندوستان کے نوجوان یورپ میں اور مصر و فلسطین کے میدانوں میں انگلستان کی وفاداری کی خاطر دشمن کے مقابلہ میں سرگرم لڑ رہے تھے اسی زمانہ میں انگلستان نے ہندوستان سے ایک "مخلصانہ وعدہ" کیا جنگ ختم ہوگئی اور اب اس وعدہ کے معنی اور مفہوم اور تاویل میں ہندوستان اور انگلستان کے درمیان اختلاف رائے شروع ہوگیا ہندوستان کہتا ہے اس وعدہ کا مطلب یہ تھا کہ ہندوستان کو مکمل اختیارات کے ساتھ درجہ مستعمرات دیا جائے انگلستان ہندوستان کے اس نظریہ سے اختلاف کرتا ہے۔

## وعدہ کی تاویل کا اثر کانفرنس پر

فی الحال حکومت عمال کو آئینی طور پر اس وعدہ کی تاویل بتانے کا حق انگلستان کی جانب سے حاصل ہوا جس وقت پارلیمنٹ نے حکومت عمال کی تاویل پر مہر تصدیق ثبت کردی تو اس وعدہ کا مطلب ہمیشہ کے لئے صاف ہو جائے گا اور پھر اس تاویل میں مزید گنجائش باقی نہ رہے گی اگر گول میز کانفرنس کے آغاز ہی میں اس وعدہ کی تاویل بتا دیگئی تو کم سے کم ہندوستانی مندوبین کے لئے کانفرنس کا کام آسان ہو جائیگا کیونکہ تمام دستور اساسی اسی تاویل پر مبنی ہوگا جو حکومت برطانیہ کانفرنس کے سامنے پیش کرے گی۔

## کیا کانفرنس کے اجلاس سے اراکین اٹھ کر چلے جائینگے

لیکن اگر موجودہ حکومت عمال انگلستان کے مزدور طبقہ کی صحیح نمائندہ جماعت نہیں ہوئی اور ۱۹۱۸ء کے وعدہ کی تاویل کو کانفرنس کے آغاز میں پیش کرنے میں حیل و حجت کی تو بعض ہندوستانی نمائندے اسے مایوس کن کانفرنس خیال کرکے بالکل علیحدہ ہو جائینگے ممکن ہے کہ بعض لوگ ہندوستان کے مفاد کی خاطر آخر دم تک لڑتے رہیں اور میں اسی طریقہ کو پہلے طریقہ سے ترجیح دیتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ کے حل میں انصاف سے کام لیا جائے گا میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ اپنے مجنس کے ساتھ انصاف کرے اور صداقت ہی کی ہمیشہ فتح ہوئی ہے۔

## ہندوستان کا پیدائشی حق

ہندوستان کے لئے درجہ مستعمرات حاصل کرنا ہندوستانیوں کا پیدائشی حق ہے کیونکہ یہ قدرتی امر ہے کہ ہندوستانیوں کو اپنے ملک کا انتظام اور اسکی حفاظت بذات خود کرنی چاہیئے اور یہ چیز ہندوستان کی سابقہ تہذیب و تمدن پر مبنی ہے ہندوستانیوں کے اس دعوے کے ثبوت میں بعض حقائق موجود ہیں ان کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا جاتا کہ ہم ان کے ذریعہ اپنے دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ ہم ان حقائق کو تحریر کئے بغیر نہیں رہ سکتے اس قسم کے چند حقائق ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

## موجودہ نسل حکومت خود اختیاری کیوں چاہتی ہے؟

ہندوستان پر برطانیہ کا سایہ پڑنے سے قبل ہندوستانی ارباب بست و کشاد نے پانچ لاکھ دیہات مختلف صوبوں میں آباد کئے تھے جن میں سے ہر ایک موضع بذات خود منظم و مستحکم تھا لیکن یہ جملہ دیہات ایک تجربہ کار رائے تھے اور وہ سلطنت ہندوستان تھی اس عظیم الشان سلطنت میں خوشحال شہر اور قصبہ آباد تھے جن میں سے بعض ایک وقت میں لندن سے بھی زیادہ وسیع اور خوشحال تھے مثال کے طور پر ڈھاکہ، اجودھیا، بنارس دہلی یا آگرے کو لیجئے موجودہ ہندوستانی نسل انہی لوگوں کے خاندان میں سے ہے جو اس عظیم الشان سلطنت پر حکومت کرتے تھے اور جن کے ہاتھوں میں سلطنت کی باگ ڈور تھی یہی وجہ ہے کہ موجودہ نسل اپنے بزرگوں کے مانند مذکورہ بالا دیہات اور شہروں کا انتظام خود کرنا چاہتی ہے کیونکہ ان دیہات اور شہروں کو ان کے آباؤ اجداد ہی نے بنایا تھا۔

## زمانہ ماضی میں ہندوستان کی تجارتی حالت

کپتان ہملٹن ایک انگریز تاجر نے جو جنرل شرق الہند میں ۲۵ سال تک موجود رہا ہے اپنے سفرنامہ (مطبوعہ ۱۷۲۷ء) میں لکھا ہے کہ "سورت میں ایک ہندوستانی تاجر مسمی عبدالغفار کو تجارت پر اتنا غلبہ حاصل تھا کہ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی پوری تجارت اس کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی تھی عبدالغفار کی تجارت کی قیمت ایسٹ انڈیا ایجنسی کی پوری تجارت کی قیمت کے مساوی خیال کیجاتی تھی (سفرنامہ جلد اول صفحہ ۱۴۲)

کپتان ہملٹن اپنے سفرنامہ میں رقمطراز ہیں کہ میں نے عبدالغفار تاجر کو ایک سال میں بیس جہاز دوسرے ممالک کو مال بھر کر روانہ کرتے دیکھا ہے ان جہازوں کا وزن تین سو اور آٹھ سو ٹن کے درمیان ہوا کرتا تھا اور ان میں عبدالغفار کا اپنا سامان دس ہزار پونڈ سے لیکر ۲۰ ہزار پونڈ تک ہوا کرتا تھا غیر ملکی سامان روانہ کرنے کے بعد عبدالغفار تاجر نے مجھ سے یہ امید ظاہر کی کہ اتنا ہی مال آئندہ سال میں غیر ممالک سے ہندوستان منگایا جائیگا (سفرنامہ جلد اول صفحہ ۱۴۲)

## رسل و رسائل کا انتظام

کپتان ہملٹن نے اس زمانہ کے ہندوستانی تاجروں کی دولت اور ان کے تجارتی جہازوں کی کیفیت تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے ان ہی تاجروں کی موجودہ نسل یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ اپنی تجارت کا خود انتظام کر سکتی ہے۔ کپتان صاحب نے لکھا ہے کہ "ہندوستان میں رسل و رسائل کا پورا انتظام تھا (زمانہ

شہنشاہ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، اور دربار دہلی سے ہندوستان کے انتہائی گوشہ تک آٹھ روز میں ڈاک پہنچ جاتی تھی۔" (جلد اول صفحہ ۱۴۹)

ہندوستانی قوم کا دعویٰ کہ وہ ہندوستان کا انتظام خود اس وجہ سے کرنا چاہتی ہے کہ یہ اس کا پیدائشی حق ہے اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ہندوستان میں قابل آدمیوں کے پیدا کرنے کی طاقت موجود ہے ہندوستان کی سرزمین سے گوتم بدھ جیسی ہستی پیدا ہوئی جو آج بھی دنیا کی ۱/۶ آبادی کی روحانی رہنمائی کر رہی ہے ہندوستان انسان کے لئے روحانی فلسفہ پیدا کرنے کی قابلیت رکھتا ہے اور آج بھی ۳ کروڑ نفوس کی روحانی اور معاشرتی زندگی ہندوستان کی روحانی و معاشرتی قابلیت کا ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔

## سابقہ و موجودہ انتظام محاصل

تین سو سال سے زائد زمانہ گزر جاتا ہے لیکن جو انتظام مہ کاری محاصل کے متعلق اس زمانہ میں کیا گیا تھا وہ آج بھی برطانوی حکومت ہند کے انتظام کا اصولی ڈھانچہ ہے پھر کونسا ملک یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستانی قانون بنانے اور قانون نافذ کرنے کے ناقابل ہیں اس زمانہ میں بھی لگان کا نظام کی پیچیدہ مشینری کے چلانے میں ہندوستانی دماغ حیرت انگیز کام دے رہا ہے ہندوستانی دماغ اس مشینری کے ہر کل پرزے کو اچھی طرح سمجھتا ہے ہندوستان کا یہ پیدائشی حق ہے کہ اس کو درجہ مستعمرات دیا جائے جس میں ہندوستانیوں کو ملک و فوج کے انتظام پر پورے پورے اختیارات حاصل ہوں۔

## ہندوستان کو درجہ مستعمرات کیوں دیا جائے

دوسری وجہ کہ ہندوستان کو علاوہ درجہ مستعمرات کیوں دیا جائے یہ ہے کہ ہندوستان کی اقتصادی و معاشرتی اصولی ترقی ایک معین و محدود وقت کے اندر موجودہ طرز حکومت کے ماتحت بالکل ناممکن ہے خواہ ہمارے برطانی خیر خواہ ہندوستان کی بہبودی کے لئے کتنے ہی اخلاص مقصد سے کام لیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ موجودہ طرز حکومت پر ہندوستان کا روپیہ پانی کی طرح صرف ہوتا ہے اور ہندوستانی قوم پر وہ خدمات مہیا کرنے کے لئے حکومت کے پاس یہ میں بالکل گنجائش باقی نہیں رہتی۔

## حکومت کی آمدنی

ذیل میں مسٹر لیسٹن کی رپورٹ سے وہ جدول سائمن رپورٹ میں نقل کی گئی ہے، حکومت ہند کی آمدنی کے متعلق اعداد و شمار درج کئے جاتے ہیں۔

مرکزی حکومت کی آمدنی ۲۲ کروڑ ۸۸ لاکھ روپیہ ہے جس میں سے ۶۲ فیصدی ہندوستان کی مرافعت اور فوج پر صرف کیا جاتا ہے۔ ہندوستانیوں کا سب سے بڑا پیشہ زراعت ہے ۳۱ کروڑ میں سے ۲۲ کروڑ آدمیوں کی زندگی زراعت پر منحصر ہے لیکن موجودہ طرز حکومت ایسا ہے کہ زراعت کی ترقی پر ۴۷ لاکھ روپیہ میں سے صرف ۳ کروڑ روپیہ صرف کیا جاتا ہے

## ہندوستانی فوج کے خرچ میں سو فیصدی "اضافہ"

لارڈ اروِن کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ انگلستان کے بہت بڑے زمیندار ہیں سے ہیں اور ہندوستان کے زراعتی مسائل کے ساتھ پوری ہمدردی رکھتے ہیں لیکن لارڈ اروِن اس ہمدردی کو عملی جامہ پہنانے سے مجبور ہیں کیونکہ دوسری مدات میں خرچ کم نہیں کیا جا سکتا۔

گزشتہ پندرہ سال کے اندر برطانیہ میں فوج پر خرچ ۹۰ فیصدی بڑھا ہے دیگر ممالک میں ۳۳ فیصدی اور ہندوستان میں سو فیصدی بڑھ گیا ہے آپ پوچھیں گے سو فیصدی کیونکر؟ وہ اس وجہ سے کہ ۱۹۱۴ء سال قبل ہندوستانی فوج پر دو کروڑ بتیس لاکھ پونڈ خرچ ہوتے تھے لیکن اب چار کروڑ چالیس لاکھ پونڈ خرچ ہو رہے ہیں (اسی کو ترقی کہتے ہیں!!) اب بتائیے کہ "قوم پر وردگار" کرانچی دینے کے لئے حکومت کے پاس روپیہ کہاں سے آئے جب مصارف کا یہ حال ہے؟

## تعلیم

برطانیہ میں تعلیم کے لئے فی کس ۲ پونڈ ۱۰ شلنگ صرف کئے جاتے ہیں لیکن افسوس ہندوستان میں فی کس ۹ پنس بلکہ اس سے بھی کم خرچ کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں ۴۰/۴۱ فیصدی مرد اور ۲ فیصدی چھوٹے بچے اپنی ماں کی گودیوں میں مر جاتے ہیں اور ان کو دنیا کی بہار دیکھنی نصیب نہیں ہوتی لاکھوں دیہاتیوں کو اپنی زندگی میں ٹھاٹھ دیکھنا میسر نہیں ہوتا۔

## دیہات کی زبوں حالت

صحت کے لحاظ سے دیہات کی حالت اب بھی ویسی ہی خراب ہے جتنی کہ ایک صدی پہلے تھی برطانوی حکومت کے ایک سو سال بعد بھی مس میو کو اپنی کتاب "مادر ہند" کے لئے اتنا "غلیظ مواد" موجود ملا ہندوستان میں کوئی ایسی صنعت جاری نہیں کی گئی جس کے ذریعہ دولت کمائی جا سکے ہندوستان میں ریلیں جاری ہیں لیکن کوئی ہندوستانی ایک انجن بھی نہیں بنا سکتا ہم ایک موٹر تک بھی نہیں بنا سکتے ہندوستانیوں کو مفلس بنا کر انگلستان کو کیا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

غیر تعلیم یافتہ لوگ اکثر امراض میں مبتلا رہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مقاصد کے پورا کرنے کے لئے کوئی فنڈ موجود نہیں ہر حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ملک میں حسن انتظام کے ماتحت امن و امان قائم رکھے اور رعایا کی فلاح و بہبودی کے لئے اپنی امکانی کوشش کرے۔

## انگلستان ہندوستان کا مقابلہ

برطانیہ میں فی کس سالانہ آمدنی ۳۰ پونڈ ہے ہندوستان میں فی کس سالانہ آمدنی ۶ پونڈ ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ ایک ہندوستانی کی ماہانہ آمدنی کا اوسط ۱۰ روپے ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جس قوم کے ایک فرد کی ماہانہ آمدنی کل ۱۰ روپے ہو وہ سرکاری محاصل کی زیادتی کو کس حد تک برداشت کر سکتی ہے۔

## ہندوستان کی زراعتی حالت

لگان اراضی میں اضافہ کے مسئلہ کا جہاں تک تعلق ہے اس کا بہترین حل میرے خیال میں یہ ہے کہ اناج وغیرہ کی پیداوار زیادہ کی جائے اور اس کو اس کی قیمت میں اضافہ کر کے غیر ممالک بھیجا جائے تاکہ دوسرے ذریعہ سے محاصل میں اضافہ ہو لیکن اس مقصد کے لئے ابتدائی مراحل میں کافی روپیہ

صرف کرنا ہوگا تمام ہندوستان میں ایک زراعتی کالج ایسا قائم نہیں ہوسکا جس میں لاابطل فن زراعت کی مکمل تعلیم حاصل کرسکے مجبوراً ہندوستانی طلبا زراعت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ و یورپ جاتے ہیں جب میں نے ایک فرانسیسی سے کہا کہ میں اپنے لڑکے کو زراعت کی تعلیم دلوانے کے لئے کیمبرج یونیورسٹی بھیج رہا ہوں تو اس نے تعجب ظاہر کیا زراعت کے سرکاری ملازم انگلستان میں بھرتی کئے جاتے ہیں اس معاملہ میں برطانوی مفاد اور ہندوستانی مفاد کا ٹکراؤ نہیں ہوتا بلکہ ہندوستانی زراعتی حالت کی بہبودی اور اصلاح میں انگلستان کا مفاد مضمر ہے لیکن حکومت کے پاس اتنا روپیہ نہیں ہوگا کہ وہ ملک کی ضرورت کے مطابق زراعت کی ترقی کے لئے صرف کرسکے۔

## زراعتی اسکولوں و کالجوں کی ضرورت

میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں زراعتی اسکول، کالج وسیع پیمانہ پر کھل جائیں ہندوستان کی ہر بڑی تحصیل میں ایک زراعتی اسکول، لائبریری (دارالکتب) اور عجائب خانہ (جس میں زراعت کے متعلق ضروری اشیاء موجود ہوں) ہونا چاہیئے جس سے ہر ایک کاشتکار فائدہ اٹھا سکے اگر سرکاری ایسے ہماری حالت کو محدود نہ کردیا ہوتا تو ہندوستان میں زراعت کے فن میں اتنی ترقی ہوچکی ہوتی کہ یورپ کے طلبا ہندوستان میں تعلیم حاصل کرنے آتے کیونکہ ہندوستان کی زمین زراعت کے لئے بہترین ثابت ہوئی ہے۔

## ہم کیا چاہتے ہیں

لارڈ میکالے نے ایک صدی پہلے تعلیم کے متعلق جس حکمت عملی کی بنیاد ڈالی تھی ہم اس میں پوری ترمیم چاہتے ہیں کیونکہ اس حکمت کا جو مقصد تھا وہ اب پورا ہو چکا لہٰذا اب اس کی بالکل ضرورت باقی نہیں رہی ہم چاہتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں دستکاری اور مختلف پیشوں کے اسکول کھولے جائیں ہم بیکار ہندوستانیوں کے مسئلہ کو اپنے طریقہ پر حل کرنا چاہتے ہیں ہم دولت کے ان تمام ذرائع پر قبضہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ہندوستان میں افراط کے ساتھ موجود ہیں ہم چاہتے ہیں کہ جنگلات کو حاصل کا ذریعہ بنایا جائے لیکن یہ سب کچھ کس طرح کرسکتے ہیں جبکہ ہم کو اختیار ہی حاصل نہیں؟

## ہندوستان درجہ مستعمرات مل جانے پر کیا کریگا

اگر ہندوستان کو درجہ مستعمرات مل گیا تو یہ جملہ ہماری کامیابی حاصل کریگا جتنی کہ جاپان نے گزشتہ بیس پچیس سال میں اور ٹرکی نے ۵ سال میں حاصل کی ہے ہندوستان کی معاشرتی ترقی ہندوستان کے اندر ہی سے ہوسکتی ہے مس میو کے کتابچے کا احساس "ہندوستانی" کے علاوہ کوئی اور شخص نہیں کرسکتا جتنے جلد ہندوستانیوں کو سلطنت ہند کا انتظام دیا جائیگا اتنا ہی ہندوستان کیلئے مفید ہوگا۔ متذکرہ بالا امور سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے اقتصادی و معاشرتی مسائل کا حل صرف ہندوستانی کرسکتے ہیں اور ان مسائل کا حل ذریعہ درجہ مستعمرات ہے جو جلد ملنا چاہیئے۔

## برطانیہ کا مفاد

ہندوستان کو درجہ مستعمرات دینے میں برطانیہ کا اقتصادی مفاد مضمر ہے برطانیہ ہندوستان پر اس وجہ سے قابض نہیں ہے کہ ایک ہزار انگریزی حکام کو ہندوستان میں لاکر رکھنا چاہتا ہے یا ہندوستان کی فوج میں انگریزوں کو بھرتی کرکے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے انگلستان کے بیکار رہنے کے مسئلہ کا حل اس طرح نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے بیکار آدمیوں کو ہندوستان میں بیکار سے لگاکے برطانیہ کی قومی دولت میں اس طرح اضافہ نہیں ہوسکتا کہ برطانوی لوگ ہندوستان میں ملازمت کریں بلکہ برطانیہ ہندوستان پر اس وجہ سے قابض رہنا چاہتا ہے کہ موخرالذکر کو اول الذکر سے اقتصادی حالت میں من حیث القوم مدد ملتی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان درجہ مستعمرات مل جانیکی حالت میں انگلستان کے مفاد کی زیادہ مدد کرسکتا ہے یا موجودہ حالت میں! یہ سمجھنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ دولت مند ہندوستان افلاس کی حالت کے مقابلہ میں برطانوی تجارت کے مقاصد کو زیادہ پورا کرسکتا ہے میرے نزدیک یہ امر صاف ہے کہ مطمئن اور درست ہندوستان برطانیہ کے لئے بہت زیادہ باعث تقویت و حفاظت ہوگا بہ نسبت اسکے کہ ہندوستان میں برطانیہ اور اسکی تجارت کے خلاف نفرت و عناد کے جذبات موجود ہوں ہندوستان برطانیہ کا دوست و معاون بنکر سلطنت برطانیہ سے زیادہ عرصہ تک ملحق رہ سکتا ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ برطانیہ کا تحت بنکر رہے برطانیہ کے لئے صرف اسکی ضرورت ہے کہ وہ ہندوستانی مسئلہ پر سیاسی نقطۂ نظر سے پوری طرح غور و خوض کرے۔

## آزاد ہندوستان کا تصور

تھوڑی دیر کے لئے آزاد ہندوستان کا تصور کیجئے غیر ملکی شہری فوجی حکام کی علیحدگی سے جو کروڑوں روپے بچت ہوتی ہے وہ ہندوستان کی گنیہ آبادی کی تعلیم و بہبودی کے لئے صرف کی جاسکتی ہے درجہ مستعمرات مل جانے پر ہندوستان ایک مساوی کی حیثیت میں وہ قوت و اہمیت حاصل کرلے گا جس طرح وہ چاہے گا سلطنت برطانیہ کو اپنے اشارہ پر چلا سکیگا اس حالت میں ہندوستان سلطنت برطانیہ کا حقیقی جواہر ہوگا تحفظ کی حکمت عملی کے باوجود ہندوستان انگلستان کو ان چیزوں کا سب سے زیادہ محصول ادا کرتا رہیگا جو ہندوستان میں تیار نہیں ہوسکتیں۔

## برطانی مال کے مقاطعہ کا نتیجہ

لیکن اگر برطانوی مال کی مقاطعہ اسی شدومد کے ساتھ جاری رہا جس کے ساتھ یہ شروع کیا گیا ہے تو پھر انگلستان کیلئے ہندوستان پر قابض رہنا خود بخود فضول اور عبث ہوجائیگا۔

## مشرق و مغرب میں جنگ

اگر انگلستان نے ہندوستان کو درجہ مستعمرات دیدیا تو انگلستان کے شاہی مفاد کو یہ فائدہ پہنچیگا دنیا کی سیاسی افق پر مشرق و مغرب کے درمیان ایک بہت بڑی جنگ ہونے کے آثار پائے جاتے ہیں صدر جمہوریہ فرانس نے ۱۹۳۰ء میں یورپ کی مختلف طاقتوں کے نام جو گشتی مراسلہ بھیجا تھا اور جس میں تہذیب کی مشابہت کے اصول پر اقتصادی اشتراک عمل کی ضرورت کو ظاہر کیا گیا تھا ممکن ہے وہ اسی متوقع جنگ کے خوف سے بھیجا گیا ہو۔

## اس جنگ میں ہندوستان کیا کرے گا

اس جنگ کے زمانہ میں مستعمراتی ہندوستان اپنی جغرافیائی خصوصیات کی وجہ سے شورش کا سدباب کرنے میں موثر ترین ثابت ہوگا میرے دل میں اس کے متعلق کوئی شبہ نہیں کہ اگر مشرق و مغرب کے درمیان ایسی جنگ ہوئی (اور اس جنگ کے آثار افق سیاست پر نظر آرہے ہیں) تو "غیر مستعمراتی" ہندوستان مشرق کا ساتھ دیگا ہم کو ہندوستان کی وہ ہندوی یاد ہے جو اس نے جاپان اور روس کی جنگ کے موقع پر ظاہر کی تھی لیکن "مستعمراتی" ہندوستان "موجودہ" ہندوستان سے بالکل مختلف ہوگا۔ تم اس کو محض "خیال" بتاؤ گے لیکن دنیا میں کوئی بڑا مقصد "خیال" کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ مسٹر گوکھلے نے ایک انگریز دوست سے فرمایا تھا "کاش انگلستان کو مشرق کا خیال ہوتا"

---

# دعوت اتحاد

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب قادری بہرائچی)

(بسلسلہ گذشتہ)

## امام ابوحنیفہ اہل قبلہ کی تکفیر کے قائل نہیں

یہ فراخ دلی اور ہمہ گیری نہ صرف امام صاحب ہی سے مخصوص نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عمرو کی بھی یہی رائے ہے آپ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کچھ لوگ پیدا ہوئے ہیں جو قرآن کی غلط تاویل کرتے ہیں اور ہم کو کافر قرار دیتے ہیں وہ خود کافر ہیں یا نہیں حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا کہ اس وقت تک کوئی کافر نہیں ہوتا جب تک خدا کو وہ نہ کہے۔

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

ممکن ہے کہ امام صاحب کے قول لا نکفر احدا من اہل القبلۃ کا کوئی یہ مطلب سمجھے کہ اسکی رو سے تو یہ لازم آتا ہے کہ ایک مسلمان اگر کسی امر دینی قطعی الثبوت مثلاً نماز روزہ اور حج وزکوٰۃ وغیرہ کا بھی انکار کرے تو اس کو کافر نہ سمجھا جائے کیونکہ بہر حال اہل قبلہ ہے اس غلط فہمی کا ازالہ خود متکلمین نے یہ کہکر کر دیا ہے کہ من اہل القبلۃ ھم الذین اتفقوا علی ما ھو من ضروریات الدین یعنی اہل قبلہ وہ ہے جو ضروریات دین کا منکر نہ ہو۔

نیز ایک شبہ اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو امام صاحب کی اس قدر فیاضی کہ اہل قبلہ سب مومن ہیں اور دوسری طرف آپ کا یہ قول کہ جو خلق قرآن کا قائل ہو اس کی تکفیر کی جائے یہ دونوں وسعت اور تنگی کے پہلو کیونکر قائم رہ سکتے ہیں دراصل یہی وہ مرحلہ ہے جہاں کفرین کو پناہ ملتی ہے مگر یہ ایک مشکل سوال ہے جس کا حل ذرا غور طلب ہے عقائد نفسی میں ہے۔

والجمع بین قولھم لا یکفر احد من اھل القبلۃ وقولھم یکفر من قال بخلق القرآن او استحالۃ الرویۃ او سب الشیخین وامثال ذلک مشکل تبلائے اس مشکل کو مجد جیسا مجدد اس کیسے حل کر سکتا ہے بہر حال امام صاحب کے قول سابق کی وسعت اور اہمیت پر کوئی مخالف انگشت نہیں پڑ سکتا جبکہ ان کا طرز عمل اسکی توثیق و تفسیر کر رہا ہے اور اس کے گواہ بھی موجود ہیں۔

## فقہا کی دریا دلی

فقہائے اسلام اور علمائے متقدمین کو خدا جزائے خیر دے جنہوں نے مسالمت و رواداری اور نہایت حزم و احتیاط کی تعلیم دیکر ملت واحدہ کو فرقہ بندی و تفریق کے تباہ کن اثرات سے بچایا مگر اس کا کیا علاج کہ چودھویں صدی کے علماء سوء جو ہی غزالی و رازی بن بیٹھے اور علمائے متقدمین کی تحقیق سے بے نیاز ہو گئے ہے اس خود رائی اور خود پسندی کا برا ہو جس نے ہمارے شیرازۃ العلماء کفرین کو تحقیق و تدقیق کے اس بلند مینار پر پہنچا دیا جہاں سے اپنے اور بیگانے سب ہی فقہا کو دریا دلی مدنظر ہو واعلم انہ لا ینفی بالفی بعض مسلمان ان ممکن حمل کلام ما علی محمل حسن جانا چاہئے کسی مسلمان کے کفر کا فتویٰ نہ دیا جائے جائے گا اگر اس کے کلام کو کسی نیک محمل پر حمل کیا جا سکتا ہو (درمختار)

یعنی اگر اس کے کلام میں سے کوئی نیک پہلو نکل سکتا ہو تو کسی مفتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ آنکھیں بند کر کے کسی مسلمان کو کافر بنا دے نیز اسی درمختار میں ہے۔

اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ اگر کسی مسئلہ میں متعدد وجوہ موجب کفر ہوں اور ایک وجہ مانع تو مفتی کا فرض ہے کہ وہ وجہ مانع کا خیال رکھے وجوہات کفر کا خیال نہ کرے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ تکفیر کی کس قدر حد بندی اور رکاوٹ کی گئی ہے اور کس قدر محتاط رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

میں نے اپنی نکتہ تکفیر کا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بتلایا جیسے ناظرین خلجان میں ہوں گے لہذا میں تکفیر کا قاعدہ کلیہ تحریر کر کے اہل علم حضرات کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ وہ اس معیار پر آجکل کے کفر کے فتوے اپرکھ کر دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ فی زمانہ اس معاملہ میں کس قدر بے احتیاطیاں کی جا رہی ہیں مشکل سے پانچ فیصدی فتاوے اس معیار پر صحیح اتریں گے اور باقی سب تعصب و عناد کے عتاب نامے ثابت ہوں گے۔

## تکفیر کا قاعدہ کلیہ

جس طرح عبادات و اعمال میں بعض احکام اصولی ہیں اور بعض فروعی اسی طرح اعتقادیات میں بھی بعض عقائد اصولی ہیں اور بعض فروعی مثلاً اللہ پر، ملائکہ پر، رسولوں پر، کتابوں پر، نیکی و بدی کے اندازہ کرنے پر، حدوث عالم پر اور حشر اجساد وغیرہ پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ یہ عقائد اصولی ہیں ان میں سے کسی ایک کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے ان کے علاوہ بعض عقائد فروعی ہیں مثلاً حیات مسیح وغیرہ ان کے انکار سے تکفیر نہیں کی جائیگی بلکہ زیادہ سے زیادہ تبدیع و تضلیل آج جن مسائل پر قیامتیں برپا ہیں ان میں سے اکثر فروعی ہیں جن کو بزعم خود کفر و اسلام کا معیار قرار دے لیا گیا ہے۔

تکفیر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار جب کفر ہے اس میں کوئی نزاع نہیں۔ مسائل اجتہادیہ میں تکفیر کی مطلق گنجائش نہیں جبکہ اسلام نے آزادی فکر و اجتہاد کی تعلیم دی ہے۔

## ایک قابل غور امر

حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت امام ابوحنیفہ حضرت امام غزالی اور حضرت محی الدین ابن العربی اکبر وہ مشاہیر اسلام ہیں جن پر مسلمان جس قدر بھی فخر و ناز کریں کم ہے جو سپہر سعادت کے روشن ستارے اور تمدد الفقہ کے نورانی پیکر ہیں جنہوں نے اسلام کی اس نازک وقت میں حمایت کی جبکہ مذہب اسلام اور فلسفہ یونان میں زبردست جنگ چھڑی ہوئی تھی ان حضرات نے علم کلام کے باطل شکن ہتھیاروں سے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا حصار اسلام کو ایسے مضبوط فصیلوں اور مدموں سے محفوظ

کیا جسکے مقابلہ میں بڑی بڑی قلعہ شکن توپیں اور کوہ شکن گولے بیکار ثابت ہوئے باطل توہمات کی قلعی کھولی فلسفہ کی ملمع سازیوں کا طلسم توڑا معتزلین کی ابلہ فریبیوں کا پردہ فاش کیا اور قیامت تک کے لئے مخالفین کی نکتہ چینیوں کا سدباب کردیا۔

نہ صرف یہ کہ اسلام کے خارجی دشمنوں اور حملہ آوروں کو پسپا کیا بلکہ اندرونی دشمنوں کا بھی ناطقہ بند کیا قدامت پسندی کو جہالت کے پنجہ سے رہائی دلائی انفرادی آزادی کی حمایت کی اور اسلام کے چشمہ کو خس وخاشاک سے پاک کیا غرض ہر طرح اسلام کی بنیادوں کو مضبوط و پائدار بنادیا لیکن باوجود ان شاندار کارناموں کے ان کی زندگی میں یہ بات نظر نہیں آتی کہ انہوں نے کسی کلمہ گو کی تکفیر کی ہو اور یا فرقہ بندی کی تعلیم دی ہو جبکہ انہوں نے باوجود اس قدر ہمہ دانی کے اور تعمق فی الدین کے اپنے افہام و تدبر کی بنا پر کوئی فرقہ سازی نہیں کی تو اب قیامت کے لئے کسی عالم کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام میں فرقہ بندی کی لعنت مسلط کر کے ملت واحدہ کو تباہ کرے۔

سوچنے کی بات ہے کہ وہ تکفیر کے معاملہ میں اس قدر محتاط کیوں تھے اور کیوں انہوں نے کفر و ایمان کا وہ معیار قائم کیا جسکی رو سے کوئی کلمہ گو کافر نہیں ہوسکتا اگر غور سے دیکھا جائے تو اسلام کی تعلیم کا حقیقی منشا یہی ہے جسکو ان بزرگوں نے بے نقاب کیا ہے انکی جو بات بھی ہے کتاب و سنت کے معیار پر جچی تلی ہوئی ہے کیونکہ وہ کتاب و سنت کو یقیناً آجکل کے مکفر مولویوں سے زیادہ جانتے تھے ان کی یہ فیاضی اور کشادہ دلی حسب ذیل جذبات پر مبنی تھی۔

(۱) کسی مسلمان کو کافر کہدینا اس پر انتہائی ظلم ہے کیونکہ پھر اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا اس لئے وہ انتہائی ظلم اسے انتہائی مجبوریوں اور کمزوریوں کے بغیر مجتنب رہنے کو حمایت اسلام کا صحیح جذبہ سمجھتے تھے۔

(۲) حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب لزوم کفر کفر نہیں بلکہ التزام کفر کفر ہے سو اس الرشاد کی نزاکت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تکفیر کے معاملہ میں محتاط رہنے اور خاموشی کو ادلے سمجھتے تھے۔

(۳) مبلغ اسلام کا کام ہے کافر کو مسلمان بنانا نہ کہ مسلمان کو کافر اس لئے وہ مقدم فرض کی بجاآوری میں پیش پیش اور سرگرم تھے کیونکہ وہ کافر ساز نہیں بلکہ مومن گر تھے۔

(۴) چونکہ اسلام اخوت اسلامی کی ہمہ گیر تعلیم دیتا ہے اور اپنے متبعین میں وسیع النظری اور وسیع الخیالی پیدا کرتا ہے لہذا وہ اسلام کی ہمہ گیری اور وسعت کو برحال قائم رکھنا چاہتے تھے اور اسلام کے دائرہ کو تنگ اور محدود کرنا وہ صلے کی شان کے خلاف جانتے تھے۔

یہ تھے وہ پاکیزہ جذبات جو اپنے اندر پریم و محبت کی ایک دنیا لئے ہوئے تھے اور اسلام کی تعلیم کا ایک آئینہ ہیں۔

## حنفی بھائیوں سے ایک سوال

اے تعلیم حقہ کے خلاف اور حنفی کہلانے والو کیا آپ لوگوں کے نزدیک حضرت امام ابو حنیفہ کی تقلید کے یہی معنی ہیں کہ آپ غیر مقلدوں فرضی بدعتیوں اور وہابیوں سے دست و گریباں ہوتے رہیں اور فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، میلاد اور گیارھویں وغیرہ مختلف فیہ مسائل میں جھگڑ کر اپنا قیمتی وقت ضایع کرتے رہیں کیا آپ تحفظ دین و حمایت اسلام کا وہی مشن امام صاحب سے زیادہ رکھتے ہیں اور کیا آپ کی تحقیق کا پایہ حضرت امام صاحب کی تحقیق و تدقیق سے بھی بلند ہے کیا آپ کی شریعت دانی کو امام صاحب کی شریعت دانی پر تفوق حاصل ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ بات بات پر کفر کے فتوے لگا کر خدائی فوجدار بنے جارہے ہیں اور امام صاحب کے قول لا نکفر اھل من اھل القبلہ کی عملاً تغلیط کر رہے ہیں اگر آپ کے حنفی ہونے کا دعوی صحیح ہے اور آپ واقعی امام صاحب کے مقلد ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ آپ امام صاحب جیسی دریا دلی اور وسیع القلبی کا ثبوت پیش کریں اور امام صاحب کی پاک وصاف تعلیم اور روشن تقلید میں چار چاند لگائیں۔

## اسلام میں فرقہ بندی کی ابتدا

اسلام ایک سیدھا سادہ فطری مذہب تھا جس کی بنیاد یقین اور فطری ذوق پر تھی اور جس میں اختلاف کی مسلمان گنجائش نہ تھی لیکن عرب کے ساتھ عجم کی آویزش عجمیوں کی تفرقہ انداز ذہنیت عرب کی فرقہ بندی اور انفرادیت اور دنیاوی جاہ و جلال نے اسلام کو فرقوں میں منقسم کردیا عرب کی خانہ جنگی فرقہ بندی اور انفرادیت پہلے ہی اسلامی عقائد کی ہموار سطح کے لئے سامان تلاطم بننے کی صلاحیت رکھتی تھی اس پر عجم کے اتحاد نے اور بھی غضب کردیا کیونکہ عجمی مسلمانوں میں اسلامی تعلیم کا کما حقہ اثر نہیں ہوا تھا نہ اسلامی تخیل نے انکی جذبات پر قابو پایا تھا اور نہ ہی قرآن کو سمجھنے ان کی عقل اور ان کے قلوب کو کافی طور پر مسخر کیا تھا اس لئے قرآن مقدس کی باطل و عصبیت شکن تعلیم ان کے کانوں کے لئے ایک نامانوس صدا تھی جس پر وہ اپنے جذبات و تخیلات کو قربان نہیں کرسکتے تھے لہذا ان کے غیر اسلامی تخیل اور عرب و عجم کی باہمی رقابت نے اسلام کو اپنی اصلی حالت پر نہیں رہنے دیا یہی وجہ ہے کہ مذہب تشیع عجم میں زیادہ مقبول ہوا کیونکہ شیعی معتقدات اہل عجم کے تخیلات کے مطابق اور الطبائع کے لئے سازگار تھے۔

چونکہ اسلام میں فرقہ بندی کے بانی اول اہل عجم ہیں لہذا اس کے ثبوت میں حسب ذیل امور قابل غور ہیں۔

عرب کا ایمان زیادہ تر تصدیقی یعنی ذوقی اور فطری تھا اس لئے ان کو اسلامی معتقدات میں زیادہ چھان بین نکتہ چینی اور موشگافی سے کچھ زیادہ سروکار نہ تھا بلکہ خدا اور اس کے رسول کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردینے اور جوں و چرا سے محترز رہنے کو وہ اپنے مومن ہونے کا اولین فرض سمجھتے تھے۔ تفویض و تسلیم ان کا شعار خصوصی تھا وہ بل یدا ع مبسوط طھان الیہ یصعد الکلم الطیب اور ثم استوی علی العرش وغیرہ آیات متشابہات کی دن و رات تلاوت کرتے تھے اور فلسفیانہ دقیقہ سنجیوں اور یدر علے کے نفی اثبات کی بحثوں میں الجھے بغیر ان آیات کا وہی سیدھا سادا مطلب سمجھ لیتے تھے جو ہر عربی خواں مسلمان سمجھ سکتا ہے آیات متشابہات کے متعلق اہل عرب کا طریقہ فہم و

تدبر دہی تھا جو خود قرآن کا تعلیم کردہ ہے یعنی وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ یعنی متشابہات کے معنے اسرجانا ہے اور وہ لوگ جو مضبوط علم والے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور اس کو وہی سمجھتے ہیں جو عقلمند ہیں۔

درحقیقت قرآن مقدس کی تفہیم و تعمیل کا معتدلانہ طریقہ یہی ہے کہ آیات متشابہات کی حقیقت نفس الامری خدا کے حوالہ کرکے اپنی ناقص العقلی اور کوتاہ فہمی کا اعتراف کیا جائے کیونکہ انسان کی عقل محدود اور فہم نارسا انکشاف حالات غیوب سے عاجز و درماندہ ہے لہذا ہر حکم الٰہی کے اسرار و غوامض کی اطلاع پالینا فہم انسانی کے لئے ناممکن ہے پس ایک فہیم و عقیل سلم کی دانائی اور سعادت مندی اسی میں ہے کہ وہ ممکنات کی حد سے آگے نہ بڑھے جہاں تک عقل کی رسائی ہو غور و تدبر اور جائز چھان بین سے کام لے اور جہاں عقل جواب دے جائے آیات کے ظاہری معنوں پر ایمان لاکر حقیقت حال خدا پر چھوڑ دے۔ جبتک قرآن کریم کے فہم و تدبر میں مذکورہ بالا طریقہ کو ملحوظ رکھا گیا اسلامی عقائد کی سطح ہموار رہی اور جب سے دماغوں پر عقل و فلسفہ مسلط ہوگیا قرآن کو اپنی عقلوں کے سانچوں میں ڈھال لیا گیا۔

صدر اول تک عربی مسلمانوں کا ذوق خارجی اثرات سے متاثر نہیں ہوا تھا بدیں وجہ صحابہ کے زمانہ تک متبعین اسلام کا فطری ذوق قائم رہا اور اسلام کی سادگی کو انہوں نے برقرار رکھا لیکن جب اسلام کی آغوش تربیت میں عجمی مسلمان آئے جو فطرتاً دقیقہ رس اور کج فہم واقع ہوئے تھے انہوں نے اسلامی عقائد کے پاک و صاف چشمہ کو اپنی کورذوقیوں کے تکدر سے مکدر کردیا اور اسلام کو فلسفہ یونان بنادیا

قرآن حکیم عربی زبان میں نازل ہوا تھا جسکو اہل عرب ہی اچھی طرح سمجھ سکتے تھے کیونکہ وہ عربی الفاظ و محاورات سے، معانی و طریقہ بیان سے بخوبی واقف تھے لہذا عرب والے ہی تبلیغ اسلام کے اہل اور حقیقت اسلام کے حامی ہو سکتے تھے جیسا کہ سورہ نحل میں ہے۔ قولہ تعالےٰ

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ۝

(ترجمہ) اور ہم کو معلوم ہے وہ کہتے ہیں کہ اسکو کوئی عجمی شخص سکھاتا ہے حالانکہ یہ صاف اور سیدھی عربی زبان ہے۔

عجم والوں کی چونکہ عربی زبان نہ تھی اس لئے ان کے لئے قرآن کریم کے اسرار و غوامض کا سمجھنا بھی ذرا مشکل تھا جیسا کہ ارشاد ہے قولہ تعالےٰ

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ ؕ (ترجمہ) اور اگر کرتے ہم اس کو قرآن عجمی زبان کا البتہ کہتے کیوں نہ جدا جدا کی گئیں آیتیں اسکی کیا عجمی بولی اور عربی لوگ کہہ دو واسطے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے۔

مذکورہ بالا امور پر نظر ڈالنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ دراصل عجم والوں ہی نے اسلام کو فرقہ بندی سے روشناس کرایا۔

## اسلام میں فرقہ بندی نے کیونکر رواج پایا جبکہ مسورہ ضلالت

میں ہر طرف کفر و شرک کا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور اس امر کی سخت ضرورت تھی کہ رب العالمین اپنی ہدایت، نمائیوں کا ظہور کرے اس لئے اللہ پاک نے اس عالمگیر تاریکی کو مبدل بہ نور کرنے کے لئے اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ کو مبعوث فرمایا قرآن شریف کو آپ پر نازل فرماکر رشد و ہدایت کے تمام سامان فراہم کردیئے ایسی حالت میں طالبگاران ہدایت اور متلاشیان فوز و فلاح کا عموماً اور متبعین اسلام کا خصوصاً اولین فرض تھا کہ وہ حضرت رب العزت کی اس ہدایت نمائی اور فرد نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خدائے حکیم و بصیر کے تمام احکام کے سامنے سر تسلیم خم کردیتے احکام الٰہی کے سر و غوامض کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی عقل کی نارسائی اور بے علمی کا اقرار کرتے۔ قرآن حکیم کی تفہیم میں کد و کاوش اور تعمق و تقطع سے ضرور کام لیتے جسکے وہ مکلف تھے اور عملی رنگ دانہ ہادی تعمیل و تقلید کو مقدم کرکے ہر قسم کی ناجائز نکتہ چینیوں اور منطق و فلسفہ کی نامرادیوں سے احتراز کرتے جیسا کہ صحابہ نے کیا ان سعید الفطرت حضرات نے تعمیل احکام کو ہر حالت میں مقدم رکھا اور اسرار حکم کو خدا کے حوالہ کیا حالانکہ وہ زمانہ مابعد کے منطقیوں اور فلسفیوں سے زیادہ دقیقہ رس اور نکتہ شناس واقع ہوئے تھے وہ قرآن میں وہ آیات پڑھتے تھے جن میں خدا کے اوصاف کا ذکر ہے اور جن کا تعلق اعتقادیات سے ہے لیکن الفاظ قرآنی پر اعتقاد رکھتے تھے اور حقیقت حال خدا پر چھوڑتے تھے۔ وہ حج و زکوٰۃ اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام اسلامی کے مسائل تو حضور سے پوچھتے تھے مگر صفات آلہیہ جنمیں تعلق اور غلو کرنے کی وجہ سے اسلام کئی فرقوں میں منقسم ہوگیا سکوت کرنے کو اولیٰ سمجھتے تھے انہوں نے قرآن کریم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا اور وہی سمجھا جو حضور نے سمجھا، غرض صحابائے کرام نے اسلام کو اپنی سادگی اور فطرتہ پر قائم رکھا اور قرآن کے فہم و تدبر کے لئے غیر قرآنی اور وضعی طریقہ سے اجتناب کرکے دین واحد کو فرقہ بندی کی زد سے اپنے زمانہ تک محفوظ رکھا۔ صحابہ کا مبارک زمانہ گذرنے کے بعد جیسے جیسے وضعیت اور تعمق کا ہاتھ بڑھتا گیا فطریہ اور فدق و فہم کی استعداد کم ہوتی گئی حتیٰ کہ دماغ اس درجہ کاوش پسند اور وضعی طریقہ کا پابند ہوگیا کہ اسلام کی کسی ہدایت کو اس کی سادہ اور سہل صورت میں سمجھنا ہی مشکل ہوگیا یہ معاملہ نہ صرف قرآن کریم کو پیش آیا بلکہ دیگر کتب سماویہ کی تحریف کا باعث بھی یہی انہماک اور غلو فی الدین ہوا۔ یہی وضعیت اور کاوش پسندی جس سے آج مسلمان دوچار ہیں اس کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ ہلاکت کی راہوں میں سے ایک راہ تعمق اور تقطع بھی ہے۔

صدر اول کے بعد طبیعتیں جدت پسند ہوتی گئیں قرآن کے فہم و تدبر کی راہیں مختلف اور الگ الگ ہوتی گئیں قرآن کا اسلوب بیان الفاظ، تراکیب دلائل و براہین اور مقاصد حکم کو عقلی سانچوں میں ڈھال لیا گیا اور اسلام کو ایک چیستان و عقدہ لاینحل بنالیا حتیٰ کہ آج اسلام کی حقیقت اور اصلیت تک پہنچنا ہی مشکل ہوگیا۔

اختلاف رائے اور اختلاف فہم کی بنیاد اگرچہ صحابہ کے آخر زمانہ میں رکھی جاچکی تھی لیکن چونکہ اس وقت تک طبیعتوں میں جدت پسندی اور بدعت نوازی کا مادہ نہ تھا اس لئے کسی اختلاف نے فرقہ بندی کی شکل اختیار نہ کی۔ پہلی صدی ہجری میں اسلام دو گروہوں میں تقسیم ہوگیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا یعنی اسلام میں سب سے پہلے شیعہ اور سنی کی تفریق ہوئی جس کی تباہ کاریاں حد سے زیادہ ہیں بنی امیہ کے عہد میں جبریہ صفاتیہ اور مشبہ وغیرہ فرقے عالم وجود میں آئے عطائین واصل نے معتزلہ کی بنا ڈالی اس زمانہ کی فرقہ بندی اہل تعطل اور اہل شرع کی علمی جنگ تھی اس چپقلش نے

اسلام کو نقصان عظیم پہنچایا اگرچہ اختلاف رائے بھی اختلاف رائے تک محدود رہتا تو غنیمت تھا لیکن غضب تو یہ ہوا کہ اس اختلاف رائے نے ایک خونریز جنگ کی صورت اختیار

# چھوٹی باتوں کا بڑا اثر

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب سعید بریلوی)

ابراہیم اور یونس دونوں بچپن میں ساتھ ہی کھیلے اور ساتھ ہی بڑھے پلے تھے ابراہیم اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور اس لئے اس کی پرورش بہت ہی ناز و نعم میں ہوئی تھی اس کے باپ چچا اور تایا اور ماموں سب اچھے معزز سرکاری عہدوں پر نوکر تھے اس لئے شہر میں اس کا خاندان ایک خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

یونس کے گھر میں یونس کے علاوہ اس کے چار بھائی بہن اور بھی تھے اس لئے ماں باپ کی ممتا اور محبت کسی ایک امر پر مرکوز ہونے کی بجائے پانچ ہستیوں پر منقسم تھی ابراہیم کی طرح اس کے گھر دولت کی ریل پیل تو نہ تھی اور نہ عید بقر عید اور ہولی دوالی کے موقعوں پر ڈالیاں اور بچوں کے مٹھائی کھانے کے لئے نوٹوں کے بنڈل اور روپیوں کی تھیلیاں لبھی آتی تھیں لیکن ایسا بھی نہ تھا کہ کسی قسم کی تنگی ہو اور بچوں کو روٹی یا کپڑا اچھی طرح میسر نہ آتا ہو۔ گھر میں اس قدر ساز و سامان آسنی میز کرسیاں اور اتنے پردے اور قالین نہ تھے کہ جتنے ابراہیم کے گھر مل سکتے تھے لیکن کمی سامان کے باوجود گھر والوں کی سلیقہ مندی کی بدولت یونس کا گھر ابراہیم کے گھر سے زیادہ صاف و ستھرا اور زیادہ آراستہ و پیراستہ معلوم ہوا کرتا تھا۔

امیروں کے بچوں کی طرح ابراہیم شروع ہی سے فضول، آرام طلب، محنت سے گھبرانے والا اور دوسروں پر حکومت کرنے کا شائق اور ایک حد تک خود غرض اور خود مطلب تھا وہ با قاعدہ پڑھنے جاتا ضرور تھا لیکن پڑھتا کچھ اس طرح تھا کہ گویا ماں باپ پر زور اور استادوں پر ایک احسان عظیم کر رہا ہے اور اگر کبھی سبق یاد کرنے میں اسے معمول سے ذرا زیادہ دیر لگ جاتی تھی تو اس کا چڑچڑا پن بہت ہی بڑھ جاتا تھا اور طبیعت نوکروں کی مصیبت آجاتی تھی۔

یونس کے مزاج میں امارت اور حکومت کی بو نہ تھی اس کو گھر کے نوکر چاکر بھی اپنے ہی جیسے انسان نظر آتے تھے اور وہ ان سے بالکل اسی طرح پیش آتا تھا جس طرح اپنے بھائی بہنوں سے۔ علم حاصل کرنے کا فوق تو اسے بیحد تھا اس لئے وہ ہر وقت اپنے ماں باپ سے اور اپنے استادوں سے صدہا مختلف قسم کے سوالات کر کے اپنی معلومات میں برابر اضافہ کرتا رہتا تھا ابراہیم کی طرح اس کا وقت بیکار کرسیوں پر بیٹھے یا پلنگ پر لیٹے رہنے میں گذرتا تھا بلکہ وہ اپنی فرصت کے گھنٹوں کو یا تو درزنی کھیلوں میں گذارا کرتا تھا یا کسی چیز کی تحقیق و تفتیش میں۔

مزاج اور عادات کے اس قدر اختلاف کے باوجود یہ ایک حیرت انگیز بات تھی کہ ابراہیم اور یونس آپس میں بڑے گہرے دوست تھے اور اسکول کے وقت کے علاوہ بھی روزانہ تھوڑا بہت وقت ان کا ایک دوسرے کی صحبت میں گذر اکرتا تھا۔ ابراہیم دبلا پتلا کمزور اور نازک اندام لڑکا تھا اور یونس خوب تندرست اور طاقتور اس لئے بچپن میں ایسے کئی اتفاقات ہوئے تھے کہ بعض شریر لڑکوں نے ابراہیم کو ستانا چاہا اور یونس نے اس کی مدد کر کے اسے بچا لیا۔

اسکول کی ابتدائی تعلیم سے فراغت پاکر دونوں ساتھ ہی ساتھ کالج میں داخل ہوئے اور اب بچپن کی دوستی اور محبت حقیقی اور واقعی الفت میں تبدیل ہو گئی افتاد طبیعت کے اختلاف کی وجہ سے اب بھی ان میں ذرا ذرا سی بات پر اختلاف رائے اور اس کے بعد خوب گرما گرم بحث ہوتی رہتی تھی لیکن کبھی کسی نے یہ نہ دیکھا کہ اس قدر بحث و تکرار کے بعد بھی ان کے دلوں میں کبھی میل آیا ہو ہر ایک ہنس ہنس کر اپنی ذاتی رائے کا اظہار کیا کرتا اور دوسرا نہایت خنداں پیشانی کے ساتھ اسے سنتا رہتا اور اسی قدر شگفتگی طبع کے ساتھ اس کا جواب دیتا دونوں کا باہمی اختلاف اور آپس کی سچی محبت کالج میں ضرب المثل ہو گئی تھی اور بہت سے نوجوان ان کے ان تعلقات پر رشک کیا کرتے تھے تعلیمی حالت بھی ان کی بری نہ تھی اور یونس کے متعلق تو کہا جاتا تھا کہ مسلم یونیورسٹی اس پر فخر کر سکتی ہے۔

۱۹۱۰ء میں یونس اور ابراہیم دونوں نے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا اور یونس کے تمام یونیورسٹی میں اول رہنے پر ابراہیم نے نہایت ہی سچے دل سے اسے مبارکباد دی ابراہیم اگر چاہتا تو بہت آسانی سے اپنی تعلیم جاری رکھ سکتا تھا لیکن یونس کے والد کے انتقال نے اسے کالج چھوڑنے پر مجبور کیا اور اسی کے ساتھ ابراہیم نے بھی اپنی تعلیم ختم کر دی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے موقعہ کی خدمات بڑے بڑے حکام ملکی سے ڈپٹی کلکٹروں اور تحصیلداروں کی سفارشیں تہواروں کے موقعہ کی ڈالیاں اور آٹھویں دن کا صاحب لوگوں کو سلام اور ان کے بنگلے کا طواف بیکار نہ گیا اور بالآخر ابراہیم کو غازی پور میں نائب تحصیلداری کی جگہ مل ہی گئی یونس کو شروع ہی سے ملازمت سے کچھ زیادہ دلچسپی نہ تھی اس نے اس نے پانچ سات ہزار روپیہ فراہم کر کے حیدرآباد دکن میں بنارسی کپڑے کی ایک دوکان کھولدی اور اس طرح دوست بریلی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے کہ جوان کا وطن تھا۔

ابراہیم اکثر اور یونس کبھی کبھی بریلی آتا رہتا تھا لیکن کچھ عجب اتفاق تھا کہ جب ان میں سے ایک وطن کو آتا تو دوسرے کو موقع نہ ملتا اور اس طرح برسیں گذر گئیں اور یہ دونوں ایک دوسرے کو شکل کو ترستے رہے اور دونوں طرف سے خطوں میں اشتیاق ملاقات برابر ظاہر کیا جاتا تھا اور اچھی طرح حساب لگا کر اور سوچ سوچ کر بریلی پہنچنے کی تاریخیں مقرر کی جاتی تھیں لیکن ہر مرتبہ یہی ہوتا تھا کہ یا تو ابراہیم کسی سرکاری ضرورت سے مجبور ہو جاتا تھا یا یونس کو اس کی بیماری یا کوئی اور حادثہ روک لیتا تھا پورے بارہ برس تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے اور ایک دوسرے سے ملنے کو ترسنے کے بعد ۱۹۲۲ء میں آخر ایسا اتفاق ہو ہی گیا کہ ابراہیم اور یونس دونوں ماہ

کے مہینے میں بیک وقت بریلی پہنچ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مہاتما گاندھی کی تحریک ترک تعاون بہت زوروں پر تھی بدیشی کپڑوں کے انبار سر بازار جلائے جاتے تھے کھدر پہننا باعث فخر خیال کیا جاتا تھا اور تقریباً ہر شخص نے اپنی فرصت کے اوقات میں چرخہ چلانے اور سوت کاتنے کو اپنی زندگی کا اصول بنا لیا تھا ہندو اور مسلمان سب آپس میں شیر و شکر ہو گئے تھے اور اس اتحاد کی بدولت ہندوستان صحیح معنوں میں جنت نشان بن گیا تھا قوم اور وطن پر اپنا سب کچھ قربان کر دینا اور حصول آزادی کی خاطر اپنی جانیں تک دیدینا فرزندان ہند کا شعار تھا اور اس وقت تک کم و بیش پچیس ہزار آدمی جن میں بہت سی ملک کی بہترین ہستیاں بھی تھیں جیلخانے جا چکے تھے بہت سے وکیلوں نے وکالت ترک کر دی تھی اور بکثرت لوگ سرکاری نوکریاں چھوڑ چھوڑ کر گھر بیٹھ رہے تھے اور ان تمام باتوں کے علاوہ جس چیز نے تمام دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا اور جس واقعہ کی طرف دنیا کے بڑے سے بڑے سیاست داں منہ کھولے دیکھ رہے تھے وہ عدم تشدد کا اصول تھا کہ جس کی وجہ سے لوگ پٹتے تھے دکھ کھاتے تھے گولیوں سے مارے جاتے تھے لیکن جواب میں کبھی ہاتھ تک نہیں اٹھاتے تھے۔

ابراہیم ترقی پاکر تحصیلدار ہو چکا تھا اور ابھی پوری شان تحصیلداری کے ساتھ رہا کرتا تھا اس کی اپنی تنخواہ کبھی اس کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوتی تھی اور ہر مہینے کے مہینے برابر گھر سے ایک معقول رقم اس کے قرضے ادا کرنے کے لئے بھیجی جاتی تھی۔ گھوڑا اور گاڑی تو نائب تحصیلداری ہی کے زمانہ میں ضروریات زندگی میں داخل ہو چکے تھے اب تحصیلداری نے اس سامان تعیش میں ایک موٹر کا اضافہ اور کر دیا اپنی موٹر میں بیٹھکر جب وہ بریلی کی تنگ سڑکوں پر بچتا اور قدم قدم پر بھیڑ کی وجہ سے موٹر کی رفتار کم ہونے پر دونوں طرف سے رکوعی سلام ہوا کرتے تو اس کا سر غرور آسمان پر پہنچ جاتا اور وہ انتہائی بے صبری کے ساتھ یونس کی آمد کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اسے اپنی امارت اور حکومت کی یہ شان دکھا سکے۔

یونس کے مزاج میں اس قسم کے نمود و نمائش کو ذرا دخل نہ تھا وہ جب کبھی بریلی آتا تھا تو اپنی معمولی وضع قطع میں رہتا تھا اور بجز اس کے کہ اس نے پچھلے سال تیس ہزار روپے میں تین دکانیں خریدی تھیں اور کسی طرح بھی کسی کو یہ نہ معلوم ہو سکتا تھا کہ اس کے پاس کچھ روپیہ ہے اسے اس زمانے میں تحریک آزادی سے بھی بہت کافی دلچسپی ہو گئی تھی بدیشی تقریباً تمام چیزیں اس نے ترک کر دی تھیں خالص کھدر پہنتا تھا اور اپنے استعمال کے لئے جو چیز بھی خریدتا تھا وہ اکثر و بیشتر سودیشی ہوتی تھیں چرخے سے اسے خاص شغف تھا اور آندھی جائے پانی جائے کچھ بھی ہو اس کا ایک گھنٹہ روزانہ کا چرخہ چلانا کبھی ناغہ نہ ہوتا تھا۔

یونس بریلی آیا اپریل کی کھڑکی سے سر نکالے وہ بریلی کے پلیٹ فارم پر ایک شخص کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور اس جم غفیر میں اسکی نگاہیں ابراہیم کو تلاش کر رہی تھیں کہ یکایک اس کی نظر ایک نوجوان پر پڑی ایک لمحہ کے لئے اس کے چہرہ پر انتہائی مسرت اور خوشی کی علامتیں ظاہر ہوئیں اور اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کھڑکی ہی سے کود کر اپنے دوست سے لپٹ جائے لیکن دوسرے لمحہ میں یہ تمام علامتیں چہرہ سے غائب ہو چکی تھیں مسرت کی جگہ افسردگی نے لیلی تھی اور اس کا دل جو فرط خوشی سے اچھل رہا تھا یکایک آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگا تھا۔

ابراہیم ایک اعلیٰ درجہ کا فلالین کا سوٹ پہنے اور ہیٹ بغل میں دبائے اس کی طرف دیکھکر کچھ اس طرح مسکرا رہا تھا کہ جیسے کوئی آقا اپنے کسی منہ چڑھے نوکر کی طرف دیکھکر مسکرا دے ریل تھوڑی سی دور اور آگے جاکر رکی گاڑی کا دروازہ کھلا اور یونس صاف اور سفید کھدر کے کپڑے پہنے گاڑی سے اترا۔ ابراہیم اسی طرح مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور اس ڈر سے کہ کہیں یونس بے تکلفی کی بنا پر گلے ملنے کے لئے لپٹ نہ جائے اس نے پہلے ہی سے اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے آگے بڑھا دیا۔ السلام علیکم کہکر یونس نے ابراہیم سے ہاتھ ملایا لیکن بجائے اسکے کہ اس کا ہاتھ ایسے زور سے دبایا جاتا کہ انگلیاں ٹوٹنے لگتیں اسے ایسا معلوم ہوا کہ اس کا ہاتھ ایک بیجان اور بے حرکت ہاتھ میں ہے۔ ابراہیم کے ہاتھ نے دلی گرمجوشی کا وہ پیغام نہ پہنچایا جسکی یونس کے دل کو تمنا تھی۔

ابراہیم اور یونس بارہ برس کے بعد ملے مگر اس طرح کہ دونوں طرف دل میں یہی تمنا تھی کہ کاش اس طرح ملاقات نہ ہوئی ہوتی!

یونس کو یہ بات معلوم تھی کہ ابراہیم تحصیلدار ہے اور یہ بھی معلوم تھا کہ اسکی طبیعت میں نمود و نمائش اور تصنع و تکلف بہت زیادہ ہے لیکن یہ سب کچھ جاننے کے باوجود وہ اس کے لئے ہرگز تیار نہ تھا کہ اس کا بچپن کا دوست جب بارہ برس کی مدت کے بعد اس سے ملے تو انگریزی وضع و لباس کے ساتھ ساتھ ہی اس میں مخصوص انگریزی سرد مہری بھی موجود ہو۔

دوسری طرف ابراہیم بھی یونس کی افتاد طبع سے اچھی طرح واقف ہونے باوجود کم سے کم اس بات کا متوقع ضرور تھا کہ یونس ایک ایسی وضع میں ضرور ہوگا کہ اسے اس سے ملتے اور گفتگو کرتے شرم نہ آئے گی۔

دونوں کو اپنی اپنی توقعات میں مایوسی ہوئی اور اس مایوسی نے دونوں طرف لبوں پر مہر سکوت لگا دی بہت دیر تک نہ ایک نے کچھ کہا نہ دوسرے نے بالآخر یونس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنی معمولی خوش طبعی کے لہجہ میں اس نے ابراہیم سے کہا

"آپ تو ماشاء اللہ اب پورے صاحب لوگ بن گئے (ہنسکر) میں نے تو بہت دیر تک آپ کو پہچانا ہی نہیں"

ابراہیم (کسی قدر خفت آمیز لہجہ میں) ملازمت کی مجبوریاں بری ہوتی ہیں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اس وضع میں مجھے خوبیاں تو بہت سی معلوم ہوئی اور برائی ایک بھی نظر نہ آئی (کسی قدر مسکرا کر) آپ اپنی تو کہئے کہ آپ نے یہ کیا سوانگ بھرا ہے اور اچھے خاصے آدمی سے نہاتما جی کیوں بن گئے۔

یونس۔ مہاتما تو اس عظیم الشان ہستی کو کہتے ہیں جو عام انسانی سطح سے بہت بلند ہو صرف کھدر پہن لینے سے کوئی مہاتما کیسے بن سکتا ہے۔

ابراہیم (ہنسکر) ہاں ابھی اتنی کسر باقی ہے کہ ان کپڑوں کو بھی آگ لگا پھینکیں اور صرف ایک دھوتی پر قناعت کر لیں آخر یہ لوبی اور کرتے اچکن پر آتنا بہت سا شملہ اور پوتر کھدر ضایع کرنے سے کیا فائدہ آپ کے ملک کی حالت

اس اسراف کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔

یونس۔ آپ کی زبان سے تو یہ اعتراض کچھ بہت موزوں نہیں معلوم ہوتا۔

ابراہیم (ہنسکر) آخر آپ کو یہ سوجھی کیا کہ اچھے خاصے عمدہ اور نفیس کپڑے چھوڑکر یہ ٹاٹ پہننا اختیار کیا۔ آپ کا تعلق مولانا صاحبان کے گروہ سے ہے کہ میں سمجھ لوں کہ مقامات مقدسہ کی ہجرتی اور شیرازۂ خلافت کے انتشار نے آپ کے دل کو بے چین کر دیا ہوگا اور نہ آپ کو ملک کی سیاسیات ہی سے ایسی دلچسپی تھی کہ مجھے یقین آ جائے کہ آپ حب وطن کی بنا پر اس مصیبت میں پھنسے ہیں پھر آخر یہ ماجرا کیا ہے۔

یونس۔ کیا مقامات مقدسہ پر صرف مولانا صاحبان ہی ٹھیکہ ہے اور عام مسلمانوں کو ان سے کچھ واسطہ نہیں ہے اور کیا وطن کی محبت صرف سیاسی جماعت ہی پر فرض ہے؟ میں ایک مسلمان ہوں اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ مجھے مقدس اور متبرک مقامات سے کیوں الفت نہ ہو، اور میں ایک ہندوستانی ہوں پھر اگر مجھے ہندوستان کی آزادی عزیز ہو تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے اگر تعجب انگیز کوئی بات ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ آپ میری طرح ایک مسلمان اور ایک ہندوستانی ہونے کے باوجود ان خیالات سے کیوں متاثر نہیں ہیں

"اچھا اب اگر چل کر باتیں ہوں گی" کہکر ابراہیم نے سلسلۂ گفتگو کو ختم کیا اور دونوں دوست باتیں کرتے ہوئے اسٹیشن سے باہر آ گئے

(۲)

سیاسی مسلک اور عقائد کے اختلاف نے ابراہیم اور یونس کو کسی نہ کسی حد تک ضرور ایک دوسرے کو بیگانہ کر دیا اور اس پر طرہ یہ کہ وہ اکثر ابراہیم کے انداز سے کبھی کبھی یہ بھی ظاہر ہوتا رہتا تھا کہ اسے یہ بات کچھ بہت زیادہ پسند نہیں آتی ہے کہ وہ ایک کھدر پہننے والے کی محبت میں دیکھا جائے یونس اگر اسی کی طرح سوٹ اور بوٹ پہنے ہوتا تو ابراہیم کی محبت کم ہونے کے بجائے شاید کسی قدر اور ترقی کر جاتی لیکن ایک ایسے شخص سے ہرگز ہرگز اس کا دلی لگاؤ قائم نہ رہ سکتا تھا جسے نہ امارت کی نمائش کا شوق ہو اور نہ حکومت کی نمود کا اور جو خدمت قوم جیسے لغو اور فضول کام میں اپنا وقت اور ضایع کرنا پسند کرتا ہو۔

اس حد تک مغائرت پیدا ہو جانے کے باوجود بظاہر اب بھی ان کے باہمی تعلقات بہت کچھ خوشگوار تھے اور یونس کے بریلی پہنچنے کے دوسرے روز ابراہیم نے اسے ایک نہایت پرتکلف دعوت دی جس میں ابراہیم کے بعض اور احباب بھی شریک تھے کہنا نہایت ہی لطف اور مسرت کے ساتھ کہا گیا اور کہانے کے بعد سب لوگ دل خوش کن اور فرحت بخش گفتگو میں مصروف ہو گئے۔

ابراہیم کے دوسرے دوستوں کی نگاہیں یونس کے سفید اور بے داغ کھدر پر کسی قدر متعجبانہ پڑ رہی تھیں اور یہ دیکھکر کہ جلسہ میں اس وقت سب سے اس کے خلاف خیالات رکھنے والے ہیں ان کی ہمتیں بڑھیں اور انھوں نے اس کا مذاق اڑانے کی کوشش کی۔

جعفر۔ کہوں جناب یونس صاحب، یہ کھدر کیا آپکا اپنا بنا ہوا ہے؟

یونس۔ بدقسمتی سے مجھے کپڑا بننا نہیں آتا

رشید۔ کم سے کم اس کا سوت تو آپ ہی کے ہاتھ کا کتا ہوا ہوگا بھئی والد گانہ ہی جی نے یہ کام بھی لوگوں کو خوب سکھا دیا۔

یونس۔ ہاں یقیناً شطرنج اور تاش کھیلنے یا چارپائی پر پڑے حقے پینے سے تو بہت بہتر ہے۔

ابراہیم (ہنسکر) یونس صاحب اگر آپ خفا نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں

یونس۔ میں خفا کیوں ہونے لگا تھا جو کچھ آپ کو پوچھنا ہو پوچھئے

ابراہیم۔ آخر آپ نے تمام نفیس اور خوبصورت کپڑے چھوڑکر اس ٹاٹ میں ایسی کونسی خوبی دیکھی جو اسے بدن پر لا ڈالا۔

جعفر۔ یہ تو میں آپ کو بتا سکتا ہوں اس کی مضبوطی کو اور کونسا کپڑا پہنچ سکتا ہے اگر آپ کوچ کی اچکن بنوائیں تو وہ بھی اس سے جلدی پھٹ جائیگی یہ تو حضرت عجب چیز ہے والدہ نہ کا ٹے کٹے اور نہ بانٹے بٹے پھر یہ کہ اسے پہننے سے مسز کا پسینہ بڑی کثیر مقدار میں خارج ہوا کرتا ہے اور آپ کو یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ پسینہ کے راستے خون کی غلاظت خارج ہوا کرتی ہے یہ تو قبلہ طبی اصولوں پر اختیار کیا گیا ہے مہاتما جی المرفہ بدن ہیں سادھو بھی ہیں سیاست داں بھی ہیں اور دیدک میں بھی خاصہ دخل ہے۔

رشید۔ اس کا ایک اور بڑا فائدہ آپ نظر انداز کر گئے جناب یہ میلا بہت جلد ہوتا ہے اور جب ہر طرف میلے کچیلے غلیظ کپڑے پہنے ہندوستانی نظر آئیں گے تو انگریزوں کو یقین آ جائے گا کہ اب یہ ملک بہت غریب ہو گیا ہے وہ اسے چھوڑ کر چلدیں گے۔

ابراہیم۔ (ہنسکر) آپ لوگوں کا خیال تو یہ ہے کہ انگریزوں کی روٹیاں بس اسی کپڑے کی تجارت کی بدولت چلتی ہیں جو ہندوستان میں آتا ہے اگر ہم اپنے ملک کے کپڑے پہننے لگے تو وہ سب کے سب بھوکے مر جائینگے یا فاقوں سے تنگ آکر کسی دوسرے ملک کا راستہ پکڑ لیں گے۔ آپ کو شاید یہ تو معلوم ہوگا کہ ۱۷۰۰ء قبل مسیح میں ہندوستان میں حساب کا علم انتہائی کمال کو پہنچ گیا تھا انہی بزرگوں کی اولاد آج بھی مالیات اور اقتصادیات کے فن کی ماہر کامل ہے اور ان ماہرین اقتصاد کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر انگریزوں کا کپڑا ہندوستان میں نہ بکے تو ان کی آمدنی میں فی کس روزانہ بقدر پچیس اور بقول بعض نینتیس فیصدی کی کمی آ جائے گی جس کے معنے بالفاظ دیگر یہ ہوئے کہ جو انگریز اپنے کنبہ میں روزانہ تین ڈبل روٹیاں خرچ کیا کرتا تھا اسے صرف دو ڈبل روٹیاں نصیب ہوں گی اور ان میں سے بھی اگر وہ حصہ خارج کر دیا جائے جو جلا ہوا اور سخت ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ کسی طرح بھی کنبے کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا فاقوں سے مرجانا بالکل یقینی ہے اور ربعہ متناسبہ کی رو سے بالکل لازمی ہے۔

یونس۔ آپ کو پورے طور پر حق حاصل ہے کہ مجھ پر اور میرے خیالات پر جتنا چاہیں ہنس لیں اور میری دلی دعا ہے کہ خدا آپ کو ہمیشہ خنداں اور فرحاں ہی رکھے لیکن آپ کی یہ بذلہ سنجی واقعات کو نہیں بدل سکتی جن قوموں کی بیہودہ اور تقلید کو آج آپ اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں اور جن کی صرف ظاہری وضع قطع کی ایک نامکمل اور قابل مضحکہ سی نقل اتار لینے پر آپ کو اس قدر ناز ہے ان کی تاریخ اٹھا کر پڑھیے اور ان کی خصوصیات پر غائر نگاہ ڈالئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جس چیز نے انھیں اس عروج پر پہنچایا ہے وہ درحقیقت ان کے حب وطن اور ہمدردی قوم کے ہی جذبات ہیں آپ نے

طنز آمیز لہجہ میں بڑی حقارت کے ساتھ اس بات کا ذکر فرمایا کہ اگر ہندوستان نے بدیشی کپڑا مزید نا چھوڑ دیا تو تمام انگریز بھوکے مرنے لگیں گے لیکن شاید آپ کو خبر نہیں کہ بہت سے انگریز مدبروں نے بالکل کھلے لفظوں میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ سر وشکار ٹنیس اور برج اور تھیٹر اور بائیکوپ آپ کو اتنی فرصت ہی نہیں دیتے کہ آپ مختلف اخبارات پڑھیں اور دنیا کے حالات اور دنیا بھر کے مدبروں کے خیالات سے آگاہی حاصل کریں ورنہ آپ کو اب سے بہت پہلے یہ بات معلوم ہو جاتی کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم آج تک ترقی نہیں کر سکی ہے جس میں قومی ہندوستی اور حب وطن نہ ہو اور جب کسی قوم نے ترقی کے راستہ میں قدم رکھا ہے تو اسے سب سے پہلے اسی قسم کے انتظامات کرنے پڑے ہیں کہ جہاں تک اور جس طرح بھی ممکن ہو اس کے لوگوں کی کمائی دوسرے ملک میں نہ جانے پائے اور ملک کی تمام دولت خود اہل ملک کے کام آئے۔

ابراہیم۔ ہمارے ملک کا روپیہ اگر انگلستان جاتا ہے تو کچھ مفت میں تو نہیں جاتا ہم ستر کروڑ روپے ضرور سال کے سال انگریزوں کو دیدیتے ہیں لیکن اس کے بدلے میں پورے ستر کروڑ کا کپڑا بھی تو ان سے لے لیتے ہیں پھر نقصان کیا ہوا۔

یونس۔ (مسکرا کر) بی اے پاس کر لینے سے یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان کو علم اقتصاد پر بھی کامل عبور ہو جائے آپ شاید معلوم نہیں کہ کپڑے کی جس مقدار کی قیمت ہم ستر کروڑ روپے دیتے ہیں اس میں اصل چیز یعنی روئی بمشکل سات کروڑ کی ہوتی ہے جس کے معنے یہ ہوئے کہ ہم ستر کروڑ زر نقد کی صورت میں دیکر سات کروڑ کی مالیت کی روئی خریدتے ہیں اور ہمارا تریسٹھ کروڑ روپیہ بالکل مفت میں کپڑا بننے والوں کی اجرت اور دلالوں کے تاجروں کے منافع کی صورت میں نکل جاتا ہے۔

ابراہیم (کسی قدر طنز سے) سبحان اللہ! کتنا صحیح حساب لگایا ہے کیا اپنے ملک میں آپ جلاہوں کی مزدوری اور بزازوں کا منافع نہیں دیتے ہیں یہاں کیا روئی سے کپڑا خود بخود تیار ہو جاتا ہے؟

رشید۔ اور جعفر نے قہقہہ لگانے میں ابراہیم کا ساتھ دیا اور تینوں مطمئن ہو گئے کہ اب اس کا جواب یونس کے پاس کچھ نہ ہوگا۔

یونس۔ آپ کی یہ بے محل ہنسی صرف اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ مسئلہ پر ذرا سا بھی غور کرنے کے عادی نہیں ہیں اور ہر ایک چیز کو ایک بے پروایانہ قہقہہ کی آواز سے اڑا دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں آپ اپنی دلیل پر اس قدر نازنہ کیجئے کیونکہ وہ بالکل بے معنی اور مہمل ہے آپ نے یہ تو سوچ لیا کہ ہندوستان میں بھی روئی کو کپڑے کی صورت میں تبدیل کرنے کے لیے ہم مزدوری کی رقم جیب سے نکالنے پر مجبور ہیں لیکن آپ کی سمجھ میں یہ موٹی سی بات نہ آئی کہ ہندوستان میں ولایت کے جلاہے اگر کپڑا نہیں بناتے اور جس قدر مزدوری پر یا بزاز کے منافع پر خرچ ہوتا ہے وہ سب کا سب ہمارے ہی ہموطنوں کی جیب میں جاتا ہے اور غالباً اتنا تو آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ جب کبھی ہم ہندوستان کے افلاس کا یا ہندوستان کے تمول کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد چند تحصیلداروں کا افلاس یا تمول نہیں ہوتی بلکہ ہندوستان کی پوری بتیس کروڑ کی آبادی کا افلاس یا تمول کہنا مقصود ہوتا ہے دولت کے انبار اگر سیٹھ کروڑی مل کے خزانے میں بند ہیں تب بھی وہ ہندوستان کے ہیں اور پیسہ پیسہ کر کے اگر کروروں روپے غریب جلاہوں اور چماروں کی جیبوں میں ہیں تب بھی وہ ہندوستان کے ہیں جو روپیہ کہ اس ملک کی حدود سے باہر نہیں نکلتا وہ لازمی طور پر اسی ملک کی دولت ہے اور جو رقم آج میری جیب میں ہے وہ یقینی طور پر گھوم پھر کر کل پنجاب یا بنگال کے کسی کاشتکار کے ہاتھوں میں پہنچ سکتی ہے ہندوستان کے جلاہے اور بزازوں نے اگر اپنی مزدوری اور منافع کے نام سے ہم سے تریسٹھ کروڑ کی بجائے تریسٹھ ارب روپیہ بھی سالانہ لے لیا کریں تو اس سے ہیں یا ہمارے ملک کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا کیونکہ وہ دولت گھوم پھر کر ہمارے پاس آ جائیگی اور بزاز نے کسی ڈاکٹر یا وکیل سے اگر دس روپے نفع کے لئے ہیں تو یقینی طور پر دو چار روز میں وہ بھی ڈاکٹر یا وکیل کو ان کی فیس کے طور پر اسی قدر یا اس سے بھی کچھ زیادہ ادا کرنے پر مجبور ہوگا لیکن جو رقم کہ ہندوستان سے نکل کر تمام۔ برادن اور اسمتھ کی جیبوں میں جا پہنچی وہ اس وقت تک یہاں واپس نہیں آسکتی جب تک کہ یہ تمام، برادن اور اسمتھ بھی کلو بہ ہو اور گھسیٹا کی بنائی ہوئی چیزیں خریدنے پر مجبور نہ ہوں اس کے علاوہ اگر آپ اس مسئلہ پر تھوڑا سا غور کرنے کی تکلیف اٹھائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بدیشی سامان تجارت کی وجہ سے ہمیں ایک اور بھی بہت ہی بڑا نقصان اور غیر ملکوں کو بے انتہا فائدہ پہنچتا رہتا ہے جو لوگ اس ملک میں تجارت کے ذریعہ سے دولت کماتے ہیں ان کی آمدنی اگر دو ہزار روپے سالانہ یا اس سے زائد ہو تو حکومت ان سے انکم ٹیکس کے نام سے حصول وصول کیا کرتی ہے اور یہ انکم ٹیکس حکومت کے خزانے میں جمع ہو کر ملک کی ترقی اور بہبود کے وسائل پر خرچ ہوا کرتا ہے گویا حکومت کو جس قدر انکم ٹیکس زیادہ ملیگا اسی قدر زیادہ روپیہ وہ ملک کی ترقی اور تہذیب پر خرچ کر سکے گی یہ ستر کروڑ اور اسی طرح کے اور صدہا کروڑ روپے جو ہم بدیشی کپڑوں اور دوسری بیسیوں چیزوں کی خرید پر سال بھر غیر ملکوں کو دیدیتے ہیں ان کا انکم ٹیکس ہمارے ملک کی حکومت کو وصول نہیں ہوتا بلکہ جس ملک کے تاجروں کے پاس وہ روپیہ جاتا ہے اسی ملک کی حکومت کو اس کا انکم ٹیکس ملتا ہے اور اس سے بڑھکر ہمارا نقصان اور کیا ہو سکتا ہے کہ تجارت تو فی الحقیقت ہمارے ملک میں ہو، روپیہ ہماری جیبوں سے نکلے اور اس کا انکم ٹیکس ہمارے ملک کی حکومت کی بجائے انگلستان امریکہ جرمنی اور جاپان کی حکومتیں وصول کریں انکم ٹیکس کی اتنی بڑی رقمیں اگر ہمارے ملک کی حکومت کے خزانے میں جاتیں تو وہ ہمارے بچوں کی تعلیم ہمارے شہروں کی اصلاح اور ہماری صحت کی درستی پر خرچ ہوتیں لیکن بصورت موجودہ یہ کثیر رقمیں جو بالکل جائز طور پر ہماری ہونی چاہئے تھیں غیر ملکوں کے بچوں کی تعلیم اور ان کے خزانہ صحت پر صرف ہو رہی ہیں کیا بالکل صحیح لفظوں میں اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہمارے غریب کاشتکار تو صبح سے شام تک مئی اور جون کی چلچلاتی دھوپوں میں کھڑے ہو کر ہل چلائیں اور اس ملک کی زمین سے دولت کے انبار نکالیں اور یہ کروروں

روپیہ جرمنی اور جاپانی اور سرکی اور انگلستانی خداوندان زر کی شراکتداری اور قمار بازی کے کام آئے درحالیکہ خود اس دولت کو زمین سے نکالنے والوں کے بچے پیٹ بھر کر روٹی کو ترسیں اور کبھی جاڑوں میں بھی انھیں تن ڈھکنے کو کافی کپڑا میسر نہ آئے۔

محض اس لئے کہ ہندوستان اپنا اربوں روپیہ دوسرے ملکوں کے سوداگروں کو دیدیتا ہے اور اس کا انکم ٹیکس دوسری حکومتیں وصول کرتی ہیں، ہندوستان کی حکومت ہمیشہ مفلس اور نادار رہتی ہے اور ضرورتوں سے مجبور ہو کر اسے نمک جیسی چیزوں پر محصول لگانا پڑتا ہے تاکہ حکومت کا کام چل سکے اسی ناداری اور افلاس کی وجہ سے ہندوستان کی حکومت نہ بچوں کی تعلیم پر کافی روپیہ صرف کر سکتی ہے اور نہ حفظان صحت کے ذرائع کو ترقی دے سکتی ہے اور ملک کے باشندوں کی حالت جہالت کی کثرت اور آئے دن کی بیماریوں کی افراط تفریط کی وجہ سے روز بروز بد سے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے۔

تالاب میں ایک چھوٹی سی کنکری ڈالتے وقت بچے کے دل میں اس مسرت کے سوا اور کوئی خیال نہیں ہوا کرتا جو اسے پانی میں کنکری گرنے کی آواز سے حاصل ہوتی ہے نہ برابر کنکریاں لا لا کر اس میں پھینکتا اور ان کے گرنے کی دلچسپ آواز سنتا رہتا ہے لیکن اسے مطلق خبر نہیں ہوتی کہ ہر کنکری کے گرنے سے پانی کے سطح پر پہلے ایک چھوٹا سا حلقہ نمودار ہوتا ہے اور پھر وہ پھیلتے پھیلتے اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ سارے تالاب ہی کو گھیر لے۔ بچہ اپنی اس بالکل ہی ناقابل خیال اور خفیف سی تفریحی حرکت کے دور رس اثرات سے بالکل بے خبر ہوتا ہے۔

آپ بھی خوبصورت بکرم اور گرم فلالین اور ملائم اور چکدار ریشم پہنکر دلی مسرت حاصل کیا کرتے ہیں، اور بزاز کی دوکان پر جیب سے نکال نکال کر روپے پھینکتے وقت اس تھوڑی سی مسرت کے سوا آپ کے دل میں اور کوئی خیال نہیں ہوتا لیکن آپ نا سمجھ بچے نہیں ہیں کہ اپنی اس دل خوش کن حرکت کے نتیجوں پر آپکی نگاہ نہ جائے بچے کی نگاہ اگر تالاب کے حلقوں پر نہیں پہنچتی تو نہ پہنچے لیکن آپ کی نظر ضرور اس وسیع حلقہ پر پڑنی چاہیئے جو آپ کے روپیہ پھینکنے کی بدولت پیدا ہوا ہے اور ہندوستان سے ایکر جاپان اور انگلستان تک پھیل گیا ہے آپ کے لئے وہ چار یا دس بیس روپے کا ریشمی کپڑا یا سوتی کپڑا اضافہ لینا ایک بالکل ناقابل خیال تفریحی مشغلہ اور ایک بالکل ہی غیر اہم اسراف سہی لیکن بدقسمتی سے اس بہت ہی چھوٹی سی چیز کے اثرات بے انتہا بڑے مرتب ہوتے ہیں اور ہندوستان کی بتیس کروڑ آبادی کو ننگا اور بھوکا رکھنے میں آپ کا امدادی ہاتھ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ دس پانچ روپے بدیشی چیزوں پر خرچ کرتے وقت یقیناً یہ خیال آنا دشوار ہے کہ اس حقیر سی رقم کو پھینکدینے کی ساری قوم پر کیا اثر پڑے گا لیکن جس طرح کہ ریلوے انجن کے ڈرائیور کے صرف ایک چھوٹا سا دستہ گھما دینے سے اتنی بڑی عظیم الشان ریل کہ جس میں کروڑوں من وزن ہے بلا تکلف حرکت میں آجاتی ہے اور پچیس تیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑنے لگتی ہے اسی طرح آپ کی بظاہر یہ بے حقیقت سی حرکت کروڑوں باشندوں کے افلاس پر اثر ڈالتی ہے اور ہمارے غریب مزدوروں کی کمائی غیر ملک کے تاجروں کی جیب میں پہنچا دیتی ہے۔

رشید۔ (جس نے یہ گفتگو بہت توجہ سے سنی تھی) آپ کی دلیلیں یقیناً بہت ہی معقول ہیں لیکن آپ نے اس چیز کو نظر انداز کر دیا کہ وہ غیر ملک جن کی مصنوعات ہم اربوں روپے سالانہ کی خریدتے ہیں وہ بھی تو ہمارے ملک کی پیداوار برابر سال کے سال خریدے رہتے ہیں اور اس طرح اگر اربوں روپیہ ہمارے ملک سے باہر جاتا ہے تو کروڑوں روپیہ باہر سے ملک میں بھی تو آتا ہے۔

یونس۔ مجھے یہ دیکھکر دلی مسرت ہوئی کہ آپ نے اس اہم مسئلہ پر کافی توجہ کے ساتھ غور کرنے کی کوشش کی آپ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ ہمارے ملک سے بھی خام چیزیں مثلاً گیہوں، روئی، سن اور السی وغیرہ باہر جاتی ہیں اور ان کی قیمت غیر ملکوں سے ہمارے ملک میں آتی ہے لیکن اول تو ایک بہت بڑا فرق یہی ہے جیسا کہ آپ نے خود فرما دیا کہ اربوں روپے ہمارے ملک سے جاتے ہیں اور کروڑوں آتے ہیں اور اس طرح ہمیں کروڑوں کا خسارہ رہتا ہے پھر اگر آپ اس مسئلہ پر مزید غور فرمائینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اگر بالفرض ہم غیر ملکوں سے ہر سال ایک ارب روپے کا کپڑا، شراب، اور دیگر مصنوعات خریدا کرتے اور پورے ایک ہی ارب کے گیہوں روئی اور السی وغیرہ ان کے ہاتھ بھیجا کرتے تب بھی ہم نقصان ہی میں رہتے کیونکہ اگر ہم دس سیر گیہوں دیکھان سے ایک روپیہ وصول کرتے ہیں تو وہ بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک روپے کے بدلے میں دو اٹھنیاں یا چار چونیاں یا سولہ آنے جیسے وہ دیئے دس سیر گیہوں ہر حالت میں اور ہر وقت ایک روپے کا مال ہے بلکہ اگر بیچ پر چھٹے تو اکثر وہ سوا روپے یا ڈیڑھ روپے کا مال ہوتے ہیں اور غیر ملکی تاجروں کو صرف اس لئے سستے مل جاتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے کاشتکاروں کو بیعانہ کے طور پر کچھ روپیہ دیکر فصل کے پیدا ہونے سے پہلے ہی ایک بھاؤ مقرر کر لیا ہے اور فصل کے وقت اگر بازار کا بھاؤ آٹھ سیر کا ہے تب بھی وہ دس ہی سیر کے حساب سے قیمت دیتے ہیں بہرحال اگر اس قسم کا خسارہ ہمیں نہ بھی پہنچے اور بازار کا بھاؤ دس ہی سیر کا ہو تب بھی ظاہر ہے کہ غیر ملکی تاجر سے دس سیر گیہوں دیکر جو ایک روپیہ ہم نے لیا ہے اس میں ہمیں صنعت کا ایک پیسہ بھی نہیں ملا ہے اور ایک روپیہ لیکر پورے سولہ آنے کا مال ہم نے اسے دیدیا ہے لیکن وہی تاجر جب اپنی معمولی سی محنت صرف کرکے انہی گیہوں کا آٹا پیسکر بسکٹ بنا لیتا ہے اور ٹین کے ڈبوں میں بندکر کے ہمارے پاس بھیجتا ہے تو ہم انھیں دو روپے اور تین روپے سیر کے حساب سے بخوشی خرید لیتے ہیں گویا انہی دس سیر گیہوں کی قیمت جو ہم نے ایک روپے کو بیچے تھے اب بیس یا تیس روپے ہو جاتی ہے اور ہماری جیب سے انیس یا انتیس روپے غیر ملک والوں کی جیب میں ایسے جاتے ہیں کہ ان کے بدلے میں ہمیں کوئی چیز نہیں ملی۔

آٹا پیسنا، آٹا گوندھنا بسکٹ بنانا اور انھیں ڈبوں میں بند کرنا ہمیں بھی آتا ہے اور اگر یہ سب کام اسی ملک میں کئے جاتے تو یہ انیس یا انتیس روپے جو ہم نے صنعت میں دیئے ہیں ہمارے اپنے بھائیوں کو ملتے اور ملک کی دولت میں اضافہ ہوتا لیکن بصورت موجودہ وہ غیروں کو ملتے ہیں اور ہمارے ملک کی دولت میں کمی آتی ہے باہر والے جو چیزیں ہم سے خریدتے ہیں وہ پیداوار

ہیں اس لئے انھیں روپیہ دیکر پوری ایک روپے کی چیز مل جاتی ہے اور ہر جو کچھ وہ دوسرے ملکوں سے خریدتے ہیں وہ بیداوار نہیں بلکہ اس ملک کی مصنوعات ہیں تو ہمیں ایک روپے کے عیوض بہ مشکل سے ایک آنہ کا مال ملتا ہے اور باقی پندرہ آنے مفت میں دینے پڑتے ہیں اب غالباً آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ گو ہم اپنے ملک کی پیداوار کو روپے کی دوسرے ملک والوں کے ہاتھ بیچ لیتے ہیں پھر بھی کسی طرح وہ نقصان پورا نہیں ہوسکتا جو غیر ملکوں کی بنی ہوئی چیزیں خریدنے سے ہمیں پہنچتا ہے۔

ابراہیم۔ رکسی قدر خفیف ہوکر) لیکن آپ نے تو یہ سودیشی کی تحریک صرف اس لئے شروع کی ہے کہ انگریز بھوکے مرنے لگیں اور عاجز آکر ہندوستان کو آزاد کردیں۔

یونس۔ آپ کا خیال بالکل غلط ہے ہمیں اس سے قطعاً کوئی بحث نہیں ہے کہ انگریز بھوکے مرنے میں یا ان میں سے ہر ایک کے پیٹ میں ہر وقت چھ چھ ڈبل روٹیاں بھری رہتی ہیں ان کے بھوکے مرنے سے ہمارا پیٹ نہیں بھر سکتا اور نہ ان کا پیٹ بھرنے سے ہم پر فاقوں کی نوبت آسکتی ہے ہم انگریزوں کو بھوکا مارنا نہیں چاہتے بلکہ صرف اپنے بچوں کا پیٹ بھرنا چاہتے ہیں ہماری ہرگز ہرگز یہ خواہش نہیں ہے کہ انگریزوں کی صنعت یا تجارت پر قبضہ کرلیں یا اور کسی طریقہ پر انھیں نقصان پہنچائیں ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ جیسی یا جیسی بھی ملیں اپنی ملک کی بنی ہوئی چیزیں خریدیں اور استعمال کریں ہم نہ جاپان کا برا چاہتے ہیں نہ انگلستان کا اور نہ جرمنی سے ہمیں عداوت ہے نہ امریکہ سے ہم تو صرف اپنے ملک کا بھلا چاہتے ہیں اور اپنے ملک کی بہتری کے لئے خود اپنے اوپر یہ تکلیف گوارا کرتے ہیں کہ عمدہ اور خوبصورت چیزیں چھوڑ کر بھدی اور خراب چیزیں استعمال کرتے ہیں اور دنیا میں یہ حق تو یقیناً ہر شخص کو حاصل ہے کہ وہ جس دوکان سے چاہے اپنے لئے سودا خریدے۔

ابراہیم۔ لیکن بہرحال اس سے انگریزوں کو نقصان تو پہنچے گا؟

یونس۔ یقیناً پہنچے گا اور پہنچ رہا ہے لیکن ان کی تجارت ہمیں بھی تو نقصان عظیم پہنچا رہی تھی ہم اپنے زندہ رہنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اگر ہماری یہ کوشش دوسروں کے لئے باعث تکلیف ہے تو انھیں چاہیئے کہ اس نقصان سے محفوظ رہنے کے کچھ انتظامات کریں آخر جب ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ نہ تھا اس وقت بھی تو انگریز کچھ کہا یا ہی کرتے تھے پھر اگر اب ان کی تجارت ہندوستان کے ساتھ بند ہو جائے تو وہ کیوں بھوکے مرینگے۔

ابراہیم۔ لیکن کیا آپ کو امید ہے کہ آپ کو اس تحریک میں کامیابی ہوجائیگی

یونس۔ جس طرح دنیا میں اور تمام کوششوں کامیاب یا ناکام ہوا کرتی ہیں اسی طرح یہ بھی کامیاب ہوگی یا ناکام اگر ناکامی کے اندیشہ سے آپ ڈپٹی کلکٹری حاصل کرنے کی کوششوں کو بند نہیں کرتے بلکہ دو دو چار چار دس دس مرتبہ ناکام رہنے کے بعد بھی اسی دھن میں لگے رہتے ہیں تو پھر اس میں کیا برائی ہے کہ ہم اپنی بہتری اور ترقی کے لئے خدا کے بھروسے پر کوشش کئے جائیں اور یہ بھی میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر بیس کروڑ ہندوستانی بھی سچے دل سے اس پر عمل کرنے لگے تو ہم ہرگز ناکام نہیں رہ سکتے۔

رشید۔ تو اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ سودیشی کی تحریک کو سیاسی تحریکوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یونس۔ یہ تو ہر وہ کام جو ہندوستانی اپنی بہتری اور فلاح کے لئے کریں ایک بیچ در بیچ طریقہ پر ملک کی سیاسیات سے ضروری ہے کسی نہ کسی حد تک متعلق ہوگا لیکن فی الحقیقت یہ ایک خالصتاً تعمیری کوشش ہے جس کا مقصد ہندوستان کے سوا کروڑ بھوکوں کے پیٹ میں روٹی ڈالنا ہے۔

رشید۔ یونس صاحب! میں نے آپ کی مذاق اڑانے میں جس قدر حصہ لیا تھا اس کی معافی چاہتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج کے بعد میں تا صد امکان کوئی بدیشی چیز استعمال نہ کروں گا۔

جعفر۔ یونس صاحب میں بھی اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں اور میں بھی وعدہ کرتا ہوں کہ آیندہ بدیشی چیزوں کا استعمال بالکل ترک کردوں گا۔

یونس۔ خدا آپ کے ارادوں میں برکت اور استقامت عطا فرمائے حقیقت یہ ہے کہ کوئی سلیم الفطرت شخص اس تحریک کو برا یا فضول کہہ ہی نہیں سکتا اور جس کسی کے دل میں قوم کا ذرا سا درد اور وطن کی ذرا سی محبت ہے وہ بدیشی چیزوں کو ترک کرکے اپنے ملک کی بنی ہوئی چیزوں کے استعمال سے کبھی باز نہیں رہ سکتا۔

ابراہیم۔ اب تو میرا ضمیر بھی مجھے مجبور کر رہا ہے کہ سودیشی کا حامی بنجاؤں۔


واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دندان

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو والد واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ کو ان کی ایڈیٹری طلبی کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۸ء میں سبع الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم عنایت فرمایا تھا اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہوجاتی ہیں چودہ پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثنا خواں ہے اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے سینکڑوں بلکہ ہزاروں دانت اس منجن نے چوڑ دیئے متعدد آدمی ایسے تھے جن کی پائریا کی شکایت تھی اور کھانے کے ساتھ مسوڑھوں کا خون اور پیپ پیٹ میں اتار کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑھے اچھے ہوگئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں جس منجن سے پائریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ملتے ہوئے دانت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کرکے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کر رہے ہیں

قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک ۴، دو شیشیوں پر محصول صرف ۱ر

ملنے کا پتہ:- احمد مجتبیٰ منیجر رسالہ نظام المشائخ ۱۷ کوچہ چیلان دہلی

# تماشائے اہل کرم دیکھیے

ایک ایسے انسان اور ایسی زبان کا شکر واجب ہی کیا، جس کی مراد پوری جس کی ہر خواہش کامیاب اور جس کی ہر صدا با اثر ہو جائے، ایسی ہستی اگر سرکش و باغی ہو کر خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا تذکرہ نہ کرے اور اس سے اغماض ہی کرلے تب بھی ہر بن مو اس کا شکرانہ گایت گاتا رہیگا۔ شکر تو وہ ہے کہ تکالیف میں صبر ہو، مایوسیوں میں تحمید ہو اور ناکامیوں میں بھی توصیف خداوندی ہو، خدا وہ امتحان کا وقت نہ لائے، ورنہ مجھ جیسا عصیاں شعار تو رکنا بڑے بڑے متقی و مرتاض ایسے موقعوں پر ڈگمگا جاتے ہیں،

تحدیث انعام الٰہی ہے اغرور نہیں، عجب نہیں، کہ مولوی کی رفتار اشاعت، مولوی کی مقبولیت اب دوسرے کام کرنے والے بھائیوں کے لیئے باعث تحریص ہو رہی ہے اور مسلمانوں کا مذہبی شغف اب ہر رسالہ والے کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ بھی مولوی کی طرز نگارش کو اختیار کرے اور میں تو اس کو بھی فال نیک سمجھتا ہوں کہ مولوی جس راہ پر گامزن ہے دوسرے بھائی بھی اسی پگ ڈنڈی پر آرہے ہیں، کاش خدا اس مولوی کو صحیح مقتدا بنا دے اور اس کے اتباع میں دہلی ہی نہیں ہندوستان کا ہر پرچہ سرشار تبلیغ اسلام ہو جائے۔

کیا اچھا ہوتا کہ اس راہ میں چلنے والے بھائی، اپنے ذہن میں مولوی کو نقصان پہنچانے یا اس کی کامیابی کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کی بجائے اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے جس پر فدا کاران مولوی گامزن ہیں، اور جس سے آج ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک خاصہ اچھا طبقہ مستفید ہو رہا ہے،

ناظرین مولوی شاید متعجب ہو جائیں گے کہ مولوی جیسا تبلیغ کل پرچہ جو بھائیوں کے خلاف کیا معنی برادران وطن کا بھی مخالف نہیں اس کے درپے آزار کون ہو سکتا ہے اور کونسی ایسی سعید ہستی ہوگی جو خواہ مخواہ اس سے الڑ کے چلے گی، لیکن ان کو ذرا بھی تعجب نہ ہوگا جب وہ عملی صورت میں بالکل انہی خطوط پر دہلی سے چند پرچے نکلتے ہوئے دیکھیں گے نہوں نے ہزاروں روپیہ بنکوں میں صرف اسی لیئے جمع کیا ہے کہ مولوی کی اتنی عظیم اشاعت کو اقلیت سے تبدیل کر دیں، بہر حال نہ کثرت اشاعت میری کسی کوشش کی رہین منت ہے اور نہ اقلیت میری کسی فروگذاشت کی باعث ہوگی، یہ سب کچھ مولوی کے اصلی مالکان کا صدقہ ہے اور آیندہ کی ذمہ داری بھی انہی پر ہے، خدا جطرح چاہے گا ان سے کام لیگا، حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر،

آپ حضرات سے صرف اتنی گذارش ضرور ہے کہ جو قدم آپ نے بڑھا دیا ہے وہ پیچھے نہ ہٹے اگر آپ نے ذرا بھی سہل انگاری کی تو اس کا اثر فی الفور مولوی کی اشاعت پر پڑیگا سب سے بڑی خرابی اور کمزوری اس سے پیدا ہوتی ہے کہ قدیم خریدار مستقل نہیں رہتے اور نئوں میں پچیس تو ضرور ہی کم ہو جاتے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ یہ اور پرچوں کی طرف جانے کے بعد جب جاتے ہی بے لطف ہو جاتے ہیں، تو پھر مولوی کو نوازنے آجاتے ہیں، لیکن اس سے میرے پروگرام میں بڑی ابتری ہو جاتی ہے، میں مانتا ہوں کہ میرے ہاں کا انتظام اتنا اچھا نہیں جتنا کہ اتنی بڑی اشاعت کے اخباروں کا ہونا چاہیئے، لیکن یہ بھی تو پیش نظر رکھیئے کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ میں کیونکر اتنا بڑا عملہ رکھ سکتا ہوں جو آپکی فروگذاشتوں کا بھی چارہ کار تلاش کرلے، انتظام کی شکایت پر اگر آپ غور فرمائیں تو بڑی حد تک آپ پر ہی ہے، آپ نمبر خریداری نہ لکھنا، یا نمبر بھول جانا بالکل معمولی بات تصور فرماتے ہیں، لیکن شاید آپ کو اس کی خبر نہیں کہ اب آپ کا صرف نام تلاش کرنے کے لیئے ایک آدمی پورے تین دن بھی گذار دے تو وہ نہیں پا سکتا ہے کیونکہ ۱۸ ہزار آدمیوں کے پتوں کو دیکھیے تو کہیں جا کر آپکا نام ملے، ۱۸ ہزار میں نے یوں لکھا کہ رجسٹروں میں وہ خارج شدہ نام بھی ہیں جو اب خریدار نہیں ہیں، اب آپ نے آسانی سے صرف اتنا لکھدیا کہ "میں فلاں جگہ چلا گیا ہوں اب میرا رسالہ اس پتہ پر بھیجدیجے گا، نمبر خریداری نقل مکان کی وجہ سے گم ہو گیا، ذرا کلیف فرما کر دیکھ لیجے گا" بس چھٹی ہوئی، اب بتلایئے ایک کلرک جس کی تنخواہ ایک روپیہ روزی رکھیئے تو کس قدر صرف کے بعد یہ "تکلیف فرمائے گا" ظاہر ہے کہ یہ تکلیف فرمائی ناممکن ہے اس لئے پرچہ آپ کے سابقہ پتہ پر جاتا رہیگا، اسمیں کبھی چھپتا پھرتا آپ تک پہنچ گیا اور کبھی نہیں سال کے ختم پر آپ نے لکھ بھیجا آپکے ہاں بڑا بُرا انتظام ہے مجھے اس سال میں صرف ۵ پرچے ملے ہیں، میں آیندہ مولوی کا خریدار رہنا نہیں چاہتا، اب بتلایئے کہ میرا اسمیں کیا قصور ہے، ہمارے بہت سے دفتروں والے بھائی کہدینگے کہ صاحب آپ یہ کریں کہ ردلیف وار رجسٹر بنائیں صوبہ وار بنائیں ضلعوار بنائیں، یہ سب کچھ ممکن تو ہے لیکن جناب ذرا یہ بھی بتلا دیجئے کہ ایک روپیہ میں کیا کیا کروں، بارہ پیسہ میں ماہواری اتنا ضخیم پرچہ بھی دوں، ٹکٹ بھی لگاؤں ڈاکخانہ والے رسید میں ہڑپ کریں تو دوبارہ پرچہ بھی دوں، وی پی کی اطلاع بھی خرچ کر کے دوں، جب آپ وی پی واپس کر دیں تو ۳ کا نقصان بھی اٹھاؤں، خدارا بتلایئے تو سہی یہ سب کچھ کرتا ہوا ایک بڑا عملہ بھی رکھوں جس کو آپکا پتہ نشان برزبان یاد رہے اور پھر یہ سب ان کے لیئے کروں، جو صرف ایک سال کے مہمان ہیں، اگر یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کا مولوی کا ساتھ عمر بھر کا ہے تو اس کا بھی انتظام ہو جائے،

اس کو مانتا ہوں کہ یہاں کے انسان کارکنوں سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں، لیکن کیا آپ ان مشکلات کی موجودگی میں ان کو معاف نہیں کر سکتے، اور سزا بھی ایسی سخت دیتے ہیں کہ ایک دم مفارقت کا اعلان،

بہر حال آپ کا پرچہ ہے آپ کو اختیار ہے جو چاہیں اور جیسا چاہیں کریں۔

## اس مہینے کی رپورٹ یہ ہے

۲۲ اکتوبر کو مولوی کا رسول نمبر بالکل ختم ہو گیا، آپ کی اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مسئلہ حل ہو گیا، اب جدید خریداروں کی رفتار ذرا سست ہے ایسا نہ ہونا چاہیئے، آیندہ کے لیے پروگرام یہ ہے کہ مولوی کی اشاعت پندرہ ہزار ہو جانے کے بعد اس کی ضخامت میں اور اضافہ کر دیا جائے اور کچھ نئے ابواب قائم کر دیئے جائیں نئے ابواب کے متعلق ناظرین مشورہ دیں کہ مولوی میں کیا کیا کمی ہے جو پوری کی جائے، فتاویٰ کا سلسلہ ہر چند کہ ضروری ہے لیکن اس کو میں مولوی میں شامل نہ کرونگا، کیونکہ اس میں اختلافی مسائل کا آنا یقینی ہے اور میں کوئی اختلافی چیز مولوی میں شایع نہیں کرنی چاہتا،

اس مہینے جن حضرات نے مولوی کی اشاعت میں حصہ لیا ان کے نام حسب ذیل ہیں جن بھائیوں کے نام رہ گئے ہوں براہ کرم مطلع فرمادیں کیونکہ درمیان کچھ دنوں بخار کی وجہ سے میں اپنے ہاتھ سے زیادہ کام نہیں کر سکا

| اسماء معاونین | تعداد | اسماء معاونین | تعداد |
|---|---|---|---|
| میر منظر حسین صاحب پیش امام باڑہ سیر | ۲ | جناب محمد یحییٰ اخلاق صاحب بڑا بازار کلکتہ | ۵ |
| جناب محمد یحییٰ فاضل صاحب موٹر ڈرائیور ناسن | ۱ | " محمد جعفر صاحب بھاگل پور | ۴ |
| " بابو عبدالسلام صاحب پارسل کلرک بھاگلپور | ۳ | " نثار احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ گنج | ۳ |
| " مولوی مشیر حیدر صاحب تھانیدار | ۵ | " عبدالجبار صاحب گاڈر واڑہ | ۱ |
| " مقبول احمد صاحب فاریسٹ گارڈ سوناکر | ۱ | " شرف الدین صاحب نجار گلی مہو | ۳ |
| " محمد سلطان خاں صاحب بی اے سب انسپکٹر پولیس | ۲ | " عبدالحمید صاحب اوورسیئر | ۳ |

| نام معاونین | تعداد |
|---|---|
| جناب محمد حسین صاحب آرنی۔ ڈی رایا جانی | ۲۱ |
| " احمد دین صاحب بٹوٹ | ۲ |
| " وزیر اشرف صاحب بمبئی درگ | ۲ |
| " شیخ دہوم بخش صاحب ہردہ | ۳ |
| " مولوی احسن صاحب بہاولپور | ۲ |
| " خان میر صاحب رتہ امرال | ۲ |
| " جیون بخش صاحب ریڈر پٹیالہ | ۴ |
| " محمد ابوطاہر صاحب خوردہ پوری | ۲ |
| " مہدی حسن صاحب پٹواری لادھوکا | ۵ |
| " ڈاکٹر محمد حسین صاحب ایم اولاد پکا | ۵ |
| " حمید الدین صاحب حمید بجنوری | ۱ |
| " حافظ عبدالغنی صاحب ستنا | ۳ |
| " بابو برکت علی صاحب مسلم بنک سالکوٹ | ۳ |
| " سید محمد اظہر علی صاحب زیدی ہردا | ۳ |
| " ابراہیم صاحب ہیڈ پوسٹ آفس ملکاپور | ۵ |
| " مجید اللہ گورہ بازار کاپٹی | ۳ |
| " سید نظام الدین صاحب کنڈول سکھر | ۴ |
| " احمد حسین صاحب میسور | ۳ |
| جناب صاحبزادہ محمد حامد خانصاحب خیرپور سندھ | ۷ |
| " احمد حسین صاحب وقار مہوکیمپ | ۱ |
| " ابوالخیر محمد کمال الدین صاحب قرولی | ۳ |
| " گل محمد صاحب کہٹکہ مرال ملمان | ۳ |
| " حکیم سید عبدالعزیز صاحب رضوی ربنی | ۳ |
| " سید قادر محی الدین صاحب تنجو | ۳ |
| " چائنا دیر ہاؤس احمد آباد | ۲ |
| " محمد اسحاق صاحب مالوہ ل اندور | ۲ |
| " مولوی برکت علی صاحب کیرون | ۳ |
| " نواب خاں صاحب فارسٹر ننگ مرگ | ۵ |
| " ماسٹر برکت علی صاحب کلانور | ۳ |
| جے۔ این احمد صاحب ٹیلیگراف ماسٹر | ۵ |
| محمد شفیع صاحب بیڑی مرچنٹ ساگر | ۵ |
| " عبدالحفیظ صاحب سکنڈین، ماسٹر دیرال | ۳ |
| " محمد امین الدین صاحب کلکتہ | ۱ |
| " محمد حامد صاحب بیرو یا ندہ | ۵ |
| " عبداللطیف خان صاحب سوندے | ۱ |
| " شیخ صالح بن عمر یافعی سمت نگر | ۵ |
| " سید احمد اللہ صاحب سروار نگر | ۲ |
| حبیب احمد صاحب قریشی راجگڈہ | ۱ |
| " محمد علی صاحب رحمانی کہنولی گنج | ۱ |
| " مولوی حاجی دوست محمد صاحب | ۲۰ |
| " ڈی۔ ایس۔ پی مردان | |
| " شیخ امید علی صاحب اجمیر شریف | ۲ |
| " قائم اللہ خاں صاحب دونگر گڑھ | ۲ |
| " محمد حسین صاحب نیلکنٹروں | ۱ |
| " امیر بیگ صاحب گندھوانی | ۲ |
| " قاضی غلام یوسف صاحب بمبئی | ۳ |
| " کرامت علی صاحب مرچنٹ | ۳ |
| " مولوی نور احمد صاحب متعلم کمپلپور | ۵ |
| " بابو دریا خانصاحب زرک | ۲ |
| " میرزا سلطان احمد صاحب جوگرافیکل سروے | ۸ |
| " محمد شفیع صاحب سیلانہ اسٹیٹ | ۴ |
| " فضل دین صاحب پٹواری حال گورداسپور | ۱ |
| " غلام مصطفےٰ صاحب وظیفہ یاب تحصیلدار | ۲ |
| " سید اعجاز حسین صاحب جعفری شاہ پور | ۱ |
| " ماسٹر غلام محی الدین صاحب جاورہ | ۲ |
| ڈاکٹر حافظ محمد ارتضیٰ صاحب مادھوگنج | ۳ |
| جناب مولوی عزیز احمد صاحب کمالپور | ۱۰ |
| سید محمد افضل صاحب لودی کٹرہ پٹنہ | ۱ |
| " محمد یوسف صاحب کینگ اسٹریٹ کلکتہ | ۲ |
| " محمد نقی علی صاحب پرسنیڈی | ۲ |
| " مولوی شیخ ریاست علی صاحب قدوائی | ۵ |
| " بابو عبدالرحمن صاحب فورٹ سنرو | ۵ |
| " جیون بخش صاحب پٹیالہ | ۵ |
| " بابو غلام حسین صاحب سانجھریک | ۳ |
| " شیخ احمد صاحب خیراتی صاحب بمبئی | ۳ |
| " بابو مہتاب علی خانصاحب سون پور | ۵ |
| " سید ضیاء الحق صاحب وکیل جہن جہن | ۲ |
| " محمد محمود صاحب بلیا | ۲ |
| " جناب شیخ تاج محمد صاحب جبل پور | ۱ |
| " ڈاکٹر صفدر علی صاحب امرتسر | ۳ |
| " راجہ فیروز خان صاحب کوہاٹ | ۱ |
| " محمود علی صاحب کارپنٹر سرسی | ۳ |
| " شیخ منظور احمد صاحب مخمر پور | ۲ |
| " عبدالمجید صاحب الور | ۱ |
| " چودھری فضل الدین صاحب ڈپٹی خانخانہ | ۳ |
| " غفور خانصاحب گورنمنٹ پریس الہ آباد | ۴ |
| " محبوب علی صاحب رحمانی کہنولی گنج | ۱ |
| جناب سید جواد علی صاحب سجولی | ۱ |
| " منشی عبدالعلی صاحب ہوودوی | ۲ |
| " داؤد خانصاحب پوسٹل سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ دون | ۲ |
| " سید مصطفےٰ حسینی صاحب ہاشمی بجنوری | ۵ |
| " منیجر موٹر ٹریننگ اسکول گورکھپور | ۱ |
| " عبدالروف صاحب ڈپٹی ریجر گولہ | ۲ |
| " مقصود علی صاحب ہیڈ کانسٹبل کھیری | ۲ |
| " سید آل محی الدین صاحب بالاپور | ۳ |
| " عبداللطیف صاحب سوندے بمبئی | ۵ |
| " حوالدار امیر الدین شیخ ادریس صاحب سرسی | ۴ |
| " محمد شفیع صاحب ہمیر | ۱ |
| " صاحب علی صاحب شنٹر مرلین | ۲ |
| " مولوی رشید احمد صاحب خالص پور | ۲ |
| " یٰسین حسین صاحب نظام ساگر | ۷ |
| " بنی شریف صاحب فتح دروازہ دکن | ۳ |
| " امیر خانصاحب گہی والے میسور | ۲ |
| " زین الواحدین صاحب کھیری | ۲ |
| " محمد حبیب خانصاحب وکیل رانچی | ۲ |
| " مہدی حسن خانصاحب رانچی | ۱ |
| " نظامیہ سائکل سٹور بیدر | ۱ |
| " رشید احمد صاحب جالندہر | ۱ |
| " محمد یوسف صاحب جاورہ | ۳ |
| " آئی اے شیخ صاحب دہوندھی | ۶ |
| " محمد یعقوب خانصاحب گوری گنج | ۱ |
| " عبدالخالق صاحب بشندر | ۱ |
| " مولوی محمد شریف صاحب سندہ | ۱ |
| " عثمان صاحب بیجاپوری سرسی | ۲ |
| " شیخ محمد یاسین صاحب پٹیل سنیدہرا | ۵ |
| " اکبر علی صاحب سربراہ کار ہیبت پورہ | ۲ |
| " محمد انوار الحق صاحب اچل گنج | ۳ |
| " بابو مہتاب علی خاں صاحب سون پور | ۵ |
| " بابو محمد رضا صاحب سگنلر گورکھپور | ۵ |
| " بونھا شیخ جی صاحب کلکتہ | ۱ |
| " میرزا عبدالعزیز صاحب پشاور | ۲ |
| " منشی عبداللہ صاحب بٹوٹ | ۱ |
| " سید شہاب الدین صاحب امنت پور | ۱ |
| " محمد اخلاق صاحب ٹریسر سیتاپور | ۲ |
| " محمد حسین صاحب کونڈالی ناگپور | ۳ |
| جناب محمد نوشاد علی صاحب پورنگنج | ۲ |
| " محمد سعید صاحب گورداسپور | ۱ |
| " محمد حیاانی صاحب سکندرآباد دکن | ۲ |
| " مولوی محمد یوسف صاحب موڈیگری | ۲ |
| " ایس ایم محیب اللہ صاحب سرویئر لوہارو | ۶ |
| " مولوی محمد عبدالکریم صاحب جاورہ | ۵ |
| " خواجہ جان محمد صاحب حیدرآباد | ۱ |
| " دریا خاں صاحب رزک | ۴ |
| " اختیار الدین صاحب سون پور | ۲ |
| " غلام احمد صاحب پکی ٹھٹی | ۳ |
| " مولوی فضل الٰہی صاحب اولپنڈی | ۳ |
| " شیخ محی الدین صاحب کہانیوالی | ۲ |
| " سید عبداللطیف صاحب اوپٹھہ | ۳ |
| " سید معین الدین صاحب گنجام | ۴ |
| " محمد سراج الدین صاحب منوگیر | ۲ |
| " کریم الدین صاحب ڈرامیور ڈیرہ | ۲ |
| " ریاض محمد صاحب نرور | ۱ |
| " مولوی سید مصطفےٰ حسینی صاحب | ۵ |
| " علی محمد صاحب تونسہ شریف | ۲ |
| " سید عثمان عربی صاحب گاڈروڈ | ۱ |
| " آدم صاحب عثمانی صاحب سرسی | ۱ |
| " کرچن صاحب کلکتہ | ۱ |
| " رحیم بخش صاحب مہوبہ | ۲ |
| " غالب حسین صاحب حصار | ۲ |
| " سید عمر صاحب ہری ہر | ۲ |
| " محمد عاشق علی صاحب لسوان | ۱ |
| " سید نواب علی صاحب جہانپور | ۱ |
| " عبدالستار صاحب بہاولپور | ۲ |
| " عزیز اللہ صاحب منبون | ۱ |
| " محمد یعقوب شریف صاحب درس | ۱ |
| " منیجر ولایت واچ کمپنی فیروزآباد | ۱ |
| " عبدالعماد صاحب مندورا | ۱ |
| " ملا احسان حسین صاحب کیولاری | ۲ |
| " منشی انعام اللہ وکیل محمد آباد | ۱ |
| " عبدالستار صاحب کن کیچ چلپور | ۲ |
| " مولوی سید علی رضا صاحب منتظم پنشنی عدالت امور عامہ حیدرآباد دکن | ۱۵ |

**باقی دارد**

# مرنے سے پہلے

اگر انسان اپنی گذشتہ زندگی کا جائزہ لے تو اس کو مرنا دشوار ہو جائے کیونکہ زندگی کا شاید ہی کوئی لمحہ ایسا ہوگا جو معصیت سے مبرا ہو پھر ایسے پرمصائب زمانہ راہ سے اتنا کھٹن سفر کیونکر گذرے گا یہ ایسا مشکل سوال ہے جس کا جواب اور مطمئن جواب کسی اور مذہب میں نہیں ملے گا عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع کی صلیب ان کی نجات کی پوری کفیل ہے حالانکہ دنیا میں یہی ایک کے گناہ کے بدلے دوسرے سے مواخذہ نہیں ہوتا نہ دوسرے کی سعی و قربانی اسکی تلافی کرتی ہے ہندو کہتے ہیں کہ جیسے کرم کیجئے گا دوسرے جون میں ویسی ہی صورت نصیب ہوگی ان کے ہاں نجات سے نجات ہی ناممکن ہے۔

قربان جائیے اسلام کے یہاں ندامت کے دو آنسو اور سچے دل کی معذرت خواہی گناہوں سے یکسر صاف کر دیتی ہے اور خدا کی رحمت سر بخاتی ہے بشرطیکہ خلوص دل سے توبہ کرلی جائے **توبہ کیا ہے** اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں توبہ کی حقیقت توبہ کی صورت جبتک معلوم نہ ہو انسان صحیح معنوں میں توبہ ہی کیا کر سکتا ہے۔

## موت کا وقت مقرر نہیں

ممکن ہے اس کا وقت آج ہی آجائے اس لئے آج ہی ضرورت ہے کہ توبہ کی حقیقت معلوم کر کے موت کے وقت سکون حاصل کر لیا جائے اس لئے آپ آج ہی حمیدیہ پریس دہلی سے **توبہ** منگا کر پڑھیئے اور اس پر عمل کیجئے توبہ پڑھنے کے بعد انسان کامل انسان ہو جاتا ہے توبہ پڑھنے کے بعد انسان گناہوں سے اس درجہ دور ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں گناہ کرنے کی قدرت ہی باقی نہیں رہتی کتاب کیا ہے ایک جادو ہے جس کا اثر مسحور کئے بغیر رہتا ہی نہیں ہے اس لئے ہر بالغ انسان کے لئے اس کا مطالعہ اتنا ضروری ہے اس کتاب کی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات دیباچہ توبہ۔ توبہ کے معنی از روئے لغت، مناجات توبہ کی حقیقت توبہ کی فضیلت توبہ کا ثواب توبہ کے متعلق سرور عالم کے ارشادات ارباب طریقت کی توبہ۔ توبہ کی ضرورت، باب توبہ کشادہ ہے، تائب اور صابر۔ قبولیت توبہ حکایات توبہ، ترک گناہ، حقیقت گناہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ توبہ کا ذکر قرآن میں گناہ کی لذت، گناہ کا خیال معافی کے ذرائع صغیرہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے جوشش رحمت توبہ کی شرائط گناہوں سے بارگاہ الٰہی میں سربسجود، ندامت توبہ، گناہوں سے بچنے کا موثر علاج گناہ سے بچنے کی ہدایتیں مولا کی بندہ نوازی پڑھا استغفار عبادت ولی۔ بیم و امید، عبد و معبود میں راز و نیاز، گناہوں سے نیکیوں کی بربادی فوجداری مواخذہ سے بیفکری گناہ کے نقصانات نسخہ دافع مرض گناہ توبہ سے دلچسپی گنہگار کی نجات توبہ کرو اور خدا سے ڈرو عطاری کے نوٹے فارسی کی مناجات توبہ عرفی کی مناجات توبہ، اشک ندامت محاسبہ حرام و حلال اشعار توبہ۔ مغفرت کا آسان طریقہ مناجات مولوی نذیر احمد صاحب۔ نفسانی جذبات خدا کی رحمت۔ تین شریر بہنوں کی توبہ ادعیہ قرآنی متعلقہ توبہ اس کے علاوہ بہت سی نظمیں اور مناجاتیں درمیان میں حسب ضرورت برمحل موجود ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد گناہوں سے از خود نفرت ہو جاتی ہے قیمت دس آنہ علاوہ

**منیجر حمیدیہ پریس پوسٹ بکس ۶۱۰ دہلی**

# مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک سوال ہے جس کا صحیح جواب سننے کے لئے ہر شخص بے چین ہے اور وہ اس کے درپے رہتا ہے کہ کس طرح میں اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لوں دوسری اقوام سے کہدیجئے کہ مرنے کے بعد وہی ہوتا ہے جو مسلمانوں کے خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے اور مسلمان اس کا یقین کر لیں کہ جو کچھ خدا اور اس کے رسول نے بتایا ہے وہ عین الیقین ہے اس کے علاوہ ہزارہا اصحاب خدا نے اپنے مشاہدات، دوسروں کو خواب میں بتائے ہیں جو مرنے کے بعد ان پر گذرے ہیں یہ سب کتاب

## حیات بعد الموت

میں مفصل درج کر دیئے ہیں تاکہ ہر مسلمان اس دنیا سے جانے کے بعد عقبیٰ کے راستہ سے واقف ہو جائے یہی وہ کتاب ہے جو صحیح معنوں میں عالم برزخ اور عالم عقبیٰ کی گائیڈ ہے اگر آپ اپنے بالکل یقینی آئندہ منزل کے حالات معلوم کرنا چاہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے یہ کتاب حضرت مولانا مولوی محمد عبد التواب صاحب فاضل دیوبندی کی تصنیف ہے اس میں حسب ذیل مضامین ہیں:-

فلسفہ انسانی دین و دنیا۔ جسم و روح حقیقت روح انسانی۔ روح انسانی کا دخول عہد میثاق، روح حیوانی اور روح انسانی تناسخ و آواگون حقیقت موت عیادت سکرات موت۔ ملقین مومن ہو یا کافر جسم فانی سے روح کا انقطاع حضرت آدم کی وفات حضرت ادریس کی وفات حضرت سلیمان کی وفات رسول کریم کا وصال ایمان و کفر نیکی و بدی نیک روحیں ملک الموت اور مومن، علیین ابرار و مقربین اہل خاتمہ بالخیر سجین کفار کی ارواح منافق سے سوال مومن کی نیک روح، نیک عمل، عذاب و ثواب عالم برزخ قبر کا عذاب و ثواب تجہیز و تکفین، غسل میت، فضل کافور کفن میت کی تفصیل نماز جنازہ مکمل، نماز جنازہ کی امامت، جنازہ کے ساتھ جانا، دفن میت اور قبر پر [illegible] درود و دعا تلقین و ایصال ثواب تلاوت قرآن کا ثواب، قبرستان کی زیارت [illegible] کہاں تک بھلائی نجات اخروی میسر ہو کیا کیا چیز پہنچتی ہے **دو سو سے حصہ میں ۳۳ صحابہ** کرام و صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کے روشن صفحات اور مبشرات درج ہیں جنہوں نے حسب وعدہ مرنے کے بعد اپنے عزیزوں احباب کو عالم برزخ کے جزوی و کلی حالات بتائے ہیں اس حصہ میں عجیب و غریب مکاشفات ہیں جن سے آنکھیں کھل جاتی ہیں اور انسان اس زندگی کی نیکیوں کی دل سے قدر کرنے لگتا ہے یہ وہ کتاب ہے جس سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بشیر و اعزہ کی کیونکر مدد کر سکتے ہیں قیمت ہر دو حصہ صرف ۱۲ ر (منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## خبر بھی ہے کل کیا ہونے والا ہے

بیدار ہو جاؤ اے غفلت کے متوالو اور بیہوش ہونے والو آنکھیں ملو ہوشیار ہو جاؤ وہ دن سر پر آگیا جس کے خوف سے انبیاء پناہ مانگی وہ دن نزدیک آگیا جس کے خیال سے روح تڑپ جاتی ہے وہ ساعت نزدیک آگئی جب نفسی نفسی کا شور ہوگا جب کائنات کا ہر ذرہ خشیت الٰہی سے لرزاں ہوگا تم سوتے ہو نہیں کیا خبر کہ اس کی علامتیں بہت حد تک پوری ہو چکی ہیں اور جو رہ گئی ہیں وہ جلد پوری ہونے والی ہیں اس لئے آج ہی **قیامت کا پروگرام** منگا کر پڑھ لو اور یقین کرو کہ جس راستہ سے تم گزر رہے ہو اس کا اختتام بہت نزدیک ہے اس کے ساتھ ہی اپنا پروگرام بھی مرتب کر لو یہ کتاب حضرت [illegible] شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کی لکھی ہوئی ہے قیمت ۴

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

## الکلام المبین

حقایق اسلام کو سمجھنے اور معلوم کرنے کے لیے اس کتاب سے بہتر شاید کوئی کتاب نہ مل سکے

ملے گی، اسمیں معاندین اسلام کے عقائد باطلہ کی مدلل طریقہ پر تردید کی گئی ہے اور اسلام کے محاسن کو نہایت عمدہ پیرایہ میں دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے نیز خدا تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے اور قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے متعلق بہت سے عقلی و نقلی دلائل لکھے ہیں، اور اس میں حسب ذیل مضامین ہیں: وجود باری تعالیٰ، عرفت ربی، مظاہر قدرت پر غائر نظر، توحید الٰہی، نبوت و رسالت، معیار نبوت، سرد لبران در حدیث دیگران، قرآن مجید، وحی والہام، قرآن کی فصاحت، قرآن کا دعوے، قرآن کے وقت فصاحت عرب، زبردست چیلنج، فاتو بسورۃ، ایک زبردست دلیل، چند براہین تیرہ ویدوں کی حقیقت، ویدوں کی تعلیم، معاندین کے اعتراضات کی تردید، احکام اور جادات پر اعتراضات، غرض کہ اس کتاب کو سمجھ کر پڑھ لینے کے بعد کوئی مسلمان غیر مسلم اقوام کے اعتراضات کو نیا سنیا کر دینے میں اٹکا نہیں رہتا، بہت ہی مدلل اور مبسوط کتاب ہے، ضخامت ۱۱۲ صفحات قیمت صرف دس آنے ۱۰ار

**مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

## ایک ہندو خاندان کا قبول اسلام

### سرزمین اجودھیا پر نیر اسلام کی ضیا افروزی

## ساوتری

ایک نہایت حیرت انگیز اور دلچسپ تبلیغی سچا افسانہ ہے، جسمیں بتلایا گیا ہے کہ اجودھیا کا ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا، اور شرک و کفر کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزارہا مصیبتیں برداشت کیں اور باوجودیکہ لوہے سے داغ دیے گئے، بیدوں سے مارا گیا، اور جو اذیت کہ نہ پہنچانی تھی وہ پہنچائی گئی، لیکن یہ عشق اسلام کے متوالے مس سے مس نہ ہوئے، اور یہ سعید روحیں ابتک اسلام کی خدمت کر رہی ہیں،

یہ فسانہ چونکہ سچا تھا، اس لیے بے حد دل نشین ہے، صدہا اخباروں نے بہترین تنقیدیں کی ہیں، اس قسم کی کتابیں دیہات میں مفت تقسیم کرنی چاہئیں تاکہ بھٹکتے ہوئے دل اسطرف آجائیں، قیمت فی جلد آٹھ آنے دس جلد چار روپے

محصول ڈاک علیحدہ

**مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

## عورت نے کمال کر دیا

بالکل سچا واقعہ ہے، لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم نے دہرہ دون میں پورے بارہ آپریشن اور دواؤں سے مباحثہ کیا اور بارہ روز مناظرہ رہا، آخر میں اسلام کی فتح ہوئی، اور ڈاکٹر صاحب نے تبلیغ کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو الفہم مولانا حسن الدین صاحب خاموش ایرانی نے بطرز افسانہ

کتابی صورت میں لکھ ڈالا، سارا مباحثہ قلمبند ہو گیا۔ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا، اور کہانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے، ۱۰۰ کے طباعت کے بعد بارہ سال کا بچہ اسلام کے مخالفوں سے مناظرہ کر سکتا ہے، لڑکیوں اور عورتوں کے لیے تو یہ کتاب لکھی ہی گئی ہے ۲ سال کے اندر دس ہزار چھپی ہے اب جبکہ نئی ہی وغیرہ کا زور نہیں ہے، پھر بھی یہ کتاب بے تحاشا فروخت ہوتی ہے، اور حقیقت میں یہ کتاب ہی ایسی ہے کہ جس قدر بھی یہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے درست ہے جلد منگائیے ورنہ پھر اگلے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا، قیمت صرف ۱۲ار

**مینجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

## جنت آپ کے گھر میں

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے تمام عرب عالم میں عورت کا درجہ معلوم کریں، تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے جس میں عورت کے متعلق وہ تمام احکام درج کیے گئے ہیں جو عیسائی موسائی، ہندو جینی پارسی وغیرہ تمام اقوام کی مذہبی کتابوں میں درج ہیں، اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں، کہ اسلام سے پہلے عرب و ایران و یونان و روم اور ہندوستان چین، مختصر سے زمین پر عورت کی کیا حیثیت تھی، تو کتاب

**میاں بیوی کے حقوق و فرائض** ضرور منگائیے جس میں مستند تاریخوں کے اقتباس درج کیے گئے ہیں اور عورت کے متعلق امور قت مشاہیر کے اقوال مستند کتابوں سے لے کر بتایا گیا ہے کہ عورت کی پوزیشن ایک جانور سے بھی بدتر تھی، اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں، کہ داعی اسلام نے صنف نازک پر کیا کیا احسانات کیے، اور اپنے غلاموں کو عورت کے ساتھ کیسے حسن سلوک کی تاکید کی ہے، تو میاں بیوی کے حقوق و فرائض پڑھیے جس میں قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام نے عورت کی عزت و قایم کی اور جو بھی حقوق اس نے عورت کو دیے ہیں، وہ متمدن ممالک میں آج بھی عورتوں کو نصیب نہیں ۸۲ صفحے قیمت ۸ر حمیدیہ پریس دہلی

## حسن کا ڈاکو راہب کے بھیس میں

### تاریخی تبلیغی فسانہ

دنیا سے الگ رہنے والے سادھو اور راہبوں کی شیطان کاریاں اس قدر شیطان فریب ہوتی ہیں، کہ انکا افشا ہو جائے تو سیاہ کاری کی بدسے بدتصویر بھی اس کے سامنے ہیچ نظر آتی ہے، یہ مذہبی تقدس کا جامہ پہننے والے اپنی پر فریب کرتوں اور رنگ و قطع سے غریب بھولی بھالی دوشیزہ بیچارنوں کو پھانستے ہیں اور پھر اپنی سیاہ کاری کی وہ وہ کالکھا کرتے ہیں، کہ رند بادہ نوش، اور خرابات بادیما کو بھی یہ قساوت و عصمت دری کرتے شرم دامنگیر ہو گی فلورا فلورنڈا اسی قسم کا ایک افسانہ ہے جو علامہ شرر کا لکھا ہوا ہے اسمیں گرجاؤں کی ناپاک زندگی اور مقدس کنواریوں کی وہ وہ عجیب حالات ہیں کہ معاذ اللہ، خصوصاً راہبوں کی زبردستی عصمت ریزیاں اس قدر حیا خیز موضوع ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، خصوصاً کنواری اور جوان عورتیں اپنے ہفتہ بھر کے گناہ راہب کے سامنے دوہراتی ہیں، اور ان سے جیسے گندے سوالات ہوتے ہیں ان سے تہذیب شرما جاتی ہے، آخر میں ایک ایسی ہی زخم خوردہ خاتون کا قبول اسلام اور اس کے ساتھ ہزاروں ننوں کا راہبوں کے پنجوں سے نکلنا اس کتاب میں ہے، قیمت صرف عہ ۳۸۰ صفحات **حمیدیہ پریس دہلی**

# مدارس کا نصاب بدل ڈالو

اجنبی سیاست کی سب سے برکت ہندو مسلمانوں کی تفریق ہے، اور ہمارے ہاں کے ناسمجھ مورخوں نے یا نصاب کا انتخاب کرنے والوں نے ابتداہی سے تعلیم میں ایسے جراثیم پیدا کر دیئے ہیں جس سے آج وہ بچہ جو قدرتی طور سے جوان ہو کر وہ ہندو مسلمان بھائی بھائی بن کر رہتے ہیں، ہندو مسلمان کے نام سے چڑنے لگتا ہے، اور اس کے دل میں ہندو مسلمان کے نام سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے، اس لئے ہم نے

**عالمگیر غازی** کتاب حال میں چھپوائی ہے، جس میں ان تمام متعصب مورخوں کی عصبیت کا پول کھولا گیا ہے اور بتلایا ہے، کہ حکومت نے ان مریض بہتانوں کو کیوں روا رکھا ہے، جو اس عادل بادشاہ کے خلاف مدارس کی تعلیم میں موجود ہیں، یہ کتاب بتلائے گی، کہ عالمگیر کے وقت میں ہندو مسلمان کیسے بھائی بھائی تھے، اور خود اورنگ زیب کو ہندوؤں پر کس درجہ اعتماد تھا،

یہ ہی وہ کتاب ہے کہ اگر ہر ہندوستانی کی نظر سے گذر جائے تو آج ہی ہندو مسلمان سب ایک ہو جائیں، قیمت صرف آٹھ آنے، حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# بزم میلاد کی روشن بتی دیجے

امت وسطے اور امت مرحومہ کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ ہر اس چیز سے پرہیز کرے جو تفریق بین المسلمین کا باعث ہو، اور ایسی راہ اختیار کرے جس میں زیادہ سے زیادہ گروہ مسلمین متفق ہو جائے، بزم میلاد ہی جاری بخاری کے باعث موجب انتشار ہونے لگا ہے، اور کچھ نہیں تو قیام و اہتمام پر ہی لوگ کٹے مرتے ہیں، رواۃ کی ثقاہت و عدم ثقاہت پر ہی جو تاچل جاتا ہے، اس چیز کو مدنظر رکھ کر حمیدیہ پریس دہلی نے

**رحمۃ للعالمین کامل** کتاب مجالس میلاد کے لئے پیش کر دی ہے، جو ان سب اعتراضوں سے پاک ہے اور بزم میلاد کے لئے سب سے اچھی کتاب ہے، اس کا اہتمام کیا گیا ہے، کہ جہاں یہ کتاب پڑھی جائے وہاں کے سامعین ایک دوسرے پر معترض نہیں بلکہ ایک دوسرے کے مدد و معاون ہوں، اس کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ ظہور قدسی کے وقت کیا کیا معجزات ظہور پذیر ہوئے بلکہ اس میں اس سے بحث کی ہے کہ حضور کی بعثت نے کس قدر معجزانہ طور سے دنیا کا نظام بدل ڈالا، اور حضور کی تعلیم کا اثر دنیا پر کیا پڑا، اس کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ مردوں کے لئے، اور دوسرا عورتوں کے لئے، یہ عجیب و غریب کتاب اپنی طرز کا پہلا میلاد نامہ ہے، قیمت کامل دس آنے منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

**اسوۃ النبی** صلعم حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاسن و مناقب اور اخلاق فاضلہ و اوصاف حسنہ کے متعلق یہ بہترین تالیف ہے اس میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و صداقت کو یورپ کے سربرآوردہ محققین اور دنیا کے تمام مشہور و معروف غیر مسلم مستندین کے اقوال و اعتراف سے بین طور پر ثابت کیا گیا ہے، عظیم القدر ارباب علم نے تسلیم کیا ہے "اسوۃ النبی" تیرہویں صدی ہجری کی ایک بڑی معرکۃ الآرا تصنیف ہے، اور مولوی زاہد القادری صاحب نے بہت محنت کے ساتھ اس کتاب کو لکھا ہے، پچھلے سال بہت سی مجالس میلاد میں یہ تبرکی کی جگہ مفت تقسیم کی گئی ہے، قیمت فی جلد ۵ روپے جلد بڑا ضخامت ۴۰ صفحہ لکھائی چھپائی کاغذ سب اچھا ہے۔

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# یہ زندگی کس کام کی

کہ گھر کی خوش باش اور پر مسرت زندگی کو قانونی بنا لیا جائے، میاں بیوی کا وہ میٹھا رشتہ ہے کہ کسی سوسائٹی اور کسی قرابت میں اسکی نظیر نہیں ملتی، لیکن ہزاروں افراد ایسے ہیں جو اس کا جانتے ہوئے بھی خوش باش نہیں ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ اس سے واقف ہی نہیں کہ میاں بیوی کی پر لطف گفتگو کیونکر ہوتی ہے اور کس طرح سے باتوں باتوں میں اور پر لطف لطیفوں میں اس آرام جان کو موہ لیا جاتا ہے، اور کیسے چھوٹے چھوٹے فقروں سے لطیف سے لطیف مضامین کے دریا بہا دیئے جاتے ہیں، آپ کتاب

**میاں بیوی کی باتیں** منگا کر پڑھئے اور دیکھئے، کہ اگر آپ کا انداز بیان طرز کلام اور لذت تقریر ایسی ہو جائے جیسی اس کتاب میں ہے تو آپ اپنے گھر میں دارالتفریح پیدا کر سکتے ہیں اور گھر ہی ایک ایسا خاصہ کلب بن جائیگا، جہاں یہ مسرور جوڑا ہی پوری انجمن کا کام دیگا،

اس کتاب میں اس قدر دلچسپ میاں بیوی کے لطیفے ہیں کہ ایک ایک فقرہ اپنی لطف اندوزیوں میں روح افزا ہے، عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے موجب تفریح و لطف ہے، ۸۰ صفحہ ضخامت ہے بہت اعلیٰ چھپی ہوئی ہے، قیمت صرف ۸ر ہے

ملنے کا پتہ:- منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے۔

# جان جوکھون کا کام

صنف نازک سے ہی متعلق ہے، بچہ کی پیدائش موت و حیات کی بازی ہوتی ہے لیکن ہماری جہالت نے اس چیز کو موت سے قریب اور حیات سے دور کر دیا ہے، باوجودیکہ کوئی گھر اس سے خالی نہیں پھر بھی ایک فی ہزار عورتیں اور مرد اس کی ابتدائی حفاظت و تدابیر سے عاری ہیں، اگر آپ کو اپنی بیوی سے محبت ہے، اگر آپ کی جان اور بیوی کی جان برابر ہے تو خدا کے لئے آپ ایام حمل میں اور وضع حمل کے وقت ان ضروری تدابیر سے ضرور واقف ہو جائیے جن میں بہت تھوڑی سی غلطی آرام جان کی جان خطرہ میں مبتلا کر دیتی ہے، کتاب

**دائی** زچہ خانہ کا ایک بے خطا اور تیر بہدف پروگرام ہے جس پر عمل کرنے سے بچہ اور زچہ دونو غلطیوں اور ناواقفیتوں کے خطرناک اقدام سے محفوظ رہتے ہیں، ایام حمل کی ابتدائی حفاظتیں، زچہ خانہ، دائی کی ہوشیاری، جاپا مردہ بچہ کو زندہ کرنا، نال کاٹنا، آنول نکالنا، دردوں میں دیر جمنے کے بعد کیا کرنا چاہئے، خون سر نکلے گا یا پاؤں، یا نل بچہ جانا، بچہ پھیرنے کی ترکیب، نال کا بے وقت کٹنا، آنول کا بے جگہ ہونا، پیٹ گرنا، گیبلین کا درد، سب کا مفصل حال ہے، یہ کتاب مغلیہ خاندان کی ایک مستند خاتون کی لکھی ہوئی ہے، قیمت ۶ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# جب ہو جلال و جبروت والے شہنشاہ کا دربار ہوگا

جب اچھے اور بھلے میں امتیاز ہو جائے گا جب وامتازوا الیوم ایھا المجرمون کا نعرہ جگر شگاف بائیوں اور بھلائیوں ظالموں اور عادلوں نیکوکاروں اور گنہگاروں مسلمانوں اور کافروں عالموں اور جاہلوں زاہدوں اور رندوں کو کالی کی طرح پہاڑ کر علیحدہ علیحدہ کر دے جب عدالت عام میں ذرہ ذرہ اور ننکے ننکے کا حساب ہوگا اس وقت یہ باتیں قابل شنوائی نہ ہوں گی کہ ہم اس جرم کی سزا سے ناواقف تھے یا ہم نے اس کو جرم ہی سمجھا نہیں کیا ہر کوئی بتانے والا نہیں تھا ہمارا مذہب ہی معلومات کی قدرت ہی نہیں تھی کیونکہ

## قانون کی ناواقفیت سزائی نوعیت کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتی

مگر جب اس کا فضل ہو جائے اس کی رحمت سہارا ہو جائے لیکن آہ اس حالت میں ہم کیا امید کریں کہ سب کچھ کرتے ہیں اور واقفیت نہیں پیدا کرتے تو مذہبی معلومات سے ہمارے کتبخانہ خانی ہیں خاص مذہبی کتابوں سے ہمارے مطالعہ محروم ہیں تو مسائل شرعیہ ہمارے حافظہ سے مفقود ہیں تو مذہبی احکام اے کاش ہم مسلمان ہو کر اسلام کے لئے کلنک کا ٹیکا بنتے ہمیں ذوق ہے تو سیاسی لٹریچر سے ہمیں شوق ہے تو صنفی کتابوں کی لذتوں سے غزلوں سے ناولوں سے بے سر و پا افسانوں سے اگر دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ اور وہ بھی اگر ہر روز نہ ہو سکے تو دوسرے تیسرے روز یا ہفتہ میں صرف ایک دن یا اس کا کوئی جزو مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے وقف کر دیں تو تھوڑے ہی دنوں میں ہماری مذہبی تعلیم اس درجہ کو ضرور پہنچ جائے کہ احکام شریعت سے واقف ہو جائیں صرف مسلمانوں جس پر تمہاری آخرت کی زندگی کا انحصار ہے اس کے لئے خدا کا بھیجا ہوا وہ بڑی بڑی ضخیم عربی کتابیں نہ پڑھو اردو کتابوں کو ہاتھ نہ لگاؤ تو ایسی کتاب تو پڑھو جو صرف ہاتھ کی عربی کی کتابوں کا عطر ہے جو ہزارہا پرانی عربی کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس زمانہ کی اردو زبان میں سب سے زیادہ اہل مستند حنفی عقائد کا بے بہا گنجینہ ہے اگر اس کتاب کو ایک دفعہ آپ نے سمجھ کر پڑھ لیا تو ارکان اسلام کا کوئی بھی ایسا مسئلہ باقی نہیں رہے گا جو آپ کے ذہن نشین نہ ہو جائے، ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس حالت میں مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی جبری انتظام نہیں ہے کس قدر ضروری ہے یہ کتاب خالص حنفی عقائد کا مجموعہ ہے **اسلامی تعلیم** ۵۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین حسب ذیل ہے قیمت مجلد جرمی تین روپے مجلد پارچہ عمدہ


**باب العقائد**
کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ
ادلیل راسہ
کتب الکبیرہ
صحابہ کی تعلیم
فقیہ صحابہ کون تھے
ضروری مسائل
جواب اہل حنفہ کے
کفر کیا ہے کیا جاتی ہے کفر
فرشتے ملائکہ
کفر و ایمان
قضا و قدر
قیامت عذاب قبر
حشر اجساد عذاب و ثواب
جنت دوزخ ہمیشہ کے لئے
**باب الطہارت**
وضو کا بیان
غسل کا بیان
موجبات غسل اور پانی
جھوٹے پانی
تیمم کا بیان
تیمم کا مسنون

کس چیز سے تیمم ٹوٹتا ہے
موزوں پر مسح
مسح کس چیز سے ٹوٹتا ہے
اعضائے وضو پر مسح
صاحب عذر کا بیان
نجاستیں
نجاستیں پاک کرنا
نجاست کا بیان
حیض و نفاس کے احکام
**کتاب الصلوٰۃ**
اذان کا بیان
نماز کی شرطیں
نماز کے فرائض
نماز کے واجبات
نماز کی سنتیں
احکام قرأت
قرأت کی غلطیاں
احکام امامت
لائق امامت
مسائل نماز

نماز استسقا
نماز خوف احکام مسجد
جنازہ کی نماز غسل
میت کے جنازہ کی روانگی
جنازہ کے مسائل
قبر اور دفن کا طریقہ
مسائل تعزیت
احکام شہید
کعبہ میں نماز پڑھنا
صدقہ فطر صدقہ نفل
**کتاب الصوم**
روزہ توڑنے والی چیزیں
روزہ کی قضا میں کفارہ
مکروہات روزہ
بیان سحری و افطاری
روزہ نہ رکھنے کی سزا
جائز معذرت روزہ
نفلی روزے
نذر کا بیان
احکام اعتکاف

سائل جماعت
نماز میں بے وضو ہونا
خلیفہ بنانا
نماز کو توڑنے والے
اسباب
نماز میں بھولنا
نماز کے سامنے سے گذرنا
مکروہات نماز
نماز توڑنے کی کیفیت
جمعہ کے احکام
جمعہ کی شرطیں
نمازوں کا بیان
عیدین کی نماز
سجدۂ تلاوت
نماز قضا
نماز مسافر
سنن و نوافل
جماعت کی شرکت
کسوف و خسوف

متفرق مسائل
چاندی سونے کی زکوٰۃ
جانور کی زکوٰۃ
اونٹ کی زکوٰۃ
بکریوں کی زکوٰۃ
زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ
زکوٰۃ کے مستحقین
**کتاب الحج**
احکام حج
میقات
احکام احرام
احرام محرمات و مکروہات
حرم میں داخلہ
طواف حرم و طواف مروہ
طواف کے مکروہات

طواف دسی کے جانور کی قربانی
منیٰ کی روانگی
عرفہ کا وقوف
وقوف منا کے اعمال
حج تمتع و حج قران
حج کی قربانی
احکام حج میں قصور
جرموں کی تفصیل
قربانی کا قصور
وقوف عرفہ میں قصور
مزدلفہ میں قصور
مہر اور نکاح کے
سعی میں قصور
بوس و کنار جماع
خوشبو دار تیل لگانا
بے سلے ہوئے
کپڑے پہننا
جسم سے بال دور کرنا
ناخن کترنا
شکار کرنا۔

حرم کے جانور کو ہانکنا
احرام کے مسائل
ستر کے مسائل
حج فوت ہونے کا بیان
حج بدل حج نذر
**محرمات**
وہ عورتیں جن
سے نکاح حرام ہے
احکام دل
مسائل آلات
دکانت نکاح
مہر اور نکاح کے
تمام مسائل
**طلاق**
طلاق صریح
طلاق کنایہ
تفویض طلاق
طلاق معلق
طلاق مریض
طلاق رجعی

عدت کا بیان
سوگوار ہونا
شوہر کی نافرمانی
پرورش اطفال
حقوق بیوی
حقوق شوہر
رسوم شادی
دعوت ولیمہ۔
پیدائش عقیقہ
**ذبائح**
حلال جو ایک مسلمان
جانوروں کا ذبح کرنا
حرام اور حلال جانور
نشہ دالی اشیا
مہمان نوازی
**لباس**
لباس کا بیان
جائز لباس مرد و عورت
ریشمی لباس
ریشمی لباس کے
ریشمی لباس کے
**حقوق**
حقوق والدین
حقوق اولاد

میاں بیوی کا حق
رشتہ داروں کا
یتیم کا حق۔
مسکین مسافر کا حق
ہمسایہ
مہمان، میزبان
احباب مجلس مریض
میت قبر غرضکہ
تمام معاملات کے
حقوق جو ایک مسلمان
پر عائد ہوتے ہیں
سب کا کامل تذکرہ اس
کتاب میں ہے ایک
کامل و مکمل مدرسی
ہے جو اپنے ہر منتخب
کو مسلمان اور سچا
دیندار بنا دیتی ہے
قیمت
مجلد چرمی ستے
مجلد پارچہ عمدہ
بلا جلد اب نہیں
ہے۔


**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب کیجئے**

# آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی

اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اس لئے کہ آپ خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا نہیں مانگتے اس لئے کہ آپ کو فضیلت دعا کا حال معلوم نہیں اور قبولیت دعا کے اوقات سے بھی آپ کو واقفیت نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی دعائیں اب تک بے اثر ہیں لہذا ضرورت ہے کہ پہلے آپ دعا مانگنے اور مرادیں پوری ہونے کے طریقے معلوم کیجئے اور خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق دعا مانگئے پھر دیکھئے کہ اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد ہو جائینگے اگر آپ کو افلاس نے گھیر لیا ہے تو آپ کا افلاس دور ہو جائے گا اگر آپ مقدمات سے پریشان ہیں تو آپ کی پریشانیاں بھی رفع ہو جائینگی غرضکہ آپ کی ہر مراد کی کنجی **قرآنی دعائیں** ہیں جن میں دعا مانگنے اور مرادیں پانے کے تمام طریقے کلام اللہ کی آیات سے درج ہیں ہمارا دعوی ہے کہ اگر آپ قرآنی دعاؤں کے مذکورہ طریقوں کے مطابق دعائیں مانگیں گے تو آپ کی دعا کا مقبول ہونا یقینی ہے کیونکہ یہ قرآنی دعائیں ہزارہا مرتبہ کی آزمائی ہوئی ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ درجہ کی کاغذ دلایتی سفید چکنا ۲۴ پونڈ والا

قیمت صرف آٹھ آنے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

## کیا آپ کو رسول کریم کی زیارت

کا شوق ہے اور آپ مولائے کائنات کو دیکھنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ عالیہ علمائے ہند کی لکھی ہوئی کتاب **راویۃ سید المرسلین** منگا کر پڑھیئے اس کتاب میں درود شریف کے فضائل اس کا ثواب اور اس کے وہ طریقے بتلائے گئے ہیں جس سے زیارت حبیب اکرم یقینی ہے اور مولانا ممدوح کے سب مجرب ہیں قیمت ۸ر

# کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں

وہ کوئی دل ہو کسی کا ہو، مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو محکوم کا ہو ہمدعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے اگر آپ ہمسے **تسخیر القلوب** منگا کر اس میں جو عمل درج ہے اسکے عامل بن گئے احباب کو مسخر کرنا دشمن دمدگو مطیع کرنا آفسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے یہ ایک نہایت دلچسپ اور عجیب وغریب کتاب ہے اس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں تسخیر کا فن بتایا جاتا ہے یہ فن ایسا تیر بہدف ہے کہ سو فیصدی کارگر ہوتا ہے اس کے عامل کے لئے ناکامی کا امکان ہی نہیں دوسرا حصہ اعمال واوراد کا ہے اس میں صدہا سینہ بسینہ مجرب اعمال وظائف درج ہیں لکھائی چھپائی بہترین قیمت صرف آٹھ آنے۔ منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی

# ہر شخص کی یہ قدرتی خواہش ہے

کہ اس کے منہ سے جو بات نکلے اس کا لوگوں پر اثر ہو اس کی بات دور رہے اور اس کے الفاظ ضایع نہ ہوں یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے جب آدمی بات کرنے کے فن سے واقف ہو ورنہ آپ کی گفتگو کا کوئی بھی اثر نہیں ہوگا یہ وہ فن ہے جس کی آدمی کو ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں جادو بیانی ہو آپ کی گفتگو لوگوں کو مسخر کر لے اور آپ کی بات اس درجہ شیریں ہو کہ آپکے منہ سے ہر نکلا ہوا لفظ جادو کا اثر رکھتا ہو تو پھر آپ کو

**فن خطابت** مطالعہ میں رکھنی چاہیئے یہی وہ کتاب ہے جس سے بالکل دہقانی گنوار آج شہر کے زبان آور لوگوں کو نیچا دکھا رہے ہیں اس کتاب کی ہدایتوں پر عمل کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ الفاظ طلسم بنجائینگے ہر مجلس اور ہر محفل میں لوگ آپ کو آنکھوں پر بٹھائیں گے آپ کی جادو بیانی کی حد نہیں ہی نمک محدود نہیں رہے گی بلکہ آپ ہزاروں کے مجمع میں بیسہ طرح تقریر کر سکیں گے اہل مجمع کے دل آپ کے قبضہ میں ہوں گے اس طرح آپ اپنی بڑے بڑے کام کر لیں گے معمولا یہی یہ کتاب آپ کو اپنے گھر اپنے اعزہ اور احباب میں ہر دلعزیز بنا دے گی۔ قیمت ۸ر

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# دنیا تمہاری مٹھی میں آجائیگی

اگر تم مصیبت اور پریشانی کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو اگر تم اس جادہ کامیابی کی طرف نوتوں سے ناامید نہیں ہوئے ہو تو ہمت کر دمیدان میں آگے بڑھو کامیابی تمہارے قدم چومے گی پریشانی راحت سے بدل جائیگی بے اطمینانی سکون سے مبدل ہو جائیگی بشرطیکہ تم **آیۃ الکرسی** کا عمل پڑھنا چاہتے ہو آیت الکرسی میں اسم اعظم ہے اور اس کا زبردست عامل آسمان کی پوشیدہ قوتوں کو تسخیر کر سکتا ہے آیت الکرسی کے عمل کی بدولت ہزاروں بیمار تندرست ہو گئے غریب امیر بن گئے آیت الکرسی کے عامل کی کوئی مشکل اٹکی نہیں رہتی غرضکہ آیت الکرسی کا عامل جو چاہے وہ ہوگا اگر تم آیۃ الکرسی شریف کے عامل بننا چاہتے ہو تو پہلے اسم اعظم کے فضائل سے واقفیت حاصل کرو جو صحیح حدیثوں سے نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور اس کے بعد آیت الکرسی کی تفسیر پڑھو تاکہ تم پر اسم اعظم کی بندگی اور عظمت ظاہر ہو اور اس کے بعد آیت الکرسی کے نہایت صحیح اور مجرب اوراد وظائف کے عامل بنجاؤ جس کے پڑھنے کے نہایت سہل طریقے

## تفسیر و اعمال آیت الکرسی

میں نہایت خوبی سے درج کئے گئے ہیں لکھائی چھپائی اعلیٰ قیمت ۸ر

پتہ:۔ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

# تاریخ اسپین

یعنی داستان عروج اسلام اس کی تعریف و استہار کی ضرورت نہیں، سارا حال فہرست ابواب سے معلوم ہوجائے گا، اس میں حسب ذیل ۱۳۴ ابواب ہیں،

(۱) قدیم عرب (۲) ظہور اسلام (۳) خلیفہ اول (۴) خلیفہ دوم (۵) خلیفہ سوم (۶) فتح سری کا (۷) بربر کا فتح ہونا (۸) اقصائے مغرب میں موسیٰ کی فتوحات (۹) خلافت ولید بن عبدالملک (۱۰) اسپین پر چڑھائی کی تجویز (۱۱) حملہ طارق (۱۲) جنگ گاڈلیٹ (۱۳) ڈلیاڈ کی فتح (۱۴) فتح مرٹیا (۱۵) موسیٰ کا ٹولیڈو میں داخلہ (۱۶) معویہ مرشیا کی فتوحات (۱۷) صلح نامہ شاہ اربونہ (۱۸) طارق کی شمال میں فتوحات (۱۹) موسیٰ اور طارق کا دمشق پہنچنا (۲۰) سلطنت خلیفہ سلیمان (۲۱) عبدالعزیز کا قتل (۲۲) عمر بن عبدالعزیز کی خلافت (۲۳) خلافت یزید بن ملک (۲۴) خلیفہ ہشام کی خلافت (۲۵) اسپین کے حاکموں کا نزول (نصب (۲۶) عبدالرحمن کی حکومت (۲۷) ملک گال کی فتوحات (۲۸) عبدالملک کی گورنری (۲۹) اسپین میں عقبہ کی گورنری (۳۰) عقبہ کا انتقال (۳۱) بربر کا غدر (۳۲) جنگ باہم دگر (۳۳) خلیفہ ولید کی خلافت (۳۴) افریقہ میں (۳۵) اسپین میں ہشام کا مقرر ہونا (۳۶) خلیفہ ابراہیم کی خلافت (۳۷) اسمعیل و ہشام میں لڑائی (۳۸) تہوبا کی حکومت (۳۹) یوسف الفہری کی حکومت (۴۰) خلیفہ مروان کی حکومت کا حال، (۴۱) مروان کے بعد کے حالات، اسپین میں آپس میں جنگ (۴۲) ایران اسپین (۴۳) عبدالرحمن کی سرگردانی (۴۴) اسپین میں شام و مصر کی کونسل (۴۵) عبدالرحمن کے پاس قاصد کا جانا، (۴۶) خانہ جنگی کا خاتمہ (۴۷) اسپین میں عبدالرحمن کا داخلہ (۴۸) عبدالرحمن بن معاویہ، (۴۹) قرطبہ یعنی روڈر (۵۰) یوسف الفہری (۵۱) مرتیا میں عبدالرحمن کا داخلہ (۵۲) یوسف الفہری کی وفات (۵۳) بانندگان کیٹیلی کا اخراج (۵۴) ابن نعمان او قاسم (۵۵) اسماعیل بن حاتم انصاری، (۵۶) مدینہ تولیڈو میں بغاوت (۵۷) والی قرطبہ کی فتنہ انگیزی (۵۸) حاکم میناڈونیا کی بغاوت (۵۹) عبدالرحمن پرتقس کی چڑھائی (۶۰) کلیشیا کی مہم (۶۱) مقس کا مدینہ سیدل میں داخلہ (۶۲) سالار غرسیہ میں حسین الابداری کی بغاوت (۶۳) ابلس قرطبہ (۶۴) محمد ابوالاسود (۶۵) لوسانہ اور گلیشیا (۶۶) قرطبہ کی تعمیر، خاتمہ اور دیگر حالات، کتاب مجلد ہے قیمت مجلد سوا روپیہ

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

---

## حالات ترکان آل عثمان

مولفہ علامہ شہر اس کتاب میں کردوں اور ترکوں کی معاشرت و رسومات شادی غمی و مذہبی اعتقاد اور ان ترکوں کے ساتھ تعلق، سلطان کے محل کے اندرونی حالات اور زنان در با کا پورا نقشہ، والدہ سلطانہ، وقادن آفندی کے حالات اختیارات، گرجستان کی لڑکیوں کی پرورش سلطان کی خدمت میں پیش کیا جانا، قیمت فی جلد ۵ ر

## بانیان خلافت

تین بانیان خلافت کے حالات جنہوں نے خاص خاص خاندان کے خلافت کی بنیاد ڈالی اور بالآخر تینوں بانیوں کو ان کے بنائے ہوئے خلیفاؤں نے قتل کرادیا، وہ تینوں حسب ذیل میں عمر و بن سعید۔ بانی خلافت بنی امیہ، ابومسلم خراسانی بانی خلافت عباسیہ، ابوعبداللہ بانی خلافت بنی فاطمہ مصر قیمت ۴ ر

## نکاح جعفر و عباسہ

یہ بھی ایک تاریخی اور اہم واقعہ ہے، جعفر و عباسہ کا عشق اور خلیفہ کا جبر و تشدد، حیلہ نکاح، اس کو تاریخ میں جس قدر اہمیت ہے، مولانا عبدالحلیم شرر نے اس کو اصلی صورت میں پیش کیا ہے، قیمت ۴ ر

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمائیے

---

# تفسیر سورہ یٰسین

سورۂ یاسین کلام الٰہی کا قلب ہے اس سورۃ میں فصاحت و بلاغت کے دریا لہرا رہے ہیں اگر فرصت خواستہ آپ کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ آپ پورے کلام اللہ کی تفسیر سے اپنے دل و دماغ کو روشن کرسکیں تو کم از کم کلام الٰہی کے قلب کی کیفیات سے تو لطف اندوز ہونے کی کوشش فرمایئے، یہ تفسیر جامعیت کے لحاظ سے بے نظیر تفسیر ہے، حسن بیان و ادائے مطالب میں اپنا جواب نہیں رکھتی، زبان اس قدر سلیس کہ بچہ بھی سمجھ لے، عبارت اتنی شستہ کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے، یاسین شریف کی بابرکتوں کو اس قدر سمجھایا گیا ہے کہ جس طرح ایک جرعہ تصوف کا خواص اور متبحر عالم سمجھا جاسکتا ہے، ان تمام خوبیوں کے علاوہ یاسین شریف کے مضامین کی سرخیاں قایم کردی گئی ہیں تاکہ سمجھنے میں بے انتہا آسانی ہوجائے، اور سورہ یاسین پڑھنے کے طریقے بھی اسمیں موجود ہیں، ہدیہ صرف ۸ ر منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

---

# بستان التفاسیر

ترجمہ اردو تفسیر فتح العزیز فارسی تبارک الذی مصنفہ عمدۃ المصنفین زبدۃ المفسرین امام العلما، قدوۃ الفضلا حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے، صرف ان کا نام کافی ہے، گیارہ بڑی بڑی سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے، سورۂ تبارک، سورۂ نون، سورۂ حاقہ سورۂ معارج، سورۂ نوح، سورۂ جن، سورۂ مزمل، سورۂ مدثر، سورۂ قیامت، سورہ دہر، سورۂ والمرسلات، لڑکیوں اور عورتوں کے لیے بھی اس کا مطالعہ بہت مفید ہے، ضخامت مولوی سائز کے ۴۰۰ صفحات یا ۲۰۰ صفحات کلان، قیمت مجلد بھر ڈیڑھ روپیہ۔

---

# دوائیں اور دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے اس وقت تک اپنی تاثیر کامیابی کے ساتھ نہیں دکھا سکتے جب تک بیرونی معالجات سے مرض کو دفع نہ کیا جائے، اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لیے آپ بیوی کو چاہے تعویذ کردہ بناوین لیکن بغیر قربت ہر تعویذ بے کار رہے گا، ان لوگوں کے لیے جو فقط بیروں کے عمل پر کرخارجی معالجہ سے بے نیاز ہوجاتے تھے اور ان لوگوں کے لیے جو فقط دواؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھاتے مذکورہ بالا کتابیں طیار کی گئی ہیں، اس کے دو حصے ہیں جو دو ماہران فن کی طیار کردہ ہیں، اگر ایک کی ہدایتوں کے زیر اثر کامیابی نہ ہو تو دوسرے کے لکھنے پر عمل کرنے سے تو انشاء اللہ ضرور ہی فائدہ ہوگا، ان کا نام "دوائیں اور دعائیں" اور "دفع الامراض" ہے

ان کتابوں میں سر سے لے کر پاؤں تک کی بیماریوں کے نسخے، تعویذات، اور دعائیں سب درج ہیں، مولف و مولفین کا دعوے ہے کہ ہر نسخہ اتنا مؤثر ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی مرض ایسا نہیں ہے جسکا یقینی علاج ان کتابوں میں نہ ہو، دوا سے آرام نہ ہوگا دعا سے ہوگا، دعا سے نہ ہوگا تو فوش سے ہوگا، یا سب کو ملا کر ہوگا، اس کتاب کا عامل بحمدہ کبھی مایوس نہیں ہوا، دواؤں کی خوبی یہ ہے کہ نسخے کوڑیوں کے ہیں۔

قیمت ہر دو کتب دس آنے ۱۰ ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# شاہان مغلیہ کی بیویاں

شاہان ہند کی نامور خواتین جہاں حسن صورت کے مہر درخشاں تھیں وہاں اپنے نسب، شجاعت اور اولوالعزمی کے لحاظ سے بھی اپنی آپ نظیر تھیں، یہ وہ عورتیں تھیں جنکا جواب تک ماد گیتی پیدا نہ کرسکی، اور جنہوں نے اپنے کارناموں سے دنیا میں تہلکہ ڈالدیا، ان میں آسمان سن کی چاند بھی ہیں اور میدان شجاعت کی جان بھی، شاعرہ بھی ہیں مغنیہ بھی، ہندو دیویاں بھی ہیں اور مسلمان بیگمات بھی اور مندرجہ ذیل بیگمات کے مفصیلی حالات ہیں،

حمیدہ بانو، فخر النسا عصمت النسا، آرام دل، آسائش بانو، آغا بیگی، آرزم بانو، آرام جان، ممتاز محل، جہان آرا، رانی پاربتی، رانی تارا بائی، رانی تلسی بائی، ماربہ بائی، اکبر آبادی بیگم، اورنگ محل، آئی بیگم، بخت النسا، بہار بانو، بائی اودے پوری، بائی بہگوت دیوی بھی بائی، بیگم سلطانی، بی بی بائی، لاؤ ملک رضیہ سلطانہ، بدر النسا، جہانیاں بیگم، جانی بیگم، جودہ بائی، حمیدہ بانو، حاجی بیگم، خانہ زاد بیگم، شہزادہ خانم، ولیذیہ بیگم، بی بی دودہ، دارس بانو، روشن آرا، روپ متی، رحمت بانو، رضیۃ النسا، زینت النسا، زیب النسا، زبدۃ النسا، اخترزمانی، سلیمہ سلطان، سکندر سلطان، سلیمہ بانو، جمیلہ خاتون، موتی بیگم، اشرف زمانی، بادشاہ بیگم، نواب قدسیہ، ثریا بانو

یہ کتاب ڈھائی سو صفحہ کی ہے اور مجلد ہے، کتاب دیکھنے کے بعد آپ صحیح معنوں سے اس سے محظوظ ہو سکتے ہیں، قیمت مجلد صرف ڈیڑھ روپیہ بہ محصول علاوہ،

**حمیدیہ پریس دہلی**

# چوٹی کی بچھپر تحسین عورتیں

جنہوں نے اپنے حسن عالم آشوب سے بادشاہوں کی سلطنت قدموں میں ڈلوالی، جنہوں نے بہادر و شجیع نوجوانوں کی تلواریں کچی کروالیں جنہوں نے ملک التجار وارفتہ حسن جوانوں کے جہاز کے جہاز اپنی جانسوزی صورت پر قربان کرائے، یہ وہ خواتین اپنے اپنے وقت کی ملکہ حسن تھیں، ان سب کے قلمی فوٹو اس کتاب میں ایسے نظر آتے ہیں کہ بال بال اور رواں رواں زیر نظر آجاتا ہے کیونکہ حضرت شرر مرحوم کے لکھے ہوئے ۵۰ فسانہ حسن ہیں، اور جس لذت خیز پیرایہ میں مرحوم نے ان کو لکھا ہے وہ ایسا دل آویز ہے کہ نوجوان تو ہونٹ چاٹنے لگیں اور ادھیڑ کی باچھیں کھل جائیں، اور بڈھے جھرجھری لے کر ہائے جوانی پکار اٹھیں، قیمت بہ ضخامت ۲۲۵ صفحات مجلد ہے، حمیدیہ پریس دہلی

# ناموران عالم یعنی گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

تاریخ نگاری مولانا مرحوم کو جو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریر میں جو دلنشینی مولانا کو نصیب ہے شاید ہی کسی مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں حسب ذیل ناموران کے حالات ہیں

**محمود و ایاز**، ایاز محمود کی محبت اور نصر خلافی سے شورہ، ایاز کی بہن پر نظر عنایت بہرام گور اور چھلی والے کی بیٹی کا واقعہ، محمود کا بخل، نیشاپور کا ایک دولتمند، محمود اور ایک قمار باز کا واقعہ، محمود کی دولت سے محبت، محمود غزنوی کی بیماری اور موت

**علی بیگ**، مصر کا ایک نامور حاکم جس نے روز تشہیر اور جانبازیوں سے اتنی بڑی مملکت تسخیر کی

**عوج بن عوق** حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ، اس شخص کے وہ حیرت ناک کارنامے ہیں جس سے عوج ہی آدمی سنگر نشدہ رہ جاتا ہے، عوج کی پہلی اب ہی مصر کے عجائب خانہ میں ہے

**قوم چلڈیا**، اور ان کا پہلا بادشاہ نمرود اور اس کا سلک حضرت ابراہیم کے وقت کا سچا تاریخی واقعہ

**ہرقل** اپنے زمانہ کا مشہور شہنشاہ روم جس کی حکومت بعثت نبوی میں ہی تھی

**ابو العتاہیہ**، اسلام کی دوسری صدی کا مشہور شاعر، ہارون رشید کے دربار کے حالات

**ابن معتز** ایک جادو بیان مقرر جس نے خلافت کے تختہ کو کئی بار الٹا، اور جسکو چاہا خلیفہ بنا

**حسان بن ثابت** رسول کریم کے دربار کا شاعر جو کفار کی ہجو اور حضور کی مناقبت میں مشہور ہے

**افلاطون** یونان کا سب سے زیادہ مستند اور مقبول فلسفی ہر قسم کا ماہر ریاضی کا تھا اور بڑی شخصیت ہے

**فی بال** سلطنت روم کا سب سے بڑا سپہ سالار، اور روم کی بہت سی لڑائیوں کا حال

**الپ ارسلان** اس کا اصلی نام محمد بن جعفر بیگ سلجوقی ہے سلجوقیوں کی پوری تاریخ اس کے حالات ہیں

**میر علی شیر قانع**، دربار شاہ بابر کا نامور وزیر اور اس کے حیرت خیز کارنامے،

مذکورۂ بالا ناموران عالم اپنے اپنے وقت میں بے نظیر شخصیتیں تھیں، اور ان کے حیرت خیز کارنامے اب بھی جب کہ دنیا سائنس کی وجہ سے طلسم کدہ بنی ہوئی ہے، کچھ کم حیرت خیز نہیں ہیں، ضخامت تقریباً ۳۰۰ صفحات قیمت مجلد صرف بہ محصول سوا روپیہ

**منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے**

# کمالات سلف

مصنفہ مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

مولانا نے اس کتاب میں سلف کی اولوالعزمیوں کو اور قدیم شاہان دہلی کی رعایا نوازی کو اس آداب اور طریقے سے دکھایا جو انہی کا حصہ ہے فہرست مضامین یہ ہے (۱)، دیباچہ مؤلف کی ترقی کے اسباب اور شہرت ناموری (۲) ہند کا قدیمی خزانہ (۳) زوال اعجم (۴) بنا بغداد و خلیفہ منصور (۵) بلغاریہ حب اسلام کے سایہ میں آیا (۶) دہلی مرحوم (۷) دہلی اور اس کا اگلا دربار (۸) سلطنت دہلی کے بعض دیندار امرا (۹) جہاں آرا (۱۰) امیر تیمور کی سفارت بجانگر میں (قیمت ۸ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

# قدیم مسیحیت

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی: مولانا نے دکھایا ہے کہ قدیم زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں نے کیا برتاؤ کیا اور مسلمان مسیحیوں سے کس طرح پیش آئے، اور جس قدر اس مذہب سے جدا جدا فرقے نکلے سب کا مفصل بیان اور اس مذہب کی ترقی کے اسباب بیان کئے ہیں، قیمت ۶ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

# مقالات شرر

مضامین مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی، یہ مجرل مضامین نہیں بلکہ منتخبانہ معجزات و معجز نگاری کی کراستیں ہیں، جنہیں انشاء پردازی کا شوق اور اردو زبان کا باکمال نمونہ دیکھنا ہو، تو اس کتاب کو ضرور دیکھیں اور ضرور لیں ان ہی مضامین کی بدولت ہندوستان میں بیسیوں جادو نگار بن گئے ہیں مولانا شرر کے شرارے سارے ہندوستان میں روشنی دے رہے ہیں مولانا سے پہلے ہندوستان میں نجرل مضامین کا لکھنے والا کوئی نہ تھا، مولانا کی تبحر اور زور قلم ہی نجرل مضامین ہیں، ہم نے ان کے ۳۰ سال کے مضامین جمع کر کے طبع کئے ہیں، مولانا نے یہ کمال کیا ہے کہ ہر مضمون کو نیا لباس پہنایا ہے اور اس سے ایک نیا نتیجہ ظاہر کیا ہے اس مجموعہ میں حسب ذیل مضامین ہیں دنیا، عمر دو روزہ، آدھی رات، آنے والی گھڑی، خود پسندی، خاموش آسمان، دیہات کی شام، سرا پائے حسن، لالہ زار، زمانہ بے کسی، شادی و غم، عالم خیال، اندھیری رات، رخصت بہار، ٹوٹا ہوا کھنڈر، گم شدگان سلف، باغ آرزو، ہم، بیخ والم، یادگار خلوص، بیہمتی، شمع سحر، یاس، گور غریباں، پھول، ہم اور ہمارے کمالات، نظم جدائی، ہوا، اچھوتا پن، غریب کا جھونپڑا، شمع حرم، برسات، فصل بہار، بے خودی،

یہی وہ کتاب ہے جس کو پڑھنے اور مطالعہ میں رکھنے سے سینکڑوں آدمیوں کو مضمون نگاری آگئی، یہ کتاب بعض مدارس کے نصاب میں بھی داخل ہے مجلد ایک روپیہ **منیجر حمیدیہ پریس دہلی**

# اب سے تیرہ سو برس پہلے ۱۳۰۰

جب اسلام اپنے ابتدائی منازل میں تھا کون کہہ سکتا تھا کہ یہ اپنی عالمگیر رواداری کی وجہ سے عنقریب سربلند ہوگا، کہ اقوام عالم کے مغرور سر اس کے سامنے جھک جائیں گے، اور اس کا آفتاب اپنی ضیا پروار سے عالم کو ایسا جگمگا دیگا، کہ اس کی چکاچوند ظلمت و تیرگی کی آنکھوں کو خیرہ کردیگی آج ہم سے ہزاروں بھائی اس چیز سے واقف نہیں ہیں کہ اسلام کی برتری جس کا ایک عالم میں تہرہ تھا اب اس قدر پست کیوں ہے، اگر ہمارے زیر نظر اپنے اسلاف کے کارنامے ہوتے اور وہ اپنے مطالعہ میں رکھتے تو یہ نوبت نہ آتی اعمال ہیں اسدرجہ پر نہ پہنچاتی، کتاب

## فردوس آسیہ

کا مطالعہ کرکے پڑھنے سے حیرت ہوجائے گی کہ تیرہ سو برس پہلے کے مسلمان کیسے تھے اور ہم کیسے اپنی پست ہمتی اور اخلاق فروغ اپنی خود غرضیاں اور ان کا خلوص جب دیکھا جاتا ہے تو آنکھیں کھل جاتی ہیں اور اندازہ ہوتا ہے، اسلام جب ہی تھا، اور اب تو نام ہی باقی نہیں ہے، یہ بہت ضخیم کتاب ہے اور اس کے چھ حصہ ہیں جو سب ایک جگہ ہیں،

(۱) صحابہ کرام کے فضائل اور ان کے اوصاف ہیں، اور انکی والہانہ خدمات کا تذکرہ ہے جو کارہائے نمایاں انہوں نے کئے ہیں، اسی کے ساتھ ان کے فضائل اور مراتب کی بلندی کے سلسلہ میں جو قرآن شریف کی آیات نازل ہوئی ہیں، وہ، ان کا ترجمہ، اور تفسیر ہے

(۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کی مکمل سوانح عمری ہے، جس میں آپ کے اسلام لانے سے وفات تک کے حالات اور خدمات اسلام کا مفصل تذکرہ ہے ایسے عبرات آموز واقعات آپ کو دوسری کتاب میں نہیں ملیں گے، خصوصاً انتخاب خلافت، اور فوج کشی اسلام اور منافقین کا قلع قمع، اور اس بوڑھے خلیفہ کی جوان ہمتی ایسی ہے کہ پڑھنے والا جوش سے لبریز ہوجاتا ہے،

(۳) حضرت فاروق اعظم کی مکمل لائف ہے اس میں آپ کی ولادت اور کفر کی زندگی سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں، خصوصاً آپ کا عادل، آپ کا فوجی نظام آپ کی عبادات آپ کی ریاضات آپ کی معاشرت، غرض کہ خلافت کے دس سال کا مفصل حال ہے اور اس قدر ولولہ انگیز واقعات کا تذکرہ ہے کہ ہمیں اپنا وجود تسلیم کرنا بھی اس کے مقابلہ میں مشکل ہوجاتا ہے

(۴) حضرت عثمان غنی خلیفہ سوم کے حالات آپ نے بدولی خدمات اسلام کی فرمائیں ان کا مفصل تذکرہ، ان کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ صحیح طور پر مالدار کون ہے اور غنی کس کو کہہ سکتے ہیں، آخر میں آپ کی شہادت کا واقعہ بہت دردناک ہے اور امت مسلمہ کا یہ دوسرا شہید اپنی بے کسی کی موت کا داغ ایسا چھوڑ گیا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، یہ حصہ اسلامی سطوت اور حکومت کی اولوالعزمی کی تاریخ سے لبریز ہے

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مفصل حالات، پیدائش، قبول اسلام، خدمت رسول، نکاح بتول، غزوات کے کارنامے، خلافت سے بنی الامکان بیزاری، شہادت عثمان میں مخالفین سے مقابلہ، خلافت، جنگ صفین، معاویہ سے مخاصمت، شہادت رب مفصل

(۶) سید الشہداء و شباب اہل الجنۃ حضرت امام حسین کے حالات زندگی، اور شہادت کا حال مفصل درج ہے خصوصاً امام عالی مقام کی شہادت تو بلت ہی دردانگیز ہے، ضخامت کامل کتاب ۲۰۰ صفحات تقطیع مولوی کے برابر قیمت ۲ ڈیڑھ روپیہ **حمیدیہ پریس دہلی**

# گھر کا مولوی

## منادا اور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ فرقہ وارانہ تحریکات نے مسلمانوں کے لیئے تبلیغ اسلام کو ایک اہم فرض بنا دیا ہے ہر مسلمان کے لیئے یہ ضروری ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لیئے پوری کوشش کرے لیکن مسلمانوں میں مبلغین کی اس قدر قلت ہے کہ وہ تمام قوموں سے اس معاملہ میں پیچھے رہتے ہیں اس اہم ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب خواہرزادہ صوفی شاہ رحیم الدین صاحب مرحوم دہلوی نے

## آثار سعید

کتاب تالیف کی ہے جس کی ہر دو جلد شایع ہوچکی ہیں اس کتاب میں واعظوں کی آسانی کے لیئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک دفعہ مطالعہ کرنے کے بعد معمولی اردو خوان بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے، اس میں تمام امراض روحانی، حرص، حسد، حب دنیا تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، طمع، ظلم، غلہ، غمازی، زبان، زنا، لواطت وغیرہ سود، سوال، ریا، دنان و شوکت، جلنے والے کا بیان، شرک، شراب، غیبت، فحش فضولیات، کینہ، مزامیر، منافق، نفاق، فوحہ، خودپسندی، حق العباد وغیرہ لکھا ہے ساتھ ہی اخلاق حمیدہ کی ترغیب، احسان، اکل حلال، امانت، آنکھ، ایمان، تسبیح صلوٰۃ التسبیح، تواضع، توبہ، تحمل، توکل، تہجد، تعبہ، خوف، حج کے فضائل و مسائل اعتقاد، استغفار، اخلاص، رجا، رضا، فضائل درود شریف وسبم اللہ شریف و اوراد رجب، ربیع الاول، روزہ رمضان شریف، ذکر اذکار، استخارہ، اتفاق پنچین گومیان، سرکار دوعالم و پیشہ تجارت، خلق نیک وبد، زہد و سخاوت معہ چار یار و طریقت سنت دعائے آداب، شیطان کے فضائل و ثواب، شکر و صبر، صراط مستقیم صدق، صدہ، نیکی و بدی، جنت و دوزخ، علم و عمل عدل و عبادت، فقر و فاقہ قرض حسنہ کلمہ طیبہ، اور پانچوں کلمے کہنا نام کہلانے کے فوائد، لڑکوں کی تربیت محبت باری تعالیٰ، متقی، مراقبہ، نماز و نماز کے مسائل وضو و نماز کے مسائل وضو و سواک کے فوائد، وقت، ہدایت، ہمدردی و ہمبستری کا طریقہ یاری دوستی غرضکہ ایک سو سات بیان ہیں جو آیات قرآن مجید و احادیث سے مزین ہیں، اور حکایات صالحین سے بیان کرعام فہم کیا ہے جس سے لطف دوبالا ہوگیا ہے، لوگ ہاتھوں ہاتھ خرید رہے ہیں، پہلی جلد کے صفحات ۸۰ تقطیع ۲۲×۲۹ اور ضخامت جلد دوم ۸۴ صفحے، ہر دو جلد ایک جگہ مجلد ہیں علیحدہ نہیں مل سکتیں، قیمت کامل ہر دو جلد مجلد دو روپے عا علاوہ محصول ڈاک، **حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے**

# تذکرہ اولیائے ہند

اس میں ہندوستان کے سات سو اولیائے کرام کے حالات و کشف و کرامات جمع کئے گئے ہیں، یہ وہ کتاب ہے جس کا ایک زمانہ مشتاق تھا، اور اب جس کے مطالعہ سے طبیعت کبھی سیر نہیں ہوتی، زبان سلیس اردو، قیمت کامل جار روپے علاوہ محصول

**حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے**

ماہ رجب ۱۳۲۹

# معجز نما متوسط قرآن شریف بدوترجمہ وتفسیر کامل اردو

## مجلد چرمی نقشی منقش ہدیہ اصلی سوا چھ روپے رعایتی پانچ روپیہ محصول علاوہ

مروکی خوشنمائی موتی کی آب سے دوبالا۔ گویا ایک آہرا استاد کے تراشے ہوئے نگینے ہیں۔ ایسی بہترین چھپائی جو مکی چاپہ خانہ کو نصیب نہیں صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری۔ تمام طرز بجاوندی اور منشی ممتاز علی صاحب کے خاتم المصاحف کے مطابق ہے اس کو ہر طرح سے بہتر بنانے میں کل کوشش اور زر کثیر خرچ ہوا ہے۔ اور اس قرآن شریف کا ترجمہ اول شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ہے جو ہندوستان کے تمام علماء کے بیانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے ان کے ترجمہ میں یہ خاصی خوبی ہے کہ قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنی بتاتا ہے، ترجمہ دوم حکیم الامۃ قرآن کے ظاہری و باطنی امور کے ماہر حضرت مولانا اشرف علی صاحب قادری چشتی تھانوی کا ہے جو تقریباً تحت اللفظ ہونے کے باوجود بامحاورہ اور نہایت سلیس ہے یہ ہر دو ترجمے ان تمام غلاظ و خلل لفظی سے پاک ہیں جو آزادی پسند حضرات کے ترجمہ میں موجود ہیں، اور خوبی یہ کہ اس کے حاشیہ پر تمام تفاسیر مثل تفسیر کبیر، ابن جریر، دمنثور، خازن، مدارک، موضح القرآن از شاہ عبدالقادر، ضحاک مسند حاکم، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، مسند بزار، مسند امام احمد، اسباب نزول از جلال الدین سیوطی وغیرہ وغیرہ) اور تمام کتب احادیث (مثل بخاری، مسلم، ترمذی، وغیرہ وغیرہ) کے خلاصہ و مطالب سے ایک جامع تفسیر نہایت صحت و زینت کے ساتھ ایسی عام فہم اردو میں چڑھائی گئی ہے کہ جو آج تک نہ تو کسی قرآن پر دیکھی نہ کسی نے اس قدر زر کثیر خرچ کرنے کی ہمت کی جس میں تمام احکام قرآن و مسائل قرآن جملہ قصص کل تاریخی واقعات و اکرا اولین و آخرین اور قرآن کے جملہ ظاہری و باطنی اشارات اور نشان نزول، ربط آیات خواص قرآن نافع وضرر کی کامل تفصیل ہے اور جس تفسیر کا مضمون ختم ہوا ہے اس کا پورا حوالہ دیا گیا ہے، اور ایک خاص بات یہ ہے کہ حاشیہ پر سلسلہ تفسیر میں ہر صفحہ پاس مضمون کی سرخی دی گئی ہے جس کی بابت تفسیر میں بیان ہوا ہے، اور نیز بحوالہ ابواب القرآن حاشیہ پر حسب ضرورت حل لغات و ترکیب کا بیان ہے، ہر پارہ و ہر منزل جدا جدا و نقش و نگار سے آراستہ ہر بسم اللہ رنگا رنگ سے تحریر ہے۔ اس کی صحت بہ حافظوں کی معرفت بجاوندی قرآن کریم کے دیگر قرآن ہوا بدستخط کے مطابق ہوئی ہے جملہ اوقاف بجاوندی کے مطابق ہیں، نیز اس کے شروع میں ایک مقالہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں۔ حصہ اول میں آدم سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمری اور انکی امتوں کے حالات ہیں۔ اسلام سے قبل عرب کی قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل ہو کفار عرب نے آپ کے خلاف انجام دی تھیں۔ اور آپ کے وہ تمام خطوط جو آپ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام بابت دعوت اسلام روانہ فرمائے تھے۔ بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات ہیں۔ حصہ دوم میں فضائل قرآن و اسرار قرآن، حصہ سوم میں خاندان نقشبندیہ و قادریہ و سہروردیہ و چشتیہ کے بزرگوں کے مخفی اعمال قرآن و خواص اور جملہ سورتوں اور آیتوں اور پورے قرآن کے تعویذات اور تعبیر خواب و ترکیب فال سند کے ساتھ درج ہیں۔ حصہ چہارم میں مضامین قرآن کی فہرست ہے جس سے تمام مضمون دریافت انشاء میں کام سکتی ہے، حصہ پنجم میں قواعد قرات کا بیان ہے۔ عربی اور اردو دو خط نہایت خوشخط اور نوشخطی کے معیار سورت کے مطابق ہیں۔ کاغذ نمبر اول چکنا و لالئی ایک کہ الٹی کا ہے جو نہایت آبدار ہے بقطع ۲۰×۲۶ تعداد صفحات مع مضامین تخمیناً ۹۲۰ صفحے

اس کے علاوہ یہ قرآن کا معاملہ ہے جس میں ہمارے اور آپ کے درمیان صرف ایمانداری کا واسطہ ہے۔ اگر مطابق شہادت نہ ہو تو بذریعہ وی پی کارخانہ کے نام واپس فرمائیے قیمت و محصول وصول فرمالیں۔ اور اب قوتانہ ترین اشاعت پریس سے باہر ہے یہ مابقیہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے ہدیہ اول نمبر مکلبا کاغذ نہایت دسفید، اعلیٰ خامت، مجلد چرمی منقش قیمت پانچ روپے

منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

# مرقع جزنما پنج سورہ

## مترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

مصنفہ مرحوم محدث دہلوی مغفور اور خواص و فضائل و اعمال سورۃ ہائے قرآن و شان نزول اور ربط آیات تفسیر کالا از حضرت مولانا اشرف علی صاحب، قبلہ یہ فیضہ یہ عجیب و غریب پنجسورہ ہے آج تک اس شان کا پنجسورہ ہندوستان تو کیا دنیا بھر میں نہیں چھپا، ۱۸۰ صفحے ضخامت اور تقطیع سرولی سے نصف، چھپائی ایسی صاف کہ ایک ایک نقطہ درخشان، کاغذ نہایت سفید اور مضبوط و دبیز، اسمیں حسب ذیل سورتیں ہیں،

سورہ یاسین، سورہ رحمن، سورہ فتح
سورہ واقعہ، سورہ ملک، سورہ مزمل
سورہ نوح، سورہ جن، سورہ کہف
سورہ فلق، سورہ والناس

اب سب سورتوں کا ترجمہ لفظی ہے اور تفسیر کامل ہے اور عملیات و وظائف بہت درج ہیں اس کے علاوہ مفت ہیکل مع اسناد و نقش قفل مع اسناد و مالخ العرش مع اسماء حسنیٰ ۹۹ نام، اور اسماء رسول مع اسناد، سلسلہ نام بزرگان چشتیہ سلسلہ نام بزرگان قادریہ درود کبیر منسوبہ حضرت غوث الاعظم، اس کے تمام نقوش دیئے ہیں اور سینہ بسینہ عملیات درج ہیں، مجلد یا رچہ ایک جلد بارہ آنے، تین جلد مگر دس جلد پانچ روپے دس آنے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

# بستان التفاسیر یعنی

## اردو ترجمہ تفسیر فتح العزیز پارہ تبارک الذی

مصنفہ عمدۃ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلماء والفضلاء حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی، ایسے شخص کی تصنیف کی کیا کوئی تعریف لکھ سکتا ہے صرف ان کا نام کافی ہے، گیارہ سورتوں کی تفسیر ہے مع احادیث کے، سورہ تبارک (ملک)، سورہ نون، سورہ حاقہ، سورہ معارج، سورہ نوح، سورہ جن، سورہ مزمل، سورہ مدثر، سورہ قیامۃ، سورہ دہر، سورہ والمرسلات، ہر سورت کے شروع میں بہت مفید ہے فضائل، ۲۰۰ صفحات تقطیع سرولی سے دوگنی، رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۸ منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

طبع بشیر عبدالحمید نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔